مرتبہ

مدن گوپال

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، نئی دہلی

کلیاتِ پریم چند

17

(پریم چند کے خطوط)
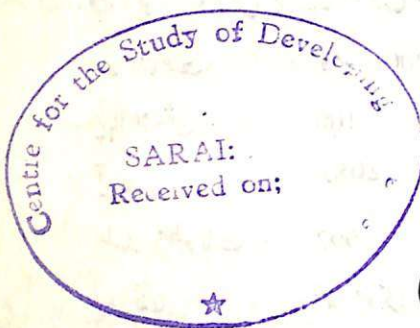
مرتبہ

مدن گوپال
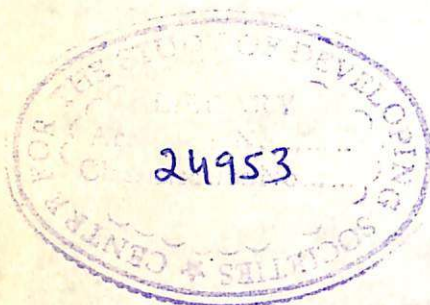
قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارتِ ترقی انسانی وسائل (حکومتِ ہند)

ویسٹ بلاک 1، آر.کے.پورم، نئی دہلی 110066

پیش لفظ

ایک عرصے سے ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ پریم چند کی تمام تصانیف کے مستند اڈیشن منظرعام پر آئیں۔ قومی اردو کونسل پریم چند کی تمام تحریروں کو "کلیات پریم چند" کے عنوان سے 22 جلدوں میں ایک مکمل سِٹ کی صورت میں شائع کررہی ہے۔ ان میں ان کے ناول، افسانے، ڈرامے، خطوط، تراجم، مضامین اور اداریے بہ اعتبار اصناف یکجا کیے جارہے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :

ناول : جلد 1 سے جلد 8 تک، افسانے : جلد 9 سے جلد 14 تک،

ڈارمے : جلد 15 و جلد 16، خطوط : جلد 17،

متفرقات : جلد 18 سے جلد 20 تک، تراجم : جلد 21 و جلد 22

"کلیات پریم چند" میں متون کے استناد کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ مواد کی فراہمی کے لیے اہم کتب خانوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ حسبِ ضرورت پریم چند کے ماہرین سے بھی ملاقات کرکے مدد لی گئی ہے۔

کلیات کو زمانی اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے۔ سن اشاعت اور اشاعتی ادارے کا نام شائع کرنے کا التزام بھی رکھا گیا ہے۔

"کلیات پریم چند" کی یہ جلدیں قومی اردو کونسل کے ایک بڑے منصوبے کا نقش اوّل ہیں۔ اس پروجکٹ کے تحت اردو ادب کے ان ادبا و شعرا کی کلیات شائع کی جائیں گی جو کلاسیکی حیثیت اختیار کرچکی ہیں۔ پریم چند کی تحریروں کو یکجا کرنے کی اس پہلی کاوش میں کچھ خامیاں اور کوتاہیاں ضرور راہ پاگئی ہوں گی۔ اس سلسلے میں قارئین کے مفید مشوروں کا خیر مقدم ہے۔

آئندہ اگر پریم چند کی کوئی تحریر/ تحریریں دریافت ہوتی ہیں، آئندہ ایڈیشنوں میں ان کو شامل کیا جائے گا۔

اردو کے اہم کلاسیکی ادبی سرمایے کو شائع کرنے کا منصوبہ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی ترجیحات میں شامل ہے۔ ان ادبی متون کے انتخاب اور ان کی اشاعت کا فیصلہ قومی اردو کونسل کے ادبی پینل نے پروفیسر شمس الرحمٰن فاروقی کی سربراہی میں کیا۔ ادبی پینل نے اس پروجکٹ سے متعلق تمام بنیادی امور پر غور کرکے منصوبے کو تکمیل تک پہنچانے میں ہماری رہنمائی کی۔ قومی اردو کونسل ادبی پینل کے تمام ارکان کی شکرگزار ہے۔ "کلیات پریم چند" کے مرتب مدن گوپال اور معاون ڈاکٹر رحیل صدیقی بھی شکریے کے مستحق ہیں کہ انھوں نے پریم چند کی تحریروں کو یکجا کرنے اور انھیں ترتیب دینے میں بنیادی رول ادا کیا۔

امید ہے کہ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی دیگر مطبوعات کی طرح "کلیاتِ پریم چند" کی بھی پذیرائی ہوگی۔

ڈاکٹر محمد حمیداللہ بھٹ
ڈائرکٹر
قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومتِ ہند،
نئی دہلی
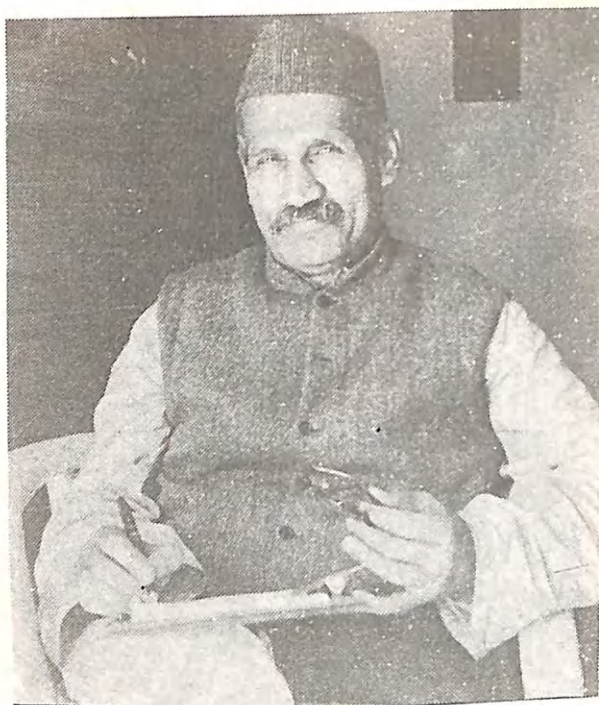
جینندر کمار جین (1905-1989)

بنارسی داس چترویدی (1892-1985) مدن گوپال کے ساتھ

منشی دیانرائن نگم (1882-1942)

امتیاز علی تاج (1900-1970)

پریم چند کے خطوط

منشی پریم چنداپنے دور کے شاید پہلے اردو ادیب ہیں جن کے مکاتیب شائع ہوئے ہیں۔ ان خطوط کو یکجا کرنے کی کہانی بڑی دلچسپ ہے۔ اس کی ابتدا تقریباً ساٹھ سال قبل اس وقت ہوئی جب میں مرحوم کی وفات کے چھ سال بعد ان کی زندگی اور تصانیف پر انگریزی میں ایک کتاب لکھ رہا تھا۔ اس کتاب کی تیاری میں میں نے پریم چند کی سبھی تصانیف کا مطالعہ کیا۔ 'زمانہ' کے پریم چند نمبر میں دیانرائن نگم کا ایک طویل مضمون تھا، جس میں پریم چند کے خطوط سے اقتباس درج کیے گئے تھے۔ مجھے احساس ہوا کہ پریم چند کی سوانح کو جاننے کے لیے یہ خطوط کارآمد ہیں۔ میں نے پریم چند کے فرزند شری پت رائے کو خط لکھا کہ اپنے والد مرحوم کے خطوط جمع کرتے جائیں۔ شری پت نے لکھا کہ "خطوط کو جمع کرنے کا کام بہت دشوار ہے اور اسے وہی شخص انجام دے سکتا ہے جو اسے زندگی کا مشن بنا لے۔ اگر کوئی کرنے کو تیار ہو تو میں معاوضہ بھی دینے کو تیار ہوں۔" ان کی طرف سے بات ختم ہوگئی مگر میں نے اس کام کو کرنے کا تہیہ کرلیا۔ ان دنوں میرا قیام لاہور میں تھا۔ سب سے پہلے مجھے وہ خطوط ملے جو پریم چند نے دیانرائن نگم کو لکھے تھے۔ جب میں نے نگم صاحب کو مطلع کیا کہ میں نے پریم چند پر انگریزی میں ایک کتاب لکھی ہے تو انھیں بہت خوشی ہوئی۔ جو خطوط پریم چند نمبر میں انھوں نے اپنے مضمون میں شائع کیے تھے اس کا پلندہ مجھے دے دیا اور کہا جب تمھاری کتاب شائع ہو تو مجھے دکھا دینا، باقی خطوط بھی دے دوں گا۔ وہ نوبت نہیں آئی اور ان کی وفات ہوگئی۔

میں 1948 میں دیانرائن نگم کے فرزند سے ملا اور ان سے درخواست کی کہ اگر باقی خطوط مل جائیں تو میں مشکور رہوں گا۔ مگر انھیں ان خطوط کا علم نہیں تھا۔ اِدھر دہلی میں میں نے جینندر کمار سے خطوط مانگے، انھوں نے خطوط کی فائل مجھے دے دی اور کہا کہ نقل کرکے اسے لوٹا دینا۔ اس فائل میں 54 خطوط تھے جن کا تعلق پریم چند

کی زندگی کے آخری چھ، سات سال سے تھا۔ ان خطوط کی نقل لے کر میں نے فائل انھیں واپس کردی۔ نقل کرنے میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ کچھ الفاظ شکستہ ہوگئے تھے اور میں انھیں سمجھنے سے قاصر رہا۔ میں نے جنیدر کمار سے درخواست کی کہ وہ ان خطوط کی نقل پر نظرثانی کریں مگر انھیں فرصت نہیں ملی۔ اس کے بعد 1948 تک صحافتی مصروفیات کی وجہ سے مجھے فرصت نہیں ملی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ان خطوط کے اصل نسخے کوئی اور صاحب لے گئے تھے جو انھوں نے واپس نہیں کیے۔

لاہور میں سیّد امتیاز علی تاج کو لکھے پریم چند کے خطوط دیکھنے کا موقع ملا۔ تاج صاحب نے خطوط دینے سے انکار کیا مگر سامنے بیٹھ کر نقل کرنے کی اجازت دے دی۔ ان خطوط کا تعلق پریم چند کے بازار حسن، گوشۂ عافیت، چوگانِ ہستی اور افسانوں کے دو مجموعوں پریم پچیسی اور پریم بتیسی سے ہے۔ بعد میں بھیشم ساہنی نے بھی ان خطوط کو نقل کیا اور ماہنامہ 'آج کل' ہندی میں شائع کیے۔ اس کے بعد یہ خطوط نقوش کے مکاتیب نمبر میں شائع ہوئے۔

دیانرائن نگم، امتیاز علی تاج اور جتیندر کمار کو لکھے خطوط کے علاوہ مجھے بنارسی داس چترویدی نے کوئی 25 خطوط کی نقل دی اور شری رام شرما کو لکھے خطوط کی بھی۔ 1946 میں لندن میں قیام کے دوران میں نے PEN میں پڑھا کہ اندرناتھ مدان پریم چند پر کتاب لکھ رہے ہیں۔ میں نے انھیں لکھا کہ پریم چند کے خطوط میرے پاس ہیں کیا ان خطوط کا استعمال کرنا چاہیں گے۔ جواب آیا کہ میری کتاب مکمل ہے۔ میں 1948 میں وطن واپس آیا اور Statesman کے اسٹاف پر کام کررہا تھا۔ جب 1950 میں مجھے کیشورام سبھروال صاحب نے کچھ خطوط دکھلائے جو پریم چند نے انھیں ٹوکیو میں لکھے تھے۔ سبھروال، راس بہاری بوس کے انقلابی تحریک میں قریبی ہم سفر تھے۔ بعد میں رابندرناتھ ٹیگور کے سکریٹری رہے۔ انھوں نے پریم چند کے کچھ افسانوں کے جاپانی ترجمے وہاں کے مقبول اخبار میں شائع کرائے تھے۔ سبھروال صاحب کو میری پریم چند تحقیقات میں دلچسپی کا علم تھا۔ وہ خود میرے دفتر (سٹیٹمین) میں آئے اور خطوط دکھلائے۔ انھیں دنوں میں نے ماہنامہ آج کل میں پریم چند کے خطوط کے

بارے میں ایک مضمون لکھا۔ اس کو پڑھ کر شری مانک لال جوشی نے (پریم چند کی کچھ کتابوں کا گجراتی ترجمہ کیا تھا) پریم چند کا ایک بیش بہا خط ارسال کیا۔ اس کے علاوہ وشنو پربھاکر نے مجھے کچھ خطوط کی نقل دی۔

میرے ذخیرے میں تقریباً 260 خطوط ہوگئے۔ میری تلاش جاری تھی۔ میں نے مہاتما گاندھی، جواہر لال نہرو، مولانا آزاد، راجندر پرساد، سمپورنانند اور دیگر رہنماؤں اور ادیبوں کو خطوط لکھے۔ جواہر لال نہرو کے دفتر سے جواب آیا "پریم چند کا کوئی خط نہیں ہے۔ (کچھ سال بعد پریم چند کا آچاریہ نریندر دیو کے نام خط ملا جس میں نہرو کی کتاب Letters to a daughter کے ترجمے کا ذکر ہے جو نہرو میوزیم سے وصول ہوا) مولانا آزاد کے دفتر سے جواب آیا، مولانا صاحب کو پرانے خطوط رکھنے کی عادت نہیں ہے۔

اردو کے مشہور و معروف شاعر جناب رگھوپتی سہائے فراق اور ان کے ہم عصر دوسرے ادیبوں کو بھی پریم چند کے خطوط موصول ہوئے۔ لیکن ان حضرات نے انھیں محفوظ نہ رکھا۔ بقول فراق صاحب "کس کو معلوم تھا کہ کم بخت کو آگے چل کر اتنی مقبولیت اور ان کے خطوط کو اتنی اہمیت حاصل ہوجائے گی۔" خود پریم چند کے اپنے لڑکوں نے کوئی خط سنبھال کر نہیں رکھا۔ محترمہ شورانی دیوی نے سات آٹھ خطوط اپنی کتاب "پریم چند گھر میں" شائع کرائے ہیں۔

پریم چند نے سوتیلے بھائی مہتاب رائے کے ساتھ پریس میں شرکت کی تھی اس میں گھاٹا رہا اور بدمزگی بھی پیدا ہوئی۔ مہتاب رائے نے بتایا کہ کچھ لوگ آئے تھے اور پریم چند کے خطوط لے گئے۔ (کون تھے؟ اب کہاں ہیں؟ معلوم نہیں) مگر جو خطوط باقی ہیں انھیں وہ اس لیے نہیں دے سکتے کیونکہ "بھائی صاحب کو میں نے مورتی کے طور رکھا ہے مگر ان خطوط میں وہ گر گئے ہیں"۔ بہت منت سماجت کے بعد انھوں نے دس خطوط مجھے دیے۔ باقی سنبھال کر رکھ چھوڑے۔ دس سال بعد امرت رائے نے ان کو حاصل کیا۔ مگر چٹھی پتر میں شائع نہیں کیا۔ یہ خطوط جواہر لال نہرو میوزیم میں محفوظ ہیں۔ انھیں پہلی بار یہاں شائع کیا جارہا ہے۔ خطوں کی حالت خستہ

کی زندگی کے آخری چھ، سات سال سے تھا۔ ان خطوط کی نقل لے کر میں نے فائل انھیں واپس کردی۔ نقل کرنے میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ کچھ الفاظ شکستہ ہوگئے تھے اور میں انھیں سمجھنے سے قاصر رہا۔ میں نے جنیدر کمار سے درخواست کی کہ وہ ان خطوط کی نقل پر نظرثانی کریں مگر انھیں فرصت نہیں ملی۔ اس کے بعد 1948 تک صحافتی مصروفیات کی وجہ سے مجھے فرصت نہیں ملی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ان خطوط کے اصل نسخے کوئی اور صاحب لے گئے تھے جو انھوں نے واپس نہیں کیے۔

لاہور میں سیّد امتیاز علی تاج کو لکھے پریم چند کے خطوط دیکھنے کا موقع ملا۔ تاج صاحب نے خطوط دینے سے انکار کیا مگر سامنے بیٹھ کر نقل کرنے کی اجازت دے دی۔ ان خطوط کا تعلق پریم چند کے بازار حسن، گوشۂ عافیت، چوگانِ ہستی اور افسانوں کے دو مجموعوں پریم پچیسی اور پریم بتیسی سے ہے۔ بعد میں بھیشم ساہنی نے بھی ان خطوط کو نقل کیا اور ماہنامہ 'آج کل' ہندی میں شائع کیے۔ اس کے بعد یہ خطوط نقوش کے مکاتیب نمبر میں شائع ہوئے۔

دیانرائن نگم، امتیاز علی تاج اور جتیندر کمار کو لکھے خطوط کے علاوہ مجھے بنارسی داس چترویدی نے کوئی 25 خطوط کی نقل دی اور شری رام شرما کو لکھے خطوط کی بھی۔ 1946 میں لندن میں قیام کے دوران میں نے PEN میں پڑھا کہ اندرناتھ مدان پریم چند پر کتاب لا رہے ہیں۔ میں نے انھیں لکھا کہ پریم چند کے خطوط میرے پاس ہیں کیا ان خطوط کا استعمال کرنا چاہیں گے۔ جواب آیا کہ میری کتاب مکمل ہے۔ میں 1948 میں وطن واپس آیا اور Statesman کے اسٹاف پر کام کررہا تھا۔ جب 1950 میں مجھے کیشورام سبھروال صاحب نے کچھ خطوط دکھلائے جو پریم چند نے انھیں ٹوکیو میں لکھے تھے۔ سبھروال، راس بہاری بوس کے انقلابی تحریک میں قریبی ہم سفر تھے۔ بعد میں رابندرناتھ ٹیگور کے سکریٹری رہے۔ انھوں نے پریم چند کے کچھ افسانوں کے جاپانی ترجمے وہاں کے مقبول اخبار میں شائع کرائے تھے۔ سبھروال صاحب کو میری پریم چند تخلیقات میں دلچسپی کا علم تھا۔ وہ خود میرے دفتر (سٹیٹمین) میں آئے اور خطوط دکھلائے۔ انھیں دنوں میں نے ماہنامہ آج کل میں پریم چند کے خطوط کے

بارے میں ایک مضمون لکھا۔ اس کو پڑھ کر شری مانک لال جوشی نے (پریم چند کی کچھ کتابوں کا گجراتی ترجمہ کیا تھا) پریم چند کا ایک بیش بہا خط ارسال کیا۔ اس کے علاوہ وشنو پربھاکر نے مجھے کچھ خطوط کی نقل دی۔

میرے ذخیرے میں تقریباً 260 خطوط ہوگئے۔ میری تلاش جاری تھی۔ میں نے مہاتما گاندھی، جواہر لال نہرو، مولانا آزاد، راجندر پرساد، سمپورنانند اور دیگر رہنماؤں اور ادیبوں کو خطوط لکھے۔ جواہر لال نہرو کے دفتر سے جواب آیا "پریم چند کا کوئی خط نہیں ہے۔ (کچھ سال بعد پریم چند کا آچاریہ نریندر دیو کے نام خط ملا جس میں نہرو کی کتاب Letters to a daughter کے ترجمے کا ذکر ہے جو نہرو میوزیم سے وصول ہوا) مولانا آزاد کے دفتر سے جواب آیا، مولانا صاحب کو پرانے خطوط رکھنے کی عادت نہیں ہے۔

اردو کے مشہور و معروف شاعر جناب رگھوپتی سہائے فراق اور ان کے ہم عصر دوسرے ادیبوں کو بھی پریم چند کے خطوط موصول ہوئے۔ لیکن ان حضرات نے انھیں محفوظ نہ رکھا۔ بقول فراق صاحب "کس کو معلوم تھا کہ کم بخت کو آگے چل کر اتنی مقبولیت اور ان کے خطوط کو اتنی اہمیت حاصل ہوجائے گی۔" خود پریم چند کے اپنے لڑکوں نے کوئی خط سنبھال کر نہیں رکھا۔ محترمہ شورانی دیوی نے سات آٹھ خطوط اپنی کتاب "پریم چند گھر میں" شائع کرائے ہیں۔

پریم چند نے سوتیلے بھائی مہتاب رائے کے ساتھ پریس میں شرکت کی تھی اس میں گھاٹا رہا اور بدمزگی بھی پیدا ہوئی۔ مہتاب رائے نے بتایا کہ کچھ لوگ آئے تھے اور پریم چند کے خطوط لے گئے۔ (کون تھے؟ اب کہاں ہیں؟ معلوم نہیں) مگر جو خطوط باقی ہیں انھیں وہ اس لیے نہیں دے سکتے کیونکہ "بھائی صاحب کو میں نے مورتی کے طور رکھا ہے مگر ان خطوط میں وہ گر گئے ہیں"۔ بہت منت سماجت کے بعد انھوں نے دس خطوط مجھے دیے۔ باقی سنبھال کر رکھ چھوڑے۔ دس سال بعد امرت رائے نے ان کو حاصل کیا۔ مگر چٹھی پتر میں شائع نہیں کیا۔ یہ خطوط جواہر لال نہرو میوزیم میں محفوظ ہیں۔ انھیں پہلی بار یہاں شائع کیا جارہا ہے۔ خطوں کی حالت خستہ

ہے، نہ تاریخ ہے اور نہ پورا خط۔

میرے مجموعے میں دیانرائن نگم کو لکھا 1905 کا خط اور وفات سے دو ماہ قبل 15/ اگست 1936 کا خط ہے۔ امتیاز علی تاج کو لکھے خطوط 1918 سے 1922 تک اور جنیدر کمار کو لکھے 1930 سے 1936 تک کے خطوط تھے۔ مجھے اس بات کا احساس تھا کہ دو تین ایسے اشخاص تھے جن کے خطوط حاصل کرنا ضروری تھا۔ ایک لکھنؤ کے گنگا پستک مالا کے مالک دلارے لال بھارگو جنھوں نے رنگ بھومی (چوگانِ ہستی) اور کچھ دوسری تصانیف شائع کی تھیں اور جن کی خدمت پریم چند نے صلاح کار کی حیثیت سے کی تھی۔ میں بھارگو کے پاس گیا اور انھوں نے وعدہ تو کیا مگر خطوط کی نقل نہیں دی۔ اپنی زندگی کے آخری دور میں پریم چند نے اپنے رسالے 'ہنس' کو بھارتی ساہتیہ پریشد کو دے دیا تھا اور پریم چند اور کنہیا لال منشی دونوں ہی 'ہنس' کے مدیر تھے۔ پریم چند کی وفات کے چند روز پہلے کچھ اختلاف ہوگئے۔ میں نے کے. ایم. منشی جی سے خطوط کے لیے کئی بار گذارش کی مگر انھوں نے صاف انکار کردیا۔ اس سلسلے میں ایک بار لاہور میں بھی ان سے ملاقات کی مگر خطوط نہیں ملے۔

پریم چند کے ایک دوست مست رام تھے۔ ان سے تعلقات کی تصدیق محترمہ شیورانی دیوی نے کی اور شری پت رائے نے بھی۔ جہاں تک مجھے معلوم ہوسکا، مست رام کے پاس بیس پچیس خطوط تھے جنھیں انھوں نے ایک اخبار کی فائل میں رکھا تھا۔ مست رام جوگی ہوگئے۔ کبھی کبھی لکھنؤ آجاتے۔ سوتنتر بھارت کے ایڈیٹر اشوک جی نے تلاش کرنے کی کوشش کی۔ دو تین بار مجھے لکھنؤ بھی بلایا مگر مست رام سے ملاقات نہیں ہوسکی۔

خطوط کے حصول سے زیادہ کام ان کو کو ترتیب دینا تھا۔ کچھ خط تو خستہ حالت میں تھے۔ بعض جلدی میں لکھے گئے تھے اور انھیں پڑھنا مشکل تھا۔ پریم چند کئی بار تاریخ مہینہ اور سال میں سے کوئی نہ کوئی چیز ضرور چھوڑ جاتے تھے۔ بعض اوقات جگہ کا ذکر بھی نہیں کرتے تھے۔ پوسٹ کارڈ کی ٹکٹ پر مہر سے تاریخ کا اندازہ لگا لیا گیا لیکن لفافوں کے بارے میں مشکل پیش آئی۔ کیونکہ لفافے عموماً پھینک دیے جاتے تھے۔

ایسے خطوط کی تاریخ معین کرنے کے لیے جن کہانیوں یا مضامین کی اشاعت کا ذکر تھا، ان رسالوں کی تلاش کی گئی جہاں یہ شائع ہوئے تھے۔ کئی بار نایاب رسالوں کی پرانی فائلوں سے ان کی تصدیق کرنی پڑی۔ کتب خانوں میں کچھ کی فائلیں آسانی سے دستیاب نہ ہوسکیں۔ مثلاً کہکشاں 1920 میں بند ہوگیا، صبح امید غالباً 1928 میں اور 'زمانہ' 1945 میں۔ پریم چند کے اپنے رسالے 'ہنس' کی پرانی فائلیں بھی دستیاب نہ ہوسکی۔ کچھ لائبریریوں یا نجی کتب خانوں میں ان رسالوں کے سٹ ملے بھی لیکن نامکمل۔

ان سب خطوط کو ملاکر میں نے کتاب کی شکل دی جو 350 صفحات پر محیط تھی۔ راج کمل پرکاشن اس مجموعے کو میرے نام سے چھاپنے کے لیے تیار تھے۔ کے ایم منشی دلارے لال بھارگو اور مست رام سے خطوط کو حاصل کرنے کا کام جاری تھا۔ اس دوران پریم چند کے فرزند امرت رائے نے مجھے لکھا کہ "آپ خطوط کے مجموعے کو جلد از جلد شائع کرادیں۔ ممکن ہے اور خطوط ملنے میں یہ مددگار ہو"، میری کوشش جاری رہی۔ 1959 میں وہ مجھے پھر ملے اور پیش کش کی کہ وہ ان خطوط کو اپنے ہنس پرکاشن سے شائع کرنا چاہیں گے۔ میں نے کہا اگر پریم چند کے فرزند اسے چھاپنا چاہیں تو یہ بہتر ہوگا۔

میں نے 350 صفحات کا مجموعہ امرت رائے کے حوالے کیا۔ اب امرت رائے نے اُن خطوط کی تلاش شروع کی جو دیانرائن نگم کو لکھے گئے تھے اور جو میرے مجموعے میں نہیں تھے۔ بقول امرت رائے میں نے شری نرائن نگم صاحب کو ان چٹھیوں کے بارے میں لکھا ...... انھوں نے دو چار جگہوں پر تلاش کیا جہاں ان کے ہونے کی امید تھی اور جب کہیں نظر نہ آئیں تو یہی بات انھوں نے مجھ کو لکھ دی۔ مجھے زبردست دھکا لگا۔ یوں کہیے دل ٹوٹ گیا۔ میں نے فیصلہ کیا کہ ایک بار خود جاکر سارے پرانے کاغذات کو ٹٹولنا چاہیے۔ کھنکھالنا چاہیے......۔ کانپور میرے لیے نئی جگہ نہ تھی اور نہ ہی نگم صاحب کا مکان، کتنی ہی بار میں وہاں جاچکا تھا۔ پاس ہی داہنے ہاتھ پر ایک تنبولی تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر اس سے پوچھا۔ کیوں بھائی، یہاں کوئی نگم صاحب کا مکان تھا۔ تنبولی نے سامنے کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ تو رہا،

بابو جی۔ اس کو تو گرے ہوئے مہینہ بھر سے اوپر ہو گیا تھا۔ پیچھے کا حصہ بچا تھا اسی میں وہ لوگ رہتے تھے۔ اگلے دن نگم کے بڑے بیٹے سمن کی مدد سے یہ چٹھیاں اسی ڈھے ہوئے حصہ کی ایک گری پڑی کوٹھری میں، دنیا بھر کے کاٹھ کباڑ اور ردّی سدّی کاغذوں کے بیچ کھوئی ہوئی ملی۔ باقاعدہ ترتیب وار بجی ہوئی 1905 سے لے کر 1936 تک فائل کے بھیتر بند۔ میں اب تک یہ سوچ کر کانپ جاتا ہوں کہ اگر میں اس روز نہ پہنچ کر صرف سات دن بعد پہنچتا تو کیا ہوتا۔ یہ سنجوگ اگر چمتکار نہیں تو پھر اور کیا ہے۔ سوانح لکھنے میں ان چٹھیوں سے کتنی مدد لی ہے یہ میرے کہنے کی چیز نہیں، پڑھنے والے خود دیکھیں گے۔ میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ اس خزانے کے بغیر اب میں پریم چند کی سوانح کا خیال بھی نہیں کر سکتا۔ شاید تب بھی وہ لکھی جاتی لیکن لنگڑی ہوتی، بے جان ہوتی"۔

اس کے بعد امرت رائے نے سارے خطوط کو دو حصوں میں شائع کیا (جس میں میرے مجموعہ اور دیانرائن کو لکھے دوسرے خط بھی تھے)۔ یہ کتاب 1962 میں ہنس پرکاشن سے شائع ہوئی۔ دوسرے مجموعے میں وہ خطوط بھی ہیں جو کچھ ادیبوں نے پریم چند کو لکھے تھے۔ میرا مجموعہ 'پریم چند کے خطوط' کے عنوان سے 1966 میں مکتبہ جامعہ نے شائع کیا۔ ان تینوں کتابوں کی اشاعت کے بعد کچھ اور خطوط بھی ملے جو پریم چند اپراپت ساہتیہ میں شائع ہوئے۔ پریم چند رچناولی میں بھی کچھ خطوط شائع ہوئے ہیں۔ زیرِ نظر مجموعے میں ان سب خطوط کو ملاکر شائع کیا جارہا ہے۔ حالانکہ اب اس مجموعے کو مکمل قرار دیا جاسکتا ہے۔ پھر بھی ممکن ہے کچھ اور خطوط حاصل ہو جائیں۔

مدن گوپال

(1)

بنام دیانرائن نگم

پرتاپ گڈھ، 30/ جنوری 1905

جناب مکرم بندہ تسلیم۔ عنایت نامہ پہنچا۔ مشکور ہوں۔ میں نے یہاں ہر چند تلاش کیا۔ تنقید ناول کرشن کنور کا کوئی صفحہ نہیں ملتا۔ میرا جہاں تک خیال ہے صفحہ کوئی گم نہیں ہوا۔ صفحوں پر نمبر لکھنے میں مَیں نے غلطی کی ہے۔ اگر لیٹرپیڈ کے تین تختے پورے پورے موجود ہوں تو تنقید کو مکمل سمجھ لیجیے۔ میں نے غالباً یوں نمبر دیے ہیں۔ ۱۔۳۔۵۔۷۔۹۔۱۱ دیگر التماس یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو جنوری ورنہ فروری کے نمبر میں ضرور اِس مضمون کی اشاعت ہوجائے۔ میں بڑے اشتیاق سے منتظر ہوں کہ آپ نے میرا ناول ابھی تک پڑھا یا نہیں۔ جواب سے سرفراز فرمایے۔ زیادہ نیاز

خاکسار دھنپت رائے۔ اسکول ماسٹر پرتاپ گڈھ

(2)

بنام دیانرائن نگم

الہٰ آباد، 20 فروری 1905

مکرمی بابو دیانرائن نگم صاحب،

دو مہینے سے زیادہ ہوا کہ میں نے آپ کی خدمت میں اپنے ناول کا مسودہ برائے مطالعہ ارسال کیا تھا اس امید پر کہ آپ میرے لیے ایک ناشر کا انتظام کرنے کی مہربانی فرمائیں گے۔ مجھے یاد ہے کہ وہ دسمبر کی 8 تاریخ تھی جب کہ میں نے کتاب آپ کی خدمت میں ارسال کی تھی۔ اس کے ملنے کی اطلاع آپ نے 16/ دسمبر کو دی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ آپ اس کے بارے میں پھر مجھے لکھیں گے لیکن دو مہینے سے زیادہ گزر گئے ہیں کہ آپ نے نہ کتاب پر التفات فرمایا نہ اس کے مصنف پر۔ آپ کی اس نظراندازی اور غیرانسانی رویّے کے لیے میں اپنی قسمت کو مجرم مانتا ہوں۔

اگر آپ نے مجھ پر مہربانی کی ہوتی جس کی میں نے آپ سے گذارش کی تھی تو یہ ضرور ہی ایک عنایت بلکہ احسان ہوتا، مجھ میں آپ کو ایک ایسا انسان ملتا جو ناشکر گزار نہیں ہے۔

میرا تبادلہ الہٰ آباد کے لیے ہوگیا ہے اور میری تعناتی ٹریننگ کالج الہٰ آباد سے متعلق ماڈل اسکول کے ہیڈ ماسٹر کے عہدے پر ہوگئی ہے اور میں نے اپنے آپ کو "لاجزل" پریس الہٰ آباد کے پروپرائٹر بابو بانکے بہاری لال کے رحم و کرم پر ڈال دیا ہے۔ انھوں نے کتاب کو ایک نظر دیکھ لینے کے بعد اس کو شائع کرنے میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ اس لیے آپ برائے مہربانی مسودہ جلدی سے جلد میرے پاس ارسال کردیں، اگر مناسب سمجھیں تو اس کے ساتھ اپنی سفارش کے دو لفظ بھی۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی سفارش کا بہت اثر پڑے گا۔ میں آپ کا مشکور رہوں گا اگر آپ اس کو ہفتہ بھر کے اندر بھیجنے کی عنایت کریں، کیونکہ وہ جلدی ہی یہاں سے آگرہ چلے جانے والے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کے جانے کے پہلے ساری باتیں ان سے طے کرلوں۔

امید کرتا ہوں کہ آپ بخیر ہوں گے۔

آپ کا، دھنپت رائے

مزید

میرے تبصرے کے بارے میں آپ کا کیا حال ہے؟ کیا آپ براہِ کرم اسے اپنے رسالہ میں شائع کریں گے؟ اگر ہاں تو کب۔ میرا خیال ہے کہ آپ ایک ہی شمارے میں تاریخی اور ادبی دونوں مضامین نہ دے سکیں۔ کیا آپ کوئی ادبی تبصرہ لینا چاہیں گے؟ اگر آپ چاہتے ہوں تو برائے مہربانی مطلع کریں۔ آپ نے کتاب واپس منگائی ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ اب اور تبصرہ نہیں چاہیے۔ کیا میں غلط کہتا ہوں؟ امید ہے کہ آپ جلد جواب دیں گے۔

(3)

بنام دیانرائن، نگم

مئی 1906

برادرم۔ اپنی بیتی کس سے کہوں۔ ضبط کیے کیے کوفت ہورہی ہے جوں توں کر کے ایک عشرہ کاٹا تھا کہ خانگی تردّدات کا تانتا بندھا۔ عورتوں نے ایک دوسرے کو جلی کٹی سنائی۔ ہماری مخدومہ نے جل بھن کر گلے میں پھانسی لگائی۔ ماں نے آدھی رات کو بھانپا، دوڑیں۔ اس کو رہا کیا۔ صبح ہوئی۔ میں نے خبر پائی۔ جھلّایا، بگڑا، لعنت ملامت کی۔ بیوی صاحبہ نے اب ضِد پکڑی کہ یہاں نہ رہوں گی۔ میکے جاؤں گی۔ میرے پاس روپیہ نہ تھا۔ ناچار کھیت کا منافع وصول کیا۔ ان کی رخصتی کی تیاری کی۔ وہ رو دھو کر چلی گئیں۔ میں نے پہنچانا بھی پسند نہ کیا۔ آج ان کو گئے آٹھ روز ہوئے۔ نہ خط ہے نہ پتر۔ میں اِن سے پہلے ہی خوش نہ تھا۔ اب تو صورت سے بیزار ہوں۔ غالبًا اب کی جدائی دائمی ثابت ہو۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ میں بلا بیوی کے رہوں گا۔ بلی بخشے مرغا لنڈورہ ہی رہے گا۔ ادھر نانہال سے والدہ کی طرف سے ضد ہے کہ بیاہ رچے اور ضرور رچے۔ جب کہتا ہوں میں مفلس ہوں، کنگال ہوں، کھانے کو میسّر نہیں تو والدہ صاحبہ کہتی ہیں تم اپنا رضامندی ظاہر کرو۔ تم سے ایک کوڑی نہ مانگی جائے گی۔ سنتا ہوں بیوی حسین ہے۔ باشعور ہے۔ جیب سے خرچنے بغیر ملی جاتی ہے۔ پھر طبیعت کیوں نہ بھر بھرائے۔ اور گدگدی کیوں نہ پیدا ہو۔ ایشور جانتا ہے۔ دو تین دن اس کا خواب بھی دیکھ چکا ہوں۔ بہرحال اب کی تو گلا چھڑا ہی لوں گا۔ آئندہ کی بات نارائن کے ہاتھ ہے، جیسی آپ کی صلاح ہوگی۔ ویسا کروں گا۔ اس بارے میں بھی پھر مشورہ کرنے کی ضرورت باقی ہے۔

روپے آپ نے روانہ کیے، پہنچے۔ خط سے روح کو مُسرّت حاصل ہوئی۔ تین بار سے کم نہ پڑھا ہوگا۔ کتابیں اور اخبار پہنچے۔ اردوئے معلّٰی حسب معمول ست ہے۔ 'زمانہ' کی چھپائی اب کی دو ایک مضمون کی نہ تھی۔ لکھنؤ اور کانپور کی کتابت میں صاف

فرق نظر آتا ہے۔ چھپائی کی صفائی، لکھائی کے عیب کو نہیں مٹا سکتی۔ مگر وقت سے پرچہ نکلے تو یہ سب واگزاشتیں قابلِ معافی ہیں۔ اگر دیر ہی میں نکلتا ہے تو اپنی خوبیوں میں کیوں بٹہ لگائے۔ جون کا پرچہ نکلتے ہی دس جلدیں معہ چار پانچ اپریل کی کاپی کے روانہ کیجیے۔ اس کے پہنچتے ہی ایں جانب روانہ ہوں گے۔ فہرست آپ کے پاس پہنچی ہوگی۔ شاید اطمینان کے قابل بھی ہو۔ جی تو چاہتا تھا کہ پچاس خریداروں کے نام یکبارگی لکھتا۔ مگر فی الحال سولہ ہی پر قناعت کی۔ ان کے نام پرچے بھیج دیجیے۔ دھوتی کرتہ اپنے توشہ خانہ میں رہنے دیجیے یہاں بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ میرا کام چل رہا ہے۔ سفر غازی پور، اعظم گڈھ، بلیا، گورکھپور اور بنارس کا کروں گا۔ بنارس میں ہی پندرہ بیس خریدار ہوجاویں گے۔ ذرا طبیعت ٹھکانے ہوجائے تو کام شروع کروں۔ گرمی کی کچھ کیفیت نہ پوچھیے۔ کہلانے کو تو صاحبِ مکان ہوں اور خدا کے فضل سے مکان بھی سارے گاؤں کا معبود ہے، مگر رہنے کے قابل ایک کمرہ بھی نہیں۔ کوٹھے پر آگ برستی ہے۔ بیٹھا اور پسینہ چوٹی سے ایڑی کو چلا۔ نیچے کے کمرے سب گندے، پریشان۔ کسی میں بیل بندھتا ہے، کسی میں اُپلے جمع ہیں۔ کہیں اناج کا ڈھیر ہے۔ کسی میں جانت، چکّی، اوکھلی، موسلی وغیرہ جلوس فرما ہیں۔ کوئی بیٹھے کہاں، سوئے کہاں، مجبوراً اناج کے گھر میں ایک چارپائی کی جگہ نکال لی ہے۔ اُس پر دن و رات پڑا رہتا ہوں۔ اکیلے گھومنے کہاں جاؤں۔ بچے تین چار دن نے لیے آئے تھے۔ ہماری مخدومہ کو پہنچانے کے لیے بستی گئے۔ وہاں سے اپنی والدہ کے پاس چلے جاویں گے۔ اس گرمی میں کیسا پڑھنا کیسا لکھنا۔ صبح کے وقت گھنٹہ آدھ گھنٹہ ورق گردانی کرلیتا ہوں۔ باقی رات دن میں ہوں اور چارپائی۔ سنکلکوا بڑا ہوں مگر نیند بھی کچھ میرے گھر کی لونڈی نہیں۔ اُس پر تردّد الگ۔ کہاں ہنسی مذاق میں دن کٹتا تھا۔ کہاں چپ کی مٹھائی یا گونگے کا گڑ کھا کر بیٹھنا پڑتا ہے۔ عجب ضیق میں جان مبتلا ہے۔ بھائی جلدی سے چھٹی کٹے اور پھر یاروں کے جلسے اور چہچہے قہقہے ہوں۔ کوئی بیس دن سے زیادہ گزرے، مگر قسم لے لو جو زبان سے پیارا لفظ بمبوق ایک بار بھی نکلا ہو۔

ادھ بیچ میں چھوڑنے والے اور ہوں گے۔ یہاں تو جب ایک بار بانہہ پکڑی تو زندگی پار لگادی۔ نوبت رائے نہ آئیں۔ کیا جہاں مُرغا نہ ہوگا وہاں صبح نہ ہوگی۔ ایڈیٹوریل میں کرلوں گا۔ خط وکتابت جو معاملہ کی ہے وہ میں کرلوں گا۔ خاص ایڈیٹری کی توجہ کے قابل جو خطوط ہوں گے وہ خدمت شریف میں پیش ہوں گے۔ اور کام کرنے کا بندوبست ہونا ضروری ہے۔ لیبل چھپالیں گے۔ آنے کا وقت آئے گا تو مشورہ ہورہے گا۔ جان کاڑھے میں نہ ڈالو۔ ہمتِ مرداں مددِ خدا۔ ہمیت ایڈیٹراں مددِ دوستاں۔ ہاں یہ اعلان کرنا ضروری ہوگا کہ نوبت رائے اسٹاف میں داخل ہوگئے۔ بس بابو رام نرائن کی لڑکی کا کیا حشر ہوا۔ میں اُس کو حالتِ بیم درجا میں چھوڑ آیا تھا کیا ہے یا غائب ہوگیا۔ بابو رام سرن سے سلام اور پیار کہیے گا۔ یار گزٹ نکلے تو چٹ پٹ اطلاع دینا۔ زیادہ حدِّ ادب

دھنپت رائے

(4)

بنام منشی دُرگا سہائے سرور

17/ نومبر 1907، نیا چوک، کانپور

مجھے تو آپ شاید بھول گئے۔ اب یاددہانی کرتا ہوں۔ ماہ جنوری 1908 سے الہٰ آباد کے انڈین پریس نے ایک اعلیٰ درجہ کا اُردو رسالہ شائع کرنے کی نیت کی ہے اور اُس کی ایڈیٹری کی خدمت میں نے آپ لوگوں کی اعانت کے بھروسے اپنے اُوپر لی ہے۔ پہلا نمبر 15/ جنوری کو نکل جائے گا۔ رسالہ باتصویر ہوگا۔ بلکہ تصاویر اور عمدہ لکھائی چھپائی اور کاغذ کا خصوصیت سے لحاظ رکھا جائے گا۔ آپ جانتے ہیں انڈین پریس کیسا مالدار ہے۔ وہ جس قدر چاہے صرف کرسکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے نمبر میں نظم خاص طور پر زوردار ہوں اور ایسی نظموں کے لیے آپ کے سوائے اور کس سے التجا کروں۔ معاوضہ جو کچھ مناسب ہوگا یا جو کچھ آپ فرمائیں گے نقد حاضرِ خدمت

ہوگا اور رسالوں کے مقابلے میں آپ اسے زیادہ گراں بھی پائیں گے۔ یہ التماس کرنے کی ضرورت نہیں کہ پہلی نظم آپ ہی کی ہوگی۔ یہ رسالہ پولٹیکل ہوگا۔

جواب کا منتظر　　　　　　آپ کا نیاز مند

دھنپت رائے ماسٹر گورنمنٹ اسکول کانپور

(5)

بنام دُرگا سہائے سرور

نیا چوک، کانپور، 15 فروری 1908

حضرت، تسلیم!

یادآوری کا شکریہ! نظم ”گل و دوش“ ہمیں نہیں پہنچی۔ آپ فرماتے ہیں، میں بھیج چکا، پھر کیا بات ہے؟ اگر روانہ نہ فرمایا ہو تو برائے عنایت بھیج دیجیے۔ شاید آپ کے کاغذوں میں رہ گئی ہو۔

مبلغات بہت جلد روانہ خدمت ہوں گے۔ دقت یہ ہے کہ ابھی میری رخصت نہیں منظور ہوئی اور کوئی نمبر نہیں نکلا۔ دیکھیے، کیا ہوتا ہے۔

آپ کا، نواب رائے

(6)

بنام ایڈیٹر سرسوتی

نیا چوک، کانپور، 20 ستمبر 1908

جناب ایڈیٹر صاحب، تسلیم!

اپنی ایک ناچیز کتاب ریویو کے لیے روانہ خدمت کرتا ہوں۔ مناسب ریویو فرماکر مسکوری کا موقعہ دیجیے۔ امید ہے ریویو کسی تازہ نمبر میں نکلے گا۔ یہ کتاب رفاہِ عام کے لیے لکھی گئی ہے اس لحاظ سے قیمت بھی ارزاں رکھی گئی ہے۔ ذاتی نفع مقصود

نہیں۔ بریختہ ریویو کتاب ملنے کا پتہ جو ذیل میں درج ہے، ضرور نوٹ فرما دیجیے گا، نوازش ہو گی۔

نیاز مند، نواب رائے
برج نارائن لال، نیا چوک، کانپور

(7)

بنام دیانرائن نگم

تاریخ نہیں ہے۔ غالباً سن 1908

پیارے نگم!

اگر آپ خط لے جانے والے کے ہاتھ پانچ روپے بھیج سکیں تو بڑی مہربانی ہو۔ آپ کے پرانے قرضے اب تک ادا نہیں ہوئے۔ میں نے کوشش کی اور ناکام رہا۔ مگر خیر اب اگلے مہینے سے قسط وار دینا شروع کروں گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(8)

بنام دیانرائن نگم

تاریخ نہیں ہے۔
غالباً سن 1908

بھائی جان،

آج باہر سے آیا ہے۔ اور یہ کاپیاں دیکھ کر روانہ کرتا ہوں۔ 'شاعر کا انجام' ملا، شکریہ۔ اب تین دن کی تعطیل ہے۔ قصہ صاف ہو جائے گا۔ باہر مطلق فرصت نہ ملی۔ منشی نوبت رائے چلے گئے۔ کیا ہولی کی تقریب میں؟ مارچ بھر میں کچھ خدمت نہیں کرسکتا۔ اپریل سے جو کچھ حکم دیجیے گا اُس کی تعمیل ہوگی۔

زیادہ نیاز، آپ کا دھنپت رائے

(9)

بنام دیانرائن نگم

حمیر پور، 20 نومبر 1909

برادرم،

خط ملا۔ مشکور ہوا۔ آج کل فرصت کم ہے۔ اسی وجہ سے 'شادی و غم' صاف نہ ہوسکا۔ رنجیت سنگھ کی بھی ضرورت ہے۔ جلد بھیج دیجیے۔ ویکلی کے متعلق میرا خیال اب بھی ہے، مگر میرا خیال ہے کہ میں معاش کی فکر سے آزاد ہوکر زیادہ کام کر سکتا ہوں۔ میرے اخراجات روز بروز بڑھتے ہی جاتے ہیں۔ اب کانپور اور مہوبا، دو جگہ کا خرچ سنبھالنا پڑتا ہے۔ مگر آپ لیلیٰ اور مجنوں کی مثنوی مجھے دے دیں تو لیلیٰ پر ایک اچھا مضمون لکھوں۔

آپ کے لکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نومبر اور دسمبر دونوں نمبر القت کر دیے۔ ایسا نہ کیجیے گا۔

یہ انگریزی ناول بھیج دیجیے۔ اگر ہوسکا تو فرمائیے، تعمیل کر دوں گا ورنہ مجبوری ہے۔ تبادلہ فی الحال غیر ممکن ہے۔ دیگر کیا عرض کروں۔

خاکسار، دھنپت رائے

(10)

بنام دیانرائن نگم

حمیر پور، 18 مارچ 1910

برادرم،

آج دس روپے ملے۔ مشکور ہوں۔ میں دو دن سے یہاں آیا ہوں اور بہت چاہتا تھا کہ ایک دن کے لیے کانپور چلا جاؤں کیونکہ اب ریل کھل گئی ہے مگر 18 اور 19-20، تین دنوں میں مجھے نصف درجن مدرسے دیکھنے ہیں اور مہوبا پہنچا ہے۔ اس وجہ

سے مجبور ہوں۔ انھیں پریشانیوں کے باعث اس ہفتے میں کچھ نہ لکھ سکا۔ معاف کیجیے گا۔ اب مہوبا پہنچ کر لکھوں گا۔ باقی خیریت ہے۔ جی چاہتا ہے کہ نئے نئے واقعات پر کچھ نوٹس لکھا کروں۔ مگر واقعات کا علم مجھے اس وقت ہوتا ہے جب وہ اخبارات میں نکل چکتے ہیں اور ان کے دیر از وقت ہو جانے کا خوف رہتا ہے۔ بہرحال میں نے مصمم ارادہ کیا ہے کہ جولائی اور اگست میں رخصت لوں اور اپنی اخباری قابلیت کو آزماؤں۔ آئندہ جیسا ایشور چاہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(11)

بنام دیانرائن نگم

گل پہاڑ، 13 مئی 1910

بھائی جان، تسلیم!

کئی دن ہوئے آپ کا خط آیا۔ جیسا آپ فرماتے ہیں ویسا ہی ہوگا۔ میرے قصے اب کہیں نہیں جائیں گے۔ معاوضہ کا ذکر مجھے خود مکروہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ چھوٹے قصوں کے گڑھنے میں دماغی الجھن بہت زیادہ ہوتی ہے اور تاوقتیکہ طبیعت کو یہ جھک نہ کہ اس سے کچھ مبلغ وصول ہوں گے۔ وہ اِس کام کی طرف رجوع نہیں ہوتی۔ حق ماہیے۔ یہی بات ہے۔ نواب رائے تو غالباً کچھ دنوں کے لیے اس جہاں سے گئے۔ دوبارہ یاددہانی ہوئی ہے کہ تم نے معاہدہ میں گو اخباری مضامین نہیں لکھے، مگر اس کا منشا ہر قسم کی تحریر سے تھا۔ گویا میں کوئی مضمون خواہ کسی مضمون پر، ہاتھی دانت پر ہی کیوں نہ لکھوں۔ مجھے پہلے وہ جناب فیضیاب کلکٹر صاحب بہادر کی خدمت میں پیش کرنا پڑے گا اور مجھے چھٹے چھ ماہے لکھنا نہیں۔ یہ تو میرا روز کا دھندہ ٹھہرا۔ ہر ماہ ایک مضمونِ صاحبِ والا کی خدمت میں پہنچے گا تو وہ سمجھیں گے۔ میں اپنے فرائض سرکاری میں خیانت کرتا ہوں۔ اور کام میرے سر تھوپا جائے گا۔ اس لیے کچھ دنوں کے لیے نوبت رائے مرحوم ہوئے۔ ان کے جانشیں کوئی اور صاحب

ہوں گے آپ میرا مضمون کتابت کرانے کے بعد منشی چراغ علی کو دے دیا کریں گے۔ معاوضہ کی نسبت جو آپ نے فرمایا، وہ مجھے منظور ہے۔ اگر مضمون اتنا بڑا ہو کہ ایک نمبر میں نکل جائے تو خیر اور ایک سے زیادہ میں نکلے، دو یا تین میں تو اس کا المضاف۔ یہ میں اب پھر کہتا ہوں اور پہلے بھی کہہ چکا تھا، مگر کسی وجہ سے وہ ریمارک آپ نے نظرانداز کردیا کہ یہ مبلغات میں اپنے تصرف میں نہیں لاؤں گا۔ یہ ایک مرحوم دوست کے پس ماندگان کے نظر ہوں گے۔ اس لیے آپ کو بھول کر مجھ پر کمینہ پن، خودغرض اور طمع کا الزام نہ عائد کرنا چاہیے۔ آپ کے اس خط کے اکھڑے ڈھنگ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں، مگر کہتے نہیں۔ یہ سب مضامین جن کا آغاز کنڈ سے ہوا ہے اور ایشور نے چاہا تو شاید کچھ دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہے۔ جلد یا بدیر قصہ کی شکل میں نکلیں گے۔ تو چوتھائی نفع میرا۔ اور میں نکالوں گا تو چوتھائی نفع آپ کا۔ گویا میرا اور آپ کا ان پر برابر کا اختیار رہے گا۔ میرا ناتا ان سے 'زمانہ' میں نکل چکنے کے بعد بھی لگا رہے گا۔

کتابوں کی فہرست بھیجی تھی۔ ان کی قیمت منیجر صاحب نے نہ لکھی۔ سوامی رام تیرتھ کے لیے میں کیا فکر کروں اگر آپ اسے ٹیکسٹ بک کمیٹی میں بھیج کر انعام کی مد میں منظور کرالیں تو البتہ سو پچاس جلدیں نکلوا سکتا ہوں۔ آپ اب کبھی کبھی الہٰ آباد کی سیر کرتے نظر آیا کریں اور انعامی کتابیں شائع کرنے کی فکر کریں۔ میں اس کام میں آپ کی قلمی معاونت کرنے کو آمادہ ہوں۔ کتابوں کی لکھائی وغیرہ اچھی ہو اور منظور ہو جائیں تو کچھ فائدہ کی صورت نکل سکتی ہے۔

اور کہیے کیا خبر ہیں۔ بندہ تو کرہ آتشین میں پڑا بھُن رہا ہے۔ امسال خس کی ٹٹی بنوائی کہ نہیں؟ واہ کیا ٹھنڈی ہوا ہے۔ اور کیا فرحت بخش۔ یاد سے رُوح پھڑک گئی۔ وائے برحالِ آں کہ اس ٹٹی کی بہار لے رہے ہوں گے۔

میں نے مخزن مانگا تھا۔ وہ آپ نے نہ بھیجا۔ کوئی ناول گدڑی بازار سے لیا ہو تو وہ بھی بیرنگ بھیجئے۔ الہٰ آباد کی لائبریری کی نسبت دریافت کیا تھا، مگر وہ آؤٹ اسٹیشن میں کتابیں نہیں بھیجتے۔ اب کی الہٰ آباد جاؤں گا تو اپنے خسر زادہ کو اپنا قائم

مقام بنا آؤں گا۔ وہ اپنے نام سے کتابیں لے کر میرے پاس بھیج دیا کریں گے۔ جون میں الہٰ آباد بنارس وغیرہ کی گرم ہوا کھاؤں گا۔

نظرؔ نے ناول والا مضمون واپس مانگا تھا اور فرماتے تھے کہ میں نے محض ترمیم کے لیے بھیجا تھا۔ اگر آپ اسے آسانی سے علاحدہ کر سکیں۔ یعنی رڈی کے ٹوکرے میں پڑا ہوا ہو تو بھیج دیجیے۔ انھیں کے سر پٹک دوں۔ اب کی تو شاید حضرت سرور ایڈورڈ ہفتم کا نوحہ کہہ رہے ہوں گے۔

ہندی پرچہ کا کیا حشر ہوا۔ یعنی اس کی تجویز کھٹائی میں پڑ گئی یا باقی ہے۔ نکلنے والا ہو تو ہندی لکھنے کی عادت ڈالوں۔

مسٹر رام سرن کی خدمت میں میرا سلام کہیے گا۔

اب کی سرسوتی نے نارد وغیرہ پر تین تصویریں اچھی نکالیں۔ اور سورداس پر مضمون اچھا ہے۔ آپ بھی ہندی لٹریچر پر مضامین لکھانے کا ڈھنگ نکالیے۔ سورج نرائن مہر شاید لکھیں اور نزدیک و دُور کی جو خبر ہو پاس پڑوس کی، اس سے اطلاع دیجیے۔

نظرؔ صاحب نے اپنے رسالہ کو بالکل اسلامی ڈھنگ پر چلانے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔

اور کیا لکھوں۔

خادمؔ، دھنپت رائے

ناول والا مضمون ضرور بھیجیے۔ آج پھر تقاضا ہے۔ جب آپ کے یہاں اس کی فی الحال ضرورت نہیں ہے تو جانے دیجیے۔ روپے مل رہیں گے۔ جلد پہنچے گا۔

(12)

بنام دیانرائن نگم

ستمبر 1910

برادرم آج ایک کارڈ لکھ چکا ہوں۔ اب مفصل خط لکھ رہا ہوں۔ اب کی میں نے 'وکرمادت کا تیغہ' ایک قصہ لکھنا شروع کیا ہے۔ بارہ تیرہ صفحے ہو چکے ہیں۔ شاید

پانچ چھ صفحے اور چلیں۔ جلد ہی ختم کر کے بھیجوں گا۔ پریم چند اچھا نام ہے۔ مجھے بھی پسند ہے۔ افسوس صرف یہ ہے کہ پانچ چھ سالوں میں نواب رائے کو فروغ دینے کی جو کچھ محنت کی گئی۔ وہ اکارت ہوگئی۔ یہ حضرت قسمت کے ہمیشہ لنڈورے رہے اور شاید رہیں گے۔ یہ قصہ میرے خیال میں کئی مہینے سے تھا۔ میں نے اپنے خیال میں ربندرو ناتھ[1] کے طرز کی کامیابی کے ساتھ پیروی کی ہے مگر بُری نقل نہیں ہے۔ پلاٹ بالکل اوریجنل ہے۔ میں نے تو کئی قلم توڑ دیے اور دس پانچ ورق بھی کالے کرڈالے۔ معلوم نہیں آپ کو بھی پسند آتا ہے یا نہیں۔ یہ قصہ ملاکر میرے پانچ قصّوں کا مجموعہ نکالنے کا کافی مسالہ ہوجائے گا۔ اگن کُنڈ، سیر، سارندھا، بے غرض محسن (جو ادیب میں نکلے گا) اور وکرمادت کا تیغہ۔ اگر آپ اس مجموعے کو نکالیں گے تو میں اس میں کاغذ اور لکھائی کے متعلق جس قدر صرفہ آپ تجویز کریں گے، دوں گا۔ اور اگر آپ خود نکالیں تو اور بھی اچھا۔ جیسا مناسب سمجھیں کریں۔ مگر ایسا ہو کہ نئے سال تک تیار ہوجائے۔ اس مجموعے کا نام 'برگِ سبز' سوچا ہے۔ شاید آں جناب کو پسند آئے۔ شاید اس لیے کہ میں ناموں میں آپ کی پسند کا قائل ہوں۔

رام سرن کا خط مجھے اس وقت ملا، جب ڈراما لکھنے کے لیے ایک ہفتہ کی مہلت بھی نہ تھی۔ کجا میں اور کجا ڈرامہ، گانا بالکل نہیں جانتا۔ اگر کوئی گانا مِلا دے تو میں اپنے وکرمادت کے تیغے کو ڈرامہ بنا سکتا ہوں۔

اب کچھ روپیہ پیدا کرنے کی بات چیت، اب کی ایجوکیشنل گزٹ الہٰ آباد نے میکہ میں ساون کی یاد اور مرزا سلیمان قدر کے حالات 'زمانہ' سے نقل کیے ہیں۔ مگر حوالہ نہیں دیا۔ خیر وہ 'زمانہ' کے قائل ضرور معلوم ہوتے ہیں کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ کی طرف سے میں اس کے لیے کبھی کبھی مضامین لکھا کروں۔ میرے لیے کلکٹر کو ہر ایک مضمون دکھانے کی ایسی پخ لگی ہے کہ ایک مضمون مہینوں میں لوٹ کر آتا ہے اور چھٹویں مہینے چھپتا ہے۔ ریاست بھوپال اب جاکر چھپا ہے۔ مگر ایڈیٹر صاحب طویل مضمون نہیں لیتے۔ چار پانچ کالم سے زیادہ کے مضمون لیتے ہی نہیں۔ اگر آپ اس میں کوئی امر خلاف شان نہ سمجھیں تو میں کبھی کبھی ایک آدھ مضمون اردو اور

ہندی میں لکھ کر آپ کے پاس بھیج دوں۔ اور آپ اسے اپنی جانب سے انسپکٹر صاحب نارمل اسکولز کے پاس بھیج دیں۔ یہی اس گزٹ کے ایڈیٹر ہیں۔ میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور نہ کوئی علمی بے ایمانی ہے۔ اس کا جواب ضرور دیجیے گا۔ پریم چند کا نام میں وہاں نہیں دینا چاہتا۔ نہیں معلوم یہ حضرت ہاتھ پیر سنبھالنے پر کیا لکھیں پڑھیں۔ انھیں قصہ گو ہی رہنے دیجیے۔ بیٹھے بیٹھے پریم اور بیررس کے قصے لکھا کریں۔ دسمبر میں الہٰ آباد میں ضرور ملاقات ہوگی۔

نوبت رائے نے مجھ سے (25 روپے) طلب فرمائے۔ میں نے لکھا علمی دنیا میں اس طرح کی بات چیت مناسب نہیں۔ اس پر آپ نے مجھے وعدہ شکن کہا۔ اور دھمکی دی کہ میں اس کی تشہیر کرسکتا ہوں۔ دیکھا یہ سینہ زوری ہے۔ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ تب سے پھر لکھا پڑھی نہیں ہے۔ آج اپنے تین مضامین کا بل بھیجتا ہوں۔

نیا ناول شروع کردیا ہے۔ مگر اس کے لیے راجستھان کے مطالعے کی ضرورت ہے۔

آپ کو خانگی تردّدات سے فرصت ملی یا نہیں۔ دو مہینے سے 'زمانہ' میں رنگین تصویر اچھی نہیں نکلی۔ روی ورما اب گر گئی ہیں۔ ربندروناتھ سے بہ حیثیت ایک قدردان فن تصویر کے کیوں خط و کتابت نہیں کرتے۔ میں آپ کی جگہ ہوتا تو تصویروں کا خاص انتظام کرنے کے لیے ایک بار کلکتہ جاکر پچیس تیس روپے کا صرفہ برداشت کرلیتا۔ سعدی کی تصویر ادیب کو کہاں سے مل گئی۔

اور تو کوئی خاص حال نہیں۔ بیگم صاحبہ میکہ کی ہوا کھا رہی ہیں۔ میں تیزی کے ساتھ بوڑھا ہورہا ہوں۔ شاید چالیس تک ولی کھنگڑ ہوجاؤں۔

مجھے 'زمانہ' میں رفتار نہیں نظر آتا۔ یہ چٹکلے جو آپ لکھتے ہیں رفتار نہیں کہلا سکتے۔ اب کے مہینہ سے میں نے مصمم ارادہ کیا ہے کہ چار صفحوں کا نوٹ ماہوار 'زمانہ' کی نذر کیا کروں۔ اکتوبر نمبر میں انشاء اللہ ضرور ہوگا۔ سرور مرگئے کہ زندہ ہیں۔

ستمبر کب تک آوے گا۔

نیاز مند، نواب

(13)

بنام دیانرائن نگم

اگست 1912

برادرم۔ 'زمانہ' جولائی ملا۔ طبیعت خوش ہوئی۔ اب کی اچھا نمبر ہے۔ میرے خیال میں دوہرے نمبر نکالنے کا اب موقع نہیں ہے۔ ایسی سرگرم رقابت کے ہوتے ہوئے میں یہ صلاح نہ دوں گا۔ ہاں میری دوستانہ صلاح یہ ہے کہ آپ ماڈرن ریویو کی جگہ ادیب کو لینے دیجیے۔ خود ہندستان ریویو کی جگہ لیجیے۔ مضامین کی خوبی، لکھائی، چھپائی، پالیٹیکس وغیرہ کی طرف زیادہ زور دیجیے۔ اور تصاویر کی طرف بہت کم۔ اس لاگ ڈانٹ میں آپ زیربار ہوجائیں گے۔ اپنی ہار مان لینے میں بُرائی نہیں ہے۔ آپ انڈین پریس کے وسائل کہاں سے لائیں گے۔ اب کی رنگین تصویر آپ کو پھر خراب ملی۔ اس سے تو بہتر ہوتا کہ برق کی تصویر پہلے ہوتی۔ بہرحال اب 'زمانہ' کی خوبی مضامین پر ہونی چاہیے، تصاویر پر نہیں۔ کبھی کبھی تصویریں بھی دے دی جائیں مگر اُسی وقت جب صنعت کا کوئی اچھا نمونہ ہاتھ آجائے۔ خواہ مخواہ تصویر دینے سے کوئی فائدہ نہیں۔ میں اس کے سخت خلاف ہوں۔ تصاویر کی کفایت، کاغذ اور چھپائی کی اصلاح میں خرچ کیجیے۔ اور موجودہ مسائل پر مضامین لکھانے کی فکر کیجیے۔ باسو کے بل پر کوئی مضمون نہیں نکلا۔ گوکھلے کے بل نے کہاں تک ترقی کی۔ محڈن یونیورسٹی کے کانسٹی ٹیوشن وغیرہ مسئلے پر کچھ ہونا چاہیے تھا۔ مطلب یہ ہے کہ 'زمانہ' Uptodate Political Paper ہو۔ ذوق پر آدھا پرچہ بھرنا میں اچھا نہیں سمجھتا۔ ہمیں ذوق کا رونا رونے سے کیا ملا جاتا ہے۔ ذوق کے نام پر رونے والے بہت ہیں۔ یہ کام ادیب کو کرنے دیجیے اور آپ اِس سے بہتر کام میں مصروف ہوجیے۔ حجم میں مستقل ہو۔ یہ نہیں کہ کبھی 60 صفحے دیے کبھی 80 کبھی 100۔ بڑے سائز کے 80 یا 72 صفحے کافی ہیں۔

ہفتہ وار کا نوٹس آپ نے نکال ہی دیا۔ ذرا طبیعت تو اچھی ہونے دیتے۔ دیکھیے کیا کامیابی ہوتی ہے۔ آپ کا ہفتہ وار کامریڈ کے نمونے کا ہونا چاہیے۔ ایشور کا نام لے کر شروع کیجیے۔ مجھ سے جو مدد ہوسکے گی، کرتا رہوں گا۔ فی الحال میری طاقت مجھے

اجازت نہیں دیتی کہ کچھ ایثار کرسکوں۔ یقین مانیے، آپ سے بصدقِ دل کہتا ہوں کہ جب سے یہاں آیا ہوں، صرف دوسو روپے میرے پاس جمع ہوئے ہیں۔ اور وہ بھی ایک سو انڈین پریس سے ملے۔ شاید تیس یا 35 آپ نے دیے۔ اور اسی قدر ایجوکیشنل گزٹ سے ملا۔ میری تنخواہ اور بھتہ میں کوڑی کی بچت نہیں ہوئی ہاں بچت کہیے تو، کمائی کہیے تو، بیوی جان کی برسوں کی ضد پر رفع شکایت کے لیے ایک کڑا بنوایا۔ جس کا صدمہ اب تک نہ بھولا۔ اس برتے پر میں کیا ایثار کروں۔ 60 روپیہ تنخواہ ہے۔ 40 روپیہ کا اوسط اور۔ اور خرچ میں بخل سے کام لیتا ہوں۔ تب بھی کبھی فراغت نصیب نہیں ہوئی۔ نہیں معلوم یہاں کانپور کے مقابلے میں کیا خرچ بڑھ گیا ہے وہاں 40 روپیہ میں گزر ہو جاتا تھا۔ یہاں اُن کے دُگنے میں رونا پڑا ہوا ہے۔ اور اب بڑھے ہوئے اخراجات کو توڑنا مجھ پر تو نہیں مگر دوسروں پر ستم ہوگا۔ نام 'ہندو' بہت موزوں تھا۔ مگر شاید اس نام کا کوئی پرچہ پنجاب میں نکلنے لگا ہے۔ 'رفتار زمانہ' سے بہتر نام مجھے نہیں سوجھتا۔ آپ نے بھی تو یہی نام پسند کیا تھا۔ نام تو یہی رکھیے اب رہے مضامین۔ آپ تنہا ایک اسسٹنٹ کی مدد سے ہفتہ وار اخبار اسی حالت میں چلا سکیں گے۔ جب قلم کو زیادہ رواں بنائیں۔ میں ہفتہ وار کے ایک دو صفحے بلا ناغہ آپ کی خدمت میں بھیج دیا کروں گا۔ کچھ نوٹ ہوں گے بن پڑا تو کوئی ایڈوریل، کبھی کسی مضمون کا ترجمہ، کبھی کچھ۔ مگر اخبار کا نمونہ کامریڈ ہی ہو۔ پالیسی ہندو، اب میرا ہندستانی قوم پر اعتقاد نہیں رہا۔ اور اس کی کوشش فضول ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ 4000 کی فکر کرلوں گا۔ جہاں 4000 کی فکر کیجیے وہاں 360 کی فکر کرنی کیا مشکل ہے۔ اگر آپ مجھے 60 روپے کا سمجھوتہ کرذیں گے تو میں اس پر کام کروں گا۔

6 ماہ اخبار کی حالت دیکھ کر بعد کو فیصلہ کرسکوں گا کہ میرے لیے کون سا راستہ زیادہ سیدھا ہے۔ یہاں سے رخصت لے کر چلا آؤں گا اور جس قدر محنت اور کوشش درکار ہوگی اس میں دریغ نہ کروں گا۔ کیا عجب ہے میں اخبار کو چلا سکوں۔ اگر چھ ماہ کے بعد اخبار کچھ دے نکلا تو میں بھی ہاتھ پیر پھیلاؤں گا اور نہ اپنا سا منھ لے کر پھر اپنے پرانے ڈھیر پر چلوں گا۔ مگر 60 سے کم پر میرا گزر نہیں ہوسکتا۔ یہ صاف گوئی آپ کو اپنا دوست، ہمدرد، اور بھائی سمجھ کر کرتا ہوں۔ میں کام سے جی نہیں چراتا، نہ اس قدر مطالبہ چاہتا ہوں۔ گویا میں کہیں کا بڑا منشی وقار ہوں۔ نہیں صرف گزارہ

چاہتا ہوں اور گزارہ 60 سے کم میں نہیں ہو سکتا۔

دوسری بات، آپ نے 'زمانہ' اب تک نج کے طور پر چلایا ہے۔ اس کا خرچ اور آپ کا جیب خاص دونوں ایک ہی مد میں شمار ہوتے رہے جس کی وجہ سے اکثر پریشانی ہوتی رہی۔ آپ نے اپنا ذاتی خرچ بہت بڑھا لیا ہے۔ صاف گوئی کے لیے معاف کیجیے گا۔ رفتار 'زمانہ' کا معاملہ نج کا معاملہ نہ ہوگا۔ اس کا حساب کتاب آمد خرچ سب کا مد آپ کے جیب خاص سے بالکل الگ ہوگا۔ انھیں اصولوں پر کام چل سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ پکا ہندو پرچہ جو اچھا کاغذ اچھی چھپائی دے اس کے لیے گنجائش کافی ہے۔ ہماری یہ کوشش ہوگی کہ اردو پرچوں میں رفتار 'زمانہ' ایک طاقت ہو جائے۔ اس کی رایوں کا دوسرے اخبار اقتباس کریں۔ اخراجات وغیرہ کی تفصیل جو آپ نے دی ہے وہ میں پہلے بھی دیکھ چکا ہوں۔ بہر حال میں کام کرنے کے لیے تیار ہوں اوپر لکھی ہوئی شرطوں پر۔ اور اس حالت میں جب کہ مالی حالت مستقل ہو اور میں کرائے کا ٹٹو بن کر کام نہ کروں گا بلکہ سچے جوش سے یا تو آپ ابھی میری خدمات طلب کریں یا جب اخبار کی حالت کچھ معلوم ہو تب۔

اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔ یہاں سب خیریت ہے۔ بارش بکثرت ہوئی۔

آپ کا، دھنپت

(14)

بنام دیانرائن نگم

مہوبا، 30 اکتوبر 1912

برادرم، خط ملا۔ مشکور ہوں۔ پہلے اودھ اخبار والا معاملہ۔ کیا جواب دوں۔ مالی پہلو یہ ہے کہ یہاں بٹ آمدنی 80 سے کسی طرح زائد نہیں ہے۔ دورہ کا خرچ اور ملازموں کی تنخواہ اِس میں شامل نہیں ہے۔ قریب قریب یہی حالت وہاں بھی ہوگی اور مصارف بدستور۔ مگر کام میں بڑا فرق ہے۔ یہاں بہت آزادی ہے، باوجود غلامی کے چونکہ کوئی افسر سر پر سوار نہیں رہتا اور نہ کوئی جواب دہی ہے اس لیے آزادی

سی معلوم ہوتی ہے۔ 10 بے سے 5 بجے کی حاضری۔ دماغی کام 'روزانہ اخبار' جی کانپ جاتا ہے۔ ہمت نہیں پڑتی۔ یہاں لٹریری کام بمنزل تفریح ہے۔ وہاں یہ معاش ہو جائے گا۔ حالانکہ چھوٹک کی پڑھائی اور آئندہ زندگی کی رفتار کے خیال سے یہ موقع بُرا نہیں ہے۔ مگر کام کی کثرت ارادہ کو مستقل نہیں ہونے دیتی۔ بہرحال میں ابھی ذُبدھے میں ہوں۔ اگر موقع ملے تو آپ پروپرائٹر سے ذکر کیجیے گا۔ اس وقت تک شاید ارادہ کسی طرف جم جائے۔

قصہ لکھا ہوا تیار ہے۔ صرف نقل کرنا باقی ہے۔ کل تک غالباً ہو جائے گا۔ آپ نے میری تنخواہ بڑھا دی۔ اس کا مشکور ہوں۔ کیونکہ یہ پرائیوٹ ٹیوشن ہے۔ اب مجھے آٹھ روپیہ ماہوار ملیں گے۔ میرے قصص کے مجموعے کا خیال رکھیے گا اور جب آپ اودھ اخبار میں پہنچ جائیں۔ اس وقت اسے نکالنے کی فکر کرنا مناسب ہوگا۔ ممکن ہے آپ کا اودھ اخبار میں پہنچنا میرے لیے کوئی بہتری کی صورت پیدا کرے۔ کیا ضرورت ہے کہ میں اپنے خون جگر (یا انگلیوں سے نکلنے والے قطرۂ خون) کو کسی غیر جگہ پھینکوں۔ اگر اپنے گھر میں قدر ہو تو کیوں دوسرے کا دست نگر ہو۔ حالانکہ میں نے ہمدرد کو کوئی اچھا قصہ نہیں دیا۔ تاہم اگر ان کے لیے اور کوئی گنجائش ہوتی تو میں وہاں نہ دیتا۔ ہاں خسارہ نہ ہونا چاہیے۔ آپ کے پاس ایشور نے چاہا تو پرسوں قصہ پہنچے گا۔ ادیب میں آج تیرتھ رام کا 'آزمائش' دیکھا ہے۔ مجھے تو ترجمہ سا معلوم ہوتا ہے۔ ہے یہی بات نہ؟

اب رسالوں اور اخباروں کا ذکر؟ آپ مجھے ماڈرن ریویو، لیڈر اور ہندستان نہ دیجیے۔ ماڈرن میں خود منگاؤں گا۔ ہمدرد اب عنقریب آنے ہی لگے گا۔ بس کوئی ایک اردو پرچہ مثلاً وکیل یا وطن مجھے اور ملنا چاہیے۔ ہندستان میں آج سے منگاتا ہوں۔ اتنا کافی ہو جائے۔

مسلم گزٹ میں شبلی کا مضمون 'مسلمانوں کی پولیٹیکل کروٹ' قابل داد ہے۔ میں دسہرہ کی تعطیل میں یہیں رہا، کہیں نہ گیا۔ اب اچھا ہوں اور تو کوئی حال تازہ نہیں ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(15)

بنام دیانرائن نگم

غالباً سن 12-1911 (مہوبا میں لکھا گیا)

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب 'زمانہ'، تسلیم!

رسالہ 'زمانہ' کا ماہ نومبر کا پرچہ دیکھ کر میرے دل میں چند خیالات پیدا ہوئے جنھیں عرض کر دینا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ امید ہے کہ جناب کو ناگوار نہ ہوگا۔ اس زمانے میں جب کہ گوناگوں اخلاقی، سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی مسائل ہماری تمام تر توجہ کے مستحق ہیں، مجھے یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ رسالہ 'زمانہ' کا قریب قریب ایک پورا نمبر محض آتش کے کلام کے تبصرے کو نذر ہوگیا۔ میں آتش کی اُستادی کا قائل ہوں۔ لکھنؤ شاعری کا مضموم پہلو آتش کی شاعری میں مقابلتاً کم ہے۔ مگر پھر بھی اتنا زیادہ ہے کہ بہ استثنا ان حضرات کے جو لکھنوی شاعری کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں اور سبھی طبائع کو موجودہ معیار اور ذوقِ صحیح سے گرا ہوا نظر آتا ہے۔

لٹریچر کا موضوع ہے تہذیب، اخلاق، مشاہدہ، جذبات، انکشافِ حقائق اور واردات و کیفیاتِ قلب کا اظہار۔ جو شاعری حسن و عشق کو آئینہ و شانہ، خنجر و محشر، سبزہ و خط، دہن و کمر کے تخئیل سے ملوث کرتی ہو، وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ آج ہم اس کا ورد کریں۔ جن کی اُفتادِ طبیعت اس رنگ کی ہے انھیں اختیار ہے آتش یا ناسخ، رند اور امانت کا وظیفہ پڑھیں۔ لیکن زمانہ کے مختلف الطبع ناظرین کو اس ورد اور وظیفے میں شریک ہونے کے لیے مجبور کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ مرزا جعفر علی خاں صاحب نے اپنے تبصرے میں آتش کے کلام کا انتخاب پیش کیا ہے مگر اس انتخاب میں بھی بیشتر ایسے اشعار ہیں جنھیں ذوقِ لطیف ہرگز قابلِ ستائش نہ سمجھے گا۔ ملاحظہ ہو:

بھر گیا دامنِ نظارہ گلِ نرگس سے
آنکھ اُٹھا کر جو کبھی تم نے اِدھر دیکھا

آنکھ کی رعایت سے نرگس کو لاکر دامنِ نظارہ کو گلِ نرگس سے بھر دینا، اس میں کیا ندرتِ خیال ہے؟ کیا حقیقت ہے؟ سمجھ میں نہیں آتا۔

قاصدوں کے پاؤں توڑے بدگمانی نے میرے
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشانِ کوئے دوست

کیوں نہیں بتلایا؟ تھی آپ کی حماقت یا نہیں؟ آپ کو خوف ہوا کہیں معشوق قاصد کا دم نہ بھرنے لگے۔ واہ رے معشوق اور واہ رے عاشق، دونوں زندہ در گور!

ایسے اشعار ایک نہیں سینکڑوں ہیں۔ بہت چھان بین کرنے سے سو دو سو اشعار سارے دیوان میں ایسے نکلیں گے جو پاکیزہ کہے جا سکیں، جن میں واقعی جذبہ، سچا درد، رُلانے والی حسرت، چونکا دینے والی جدت، رعشہ براندام کر دینے والی نازک خیالی، جنوں انگیز مستی ہو۔ 'زمانہ' میں اگر میرا اندازہ غلط نہیں کرتا تو، ایک درجن مرتبہ آتش کی مرثیہ خوانی کی جاچکی ہے۔ یقیناً مشاغلِ ادب میں شعرائے سلف کی مرثیہ خوانی کے سوا اور بھی بہت سے ضروری کام ہے، اور خاص کر ان شعرا کا کلام جن کے دیوان کوہ کندن اور کاہ برآبردن کے مصداق ہیں۔ میرا خیال ہے کہ رسالے کے ایڈیٹر کو ذاتی رجحانات اور دوستانہ تعلقات سے بالاتر رہنا چاہیے۔ اس کا فرض ہے کہ ہر رنگ اور ہر مذاق کے ناظرین کا لحاظ رکھیں۔ یہ نہیں کہ:

غیرتِ مہ رشکِ ماہ ہو تم، خوبصورت ہو بادشاہ ہو تم،
جس نے دیکھا تمھیں وہ مر ہی گیا، حُسن کی تیغِ بے پناہ ہو تم

تیغ دیکھ کر کون مر جاتا ہے؟

فوق ہے سارے خوش جمالوں پر، وے ستارے جو ہیں تو ماہ ہو تم جیسے طفلانہ جذبات کے اشعار سے پرچے کا پرچہ بھر دیں۔

سماع خراشی کے لیے معاف فرمایئے گا۔

نیازمند، پریم چند

(16)

بنام دیانرائن نگم

مجھ گاواں، 6 فروری 1913

بھائی جان،

آپ کا انگریزی خط ملا۔ جھنگ سیال، بھارت اور ہندستان کا پیکٹ بھی وصول ہوا۔ 'آزاد' بھی آیا۔ 'آزاد' کے متعلق آپ نے میری رائے پوچھی ہے۔ اگرچہ وہ ابھی تک مجھ تک نہیں پہنچا مگر اس میں خوشامد کو مطلق دخل نہیں ہے کہ وہ اب اردو کے بہترین اخباروں سے ہمسری کا دعوہ کر سکتا ہے۔ اگر التزام کے ساتھ ہر نمبر میں کسی صاحبِ رائے کا ایک اوریجنل مضمون اور ایک دلچسپ ترجمہ دیا جاسکے تو اس کی دلچسپی اور بڑھ جائے۔ اب کی پنڈت بدری دت کا مضمون تھا۔ اسی طرح ہر ایک نمبر میں کوئی نہ کوئی مضمون ہوجائے تو کیا کہنا۔ نامہ نگاروں کی ابھی تک کمی ہے۔ آپ خود اس کی اہمیت سمجھتے ہیں اور قرار تنکار نے غالبًا آپ کو ابھی اس طرف مخاطب نہیں ہونے دیا۔ بہرحال اس کی رفتار رو بہ ترقی ہے۔ معلوم نہیں قدردانی کا دائرہ بھی اسی نسبت کے ساتھ وسیع ہورہا ہے یا نہیں۔

بابو رام بھروسے کے پدرِ بزرگوار کے انتقال کی خبر نہایت پُرملال ہے۔ ایشور انھیں صبر دے۔ اب خانہ داری کا سارا بوجھ ان کے سر پر آپڑا۔ جس خوبصورتی سے وہ اپنی شان کو سنبھالے ہوئے تھے معلوم نہیں رام بھروسے میں وہ صلاحیت ہے یا نہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ مرحوم کی زندگی کامیاب زندگی تھی — اور ہر ایک مرنے والے کو اس پر رشک ہوسکتا ہے۔ آپ میری جانب سے ہمدردی کا سچا پیغام انھیں دے دیں۔ میں تعزیت نامہ بھی لکھوں گا۔

مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کا مشین پریس اب عنقریب جم جائے گا۔ جلدسازی، کتب فروشی کی شاخیں بھی قائم ہوں گی۔ ایشور آپ کی کوششوں کو سرسبز کرے۔ میں مجبور ہوں کہ مجھے to fall back upon کا کوئی سہارا نہیں ہے۔ بس

کرائے کا ٹٹو ہوں۔ پریم پچیسی اس پریس کا پہلا کام ہوگا۔ اپنے تئیں مبارک باد دیتا ہوں۔ بیس قصوں سے زائد ہوگئے ہیں، دو ابھی ہمدرد کے دفتر میں پڑے ہوئے ہیں۔ معلوم نہیں ہمدرد کھلے گا بھی یا ٹھنڈا پڑ گیا۔ بہرحال دو تین ماہ میں پچیس قصے ضرور ہوجائیں گے۔ ہاں، کتاب کسی قدر ضخیم ہو جائے گی۔ چار سو صفحے سے کسی طرح کم نہ ہوگی۔ مستر اُنیس سطری رہنا چاہیے اور سائز 'زمانہ' کے دو برس قبل کے سائز کے برابر۔ کاتب خوش خط ہو۔ میں مضامین کی ترتیب دوں اور جہاں کہیں چھاپے کی غلطیاں ہوگئی ہیں ان کی اصلاح بھی دوں گا۔ مگر میرے پاس سب پرچے موجود ہو جائیں۔ بہرحال جس وقت فیصلہ ہوجائے میں یہاں سے ان چند قصوں کی کاپی بھیج دوں گا جو میرے پاس موجود ہے۔ دیباچہ آپ لکھیں گے یا جسے آپ مناسب سمجھیں اس سے لکھوایئے گا۔ خرچ اور نفع میں مجھے نصف کا شریک سمجھیے۔ نفع کا ذکر ہی کیا، خرچ میں آدھے کا ساجھی دار ہوں۔

اب رہ گئے ہندی رسالے۔ آپ مجھے اپنے ہندی ڈپارٹمنٹ کا ایڈیٹر سمجھیے۔ میں اخبارات اور رسالوں کے مناسب اور دلچسپ ترجمے کر دیا کروں گا۔ کہیں کہیں ان پر نوٹ اور تنقید لکھوں گا۔ ہندی شعرا کا دلچسپ اور مختصر سوانح عمریاں کا سلسلہ بھی دوں گا۔ 'مریادا' آپ لکھتے ہیں بھیج دیا گیا، ابھی یہاں نہیں پہنچا۔ سرسوتی یہاں ایک جگہ آتا ہے۔ اب بند ہوگیا۔ آپ جو اخبارات اور رسالے یہاں بھیجیں گے انھیں میں جب کبھی آؤں گا، لیتا آؤں گا، تاکہ آپ کے دفتر میں موجود رہیں۔ آپ کی کئی کتابیں اور کئی رسالے میرے پاس پڑے ہوئے ہیں۔ اب کی آمد میں سب بقایہ بیباک ہوجائے گا۔ اگر کسی انگریزی دلچسپ مضمون کا ترجمہ کرانا چاہیں تو میں وہ بھی بقدرِ امکان کرنے کو تیار ہوں۔ آج ایک قصہ 'زندگی اور موت' 'زمانہ' کے لیے بھیجتا ہوں۔ پسند آئے تو رکھ لیجیے گا۔ یہی آخری کوشش ہے۔ ادھر مہینے بھر سے ایک سطر بھی نہیں لکھا۔ روزانہ کی دوا دوش رہتی ہے۔ فرصت نہیں ملتی۔

ادیب آیا۔ ہرایک مضمون کے ساتھ ایڈیٹر کا پچھلا موجود ہے۔ دیکھیں آگے یہ حضرت کیا دکھاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے نقاد کی حیثیت اختیار کرلے گا۔

'زمانہ' کی پابندیِ اوقات پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میرے خیال میں یہ مارچ کا رسالہ 1 مارچ کو نکل جائے تو آئندہ بھی التزام قائم رکھیے۔ یہ اردو دنیا میں ایک غیر معمولی بات ہوگی۔

اب رہا روپیوں کا ذکر۔ مجھے اس وقت چنداں ضرورت نہیں ہے۔ مگر میرے ذمّے حمیرپور آریہ سماج کے دس روپے باقی ہیں۔ بار بار تقاضہ ہوا ہے مگر اپنی تہہ دستی نے اجازت نہ دی کہ ادا کردوں۔ آپ اگر afford کر سکیں تو براہِ راست میرے نام سے حمیرپور آریہ سماج کے سکریٹری کے نام دس روپے کا منی آرڈر کردیں۔ ممنون ہوں گا۔ تکلیف تو ہوگی مگر میری خاطر اتنا سہنا پڑے گا کیونکہ یہاں اب جلسہ بھی عنقریب ہونے والا ہے۔ مقرر عرض یہ ہے کہ یہ دس روپے ضرور بھیج دیں۔ میں نے جنوری میں ادا کرنے کا حتمی وعدہ کیا ہے۔ آپ اگر اجازت دیں تو میں یہ سمجھوں گا کہ 'زمانہ' میرا پندرہ روپے کا دیندار ہے۔ جنوری کے آخر تک کا یہ حساب رہا۔ غالبًا آپ کو اعتراض نہ ہوگا۔ فروری اوّل سے نیا حساب چلتا ہے۔

اور تو کوئی نئی بات نہیں۔ تیج نارائن لال نے باندا میں آٹھ روپے کی نوکری کرلی ہے۔ مدرس ہوگئے ہیں۔ باقی کام بدستور چل رہا ہے۔ صحت البتہ بہت اچھی نہیں ہے۔

تعمیر دہلی پر ایک مختصر سا نوٹ لکھا ہے، ممکن ہو تو دے دیجیے گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(17)

بنام دیانرائن نگم

مہوبا، 28 فروری 1913

برادرم،

بہت سے رسالے آئے۔ 'آزاد' بھی 13 اور 20 فروری کا ملا۔ مگر 5 فروری کا نہیں ملا۔ خیر۔ چند رسالوں کے ریویو کیے ہیں اور وہ ارسالِ خدمت ہے۔ فروری کے رسالوں کا ریویو بہت جلد بھیجوں گا۔ فرصت نہ ملی۔ 'اماوس کی رات' آدھا نقل کر چکا

ہے، باقی جلد نقل کرکے بھیج دوں گا۔ 'زمانہ' فروری کا ملا۔ پڑھ لیا ہے۔ صرف لکھائی چھپائی رو بہ تنزل ہے۔ یہ اس کے پُرانے خصوصیات ہیں اور ان میں ہرگز کمی نہیں ہونی چاہیے۔ 'آزاد' کے لیے کوئی نوٹ نہ لکھ سکا۔ عدیم الفرصتی کا رنج ہے۔ مگر جلد ہی کام ختم ہوا جاتا ہے۔ اور کوئی تازہ حال نہیں۔ پریم پچیسی کے قصّوں کی ترتیب دی ہے۔ مضمون اور ریویو اور یہ ترتیب ساتھ ساتھ ایک ہفتے میں پہنچے گی۔ ممکن ہوا تو دو تین نوٹ بھی مرتّب ہوجائیں گے۔ چھتری میگزین میں ایک تاریخی سیروسیاحت کے متعلق ہے۔ اس کا ترجمہ بھی کرتا جارہا ہوں۔ فرصت ہے۔ 'آزاد' کی رفتارِ ترقی کیسی ہے۔ رام سرن کے اغراض سے مجھے پورا اتفاق ہے۔ یہی بات میرے دل میں بھی تھی۔

آپ کا، دھنپت

(18)

بنام دیانرائن نگم

مہوبا، 6 مارچ 1913

برادرم، تسلیم!

27 کا 'آزاد' دیکھا۔ یوماً فیوماً ترقی ہورہی ہے۔ اور مبارکباد کے قابل۔ نامہ نگاروں کی کمی بھی جلد پوری ہوجائے۔ مگر 'زمانہ' نہ گرنے پائے۔ کل اخبارات کے ریویو اور 'اماوس کی رات' بھیج چکا ہوں۔ اگر آپ نے حمیرپور سماج کے نام دس روپے نہ روانہ فرمائے ہوں تو براہِ کرم اب کر دیجیے کیونکہ میں 14 کو وہاں جاؤں گا اور تقاضہ نہیں سہا چاہتا۔ پریم کے قصّے 21 آپ کے یہاں چھپ گئے ہیں، 2 ہمدرد کے یہاں ہیں۔ وہ دونوں آج منگوا لیتا ہوں۔ تب دو کی کمی رہ جائے گی اور یہ دو کتابت کے پورے ہونے تک بن جائیں گے۔ ترتیب کیونکر دوں۔ ابواب کی صورت میں نہیں آتے ورنہ میں نے چاہا تھا کہ شجاعت، خودداری، ایثار وغیرہ کے عنوان سے ترتیب دوں۔ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ دلچسپی اور اختصار کے لحاظ سے ان کی ترتیب دی جائے۔ 25 قصّوں کا حجم بہ حساب اوسط 12 صفحے فی قصہ، 300 صفحے ہوگا یا

کو زیادہ سے زیادہ صرف دس روپے میری نذر کرنے پڑیں گے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اسے میری جانب سے بھی سختی نہ خیال فرمائیں گے۔ میں چاہتا تھا کہ یہ تحریف آپ کی جانب سے ہوتی مگر ایک ہی بات ہے۔ اگر آپ اسے پسند نہ فرمائیں تو کوئی مضائقہ نہیں میں حسبِ دستور اوقات اور فرصت کے لحاظ سے کچھ نہ کچھ قلمی خدمات کرتا رہوں گا مگر شاید دوستانہ بیگار سمجھ کر۔ میں جانتا ہوں کہ آپ تہی دست ہیں، مالی حالت اچھی نہیں۔ مگر ایسا کیوں ہو۔ اور اخبار نفع کررہے ہیں، آپ کیوں نقصان اُٹھائیں۔ بے ضرورت اور بے نتیجہ ایثار کیوں کریں۔ اس بے تکلفی کے لیے مجھے معاف فرمایئے گا۔ اور اگر تجویز پسند آئے تو صرف کنائے سے اس کا ذکر کیجیے ورنہ من و تو یہ ذکر یہیں ختم ہو جانا چاہیے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(21)
بنام دیانرائن نگم

4 مئی 1913

آج آپ کا مفصل خط ملا۔ 'نگاہِ ناز' میں جہاں کہیں ضرورت ہو مس کا لفظ اُڑا دیجیے اور نہرو سے اعتراض ہے تو اس کے بجائے 'ھلو' کر دیجیے۔ مجھے کوئی اُجر نہیں ہے۔ مجھے یہ سن کر سخت ملال ہوا کہ ابھی تک 'آزاد' اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل نہیں ہوا۔ یہی فرض کرکے میں نے کل آپ کو ایک شکایت نامہ لکھا ہے جس پر اب نادم ہوں۔ میں سمجھا تھا کہ اب حالات کچھ روبراہ ہوگی۔ تیز بہادر باندہ میں بہ مشاہرے آٹھ روپے ماہوار نوکر تھے مگر بیمار ہوگئے۔ اب گھر جارہے ہیں۔ چھوٹک نے ٹائپنگ کا امتحان دیا ہے۔ ان کی شادی کی بات چیت مرزاپور کے ضلع میں ہورہی ہے۔ بیگم صاحبہ یہیں تشریف رکھتی ہیں اور غالباً دخترِ نیک اختر کی آمد ہے۔ اور سب حالات سابق دستور ہیں۔ پاپوش کا انتظار ہے اور کیا عرض کروں۔ دلیش روزانہ میرے نام جاری ہوگیا ہے۔ میں نے اس کا نامہ نگار بننا منظور کرلیا ہے۔

معاوضہ کی بات چیت ہو رہی ہے۔ آج چھوٹک کے قدرداں مرزاپور سے آنے والے ہیں اور کوئی حال تازہ نہیں ہے۔ بابو رام سرن کی خدمت میں دست بستہ آداب پیش کرتا ہوں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(22)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، لکشمی بھون، 2 جون 1913

بھائی جان، تسلیم!

مجھے افسوس ہے کہ میں اپنے وعدے کے مطابق 4 کو بنارس نہ جاسکوں گا۔ ابھی یہاں مجھے تین دن اور رہنا پڑے گا۔ ایسی ہی ضرورت درپیش ہوگئی ہے۔ اس لیے والدہ صاحبہ جس دن بنارس آئیں اس سے بابو مہتاب رائے، گیان منڈل، بنارس کو مطلع کر دیجیے گا۔ وہ ٹلانامہ کے دھرم شالے میں مناسب انتظام کر دیں گے۔ میں نے انھیں تاکید کر دی ہے۔ بابو رگھوپت سہائے کی طبیعت کس قدر ناساز ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(23)

بنام دیانرائن نگم

مہوبا، 7 جون 1913

بھائی جان،

آج آپ کا کارڈ آیا۔ اپنا مفصل خط پرسوں لکھ چکا ہوں۔ بہت اچھا ہوا کہ مشین آگئی۔ اب 'زمانہ' اور 'آزاد' دنوں وقت پر اور صاف چھپیں گے۔ غالباً کانپور میں آپ کو کام کی کمی نہ رہے گی۔

پریم پچیسی کی کاپی میں خود دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں اپنی حالت خراب ہونے کے

نے روزانہ وغیرہ کا کوئی Direct تذکرہ نہیں کیا۔ ذکر کیا کب رخصت ختم ہونے کو آئی۔ اور فیصلہ اُس وقت ہوا جب کل تین دن رہ گئے۔ ایسی حالت میں میرے جیسا ذرائع کا آدمی بجز اس کے اور کیا کرسکتا تھا کہ رخصت لینے کی کوشش بہ حدِ امکان کرے۔ اور نہ مِل سکے تو مجبوراً دلاچاراً اپنی نوکری پر واپس آجائے۔ آپ ہی فرمایئے۔ مجھے کیا غرض پڑی تھی، کیا دباؤ تھا، کہ میں پہلے کام شروع کراتا۔ اور تب بھاگ کھڑا ہوتا۔ آپ نے میرا گلا نہیں دبایا تھا۔ اور نہ دبا سکتے تھے۔ آپ نے مجھے کسی سیکریفائیس کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ نہ میں نے کوئی سیکریفائیس کی۔ میرا مالی فائدہ تھا۔ پھر ایسا کون سا امر تھا جو میری بے دلی کا باعث ہوتا۔ ہمیرپور میں میں ایسے وقت پہنچا جب میری رخصت ختم ہونے میں صرف 24 گھنٹہ کی دیر تھی۔ 14/ ستمبر کی شام کو تمام ہونے والی تھی۔ میں 13/ کی شام کو چلا۔ اور اتوار کا دن۔ ڈپٹی انسپکٹر دورہ پر۔ غرض ہمیرپور میں ایسا کوئی شخص نہ تھا جس سے میں کچھ صلاح مشورہ لے سکتا۔ کیونکہ ہمیرپور میں میرے جاننے والے گنتی کے آدمی بھی نہیں ہیں۔ یہاں بھاگا، اور چارج لینے میں ایک دن کی دیر ہوگئی جس کا جواب مجھ کو دینا پڑا۔ یہ ہے میرا بیان حلفی۔

اب دوسرے پہلو پر نظر کیجیے۔ آپ کو میرے بھاگ نکلنے پر ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ جیسا اخبار آپ چاہتے ہیں وہ کم تنخواہ اور صرفہ میں نکل سکتا ہے۔ اور نکل رہا ہے۔ معلوم نہیں اس کی شان کیا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ اس کی وہ حیثیت قائم ہے۔ ایک معمولی صحت اور معمولی لیاقت کا آدمی ایسا اخبار نکال سکتا ہے جس میں بہت سا اور یجنل نہ لکھنا پڑے۔ معلوم نہیں آپ نے روزانہ 'آزاد' کا کیا انتظام کیا۔ نہ مجھے پوچھنے کا کوئی حق حاصل ہے۔ لیکن یقیناً حسب تنخواہ کوئی نہ کوئی انتظام ضرور ہوگیا ہوگا۔ اور 18/ اکتوبر سے تو اس کی دلچسپی کے لیے کسی مزید مسالہ کی ضرورت ہی باقی نہ رہے گی۔ آپ اور اگر زیادہ نہیں تو یہی خیال کرکے مجھے معاف کیجیے کہ روزانہ اخبار کی آرزو کو عملی صورت میں لانے والا یہی شخص ہے۔ گاڑی کا پہیہ پہلے مشکل سے ملتا ہے اور ایک بار چل نکلا تو چل نکلا۔

پریم پچیسی غالباً اب شبِ یلدا تک نہ چھپ سکے گی کیونکہ روزانہ اخبار کی

ضروریات کب پریس کو خاموش بیٹھنے دیں گی۔ میں آپ سے عرض کرچکا ہوں کہ میرے 'آزاد' اور 'زمانہ' کے مضامین کے متعلق کل 72 روپیہ آتے ہیں، 56 پہلے تھے۔ ان دو تازہ قصوں کی اجرت شامل کرکے 72 ہوجاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ پریم پچیسی 4½ جزو چھپ چکی ہے اور اس کے اخراجات معہ کتابت کاغذ وغیرہ 72 روپے ہوئے ہیں۔ گویا ہمارا اور آپ کا حساب یہاں تک صاف ہے۔ اب اگر آپ پچیسی کو نکالنا پسند کریں اور آپ نصف نفع نقصان میں شریک ہوں تو 4½ جزو اور چھپوایئے تاکہ 9 جزو کی ایک خاصی کتاب ہوجائے۔ غالباً اس نو جزو میں 12 کہانیاں آجائیں گی۔ اگر میری ترتیب کے مطابق 12 قصے نہ آسکتے ہوں تو آپ ذرا سی ترمیم کرکے اس 9 جزو میں 12 قصے کھپا سکتے ہیں۔ یہ گویا پچیسی کا پہلا حصہ ہوگا۔ دوسرا حصہ حسب ضرورت اور مصلحت بعد کو شائع کردیا جائے گا۔ لیکن اگر آپ کا پریس اتنا وقت ہی نہ نکال سکے تو میں بدرجہ مجبوری یہ التماس کروں گا کہ یا تو میرے 72 روپے مجھے عطا فرمائے جائیں یا پریم پچیسی کے 4½ جزو چھپے ہوئے ریل کے ذریعہ سے میرے پاس بھیج دیے جاویں۔ غالباً ان درخواستوں میں میں غیر معقولیت سے کام نہیں لے رہا ہوں۔ میں کسی دوسرے پبلشر کو ڈھونڈوں گا اور نہ مل سکا تو اس 4½ جزو کو ایک ٹائٹل پیج لگا کر 4½ جزو کی کتاب بنالوں گا۔ صرف دیباچہ اور ٹائٹل کی ضرورت ہوگی اور یہ بھی نہ ہوسکا تو شہد اور گھی لگا کر ان اوراق پریشان کو چاٹوں گا اور سمجھوں گا کہ زرِ خود میخورم، یا میوۂ محنت خود میخورم۔ بہرحال آپ جو کچھ تصفیہ کریں۔ جلد کریں اور مجھے مطلع فرمائیں۔ سب سے سہل نسخہ بس چھپے ہوئے جزو کو بھیج دینا ہے۔ اس میں آپ کو صرف حکم دینے کی دیر ہے۔ دفتری نے گٹھا بنایا اور ریل پر رکھ آئے۔ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ میں اب صرف 9 جزو کی کتاب نکالنا پسند کرتا ہوں بشرطیکہ آپ شریک ہوں اور جلد کتاب کو نکال سکیں۔ قیامت کے انتظار میں بیٹھنے سے تو یہی بہتر ہے کہ جو کچھ ثواب اس وقت ملتا ہے، مل جائے زیادہ کیا عرض کروں۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(26)

بنام دیانرائن نگم

مہوبا، 10 دسمبر 1913

بھائی صاحب، تسلیم!

پریم پچیسی کے ساڑھے چار جزو ملے۔ مشکور ہوں۔ صفحہ 33 پر وکرمہ دتیہ کے تیغہ والا حصہ ختم ہوگیا ہے۔ مگر یہ پہلی بار اتنا ہی چھپا تھا۔ میں نے دوبارہ اس میں نہایت ضروری اضافہ کردیا تھا۔ وہ 'زمانہ' کے کسی نمبر میں چھپا بھی تھا، لیکن اس کتاب میں وہ اضافہ کیا ہوا قصہ نہیں ہے، جس سے قصہ بالکل بے سروپا معلوم ہوتا ہے۔ براہِ کرم اسی زمانے کے رسالوں میں اس ٹکڑے کو تلاش کروا کے اس میں بڑھا دیجیے اور وہ ٹکڑا نہ ملے تو دو تین جملے کو نفس مطلب کو ظاہر کرتے ہوں ضرور بڑھا دیے جاویں۔ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ یہ پروف یا مکمل فرما جس میں تصحیح کی گنجائش نہیں؟

میں ایک ہفتے کے اندر آپ کی خدمت میں روپے کاغذ کے لیے روانہ کروں گا۔ کیوں کیا یہ رقم اور ساڑھے چار جز کے لیے کافی نہ ہوجائے گی۔ فی الحال میں اپنا قصہ ہی شائع کروں گا۔ آپ کتابت کروانے کا انتظام فرمایئے۔ اس کا تصفیہ کتاب کے پورے ہوجانے پر ہوجائے گا، جیسا آپ خود فرماتے ہیں اور اگر یہ مرضی کے خلاف ہو تو جس وقت آپ مجھے اور ساڑھے چار مکمل کردیں گے میں چھپائی کا حساب بھی بے باک کردوں گا۔ مگر کاغذ کے لیے میں بہت جلد روپیہ بھیجتا ہوں۔ اب جو کچھ تاخیر ہوئی اس کا الزام میرے اوپر نہ رہے گا۔ غالبًا کاغذ کے یکجائی انتظام نہ ہونے کے باعث کتاب بیچ رنگی ہوگئی ہے۔ کوئی مضائقہ نہیں۔ ٹائٹل پیج خوبصورت ہونا چاہیے۔ بس۔ کئی جگہ لکھا پڑھی کے بعد میں نے یہی تصفیہ کیا ہے کہ خود ہی چھپاؤں اور نفع نقصان اٹھاؤں۔ پہلا قصہ اس کا فیصلہ کر دے گا اور سب حالات بدستور ہے۔ قحط پڑ گیا ہے۔ امدادی کام کھلنے شروع ہوگئے ہیں۔ اب جس قدر جلد ممکن ہو یہ

کام ختم ہو جائیں تو اچھا ہو۔ مجھے بواپسی ڈاک مطلع فرمایئے گا کہ وکرمہ دتیہ کا وہ آخری ٹکڑا ملا یا نہیں، تاکہ وہ حصہ ملانے کی فکر کروں۔ سیر درویش بہت طوفانی قصہ ہے۔ اس کے بجائے نمک کا داروغہ رکھ دیجیے تو بہت خوب ہو۔

آپ کا، دھنپت رائے

(27)

بنام دیانرائن نگم

مہوبا، 19 جنوری 1914

بھائی جان، تسلیم!

کچھ عرصہ ہوا آپ کا خط معہ رسید آیا تھا۔ حالات معلوم ہوئے۔ آج کی ڈاک سے آپ کی خدمت میں بیس روپے اور بھیجتا ہوں۔ امید ہے کہ پریم پچیسی کی کتابت جاری ہوگی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ چھپائی کا حساب بعد کو ہوگا۔ چونکہ میں نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ پہلے پریم پچیسی کے صرف نو جز چھپیں، باقی کتاب دوسرے حصّے میں شائع کی جائے۔ اس لیے جب باقی ساڑھے چار جز کی کتابت ختم ہو جائے تو مجھے ایک نظر دیکھنے کا موقع دیجیے گا تاکہ جو کچھ غلطیاں رہ جائیں ان کی ترمیم کردوں۔ آپ مجھے مطلع فرمایئے کہ چھپائی کے علاوہ پہلے حصے کو ختم کرنے کے لیے اور کتنے روپے کی ضرورت ہوگی۔ اس میں ٹائٹل پیج اور دیباچہ کا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اتنا حصہ ازسرنو چھپوا کر چپکا دیا جائے۔ ہاں، مگر آپ براہِ کرم اس ٹکڑے کو تلاش کروا لیجیے کیونکہ جو حصہ میں نے بعد کو ملایا ہے وہ 'زمانہ' کے کسی نمبر میں ضرور چھپ چکا ہے۔ اَب میں اس کو خوبصورتی سے شاید نہ لکھ سکوں۔

قصّے کے متعلق کیا عرض کروں۔ تب سے ایک حرف نہیں لکھا۔ طبیعت کچھ ایسی مردہ ہو گئی ہے کہ اس دردِ سر کا بار نہیں اٹھایا جاتا۔ تاہم جو کچھ ہو سکے گا لکھوں گا۔ ایک قصہّ شروع کیا ہے — ابھی نہیں اکتوبر میں شروع کیا تھا — وہ جب ختم ہو جائے گا روانۂ خدمت کروں گا۔

'زمانہ' اور 'آزاد' وصول ہوئے۔ 'آزاد' اچھا ہے۔ صحت کا وہی حال ہے۔ جب تک چلتا ہے کام کرتا جاتا ہے۔ امید ہے کہ آپ کا مزاج بہت اچھی طرح ہوگا۔ یہی التماس کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ پریم پچیسی محض آپ کی قدردانی کی بدولت چھپ رہی ہے اور آپ ہی اسے انجام کو پہنچائیں۔ جس قدر جلد ممکن ہو، کام ہو جانا ضروری ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(28)

بنام دیانرائن نگم

سریلا (باندا)، 20 فروری 1914

بھائی صاحب، تسلیم!

میں نے دو خط آپ کی خدمت میں روانہ کیے مگر آپ نے ایک کا بھی جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔ خیر، اسے میں اپنی بدقسمتی کے سوا اور کیا سمجھوں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں نے تمھاری خطا معاف کی لیکن شاید ابھی اس کا غبار موجود ہے۔ ورنہ آپ تو اتنے سست قلم نہ تھے۔ معلوم نہیں میری کتاب کی کتابت ہو رہی ہے یا نہیں۔ براہِ کرم اس میں لگا لگائیے اور دھنا دینے کی ضرورت ہو تو مطلع فرمائیے تاکہ کتاب کے شائع ہونے کی امید کو دل سے نکال دوں۔ کیونکہ مجھے اُسے بھلے مانس کی طرح جو آپ کے دفتر سے اپنی کتاب چھپوا کر اٹھا تھا، اتنی فرصت کہاں ہے۔ دن گزرتے جاتے ہیں۔ اگر کتاب اس وقت نکلی جب لوگوں کو خیال بھی نہ رہے گا کہ پریم چند کون ہے تو اس کے نکلنے سے کیا فائدہ۔ میں نے ادھر اپنا قصہ پورا کرلیا ہے لیکن آپ کی سردمہری کے باعث اُسے بھیجنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اب آپ سے یہ التجا ہے کہ کتابت کا کام شروع کردیجیے اور مجھے مطلع کیجیے کہ پہلے حصے میں کون کون سے قصے ہیں اور وہ کتنے صفحے پر ہیں۔ میں پہلے قصے کو دس جز سے زیادہ نہیں کرنا چاہتا۔ 'زمانہ' اور 'آزاد' دونوں برابر آتے ہیں اور ان کے لیے آپ کا مشکور ہوں۔ آپ کے

خط کا اشتیاق اور انتظار ہے۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(29)

بنام ایڈیٹر 'زمانہ'

غالباً مارچ 1914

جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ 'زمانہ'، تسلیم!

آپ میرے 'دو بھائی' کے متعلق جو خطوط بھیجے انھیں پڑھ کر مجھے واقعی تعجب اور افسوس ہوا۔ تعجب اس لیے کہ میرے ناموں کی مطابقت ہم میں سے کچھ لوگوں کو اس خیال کی جانب مائل کرتی ہے کہ یہ قصہ کرشن بھگوان کی زندگی سے تو کوئی تعلق نہیں رکھتا اور افسوس اس لیے کہ میری لاعلمی اس قسم کے احتمال کا باعث ہوئی۔ میرا خیال تھا کہ ہمارے دلوں میں کرشن اور بلرام کی اس قدر عزت ہے کہ محض ناموں کے مل جانے سے ہم کو اس واقعہ کو ان کی طرف منسوب کرنے کا گمان بھی نہ ہوگا۔ مگر معلوم ہوا کہ میں غلطی پر تھا اور حقیقت حال کچھ اور ہی ہے۔ میں نے یہ اسماءِ گرامی اس غرض سے استعمال کیے ہیں کہ برادرانہ احترام اور محبت کا وہ اعلیٰ معیار جو کرشن اور بلرام کی زندگی میں مضمر ہے۔ وہ ہمارے پیش نظر رہے اور ہم دیکھیں کہ ہم کس قدر گر گئے ہیں میرا منشا یہ دکھانا تھا کہ جہاں کرشن اور بلرام جیسے بھائی تھے وہاں اب اُن ہی کے نام لیوا کتنے خودغرض اور فرومایہ ہوگئے ہیں۔ ہم اسی ملک کے رہنے والے اپنے آپ کو انھیں بزرگوں کا پیرو کہنے والے، مگر ہم کو اگر اُن سے کوئی تعلق ہے تو وہ محض ناموں کا ہے، اور سبھی باتوں میں ہم بالکل معیار سے گرے ہوئے ہیں یہ تھا میرا مدعا۔ مگر چونکہ بدقسمتی سے بعض قدرداں حضرات کو یہ احتمال ہوا ہے کہ یہ قصہ کہیں کرشن بھگوان کی زندگی کا واقعہ نہ سمجھ لیا جائے۔ اس لیے یہ واضح طور پر لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ گویہ قصہ واقعہ ہے مگر اسے کرشن بھگوان کی زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ مقدس ہستیاں ہیں اور اس قسم کے شخصی تنازعات سے بالکل

بالاتر ہیں۔ اور ایسی قومی پستی کے واقعات کو ہمارے دلوں میں بسنے والے کرشن اور بلرام سے کوئی تعلق نہیں۔

پریم چند

(30)

بنام دیانرائن نگم

چریا، 4 مارچ 1914

بھائی جان، تسلیم!

آپ اندیشہ نہ کیجیے کیونکہ میرے اندیشہ کرنے کی باری ہے۔ مجھے کاپیاں 24 تاریخ کو ملیں اور میں نے انھیں دیکھ کر 25 کو روانہ کردیا۔ معلوم نہیں پہنچی یا نہیں۔ مجھ سے بھی وہی غلطی ہوئی کہ رجسٹری نہیں کرائی۔ بواپسی اطلاع دیجیے۔ رہا مضمون، اُسے دو ایک دن میں ضرور بھیج دوں گا کیونکہ کہیں کہیں صاف کرنے کی ضرورت ہے۔ مجھے ابھی تک یہ اطمینان نہیں ہوا کہ کون سا طرزِ تحریر اختیار کروں۔ کبھی تو بنکم کی نقل کرتا ہوں، کبھی 'آزاد' کے پیچھے چلتا ہوں۔ آج کل کاؤنٹ ٹالسٹائے کے قصّے پڑھ چکا ہوں۔ تب سے کچھ اُسی رنگ کی طرف طبیعت مائل ہے۔ یہ اپنی کمزوری ہے اور کیا۔ یہ قصّہ جو میں روانہ کروں گا اس میں لطفِ تحریر کی مطلق کوشش نہیں کی گئی۔ سیدھی سیدھی باتیں لکھی ہیں۔ معلوم نہیں آپ پسند کریں گے یا نہیں۔ العصر نکلا یا بیٹھ گیا۔ میں نے آپ سے 'ایک شاعر کا انجام' اور 'بیگم صاحبہ' بھوپال کی نئی تصنیف مانگی ہے۔ ان دونوں کتابوں کو ضرور بھیجیے۔ اشتیاق ہے۔ کتاب غالباً مارچ میں پوری ہوگی۔ آپ نے وعدہ فرمایا ہے۔

نیازمند، دھنپت رائے

(31)

بنام دیانرائن نگم

مہوبا، مارچ 1914

بھائی جان، تسلیم!

ایک کارڈ بھیج چکا ہوں۔ آج یہ قصہ ارسال خدمت ہے۔ آپ کے خط کو پڑھ کر نہایت افسوس ہوا۔ مجھے آپ سے کمال ہمدردی ہے۔ کاش مجھ سے کچھ مدد ہوسکتی۔ رانا جنگ بہادر کی سوانح عمری لکھی ہے، کل پر رں تک پوری ہوجائے گی۔ صاف نہ کروں گا کیونکہ کئی دن کی دیر ہوجائے گی۔ فروری کے زمانے میں تصحیح کی بہت ضرورت ہے۔

میرے مضمون کے آج کل بہت چور ہورہے ہیں۔ ممکن ہے آپ کو زیادہ نظر آتے ہوں۔ مجھے شیوشمبھو دیکھنے کا موقع ملا اسے گوری شنکر لال اختر نکالتے ہیں۔ حضرت نے میری عبارت کے پورے پورے پیراگراف نقل کرلیے ہیں۔ جنوری، فروری، مارچ، تینوں نمبروں میں یہی حال ہے۔ اوٹ پٹانگ قصہ لکھ کر اُسے سرقہ کے لباس سے سجانے کی کوشش کی ہے۔

فروری کے 'ذخیرہ' میں 'ظریف الطبع' ایک قصہ ہے۔ لکھنؤ کے ایک صاحب نے لکھا ہے۔ اسے پڑھیے اور میرا قصہ پڑھیے۔ صاف چربہ معلوم ہوگا۔ صرف جز ساٹ میں ردوبدل کردیا گیا ہے۔ دماغ پر زور نہ ڈالا چاہیں اور مضمون نگار بننے کا خبط یا جنون سوار۔

چھوٹک کی شادی کے دو ایک جگہ تذکرے ہورہے ہیں۔ شاید تعطیلات میں ہوجائے۔ گرمی سخت پڑ رہی ہے۔

پریم پچیسی کا اشتہار فروری کے 'زمانہ' میں بھی نہیں ہے، کیوں؟ کیا ضرورت سے زیادہ جلدیں فروخت ہوگئیں۔

کہیے تو، اِن چوریوں پر ایک چھوٹا سا شگوفہ چھوڑ دوں۔ یہ حضرات جزبز ہوں گے۔ ہوا کریں۔ شاکر کا پتہ نہیں۔ معلوم نہیں اس دنیا میں ہیں یا اُس دنیا میں۔

میں کانپور 20/ مئی تک شاید آجاؤں اور ایک دو روز لطف صحبت اٹھاؤں گا۔ باقی سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(32)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 30 اپریل 1914

برادرم، تسلیم!

'زمانہ' میں کیا دیر ہے۔ اس اپیل کا خریداروں پر کچھ اثر پڑا؟

پریم پچیسی کی طرح اسے مئی مہینے میں ختم کر دیجیے۔ 112 صفحے چھپ گئے ہیں۔ 24 کی کتابت ختم ہوچکی ہے۔ اب صرف 16 صفحے یا 12 یا 20 جتنا درکار ہو اور لے سکتے ہیں۔ اس طرح پہلا حصہ تو تیار ہو ہی جائے، دوسرے حصے کا اللہ مالک ہے۔ ٹائٹل، مڑائی، سلائی وغیرہ کا تخمینہ ہوگا۔ تحریر فرمایئے۔ دیباچہ آپ نے لکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ طول نہ ہو تو مختصر ہی سہی، میرے خاطر چند سطریں لکھنے کی مہلت نکال لیجیے گا۔ اور کیا عرض کروں۔ لیکن کتاب مئی میں ضرور تیار ہوجائے۔ میں آپ کو دس روپے اور نذر کرسکتا ہوں۔ باقی حساب خاتمے پر۔ ابھی غلط نامے کی فکر نہیں ہے۔ بہرحال جس قدر جلد ہوسکے میرے پاس 144 سے 160 صفحوں تک کا پہلا حصہ ختم کرکے ارسال فرمائیں۔ اب بہت دیر ہوگئی۔

نیازمند، دھنپت رائے

(33)
بنام دیانرائن نگم

مہوبا، 3 مئی 1914

بھائی جان، تسلیم!

لیجیے رانا جنگ بہادر حاضر ہیں۔ میں نے صاف نہیں کیا۔ کئی دن اور لگ جاتے۔ 'ہنسی' کا بقیہ جلد لکھوں گا۔ ناگری پرچارنی پتریکا میں وہ سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ مگر اب ہرایک نمبر میں دو تین صفحوں سے زیادہ نہیں نکلتے۔ پورا نکل آئے تو 'زمانہ' کے پانچ چھ صفحوں کا مسالہ ہوجائے۔ میں نے ترجمہ نہیں کیا ہے، صرف نفس لے لیا ہے۔

'سرپُرغرور' نام کا ایک قصہ لکھا ہوا ہے۔ صرف کچھ ترمیم باقی ہے۔ اسے صاف کرنا پڑے گا۔ دو تین دن میں اسے بھی حاضر کروں گا۔

بھرت پر ایک ہندی مضمون کا ترجمہ کیا تھا۔ وہ کل ناظر میں پہلے ہی بھیج دیا تھا، حالانکہ وہ 'زمانہ' میں زیادہ موزوں ہوتا۔ بھرت کے کیرکٹر پر بہت اچھا، پُرمعنی اور دردناک ریویو کیا گیا ہے۔ آپ کی خاموشی نے مجھے اُدھر رجوع ہونے پر مجبور کیا تھا۔

باقی سب خیریت ہے۔ پریم پچیسی کا اشتہار ضرور دلوا دیجیے گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(34)
بنام دیانرائن نگم

مہوبا، 22 مئی 1914

بھائی جان، تسلیم!

خط ملا۔ آج کل گرمی کے باعث بیٹھنا مشکل ہے لیکن کام کررہا ہوں۔

سر پر غرور جاتا ہے۔ ایک اور قصہ بھی بھیجتا ہوں۔ یہ کچھ عرصے ہوا بنگلہ میں ترجمہ ہو کر 'مریادا' میں نکلا تھا۔ قصہ نہایت دلچسپ ہے ورنہ میں ترجمہ کیوں کرتا۔ یہ ذخیرے کے لیے لکھا تھا۔ آپ ذرا اسے سرسری طور پر دیکھ لیجیے۔ جی چاہے تو رکھ لیجیے ورنہ جہاں کا تہاں بھیج دوں گا۔

مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ اب آپ کی تردّدات کا ہجوم کچھ ہٹا۔ اب آپ زیادہ یکسو ہو سکیں گے۔

میرے آنے کی بات یوں ہے۔ میں تو آج ہی روانہ ہوجاتا مگر 27 مئی کو فیض آباد سے ایک لالہ صاحب چھوٹک کی شادی کے متعلق کچھ تذکرہ کرنے کے لیے آئیں گے۔ پھر مجھے دھرم پتنی کے ساتھ سسُرال جانا ہے۔ غالباً 4 یا 5 جون کو آؤں گا۔ اگر یہ جھمیلے نہ ہوتے تو براہِ راست کانپور آتا۔ مُنّی اور بچے تو خیریت سے ہوں گے۔ اب رہی 'زمانہ' کا قلمدان سنبھالنے کی بات۔ اردو کی ہوا آج کل بگڑی ہوئی ہے۔ اخبارنویسی بہت مشکل ہوگئی ہے۔ جتنے موجودہ رسالے ہیں ان میں کسی کو فروغ نہیں ہے۔ سب کتّے کی زندگی جیتے ہیں۔ ان حالات میں کیا حوصلہ ہو۔ ادھر 15 سال کی ملازمت۔ کچھ دن اور زندہ رہوں تو Invalid پنشن کا حقدار ہوجاؤں۔ میرے لیے یہی لائن سب سے اچھی ہے اور مجھے وہیں پڑا رہنے دیجیے۔ یہاں عافیت ہے اور میں گوشہ نشینی میں زیادہ قانع رہوں گا۔ اسی حالت میں کچھ تصنیف کا کام بھی کرسکتا ہوں۔ اخبار یا رسالہ لے کر میں تصنیف کا کام کچھ نہ کرسکوں گا۔ ابھی روز گھنٹہ بھر لٹریری کام کرنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن دن بھر اسی شغل میں کیسے رہوں گا۔ کاش میں کسی طرح کانپور تبدیل ہوکر آسکتا۔ تبادلے کی درخواست تو دی ہے مگر معلوم نہیں کہاں پھینکا جاؤں۔

اگر آپ کو کسی انگریزی رسالے سے کسی مضمون کا خلاصہ یا ترجمہ کرانا ہو اور جس کی جولائی کے لیے ضرورت ہو تو فوراً بھیج دیجیے۔

والسلام، دھنپت رائے

(35)

بنام دیانرائن نگم

مہوبا، 3 جون 1914

بھائی جان،

تو اب عرض کا ڈنڈا پیش کرتا ہوں۔ میں نے لکھا تھا کہ رخصت کی درخواست دے چکا ہوں۔ غالباً پندرہ تک میں یہاں سے رخصت ہوجاؤں۔ صحت کی حالت مجھے مجبور کررہی ہے۔ آج مجھے دیکھیں تو غالباً پہچان نہ سکیں گے۔ ہاضمے میں فتور آگیا ہے۔ ضعف دن دن بڑھتا جاتا ہے۔ اس لیے میں نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ کچھ دنوں تک لٹریری کام مطلق نہ کروں۔ حالانکہ طبیعت کا تقاضہ مجبور کرے گا لیکن حتی الامکان اسے روکوں گا۔ اس لیے میں نہایت مجبوری کی حالت میں 'آزاد' کی قلمی مدد نہ کرسکوں گا۔ کم سے کم دو تین ماہ تک — اب آپ میرے پاس اخبارات نہ بھجوایا کریں۔ صرف 'آزاد' حسبِ دستور بھجواتے رہیں۔ آئندہ کچھ دنوں تک میں صرف ایک کہانی ماہوار لکھنے کی کوشش کروں گا۔ بس اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ دو ایک اور اخباروں سے تعلق پیدا کیا تھا لیکن جی سے جہان ہے۔ کیوں مریں۔

چھوٹک کی شادی ڈسمس ہوگئی۔ بہت اچھا ہوا۔ ابھی دو تین سال تک یہ کام قبل از وقت تھا۔ آئندہ دیدہ خواہد خود۔ زیادہ کیا لکھوں۔ آپ کے یہاں آنے کا ارادہ ہے۔ دیکھوں کب تک پورا ہوتا ہے۔ مریض بہت ویلکم مہمان نہیں ہوتا۔ یہ خیال مانع ہے۔

مئی کے مہینے میں میں نے 'آزاد' کے لیے 17 کالم لکھے۔ اور غالباً جون کے پہلے نمبر میں بھی چار کالم سے کم نہ ہوگا۔ کل 21 کالم ہوتے ہیں۔ اگر آپ حسابِ دوستاں کے طور پر مجھے ایک واچ عنایت کرسکیں تو 'آزاد' کی یادگار رہے گی۔ مگر وہ واچ نہیں جس کے تین روپے میں سولہ چیزیں ملتی ہیں۔ مضبوط گھڑی ہو تو زیادہ نہیں تو تین چار سال تک تو ساتھ دے۔ امید کہ آپ اچھی طرح ہوں گے۔

پریم پچیسی کی تصحیح جاری ہے۔ عنقریب الاختتام ہے۔ تب تک ہمدرد میں بھی

دونوں چھپے جاتے ہیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(36)

بنام دیانرائن نگم

مہوبا، 25 جون 1914

بھائی جان، تسلیم!

اشتہار کے کھوجانے سے بڑا ہرج ہوا۔ خیر، یہ دوسرا اشتہار لکھ لیا ہے۔ اس کام میں میں اناڑی ہوں اور پہلا اشتہار کئی فاقوں میں تیار ہوا تھا۔ اُسے آپ اگر ایک ہفتے میں چھاپ سکیں تو 'آزاد' کے سائز پر پانچ ہزار چھاپ دیں۔ صرف ایک طرف۔ ورنہ جب بستی چلا جاؤں گا تو وہاں بھیجنا پڑے گا۔ میں انگریزی کٹنگ کا ترجمہ نہ کرسکا، نہ کچھ لکھنے ہی کی طرف طبیعت رجوع ہوئی۔ کیا کروں۔ واقعی 'زمانہ' بہت پچھڑ گیا۔ جون ختم ہوا ابھی اپریل نمبر لاپتہ ہے۔ اشتہار کی قیمت معہ کاغذ وغیرہ خواہ مجھ سے بذریعے وی.پی. وصول کر لیجیے یا اگر کتاب کی بکری کی کچھ امانت ہو تو وہ اس کے نذر کیجیے۔ چھپ جانے پر میں عرض کروں گا کہ فی الحال مجھے کتنی پرتوں کی ضرورت ہے۔

براہِ کرم مطلع کیجیے کہ کسی اور اخبار نے ریویو کیا یا نہیں۔ چکبستؔ کی کملا پر کیا ریویو کریں۔ بہت معمولی ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(37)

بنام دیانرائن نگم

بستی، 16 جولائی 1914

بھائی جان، تسلیم!

پروف کے لیے شکریہ۔ میرے خیال میں دونوں ہی نمونے رکھے جائیں، سادہ

اور مرصع۔ نصف نصف ہوجائے تو اچھا۔ رعایتیں میں نے کاٹ دیں، بس طلبا اور مدرسین کی رعایت رکھی ہے۔ مگر آپ مزید رعایت کرنا چاہیں تو شوق سے کردیجیے۔ مگر جلد چھپ جائے۔ ابھی تک لکاؤ والے ایجنٹ نے کوئی خبر نہیں لی۔ خیر۔ اشتہار چھپ جانے پر شاید کچھ بکری ہوسکے۔ اگر 'زمانہ' میں دو بار تقسیم کیجیے تو اور زیادہ چھپوا لیجیے۔ نقاد میں بھی تقسیم کرا دوں گا۔ اور چند رسالوں کے نام بتلایئے۔ ماڈرن ریویو اور سرسوتی نے ریویو کیا نہیں کیا؟ میں نے ہمدرد کو ایک قصہ دیا تھا۔ کئی ماہ ہوئے، اس نے چھاپا نہیں۔ اب میں دو تین دن میں اُسے 'زمانہ' کے پاس بھیجوں گا۔ انگریزی کٹنگ کا ترجمہ آپ چاہتے ہیں یا اس پر بیس کرکے کچھ لکھوں۔ 'آزاد' نہیں آیا۔ اکادھ اخبار انگریزی کا اور بھجوا دیا کیجیے تو 'آزاد' کے لیے کبھی کبھی مختصر نوٹ لکھا کروں۔ 'زمانہ' کب تک آئے گا۔

بارش ہورہی ہے۔ مکان کی سخت تکلیف ہے۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(38)

بنام دیانرائن نگم

بستی، 3 ستمبر 1914

بھائی جان،

آپ نے یہ دریافت نہیں کیا کہ اودھ کمرشیل بینک نے صرف دریافت کیا تھا یا وہی برانچ بنگال کے پاس چیک بھیجا تھا۔ بہرحال محمد علی صاحب کا خط آیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس میں کمرشیل بینک کی غلطی ہے۔ انھیں دوبارہ چیک بھیجنا چاہیے کیونکہ تاکید سخط کردی گئی ہے اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ بینک والے روپیہ نہ دیں۔ میں نے اودھ کمرشیل بینک کو یہ لکھ دیا ہے اور تاکید کردی ہے کہ وہ دوبارہ چیک کو بھیجیں۔ اگر اب کی بھی وہ واپس آجائے تو چیک کو میرے پاس بھیج دیں، میں روپیہ بھیج دوں گا۔ آپ خواہ مخواہ پریشان ہوتے ہیں۔ چیک بھیجنے کا صرفہ میں دے دوں گا۔ چلیے چھٹی ہوئی۔

چند مضامین اور نوٹ بھیجتا ہوں۔

ایک سخت بھول سے میرے پاس دس دن تک ڈاک بالکل نہ پہنچ سکی۔ یہ سب مضامین آج ہی لکھے ہیں۔ آپ نے میرا حساب مانگا ہے۔

جون میں 10	جولائی میں 5	اگست ابھی چل رہا ہے۔
25 کالم	14 کالم	

قصّوں کے معاوضے کے مد میں میرے ذیل کے رقوم ہیں :

بیکس لڑکی	سفید خون	شکاری راجکمار
8/-	8/-	5/-

میرے خیال میں میں نے کوئی زاید مطالبہ نہیں کیا ہے۔ شکاری راجکمار مختصر قصّہ ہے اس لیے اس کا معاوضہ کم رکھا ہے۔

لیڈر میرے پاس ایک بھی نہیں آیا۔ معلوم نہیں کیا ہوا۔ میں نے 'بنگالی' جاری کرایا ہے۔ شاید دو تین دن بعد جاری ہوجائے۔ اب یہاں مجھے ماڈرن ریویو، انڈین ریویو وغیرہ مل جایا کریں گے کیونکہ پنڈت منّن دیویدی ڈمریاگنج کے تحصیلدار ہیں۔ زاید کیا عرض کروں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(39)

بنام دیانرائن نگم

بستی، 4 ستمبر 1914

بھائی جان،

کل ایک نوٹ لکھ چکا ہوں۔ آج مفصّل خط لکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے یہ سننے کا بہت اشتیاق ہے کہ 'آزاد' کی اشاعت میں بھی اس جنگ کا اثر ہوا۔ گورکھپور میں میں نے پرتاپ کو اسٹیشن پر بکتے دیکھا۔ کیا 'آزاد' کے لیے کوئی ایسی صورت نہیں نکل سکتی

ہے۔ 'زمانہ' کے دونوں نمبر ملے، دیکھا۔ کچھ ہلکے ہیں۔

پریم پچیسی کا اشتہار دیکھ کر خوشی ہوئی۔ مگر اس وقت اُس کا نکلنا غالباً بے موقع ہے۔ جنگ کی دھن میں شاید ہی کسی کو قصے کہانی کا شوق ہو۔ کیا کچھ درخواستیں آئیں۔ ٹائٹل پیج وغیرہ تو شاید ابھی تیار نہ ہوا ہو۔ جلد فکر کیجیے۔ انتظار کرتے کرتے بہت دن ہوگئے۔ کتاب چھپ جانے پر مجھے اس کا پورا بل ملنا چاہیے تاکہ میں حساب لگا سکوں کہ ہمارے اور آپ کے درمیان کیا معاملہ ہے۔ رہ گیا اشاعت کے خرچ کا سوال۔ میں اس معاملے میں ہر طرح آپ کی مرضی پر شاکر ہوں۔ آپ جیسے مناسب سمجھیں کریں۔ پہلے تو اخباروں کے پاس اور اہلِ قلم کی خدمت میں ریویو اور رائے کے لیے بھیجنا ضروری ہوگا۔ یہ بھی ایک کام ہے۔ سو خط لکھنے پڑیں گے۔ سو چپّیاں درکار ہوں گی۔ خط کا مضمون آپ بنا چکے تھے۔ اُسے کیوں نہ چھپوا لیجیے۔ اور کتاب میں ایک ایک خط رکھ دیجیے۔ کیا پیسے پیسے والے کارڈوں کی ضرورت ہوگی یا سادہ کارڈ، اہلِ قلم کے لیے پیڈ کارڈ۔ کیوں؟ جب ان حضرات کے ریویو اور رائیں کچھ آجائیں تب اشتہار کی فکر ہوگی۔ 'آزاد' اور 'زمانہ' تو خیر ہے ہی، اور پرچے جنھیں آپ مناسب سمجھیں انھیں اشتہار دینے کی ضرورت ہوگی۔ یا ان رایوں کا اقتباس ایک ورق کی صورت میں چھاپ کر اخباروں کی معرفت شایع کرا دیا جائے۔ بہرحال یہ آپ کا اپنا کام ہے۔

آج اسٹیٹس مین کے لیے لکھ دیا ہے اور اب میں ڈاک کا بہتر انتظام رکھوں گا تاکہ 'آزاد' کے لیے بے موقع نوٹس لکھ سکوں۔ ہاں میں نے گزشتہ جمعرات کو ایک قصہ معہ نوٹس بھیجا تھا۔ معلوم نہیں پہنچا یا نہیں۔ لکھیے گا۔ سودۂ خام آپ نے کہاں سے چھاپا۔ کیا ہمدرد سے نقل کیا یا میں نے آپ کے پاس براہِ راست بھیجا تھا۔ لیڈر کا انتظام جو آپ نے کیا ہے ایک معمولی اخبارخواں کے لیے تو اچھا ہے مگر جسے اخبارنویسی بھی کرنی پڑے اس کے لیے زیادہ کار آمد نہیں ہے۔ اس لیے اسٹیٹس مین کے جاری ہو جانے پر اُسے بند کرنا پڑے گا۔ آپ میرے پاس پندرہ روپے بھیج دیں تو عین نوازش ہو۔ اس میں میلا اسٹیٹس مین منگا لوں گا اور ماہ ستمبر کی تنخواہ بھی

محسوب ہوجائے گی۔ نئے نئے انتظام کی وجہ سے میں یہاں تنگ دست ہوگیا۔ چارپائیاں بنوانی پڑیں، ابھی جانور نہیں لیا مگر اس کے لیے روپے کی دن رات فکر ہے۔ خود سیناٹوجن کا استعمال کررہا ہوں جو شاید یہ شیشی ختم ہوجانے پر مشکل سے مل سکے گی۔ بستی میں ابھی کسی سے شناسائی نہیں۔ بس ڈپٹی انسپکٹر کو جانتا ہوں۔ اور ڈمریاگنج میں پنڈت منّن دویدی تحصیلدار سے واقفیت ہوگئی ہے، پرتاپ کی بدولت۔ ابھی تک یہ نہیں طے کرسکا کہ ڈمریاگنج میں قیام کروں یا بستی میں۔ چاچی بستی کے لیے ووٹ دیتی ہیں تاکہ چھوٹک کی آمدورفت میں دقّت نہ ہو۔ ہر بار مجھے ایک لمبا خشکی سفر کرنا پڑتا ہے اور کم بخت دورہ بجائے نفع کے نقصان دہ ہوتا ہے۔

اور تو کوئی تازہ حال نہیں ہے۔ زیادہ کیا عرض کروں۔ پرتاپ کے اسرار سے مجبور ہوکر ایک مختصر سا قصہ ہندی میں اس کے وجے دشمی نمبر کے لیے لکھا ہے۔ ہندی لکھنی تو آتی نہیں مگر کچھ قلم تورموڑ دیا ہے۔ بچے کیسے ہیں۔ جواب کا منتظر

آپ کا، دھنپت رائے

(40)

بنام ایڈیٹر 'زمانہ'

غالباً ستمبر 1914

مشفق من، تسلیم!

آپ نے سُرور صاحب مرحوم کے جو خطوط اور حضرت شاکر کے جو مسودے میرے پاس بھیجے ہیں انھیں دیکھنے کے بعد مجھے آپ سے کلّی اتفاق ہے کہ اُن نظموں کے اصلی مصنف سُرور ہیں۔ حضرت شاکر نے سنسکرت سے اردو ترجمہ ضرور کیا ہے اور نظم کے متعلق جابجا ہدایتیں بھی کیں ہیں۔ مگر اُن کاوشوں کا یہیں تک خاتمہ ہوجاتا ہے۔ تعجب ہے کہ اُردو کے طبقہ مصنفین میں بھی اس قسم کی بدعتیں ہوتی رہتی ہیں۔ کیسی حیرت کا مقام ہے کہ اردو پبلک کی ناقدری نے ایسے خوش بیان سُخور کو قلیل نفع کے لیے ان ضرورتوں پر مجبور کیا۔ آپ نے میرے دیباچہ میں جو ترمیم

فرمائی ہے (یعنی کتاب کی اشاعت کے بعد اگست 1914 کے 'زمانہ' میں اِس مقدمہ کی نقل کرتے ہوئے۔ مانک ٹالا) وہ بہمہ وجوہ مناسب ہے۔ کاش مجھے پہلے اس کا علم ہوتا تو میں ہرگز یہ دیباچہ لکھنے کے لیے قلم نہ اٹھاتا۔

والسلام

(41)

بنام دیانرائن نگم

بستی، 10 نومبر 1914

بھائی جان،

آپ کا 5 نومبر کا لفافہ آج 10 کو ملا۔ ایسی حالت میں کیا اخباری کام کروں۔ کیا نہ کروں۔ یہاں شاید بیس میل کے نواح میں صرف ایک ڈاک خانہ ہے۔ پنڈت وشوناتھ جی اخبار نکالنے والے ہیں اچھی خبر ہے۔ میں اپنی موجودہ حالت کے اعتبار سے روزانہ اخبار کے لائق کسی طرح نہیں ہوں۔ پھر اُردو اور ہندی دونوں کا بار مجھ سے کیوں کر چلے گا اگر اخباری کام کرنا ہوتا تو 'آزاد' کیا بُرا تھا۔ اُسی کو نکالتا رہتا۔ میرے لیے تو اب یہی مناسب ہے کہ کسی پرائیوٹ اسکول کی ماسٹری کرلوں۔ جہاں سے ماہوار ملے۔ اس کے ساتھ ساتھ 'زمانہ' اور 'آزاد' کی خدمت کروں۔ اس طرح مجھے ساٹھ ستر روپیہ ماہوار کا اوسط پڑتا ہے۔ ان سے زیادہ کی خواہش نہیں اور نہ اس سے زیادہ پاسکتا ہوں۔ خواہ مخواہ تقدیر سے کیوں لڑوں۔ کچھ کتابیں لکھوں گا۔ کچھ اپنی کتابیں چھپواؤں گا۔ پانچ چھ سو میری کمائی ہے، اسے انہیں کاموں میں صرف کروں گا اور بالآخر جب لٹریری شہرت حاصل کرسکوں گا تو کوئی ماہوار رسالہ نکال کر گزر کروں گا۔ اور اگر اس کے پہلے ہی حیات نے جواب دے دیا تو پھر رام نام ست ہے۔ آپ میری کتاب جلدی سے چھپوا دیجیے۔ تاکہ اس کی قدردانی دیکھ کر دوسرے حصے میں ہاتھ لگے اور کچھ نفع بھی ہو۔ کیا کہوں۔ آپ نے مجھے اچھالنے میں کوئی کسر نہ رکھی۔ خوب اچھالا۔ مگر میں ہی قسمت کا اندھا ہوں کہ اُچھل کر پرواز نہ کرسکتا۔ بلکہ

نیچے گرنے کے لیے ڈرتا ہوں ورنہ شوبرت لال ورمن کی طرح چین سے زندگی بسر کرتا۔ حقیقت یہ ہے کہ صحت بڑی چیز ہے۔ جس نے اُس کی قدر نہ کی، اس کے لیے بجز رونے اور سر دھننے کے اور کوئی علاج نہیں ہے۔ اور زیادہ کیا لکھوں۔ آج سے آپ کا قصہ صاف کرتا ہوں۔ دیکھوں کتنے دن لگتے ہیں۔ ساری دنیا کو سانوٹاجن فائدہ کرتی ہے مجھے اس سے بھی کچھ نہ ہوا۔ آپ نے چار پانچ میل ہوا کھانے کی صلاح دی ہے۔ اس کی تعمیل کررہا ہوں۔ پانچ دن سے لگاتار تین چار میل گھومتا ہوں۔ امید کہ طبیعت ٹھیک ہوگی۔ کوئی پرائیوٹ اسکول کی مدرسی کا چرچا ہو تو میرا خیال رکھیے گا۔ کیوں کہ میں اب اس سے بیزار ہوگیا ہوں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(42)

بنام دیانرائن نگم

نومبر 1914

بھائی جان،

کل بستی جارہا ہوں۔ دیکھوں ڈائرکٹر صاحب کب تک ماسٹری پر واپس بھیجتے ہیں۔ بہرحال اس دوادوش سے اب تنگ آگیا ہوں اور ماسٹری کو اس زندگی پر ترجیح دیتا ہوں۔ صرف تنخواہ کی کمی کی شکایت البتہ ہے۔ اگر مجھے پچاس روپے دے گا تو بخوشی چلا جاؤں گا۔

تمہید دیکھی۔ اس کے لیے فاروق شاہ پوری زیادہ موزوں آدمی ہوسکتے تھے۔ ان حضرات نے تعریف زیادہ کی ہے۔ اگر فاروق نہ لکھ سکیں تو اسی کو رہنے دیجیے۔ مگر مسطر ایسا ہونا چاہیے کہ ایک پتھر سے زیادہ نہ ہو۔ آپ کی طرف سے میں نے ایک مختصر سا دیباچہ لکھ دیا ہے اگر آپ کو پسند آئے تو اُسے اپنی طرف سے درج کردیجیے۔ آپ کی محنت اور تردّد رفع ہوجائے گی۔

بستی سے ایک قصہ عنقریب بھیجوں گا۔ لکھا ہوا تیار ہے۔ صرف صاف کرنا باقی

ہے۔ اب مزاج کی کیا کیفیت ہے؟ گھر میں صحت ہوگئی یا نہیں۔ بچے کیسے ہیں؟ میں اس وقت یہاں سے تنہا جاتا ہوں۔ دسمبر میں غالباً پھر آؤں گا۔ پریم پچیسی کب تک تیار ہوگی۔

زیادہ والسلام، دھنپت رائے

(43)

بنام دیانرائن نگم

بستی، 9 مارچ 1915

بھائی جان،

آج رخصت منظور ہونے کے لیے کلکٹر صاحب کی سفارش کے ساتھ ڈائرکٹر کے پاس چلی گئی۔ کل سے میں 'آزاد' ہوگیا مگر اسباب وغیرہ یہاں پڑا ہوا ہے۔ اُسے لے کر مجبوراً بنارس جانا پڑتا ہے۔ برتن وغیرہ گڈس سے بھیجوں تو ٹوٹنے پھوٹنے کا ڈر رہتا ہے۔ غالباً دو یا تین دن بنارس میں لگیں گے۔ اس کے بعد کانپور آجاؤں گا۔ مگر ارادہ مستقل طور پر بنارس میں رہنے کا ہے۔ تاوقتیکہ 'زمانہ' کا انتظام ٹھیک نہیں ہوجاتا، کانپور رہوں گا۔

دو مضامین ارسالِ خدمت ہے۔ باقی مضامین جو میں لایا تھا وہ بیکار ہے۔ آپ کے دفتر میں اگر کچھ مضامین آئے ہوں تو بواپسی ڈاک روانہ فرما دیجیے تاکہ دیکھ ڈالوں۔ میرا ارادہ ہے کہ 'جرمن فلسفے کا محاربانہ رجحان' پر ایک مضمون لکھوں۔ اس لیے نومبر اور دسمبر کے انڈین ریویو بھی بھیج دیجیے۔ یہ سب اس لیے منگواتا ہوں کہ ممکن ہے مجھے بنارس میں کچھ عرصہ لگ جائے۔ اس فرصت کے وقت میں کچھ نہ کچھ کام کر ڈالوں گا۔ جنوری کی کتابت غالباً شروع ہوگئی ہوگی۔ 'فلسفۂ جذبات' پر ریویو بھی لکھ رہا ہوں۔ اگر مضمون آئے ہوں اور میری ضرورت زیادہ ہو تو انڈین ریویو نہ بھیجیے گا۔ صرف خط ڈال دیجیے گا۔ باقی سب خیریت ہے۔ کل تین بجے کی گاڑی سے بنارس جاؤں گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

دھنپت رائے
معرفت بابو دوارکا پرساد
برانچ پوسٹ ماسٹر، ڈاک خانہ-پانڈے پور
بنارس

(44)
بنام دیانرائن نگم

پانڈے پور، بنارس، 20 مارچ 1915

بھائی صاحب، تسلیم!

میں کل یہاں پہنچ گیا اور حسبِ دستور جیسے تھا ویسا ہوں۔ غالباً آپ نے مارچ کا پرچہ کاتب کے پاس بھیج دیا ہوگا۔ اگر آپ مجھ سے نوٹ لکھانا چاہیں تو کامن وِل کے چاروں پرچے اور امرت بازار پتریکا کے آخری دو پرچے روانہ فرمایے گا، آٹھ دس صفحے لکھ دوں گا۔ اور اگر بلانوٹ کے رکھنا چاہیں تو کوئی ضرورت نہیں۔

فروری کے ساتھ جنوری کا ایک پرچہ بھی بھجوا دیا جائے گا۔ میں جنوری کا کوئی پرچہ ساتھ نہیں لایا۔

گھر میں اب کیسی طبیعت ہے؟

آپ کا، دھنپت رائے

(45)
بنام دیانرائن نگم

بنارس، 30 اپریل 1915

بھائی جان، تسلیم!

آپ کا کارڈ ملا۔ کیا 'زمانہ' کی موجودہ حالت اس قابل ہے کہ کوئی شخص اسے لے کر 600 آپ کے نذر کرنے کے بعد 1200 دیگر مصارف، مثلاً تنخواہ منیجر، کرایہ

مکان، گذران ایڈیٹر اور تنخواہ چپراسی وغیرہ کے نکال سکے۔ ماہوار مصارف کتابت اور چھپائی، کاغذ ٹکٹ وغیرہ تقریباً 150 ہوں گے۔ ہم لوگوں نے ایک بار جو تخمینے کیے تھے اس کے حساب سے مجھے اور آپ کو بمشکل تمام شاید 60 فی کس پڑتے تھے۔ یہ تو طے شدہ عصر ہے کہ کنٹریکٹر کو 'زمانہ' کے مالی بار سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ لیکن Debts میں کیا خریداروں کی وہ قیمت نہیں محسوب ہوگی جو ان سے وصول کی جاچکی ہے۔ آپ برائے مہربانی تحریر فرمائیں کہ کنٹریکٹ جس تاریخ سے شروع ہوگا اس تاریخ سے آپ اپنے کنٹریکٹر پر کون کون سی ذمہ داریاں عاید کریں گے۔ میں نے ابھی نوکری پر جانے کا کوئی ارادہ نہیں کیا۔ دو ماہ کو رخصت اور لے لی ہے۔ اگر کنٹریکٹ کی صورت نکل آئے تو میں فوراً سال بھر کی رخصت بے تنخواہ کی درخواست بھیج کر سال بھر تقدیر آزمائی کرنا چاہتا ہوں۔ جس وقت میں وہاں پر تھا کنٹرکٹ کا خیال نہ آپ کو آیا اور نہ مجھے۔ غالباً اس معاملے میں باہمی تصفیہ ہونا ممکن ہے۔ بس آپ کے مفصل جواب کا انتظار ہے۔

پریم پچیسی کے متعلق ابھی ذکر ملتوی۔ اگر یہ معاملہ ٹھیک ہو گیا تو میں خود ہی چھپوا لوں گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(46)

بنام دیانرائن نگم

پانڈے پور، بنارس، غالباً جون 1915

بھائی جان، تسلیم!

مجھے یہاں آئے ہوئے تقریباً دو ہفتے ہوئے۔ کیا میری طرف سے کوئی امر ناگوار ہوا یا ابھی خانگی ترددات کی طرف سے نجات نہیں ہوئی۔ بھاوج صاحبہ کی طبیعت تو اب غالباً رو بہ اصلاح ہوگی۔ 'زمانہ - فروری' اب تک تیار نہیں ہوا۔ 'آزاد' بھی نہیں آیا۔ مارچ کی کتابت ہو رہی ہے یا نہیں۔

معلوم نہیں میری کتاب کا ریویو اور اخباروں نے کیا یا نہیں۔ میں نے کئی اخباروں سے خط و کتابت کی ہے اور اشتہار دینے کے لیے ریویو کا انتظار کر رہا ہوں۔ براہِ کرم لالہ شیام سندر سے کہہ دیجیے کہ اگر کسی اخبار نے ریویو کیا ہو تو اسے کاٹ کر دے دیں۔ جن حضرات کے پاس کتاب تحفتاً اظہارِ رائے کے لیے بھیجی گئی تھی ان حضرات میں سے کسی نے جواب دیا یا نہیں۔ اگر کچھ خطوط آئے ہوں تو وہ میرے پاس روانہ فرمائیے گا۔ اشتہار کا کام دیں گے۔ آپ کے یہاں پریم پچیسی کی بکری کیسی ہورہی ہے۔ وہی رفتار قائم ہے یا بالکل سست پڑ گئی۔ فروری کا پرچہ اگر نکل گیا تو رعایتی اعلان کا کچھ اثر ہوا یا نہیں۔

میری طبیعت بدستور ہے۔ آج کل کوئی دوا استعمال نہیں کرتا ہوں۔ سیر اور احتیاط پر ہی دارومدار رکھا ہے۔ لٹریری کام بالکل بند ہے۔

آپ میرے یہاں چلے جانے سے کچھ تردّد میں تو نہیں پڑے۔ بات یہ ہے کہ میں نے 'زمانہ' کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اس پر زیادہ بار ڈالنا مناسب نہیں سمجھا۔ میرا خیال تھا کہ اس کی مالی حالت میں کچھ استحکام آیا ہوگا مگر جنوری نمبر نے مجھے وہاں اور زیادہ نہیں رہنے دیا۔ میرے چلے آنے سے اگر زیادہ نہیں تو تین سو روپے سال کی بچت تو ہو ہی گئی۔ اسی طرح تصاویر کی مد میں آپ چار پانچ سو روپیہ بچا لیں گے۔ دو کلرکوں سے بھی پورا کام نکل جائے گا، تین کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی حصہ داری ہے تو آپ پریس میں اپنا شریک بنا لیں۔ اسے کچھ کمیشن دینے کا وعدہ کیجیے تو اس طرح پریس کی ذمہ داری سے آپ الگ تھلگ ہو جائیں گے۔ اس طرح سے آپ سال بھر میں کم سے کم ایک ہزار روپیہ بچا سکتے ہیں۔ ہاں آپ کو تھوڑی سی محنت کرنی پڑے گی۔

جواب سے جلد مشکور فرمائیے گا۔ باقی سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(47)

بنام دیانرائن نگم

پانڈے پور، بنارس، 17 جون 1915

بھائی صاحب، تسلیم!

اشتہار معلوم نہیں ابھی تک چھپا یا نہیں۔ میں اس کا انتظار کررہا ہوں۔ کئی دن ہوئے میں نے ایک لفافے میں ڈاکٹر اقبال کے خط کی نقل بھیجی تھی تاکہ وہ بھی اس میں شامل کردی جائے۔ معلوم نہیں آپ نے اسے شامل کرنے کی ہدایت کردی یا نہیں۔ براہِ کرم اسے جلد چھپوایئے تاکہ جون میں اِدھر اُدھر بھیج دوں۔ اور اگر ابھی تک کاغذ جیوں کا تیوں پڑا ہوا ہو تو اسے واپس ہی کر دیجیے تاکہ کسی پنجابی پریس میں چھپوا کر منگوا لوں۔ نئے انتظامات کیا ہوئے، لکھیے گا۔

اور سب خیریت ہے۔ جواب بواپسی ڈاک فرمایئے گا۔ مسٹر رام سرن نگم کی خدمت میں سلام۔

نیازمند، دھنپت رائے

(48)

بنام دیانرائن نگم

پانڈے پور، 26 جون 1915

بھائی جان، تسلیم!

کل آپ کا لفافہ ملا۔ ڈاکٹر ستیش چندر کے 'مرگِ ناگہانی' پر جس قدر ماتم ہو تھوڑا ہے۔ بڑے آدمی جلد مرتے ہیں، اس خیال کی تصدیق ہوگئی۔

اشتہار کئی دن ہوئے روانۂ خدمت کرچکا ہوں۔ ڈاکٹر اقبال کے خط کا اقتباس بھی جو آپ کے پاس موجود ہے اس میں شامل کروا دیجیے گا۔

میں نے امسال انٹرمیڈیٹ کا ارادہ کیا ہے۔ مجھے زندگی میں تجربے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لٹریری لائن میں بغیر گریجویٹ ہوئے کوئی امید نہیں۔ اتنے دن قصہ کہانی مضامین لکھتا رہا لیکن آج بے روزگار ہو جاؤں تو کوئی ایسا رسالہ یا اخبار نہیں ہے جو قلیل معاوضے پر بھی میرا نباہ کرسکے۔ دس گیارہ سال تک میں نے ریاضت کی مگر کبھی فیض نہ پہنچا۔ دو چار آدمیوں کے واہ واہی سے جی خوش ہوتا ہے۔ مگر محض اتنا ہی کافی نہیں ہے۔ اب اسی طرح موقع اور فرصت کے لحاظ سے کچھ تھوڑا بہت لٹریری کام کرتا رہوں گا۔ زیادہ سرگرمی نہیں باقی ہے۔ تین سال کی معمولی محنت میں گریجویٹ ہوسکتا ہوں۔ بڑھاپے میں آرام ملنے کا سہارا ہوجائے گا، حالانکہ میرے لیے بڑھاپے کا ذکر ہی فضول ہے۔ میں کس بوڑھے سے کم ہوں۔

مسٹر رام سرن کو میری طرف سے مبارکباد۔ سچی خوشی ہوئی۔ نثارِ ہند جلد ممکن ہو تو بھجوا دیجیے۔

آپ کا نیازمند، دھپت رائے

(49)

بنام دیانرائن نگم

بنارس، 6 جولائی 1915

بھائی صاحب، تسلیم!

کل بستی جارہا ہوں۔ اشتہار دوسری بار بھیج چکا۔ ایک ہفتے سے زیادہ گزرا۔ میرے خیال میں قریب دو ہفتے کے ہوئے۔ مگر ابھی تک پروف تک کا پتہ نہیں۔ اگر آپ کے یہاں نہ چھپ سکے تو براہِ کرم بستی کے پتے سے مطلع فرمائیں تاکہ کہیں اور چھپوا لوں۔ اشتہار کے نہ چھپنے سے اس ایک مہینے میں میں بک سیلروں سے خط و کتابت کچھ نہ کرسکا ورنہ ممکن تھا کہ کچھ جلدیں نکل جاتیں۔

امید ہے کہ آپ بہت اچھی طرح ہوں گے۔

خیراندیش، دھپت رائے

(50)

بنام دیانرائن نگم

بستی، 26 جولائی 1915

بھائی صاحب، تسلیم!

نوازش نامہ کا شکریہ۔ پرماتما آپ کے ارادوں میں برکت دے۔ بس آئڈیل اونچا رہے۔ تب اور اب میں کوئی اصولی فرق نہ ہونے پائے اور مجھے یقین ہے کہ آپ اس میں کامیاب ہوں گے۔ اگر اشتہار چھپ گیا ہے اور آپ اُسے 'زمانہ' کے ساتھ تقسیم کرنا چاہتے ہوں تو دو ماہ کے لیے دو ہزار یا جتنی ضرورت ہو اپنے پاس رکھ لیں، باقی میرے پاس بھیج دیں۔ ہاں اگر آپ کا محرر 100 پرت لناؤ کے ایجنٹ کے پاس اور 50 پرت رائے بریلی کے ایجنٹ کے پاس بھیج دیں تو بہت اچھی بات ہو۔ ورنہ زیادہ تردّد ہو تو 'زمانہ' کے لیے ایک رکھ کر باقی بذریعے ریلوے پارسل، یا وزن زیادہ نہ ہو تو ڈاک پارسل میرے پاس روانہ کردیں۔ مشکور ہوؤں گا۔ کوتاہ قلم ضرور ہوگیا ہوں۔ ایف.اے. کا امتحان دینا چاہتا ہوں۔ اس محکمے میں اس کے بغیر گذر نہیں۔ مکان مدرسے سے دو میل۔ قصہ بہت جلد بھیجوں گا۔ کیا بتلاؤں۔ شریک دارَ تو بننے کے لیے میں بنا رہوں مگر جب تک آپ نہیں بناتے نہیں بنتا۔ یہ شب و روز کی غلامی کسے پسند ہے مگر معاش کی صورت بھی تو ہونا ضروری ہے۔ اگر آپ اپنے تجاویز پر نظرثانی کریں اور ایسے سہولتیں دے سکیں جو میرے جیسے کم ہمت (ضرورتاً) شخص کے لیے قابلِ تحریک ہو تو اب بھی ممکن ہے۔ اب تو آپ کو وقت اور بھی کم ملے گا اور ایک معاون کی سخت ضرورت ہوگی۔ میں عنقریب آپ سے گذارش کروں گا کہ میرے تجاویز کیا ہے۔ شاید آپ انھیں خودغرضی سے خالی نہ پائیں گے مگر کسی قدر accomodative اسپرٹ کی ضرورت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(51)

بنام دیانرائن نگم

بستی، 10 اگست 1915

بھائی صاحب، تسلیم!

مزاج مبارک۔ بلٹی ملی۔ آج کسی وقت اشتہار بھی آجائے گا۔ اس کے لیے مشکور ہوں۔ دائرۃ الادب دہلی مجھ سے پریم پچیسی بیچنے کے لیے طلب کرتے ہیں۔ ان کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے۔ حصہ دوئم کی اشاعت کے متعلق بھی وہ آمادہ ہیں۔ آپ کا جواب آجائے تو میں انھیں جواب دوں۔ اب رہ گئی ہمارے باہمی شرائط کی بات چیت۔

'زمانہ' چونکہ اس وقت بالکل Paying کنسرن نہیں ہے اس وجہ سے اس کا Good name اتنا بیش قیمت نہیں ہے۔ جتنا دوسری حالت میں ہوتا۔ میں اس کی قیمت ایک ہزار خیال کرتا ہوں کیونکہ Good name کے ساتھ ہی اس میں Bad name کی بھی آمیزش ہے۔ بہرحال میرا تخمینہ یہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی نیا ماہوار قابلیت کے ساتھ ایڈٹ کیا جائے اور اس پر ایک ہزار روپیہ صرف کردیا جائے تو اُسے اتنی مشتہری حاصل ہوجائے گی۔ یہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ کو اس ماہوار کی بدولت بہت زیر بار ہونا پڑا۔ جس کی مقدار غالباً تین یا چار ہزار تک ہو۔ مگر غالباً کھلے بازار میں اس جنس کی اتنی قیمت ہرگز نہ مل سکے گی۔ اور پھر اس خسارہ کے اور بھی اسباب ہیں جن کے تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں۔ اگر ایک ہزار گڈ نیم کی قیمت ہو تو اس کا نصف حصہ پانچ سو ہوتا ہے۔ میں اس رقم کو 2 یا تین سال میں ادا کرنے کا ذمہ دار ہوسکتا ہوں۔ سود بشرح بازار محسوب کرنے کو بھی رضامند ہوں۔

میں اس کا ایڈیٹوریل اور بڑی حد تک مینجریل چارج لینے کو تیار ہوں۔ آپ صرف اپنے رسوخ اور ذاتی اثر سے اور نیز اشتہارات کے متعلق جتنا مناسب سمجھیں کام کریں گے۔ میں کوشش کروں گا کہ جہاں تک ممکن ہو اس کا خرچ کم ہو۔ اس

کے علاوہ فائنینشل چارج بالکل آپ کا رہے گا یعنی کاغذ، کتابت، چھپائی، کٹائی، پوسٹل چارجز۔ ان کا حساب آپ ماہوار ادا کرنے کا بندوبست کریں گے۔ سابقہ بقایا کا حساب اس سے الگ رہے گا۔ تاریخ شراکت سے آپ جتنا روپیہ لگائیں گے وہ ہر ماہ کے آخر میں یا حسب گنجائش دسمبر یا جنوری میں ادا ہوگا۔ جتنا نفع یا نقصان ہوگا۔ اس میں ہم اور آپ برابر کے شریک ہوں گے۔ میرا خیال ہے کہ جنوری تک ہم اُن رقوم کو ادا کر سکیں گے۔ لیکن اگر اس وقت پھر کمی رہے اور دوسرے سال کے لیے روپیہ کی زیادہ ضرورت ہو تو پھر حسب ضرورت کوئی سبیل کریں گے۔ مگر تاوقتیکہ یہ ذمہ داریاں بیباق نہ ہو جائیں۔ آمدنی میں سے جہاں تک امکان ہوگا کچھ نہ لیں گے۔ ایڈیٹر چاہے آپ رہیں یا میں۔ اگر آپ کے نام سے زیادہ فائدہ ہو تو مجھے کوئی شکایت نہیں۔ ورنہ مجھے ہی جائنٹ ایڈیٹر رہنا ہوگا۔ اگر یہ شرائط آپ کی ترمیمات کے ساتھ طے ہو جائیں تو ہم لوگ دسمبر تک چار پانچ نمبر وقت پر نکال کر کچھ وقار قائم کرلیں گے۔ اور جنوری سے غالباً زیادہ فائدہ کے ساتھ آغاز ہو۔ میں نے مالی ذمہ داریاں سب آپ پر رکھی ہیں۔ اس کے وجوہ سنیے۔ میرے پاس ان چھ ماہ کی رخصت کے بعد اس وقت کل آٹھ سو روپے ہیں۔ تین سو روپے میں نے تین آسامیوں کو اٹھارہ فی صدی سود پر قرض دے دیے ہیں۔ میرا نقدی سرمایہ اس وقت کل پانچ سو روپیہ ہے۔ اسے میں اس وقت تک کے لیے خورش کا وسیلہ سمجھتا ہوں جب تک کہ 'زمانہ' سے مجھے کچھ فائدہ نہ ہو۔ اور کون جانتا ہے اس مبارک وقت کے لیے کتنے دنوں تک انتظار کرنا پڑے۔ غرض میں مالی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کے بالکل ناقابل ہوں۔ اسی اثنا میں اگر چھوٹک کی شادی طے ہوگئی تو غالباً یہ رقم بھی میرے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ چھوٹک امسال فیل ہوگئے۔ یہیں ہیں۔ اسکول لیونگ میں نام لکھا دیا ہے۔ چاچی نہیں آئیں۔ مکان پر ہیں۔ تیج نرائن بھی یہاں ہیں۔ اپنے مکان پر ہیں۔

میں نے اپنی مالی حالت کا جو قصہ لکھا ہے۔ یہ حرف بہ حرف صحیح ہے۔ میں آپ کے جواب کا انتظار کروں گا۔

آج کل الف اے کی دھن میں کچھ لٹریری کام نہیں ہوتا۔ کہیں سے تحریک

بھی نہیں ہوتی اور مفت قلم گھسنا فضول معلوم ہوتا ہے۔

باقی سب خیریت ہے۔ اگر میری تجاویز میں خودغرضی کی بُو آئے تو معاف فرمایئے گا۔

لارڈ ڈلہوزی کی لائف دیکھ رہا ہوں۔ اس پر ایک ریویو کرنے کا ارادہ ہے۔ جو غالبًا عید کی تعطیلات میں پورا ہوسکے۔

والسلام

نیاز کیش، دھنپت رائے

(52)

بنام دیانرائن نگم

بستی، 1 ستمبر 1915

بھائی جان، تسلیم!

آپ کا ایک لفافہ پہلے آیا تھا، دوسرا علی گڑھ گزٹ کے ریویو کے ساتھ پھر ملا۔ پہلے خط کا جواب میں نے لکھا تھا مگر غلطی سے لفافہ میری جیب میں پڑا رہ گیا۔ ٹکٹ لگا کر چھوڑنے کی نوبت نہیں آئی۔

میں جو عاجز ہوں وہ ماتحتی سے۔ کام ایسا کرنا چاہتا ہوں جس میں بجز میری طبیعت کے اور کسی کا تقاضا نہ ہو۔ اگر جی میں آئے تو رات دن کرتا رہوں، جی چاہے تو تھوڑا ہی کروں، اور یہ صرف مالکانہ حیثیت میں ہوسکتا ہے۔ سال بھر تک ٹھیکے پر کام کرنا اور وہ بھی شرائط اور فرائض کا بوجھ گلے پڑا ہو، مشکل ہے۔ اس لیے فی الحال اسی حالت پر قناعت کرتا ہوں۔

ایف۔اے۔ کے لیے محنت کرنا ضروری ہے اور وہی کررہا ہوں۔

پریم پچیسی حصہ دوم کے متعلق دائرۃ الادب دہلی سے خط وکتابت کی۔ وہ راضی ہے مگر قصے سب نہیں ہیں۔ تین چار قصے میاں اشتیاق حسن نے لیے تھے۔ آج ان

سے تقاضہ کرتا ہوں۔ ساٹھ روپے پر معاملہ طے ہوجائے گا۔ ہندی ترجمے کے لیے کئی جگہ سے اسرار ہوا ہے اور میں خود ہی اس کام کو ہاتھ میں لوں گا۔ اب ہندی لکھنے کی مشق بھی کررہا ہوں۔ اردو میں اب گزر نہیں ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بال مکند گپت مرحوم کی طرح میں بھی ہندی لکھنے میں زندگی صرف کردوں۔ اردو نویسی میں کس ہندو کو فیض ہوا جو مجھے ہوجائے گا۔

قصہ جو آپ کے پاس بھیجتا ہوں ....

آپ نے ایک خط بھیجا تھا کہ 'زمانہ' سب نکل گیا۔ میرے پاس ایک پرچہ بھی نہیں آیا۔ مارچ اپریل مئی جون جولائی۔ یہ سب پرچے براہِ کرم بھجوا دیجیے۔

مجسٹریٹ کا کچھ حال لکھیے گا۔ کانپور میں تو خوب ہلچل ہوئی ہوگی۔

پریم پچیسی حصہ اول کچھ بک رہی ہے یا جیوں کی تیوں رکھی ہے۔ اشتہاروں کا بل کیا ہوا؟ دو ہزار پرتیں تقسیم کروا دیں۔ ان کا کچھ اثر بکری پر بھی ہوا؟ میں تو ابھی تہی دستی کے باعث کسی اخبار میں نہیں بھیج سکا۔ اس سے روپیہ ملے تو اسی میں لگاؤں۔ تنخواہ میں بجز معمولی مصارف کے اور گنجائش نہیں۔

اناؤ میں جن صاحب کو پچیس جلدیں دی گئی تھیں براہِ نوازش ان کا نام لکھیے گا۔ معلوم نہیں ان کے یہاں کوئی کتاب نکلی یا نہیں۔

میں نے بابو رادھیکا کمار کے پاس ایک خط لکھا تھا۔ انھوں نے جواب نہ دیا۔ شاید خط نہیں پہنچا۔ ان کا بھی پتہ لکھیے گا۔ تاکہ کچھ اشتہار دونوں جگہ بھیج دوں۔ اس تکلیف دہی کے لیے معافی کا خواستگار ہوں۔

بارش خوب ہورہی ہے۔ ہفتوں سے آفتاب نظر نہیں آیا۔ طبیعت مضمحل ہورہی ہے۔ حالاتِ مزاج سے مطلع فرمائیے گا۔ باقی سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(53)

بنام دیانرائن نگم

بستی، 14 ستمبر 1915

بھائی صاحب، تسلیم!

خط نینی تال والا ملا۔ بابو رام سرن کو علاحدہ مبارکباد دوں گا۔ از حد خوشی ہوئی۔ اب کبھی کبھی گرمیوں میں بنگلے کی ہوا کھانے کا موقع ملے گا۔ اور شاید بندوق سے شکار بھی کھیل سکوں۔ بشرطیکہ وہ یارانِ قدیم کو بھول نہ جائیں۔

آپ نے میری نسبت جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ باوجود صحیح ہونے کے ہمدردی سے خالی ہے۔ ہر ایک کام جو آپ چھڑانا چاہتے ہیں۔ اسی میں روپیہ کی ضرورت پہلے پڑتی ہے۔ روپیہ نہ آپ کے پاس ہے نہ میرے پاس۔ بتائیے کام کیوں کر چلے۔ انٹرپرائز خالی جیب سے یا محض ہوائی باتوں پر تو نہیں ہوسکتی۔ آپ یہ تسلیم کریں گے کہ انسان کو اتفاقی ضروریات کے لیے کچھ پس ماندہ رکھنا چاہیے۔ میرے پاس بس اتنا ہی ہے۔ اتنا سرمایہ نہیں جس سے کوئی تجارتی منصوبہ باندھا جائے۔ بس آپ مجھ سے ایثار کا تقاضہ کرتے ہیں۔ میں اپنے کو اس قابل پاتا نہیں۔ میرے پاس 60 روپیہ ماہوار کا خرچ لگا ہوا ہے۔ وہ کسی طرح گلا نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ کوئی ایسی صورت بتائیے جس میں میں اپنی روٹی حاصل کرتے ہوئے اینٹرپرائز (پر) خرچ کرسکوں۔ اس کے لیے سب سے پہلی بات یہ ہوگی کہ آپ سرمایہ پیدا کریں۔ میں تو اب کی ہی رخصت لے کر آپ کے ہاں گیا تھا۔ مگر رنگ اچھا نہ دیکھا۔ مالی مشکلات نظر آئیں۔ اسی وجہ سے خواہ مخواہ الجھنا فضول سمجھا۔ اگر اب آپ کی مالی حالت بمقابلہ سابق بہتر ہوگئی ہے۔ تو آپ مجھے بلائیے میں حاضر ہوں گا۔ اور باہمی مشورہ سے کوئی صورت نکالیں گے۔ پریم پچیسی کے لیے آپ نے کیا کوشش کی؟ انعامی کتب کے سلسلے میں منظور ہوجائے گی؟ حصہ دوم آپ ہی چھپوائیے۔ اگر آپ کا پریس جلد چھاپ سکے تو اس سے اور کیا بہتر ہوگا۔ اگر آپ چھپوائیں تو پھر سمجھوتہ ہوجانا چاہیے۔ میں آپ ہی کے فیصلہ پر راضی

ہوجاؤں گا۔ آج کل کورس کی کتب کے لیے انعامات کا اعلان ہوا ہے۔ اگر آپ اس میدان میں آنا چاہیں تو میں اس میں بھی آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ رُولرس آف انڈیا سیریز کی طرح 64 صفحات پر گورنروں کے سوانح لکھنے کا ارادہ ہے۔ ایف اے بھی ہوتا رہے گا۔ اس کے لیے میں گھنٹہ بھر سے زائد وقت نہیں صرف کرتا۔ میں کرنا تو بہت کچھ چاہتا ہوں مگر مجھ میں نہ انٹرپرائز ہے اور نہ روپیہ۔ آپ میں انٹرپرائز ہے مگر روپیہ ندارد۔ جب تک کوئی سرمایہ والا نہ شریک ہو کیسے کام چلے۔

پریم پچیسی حصہ اول دائرۃ الادب دہلی کے پاس کچھ جلدیں بھیج دی اور کچھ ہندستانی میں تقسیم کرائیں۔ مگر ابھی تک کچھ نتیجہ نہیں نکلا۔ میں کوشش کروں گا کہ دسہرہ کی تعطیل میں کانپور آؤں۔ بشرطیکہ آپ کوئی مفید طلب مشورہ دے سکیں۔ نینی تال کا کچھ اور حال سننے کے لیے مشتاق ہوں۔

زیادہ نیاز

خادم، دھنپت رائے

(54)

بنام دیانرائن نگم

بستی، غالباً اکتوبر 1915

بھائی صاحب، تسلیم!

'ہلسی' پر ایک مضمون حسب وعدہ روانۂ خدمت ہے۔ مضمون نامکمل ہے۔ ابھی اصل مضمون ہی پورا نہیں شائع ہوا۔ جب وہ پورا ہو جائے تو اس کا دوسرا حصہ بھیج دوں گا۔ قصہ لکھ رہا ہوں۔ ضرور روانہ کروں گا مگر تعطیل کے بعد ختم ہوگا۔ اب کی 'آزاد' نہیں آیا، معلوم نہیں کیا بات ہے۔ اس کے پہلے جو خط اور مضمون بھیج چکا ہوں وہ غالباً پہنچے ہوں گے۔ پریم پچیسی حصہ دوم کاتب کے پاس گئی یا نہیں۔ اور قصے ڈھونڈوانے کی تکلیف آپ کو اٹھانی پڑے گی۔

باقی سب خیریت ہے۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ 'زمانہ' کب تک نکلتا ہے۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(55)

بنام دیانرائن نگم

بستی، 2 اکتوبر 1915

بھائی صاحب، تسلیم!

کل لفافہ ملا۔ اس کے قبل والا خط بھی ملا تھا۔ مگر ملیریا نے کئی دن سخت پریشان کیا۔ اب اچھا ہوں۔ سوچتا ہوں کیا جواب دوں۔ امسال تو کتابیں منگوا لی ہیں۔ چھوٹک ساتھ ہے۔ انھیں چھوڑ بھی نہیں سکتا۔ یہی فیصلہ ہوتا ہے کہ ایک بار پھر طالب علمی کے امید و بیم کا مزہ لے لوں۔ پھر آئندہ سال سے نیا پروگرام شروع کروں گا۔ پریم پچیسی حصہ دوم کے متعلق آپ نے مجھ سے شرائط طلب کیے ہیں۔ کتاب اچھی ہے، جیسے چاہیں۔ کسی طرح اسے الحاقی کُتب میں لانے کی فکر کریں۔ اگر اس میں کامیابی ہوجائے تو میں ڈپٹی انسپکٹر سے تحریک کرکے اس کی خریداری کروا سکتا ہوں۔ ہر دو حصوں میں ہم اور آپ نصف نصف کے شریک دار ہیں۔ چاہے حصہ اول میں بھی یہی معاملہ رکھیے۔ حصہ دوم میں میں لاگت کا نصف دینے پر تیار ہوں۔ میری محنت آپ کا رسوخ۔ لاگت مساوی۔ اگر آپ کو یہ بھی منظور نہ ہو تو مجھے ایک ایڈیشن کے پچاس روپے نقد عطا فرمایئے۔ دائرۃ الادب سے میرا مطالبہ ساٹھ کا تھا۔ مگر فیصلہ جلد فرمایئے۔

'زمانہ' کے لیے ایک قصہ لکھا ہے۔ میں ہندی میں بھی لکھ رہا ہوں۔ سرسوتی کو ایک مضمون دیا۔ پرتاپ کے لیے لکھا۔ اس لیے زیادہ کام کرنے سے معزور ہوں۔ قصہّ خدمت میں بعد دسہرہ پہنچے گا۔ جو کچھ عطا فرمایئے گا شکریے کے ساتھ قبول کروں گا۔ بابو رام چرن یہاں قانون گو ہوئے۔ عین مسرت ہے۔ انھیں آپ تحریر

کریں جس تاریخ کو وہ یہاں صادر ہوں اس کی مجھے اطلاع دے دیں تاکہ مسافرت کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اسٹیشن پر اکے والے سے کہیں پُرانی بستی ڈاک خانہ لے چلو۔ مجھ سے اگر ان کی کوئی خدمت ہو سکی تو اسے اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا۔ نوکر ایک پہلے سے طے کر رکھا ہے۔ اس کی تکلیف نہ ہوگی۔ دسہرے کی تعطیل میں 'زمانہ' کے لیے ایشور چاہے گا تو کچھ نہ کچھ ضرور لکھوں گا۔ پریم پچیسی کو ہندی میں بھی لکھ رہا ہوں۔ صحت بدستور۔ اناؤ کے سورج پرساد نگم نے خط کا جواب نہیں دیا۔ براہِ کرم ایک بار آپ بھی انھیں یاددہانی کرادیں۔ باقی سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(56)

بنام دیانرائن نگم

بستی، 13 اکتوبر، 1915

بھائی جان، تسلیم!

یہ لیجیے ایک کہانی ارسالِ خدمت ہے۔ اس تعطیل میں ایک اور مضمون لکھوں گا، مگر وہ قصہ نہ ہوگا۔ آپ نے پچیسی حصہ دوم کے متعلق ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ حصہ اول بھیجی ڈائرکٹر صاحب کے یہاں؟

بابو رام چرن یہاں آنے کے دوسرے دن مجھ سے مدرسے میں ملے اور ایک چارپائی کی فرمائش کی۔ دوسرے دن سخت بارش ہوئی۔ تیسرے دن میرا آدمی چارپائی لیے انھیں ڈھونڈتا رہا۔ آج تک ان کے درشن نہیں ہوئے۔ وہ پکّے پور میں ہیں اور میں پرانی بستی میں ہوں۔ ان کے مکان کا پتہ مجھے معلوم نہیں۔ عدالت کی وجہ سے اس محلے میں پردیسیوں کی بڑی کثرت ہے۔ ان کا ایک منی آرڈر صدر ڈاک خانے میں پڑا ہے۔ کل ایک پوسٹ کارڈ میرے معرفت آیا تھا۔ وہ بھی پڑا ہوا ہے۔ معلوم نہیں یہاں ہیں یا دیہات چلے گئے۔

بارش روز ہوتی ہے۔ ناکوں دم ہے۔ 'زمانہ' جولائی کا اب تک نہیں آیا۔ کملا اور

کلامِ محروم پر اس تعطیل میں ضرور لکھ کر بھیجوں گا۔ کوئی رسالہ یا اخبار التزام کے ساتھ بھجوا دیا کیجیے تو شاید کچھ لکھ بھی سکوں۔ جب تک Current affairs سے لگاؤ نہ رہے کسی مضمون پر لکھنے کی تحریک نہیں ہوتی اور مضمون بھی مشکل سے سوجھتا ہے۔ آپ کے لیے کوئی رسالہ یا اخبار بھیج دینا چنداں مشکل نہیں۔ واپس کر دینے کا ذمہ دار میں ہوں۔

زیادہ والسلام — نیازمند، دھنپت رائے

(57)

بنام دیا نرائن نگم

نارمل اسکول، گورکھپور، 24 نومبر 1915

بھائی صاحب،

تسلیم! کئی دن ہوئے لفافہ ملا۔ مشکور ہوں۔ قصّے لکھ رہا ہوں۔ جیوں ہی تیار ہو گئے، بھیجوں گا۔ ابھی تک ہندی مجموعہ تیار نہیں ہوا ہے۔ یہ قصّے پہلے پہل ہندی میں نکلیں گے۔ اس کے بعد اردو میں بھی۔ ابھی انھیں چھاپ دینے سے ان کا نیاپن جاتا رہے گا۔ کوشش کررہا ہوں کہ اپنی اور کہانیاں بھی ترجمہ کراکے چھاپوں۔ ایک صاحب روپیہ لگانے کے لیے تیار ہیں۔ آپ نے ابھی روپے ارسال نہ فرمائے۔ آپ لکھنؤ یقیناً آئیں گے۔ میں بھی جانے والا ہوں۔ مگر ابھی تک معلوم نہیں ٹھہرنا کہاں ہوگا۔ آپ کہاں ٹھہریں گے۔ وہیں میرے لیے بھی گنجائش رکھیے گا۔ بچوں کے رسالے کے متعلق بھی وہیں بات چیت ہوگی۔ پریم پچیسی حصہ دوم کو اب چھاپنے کی کوشش کی جاوے۔ کاغذ کی گرانی کا خیال اب کرنا فضول ہے۔ اس کے انتظار میں ممکن ہے دس پانچ برس لگ جائیں۔ پتلا کاغذ لگایئے مگر ہتاخیر فضول ہے۔ اس بارے میں آپ کا جو خیال ہو اس سے مطلع فرمایئے گا۔ باقی سب خیریت ہے۔ امید کہ آپ مع اعیال بخیریت ہوں گے۔

نیازمند، دھنپت رائے

(58)

بنام دیانرائن نگم

بستی، 16 دسمبر 1915

بھائی جان، تسلیم!

لفافہ ملے کئی دن ہوئے۔ میں اس کا بہت مشکور ہوں۔ ارادہ تھا کہ مضامین اور جواب ساتھ ساتھ بھیجوں مگر کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ مضامین کے صاف کرنے کی نوبت نہ آئی۔ ڈلہوزی تو میں اردو اور ہندی دونوں خطوں میں ایجوکیشنل گزٹ میں غالباً 15 دن ہوتے ہیں، روانہ کرچکا۔ قصہ تیار ہے۔ کل یا پرسوں تک ضرور بالضرور بھیج دوں گا۔ ناگری پرچارنی میں ظرافت پر ایک بہت عالمانہ مضمون چھپا ہے۔ ترجمہ ہے۔ کہیے تو 'زمانہ' کے لیے کچھ نئے عنوان سے اسی پر لکھ دوں۔ سرقہ بالجبر ہو یا بہ اجازت؟ جواب سے بہت جلد مطلع کیجیے۔ کیونکہ مضمون لمبا ہے۔

'زمانہ' کے لیے انتظامات نہایت اچھے ہیں۔ حضرت ایڈیٹر 'زمانہ' غالباً معاملات کے راہِ راست پر لانے میں کامیاب ہوں گے۔ لالہ شیام لال آدمی ذہین ہونہار ہیں۔ وہ آتے ہیں تو بلا لیجیے۔

پریم پچیسی کے متعلق آپ نے جو کوشش فرمائی ہے اس کا تہہِ دل سے شکریہ۔ حصہ دوم میں آج ہی بھیج دیتا ہوں مگر مصیبت یہ ہے کہ کچھ حصے عاریتاً نکل گئے ہیں، تاہم نو یا دس یہاں موجود ہیں۔ باقی آپ براہِ کرم یا تو اشتیاق حسین سے منگوا لیجیے یا دفتر سے۔ اشتیاق حسین کے پاس جو مسودہ ہے وہ صحیح شدہ ہے۔ میرے خیال میں تین قصے ان کے پاس ہیں : (1) منزلِ مقصود، (2) اماوس کی رات، (3) یاد نہیں آتا۔ اخبارات میں آپ میرے پاس یہ بھیجیں تو عین عنایت ہو :

(1) اسٹیٹس مین (یا بنگالی) (2) ماڈرن ریویو (یا کوئی دوسرا ریویو)
(3) ذخیرہ (اردو) (4) آریہ گزٹ اور
(5) ہندستان (6) کامن ویل

(7) ہندی کے ایک یا دو ماہوار رسالے

میں ماڈرن ریویو اور کامن ویل کو بحفاظت تمام رکھوں گا اور ہر تیسرے ماہ روانہ کر دیا کروں گا۔ لیڈر مل جاتا ہے۔ ترجمان میرے پاس آنے لگا مگر کلب بے ڈھنگا ہے جہاں لوگ شطرنج اور ٹینس کھیلتے ہیں۔ لیڈر کے سوا غالباً کوئی روزانہ اخبار نہیں آتا۔ اس پر چندہ دو روپے ماہوار۔

بچوں کے قابل لٹریچر ہونا ضروری ہے۔ پہلے میں ایک کتاب لکھتا ہوں جس میں بچوں کے قابل چھوٹی چھوٹی اخلاقی، تاریخی، جغرافی کہانیاں ہوں گی۔ کتاب چھوٹے سائز کے 64 صفحات سے زیادہ نہ ہوگی۔ اگر پسند آجائے اور ٹکسٹ بک منظور کرلے تو پھر دوسرا کام شروع کیا جائے۔

میرے پاس جون تک 'زمانہ' آیا ہے۔

جب میرے پاس یہ پرچے آنے لگیں گے تو میں 'آزاد' کے لیے کچھ نوٹس اور ایڈیٹوریل لکھنے کی کوشش کروں گا۔ اور رسالوں سے 'زمانہ' کے لیے اکادھ اچھے مضمون ترجمہ کردیا کروں گا۔ قصہ نویسی ہوتی جائے گی۔ ہم لوگ بخیریت ہیں۔ چاچی بنارس، باقی تین آدمی یہاں۔ بال بچے نہ ہوئے نہ امید نہ آرزو۔ ذمہ داریوں کے خیال سے طبیعت گھبراتی ہے۔ میں سمجھ ہی نہیں سکتا کہ اگر آج میرے دو تین لڑکے ہوتے تو انھیں کیا کھلاتا اور کیسے رکھتا۔ آپ کے للہ بابو کی سی دُرگت ہوتی۔ آپ کو اس کا مجھ سے زیادہ تجربہ ہے۔ بابو رام سرن فرخ آباد گئے۔ بہت اچھا ہوا۔ اگر چاہیں تو کبھی ملیں گے۔

میں ایف.اے. کا امتحان دینے مارچ میں کہیں نہ کہیں جاؤں گا۔ امسال تیار ہوں۔ اور وفد کامیاب ہوگا۔ بنارس، الہٰ آباد اور کانپور اور لکھنؤ — چاروں میں بنارس تکلیف دہ ہے۔ کانپور میں کھانے پینے کی تکلیف، لکھنؤ میں جائے قیام کالج سے دور، الہٰ آباد سبھیتا ہے۔ ورنہ کانپور میں چین سے رہتا۔ بہرحال گرمی کی تعطیل میں زیادہ نہیں تو پندرہ دن تک صحبت رہے گی۔

اور کیا عرض کروں۔ بچے بخیریت ہوں گے اور آپ کا مزاج بھی اچھی طرح ہوگا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(59)
بنام دیانرائن نگم

تاریخ نامعلوم)

بھائی جان،

آج باہر سے آیا ہوں اور یہ کاپیاں دیکھ کر روانہ کرتا ہوں۔ اب دفتروں کی تعطیل ہے۔ قصہ صاف ہوجائے گا۔ باہر مطلق (بالکل) فرصت نہیں ملی۔

منشی نوبت رائے چلے گئے ہولی کی تقریب میں۔ مارچ مہینے تک کوئی خدمت نہیں کرسکتا۔ اپریل میں جو کچھ حکم دیجیے گا، اس کی تعمیل ہوگی۔

نیازمند، دھنپت رائے

(60)
بنام دیانرائن نگم

جنوری 1916

جناب ایڈیٹر صاحب، رسالہ 'زمانہ'، تسلیم!

آپ نے میرے 'دو بھائی' کے متعلق جو خطوط بھیجے، انھیں پڑھ کر مجھے واقعی تعجب اور افسوس ہوا۔ تعجب اس لیے کہ میرے نامہ کی مطابقت ہم میں سے کچھ لوگوں کو اس خیال کی جانب مائل کرتی ہے کہ یہ قصہ کرشن بھگوان کی زندگی سے تو کوئی تعلق نہیں رکھتا، اور افسوس اس لیے کہ میری یہ لاعلمی اس قسم میں احتمال کا باعث ہوئی۔ میرا خیال تھا کہ ہمارے دلوں میں کرشن اور بلرام کی اس قدر عزت ہے کہ محض ناموں کے مل جانے سے ہم کو اس واقعے کو ان کی طرف منسوب کرنے کا

گمان بھی نہ ہوگا۔ مگر معلوم ہوا کہ میں غلطی پر تھا، اور حقیقتِ حال کچھ اور ہی ہے۔ میں نے اسمائے گرامی اس غرض سے استعمال کیے ہیں کہ برادرانہ احترام اور محبت کا وہ اعلیٰ معیار، جو کرشن اور بلرام کی زندگی میں مضمر ہے، وہ ہمارے پیشِ نظر رہے اور دیکھیں کہ ہم کس قدر گر گئے ہیں۔ میرا منشا یہ دکھانا تھا کہ جہاں کرشن اور بلرام جیسے بھائی تھے، وہاں اب انھیں کے نام لیوا کتنے خودغرض اور فرومایہ ہوگئے ہیں۔ ہم اسی ملک کے رہنے و اپنے کو انھیں بزرگوں کا پیرو کہنے والے، ہم کو اگر ان سے کوئی تعلق ہے تو وہ محض ناموں کا ہے، اور سبھی باتوں سے ہم بالکل معیار سے گرے ہوئے ہیں، یہ تھا میرا مدعا۔ مگر چونکہ بدقسمتی سے باز قدرداں حضرات کو یہ احتمال ہوا کہ یہ قصہ کہیں کرشن بھگوان کی زندگی کا واقعہ نہ سمجھ لیا جائے۔ اس لیے یہ واضح طور پر لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ واقع نہیں ہے، مگر اسے کرشن بھگوان کی زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ مقدس ہستیاں ہیں اور اس قسم کے شخصی تنازعات سے بالکل بالاتر ہیں، اور ایسے قومی پستی کے واقعات کا ہمارے دلوں میں بسنے والے کرشن اور بلرام سے کوئی تعلق نہیں۔

(61)

بنام دیانرائن نگم

بستی، 10 فروری 1916

بھائی صاحب، تسلیم!

لفافہ ملا۔ 'زمانہ' بھی آیا۔ مشکور ہوں۔ مضامین اچھے ہیں۔ ابھی سرسری طور پر دیکھا ہے۔ مضامین کے متعلق شکایت کا کوئی موقع نہیں۔ پرماتما آپ کو خانگی پریشانیوں سے جلد نجات دے۔ غالباً اس مخمسے کی پیروی کا بار اب آپ کے سر ہوگا۔ اور کس کے سر ہوہی سکتا تھا۔ خیر کسی طرح آپ نے 'زمانہ' کو زندہ تو کیا۔ اب مجھے یہ جاننے کی خواہش ہے کہ خریداران کا برتاؤ کیسا ہے اور ابھی ان کی تعداد اس قدر کم تو نہیں

ہے کہ خسارہ ہی نظر آئے۔

پریم پچیسی کی جلدیں یہاں نہیں ہیں۔ میں نے اُناؤ کے لالہ سرجو پرشاد نگم کو لکھا ہے کہ وہ اپنے یہاں کی جلدیں آپ کے دفتر میں بھجوا دیں۔ زمانہ میں پچیسی کا اشتہار نہ دیکھ کر تعجب ہوا۔ اگر بھول کر رہ گیا ہو تو براہِ کرم فروری سے ضرور درج کرادیں۔

حصہ دوم کے متعلق — اگر اشتیاق حسن وعدے کرتے ہیں تو مجبوری ہے۔ مضامین کی فہرست میں نے بھیج دی ہے۔ کوئی تیرہ قصّے ہونے چاہیے۔ چھ موجود ہیں، سات اور انتخابِ 'زمانہ' لیجیے۔ صرف پرانے پرچے تلاش کروانے پڑیں گے۔

مضامین کے متعلق — آج کل مصروف بہ تیاری ہوں۔ رانا جنگ بہادر آف نیپال کی سوانح عمری لکھنے کا ارادہ ہے۔ مسالہ جمع کرلیا ہے۔ بہت جلد لکھ کر روانہ کروں گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(62)

بنام دیانرائن نگم

بستی، 24 فروری 1916

بھائی صاحب، تسلیم!

مزاج کیسا ہے؟ مقدمے کے متعلق کیا ہوا؟ کیا ابھی تک دوا دوِش جاری ہے؟ یا نجات ہوگئی؟ اس سے تو آپ کے کام میں بڑا حرج ہوتا ہوگا۔ مجھے یہ جاننے کی خواہش ہے کہ جنوری نمبر کا پبلک پر کیا اثر پڑا۔ خریداروں میں کچھ تو ضرور ہی خارج ہوگئے ہوں گے۔ مگر ان کی تعداد اتنی تو نہیں کہ خسارہ زیادہ ہو؟ گورنمنٹ کی سرپرستی 150 جلدوں تک محدود ہے یا کچھ اور زیادہ ہوئی؟ میرے خیال میں ابھی آپ کو اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔

معلوم نہیں ان دنوں آپ کی مالی حالت کیا ہے۔ میں تو پریشان حال ہوں۔ اخباری آمدنی مسدود، صرف تنخواہ پر گذارا۔ صرف میری فیس اور کتاب وغیرہ پر ایک تنخواہ صرف ہوگئی۔ اور ابھی پندرہ دن کی رخصت بھی پڑ گئی۔ کوئی پچیس روپے کا اور صرفہ ہے۔ کیا میں آپ کو تکلیف دینے کی کچھ جرأت کروں۔ اگر آپ مضامین کے متعلق تصفیہ کردیں تو اس وقت مجھے مدد مل جائے۔ پریم پچیسی کا حساب اور آپ کے اشتہارات کا حساب پھر ہوتا رہے گا۔ میں نے مجبور ہوکر آپ کو تکلیف دی ہے ورنہ میں آپ کی ضرورتوں کی طرف سے بے خبر نہیں ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ مجھے مایوس نہ ہونا پڑے گا۔

پریم پچیسی کا اشتہار 'زمانہ' میں نہیں نظر آیا۔ براہِ کرم اسے دے دیجیے۔ اناؤ کے سورج پرساد کے پاس میری پچیس جلدیں پڑی ہوئی ہیں۔ اگر آپ انھیں منگوا لیں تو بہت اچھا ہو۔ میں نے تو انھیں لکھ دیا تھا مگر شاید انھیں کچھ پرواہ نہ ہوئی۔ کتابیں بنارس میں ہیں اس وجہ سے فی الحال بھیجنے میں تردّد ہے۔ پچیس جلدیں دو ماہ تک ہوجائیں گی۔ اناؤ سے تو آپ کے دفتر میں روز ہی کوئی نہ کوئی آتا جاتا رہتا ہے۔ ہاں آپ کو خیال آنا شرط ہے۔ ایک مضمون میں نے 'زمانہ' کے لیے لکھ رکھا ہے۔ مگر صاف کرنے کی مطلق فرصت نہیں ملتی، مجبور ہوں۔ دفتر 'زمانہ' میں آج کل ک.ن. صاحب ہیں؟ وہیں الف.جے. یا اور کوئی۔ بابو رام سرن کا کچھ حال کہیے۔ باقی سب خیریت ہے۔ امید ہے کہ بچے خوش ہوں گے۔

جواب کا منتظر نیاز مند، دھنپت رائے

(63)

بنام دیانرائن نگم

بستی، 13 مئی 1916

بھائی جان، تسلیم!

کل کارڈ ملا۔ آج بنارس جاتا ہوں۔ میرے ایک سالے صاحب کی شادی 8 جون

کو ہے۔ اس لیے میں نے یہ بہتر سمجھا ہے کہ جون ہی میں بنارس سے چلوں اور آپ سے ملاقات کرتا ہوا شادی میں شریک ہونے کے بعد 15 تک بنارس چلا جاؤں۔ مضامین بنارس پہنچ کر حاضر کروں گا۔ میرا پتہ ذیل ہے :

دھنپت رائے
گاؤں : مڑھواں
بنارس کین

نیازمند، دھنپت رائے

(64)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 11 دسمبر 1916

بھائی صاحب، تسلیم!

کل کارڈ ملا۔ مشکور ہوں۔ دو چار روز میں کچھ ارسالِ خدمت کروں گا۔ ایک قصہ اور کچھ اور۔

دسمبر میں لکھنؤ جانے کا ارادہ تو کرتا ہوں۔ دیکھوں، غیب سے مدد ملتی ہے یا نہیں۔ اسی کے لیے کئی رسالوں میں لکھا۔ ایک صاحب نے تو خبر لی دوسرے صاحب آئندہ لیں گے۔ ہوسکے گا جاؤں گا، نہیں تو نہ سہی۔ تقریر میں سنتا نہیں اور تو کوئی کام نہیں۔ اخباروں میں پڑھ لوں گا۔ اور کیا کروں۔ جب شب و روز کی محنت پر یہ حال ہے تو معلوم ہوتا ہے افلاس سے کبھی نجات نہ ہوگی۔

زیادہ نیاز،

دھنپت رائے

(65)
بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 2 جنوری 1917

بھائی جان، تسلیم!

آپ کا خط ملا تھا۔ اس کا جواب جلد نہ دے سکا۔ کیونکہ آپ بھی تو کانگریس میں مصروف رہے ہوں گے۔ پہلے یہ بتائیے کہ Victor Hugo کی مشہور کتاب Les misesrables کا اردو ترجمہ ہوا ہے یا نہیں۔ اگر ہوا ہے تو کہاں مل سکتا۔ اگر نہیں ہوا ہے تو میں اس کام میں جٹنا چاہتا ہوں۔ سال بھر کا کام ہے۔ کسی طرح سے پتہ لگاکر بتلایے۔ حصہ دوم پریم پچیسی کو نکالیے۔ ہلکے کاغذ پر صحیح۔ جس کاغذ پر 'آزاد' چھپتا ہے اسی پر ہو تو کیا نقصان۔ جلد کرنا چاہیے کیونکہ پریم بتیسی بھی پوری ہوا چاہتی ہے۔ غالبًا پچیس قصے اور ہوچکے ہیں۔ چھ سات کی اور کمی ہے۔ اس کے بعد میں وکٹر ہیوگو میں جٹوں گا۔ 'پیکے ابر' کی تنقید بھیجی تھی مگر وہ آپ کے یہاں بیکار ہوگئی کیونکہ کسی دوسرے صاحب نے لکھ دی۔ خیر جیسا مناسب سمجھیں، کریں۔

باقی خیریت ہے۔ امید کہ آپ اور بچے بخیرو عافیت ہوں گے۔

نیازمند، دھنپت رائے

(66)
بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 15 جنوری 1917

بھائی جان، تسلیم!

مبارکبادیوں کے لیے تہہِ دل سے شکریہ۔ میری جانب سے بھی وہی دعائیں قبول فرمائیں۔

امید کہ آپ شادی کی تقریب سے واپس آگئے ہوں گے۔ کچھ اس کا ذکر لکھیے

گا۔ آج مدت کے بعد یہاں 'آزاد' دیکھا۔ پھر زندہ ہوا۔ پریم پچیسی کے لیے جو قصے چاہیں لے لیں۔ اس کی فہرست تو میں نے پہلے ہی دے دی تھی۔ صحیح کردہ کاپیاں بھی بھیجی تھیں۔ کیا وہ کاپیاں غائب ہو گئیں۔ خیر مطلب تو تیرہ کہانیوں سے ہے۔ اگر یہ ہوں۔

(67)

بنام دیانرائن نگم

نارمل اسکول، گورکھپور، 24 جنوری 1917

بھائی جان، تسلیم!

کل کارڈ ملا۔ مشکور ہوں۔ منی آرڈر ابھی نہیں ملا۔ آتا ہوگا۔ میرے اس منی آرڈر کے بعد پینتیس روپے اور رہ جائیں گے۔ حساب سے ملا لیجیے گا۔ میں آج کل ایک قصہ لکھتے لکھتے ناول لکھ چلا۔ کوئی سو صفحے تک پہنچ چکا ہے۔ اسی وجہ سے چھوٹا قصہ نہ لکھ سکا۔ اب اس ناول میں ایسا جی لگ گیا ہے کہ دوسرا کام کرنے کو جی ہی نہیں چاہتا۔ مگر مارچ کے لیے دو تین دن میں ضرور کچھ نہ کچھ بھیجوں گا۔ فروری کے لیے مجبوری ہے۔ آپ اگر اس ناول کو مسلسل دینا چاہیں تو کیسا ہو؟ حالانکہ مجھے خود یہ صورت پسند نہیں۔ معلوم نہیں کب تک ختم ہوگا اور رسالے کی موجودہ ضخامت بھی اس بوجھ کو نہیں سنبھال سکتی۔ قصہ دلچسپ ہے اور مجھے ایسا خیال ہوتا ہے کہ میں اب کی بار ناول نویسی میں بھی کامیاب ہو سکوں گا۔ ایک مضمون ہماری بعض تعلیمی ضروریات پر خیال میں ہے۔ دیکھیے بن جائے تو بھیجوں۔ فروری میں مجھے الٰہ آباد آنا ہے۔ خسر صاحب سخت بیمار ہیں۔ شاید اس سلسلے میں آپ سے ملاقات ہو سکے۔ بابو رام بھروسے کے گھر تو جون میں شادی ہوگی۔ بن پڑا تو چلوں گا۔ ابھی بہت دن ہے۔ بچوں کی چیچک کا حال پڑھ کر رنج ہوا۔ کیا ٹیکا نہیں لگا تھا؟ ایشور بچی کو چنگا کرے۔ اب کی جو قصہ آپ کے پاس دو تین دن میں جائے گا اسے عرصہ ہوا لکھا تھا مگر خوف کے مارے نہیں بھیجا۔ اس میں واعظ بن گیا ہوں حالانکہ کجا پیر فرتوت۔

اگر پسند آئے تو چھاپیے گا ورنہ ہندی میں چھپ جائے گا۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(68)

بنام دیانرائن نگم

نارمل اسکول، گورکھپور، 9 فروری 1917

بھائی جان، تسلیم!

دو مضمون بیرنگ بھیجے تھے۔ جواب نہ ملا۔ معلوم نہیں پہنچے یا نہیں۔ تردّد ہے۔

اب تو 'زمانہ' ٹھیک وقت پر نکلنے لگا ہے۔ مجھے یہ جاننے کی خواہش ہے کہ اس پابندی کا تعداد خریدران پر کچھ اثر پڑا یا نہیں۔ مطلع فرمایئے گا۔

پچیسی حصہ دوم کی کتابت غالباً شروع ہوگئی ہوگی۔ صحت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اس کتابت کی اشاعت میں میرا کیا سمجھوتا رہے گا۔ میری ہے یا آپ کی یا مشترک۔ مشترک رکھیے تو اچھا۔

جواب سے سرفراز فرمایے گا۔ میں اسی ماہ میں آؤں گا مگر معلوم نہیں کب۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(69)

بنام دیانرائن نگم

الہٰ آباد، 20 فروری 1917

بھائی جان، تسلیم!

میں کل الہٰ آباد آگیا۔ 15 مارچ تک رہنا پڑے گا۔ حفظِ صحت اور First aid کے متعلق لکچر ہوں گے۔ سرکار نے ہر ایک نارمل اسکول سے ایک ایک آدمی کو تعینات کیا ہے۔ میں نے بستی سے آپ کی خدمت میں دو خط بھیجے تھے۔ لیکن جواب سے

محروم رہا۔ تشویش ہے۔ خدا نہ خواستہ طبیعت تو خراب نہیں ہوگئی۔ اور آپ الہٰ آباد تو نہیں آئے۔ ملاقات ہوجاتی۔ میں خود آتا لیکن بجز ہولی کے اور کوئی تعطیل نہیں پڑتی۔ ٹرینگ کالج الہٰ آباد کے پتے سے خط لکھیے گا۔ باقی سب خیریت ہے۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(70)

بنام دیانرائن نگم

ٹرینگ کالج، الہٰ آباد، 2 مارچ 1917

بھائی جان، تسلیم!

آج لفافہ ملا۔ مشکور ہوا۔ آپ کی پریشانیوں کا حال پڑھ کر افسوس ہوا۔ کیا بچے کی آنکھ اس قدر خراب ہوگئی ہے کہ تعلیم ترک کرنی پڑی۔ یہی سب عیال داری کی تکلیفیں ہیں۔ آپ کی خاموشی سے میں سمجھ گیا تھا کہ خیریت نہیں ہے اور صحیح نکلا۔ ایشور بچے کے حال پر رحم کرے۔ لفافے کے اندر والے خطوط دیکھے۔ خوش ہوا۔ حالانکہ میرے پاس بہت قصہ گوئی کے لیے نہ دماغ ہے نہ وقت۔ آج کل اپنا ناول لکھنے میں محو ہوں۔ یہ ختم ہو جائے تو کچھ اور کروں۔ ہاں، 'زمانہ' کے لیے اسٹاک موجود ہے۔

'پریم پچیسی' حصہ دوم میں ذرا زیادہ سرگرمی فرمایے۔ جلدی ختم ہوجائے۔ ابھی بہت کچھ چھپوانا ہے۔ اگر پہلی منزل میں اتنا رُکے تو پھر اتنی لمبی زندگی کہاں سے آئے گی۔ تعطیلِ گرمی کے پہلے ختم ہوجانا ضروری ہے۔ میں شریک ہوں۔

'پریم پچیسی' حصہ اول کی جلدیں بھیجی جائیں گی۔ میں نے گورکھپور لکھ دیا ہے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے اس وقت نہ گئیں تو میں وہاں پہنچتے ہی بھیج دوں گا۔ آپ سے بھی 'یادگارِ رام' کی کچھ جلدیں لوں گا۔ گورکھپور کے اسٹیشن پر ایک دُکان کھلی ہے۔ وہاں اردو کی کتابیں بھی بکتی ہیں۔ ممکن ہے 'یادگارِ رام' کچھ نکلے۔ 'پریم پچیسی' تو دس پانچ نکل جاتی ہے۔ میں ہولی کی تعطیل میں آنے والا ہوں۔ لیکن میرے پچھلے حساب

میں کچھ روانہ فرمایے گا، ورنہ مجھے گورکھپور سے منگوانا پڑے گا جو زیادہ تردّد طلب ہے۔ پچھلا حساب میں آپ کو لکھ چکا ہوں۔ غالبًا آپ نے نوٹ کر لیا ہوگا۔

'پریم پچیسی' کا ہندی ایڈیشن چھپ رہا ہے۔ اس کا مراٹھی ایڈیشن بھی چھپ رہا ہے۔

ملاقات کے لیے جی بہت چاہتا ہے۔ ہولی میں شاید ایک دن وقت نکل سکے۔

اور تو سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(71)

بنام دیانرائن نگم

الٰہ آباد، 12 مارچ 1917

بھائی جان، تسلیم!

افسوس ہے کہ اس تعطیل میں میں کانپور نہ آسکا۔ بہت کوشش کی کہ آؤں لیکن ایک طرف سسرال کا تقاضہ دوسری طرف ہم زلف صاحب کا اصرار۔ تین دن کی تعطیل میں بمشکل تمام ان دونوں تقاضوں سے نجات ملی۔ آج آیا ہوں اور پھر کالج شروع ہوا۔ 'زمانہ' کے لیے دو مضامین تیار ہیں مگر گورکھپور جانے پر صاف ہوں گے۔ ناول غالبًا ایک ماہ میں پورا ہوگا اور امید کرتا ہوں کہ مئی میں اسے آپ کے معائنے کے لیے حاضر کر سکوں گا۔ بچوں کی ناسازئ طبعت عجب حیرانی ہے۔ گزٹ سے معلوم ہوا کہ آج کل کانپور میں پلیگ کی بھی کمی نہیں ہے۔ ایشور خیریت سے رکھیں۔ ایسی کوشش کیجیے کہ پریم پچیسی حصہ دوم جون تک نکل جائے۔ پریم پچیسی کی 44 جلدیں بھیج دی گئی ہیں، پہنچی ہوں گی۔ اور سب خیریت ہے۔

والسلام،

نیاز مند، دھنپت رائے

(72)

بنام دیانرائن نگم

نارمل اسکول، گورکھپور، 20 مارچ 1917

بھائی جان، تسلیم!

میں 16 کو یہاں بخیریت آگیا۔ کئی ہندی کے بک سیلر پریم پچیسی کو شائع کرنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ میں حصہ دوم کا انتظار کررہا ہوں۔ کتاب پوری ہوجائے تو کسی کو دے دوں۔ آپ نے ہولی کے بعد اس کے متعلق مفصل لکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ اب اُسے پورا کیجیے۔ 'زمانہ' کے لیے مضمون صاف لکھ رہا ہوں۔ تین دن لگیں گے۔ ابھی مارچ کا 'زمانہ' نہیں آیا۔ کیا دیر ہے؟

بابو مہتاب رائے لکھنؤ سے ٹائپ سیکھ کر آگئے ہیں۔ آپ انھیں وہاں کسی مِل یا فرم میں انٹروڈیوس کرا سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہوسکے تو مجھ پر خاص عنایت ہوگی۔ مطلع فرمایئے گا۔ کتابیں پہنچی ہوں گی۔ روپیہ الہٰ آباد ہی میں مل گیا تھا۔ مشکور ہوں۔

کانپور میں پلیگ کی کیا کیفیت ہے۔ یہاں تو نجات ہے۔ مگر دیہاتوں میں بڑا زور شور ہے۔

جواب سے سرفراز فرمایئے گا۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(73)

دیانرائن نگم

گورکھپور، 23 مارچ 1917

بھائی جان، تسلیم!

'مشعلِ ہدایت' خدمت میں حاضر ہے۔ کوئی پلاٹ نہیں ہے، صرف 'زمانہ' موجودہ کا مرقع دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے پسند آئے گی۔

مجھے 43 روپے میں سے 10 روپے ملے۔ 33 روپے اور رہے۔ اس میں اس مضمون کو اور اضافہ فرمادیں تو 38 روپے ہوتے ہیں۔ اگر ہندی شعراء والا سلسلہ پسند ہو تو ایک شاعر کو روانہ کردوں۔ ورنہ 'ترجمان' میں بھیج دوں۔ یہاں میرے ایک دوست نے اسٹیشن پر اُردو کتابوں کا اسٹال کھولا ہے۔ انھیں کچھ 'زمانہ' پریس کی کتابیں درکار ہیں۔ آپ ذیل کی کتابیں روانہ کردیں۔ حساب معہ کمیشن کے لکھ بھیجیں۔ چاہے میرے حساب میں مُجرا ہوجائیں گی چاہے قیمت روانہ ہوجائے گی۔ میرا ذمہ ہے۔ فہرست حسبِ ذیل ہے۔

یادگارِ رام 5 جلدیں — اردو مضمون نویسی 2 جلدیں

بھارت درپن 2 جلدیں — نصائح چانکیہ 10 جلدیں

سیرِ درویش 20 جلدیں — حیات حالی 5 جلدیں

آریہ سماج اور پالیٹکس از عزت رائے 10 جلدیں

طریق دوستمندی 5 جلدیں — مہادیو گوبند راناڈے 5 جلدیں

مسدس حالی 5 جلدیں

ان کتابوں کے بھجوانے میں دیر نہ فرمائیں۔ پریم پچیسی حصہ دوم کے متعلق اب تک جو کچھ ہوچکا ہے اس سے مطلع کریں۔ میرا ناول چل رہا ہے۔ اب ذرا اطمینان ہوجائے تو ختم کردوں۔ طول ہورہا ہے۔ چاہتا ہوں کہ جلد انجام کی طرف چلوں۔

ایک اور قصہ تیار ہے۔ اچھا قصہ ہے۔ مگر ذرا صفائی میں دیر ہے۔ جلد بھیجوں گا۔ شاکر کا 'العصر' دیکھا۔ کیا زندہ ہوگیا۔ آپ کو معلوم ہو تو کچھ اُس سے کیفیت لکھیے گا۔

بچوں کی طبیعت کیسی ہے؟ کانپور میں پلیگ تو نہیں ہے؟

نیاز مند، دھنپت رائے

N.B. 'سوزِ وطن' کی ایک جلد ضرور روانہ کریں۔ یہاں ایک بھی نہیں ہے۔

(74)

بنام دیانرائن نگم

سلیم پور، ڈاک خانہ کنوار، الہٰ آباد

8 جون 1917

بھائی جان، تسلیم!

آپ پرسوں لوٹیں گے۔ یہ خط آج ہی جاتا ہے۔ میں یہاں بُرا آپھنسا۔ واقعی سب بیمار ہورہے ہیں۔ اب دیکھوں کس تاریخ تک پنڈ چھوٹتا ہے۔ اگر میری کوئی چِٹھی پتر‌ی آوے تو اُسے گورکھپور بھیجیے گا۔

(باقی مٹ گیا ہے)

(75)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 2 جولائی 1917

بھائی جان، تسلیم!

میں یہاں تیس جون کو آپہنچا لیکن ابھی اطمینان سے کام نہیں کرسکا۔ آپ نے وہاں کسی سے امداد کے متعلق گفتگو کی یا نہیں۔ میں نے وعدہ تو کرلیا ہے اور اسے پورا کرنے کا خیال بھی ہے لیکن نئے پراسپکٹس کو دیکھ کر جی ذرا گھبراتا ہے۔ اور اسے آپ بھی غالبًا تسلیم کریں گے کہ مجھے ان دو حروف کی زیادہ ضرورت ہے۔ ایسی حالت میں میں مستقل طور پر امداد شاید نہ کرسکوں۔ ہاں وقتًا فوقتًا کے لیے حاضر ہوں۔ 'زمانہ' اور پریم پچیسی کی کاپیاں کانپور میں ایک لیٹر بکس میں ڈال آیا تھا۔ مل گئی ہوں گی۔ اس وقت عدیم فرصتی کے باعث مل نہ سکا۔ اور تو کوئی تازہ حال نہیں ہے۔

بارش خوب ہورہی ہے۔ لیڈر آج کل خوب دھوم سے نکلتا ہے اور پرتاپ میں بھی زور ہے۔ اس وقت توجہ سے کام چلتا نہیں نظر آتا۔ عرق ریزی کی ضرورت

ہے۔ اور کیا لکھوں۔ امید ہے کہ بچے اچھی طرح ہوں گے۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(76)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 9 جولائی 1917

بھائی جان، تسلیم!

لاٹریان کی فہرست چھپ گئی۔ کیا خبریں ہیں۔ اول دوم سوم نہ صحیح، ہزار دو ہزار کچھ ہاتھ لگا، دوستوں میں کوئی سرخ رو ہوا۔

چار دن سے بچے کو برانکائٹس کی شکایت ہوگئی ہے۔ ڈاکٹر کی دوا کررہا ہوں۔ 'آزاد' کے متعلق آپ نے کچھ تحریر نہیں فرمایا۔ دیکھنے میں ہی نہیں آیا۔ میں تو ابھی اپنی جھنجھٹ سے نہیں چھوٹا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(77)

بنام دیانرائن نگم

25 جولائی 1917

بھائی جان، تسلیم!

آج ایک کام سے فرصت ملی۔ شیخ سعدی کے حالات ایک صاحب کی فرمائش سے ہندی میں لکھے ہیں۔ اب 'زمانہ' کے لیے کچھ لکھنے کی فکر میں ہوں۔ لاٹری نے پھر دھوکا دیا۔ اس کا افسوس رہا۔ ٹھاکرجی کی بھگتی کس امید پر کی جائے۔ پریم پچیسی پریس میں چلی گئی بہت اچھا ہوا۔ پروف اگر بہت خراب ہوں تو یہاں بھجوا دیجیے۔ اور اگر غلطیاں کم نظر آئیں تو وہیں دکھوا لیجیے۔ آنے جانے میں دیر ہوگی میرے حساب سابقہ میں بعد منہائی قیمت پارچہ 33 روپے نکلتے ہیں۔ اسے محسوب کرکے میرے ذمہ

جو کچھ صرف ہو اس سے مطلع کیجیے گا۔ حصہ اول کی اگر جلدیں درکار ہوں تو بھیج دوں۔ ہر دو جلدیں ایک روپیہ آٹھ آنے میں مشتہر ہو جانا چاہیے۔ آپ کی بک ایجنسی کچھ اور چلی یا نہیں؟ اخبار 'آزاد' سابق دستور چلا جاتا ہے۔ مجھے تو کوئی تغیر نہیں نظر آتا۔ اب مجھے اسٹیٹسمین ملنے لگا ہے۔ چاہتا ہوں کہ لکھا کروں لیکن مشکل یہ ہے کہ میرا کچھ نہ کچھ وقت اب ہندی نویسی میں چلا جاتا ہے۔ بچے اب دونوں اچھی طرح ہیں۔ اور تو کوئی تازہ حال نہیں۔ امید کہ آپ کے یہاں لاٹری کی مایوسی کے علاوہ اور سب خیریت ہوگی۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(78)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 8 اگست 1917

بھائی جان، تسلیم!

ابھی تک پریم پچیسی کے پروف نہیں آئے۔ پریس میں کیا دیر ہو رہی ہے۔ آپ کا ادھر کوئی خط نہیں آیا۔ شاید آپ بہت مصروف ہیں۔ میری بھی یہی حالت ہے۔ ایک قصہ 'زمانہ' کے لیے کل پرسوں تک روانہ ہوگا۔ آپ کی کتابوں کی ایجنسی کا کیا حشر ہوا۔ کچھ کام چلا یا ٹھنڈا پڑ گیا۔

اپنا ناول ختم کر رہا ہوں۔ اسے پہلے ہندی میں طبع کرانے کا قصد ہے۔ اردو میں پبلشر عنقا ہیں۔

اپنے حالات سے مطلع فرمایئے گا۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ ہم لوگ اچھی طرح ہیں۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(79)

بنام دیانرائن نگم

22 اگست 1917

بھائی جان، تسلیم!

قصہ ارسالِ خدمت ہے۔ امید کہ آپ اچھی طرح ہوں گے۔ یہاں آج کل فصلی بخار کی شکایت ہے۔ گھر کے دو آدمی بیمار ہیں۔

بہت عرصہ ہوا میں نے حسابوں کی تفصیل لکھی تھی اور آپ سے التجا کی تھی کہ اسے نوٹ فرما لیجیے گا۔ غالباً آپ نے نوٹ نہیں کیا۔ اُس وقت 63 روپے ہوتے تھے۔ اس کے بعد مجھے تیس روپیہ وصول ہوئے لیکن پانچ روپیہ کا اور اضافہ ہوا۔ اس طرح 38 روپے رہ گئے۔ 5 روپے مجھے گرمیوں کی تعطیلات میں بہ مد پارچات ملے۔ اسے وضع کرنے کے بعد 33 روپے رہ گئے۔ اب یہ مضمون جاتا ہے۔ 5 روپے اس کے بھی محسوب فرمایے تو پھر 38 رہ جائیں گے۔

پریم پچیسی بہتر ہے۔ لکھنؤ میں ہی چھپوا لیجیے۔ شاید وہاں چھپائی کا نرخ بھی کچھ کم ہو۔ محصول کا زائد خرچ شاید اس طرح نکل آئے۔

یہ مضمون میں نے صاف نہیں کیا۔ بہت طویل ہے۔ اگر غلطیوں کا زیادہ احتمال ہو تو مجھے کاپی بھیج دیجیے گا۔ دیکھ لوں گا۔ امید ہے کہ بچے اچھی طرح ہوں گے۔

نیاز مند، دھنپت رائے

P.S. : کیا آپ کے پاس شیکسپیر کا Twelfth Night ہے؟

(80)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 11 ستمبر 1917

بھائی جان، تسلیم!

آپ کی خاموشی غضب ڈھاتی ہے۔ مضمون بھیجا، 'سپت سروج' بھیجا۔ لیکن آپ

نے ایک رسید کی تکلیف بھی گوارہ نہ کی۔ آپ ضرور عدیم الفرصت ہیں، لیکن میرے لیے ایک کارڈ لکھنا چنداں مشکل نہ تھا۔ 'پریم بتیسی' کے متعلق آپ نے کیا کارروائی کی۔ لکھنؤ آگئی یا کانپور ہی میں کوئی دوسرا انتظام ہوا، یا اس کی اشاعت کا خیال ہی ترک کردیا۔ اگر ایسا ہو تو کتابت کی کاپیاں میرے پاس روانہ فرمادیں، میں انھیں چھپوا لوں، ورنہ پھر کاپیاں خراب ہوجائیں گی۔ جواب سے جلد مطلع فرمائیں۔

امید ہے کہ عیال، بچے اچھی طرح ہوں گے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(81)

بنام دیانرائن نگم

ہندی پُستک ایجنسی، گورکھپور، 16 ستمبر 1917

بھائی جان، تسلیم!

کل آپ کا کارڈ ملا۔ بہت خوش ہوا۔ ایشور کرے جلد نکلے۔ آپ نے کاؤنٹ ٹالسٹائے کا سوانحی مضمون جو فائل سے نکال کر الگ رکھ دیا ہے اس کی مجھے سخت ضرورت ہے۔ اگر براہِ عنایت اسے بھیج دیجیے تو مشکور ہوؤں گا۔ ایک مضمون لالہ لاجپت رائے کا ہے اور دوسرا کسی اور صاحب کا۔ دونوں مضامین ارسال فرمائیں۔ ایک ہفتے میں واپس ہی جائے گا۔ اس کے ساتھ پروف بھی آجائے تو بہتر ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(82)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 17 ستمبر 1917

بھائی جان، تسلیم!

'پریم پچیسی' آج بھیجی جائے گی۔ مسٹر مونگیا کے خط کا جواب دے دیا ہے۔

ایک قصہ آپ کے لیے لکھا تھا۔ وہی وہاں بھیج دوں گا۔ آپ کے یہاں بھی وہی شائع ہوجائے گا۔ غالبًا اس میں آپ کوئی حرج نہ سمجھیں گے۔ کل میں نے کاؤنٹ ٹالسٹائے پر سوانحی مضامین جو آپ کے یہاں نکلے ہیں مانگے ہیں۔ ان کا ایک ہندی ایڈیشن شائع کرنے کی نوبت ہے۔ بیرنگ بھیجیے گا۔ ایک ہفتے میں واپس کردوں گا۔

باقی سب خیریت ہے۔ ابھی تک پروف نہیں آیا۔

نیازمند، دھنپت رائے

(83)

بنام دیانرائن نگم

21 ستمبر 1917

بھائی جان، تسلیم!

لالہ کاشی ناتھ کی ہندی کتاب تعطیل سے یونہی پڑی ہوئی تھی۔ اس میں میں نے ریویو کردیا ہے۔ کتاب اچھی ہے۔ رفع شکایت ہوگئی۔ میں نے جو حساب لکھے ہیں اس میں پریم پچیسی یا 'زمانہ' کے دفتر سے آئی ہوئی کتابوں کا حساب شامل نہیں ہے۔ دفتر کے ذمہ میری 44 جلدیں پریم پچیسی کے ہیں۔ میرے ذمہ دفتر کی مرسلہ کتب۔

میں خود ایسی کوشش میں ہوں کہ مضامین کا سلسلہ نہ ٹوٹے۔ آج کل کچھ تو خود پڑھتا ہوں۔ کچھ وقت ناول کی تیاری میں نکل جاتا ہے۔ پرتاپ کے خاص نمبر کے لیے بھی ایک مضمون لکھا۔ یہ کمی قصد سے نہیں کسی دوسرے مضمون سے پوری کروں گا۔

کوشش کروں گا کہ 12 کو لکھنؤ آؤں۔ یقیناً آؤں گا لیکن ٹھہرنے کا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ سب پہلے سے طے کردیجیے گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(84)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 2 اکتوبر 1917

بھائی جان، تسلیم!

مزاج شریف۔ پھر کوئی پروف نہیں آیا۔ کیا ایک ایک فرمے میں دو ہفتے کا وقفہ ہوگا؟ اس طرح تو کئی مہینوں لگ جائیں گے۔ ہمارا اسکول بد قسمتی سے 18 اکتوبر سے بند ہوگا۔ انسپکٹر سے درخواست کی گئی تھی کہ اس کے قبل ہی سے بند کرنے کی اجازت دیں لیکن منظور نہیں کی۔ اس وجہ سے میرا سیتاپور جانا منسوخ۔ اب بشرطِ زندگی کلکتے کی سیر ہوگی۔ امید کہ آپ بہت اچھی طرح ہوں گے۔

نیازمند، دھنپت رائے

(85)

بنام خواجہ عبدالسلام صاحب، منیجر زمانہ، پریس

نارمل اسکول، گورکھپور، 17 اکتوبر 1917

جناب منیجر صاحب، تسلیم!

پروف واپس ہے۔ 71 کے آخیر میں اور 72 صفحات میں کچھ سطریں بالکل اڑ گئیں تھیں۔ چونکہ اصل میرے پاس نہیں ہے۔ اس لیے ان سطروں کو دُرست نہیں کرسکا۔ اصل سے دیکھ کر بنوانے کی تکلیف کیجیے گا۔

چونکہ آپ نے تعداد کتب کے بارے میں مُجھی سے پوچھا ہے اس لیے 500 جلدیں چھپیں گی۔ زیادہ کی گنجائش نہیں۔

اس کے قبل آپ کے خط کے جواب میں میں نے حسابات کے متعلق جو خط لکھا تھا۔ اس کا آپ نے جواب نہیں دیا۔ جو رائے طے پائے وہ مجھے لکھ بھیجیے۔ باقی سب خیریت ہے۔

خیر اندیش، دھنپت رائے

(86)

بنام منیجر 'زمانہ' پریس

نارمل اسکول، گورکھپور، 1 نومبر 1917

مکرمی تسلیم!

آپ نے میرے حسابات کے متعلق جو خط لکھا تھا اس کا میں نے دوسرے ہی روز جواب دے دیا تھا۔ لیکن بد قسمتی سے وہ خط آپ کے یہاں پہنچا ہی نہیں۔ اور میرے یہاں بھی آپ کے خط کا پتہ نہیں۔ بہر حال پریم پچیسی 500 چھپے گی۔ اس کا نصف خرچ میرے ذمہ ہے۔ ذیل کی رقوم کو منہی کر کے مجھے مطلع فرمائیے کہ میرے ذمہ اور کتنا نکلتا ہے۔

پریم پچیسی 44 جلدیں بمعہ کمیشن	22 روپے
بابت مضامین وغیرہ	38 روپے
میزان	60 روپے

آپ کے دفتر سے مجھے جو 17 روپے کی کتاب آئیں ہیں۔ وہ اس حساب میں شامل نہیں۔ بہر حال حساب لکھتے وقت براہِ کرم مدوں کی تفصیل بھی دے دیجیے گا۔

جواب آتے ہی روپے روانہ ہوں گے۔

نیازمند، دھنپت رائے

(87)

بنام منیجر 'زمانہ' پریس

گورکھپور، 19 نومبر 1917

مکرم بندہ جناب منیجر صاحب 'زمانہ' تسلیم!

نوازش نامہ صادر ہوا۔ حسابات سے معلوم ہوا کہ مجھے اپنے نصف کی شراکت

کے لیے فی الحال روپیہ بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چھپائی کا روپیہ کتب چھپ جانے کے بعد واجب الادا ہوگا۔ اور جو کچھ میرے ذمّہ نکلے گا، ادا کروں گا۔

والسلام　　　　نیازمند، دھنپت رائے

(88)

بنام منیجر 'زمانہ' پریس

گورکھپور نارمل اسکول، 3 جنوری 1918

جناب مکرم بندہ منیجر صاحب 'زمانہ' تسلیم!

پریم پچیسی حصّہ دوم کی تیاری میں ابھی کتنی کسر باقی ہے۔ کچھ مزید کام ہوا یا پروف تک ہی معاملہ رکا ہوا ہے۔ میں نے آپ کے دفتر سے عرصہ ہوا 17 روپے کی کتابیں منگوائیں تھیں۔ لیکن یہاں اُن کی فروخت کا معقول انتظام نہ ہونے کے باعث انھیں پھر روانہ خدمت کرتا ہوں۔ محصول پارسل ادا کردیا ہے۔ تاکہ آپ کو تاوان نہ ہو۔ ان میں کچھ کتابیں 'الناظر' کی بھی ہیں۔ اُن کے لینے میں غالبًا آپ کو اعتراض نہ ہوگا۔

جواب سے سرفراز فرمائیں۔

نیازمند، دھنپت رائے

(89)

بنام دیانرائن نگم

29 جنوری 1918

بھائی جان، تسلیم!

کتابیں لاہور پہنچ گئیں۔ وہاں سے بھی کتابیں غالبًا کانپور آگئی ہوں گی۔ میں نے تاکید تو کردی تھی۔ سرورق کی تبدیلی کرنے کا خیال ضرور رکھیے گا۔ لاہور والے اور تو سب پسند کرتے ہیں صرف یہی شکایت انھیں بھی ہے۔

مضمون ابھی صاف نہیں ہو سکا۔ اپنا ناول ہندی میں لکھ رہا ہوں۔ فرصت نہیں ملتی۔ نہ کوئی تعطیل ہی پڑتی ہے۔ مگر آج ارادہ کرتا ہوں کہ صاف کرنے میں ہاتھ لگا دوں۔

حساب ابھی تک جناب خواجہ صاحب نے نہیں بھیجی۔

پریم پچیسی کا دوسرا ایڈیشن لاہور جارہا ہے۔ آپ پبلشر بنا پسند نہیں کرتے، اس وجہ سے مجبوری ہے۔ میں خود پبلشر بننے کا درد سر نہیں چاہتا۔ مجھے دوسرے ایڈیشن کے دو سو روپے مل جائیں گے۔ ....

.... میں مل جائیں گے، جو شاید لاگت سے زیادہ نہیں۔ امید ہے کہ آپ کی طبیعت اب اچھی ہو گی۔

عزیز بابو بشن نارائن جی کو آشرواد۔ زیادہ والسلام

آپ کا، دھنپت رائے

(90)

بنام منیجر 'زمانہ' پریس

نارمل اسکول، گورکھپور، 11 فروری 1918

جناب مکرمی بندہ منیجر صاحب 'زمانہ' تسلیم!

آپ نے اپنے نوازش نامہ مورخہ 27 جنوری میں میرے ذمہ 'زمانہ' کے دفتر کی 20 روپے تین آنے کی کتابیں نامزد کر دی ہیں۔ آپ کو خیال ہوگا۔ آپ نے میرے نام کل 17 روپے کی کتابیں بھیجی تھیں۔ میں نے آپ کو 16 روپے کی مالیت کی کتابیں واپس کردی ہیں۔ اس طرح گویا میں دفتر کا صرف ایک روپیہ کا مقروض ہوں۔ اگرچہ ان میں دفتر کی کئی کتابیں نہیں ہیں۔ لیکن اُن کے عِوض میں نے الناظر پریس کی کتابیں رکھ دی ہیں۔ جو آپ کی بک ایجنسی سے فروخت ہورہی ہیں۔ براہِ کرم اسے نوٹ فرمالیں۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(91)

بنام منیجر 'زمانہ' پریس

نارمل اسکول، گورکھپور، 5 اپریل 1918

جناب مکرم بندہ منیجر صاحب 'زمانہ' تسلیم!

پریم پچیسی حصہ دوم کو دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی۔ کاغذ ضرور ہلکا ہے۔ لیکن کسی طرح پریس سے کتاب نکل تو گئی۔ اس زمانہ میں یہی ہزار غنیمت ہے۔ اس لیے میں کارخانہ کا ممنون ہوں۔ اب مجھے یہ بتلایئے کہ کل کتنا صرفہ ہوا۔ دفتر زمانہ پر میرے مطالبات حسبِ ذیل ہیں۔

75 روپے 10 آنے حسب تحریر آپ کے اور پریم پچیسی کی 50 + 27 جلدیں جن کی قیمت بعد کمیشن 38 روپے 8 آنے ہوتی ہے۔ 3 روپے خرچ نکال کر 38 روپے 5 آنے ہوئے۔ اس رقم کو 75/10 میں شامل کریجیے۔ 500-113 ہوتے ہیں۔ اب آپ اپنا مطالبہ طلب کیجیے تاکہ مجھے معلوم ہو کہ مجھے کتنا دینا یا پانا ہے۔ اب پریم بتیسی حصہ اول کی کتابت شروع کرنے کا ارادہ ہے۔ اس میں ذیل کے قصص ہوں گے۔

1. شعلۂ حسن
2. تریا چرتر
3. نگاہِ ناز
4. پنچایت
5. بانگِ سحر
6. سرِ پُرغرور
7. دھوکا
8. بازیافت
9. راجپوت کی بیٹی
10. ایمان کا فیصلہ
11. قربانی
12. سوت
13. نیکی کا بدلہ
14. جگنو کی چمک
15. دُرگا کا مندر
16. فتح

مجھے حساب معلوم ہوجائے تو کتابت کے لیے تحریر کروں۔

آپ کا، دھپت رائے

(92)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، اپریل 1918

بھائی جان، تسلیم!

کل آپ کا لفافہ ملا۔ ماسٹر عبداللہ کی رائے پر عمل کروں گا حالانکہ Super-natural element انسان کی زندگی میں داخل ہے۔

پریم بتیسی کی اشاعت کے لیے آپ نے جو صورت سوچی ہے اس سے جلد مطلع کیجیے۔ ایسا نہ ہو کہ میں پابند ہوجاؤں۔ میں ہر طرح سے راضی ہوں۔

ناول کے لیے میری رائے میں لاہور ہی بہتر رہے گا۔ وہاں سے مجھے کچھ نقد مل جائے گا جس کی مجھے ضرورت ہے۔ آپ کیا کہتے ہیں، زندگی کی امید یہاں بھی کم ہے۔ مگر یہ چاہتا ہوں کہ یہ تو ساتھ چلیں یا خفیف سی تقدیم و تاخیر ہو۔ میں آپ کا پیش رو بننا چاہتا ہوں۔ موت کی فکر مارے ڈالتی ہے۔ کتنا چاہتا ہوں کہ پرماتما پر بھروسہ رکھوں مگر دل موذی ہے، سمجھتا نہیں۔ کسی مہاتما کی صحبت ملے تو شاید راستے پر آئے۔ یہی فکر ہے کہ میں آج مر جاؤں تو ان بال بچوں کا پُرسانِ حال کون ہوگا۔ گھر میں کوئی ایسا نہیں۔ چھوٹک سے کوئی امید نہیں رہی۔ دوستوں میں اگر ہیں تو آپ اور نہیں ہیں تو آپ۔ اور نہ ہوگا تو میرے بعد سال دو سال ان بیکسوں کی خبر لے سکتے ہیں۔ اسی فکر میں ڈوبا جاتا ہوں۔ کچھ سرمایا جمع کرنے کی کوشش کرتا ہوں مگر کامیابی نہیں ہوتی۔ کبھی کسی دکان کی کبھی کسی دوسری کاروبار کی نیت باندھتا ہوں۔

’زمانہ‘ کا سلسلہ میں بھی قائم رکھنا چاہتا ہوں مگر یہ بھی چاہتا ہوں کہ میرے اور آپ کے درمیان قطعی برادرانہ برتاؤ ہو۔ اسے میں ادنیٰ اور اعلیٰ کی حماقت سے بے لوث چاہتا ہوں۔ اور جب آپ کی طرف سے ڈھیل دیکھتا ہوں تو مایوس ہوجاتا ہوں

اور حیران ہوتا ہوں کہ اب کون سا دروازہ کھٹکھٹاؤں۔

یہ مضمون جارہا ہے۔ پسند ہو تو لکھیے گا۔ محض یہی نہیں چاہتا کہ 'زمانہ' میں چھپے بلکہ آپ کو پسند بھی ہو۔

پریم بتیسی کے مسودے آپ مجھ سے کیا مانگتے ہیں۔ وہ تو آپ کے فائل میں ہیں۔ ہاں، دس پانچ قصے میرے دوسری جگہ چھپے ہیں وہ بروقت ضرورت میں مہیا کر لوں گا۔ مگر میں آپ کی تجویز اشاعت کا منتظر ہوں۔ مفصل لکھیے گا۔

ہاں، پریم پچیسی حصہ دوم کی پانچ جلدیں بواپسی ڈاک ضرور بھجوا دیجیے گا۔ کئی دوستوں کو دینا ہے۔

والسلام،

دھنپت رائے

(93)

بنام دیانرائن نگم

بنارس، 2 جون 1918

بھائی جان، تسلیم!

آپ کے دو کارڈ ملے۔ آپ کو شفا ہوئی، اس خبر سے نہایت تسکین ہوئی۔ میں 29 مئی کو شادی سے فراغت پاگیا۔ ابھی دو ایک روز کی جھنجھٹ اور باقی ہے۔ اس کے بعد کلکتے جانے کا قصد ہے۔ اپنے ہندی ناول کو پریس میں دینا ہے۔ آپ نے رفتار لکھنے کی فرمائش کی ہے۔ مگر ادھر مئی میں مجھے اخباروں کے دیکھنے کا بہت کم موقع ملا۔ جون میں بھی سفر سے نجات نہ ہوگی اور جولائی سے سلسلہ خواندگی شروع کروں گا ورنہ بی.اے. نہ پاس کرسکوں گا۔ ابھی تک ساری کتابیں دیکھنے کو پڑی ہیں۔ قصوں کا سلسلہ جاری ہے۔ یہی غنیمت ہے۔ اس سے زیادہ فی الحال امکان سے باہر ہے۔ مجھے بہت ندامت کے ساتھ یہ سطریں لکھنا پڑتی ہیں۔ لیکن کیا کروں، مجبور

ہوں۔ تاہم بحد امکان جولائی سے رفتار لکھنے کی کوشش کروں گا۔

انشاء اللہ کل پریم پچیسی کی 104 جلدیں روانہ ہوں گی۔ امید ہے کہ آپ معہ عیال بخیر و عافیت ہوں گے۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(94)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 6 جولائی 1918

بھائی جان، تسلیم!

آپ کا کارڈ ملا۔ کیا کروں، ایسی پریشانیوں میں تھا کہ کانپور آنے کا موقع ہی نہ ملا۔ 11 مئی کو یہاں سے چلا، 27 کو بارات کے ساتھ گیا، 30 کو واپس آیا، 11 کو کلکتے گیا۔ 20 کو وہاں سے آیا۔ پھر مکان کی مرمّت میں پھنسا۔ کھپریل کا گھِسا، پرانا، بوسیدہ مکان گر پڑنے کا اندیشہ تھا۔ ایسی حالت میں کیا لکھتا۔ ابھی جب سے آیا ہوں آنکھیں اٹھی ہوئی ہیں۔ کسی طرح مدرسے جاتا ہوں، مگر جیوں ہی ذرا فراغت ہوئی کچھ نہ کچھ لکھنے کی کوشش ضرور کروں گا۔ اب میں سرکاری اخبارنویس کیا بنوں گا۔ اگر اخبارنویس بنا تقدیر میں ہے تو غیرسرکاری، آزاد اخبارنویس ہوؤں گا۔ جنگ کے متعلق مضامین لکھنے کی بھی اس وقت مجھے فرصت نہیں ہے۔ بس یہی اپنی رفتارِ قدیم پر چلوں گا۔ بی.اے. کرکے کسی پرائیوٹ اسکول کی ہیڈماسٹری اور ایک اچھے اخبار کی ایڈیٹری اور کچھ اور پبلک کام۔ یہی معراجِ زندگی ہے۔ اخبار مزدوروں کسانوں کا حامی اور معاون ہوگا۔

میں آپ کو ایک خاص امر میں تکلیف دینا چاہتا ہوں۔ چھوٹک ہفتے عشرے یا زیادہ سے زیادہ ایک ماہ میں تخفیف میں آجائیں گے۔ بندوبست کا کام فی الحال بند کیا جارہا ہے۔ مجھے ان کی فکر لگی ہوئی ہے۔ اگر آپ ان کے لیے کوئی کام دلانے میں میری مدد کرسکیں تو عین احسان ہو۔ میرے اور کون سے دوست ہیں جن سے ان کی سفارش کروں۔ بستی میں ٹائپسٹ تھے، پینتیس روپے پاتے تھے۔ کانپور کے کسی کارخانے

میں اگر آپ کی سفارش کارگر ہوسکے تو انھیں بعد تخفیف وہاں بھیج دوں یا بار کے متعلق کوئی ایسا کام ہو جس میں ہندستان سے باہر نہ جانا پڑے تو بھی کوئی اجر نہیں ہے۔ جواب سے جلد سرفراز کیجیے، انتظار رہے گا۔

پریم بتیسی حصہ دوم ایک جلد ذخیرہ کے پاس آپ نے بھجوادی ہوگی۔

والسلام،

دھنپت رائے

(95)

دیانرائن نگم

گورکھپور، 27 جولائی 1918

بھائی جان، تسلیم!

عرصے سے کوئی خط نہیں۔ میں نے ایک خط لکھا بھی لیکن چونکہ اس میں آپ کو تھوڑی تکلیف دی تھی اس وجہ سے آپ نے اس کا جواب نہ دینا ہی مناسب سمجھا۔ امید ہے کہ اب آپ بخیریت ہوں گے۔

نیاز فتح پوری نے حال میں ایک قصہ لکھا ہے۔ اگر وہ آپ کے دفتر میں آیا ہو اور آپ اسے دیکھ چکے ہوں تو ایک ہفتے کے لیے میرے پاس بھیج دیجیے گا۔ دیکھنے کا اشتیاق ہے۔

گرمی شدت کی ہے۔ امید کہ بچے اچھی طرح ہوں گے۔

ذرا منیجر صاحب سے فرمایئے گا کہ مجھے پریم پچیسی حصہ دوم کی تعداد فروخت شدہ کی اطلاع دے دیں۔ کچھ بک رہی ہے یا الماری میں دیمک کی خوراک بن رہی ہے اور تو کوئی حال تازہ نہیں۔

والسلام،

دھنپت رائے

(96)

بنام امتیاز علی تاج

نارمل اسکول گورکھپور، 27 جولائی 1918

بندہ نواز تسلیم!

روپے ملے اور رسید نہ بھیج سکا۔ آپ ہی کا کام کررہا تھا۔ کہکشاں کے لیے یہ قصہ 'زنجیر ہوس' ارسال ہے، اس کی آپ سے داد چاہتا ہوں۔ اس کی ظاہری صورت پر نہ جائیے گا۔ اس کے معنی پر غور فرمایے گا۔

اگر ممکن ہو تو مولانا راشد کی کوئی کتاب مجھے دیکھنے کے لیے روانہ فرمایے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ کہکشاں میں میرا ناول 'بازار حسن' بالترتیب نکل سکے، ممکن ہے کہ اس کے نکلنے سے پرچہ کی اشاعت پر کچھ اثر پڑے۔ یہ ناول کوئی 300 صفحات کا ہے۔ اس کے لکھنے میں میں نے اپنی کوشش اٹھا نہیں رکھی۔ کتاب کی صورت میں اب تک اس لیے نہیں نکل سکا کہ مجھے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ تمام وکمال ایک بار صاف کرسکوں۔ ماہوار دس بیس صفحے تو ممکن ہیں۔ لیکن یکبارگی 300 صفحات کا خیال کر کے حوصلہ چھوٹ جاتا ہے۔ مگر جب تک کہکشاں کی اشاعت معقول نہ ہوجائے۔ ناول نکالنے کا خیال قبل از وقت معلوم ہوتا ہے۔

بارش نہیں ہوئی۔ قحط کا سامان ہے۔ امید ہے کہ آپ بخیروعافیت ہوں گے۔ سید ممتاز علی کی خدمت میں آداب دست بستہ کہہ دیں۔ اگر کسی وجہ سے کہکشاں نہ نکل سکے تو یہ مضمون واپس فرمایے گا۔ تہذیب میں اسے نہیں دینا چاہتا۔

نیازمند،

دھنپت رائے

(97)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 29 جولائی 1918

برادرم، تسلیم!

کارڈ کے لیے شکریہ۔ کلکتے سے پوددار مہاشیہ کا خط آیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کاغذ روز کچھ نہ کچھ گر رہا ہے۔ اسی وجہ سے وہ خریدنے میں تحمل کررہے ہیں۔ اسی وجہ سے میں نے بھی اجلت نہیں کی کہ شاید دس پانچ روپے کی بچت ہوجائے۔ مگر آج میں لکھ دیتا ہوں کہ جس بھاؤ ملے فوراً بھیج دو۔ قصے تلاش کر کے کل پرسوں تک بھیجوں گا۔ جب تک 'خدائی انصاف' نقل کرائیں۔

'زمانہ' کے لیے میں نے ماٹرلنک کا ایک ڈرامہ جو تقریباً 'زمانہ' کے تیس صفحات ہوگا ترجمہ کیا ہے۔ عنقریب ارسال کروں گا۔ آج کل ماٹرلنک پر ایک مختصر سا دیباچہ لکھ رہا ہوں۔ کام مشکل ہے۔ مہلت نہیں۔ منشی نوبت رائے پر آپ کے یہاں جو مسالہ ہے اُسے روانہ کردیجیے تو ہفتے عشرے میں اس سے بھی چھٹی پاجاؤں۔ امید کہ آپ معہ عیال و اطفال بخیریت ہوں گے۔ میرے بال بچے بھی یہاں آگئے۔

والسلام،

نیازمند، دھنپت رائے

(98)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 22 اگست 1918

بھائی جان، تسلیم!

قصہ ارسالِ خدمت ہے۔ امید کہ آپ اچھی طرح ہوں گے۔ یہاں آج کل فصلی بخار کی شکایت ہے۔ گھر کے دو آدمی بیمار ہیں۔

بہت عرصہ ہوا میں نے حساب کی تفصیل لکھی تھی اور آپ سے التجا کی کہ اسے نوٹ فرما لیجیے۔ غالباً آپ نے نوٹ نہیں کیا۔ اس وقت 62 ہوتے تھے۔ اس کے مجھے 30 وصول ہوئے۔ لیکن 5 کا اور اضافہ ہوا۔ اس طرح 38 رہ گئے۔ 5 مجھے گرمیوں کی تعطیل میں بہ مد پرچے جات ملے۔ اسے وضع کرنے کے بعد 33 رہ گئے۔ اب یہ مضمون جاتا ہے۔ 5 اس کے بھی محسوب فرمایے۔ تو پھر 38 کے 38 رہ جائیں گے۔

'پریم پچیسی' بہتر ہے لکھنؤ ہی میں چھپوا لیجیے۔ شاید وہاں چھپائی کا نرخ بھی کچھ کم ہو۔ محصول کا زائد خرچ شاید اس طرح نکل آئے۔

یہ مضمون میں نے صاف نہیں کیا۔ بہت طول ہے۔ اگر غلطیوں کا زیادہ احتمال ہو تو مجھے کاپی بھیج دیجیے۔ دیکھ لوں گا۔ امید ہے کہ بچے اچھی طرح ہوں گے۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(انگریزی میں) کیا آپ کے پاس شیکسپیئر کا Twelfth Night ہے؟

(99)

بنام امتیاز علی تاج

نارمل اسکول گورکھپور، 3 ستمبر 1918

بندہ نواز تسلیم!

شکریہ، 'زنجیر ہوس' کوئی تاریخی واقعہ نہیں ہے۔ اور نہ کسی تاریخی واقعہ سے اس کا برائے نام بھی تعلق ہے۔ قاسم ضرور فاتح سندھ کا نام ہے اور اس کی زندگی میں ایک واقعہ ایسا ہے بھی جو قصّے کے کام آسکتا ہے۔ لیکن اس قصہ کو اس سے تعلق نہیں۔ یہاں تک کہ میں نے دہلی کے کسی بادشاہ کا نام بھی نہیں دیا۔ تاکہ کسی کو غلط فہمی نہ ہو۔ نہ ملتان کے فرمانروا کا نام دیا ہے۔ اس میں یہ دکھانا میرا مقصود ہے کہ انسان ہوس کے ہاتھوں کتنا اندھا ہوجاتا ہے اور یہ ہوس کس طرح تیزی سے بڑھتی جاتی ہے اور کچھ نہیں۔

اب بازارِ حسن کے متعلق یہ ناول تقریباً 300 صفحات کا ہوگا۔ لکھا ہوا تیار ہے۔

مگر محض عدیم الفرصتی کے باعث اب تک صاف نہ کرسکا۔ اگر آپ اتنی بڑی کتاب چھاپ سکیں تو میں صاف کرنا شروع کردوں۔ ورنہ ابھی گرمی کی تعطیل تک ملتوی رکھوں۔ آپ کو صاف کرنے کی تکلیف نہ دوں گا۔ کیونکہ صاف کرنے میں اکثر قصہ کے سین کے سین پلٹ جاتے ہیں۔ اس قصے میں میں نے ایک اخلاقی بے شرمی یعنی بازارِ عصمت فروشی پر چوٹ کی ہے۔ اگر آپ یونہی دیکھنا چاہیں تو اس کے متفرق اجزا آپ کے پاس بھیج دوں۔ معاوضہ کے متعلق قصہّ جب آپ دیکھ لیں گے تب۔ کہکشاں کے لیے میں نے پہلے ہی عرض کی تھی کہ میں آیندہ کئی ماہ تک بہت کم لکھ سکوں گا۔ مگر انشاء اللہ کوئی موقعہ نکال کر آپ کے ارشاد کی تعمیل کروں گا۔ بارش ادھر بھی واجبی ہوئی ہے اور فصلیں خراب ہوگئی ہیں۔ جواب سے ممتاز فرماویں۔

نیازمند، دھنپت رائے

(100)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 4 ستمبر 1918

بھائی جان، تسلیم!

ہزار ہزار شکریہ۔ بھلا مجھ غریب مدرس کی یاد ابھی تک حضور کے دل میں باقی تو ہے۔ یہ آپ کی خطا نہیں، زمانے کی ہوا سے آپ بھی نہیں بچ سکتے۔ اور نہ مجھے اس کا دعویٰ ہے۔ منصب اور ثروت کا حق اول ہے اور جو محض دوست ہے اور کچھ نہیں ان کا ثانی! شکایت کرے وہ گنوار۔ برا نہ مانیے گا۔

بار جرنل کے متعلق۔ مجھے یہاں مع مکان کے سو روپے ملتے ہیں۔ الہٰ آباد میں ایک سو بیس پر جانا میرے لیے بے سود ہے۔ اور میں بدقسمتی سے اسے قومی کام نہیں سمجھتا۔ مترجمی امیدواروں کا کام ہے جو اخبارنویسی سے بالکل الگ ہیں۔ مجھے اس کام سے معاف رکھیے۔ ہاں میں نے عثمانیہ یونیورسٹی میں درخواست دی ہے۔ اگر آپ مسٹر حیدری پر میری بابت کوئی اثر ڈال سکیں تو یہ آپ کی دوست نوازی ہوگی۔ حالانکہ

مجھے امید نہیں ہے کہ حیدر آباد میں میرا کوئی پُرانا ہوگا۔

پریم بتیسی کی کتابت ضرور ہونی چاہیے۔ مصنف اور پبلشر دونوں جُدا جُدا ہوتے ہیں لیکن میں اس کلیے سے مستثنیٰ ہوں۔ خوف صرف یہی ہے کہ دفتر زمانہ جس کام میں ہاتھ لگاتا ہے اس کا انجام اس وقت ہوتا ہے جب اس سے کوئی مسرت نہیں ہوتی۔ آج ہاتھ لگا اور کتاب نکلی سنہ 22 میں! بلکہ شاید اس سے بھی پرے۔ اگر آپ ایک جنوری کو کتاب میرے ہاتھ میں دے دیں یعنی اس کا حساب اوّل تو میں اسے چھپوانے پر تیار ہوں۔ اس کا تخمینہ میرے پاس بھجوا دیجیے۔ مستر 21 سطروں کا رکھیے اور سولہ قصے رہیں گے۔ روپیہ میں عندالطلب بھیج دوں۔ فی الحال 'زمانہ' پر میرا جو کچھ آتا ہے وہ پانچ جز کی کتابت کے لیے کافی ہونا چاہیے۔

'زمانہ' کے لیے بیشک ادھر کچھ نہیں لکھ سکا۔ کورس کا مطالعہ سوہانِ روح ہیں اور کچھ یہ امر بھی مانع ہوتا ہے کہ زمانہ میں اب زندہ دلی نہیں باقی رہی۔ وہ کسی نئے رقیب کے لیے جگہ خالی کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ زمانہ میں اب دل نہیں ہے، صرف قالب ہے۔

زیادہ والسلام،

نیازمند، دھنپت رائے

(101)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 11 ستمبر 1918

بھائی جان، تسلیم!

آپ کی خاموشی غضب ڈھاتی ہے۔ مضمون بھیجا، 'سپت سروج' بھیجا۔ لیکن آپ نے ایک رسید کی تکلیف بھی گوارہ نہ کی۔ آپ ضرور عدیم الفرصت ہیں، لیکن میرے لیے ایک کارڈ لکھنا چنداں مشکل نہ تھا۔ 'پریم پچیسی' کے متعلق آپ نے کیا کارروائی کی۔ لکھنؤ آگئی یا کانپور ہی میں کوئی دوسرا انتظام ہوا یا اس کی اشاعت کا خیال ہی ترک

کردیا۔ اگر ایسا ہو تو کتابت کی کاپیاں میرے پاس روانہ فرمادیں، میں انھیں چھپوا لوں، ورنہ پھر کاپیاں خراب ہوجائیں گی۔ جواب سے جلد مطلع فرمائیں۔

امید ہے کہ عیال بچے اچھی طرح ہوں گے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(102)

بنام امتیاز علی تاجؔ

نارمل اسکول، گورکھپور، 17 ستمبر 1918

جناب بندہ نواز، تسلیم!

نوازش نامہ کے لیے مشکور ہوں۔ بہتر ہے بازارِ حسن آپ کی خدمت میں حاضر ہوگا۔ کل سے اُسے دو صفحہ روزانہ صاف کراؤں گا۔ اور غالبًا دسہرہ کی تعطیل کے بعد آپ اس کے چند جزو ملاحظہ کرسکیں گے۔

آپ کہکشاں کے ہر نمبر کے لیے کچھ لکھنے کو کہتے ہیں۔ اور کئی ماہ سے ایڈیٹر صاحب زمانہ ناراض ہیں۔ اس لیے کہ میں اپنے مضامین دوسرے رسالوں کو دیتا ہوں۔ ان کی رضاجوئی بھی ضروری ہے۔ اس پر اپنے کارِ منصبی کے علاوہ ایک نئی الجھن — صحت ناقص — خدا ہی حافظ ہے۔

میں نے پریم پچیسی کے دونوں حصّے خود ہی شائع کیے تھے۔ لیکن پبلشرز اور مصنف دو جدا جدا ہستیاں ہیں۔ مجھے اس کام میں گھاٹا آرہا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ لاہور میں میرے پریم بتیسی کے لیے کوئی پبلشر مل جاوے۔ میں اپنی 32 کہانیوں کو دو حصّوں میں نکالنا چاہتا ہوں۔ دونوں حصّے مل کر غالبًا 500 صفحات کی کتاب ہوگی۔ اس میں 500 جلدیں میں لاگت کی قیمت پر خرید لوں گا۔ ادھر تو اردو کے پبلشروں کا قحط ہے۔ ایک نولکشور ہے۔ اس نے اشاعت کا کام بند سا کررکھا ہے۔ اگر آپ کی معرفت کچھ انتظام ہوسکے تو فرمایئے گا۔ قصّے سب زمانہ اور دوسرے رسائل میں شائع ہوچکے ہیں۔ صرف انتخاب اور ترتیب دنیا باقی ہے۔ اس میں میری عرض صِرف اتنی ہے کہ

کتاب شائع ہو جائے اور اس کی ہستی محض اخباری نہ رہے۔ مجھے جو کچھ قدرِ قلیل مِل رہے گا اس پر شاکر رہوں گا۔

ایک اور تکلیف دیتا ہوں۔ لاہور میں کتابت اور چھپائی کا نرخ کیا ہے۔ اس سے بھی مطلع فرمایئے۔ اگر میں پریم بتیسی 12 پونڈ کے کاغذ پر چھپواؤں تو 32 جزو کی کتاب پر کیا لاگت آئے گی۔ ممکن ہے چھپائی کچھ ارزاں پڑے تو میں خود ہی جرأت کر جاؤں۔

ایک تازہ قصہ 'حج اکبر' ارسال خدمت ہے۔ پسند آئے تو رکھ لیں۔ آپ نے زمانہ کے جس مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کا نام 'منزلِ مقصود' ہے۔ وہ مجھے خود بے انتہا پسند ہے اور بارہا چاہتا ہوں کہ اسی رنگ میں پھر کچھ لکھوں۔ پر قلم نہیں چلتا۔ پریم پچیسی حصہ دوم میں وہ چھپ گیا ہے۔ امید ہے کہ جناب سید ممتاز علی صاحب قبلہ بخیریت ہوں گے۔ ان کی خدمت میں میرا سلام عرض کیجیے گا۔ والسلام

نیاز مند، دھنپت رائے

(103)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 23 ستمبر 1918

بھائی جان، تسلیم!

ایک ہفتے میں حکم کی تعمیل ہوگی۔ لکھ رہا ہوں۔ پریم بتیسی کے متعلق بھی ایک دو ہفتے بعد تصفیہ کروں گا۔ ابھی لاہور کے ایک مطبع سے خط وکتابت کررہا ہوں۔ اگر اس سے معاملہ طے ہوگیا تو مجھے دردِ سر سے نجات ہوجائے گی۔ بازارِ حسن کے متعلق بھی گفتگو ہورہی ہے۔ اس کا ہندی ایڈیشن دس فارم چھپ چکا ہے۔

دسہرے میں کیسے آؤں۔ اب تو زندگی باقی ہے تو مئی کے درشن کروں گا۔ یہاں ہم لوگ بخیریت ہیں۔ امید ہے کہ آپ کے یہاں خیروعافیت ہوگی۔ بخار کا زور

ہے۔ بارش غائب۔ قحط موجود۔ سردی شروع ہوگئی۔ کام کرنے کا موسم آگیا۔

والسلام،

آپ کا، دھنپت رائے

یہ ٹکٹک کون صاحب ہیں۔ میری گھڑی۔ خوب ہے۔ کہیں مسٹر سرن تو نہیں۔

(104)

بنام دیانرائن نگم

27 ستمبر 1918

برادرم تسلیم!

دونوں کارڈ ملے۔ مگر کیا کروں مجبور ہوں۔ کوئی مضمون تیار نہیں ہے ورنہ بواپسی ڈاک بھیج دیتا۔ مگر وعدہ کرتا ہوں کہ یہ مضمون جو لکھ رہا ہوں، زمانہ ہی کو دوں گا۔ میرے ناول کے چھپنے کا لاہور میں انتظام ہوا جاتا ہے۔ اب جو دیر ہے وہ میری جانب سے۔ غالباً پریم بتیسی بھی وہیں چھپے گی۔ میرے دو قصّے زمانہ میں نکل چکے ہیں تیسرا بھیجنے والا ہوں۔ 10 روپے ان دونوں کے اور 10 روپے اس کے میرے حساب میں درج کرا دیجیے گا۔ اور اگر کوئی امر مانع ہو، تو اکتوبر میں روانہ فرمائیے گا۔ کیونکہ مجھے کئی ضرورتیں درپیش ہیں۔ باقی سب خیریت ہے۔ امید ہے کہ آپ بھی معہ عیال خوش ہوں گے۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(105)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 27 اکتوبر 1918

بھائی جان، تسلیم!

کئی دن ہوئے آپ کا خط آیا۔ دل کو تسکین ہوئی۔ بابو رام سرن کی بیماری کا حال معلوم کرکے افسوس ہوا۔ غالباً اب اچھے ہوگئے ہوں گے۔ اخباروں میں تو کانپور کی کیفیت دیکھ کر جی کانپ اٹھتا ہے۔ پرماتما آپ لوگوں کی رکچھا (حفاظت) کریں۔ میں

بھی یہاں بہت پریشان رہا۔ میرے سِوا سارا گھر پڑا ہوا تھا۔ کھانا تک اپنے ہاتھوں سے بنانا پڑتا تھا۔ ابھی تک کچھ کچھ اثر باقی ہے۔ سب کو کھانسی آرہی ہے۔ اگر میں کانپور گیا ہوتا تو یہاں لوگ بن مارے مر جاتے۔ آپ نے پریم بتیسی کی اشاعت کے متعلق کیا تجویز سوچی تھی وہ نہ معلوم ہوئی۔ حصّہ اوّل کے لیے میں نے قصّوں کا انتخاب کرلیا ہے۔ لیکن اشاعت کی کیا صورت ہوگی۔ مفصّل لکھیے گا تو میں یہاں سے وہ مسودے بھیج دوں جو 'زمانہ' میں نہیں چھپے ہیں۔ 'زمانہ' کے لیے ہر مہینے میں تو قصّہ لکھنا مشکل ہے لیکن کوشش کروں گا کہ ہر دوسرے ماہ ضرور لکھوں۔ صبح کے ڈیڑھ دو گھنٹے لٹریری کام کرتا ہوں۔ باقی وقت گپ شپ، اخبار اور کتب میں صرف ہوتا ہے۔ اب صبح کا وقت بھی آدھا کورس کی کتابوں کو نذر ہوتا ہے۔ ایک گھنٹہ روز میں کیا کیا کروں۔ ہندی والے الگ تقاضہ کرتے ہیں۔ ناول شروع کررکھا ہے جو شاید مہینے میں چار پانچ صفحات سے زیادہ نہیں چلتا۔ کہانیاں بھی لکھتا جاتا ہوں۔ اور ایک کہانی دس دن سے کم میں تیار نہیں ہوتی۔ یہی وجوہات ہیں کہ زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ امتحان سے نپٹ کر شاید زیادہ کام کرسکوں۔ قصّوں کے متعلق اپنی اپنی پسند ہے۔ یہاں ایک صاحب نے جو میرے دوست اور دور کے عزیز ہوتے ہیں اور جو ڈپٹی کلکٹر پر مقرر ہوگئے ہیں، 'مرہم' اتنا پسند کیا ہے کہ اس کا انگریزی ترجمہ کررہے ہیں۔

اور کیا عرض کروں۔ 'زمانہ' وقت پر نکل رہا ہے۔ اس کے لیے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ امید ہے کہ بچے بخیریت ہوں گے۔ بابو رام سرن سے میرا سلام کہیے گا۔

آپ کا،

دھنپت رائے

(106)

بنام امتیاز علی تاجؔ

گورکھپور، 10 نومبر 1918

بندہ نواز، تسلیم!

عنایت نامہ ملا۔ مشکور ہوں، کہکشاں بھی آیا۔ نمبر اوّل سے بہتر ہے۔

مبارکباد۔ دیگر رسائل پر نوٹ لکھنے کی فکر ضرور کیجیے۔ اس سے رسالہ مقبول تر ہوگا۔

ایک قصہ ’بینک کا دیوالہ‘ جاتا ہے۔ لمبا ہوگیا ہے۔ دیکھیے پسند آئے تو رکھ لیجیے۔ دو نمبروں میں نکل جائے گا۔ قصہ رُوکھا ہے۔ جذبات نہیں آنے پائے۔

ناول کے متعلق تصویروں کی رائے فسق ہوگئی۔ ہندی کا پبلشر اسے جلد نکالنا چاہتا ہے۔ دوسرے ایڈیشن میں تصویریں دی جائیں گی۔ اس لیے فی الحال اُن کا ذکر فضول۔ رہا معاوضہ وہ قصہ پڑھ لینے پر آپ خود طے کرلیجیے گا۔ ہندی والوں نے مجھے چار سو روپے دیے ہیں۔ اردو سے مجھے اتنی امید نہیں مگر 21 سطری صفحہ کے 12 حساب سے بھی قبول کرلینے میں مجھے تامل نہ ہوگا۔ یہ میرا پہلا ضخیم ناول ہے۔ مجھے اس کی اشاعت کی فکر ہے۔ دوسرا ناول بھی شروع کرچکا ہوں اور کیا عرض کروں۔

خیراندیش، دھنپت رائے

(107)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 13 نومبر 1918

بھائی جان، تسلیم!

غالباً دو ہفتے سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا۔ کانپور میں بخار کا زور ہے۔ مجھے اندیشہ ہورہا ہے کہ نصیب دشمناں کہیں طبیعت تو ناساز نہیں ہوگئی۔ براہِ کرم مزاج سے مطلع کیجیے۔ ’زمانہ‘ کے لیے مضمون لکھ رہا ہوں، موقع ملے تو صاف کردوں۔ جنوری نمبر میں نکل سکے گا۔

باقی سب خیریت ہے۔ پریم بتیسی کے متعلق آپ نے نہ جانے کیا تجویز کی تھی۔ اس سے بھی اطلاع نہ دی۔ امید کہ صاحبزادے خوش و خرم ہوں گے۔

والسلام، دھنپت رائے

(108)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 20 دسمبر 1918

بھائی جان، تسلیم!

ادھر کوئی چٹھی نہیں آئی۔ امید کہ آپ بخیروعافیت ہوں گے۔ مضمون لکھ چکا ہوں۔ بڑے دن کی تعطیل میں صاف کر ڈالوں گا۔ سرخی ہے 'دورِ قدیم اور جدید'۔

پریم بتیسی کی کتابت شروع ہوئی یا نہیں۔ کہکشاں والے اسے شائع کرنے پر مستعد ہیں۔ اگر آپ کے یہاں اس وقت سُبھیتا نہ ہو تو کہیے انھیں کے گلے مڑھوں۔ مگر مسودے سب کے سب آپ ہی کو دینے پڑیں گے۔ جوابی خط کا انتظار کروں گا۔

میں آپ کے شاعری والے مضمون کی داد دینا بھول گیا۔ اقبال پر آپ نے جتنی جامعات سے بحث کی ہے اتنی اب تک اور کہیں نظر نہ آئی تھی۔

آپ کا، دھنپت رائے

(109)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 30 دسمبر 1918

بھائی جان، تسلیم!

آپ غالباً دلّی سے آگئے ہوں گے۔ آپ کا لفافہ ملا تھا۔ مالویہ جی سے میرے متعلق آپ نے جو کچھ سفارش کی ہے اس کا مشکور ہوں۔ 'زمانہ' کی حالت میں صریح ترقی نظر آرہی ہے۔ اور اس کی موجودہ پالیسی بالکل رفتارِ زمانہ کے مطابق ہے۔ مضامین کا پایہ بھی اونچا ہوگیا ہے۔ ظاہری خامیاں البتہ کچھ باقی ہے جو غالباً بازار کی حالت کے ساتھ سُدھر جائیں گی۔ بہتر ہے پریم بتیسی آپ ہی شائع کریں۔

آج کی ڈاک سے ایک مضمون بھیجتا ہوں۔ ایک نظم بھی ہے جو میرے قابل

دوست بابو رگھوپتی سہائے نے بھگوت گیتا کی دسویں منزل سے ترجمہ کی ہے۔ یہ امسال ڈپٹی کلکٹری میں نامزد ہوگئے ہیں۔ علم دوست آدمی ہیں۔ شعر و سخن کا چرچہ ہے۔ ان کا ایک مضمون غالب پر 'ایسٹ ویسٹ' جون میں چھپا تھا اور وہ بہت قابلیت سے لکھا گیا تھا۔ یہ میری پریم پچیسی کے منتخب حصے کو انگریزی میں کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں اور 'مرہم' کا ترجمہ شروع بھی کیا ہے۔ ہاں اس نظم میں کچھ نومشقی کی فرد گذاشتیں رہ گئیں ہیں۔ کیا اچھا ہو کہ آپ منشی نوبت رائے یا کسی دوسرے استاد سے اس کی تصحیح کرالیں۔ میرا مضمون فروری میں دے دیں چاہے مارچ میں۔ اب مجھے امتحان کی فکر ہو رہی ہے۔ حالانکہ کامیابی کا یقین کرتا ہوں اور تو کوئی تازہ حال نہیں ہے۔ امید ہے کہ بال بچے اچھی طرح ہوں گے۔ یہاں بھی سب خیریت ہے۔

میری آمد کی کوئی صورت نہیں اور نہ تمنا ہے۔ آپ سے بہ طیبِ خاطر کہتا ہوں۔ خط کا جواب دیجیے گا۔

والسلام، آپ کا، دھنپت رائے

(110)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 10 جنوری 1919

بھائی جان، تسلیم!

امید کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ مضمون اور نظم بھیجی تھی۔ رسید نہیں آئی۔ غالباً پہنچ گئی ہوگی۔ پریم بتیسی میں بھی کام لگ گیا ہوگا۔

ہم لوگ بفضلِ خیریت سے ہیں۔

ایک خط بھیج دیجیے۔ رفعِ تردّد ہو۔ فی الحال کوئی مضمون تیار نہیں ہے ورنہ ضرور بھیجتا۔

آپ کے اقبال اور اکبر کے تنقیدی مضامین کی بڑی تعریف ہورہی ہے۔ یہاں

کئی صاحب چاہتے ہیں کہ یہ سلسلہ جاری رہے۔ اے. جے. کے مضامین سے لوگوں کی تسکین نہیں ہوتی۔ والسلام

نیازمند، دھنپت رائے

(111)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 20 جنوری 1919

بھائی جان، تسلیم!

خط ملا۔ مشکور ہوں۔ مضمون تو اب میں اپریل تک شاید ہی لکھ سکوں۔ بابو رگھوپتی سہائے البتہ لکھ رہے ہیں اور لکھنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ ان کی نظم ضرور نظر صاحب کے پاس بھجوا دیجیے گا اور شائع کرنے کی بھی کوشش فرمایے گا۔

جنوری نمبر کے متعلق — یہ نمبر بہمہ صورت قابلِ اطمینان ہے، مضامین بہت اچھے پائے کے ہیں۔ ظاہری اوصاف بھی موجود۔ عرصے کے بعد اس کی یہ صورت دیکھنے میں آئی ہے۔ 'صبح امید' یقیناً دبا۔ آپ نے اکبر اور اقبال کے ایسے مضامین لکھے۔ اگر یہ سلسلہ قائم رہ سکے تو پرچہ خاص طور پر مقبول ہو۔ میرا ارادہ خود اس قسم کے مضامین لکھنے کا ہے لیکن ابھی نہیں۔ اپریل کے بعد۔

اور کیا لکھوں۔ بچے اچھی طرح ہیں۔

آپ بدؤعائیں دیتے ہیں۔ ڈرتا ہوں کہ کہیں ان کا اثر نہ ہو۔ امید ہے کہ آپ بھی مع عیال بخیروعافیت ہوں گے۔ آپ کے خیال میں 100 صفحات کا ماہوار رسالہ آوری فیس کاغذ اور عمدہ کتابت کے ساتھ کتنے سرمائے میں ایک سال تک چل سکے گا۔ ایک دوست کے اسرار سے یہ بات دریافت کرتا ہوں۔

اپریل میں میرا امتحان ہوگا۔ واپسی شاید کانپور سے ہو تو ملاقات ہوگی۔ اور کیا عرض کروں۔

نیازمند، دھنپت رائے

(112)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 28 جنوری 1919

بھائی جان، تسلیم!

کارڈ کا شکریہ۔ تعجب ہے کہ رگھوپتی سہائے کا مضمون اب تک آپ کے پاس نہیں پہنچا۔ میں نے اُسے یہاں سے 23 یا 24 کو بھیج دیا ہے۔ رسید سے مطلع کیجیے گا۔ ورنہ تردّد رہے گا۔ انشاء اللہ اپریل میں واپسی براہِ کانپور ہوگی۔ ہاں، سُرور اور نظر پر ضرور لکھیے۔ بابو رگھوپتی سہائے کا دوسرا مضمون میر پر جلد جاوے گا۔ آج کل وہ کانووکیشن کے جلسے میں گئے ہوئے ہیں۔ بچے اچھی طرح ہیں۔ امید ہے کہ آپ مع عیال خوش ہوں گے۔ آج کئی دن سے ابر ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(113)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 31 جنوری 1919

بھائی جان، تسلیم!

بابو رگھوپتی سہائے کے مضمون کی رسید اب تک نہیں ملی۔ تردّد ہے۔ براہِ کرم جلد اس سے مطلع کیجیے اور اس کے متعلق اپنی رائے بھی تحریر فرمایے۔ وہ اسرار کر رہے ہیں۔ باقی سب خیریت ہے۔

آپ کا،

دھنپت رائے

(114)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 7 فروری 1919

برادرم، تسلیم!

خط ملا۔ مشکور ہوں۔ اس سے پہلے مضمون کی رسید بھی ملی تھی۔ بابو رگھوپتی سہائے آج کل کانووکیشن کے جلسے میں الہٰ آباد گئے ہوئے ہیں۔ ان کا پتہ ہے : آنند بھون، گورکھپور۔ آدمی سخن فہم ہے۔ دماغ فلسفیانہ ہے۔ مستعد ہے۔ مگر ذرا متلون ہیں۔ الہٰ آباد سے آکر وہ میر کا مضمون ختم کردیں گے۔ اور میں کوشش کروں گا کہ وہ کوئی اور مضمون بھی لکھیں۔ آج آپ کے منیجر صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ پریم پچیسی حصہ دوم کی کل 129 جلدیں نکلی ہیں۔ اس حساب سے تو شاید کتاب میری زندگی میں بھی سب نہ نکل سکے گی۔ دوسرے اخباروں میں اشتہار دینے سے کچھ فائدہ ہوسکے تو 'کہکشاں' اور 'ہندستان' کو آزمانا چاہیے۔ آپ کی کیا رائے ہے۔ میں اپریل میں الہٰ آباد سے لوٹتے ہوئے کانپور آنے کی کوشش کروں گا۔ اور گرمیوں میں تو باطمینان ملاقات ہوگی۔

آپ کا، دھنپت رائے

(115)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 14 فروری 1919

بھائی جان، تسلیم!

کل کارڈ ملا۔ بابو رگھوپتی سہائے کا پتہ لکھنے میں غلطی ہوئی۔ آنند بھون کے بجائے لکشمی بھون ہونا چاہیے۔

اگر روٹھی رانی اور حضرتِ سحر کی شکنتلا تیار ہوں تو ایک ایک جلد مرحمت کیجیے۔ بابو رگھوپتی سہائے شاید روٹھی رانی کا ترجمہ انگریزی میں کرنا چاہتے ہیں۔ میر پر

ان کا مضمون ایک ہفتے میں تیار ہوجائے گا۔
باقی خیریت ہے۔

نیازمند، دھنپت رائے

(116)
بنام امتیاز علی تاجؔ

نارمل اسکول گورکھپور، 20 مارچ 1919

مشفقی و مکرم بندہ تسلیم!

مشکور ہوں۔ سخت نادم ہوں کہ اب تک بازارِ حسن کے متعلق ایفائے وعدہ نہ کرسکا۔ بار بار کوشش کی کہ مستقل طور پر صاف کرڈالوں۔ لیکن ایک نہ ایک رکاوٹ آجاتی ہے۔ کتاب ایک چوتھائی صاف کرکے پڑی ہوئی ہے۔ اب تو 15 اپریل تک مجھے مرنے کی فرصت نہیں ہے۔ انشاء اللہ ایک مئی تک جس کہکشاں میں چمپا کا قصہ چھپا تھا، وہ میرے فائل میں نہیں ہے۔ کوئی صاحب اڑا لے گئے۔ ہر چند تلاش کیا۔ پر بے سود۔ مجبور ہوں، کہکشاں میں اب کی رسائل پر تنقید مجھے بے حد پسند آئی۔ مگر اس کا ٹائٹل کا ڈیزائن باوجود مسٹر چغتائی کے طبع زاد ہونے کے مجھے کچھ نہیں جچا۔ شاید یہ میری ناشناسی کا باعث ہے۔ مضامین بھی مئی ہی میں لکھوں گا۔ تاخیر کے لیے معافی کا طالب ہوں۔

خیراندیش، دھنپت رائے

(117)
بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 29 مارچ 1919

بھائی جان، تسلیم!

عرصے سے آپ نے خبر نہیں لی۔ امید کہ آپ خوش ہوں گے۔ روپے ملے۔

بہت مشکور ہوں۔ میں 1 کو الہٰ آباد جارہا ہوں۔ میرا پتہ یہ ہوگا:

بابو کرپا شنکر، وکیل

کٹرا، الہٰ آباد

آپ کا، دھنپت رائے

(118)

بنام دیانرائن نگم

کٹرا، الہٰ آباد، 10 اپریل 1919

بھائی جان، تسلیم!

مجھے یہاں سے 16 کی شام کو فرصت ملے گی اور 17 کو مجھے گورکھپور پہنچنا لازمی ہے، اس لیے میں اب کی بار کانپور نہ آسکوں گا۔ ملاقات کا اشتیاق ازحد ہے۔ یہ دس دن کی رخصت صرف امتحان کی نذر ہوگئی۔ اب تو بشرطیکہ خیریت مئی میں اطمینان سے ملاقات ہوگی۔ امید کہ آپ مع عیال خوش و خرم ہوں گے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(119)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 19 اپریل 1919

بھائی جان، تسلیم!

کل گورکھپور پہنچ گیا۔ پندرہ دن کی رخصت لی تھی۔ پورے پندرہ دن امتحان میں لگ گئے۔ اب لٹریری کام کروں گا۔ ذرا دو ایک روز دماغ کو آرام دے لوں۔

اخبار میں آپ کی سرگرمیوں کو خبریں پڑھ کر بے انتہا محجوب ہوتا ہوں اور رشک کرتا ہوں۔

امید کہ آپ مع بال بچوں کے بخیروعافیت ہوں گے۔ پریم بتیسی کچھ اور آگے چلی یا نہیں۔

میرے لڑکے بالے تو آج کل نانا صاحب کے یہاں ہیں۔ بابو رگھوپتی سہائے کا مضمون رسالے میں درج ہی نہیں۔ وہ کئی بار پوچھ چکے ہیں۔ یہ نکل جائے تو ان سے کچھ اور لکھنے کو کہوں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(120)

بنام امتیاز علی تاج

گورکھپور نارمل اسکول، 19 اپریل 1919

مشفقی و مکرم بندہ، تسلیم!

کل الہٰ آباد سے واپس آیا۔ 'کہکشاں' ملا۔ آپ کے 'فتح محبت' کی داد دیتا ہوں۔ محبت کا نشوونما خوب ہے۔ بالکل حسبِ فطرت۔ آپ مجھے مجبور کررہے ہیں کہ چھوٹی کہانیاں لکھنا چھوڑدوں۔ اب مضامین اور بازارِ حسن میں لپٹا ہوں۔ خدا کرے لاہور میں امن ہو۔ ایک جلد 'ماہ عجم' بذریعہ وی پی حصہ اول ارسال فرمادیں۔ مشکور رہوں گا۔

خیراندیش، دھنپت رائے

(121)

بنام دیانرائن نگم

نارمل اسکول، گورکھپور، 24 اپریل 1919

بھائی جان، تسلیم!

آج کارڈ ملا۔ ذرا نانا صاحب کے پاس چلا گیا تھا۔ آپ فرماتے، تمھاری لائن یہ نہیں ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ مگر چارہ کیا ہے؟ میں قربانی کو اپنی ذات تک رکھنا چاہتا ہوں۔ عیال کو اس چکی میں پیسنا نہیں چاہتا۔ فی الحال میری روٹیاں مل جاتی ہیں۔

کچھ لٹریری کام کرلیتا ہوں۔ یہ قربانی ہے۔ خدا اور دنیائے دوں قوم اور اور ذات دونوں کو ساتھ لیے ہوئے ہیں۔ میں لٹریری کام کو تھوڑی قربانی نہیں سمجھتا۔ جو شخص اپنی فالتو آمدنی کا ایک حصہ کسی مدرسہ کے لیے خیرات کردیتا ہے۔ وہ ہماری قربانی کا صحیح اندازہ نہیں کرسکتا۔ جو اپنے اوپر سونا تک حرام کرلیتا ہے۔ آپ نے میرے لیے کوئی ایسی تجویز نہیں نکالی جس میں فکر معاش سے آزاد ہوکر میں زندگی کاٹتا۔ میں عرض کرچکا ہوں کہ اس سے زیادہ نفس کشی میرے امکان سے باہر ہے۔ اور آپ نے جب کبھی کوئی تجویز کی تو وہی ہوائی۔ آکاشی۔ آکاشی معاش سے مجھے اطمینان نہیں ہوتا۔ ضروریات کے لیے مستقل صورت چاہیے۔ تکلفات کے لیے آکاشی صورت ہو تو مضائقہ نہیں۔ مجھے فی الحال سو روپیہ مل جاتے ہیں۔ اگر سال میں ایک ناول لکھ لوں تو شاید چار پانچ سو روپیہ اور مل جائیں۔ اس طرح سے میں اپنے پس ماندگان کے لیے دس سال میں شاید 4-5 ہزار روپے چھوڑ ۰ روں۔ اخباری زندگی میں کس قدر تفکر اور جھنجھٹ۔ اس پر پچاس ساٹھ روپے سے زائد کوئی دینے والا نہیں۔ ابھی ہمارے یہاں وہ زمانہ نہیں آیا کہ جرنلزم کو Career بنایا جاسکے۔ آپ لیڈر کی طرح کوئی کمپنی قائم کریں۔ وہ ماہوار رسالہ، روزانہ اخبار نکالے۔ کارکنوں کو معقول تنخواہ دے۔ تب دیکھیے۔ میں کتنی خوشی سے دوڑتا ہوں۔ مگر یہاں تو یہ حال ہے کہ اودھ اخبار بھی گریجویٹ مترجم تلاش کرتا ہے، تو اس کی تنخواہ سو روپیہ بتلاتا ہے۔ میں اگر امتحان سے پاس ہوگیا تو کسی Aided اسکول میں 125 کا ہیڈماسٹر ہوجاؤں گا۔ وہاں گوشۂ عافیت میں بیٹھا ہوا اپنا قلم گھستا رہوں گا۔ سال میں ایک قصہ ضرور لکھ ڈالوں گا۔ یہی قومی خدمت ہوگی۔

مضامین جو قلم سے نکلیں گے وہ بھی خدمت ہی کے مد میں ڈالیے۔ اگر آپ اس سے بہتر کوئی صورت نکال سکتے ہیں تو میں حاضر ہوں۔ ورنہ مجھے اپنے ڈھرّے پر چلنے دیجیے۔ شاکر اور صابر بننا میرے لیے ممکن نہیں۔ کیا حوصلہ اخبار اور لٹریری کام کا ہو۔ پریم پچیسی حصہ اول کو چھپے ہوئے 4 سال ہوئے۔ مگر ابھی تک نصف پڑی ہوئی ہے۔ حصہ دوئم کی مشکل سے 150 جلدیں بکیں۔ میں اس سے بہتر نہیں لکھ سکتا

اور بہتر کامیابی کی امید نہیں رکھتا۔ آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ میرے ہندی ناول نے خوب شہرت حاصل کی اور اکثر نقادوں نے اسے ہندی زبان کا بہترین ناول کہا ہے۔ یہ بازارِ حسن کا ترجمہ ہے۔ بازارِ حسن اب صاف کررہا ہوں۔ امید ہے آپ بخیرو عافیت ہوں گے۔ مئی میں ضرور حاضر ہوں گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(122)

بنام دیانرائن نگم

رام پور، 12 مئی 1919

بھائی جان، تسلیم!

میں نے گورکھپور سے ایک خط لکھا تھا۔ 3 مئی کو لالہ تیج نرائن لال کی شادی میں یہاں چلا آیا۔ 18 کو یہاں سے چلنے کا قصد ہے۔ اس درمیان میں مجھ پر کئی سانح گزرے۔ میری ہمشیرہ صاحبہ کا 4 مئی کو انتقال ہوگیا۔ میرے ایک نوجوان سالے کا 5 مئی کو۔ اس لیے مرزاپور میں چار دن رہ کر الہٰ آباد ہوتا ہوا آخر مئی تک کانپور پہنچوں گا۔ دو ماہ کی تعطیل میں پندرہ دن بیکار گئے اور شاید دس دن اور بھی جائیں۔ بجز خط لکھنے کے اور کوئی کام نہیں ہوسکا۔ اگر آپ کو اس خط کا جواب دینے کی خاص ضرورت ہو تو اس پتے سے دیجیے گا۔

زیادہ والسلام

دھنپت رائے

معرفت منشی سمھو پرساد صاحب، مختار

کلکٹری، بنارس کینٹ

(123)

بنام امتیاز علی تاج

نارمل اسکول گورکھپور، 14 جولائی 1919

برادرم تسلیم!

آپ کے دو نوازش نامے ایک ساتھ آئے۔ مشکور ہوں۔ تو اردو مضامین کا مجھے افسوس اس لیے ہے کہ آپ کا قصہ ادھورا رہ گیا۔ اور خوشی اس لیے کہ ہمارے درمیان کوئی روحانی یا باطنی تعلق ضرور ہے۔ ورنہ اوروں کو وہی باتیں کیوں نہیں سوجھتی۔ پر آپ اپنا قصہ ضرور تمام کریں۔ ہر گل را رنگ و بودیگر۔ سنسکرت لٹریچر پر لکھنے کا میں نے ارادہ کیا تھا مگر اس کے لیے جو مواد جمع کیا تھا وہ سب اِدھر اُدھر ہوگیا۔ اب بہاری کے متعلق کوئی مضمون عنقریب بھیجوں گا۔ پریم پچیسی کے لیے آپ نقد حساب کردیں تو زیادہ بہتر۔ کل قیمت پر چالیس فی صدی کمیشن اور صرفہ ریل وضع کرلیں۔ یوں بیس روپے نکلیں گے۔ قصہ کا حساب ملاکر تیس روپے کا منی آرڈر ارسال فرمادیں تو عین عنایت ہو۔

میں اب تک آپ سے اپنے مضمونوں کے لیے دس روپے لیا کرتا تھا۔ مجھے اب بھی کوئی انکار نہیں ہے۔ مگر چونکہ بعض دیگر رسائل اس سے بہتر شرائط کرنے پر آمادہ ہیں۔ اس لیے مجھے احتمال ہے کہ میرا نفس کہیں ان شرائط پر فریفتہ نہ ہوجائے۔ اور مجھے اپنی خواہش کے خلاف اپنے اچھے مضامین ان کے پاس بھیجنے کے لیے مجبور نہ کرے۔ صبح امید کے متواتر خطوط آرہے ہیں اور وہ مجھے پندرہ روپے سے بیس روپے تک نذر کررہا ہے۔ اب مجھے مجبوراً اس کی شرائط منظور کرنی پڑیں۔ ورنہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ میں نے اب تک اس میں ایک سطر بھی نہ لکھی تھی۔ اب کس حیلہ سے انکار کروں۔ یہ سب دکھڑا آپ سے محض دلی تعلق کے باعث کررہا ہوں۔ میں حاشا یہ نہیں کہتا کہ آپ بھی مجھے پندرہ روپے دیا کریں۔ اپنے قدیم سمجھوتے پر قانع وشاکر ہوں۔ پر اگر میرے مضامین صبح امید میں نکلیں اور مجھ جیسا ست قلم آدمی کہکشاں

میں اس سے بھی زیادہ تساہل کرے تو مجھے معذور خیال فرمایے گا۔

میری وضع و قطع اور شکل وشباہت کے متعلق آپ نے جو قیاس کیا ہے اس سے روحانی تعلق کا گمان اور بھی پختہ ہوجاتا ہے۔ بیشک میرا سن 40 سال ہے۔ میں بند کالر کوٹ اور سیدھا پاجامہ پہنتا ہوں اور پگڑی باندھتا ہوں۔ ایک یورپی آدمی کا پہنا والفلٹ کیپ ہے۔ آپ نے پگڑی کا گمان کیوں کیا۔ کیا آپ کو الہام ہوا ہے۔ میں اپنے مسلّمہ اصولوں کے خلاف اپنا ایک فوٹو بھی ارسال خدمت کررہا ہوں۔ اس شرط پر کہ وہ بعد ملاحظہ واپس کردیا جائے۔ یا اگر آپ بطور ایک دوست کی یادگار کے رکھنا چاہیں تو اس کا کسی آرٹسٹ سے ایک بڑے پیانے کا بسٹ بنوالیں۔ اور کیا عرض کروں۔ کہکشاں کا انتظار ہے۔ رابندر بابو کی کون کون سی تصانیف کے ترجمے جناب کے دفتر سے شائع ہونے والے ہیں۔ اب کی زمانہ جولائی میں رابندرو پر ایک دلچسپ مضمون نکل رہا ہے۔ آپ کی نظر سے گزرے گا۔

جناب قبلہ سید ممتاز علی صاحب کی خدمت میں دست بستہ آداب قبول ہو۔

نیازمند، دھنپت رائے

(124)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور

16 جولائی 1919

بھائی جان، تسلیم!

جب سے آیا ہوں آپ خاموش ہیں۔ امید ہے کہ آپ خوش ہوں گے۔

معلوم نہیں کلکتے سے مہاویر پرشاد پوڈار نے کاغذ کا نمونہ بھیجا یا نہیں۔ مجھے بھی انھیں یاد دلانے کا خیال نہ رہا۔ آج یاددہانی کررہا ہوں۔ کتابت تب تک جاری رہے۔

مضمون بھی لکھ رہا ہوں۔ ذرا پریشان تھا۔ ابھی تک عیال الٰہ آباد سے نہیں

آئے۔ وہ آجائیں تو مجھے فرصت ہو۔

زیادہ والسلام

نیاز مند، دھنپت رائے

(125)

بنام امتیاز علی تاج

نارمل اسکول، گورکھپور

30 جولائی 1919

مہربان بندہ، تسلیم!

کتنی ہی خطاؤں کی معافی کا خواستگار ہوں۔ آج دوماہ کے بعد یہاں آیا ہوں۔ اور کامل چار ماہ کے بعد قلم اٹھایا۔ دومہینے تو اِدھر اُدھر آوارہ پھرتا رہا۔ دو مہینے بی.اے. کے اِمتحان کی نذر ہوئے۔ مگر محنت ٹھکانے لگی۔ اب مستقل طور پر کام کروں گا۔ ایک مختصر سا قصہ ارسالِ خدمت ہے پسند آئے تو رکھ لیجیے۔ بازارِ حسن کا ذکر کرتے ہوئے خوف معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے اب وعدے نہ کروں گا۔ پریم پچیسی کی ساٹھ جلدیں بنارس بھیجی تھیں۔ آپ نے رسید سے اطلاع نہیں دی۔ یا دی ہوتو مجھے ملی نہیں۔ امید ہے کہ آپ کے دفتر سے یہ کتابیں جلد نکل جائیں گی۔ اور کیا عرض کروں یہاں کچھ خفیف سی بارش ہوئی ہے۔ پر ضرورت سے بہت کم، شکر ہے کہ پنجاب میں اب سکون ہوا۔ کل میں نے 'چمپا' کو خاص طور سے پڑھا۔ مصنف نے خوب لکھا ہے۔ اگر کوئی ہندو صاحب ہیں تو خیر۔ اور اگر مسلمان صاحب ہیں تو ان کی قلم کی داد دیتا ہوں۔ قصہ خوب بنایا گیا ہے۔ سری کانت کا کیریکٹر قابلِ تعریف۔ میں نے اس قصہ کو ہندی میں ترجمہ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ امید کہ آپ بخیرو عافیت ہوں گے۔ جواب سے جلد سرفراز فرمایئے گا۔ حالانکہ اس کا مجھے استحقاق نہیں ہے۔

احقر، دھنپت رائے

(126)
بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 5 اگست 1919

بھائی جان، تسلیم!

آج مہابیر پرشاد پوڈار کا خط آیا کہ انھوں نے ایک گانٹھ کاغذ کانپور بھجوادیا۔ کاغذ چکنا ہے شاید دس روپے ریم پڑے گا۔ 1500 جلدوں کا خیال میں نے ترک کردیا۔ اتنی ہی جلدیں چھپیں جتنا کاغذ پہنچے۔ شاید 20 یا 22 ریم ہوگا۔

مائیٹرلنک کا ڈرامہ تیار ہے۔ تمہید بھی مختصر سی لکھی۔ زیادہ مسالہ نہ مل سکا۔ صاف کرتے ہی بھیجوں گا۔

کہکشاں (والے) پریم پچیسی حصہ دوم کی سو جلدیں طلب کررہے ہیں۔ براہِ عنایت 100 جلدوں کا بنڈل بنوا کر وہاں بھجوا دیں۔ قیمت کا حساب میں خود ان سے کرلوں گا۔ محصول لاہور میں دیا جائے گا۔ آپ کے دفتر کا جو خرچہ ٹاٹ وغیرہ کا ہو وہ میرے نام لکھوا دیں۔ مگر ہاں یہ خیال رکھنے کی تاکید کردیں کہ وزن بیکار کم یا بیش نہ ہو۔ پیکٹ یا بیس سیر کا ہو یا تیس سیر کا۔ مگر اکیس سیر کا نہ ہو۔ ورنہ محصول کا نقصان ہوتا ہے۔

اور سب خیریت ہے۔ بارش کے مارے ناک میں دم ہے۔
امید کہ آپ معہ بال بچوں کے خوش ہوں گے۔

ہاں ذرا منیجر صاحب سے دریافت کرکے مجھے مطلع کردیں کہ بتیسی کی چھپائی فی جزو کتنی پڑے گی۔ اس معاملے میں مجھے امید ہے کہ آپ کے امکان میں جتنی رعایت ہوسکتی ہوگی، اس سے دریغ نہ فرمائیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی عدم توجہی میں میرا نقصان ہوجائے۔ میں نے محض آپ کی نگرانی کے باعث کانپور میں چھپائی کا فیصلہ کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کتاب کی قیمت ایک روپے سے زیادہ نہ ہو۔ کیونکہ لاگت 400 سے کم شاید نہ ہو۔ ٹائٹل کلکتہ میں چھپوانے کا قصد ہے۔

جواب سے جلد سرفراز کیجیے گا۔ قصوں کا پیکٹ بھیج چکا ہوں۔ پہنچا ہوگا۔
نیازمند، دھنپت رائے

(127)
بنام امتیاز علی تاج

گورکھپور، 11 اگست 1919

مشفقی من تسلیم!

لفافہ ملا، مشکور ہوں۔ مئی جون کے پرچے خوب پڑھے۔ اور خط اٹھایا۔ میں بلامبالغہ کہتا ہوں کہ ایسا دل چسپ رسالہ اس وقت اردو زبان میں نہیں ہے۔ پبلک اگر قدر نہ کرے تو مجبوری ہے۔ بالخصوص ارتقا اور اصل انواع پر جو مضمون قبلہ سید ممتاز علی صاحب نے تحریر فرمایا ہے وہ رسالہ کی جان ہے۔ ان موضوعات پر ایسا صاف اور روشن مضمون میری نظر سے نہیں گزرا۔ مجھے اب تک معلوم نہ تھا کہ حضرت ممدوح کو علمی مضامین میں بھی اتنی دسترس ہے 'فوہی' کچھ زیادہ دلچسپ نہیں لیکن 'شبنم کی سرگزشت' بہت اچھا ہے۔ گل کدہ پر اردو رسالوں میں کوئی تبصرانہ تنقید نہیں نکلی۔ اس لحاظ سے ونیز تنقید کی خوبی کے اعتبار سے آپ کا رسالہ اول ہے۔ اردو کے نقاد پر اچھی چوٹ کی ہے۔ حالانکہ کسی قدر غیر منصفانہ ہے۔ 'عالم خواب' مجھے بہت پسند آیا۔ 'علاج بے دوا' خوب ہے۔ معلوم نہیں طبع زاد ہے یا کچھ اور۔ حصہ نظم بھی دیگر رسالوں سے کہیں بلندتر ہے۔ میں تعریف کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ حق کا اظہار کررہاہوں۔ گمنام صاحب تو بڑے لکھاڑ معلوم ہوتے ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ خوب لکھتے ہیں۔

پریم پچیسی حصہ دوم کی 100 جلدیں آپ کے یہاں بھجوا دی ہیں۔ پریم بتیسی حصہ اول چھپ رہی ہے۔ غالباً دو مہینے میں تیاری ہوجاوے گی۔ کیا بتیسی کا حصہ دوم آپ اپنے اہتمام سے نہیں شائع کرسکتے؟ بازار حسن تو ابھی معلوم نہیں کب تک تیار ہو۔ اس اثنا میں اگر بتیسی حصہ دوم آپ شائع کرسکیں تو خوب ہو۔ کچھ قصے آپ ہی کے دونوں پرچوں میں نکلے ہیں۔ بقیہ دس میں دے دوں گا۔ کوئی 10 جزو کی کتاب

ہوگی۔ آپ کے لیے ایک قصہ لکھ رہا ہوں۔ خونِ جگر تو بہت صرف کررہا ہوں پر معلوم نہیں کچھ رنگ بھی آئے گا یا نہیں۔ خون ہی نہیں ہے تو رنگ کیا خاک پیدا ہو۔ اور کیا التماس کروں۔ اپنے والد صاحب قبلہ کی خدمت میں میرا دست بستہ سلام کہیے گا۔ آپ کے خطوط سے ایسا خلوص ٹپکتا ہے کہ بے اختیار ملنے کا جی چاہتا ہے۔ پر غلامی کی قید اور سفر کی درازی ہمت توڑ ڈالتی ہے۔ والسلام

نیاز مند، دھنپت رائے

(128)

بنام امتیاز علی تاجؔ

گورکھپور، 25 اگست 1919

جناب مشفقی، تسلیم!

نوازش نامہ صادر ہوا۔ آپ اپنے سلسلہ اشاعت کی توسیع کرنا چاہتے ہیں۔ یہ امر میرے لیے خاص طور پر باعثِ اطمینان ہے۔ اردو میں رسالے اور اخبارات تو بہت نکلتے ہیں۔ شاید ضرورت سے زیادہ۔ اس لیے کہ مسلمان ایک لٹریری قوم ہے اور ہر تعلیم یافتہ شخص اپنے تئیں مصنف ہونے کے قابل سمجھتا ہے۔ لیکن پبلشروں کا یکسر قحط ہے۔ سارے قلم رو ہند میں ایک بھی ڈھنگ کا پبلشر موجود نہیں۔ بعض جو ہیں ان کا عدم اور وجود برابر ہے۔ کیونکہ ان کی ساری کائنات چند ردّی ناول ہیں جن سے ملک یا زبان کو کوئی فائدہ نہیں۔ عرصہ ہوا 'دائرۃ الادب' دہلی میں قائم ہوا تھا اور بڑے طمطراق سے چلا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں میں اس کے ناظم صاحب کا جوش فرو ہوگیا اور وہ کچھ اس طرح غائب ہوگئے کہ معاملہ داروں کا حساب تک نہ صاف کیا۔ اس لیے میں آپ کی اس تجویز سے بالکل مطمئن ہوں۔ لیکن معاف فرمایے گا۔ ایک ادبی رسالہ کا بار اپنے سر پر رکھتے ہوئے آپ اپنی نئی تجاویز میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ اس میں مجھے شک ہے۔ ایک اوّل درجہ کا اردو رسالہ ایک آدمی کو ہمہ تن مصروف رکھنے کے لیے کافی سے زیادہ ہے۔ ورنہ اس کا معیار سے گرجانا ضروری ہے۔ ایسی

حالت میں آپ دونوں کام کامیابی کے ساتھ نہیں کرسکتے۔ تاوقتیکہ آپ کو کوئی ہوشیار اسسٹنٹ نہ مل جائے اور چونکہ آج کل لاہور میں بلامعقول معاوضہ کے ہوشیار آدمی نہیں مل سکتا۔ اور کہکشاں کے لیے یہ بار شاید ناقابلِ برداشت ہو۔ اس لیے آپ کو اس کے سوا اور مفر نہیں۔ کہ یا تو اشاعت کے ہوں یا کہکشاں کے۔ میری ناچیز رائے ہے کہ اگر آپ اشاعت کا کام سرانجام دے سکتے ہیں تو کہکشاں کو خیرباد کہیے۔ کہکشاں جو کام کررہاہے وہی کام اور بھی کئی ممتاز رسالے کررہے ہیں یا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مگر پبلشنگ کا میدان بالکل خالی ہے۔ اور زبان کی خدمت کرنے کے جتنے موقعے اشاعت کتب کے ذریعہ مل سکتے ہیں ماہوار رسالہ سے ممکن نہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ماہواری صحائف سے زبان کی خدمت نہیں ہوتی۔ مگر رسائل کے وسائل محدود ہوتے ہیں۔ اور اس کے حدود اسے تصنیف کے اکثر شعبوں سے بے فیض رکھتے ہیں۔ اردو رسالوں میں آپ کوئی ضخیم اور محققانہ تاریخی تصنیف نہیں شائع کرسکتے۔ تاوقتیکہ وہ آپ کے روبرو خوردبینی صورت میں نہ پیش کی جائے۔ علیٰ ہذا فلسفہ، شعر، نظریات، کیمیات وغیرہ وغیرہ سبھی اصناف کلام کا دروازہ آپ کے لیے بند ہے۔ آپ کو چلتے ہوئے مضامین، تفریح بخش چٹکلے، دلچسپ شاعرانہ تذکرے، رنگین قصے چاہئیں۔ یہاں تک کہ آپ کوئی ضخیم ناول ہاتھ میں لیتے ہوئے ڈرتے ہیں تو جناب چٹ پٹے مضامین سے ناظرین کی ضیافت طبع چاہے ہو جائے لیکن زبان کی کوئی مستقل خدمت نہیں ہوسکتی۔ ایسے مضامین سے زبان کے مستقل سرمایہ میں کوئی قابل قدر اضافہ نہیں ہوتا۔

اردو کو ہرایک شعبہ کی اچھی اور مستند کتابوں کی جتنی ضرورت ہے وہ محتاج بیان نہیں اور حالانکہ اس بے بضاعتی کا باعث ایک بڑی حد تک ہماری سیاسی بے دست وپائی ہے۔ تاہم ہم نے اپنے لٹریچر کی طرف ابھی اتنی توجہ نہیں کی جس کا وہ مستحق ہے۔ اگر ہمیں اپنی لاج رکھنی ہے تو اپنے لٹریچر کو فروغ دینا پڑے گا اور چاہے یہ کام افراد کریں یا مجموعہ افراد۔ مگر اسے کاروباری اصولوں پر کیے بغیر استحکام نہیں ہوسکتا۔ اگر آپ ایک مشترکہ سرمایہ سے کوئی پبلشنگ کام جاری کرسکیں تو کیا کہنا۔

لاہور جیسے تجارتی مقام پر ایسی کمپنی کھولنی بہت مشکل نہ ہونی چاہیے۔ بہرحال اگر آپ اشاعت کے کاروبار میں ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں، تو کہکشاں کو بند کیجیے۔ بالخصوص ایسی حالت میں جب کہ آپ کو اس کے جاری رکھنے میں سراسر خسارہ ہے۔ یہی میری دوستانہ صلاح ہے۔ امید ہے آپ میری صاف گوئی کو معاف فرمائیں گے۔

خاکسار، پریم چند

(129)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 5 ستمبر 1919

بھائی جان، تسلیم!

'شبِ تار' کا بقیہ حصہ روانہ کرتا ہوں۔ ماٹرلنک کا ایک ڈرامہ Sightless نام کام ہے۔ Scott Library کے سلسلے میں ملیں گا۔ اس میں ایک ڈرامہ اور بھی ہے۔ اس کا نام Pelleas and Melisanda ہے۔ میں اسے ہندی میں ترجمہ کررہا ہوں۔ یہ کتابیں مجھے بہت پسند ہیں۔ یہ ڈرامہ ختم ہوجائے تو آپ کے پاس بھیجوں۔ میں نے ہر چند کوشش کی ہے کہ اس allegory کو سلجھاؤں لیکن پوری کامیابی نہیں ہوئی۔ شبِ تار کا ہندی ایڈیشن مع دیباچہ کے شائع ہورہا ہے۔ لیکن وہ دیباچہ کچھ گول مول ہے۔ بازارِ حسن نصف سے زیادہ صاف کرچکا۔ نیا ناول خوب طویل ہورہا ہے۔ اس کا نام ابھی 'بے نقاب' رکھا ہے۔ غالباً دسمبر میں ختم ہوجائے گا۔ افسوس یہی ہے کہ مجھے اپنی کتابیں دوسروں کو دینا پڑتا ہے۔ آپ بھی فاقہ مست اور میں بھی فقیر۔ بے نقاب تیار ہوجائے تو اسے اردو میں خود شائع کرنے کا قصد ہے۔ بازارِ حسن کا گجراتی ایڈیشن بھی شائع ہونے والا ہے۔ مجھے حقِ تصنیف کے سو روپے ملے ہیں۔ یا یوں کہیے کہ ملنے والے ہیں۔ گیان منڈل کاشی والے مجھے تصنیف کے سلسلے میں اپنے یہاں کھینچنا چاہتے ہیں۔ ابھی تک کوئی مستقل رائے نہیں قائم کرسکا۔ 'خونِ وحدت' آپ نے صبحِ امید میں دیکھا ہوگا۔ 'زمانہ' کے لیے ایک قصہ لکھنے کا ارادہ ہے لیکن ابھی تو کم سے کم دو

نمبروں تک آپ کو شبِ تار ہی کافی ہو گا۔

کئی دن سے ابر ہے مگر بارش بہت کم۔ نو آمد کے انتظار میں تین عورتیں یہاں مقیم ہیں اور وہ حضرت ہیں کہ آنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ امد ہے کہ آپ اور بال بچے سب اچھے ہوں گے۔

اگر تکلیف نہ ہو تو شبِ تار کی مزدوری اس ماہ میں بھجوا دیجیے گا کیونکہ آج کل دونوں میزان برابر ہے۔

بابو رگھوپتی سہائے عجیب سست آدمی ہے۔ 'تعشق' پر ایک مضمون لکھا، وہ انگریزی میں۔ میر کا آدھا لکھ کر چھوڑا ہے۔ رویندرناتھ کا مضمون Message of the Forest جولائی کے ماڈرن ریویو میں ہے۔ شاید اسے ترجمہ کریں۔

زیادہ والسلام

دھنپت رائے

(131)

بنام امتیاز علی تاج

نارمل اسکول، گورکھپور

11 دسمبر 1919

جناب بندہ نواز، تسلیم!

نوازش نامہ کے لیے مشکور ہوں۔ آپ کہکشاں کے ہر نمبر کے لیے کچھ لکھنے کو کہتے ہیں اور کئی ماہ سے ایڈیٹر صاحب زمانہ ناراض ہیں، اس لیے کہ میں اپنے مضامین دوسرے رسالوں کو کیوں دیتا ہوں۔ ان کی رضاجوئی بھی ضروری ہے۔ اس پر اپنے کارِ منصبی کے علاوہ یہ نئی الجھنیں، صحت ناقص، خدا ہی حافظ ہے۔

میں نے 'پریم پچیسی' کے دونوں حصے خود ہی شائع کیے تھے۔ لیکن پبلشر اور مصنف دو جدا جدا ہستیاں ہیں۔ مجھے اس کام میں گھاٹا رہا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ لاہور

میں میرے بتیسی کے لیے کوئی پبلشر مل جاوے۔ میں اپنے 32 کہانیوں کے مجموعے کے دو حصّوں میں نکالنا چاہتا ہوں۔ دونوں حصّے مل کر غالباً 500 صفحات کی کتاب ہوگی۔ اس میں 500 جلدیں میں لاگت کی قیمت پر خرید سکوں گا۔ ادھر تو اردو کے پبلشروں کا قحط ہے۔ ایک نولکشور ہے۔ اس نے اشاعت کا کام بند سا کر رکھا ہے۔ اگر آپ کی معرفت کچھ انتظام ہوسکے تو فرمایئے گا۔ قصّے سب 'زمانہ' اور دوسرے رسالوں میں شائع ہوچکے ہیں۔ صرف انتخاب اور ترتیب دینا باقی ہے۔ اس میں میری غرض صرف اتنی ہے کہ کتاب شائع ہو جائے اور اس کی ہستی محض اخباری نہ رہے۔ مجھے جو کچھ قدرِ قلیل مل رہے گا اسی پر شاکر رہوں گا۔

ایک اور تکلیف دیتا ہوں۔ لاہور میں کتابت اور چھپائی کا نرخ کیا ہے؟ اس سے بھی مطلع فرمایئے۔ اگر میں 'پریم بتیسی' بارہ پونڈ کے کاغذ پر چھپاؤں تو 32 جزو کی کتاب پر کیا لاگت آئے گی۔ ممکن ہے چھپائی ارزاں پڑے تو میں خود ہی جرأت کر جاؤں۔

ایک تازہ قصہ 'جِ اکبر' ارسالِ خدمت ہے۔ پسند آئے تو رکھ لیں۔ آپ نے 'زمانہ' کے جس مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے اس کا نام 'منزلِ مقصود' ہے۔ وہ مجھے خود بے انتہا پسند ہیں اور بارہا چاہتا ہوں اسی رنگ میں پھر کچھ لکھوں۔ پر قلم نہیں چلتا۔ پریم پچیسی حصہ دوم میں وہ چھپ گیا ہے۔ امید ہے کہ جناب سید ممتاز علی صاحب قبلہ بخیریت ہوں گے۔ ان کی خدمت میں میرا سلام عرض کیجیے گا۔

والسلام　　　　　　　　دھنپت رائے

(131)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 20 ستمبر 1919

بھائی جان، تسلیم!

شبِ تار کا بقیہ حصہ عرصہ ہوا روانہ خدمت کرچکا مگر ابھی تک اس کی رسید سے محروم ہوں۔

میرا ارادہ ہے کہ پریم پچیسی اور بتیسی کا ہم حقِ اشاعت 'کہکشاں' کے نام منتقل کردوں۔ وہ اس کے لیے راضی ہیں۔ براہِ کرم مطلع فرمایئے کہ پریم بتیسی حصہ اوّل کب تک چھپ کر تیار ہوجائے گی۔ یا اگر اس کے نکلنے میں دیر ہو تو کاغذ کے روپے کہکشاں سے وصول کرلیے جائیں اور کتابت کی اجرت بھی لے لی جائے اور کاغذ اور کاپی بھیج دی جائے۔ اور اگر چھپنا شروع ہوگیا تو پوری کتاب کی لاگت ان سے لے لی جائے۔ حقِ تصنیف دونوں کتابوں کا آپ کے خیال میں کتنا لینا چاہیے۔ اگر آپ چاہیں تو کاغذ اپنے صرف کے لیے رکھ لیں اور کاپی سب کی سب لاہور بھیج دیں۔ ہاں پہلے حقِ تصنیف کی رقم کے متعلق مجھے مشورہ دیں اور جہاں تک ممکن ہو بہت جلد۔ قصہ آپ کی خدمت میں دو تین دن میں بھیج دوں گا۔ مگر امید کروں گا کہ دو تین دن میں آپ اس معاملے میں مجھے صلاح دیں گے تاکہ کسی فریق کا نقصان نہ ہو۔

زیادہ والسلام　　　　دھنپت رائے

(132)

بنام امتیاز علی تاج

گورکھپور، 25 ستمبر 1919

مشفق من، تسلیم!

'دفتری' آپ کی خدمت میں دست بستہ حاضر ہوتا ہے۔ اس پر نگاہِ کرم کیجیے۔ یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ مضامین کے حقوق کے متعلق میں ذرا بھی کبیدہ خاطر نہیں ہوں مگر 'دفتری' ان شرائط کی اصلاح کرے گا۔ 'پریم چالیسا' کا پہلا قصہ ہے۔ کہکشاں کا حق اوّل اشاعت کے ساتھ ختم ہوجائے گا دیکھیں یہ چالیسا کب تک ختم ہوتا ہے۔ غالبًا دو سال لگیں گے۔

پریم پچیسی اور بتیسی کے متعلق، بتیسی کا پہلا حصہ چھپ رہا ہے۔ آپ نے شرائط کا بار مجھ پر ڈالا ہے۔ میں چاہتا تھا کہ اس کا فیصلہ آپ کرسکتے ہیں۔ یہ پریم پچیسی آئندہ دس سال میں غالبًا دو ایڈیشن اور نکال سکے گی۔ اگر آپ مطبوعہ قیمت پر

مجھے 15 فیصدی دیں اور نی ایڈیشن ایک ہزار کاپیاں رکھیں۔ تو بحساب ایک روپیہ چار آنے فی نسخہ سے کم و بیش 180 روپے ملتے ہیں۔ (یعنی 125 روپے پر 15 فی صدی) اور دوسرے ایڈیشن کے اس حساب سے 360 روپے ہوجائیں گے چونکہ آپ کو مدت دراز تک کتابیں بیچنے کے بعد نفع ہوگا۔ اس لیے اس 360 میں آپ تخفیف کا مطالبہ کرسکتے ہیں۔ وہ آپ شوق سے کریں۔ بتیسی کے تین ایڈیشن ہوں گے۔ آپ کے قصے نکالنے کے بعد میرے لیے یہ بھی پچیسی ہی رہ جائے گی۔ اور اسی پُرانے حساب سے مجھے 540 روپے ملنے چاہئیں۔ اسی میں بھی آیندہ اور حال کا خیال کرکے جو تخفیف چاہیں کریں۔ میں اس آفر پر خوب غور کروں گا۔ آپ بلا تامّل اپنا خیال ظاہر فرمائیں۔

'بازارِ حسن' میں پھر تاخیر ہوئی۔ یہ خیال ہوا کہ دس دن کی تعطیل ہورہی ہے ممکن ہے۔ 60-50 صفحات اور نقل ہوجائیں تو اکٹھے بھیجوں۔ اس لیے روک لیا ہے۔

میں نے انہی دنوں ایک اور قصہ لکھا ہے، 'آتما رام' وہ 'زمانہ' میں بھیج رہا ہوں۔ وہ اس قدر ہندو ہوگیا کہ کہکشاں کے لائق نہیں۔ آپ خود ہندو سہی، پر آپ کے ناظرین تو ہندو نہیں ہیں۔

'دفتری' بالکل لائف سے لیا گیا ہے۔ تخئیل کو بہت کم دخل ہے۔ ممکن ہے وہ خشک معلوم ہو۔ تو آپ بلاتکلیف واپس فرما دیجیے گا۔ مجھ میں ایک خاص عیب یہ ہے اور وہ عمر کے ساتھ بڑھتا جاتا ہے کہ میں کہانیوں میں حسن و عشق کی چٹپٹی چاشنی نہیں دے سکتا۔ وہ دن اب نہیں رہے۔ حضرت نیاز کی سی جواں طبیعت کہاں سے لاؤں اور کیا عرض کروں۔

ایک بات آپ سے راز کی کہہ دوں۔ مجھے پچیسی اور بتیسی کے لیے 12 فیصدی کا آفر ہوچکا ہے۔ اور بغیر تغیر آیندہ و حال۔ رویندر بابو کو میکملن 20 فیصدی دیتا ہے۔ میں رویندر بابو ہوں نہیں۔ اس لیے 12 اور 20 کے درمیان 15 پر قانع ہونا چاہتا ہوں۔

والسلام　　　　دھنپت رائے

P.S.: اگر ان صورتوں میں ایک بھی منظور نہ فرمائیں تو میری پہلی ہی تجویز سہی۔ یعنی بتیسی حصہ دوم کی ایک ہزار جلدیں نکال کر حصہ اول سے 500 کا تبادلہ اور مجھے کل مطبوعہ قیمت کا 9/16۔ اگر ایک روپیہ قیمت رکھی جائے اور آپ کے سات قصّے نکال دیے جائیں تو مجھے تقریباً ...... ملتے ہیں۔ اس میں زیادہ جھنجھٹ نہیں۔ آپ کے یہاں ابھی سے کتابت ہونے لگے گی۔ بتیسی کا حصہ اول نومبر کے آخر تک نکل جائے گا۔

(133)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 27 ستمبر 1919

بھائی جان، تسلیم!

خط ملا۔ میرا خیال یہ ہے کہ جب تک واضح طور پر معاہدہ نہ ہوجائے اس وقت تک اخبارات کا پیڈ مضامین پر محض اشاعتِ اوّل کا حق رہتا ہے۔ ماڈرن ریویو میں رویندر بابو کے کتنے مضامین اور تصانیف نکلے ہیں۔ پر بعد کو میکملن نے ان سبھوں کو کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔ اور یہ مسلّم ہے کہ جب اخبار کسی مضمون پر دائمی استحقاق چاہے گا تو اسے اسی حساب سے معاوضہ بھی دینا پڑے گا۔

'کہکشاں' اور 'صبحِ امید' مجھے ہر ایک قصّے کے 15 دیتے ہیں۔ بعض بہت چھوٹے قصّوں کے 10 ہی لے لیتا ہوں۔ 'سوتیلی ماں' کے 10 ملے مگر 'خونِ حرمت' کے 15۔

مجھے 'کہکشاں' نے کوئی آفر نہیں کیا۔ مجھ سے شرائط پوچھے۔ میں نے اپنے استصواب کیا۔ آپ 12 فیصدی رائلٹی کہتے ہیں۔ یہ بہت کم ہے۔ 15 فیصدی میرے خیال سے زیادہ قریبِ انصاف ہے۔ اگر آپ کو اس میں خسارہ نہ ہو تو آپ 'پریم پچیسی' کا دوسرا ایڈیشن شائع فرمائیں۔ کتاب کی قیمت 1½ رکھیں۔ ایک ہی جلد میں نکلے۔ 1000 جلدوں کی کل مطبوعہ قیمت 1500 روپے ہوگی۔ اس پر 15 فیصدی کے حساب سے مجھے 225 روپے ملنا چاہیے۔ میں 200 پر قناعت کرلوں گا۔ مگر نقد ہونا

چاہیے۔ اس لیے کہ میں ایک ہندی پریس کھولنا چاہتا ہوں تاکہ اپنے پسماندوں کو بالکل بے اثر نہ چھوڑوں۔ اس لیے مجھے نقد کی ضرورت ہے۔

'پریم بتیسی' حصہ اوّل چھپ جانے کے بعد جب صرفے کا حساب ہو جائے تو اس کی نسبت بھی آپ 15 فیصدی پر طے فرما سکتے ہیں۔

'آتما رام' حسبِ وعدہ ارسال ہے۔

'طفلِ موجودہ' کی خبر شاید آپ کو دے چکا ہوں۔

بابو رگھوپتی سہائے کی تحریک سے ان کے والد کے کلام کا ایک حصّہ ارسال ہے۔ ایک نوٹ بھی اس کے ساتھ ہے۔ مناسب سمجھیں تو درج کردیں۔ رگھوپتی سہائے کی نظم کیا ہوئی۔ اگر درج نہ کریں تو اسے واپس کردیں۔ وہ بار بار تقاضہ کرتے ہیں۔

امید کہ بچے بخیریت ہوں گے۔ آپ کو پرماتما صحت دے۔ ادھر بھی وہی حال ہے۔ پر زندہ ہوں۔

'ادیب' میرے یہاں ایک بھی نہیں ہے، سب لوگ اٹھا لے گئے۔ 'جلوۂ ایثار' کی ایک جلد موجود ہے۔ ایک مہینہ ہوا انڈین پریس سے وی.پی. منگوایا ہے۔ کہیے تو بھیج دوں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(134)
بنام امتیاز علی تاج

نارمل اسکول، گورکھپور، 30 ستمبر 1919

بندہ نواز، تسلیم!

'زنجیرِ ہوس' کوئی تاریخی واقعہ نہیں ہے اور نہ کسی تاریخی واقعے سے اس کا برائے نامہ بھی تعلق ہے۔ قاسم ضرور فاتحہ سندھ کا نام ہے اور اس کی زندگی میں ایک واقعہ ایسا ہے بھی جو قصّے کے کام آسکتا ہے لیکن اس قصّے کو اس سے تعلق

نہیں۔ یہاں تک کہ میں نے دہلی کے کسی بادشاہ کا نام بھی نہیں دیا تاکہ کسی کو غلط فہمی نہ ہو — نہ ملتان کے فرماں رواں کا نام دیا ہے۔ اس میں یہ دکھانا میرا مقصود ہے کہ انسان ہوس کے ہاتھوں کتنا اندھا ہوجاتا ہے اور یہ ہوس کس طرح تیزی سے بڑھتی جاتی ہے، اور کچھ نہیں۔

اب 'بازارِ حسن' کے متعلق — یہ ناول تقریباً تین سو صفحات کا ہوگا۔ لکھا ہوا تیار ہے مگر محض عدیم الفرصتی کے باعث صاف نہ کرسکا۔ اگر آپ اتنی بڑی کتاب چھاپ سکیں تو میں صاف کرنا شروع کروں ورنہ ابھی گرمی کی تعطیل تک ملتوی رکھیں۔ آپ کو صاف کرنے کی تکلیف نہ دوں گا کیونکہ صاف کرنے میں قصّے کے سین کے سین پلٹ جاتے ہیں۔ اس قصّے میں میں نے ایک اخلاقی بے شرمی یعنی بازارِ عصمت فروشی پر چوٹ کی ہے۔ اگر آپ یونہی دیکھنا چاہیں تو اس کے متفرق اجزاء آپ کے پاس بھیج دوں۔ معاوضے کے متعلق، قصہ جب آپ دیکھ لیں گے تب۔ 'کہکشاں' کے لیے میں نے عرض کی تھی کہ میں آئندہ کئی ماہ تک بہت کم لکھ سکوں گا۔ مگر انشاء اللہ کوئی موقع نکال کر آپ کے ارشاد کی تعمیل کروں گا۔

بارش ادھر بھی واجبی ہوئی ہے اور فصلیں خراب ہوگئی ہیں۔ جواب سے ممتاز فرمایئے۔

نیازمند، دھنپت رائے

(135)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 8 اکتوبر 1919

بھائی جان، تسلیم!

مضمون کی رسید سے تو مطلع فرمایئے۔ پہنچا یا نہیں۔ اُس کے ساتھ ایک خط بھی تھا۔ اگر ضرورت سمجھیے تو اُس کا بھی کچھ جواب۔ باقی سب خیریت ہے۔ امید کہ آپ مع عیال بخیروعافیت ہوں گے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(136)

بنام امتیاز علی تاج

گورکھپور، 12 اکتوبر 1919

بندہ نواز، تسلیم!

مزاج عالی۔ انا دیکھی خوب ہے۔ جس قلم سے انا نکل سکتی ہے اس سے آیندہ مجھے رقابت کا اندیشہ ہو تو قابلِ معافی ہے۔ بقیہ کا اشتیاق ہے۔ چھوٹی کہانیوں کو کئی حصّوں میں چھاپنے سے لطف جاتا رہتا ہے۔

روپے مل گئے ممنون ہوں۔ 'پیمانِ وفا' احبابِ قدیم کی نذر ہوا۔ آپ کے لیے دوسری فکر کروں گا۔

بازارِ حسن رفتہ رفتہ صاف ہورہا ہے۔ ارادہ ہے ایک محرر رکھ کر کام جلدی سے ختم کردوں۔ زیادہ والسلام

احقر، دھنپت رائے

(137)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 25 اکتوبر 1919

بھائی جان، تسلیم!

لفافہ، منی آرڈر، مبارکباد، تہنیت سبوں کا پنجگانہ شکریہ۔ سرسوتی زبان پر نہیں کھوپڑی پر سوار ہے۔ لکشمی دروازے پر نہیں بالائے بام پر بیٹھی ہوئی ہے۔ دانا دکھاتا ہوں، بلاتا ہوں، پر اترنے کا نام نہیں لیتی۔ قصّے میں شاید لکھوں یا نہ لکھوں، آج کل بازارِ حسن کی صفائی اور نئے ناول کی تصنیف میں بے حد مصروف ہوں۔ بازارِ حسن کا گجراتی ترجمہ شائع ہورہا ہے۔ اب تک مریادا، ابھیودیہ، پرتاپ، سودیش، پرتبھا، بھارت متر، سرسوتی وغیرہ نے نہایت عمدہ ریویو کیے اور ہندی میں لوگ اسے بہترین ناول

خیال کرتے ہیں۔ کہانیوں کا ترجمہ بنگلہ زبان میں ہو رہا ہے۔ ہندی میں پبلشر خوب ہے۔ کتاب کی اشاعت میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ بازارِ حسن مکمل ہوجائے تو آپ کے پاس ملاحظے کے لیے بھیجوں۔

پریم بتیسی کتنی چھپ گئی؟ کب تک کتابت تمام ہوجائے گی؟ میں نے اب کی کلکتے میں بھی کتابوں کی بکری کا انتظام کیا ہے۔ آپ نے کہا تھا اکتوبر تک ختم ہوجائے گی۔ کیا ابھی زیادہ کسر ہے۔ میں حصہ دوم خود ہی شائع کروں گا۔ جب قیمتِ مال نہیں تو ڈسکاؤنٹ کیوں کہوں۔ جیونہی حصہ اوّل ختم ہو جائے اور اس کا حساب مرتب ہوجائے حصہ دوم شروع کردیا جائے۔ کاغذ میں بھیج دوں گا۔ اگر مطبع میں کچھ تساہلی ہو تو آپ ذرا کھٹ کٹھا دیجیے۔

میں قصے کا وعدہ نہیں کرتا لیکن کوشش کروں گا کہ نومبر میں کم سے کم دو قصے لکھوں، ایک آپ کے لیے، ایک صبحِ امید کے لیے۔

امید کہ بال بچّے خوب خوش ہوں گے۔ چھوٹا بچہ مزے میں ہے۔ دونوں بڑے بچّے آج کل نانا صاحب کے یہاں مہمان ہیں۔ مہتاب رائے کلکتے میں نوکر ہیں۔

اور کیا عرض کروں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(138)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 6 نومبر 1919

بھائی جان، تسلیم!

خط کا جواب نہیں ملا۔ آج میں نے لیڈر میں دیکھا، آپ کے یہاں ڈی.اے.وی. ہائی اسکول کی ہیڈماسٹری خالی ہے۔ اگر آپ سمجھیں کہ میں اس پوسٹ کے قابل ہوں اور اس کے فرائض ادا کرسکتا ہوں اس کے ساتھ ہی مجھے وہاں مختلف اور ناگوار

حالات میں نہ رہنا پڑے گا تو آپ اس کے کارکنوں سے میرے متعلق تذکرہ کرنے کی تکلیف اٹھائیں۔ ممنون ہوؤں گا۔ کم سے کم جواب سے جلد سرفراز کیجیے۔ اگر آپ کو کامیابی کی امید ہو تو ایسی حالت میں میں اپنی طرف سے درخواست بھیجنا مناسب سمجھوں گا۔

آپ کا، دھپت رائے

(139)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 20 نومبر 1919

بھائی جان، تسلیم!

کارڈ ملا۔ مشکور ہوں۔ آپ کی عنایات کا ممنون ہوں۔ میں نے ایک پرائیوٹ خط منشی جوالا پرساد صاحب کی خدمت میں روانہ کردیا ہے۔ مگر ابھی تک انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

بابو رگھوپتی سہائے آج کل سِول سروس کی فکر میں پریشان ہیں۔ ان کا نمبر انتخاب میں آٹھواں ہے۔ کبھی الہ آباد کبھی لکھنؤ کا چکر لگا رہے ہیں۔

رہا میں سو آج کل اپنا ناول لکھنے میں مصروف ہوں۔ اور گیان منڈل کاشی کا بھی کچھ کام لے رکھا ہے۔ فرصت پاتے ہی منشی نوبت رائے کے حالات لکھنے کا ارادہ کررہا ہوں۔

بابو رام سرن نے بتیسی کا نام پسند نہیں کیا۔ لیکن مجھے اس سے بہتر کوئی نام نہیں سوجھتا۔ انھوں نے خود کوئی نام بتلایا ہو تو فرمایئے، اس پر میں غور کروں۔

پریم بتیسی کے ابھی کل چار فرمیں آئے۔ اب معلوم ہوتا ہے کتاب فروری تک تیار ہوگی۔

والسلام، احقر، دھنپت رائے

(140)
بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 28 نومبر 1919

بھائی جان، تسلیم!

کارڈ ملا۔ روپے ملے۔ بابو رام سرن نے شفا پائی۔ پرماتما کا شکر ہے۔ مگر ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ دسمبر میں اس کا حملہ پھر ہوگا۔ دیکھوں اس وقت سر پر کیا گزرتی ہے۔ مسٹر عبدالماجد نے میری نسبت کیا لکھی۔ میں نے نہیں دیکھا۔ زمانہ جس دن یہاں آیا اُسی دن ایک صاحب لے گئے اور تب سے دیکھنے کو نہیں ملا۔ خیر، اگر اس میں ہے تو دیکھ لوں گا۔ تاوقتیکہ آپ کی عنایت نہ ہو۔

قصہ بھیج رہا ہوں۔ اس کی صاف کاپی ذخیرے کو دی تھی مگر ذخیرہ غالباً مر گیا۔ خط بھیجے تھے، وہ واپس آگئے۔ اس مضمون کو آپ شائع کردیں۔ اب دوبارہ لکھنا گراں گزر رہا ہے۔ اگر کاتب سے غلطیاں رہ جائیں تو میں پروف دیکھ لوں گا۔

پریم بتیسی کے مضامین کی ترتیب بھیجتا ہوں۔ کتاب شروع کروا دیجیے۔ اگر مولانا عبدالماجد کا ترجمہ کیا ہوا 'فلسفۂ اخلاقِ یورپ' آپ کے دفتر یا ایجنسی میں آیا تو اس کی ایک جلد قیمت تین روپے میرے پاس بھجوا دیجیے گا۔ میں اُسے دیکھنے کا بہت شائق ہوں۔ اور تو کوئی تازہ حال نہیں ہے۔ بازارِ حُسن کا ہندی ایڈیشن 550 صفحات پر ختم ہوا۔ چھپ کر تیار ہوگیا۔ جیوں ہی یہاں آیا اس کی ایک کاپی نذر کروں گا۔ بازارِ حسن عدیم الفرصتی کا شکار ہورہا ہے۔ اسی اثناء میں بانگِ سحر شروع ہوگیا اور سو صفحات ہو بھی چکے۔ اب کچھ دنوں کے لیے چھوٹے قصے لکھنا بند کرکے علمی مضامین لکھنے کی کوشش کروں گا۔ دماغ ایک ساتھ دو مختلف پلاٹ نہیں سنبھال سکتا۔ تجربہ کر چکا ہوں کہ ایک ہی کام ایک وقت ہوسکتا ہے۔ یا تو ناول لکھوں یا کہانیاں۔ ناول کے لیے ایک ہی پلاٹ کافی ہے، اور اس کا لکھنا اتنا مشکل نہیں ہے جتنا ہر ماہ میں دو تین

کہانیوں کا۔ اس قصّے کے بعد کوئی مضمون بھیجوں گا۔ اور بن پڑا تو کوئی قصہ ہی لکھ ڈالوں گا۔

زیادہ والسلام،

آپ کا، دھنپت رائے

(141)

بنام امتیاز علی تاج

30 نومبر 1919

جناب مکرم بندہ تسلیم!

میں یہاں تین دن سے آپ کا انتظار کررہا ہوں۔ مگر غالبًا آپ لکھنؤ سے واپس گئے۔ میری بدنصیبی۔ پریم بتیسی حصہ دوم کے لیے میں نے کون کون سے قصّے تجویز کیے تھے۔ ان کی ایک فہرست مجھے بھیج دیجیے۔ مجھے یاد نہیں آتا۔ مسطر 21 سطری ہی ہونا چاہیے۔ اس مسطر پر حصہ اول چھپ رہا ہے۔ کاغذ میں نے حصہ اول کے لیے Ivory Finish ، 20 پونڈ لگایا ہے۔ اگر آپ بھی یہی کاغذ لگائیں تو دونوں حصوں میں یکسانیت آجائے۔ اور تب قیمت بھی یکساں رکھی جاسکے گی۔ گھٹیا کاغذ لگانا بے جوڑ ہوگا۔ میری شرطیں کیا تھیں۔ اس کی بھی ایک نقل درکار ہے، میرا حافظہ ناقص ہے اور یادداشت کا نوٹ بھی نہیں رکھتا۔ آج 'کہکشاں' دونوں ستمبر اور اکتوبر ملے۔ خوب ہیں۔ پڑھ کر تنقید کروں گا۔ بازارِ حسن کے تین سو صفحات ہوگئے۔ صرف دو سو اور باقی ہیں۔ آپ کو اگر فرصت ہو تو میں یہ 300 صفحات چلتا کروں۔ جب تک آپ دیکھیں گے کاتب لکھے گا۔ تب تک میں دو سو صفحات پورے کردوں گا۔ جو دو گھنٹہ روزانہ کے حساب سے ایک ماہ کا کام ہے۔ 'خونِ حرمت' پر حضرت تمدن کتنے برہم ہوئے۔ دیکھی آپ نے ان صاحبوں کی وسعتِ دل جہاں سوئی نہ چھبے وہاں شہتیر ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان کا جواب میں نے لکھ کر تمدن کے پاس بھیجا ہے۔ اگر چھاپا تو خیر۔ ورنہ زمانہ میں نکلے گا۔ جنوری سے رسالہ زمانہ میں رنگین تصویریں بھی ہوں گی۔ قبلہ سید ممتاز علی کے دماغ میں غالبًا فلسفیانہ مسائل کا ذخیرہ موجود ہے۔ ہر ماہ

نکلتا ہی آتا ہے۔ اس موضوع پر انھیں نہایت منقدانہ دستگاہ ہے۔ آپ نے مجھ سے کچھ جنوری کے لیے مانگا ہے۔ میں مستقل وعدہ نہیں کرسکتا۔ کیونکہ میں آج کل اپنے جدید ناول میں دل وجان سے لپٹا ہوا ہوں۔ اسے دسمبر 31 تک ختم کرنا چاہتا ہوں۔
زیادہ والسلام

جواب سے جلد یاد فرمایے گا۔

احقر، دھنپت رائے

(142)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 7 دسمبر 1919

بھائی جان، تسلیم!

پنڈت منوہر لال جوشی کو بھی خط لکھ دیا اور سکریٹری صاحب کو بھی۔ کل ایک درخواست بذریعے انسپکٹر روانہ کردوں گا۔ بہتر ہوتا کہ وہاں سے میرے پاس آفر آجاتا اور میں اسے اپنی درخواست کے ساتھ منسلک کرکے اپنا ڈیپوٹیشن کروا لیتا۔ یوں ابھی میری درخواست جائے گی تب وہاں سے کچھ ہاں نہیں کا فیصلہ ہوگا۔ تب پھر میں ڈیپوٹیشن کی درخواست کروں گا۔ مہینوں بیکار ہوگئے۔ مسٹر حیدر قریشی یہاں نارمل اسکول میں مدرس ہیں۔ قصہ جو انھوں نے بھیجا ہے ایک ہندی کہانی کا ترجمہ ہے۔ اس لیے آپ سرسوتی کا حوالہ ضرور دے دیں۔ وہ آئندہ بھی ترجمے کرکے بھیجتے رہیں گے۔ میں بھی دو چار دن میں اپنے ایک گریجویٹ دوست کی ترجمہ کی ہوئی ایک کہانی بھیجوں گا جو 'ڈیکنس' سے لی گئی ہے۔ 'پربھا' نے مضمون کا تقاضہ کیا ہے۔ اخبار نکلتے ہی آتے ہیں۔ 'پربھا' کی فرمائش کی تعمیل کررہا ہوں۔ باقیوں کو جواب ہے۔

کرینٹ پالیٹکس پر 20 دسمبر تک مضمون لکھتا مگر اس میں کانگریس کا حال ستمبر تک شامل ہوگا۔ یا کہیے وہ ہندستانی پالیٹکس سے کوئی تعلق نہ رکھے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(143)

بنام امتیاز علی تاج

گورکھپور، 16 دسمبر 1919

جناب مشفقی، تسلیم!

پروف اور نوازش نامہ کئی روز گزرے ملے۔ کاغذ بُرا نہیں ہے اسی پر چھپنے دیجیے۔ چھپے ہوئے فارم کو رد کردینے سے نقصان ہوگا۔ میرا کاغذ اس سے کہیں بہتر ہے۔ لیکن کوئی مضائقہ نہیں۔ سستا کاغذ رہے گا تو کتاب بھی ارزاں ہوگی۔ مسطر وہی رہنا چاہیے۔ مگر کاتب کو تاکید کردی جائے کہ مکالمے ہمیشہ نئی سطروں سے شروع کیا کرے۔ قصوں کی فہرست ضرور روانہ فرمایئے گا۔ 'کہکشاں' ستمبر اور اکتوبر دونوں ملے۔ بہترین مضمون مولانا صاحب قبلہ کا ہے۔ ان موضوعات پر ایسے واضح مضامین میری نظر سے نہیں گزرے۔ 'حجابِ الفت' خوب ہے۔ ہاں پلاٹ کمزور ہے اور کہیں کہیں سلاست بیان قائم نہیں رہنے پائی ہے۔ دیگر مضامین اوسط درجے کے ہیں۔ 'بنو عباد' بالکل تاریخی مضمون ہے۔ اس سے عوام کو کیا دلچسپی ہوگی؟ میں عنقریب چارلس ڈکنس کا ایک قصہ خدمت میں بھیجوں گا۔ نادر قصہ ہے۔ ترجمہ مکمل ہے۔ عدیم الفرصتی کے باعث ایک صاحب سے نقل کرا رہا ہوں۔ بتیسی کا کام جاری رکھیے گا تاکہ حصہ اول و دوم ساتھ ساتھ نکلیں۔ 'بازارِ حسن' کی کاپی بھی قصہ موعودہ کے ساتھ روانہ خدمت ہوگی۔

'ایک رات' مجھے پسند آیا۔ زورِ بیان ہے۔ تشبیہات نادر رسائی فکر کی داد دیتا ہوں۔ کچھ خوابِ پریشاں سے ملتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ تشبیہیں بھی بہت خوب ہیں۔

نیاز مند،

دھنپت رائے

(144)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 21 دسمبر 1919

بھائی جان، تسلیم!

لفافہ ملا۔ مشکور ہوا۔ میں ڈی.اے.وی. کمیٹی کے فیصلے کا منتظر ہوں۔ مایوسی کی کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے وہاں کوئی زیادہ مالی نائدہ نہ تھا۔ یہاں غالبًا اپریل سے سو روپے ملنے لگیں گے۔ اس لیے کانپور میں 130 تک آنا میرے لیے فائدے کی صورت نہیں ہے۔ میں 150 سے کم پر جانا منظور نہ کروں گا۔ اس سے بحث نہیں کہ کون اسکول ہے۔ مگر مارواڑی اسکول میں اس کی گنجائش ہو تو آپ وہاں بھی میری تجویز کرنے کی تکلیف اٹھائیے۔ 'زمانہ' آب و تاب سے نکل رہا ہے۔ زہے نصیب۔ میرے خیال میں چار روپے کا ایڈیشن جیوں کا تیوں رہنے دیجیے۔ ورنہ اشاعت میں کمی ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ سُپیریر ایڈیشن چھ روپے کا نکال سکتے ہیں۔ ایک خط چھپوا کر دسمبر میں درج کرا دیجیے کہ جو لوگ چھ روپے کی ذیل میں خریدار ہوں گے انھیں کیا فائدے ہوں گے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ رنگین تصویریں صرف عالی ایڈیشن میں لگائی جائیں اور قسم دوم بلا تصویر رہے۔ اس کے سِوا مجھے تو اور کوئی صورت نہیں نظر آتی۔

میں نے ابھی تک کرینٹ پالیٹکس پر کچھ نہیں لکھا۔ مجھے 'زمانہ' کی پالیسی پر نظر ڈالتے ہوئے کچھ لکھنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ میں پیس ڈکلریشن کا تو آمداً ذکر نہ کروں گا لیکن رفارم اسکیم کا ذکر نہ کرنا غیر ممکن ہے۔ اور اسکیم یا ایکٹ کے متعلق میں مسٹر چنتامنی وغیرہم سے متفق نہیں ہوں۔ میرے خیال میں متعدل پارٹی اس وقت ضرورت سے زیادہ مغرور اور نازہ ہے حالانکہ اصلاحوں میں اگر کوئی خوبی ہے تو صرف یہ کہ تعلیم یافتہ جماعت کو کچھ آسانیاں زیادہ مل جائیں گی اور جس طرح یہ جماعت وکیل بن کر رعایا کا خون پی رہی ہے اسی طرح آئندہ یہ حاکم ہوکر رعایا کا گلا کاٹے گی۔ اس کے سوا اور کوئی جدید اختیار نہیں دیا گیا۔ جو اختیارات دیے گئے ہیں ان میں

بھی اتنی شرطیں لگا دی گئی ہیں کہ ان کا دینا نہ دینا برابر ہوگیا ہے۔ ایسی حالت میں میں 'زمانہ' میں کیا لکھوں گا۔ میں اب قریب قریب بالشویک اصولوں کا قائل ہوگیا ہوں۔ آپ کی کیا رائے ہے؟ لکھوں یا اپنے لیے کوئی دوسرا مد لے لوں۔ وہ مد یہ ہوسکتی ہے — ہندی اخبارات اور رسائل۔ ان پر چند صفحوں میں رائے زنی کردیا کروں۔

'حسنِ فطرت' مثنوی روانہ خدمت کرتا ہوں۔ یہ عبرت مرحوم کی بہترین مثنوی ہے۔ اسے آپ تین چار نمبروں میں شائع کردیں تو اچھا ہو۔ غالباً مقبول ہوگی۔

پریم بتیسی معلوم نہیں کس حالت میں ہے۔ چھپ رہی ہے یا کام بند کردیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا نومبر میں نکلے گی۔ دسمبر ختم ہوگیا۔ حصہ دوم کے کئی فرمیں چھپ چکے ہیں۔ حالانکہ ان کا کاغذ گھٹیا ہے۔

میں نے امرتسر کا ارادہ ترک کردیا۔ تعطیل میں بیٹھ کر چھٹی مناؤں گا اور اپنا نیا ناول لکھوں گا۔

باقی سب خیریت ہے۔ امید ہے کہ آپ کی طرف سب چین چان ہوگی۔

نیازمند، دھنپت رائے

(145)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 30 دسمبر 1919

بھائی جان، تسلیم!

مجھے یاد نہیں آتا کہ حصہ اول کے کون سے دو قصے آپ کو درکار ہیں۔ یا تو ان کے نام سے مطلع کیجیے تاکہ یہاں تلاش کروں، شاید نکل آویں۔ ورنہ دو نئے قصے جو اس ماہ میں 'کہکشاں' اور 'زمانہ' میں نکلنے والے ہیں ('دفتری' کہکشاں، 'آتمارام' زمانہ) شامل کردیجیے۔ نام مجھے بتیسی ہی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ بھوج بتیسی اور بیتال پچیسی موجود ہیں۔ ہمارے یہاں عددی ناموں کا پرانا رواج ہے۔ ست سئی، ہنومان چالیسا، شُک بہتری، الف لیلیٰ وغیرہ۔ ایک قصے کا نام لکھ دینے سے پتہ نہیں چلتا کہ مجموعہ میں کل

کتنے قصے ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ لاہور میں بھی کاغذ بیس ہی پونڈ کا لگے۔ میں نے لاہور والوں سے پندرہ فیصدی رائلٹی نقد طے کی ہے۔ انھوں نے تین کہانیاں چھاپ بھی لی ہیں۔ 'زمانہ' پھر پرانی شان کو رندہ کرسکے تو کیا کہنا۔ میں Current Politics اپنے ذمہ لینے کو تیار ہوں۔ آئندہ سے اخباروں کو زیادہ غور سے دیکھوں گا۔ امرتسر چلنے کا تو جی چاہتا ہے۔ شاید روپیہ بھی مل جائے۔ پریم بتیسی کے گجراتی ایڈیشن سے سو روپیہ کا آفر آکر رکھا ہوا ہے۔ لیکن تکلیف کا خیال کرکے رُک جاتا ہوں۔ پیچش نے مجھے بالکل نکما کردیا۔ جہاں رہوں میرے لیے ایک بیت الخلاء الگ چاہیے جس پر میں بلا مداخلتِ غیر تصرف رکھوں۔ کوئی صاحب مزاحم نہ ہوں۔ امرتسر یا کہیں پردیس میں یہ بات ممکن نہیں۔ جب طبیعت ہی کسل مند رہی تو لطف کیا آئے گا۔ کسی طرح بھاگنے کے لیے طبیعت بیتاب رہے گی۔ ایسی حالت میں پڑا رہنا ہی بہتر ہے۔ میں ڈی.اے.وی. اسکول کمیٹی کے فیصلے کا انتظار کر رہا ہوں۔ اور انتظار کی حالت آپ جانتے ہی ہیں کتنی پریشان کن ہوتی ہے۔ آپ نے اس امر میں جو کوشش کی ہے یا کریں گے اس کے لیے ممنون ہوں۔ 125 پر آنے میں مجھے کوئی خاص نفع نہیں ہے۔ ہاں یہاں کی آب وہوا اور ماتحتی سے نکلنا مقصود ہے۔ اس لائن میں رہ کر میں ابھی دس سال سے کم میں ہیڈماسٹر نہیں ہوسکتا۔

اور کیا عرض کروں۔ والسلام

دھنپت رائے

(146)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 9 جنوری 1920

بھائی جان، تسلیم!

کارڈ ملا تھا۔ آپ بخیریت واپس آگئے۔ پرماتما کرے آپ کو مقدمے سے جلد فرصت ہو جائے۔ میری صحت ان دنوں بے حد خراب ہورہی ہے۔ مستقل طور پر کچھ

لکھ نہیں سکتا۔ میں نے سوچا ہے زمانہ کے لیے موجودہ واقعاتِ عالم کے بجائے میں ہندی رسائل کا ماہوار ریویو کردیا کروں۔ پربھا، ایشار، سرسوتی، شاردا، سوارتھ وغیرہ رسالے یہاں مجھے مل جاتے ہیں۔ ان پر پانچ چھ صفحات کا ریویو ہوجائے کرے تو کیسا ہو۔ اس سے ہندو سماج میں زمانہ مقبول ہوسکے گا۔ فرمایے گا۔

مجھے اب پریم بتیسی کے لیے آپ کب تک منتظر رکھیں گے؟ نومبر گزرا، دسمبر گزرا، جنوری بھی گزری جاتی ہے۔ کوئی تاریخ معین کر دیجیے اور اس تاریخ تک کسی نہ کسی طرح کتاب نکل جائے۔ غیر معین انتظار سے تکلیف ہوتی ہے۔ روپیہ پھنسا ہوا ہے وہ الگ۔ کچھ روپیہ ملے تو اور کچھ چھپوانے کا ارادہ کروں۔ بازارِ حُسن میں نے ابھی تک کسی کو نہیں دیا۔ خود ہی چھپوانا چاہتا ہوں۔ براہِ کرم فروری تک پریم بتیسی کا حصہ اوّل نکال دیجیے۔ مر جاؤں گا تو آپ Posthumous ایڈیشن کیا نکالیں گے جب زندگی میں زندہ ایڈیشن نہیں نکالتے۔ آخر تردّد کیا ہے۔ کیا مطبع ہی کی جانب سے دیر ہورہی ہے یا اور کوئی بات ہے۔ اب تو قصّے بھی سب پورے ہوگئے۔ اس کا حتمی جواب مجھے دیجیے۔ حصہ دوم غالبًا اوّل سے پہلے نکل جائے گا۔ یہ طُرفہ بات ہوگی۔ امید ہے بچے بخیر وعافیت ہوں گے۔

والسلام دھنپت رائے

(147)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 3 فروری 1920

بھائی جان، تسلیم!

کارڈ ملا۔ جنوری کا پرچہ ملا۔ لیکن مفصل خط نہ ملا۔ خیر آپ عدیم الفرصت ہوں گے۔ میں نے آسکر وائلڈ کی ایک دلچسپ کہانی ترجمہ کرلی ہے۔ شاید کل تک ختم ہوجائے۔ سید بشیر حیدر قریشی اسے صاف کررہے ہیں۔ مضمون طولانی ہے۔ زمانہ کے 30 صفحات سے کم نہ ہوگا۔ آپ کے پاس بھیجوں؟ جواب سے جلد سرفراز کیجیے گا۔

پریم بتیسی حصہ اول غالباً چھپ رہی ہوگی۔ میں امید کرتا ہوں کہ ایک مارچ کو میری آنکھیں اس کے درشن کریں گی۔ کل پانی برسا۔ آج خوب سردی ہے۔

اور تو کوئی تازہ حال نہیں ہے۔

نیازمند، دھنپت رائے

(148)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 4 فروری 1920

بھائی جان، تسلیم!

کل ایک عریضہ ارسال کرچکا ہوں۔ اس وقت ضرورتِ تحریر یہ ہے کہ پریم بتیسی حصہ دوم کے لیے ذیل کے حصوں کی اشد ضرورت ہے۔ براہِ کرم دفتر سے نکلواکر دفترِ کہکشاں کو بھجوا دیجیے اور مجھے اس تکلیف دہی کے لیے معاف کیجیے۔ میرے فائل سے کوئی صاحب اُڑا لے گئے۔

(1) ایمان کا فیصلہ

(2) فتح

(3) دُرگا کا مندر

بقیہ سب خیریت ہے۔ پہلے کارڈ کا جواب دیجیے گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(149)

بنام امتیاز علی تاجؔ

11 فروری 1920

بھائی جان تسلیم!

خطوط کا جواب دینے مَیں دیر ہوئی۔ معاف کیجیے گا۔ 'اصلاح' حسب وعدہ ارسالِ

خدمت ہے۔ اسے آپ کہانی کی نگاہ سے نہیں خیالات کی نگاہ سے دیکھنے کی عنایت کیجیے گا۔ چند نظمیں منشی گورکھ پرشاد عبرتؔ مرحوم کی بھی ارسال ہیں۔ پسند آئیں تو درج کیجیے گا۔ جنوری نمبر ملا۔ حسبِ معمول قبلہ ممتاز علی صاحب کا مضمون بہترین ہے۔ بحثیت مجموعی بہت ہی اچھا نمبر ہے۔ نظم کا حصہ خاص طور پر دل کش ہے۔ تپشؔ اور نشترؔ کی غزلوں میں خوب لطف آیا۔

بازارِ حسن کا گجراتی ایڈیشن نکل رہا ہے۔ خوب خوب تصویریں نکل رہی ہیں۔ آپ چاہیں گے تو بلاک دلوا دوں گا۔ مصور ایڈیشن نکل جائے گا۔ اور ارزاں۔

'درگا کا مندر' 'ذخیرے' میں چھپا تھا۔ 'ذخیرے' کے فائل میں دیکھیں مل جائے تو بہتر ورنہ مجھے اطلاع دیجیے۔ نقل کرکے بھیج دوں۔

'نیکی کی سزا' ہندی میں نکلا تھا۔ اس کا مسودہ بھی میرے پاس ہے۔ صرف نقل کرنے کی ضرورت ہے۔ 'ایمان کا فیصلہ' اور 'فتح' آپ کی خدمت میں پہنچ گئے ہوں گے۔ عجلت میں ہوں معاف کیجیے گا۔

نیازمند، دھنپت رائے

(150)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 18 فروری 1920

بھائی جان، تسلیم!

کاغذ کے متعلق کل خواجہ صاحب کو کارڈ لکھ چکا ہوں۔ 14 پونڈ ٹیٹاگڑھ لگوادیں اور قیمت سے مجھے مطلع کریں۔

مارواڑی اسکول میں اسسٹنٹ ٹیچری مجھ منظور نہیں ہے۔ خواہ کتنی ہی تنخواہ ملے۔ وہی حالت تو یہاں بھی ہے۔ یہاں فرصت بہت زیادہ ہے۔ ہیڈ ماسٹر نہایت معقول۔ کروں گا تو ہیڈ ماسٹری۔ اور اسسٹنٹ رہنا ہو تو یہاں بڑے مزے میں ہوں۔

مجھے یہاں معہ مکان کے 120 روپے ملتے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس لیے خواہ مخواہ ڈانواں ڈول کیوں ہوں۔ جولائی سے غالباً میموریل کا کچھ نتیجہ ہوا تو مجھے کچھ اور مل جائے گا۔ وہاں سے بہتر حالت رہے گی۔ آپ کو میری فکر ہے۔ اس سے البتہ قلب کو سرور ہوتا ہے۔ اس کے لیے میرا ایک ایک رویاں آپ کا مشکور ہے۔ پرماتما کرے آپ کو جلد موجودہ کشمکش سے نجات ہو۔ میرا دوسرا ناول 'ناکام' عنقریب اختتام ہے وہ پورا ہو جائے تو نوبت رائے کی طرف متوجہ ہوں اور قصے بھی لکھوں۔ ہندی کا آج کل بہت کام کرنا پڑتا ہے۔ یہ ناول بھی ہندی میں چھپے گا۔ اردو میں اس کا حشر کیا ہوگا۔ معلوم نہیں۔ بازارِ حسن البتہ چھپ جائے گا۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(151)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 2 مارچ 1920

بھائی جان، تسلیم!

ہولی مبارک ہو۔ پرماتما اہل و عیال کو خوش و خرم رکھے۔

آپ کی شفقت کا طالب

دھنپت رائے

(152)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 11 مارچ 1920

بھائی جان، تسلیم!

خط ملا۔ بیشک امدادی اسکولوں میں کارگزاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ صیغہ عنقریب مستقل ہونے والا ہے۔ اس لیے امید ہے کہ شاید آئندہ اس قسم کی

کارگزاری کے مقابلہ میں خاص تعلیمی کام کی زیادہ قدر کی جائے۔ آپ کے صدمات اور پریشانیوں پر بہت رنج ہوتا ہے۔ کیا کروں۔ میں اسی لیے تو کانپور آنا چاہتا تھا کہ مل کر کچھ کام کرسکتے۔ یہاں چاہوں تو پریس بھی کھولوں۔ اخبار بھی نکالوں۔ ہمدردوں کے تقاضے ہورہے ہیں۔ لیکن میں ٹالتا آتا ہوں۔ اخبارنویسی کی تردّدات کی برداشت کا خیال مارے ڈالتا ہے۔ ماسٹری میں وہ گرمی شہرت نہ سہی، روزی تو چلتی ہے۔ اگر کانپور آگیا تو ہم اور آپ مل کر کچھ کام کرسکیں گے۔ ورنہ اس کی اور کیا صورت ہے۔ مہتاب رائے کلکتہ کے اس چھاپے خانہ میں جس کے مالک میرے دوست مسٹر پوددار ہیں، منیجر ہیں۔ 60 روپے ماہوار پاتے ہیں اور پوددار کا ارادہ ہے کہ انھیں نفع میں کچھ حصہ بھی دے دیں۔ بجز فاصلہ کے اور انھیں یہاں بلا لوں گا۔ وہ کام سے خوب واقف ہوگئے ہیں۔ مضمون نویسی ترک نہیں کی ہے اور نہ کروں گا۔ لیکن آج کل بازارِ حسن کی ترتیب میں مصروف ہوں۔ ابھی تک 'ناکام' میں مصروف تھا۔ بازارِ حُسن اب پریس جارہا ہے۔ اس کے بعد 'ناکام' میں ہاتھ لگے گا۔ پہلے ہندی ایڈیشن نکلے گا۔ صحت ایسی خراب ہے کہ زیادہ کام کرنے کی مہلت نہیں دیتی تاہم جلد ہی کچھ بھیجتا ہوں۔ 'روئے سیاہ' تیار کرچکا ہوں۔ صرف صاف کرنا باقی ہے۔ بابو رگھوپت سہائے اپنی مالی تردّدات سے پریشان ہیں۔ ان سے بھی کہہ رہا ہوں مگر میرا 'روئے سیاہ' جلد ہی جائے گا۔ امید ہے کہ بچے خوش ہوں گے۔ یہاں سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(153)

بنام امتیاز علی تاج

گورکھپور، 24 مارچ 1920

مشفقی تسلیم!

یہ **خموشی کیوں؟ دو خط لکھے** جواب ندارد۔ 'پریم پورنیا' نذر کی۔ رسید ندارد۔ سخت تردّد ہے۔ **جلد روانہ کیجیے۔** مارچ کا رسالہ دیکھا۔ مولانا راشد اور حضرت نیاز

دونوں صاحبوں کے مضامین قابلِ داد ہیں۔ خوب لطف آیا۔ منصوری چلنے کی دعوت دی تھی۔ میں تیار ہوں مگر آپ دعوت کرکے بھول گئے۔ جلد فیصلہ کیجیے تاکہ ادھر سے مایوسی ہو تو میں دہرہ دون جانے کا ارادہ کرلوں۔ اور تو کوئی حال تازہ نہیں۔ پریم بتیسی کا کیا حال ہے؟ کتنی ہوئی اور کتنی باقی ہے۔ بازارِ حسن کے اب کل 38 صفحات باقی ہیں۔ 1 اپریل کو آپ کے پاس رجسٹرڈ پہنچ جائیں گے۔

والسلام　　　　　　　　　　　　　　　　　　دھنپت رائے

(154)

بنام امتیاز علی تاج

گورکھپور نارمل اسکول، 2 اپریل 1920

جناب مشفقی، تسلیم!

مفصل خط ملا۔ پریم بتیسی کی طباعت ابھی شروع نہیں ہوئی۔ کاغذ سے مجبوری ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ تاحدِ امکان کوشش کریں گے۔ تصاویر کا میں بہت گرویدہ ہوں۔ اس سے بچے خوش ہوسکتے ہیں۔ مگر اہلِ مذاق کو تصاویر کی ضرورت نہیں۔ میں کبھی اس جھمیلے میں نہیں پڑنا چاہتا۔ اپنے قصص کا مجموعہ ضرور شائع کیجیے۔ مجھے یقین ہے مقبول ہوگا۔ کل کی ڈاک سے بازارِ حسن بذریعہ رجسٹرڈ پیکٹ خدمت میں پہنچے گا۔ ختم ہوگیا۔ پیکٹ بنا ہوا تیار ہے۔ آج ڈاک خانہ بند ہے۔ آپ اسے ایک بار سرسری طور پر دیکھ جائیں۔ اور تب اس کے متعلق مجھے اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔ اب کے ہندی کے مشہور رسالہ سرسوتی میں اس پر ایک تبصرہ نکلا ہے۔ اگر وہاں کہیں پرچہ ملے تو مارچ نمبر میں دیکھیں۔ پریم بتیسی جلد اول کے بارہ فرمے چھپ چکے ہیں۔ شباب اردو نے مجھے یاد کیا ہے۔ لیکن یہاں فرصت کہاں؟ بن پڑے گا تو کچھ لکھوں گا۔ کہکشاں کے لیے ابھی تک کوئی مضمون نہیں لکھ سکا۔ مگر جلد شروع کروں گا۔ جواب سے جلد سرفراز فرمایئے گا۔

نیازمند، دھنپت رائے

(155)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 4 اپریل 1920

بھائی جان، تسلیم!

میں نے یہاں سے عبرت مرحوم کی مثنوی 'حسنِ فطرت' روانہ کی تھی۔ وہ 'زمانہ' میں ابھی تک نہیں نکلی۔ بابو رگھوپتی سہائے دریافت کرتے ہیں کہ آپ اسے کب تک شائع کرنے کا قصد رکھتے ہیں۔ اگر آپ کسی سبب سے زمانہ میں جگہ نہ دے سکیں تو اسے واپس فرمادیں کیونکہ یہاں ان کے پاس ان کی کوئی نقل نہیں ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ میں مضامین کے متعلق ابھی تک اپنا وعدہ پورا نہ کرسکا۔ ہندی رسائل کے تقاضوں کے مارے ناک میں دم ہورہا ہے۔ لیکن مضمون تیار رکھا ہے۔ صرف صاف کرنے کی دیر ہے۔ اس کی بھی مہلت نہیں ملتی۔ مثنوی کے متعلق خیال سے مطلع فرمایئے گا۔

والسلام،

آپ کا، دھنپت رائے

(156)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 14 اپریل 1920

بھائی جان، تسلیم!

ایک کارڈ لکھا تھا۔ اس کے بعد ایک مختصر سا مضمون بھیجا مگر جواب سے سرفراز نہیں ہوا۔ ادھر رگھوپتی سہائے کے تقاضوں کے مارے ناک میں دم ہے۔ منشی گورکھ پرساد صاحب مرحوم کی مثنوی 'حسنِ فطرت' کے متعلق آپ نے کیا فیصلہ فرمایا ہے۔

جلد مطلع فرمایے گا۔ امید ہے کہ معہ عیال خوش و خرم ہوں گے۔ یہاں سب پرماتما کا فضل و کرم ہے۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(157)

بنام امتیاز علی تاج

گورکھپور نارمل اسکول، 14 اپریل 1920

مخمی تسلیم!

مفصل خط ملا۔ لیکن مفصل جواب اس وقت دوں گا جب آپ بازارِ حسن تمام و کمال پڑھ لیں گے۔ اس کے متعلق آپ نے جو کچھ فرمایا وہ سب آپ کی قدرافزائی ہے۔ میں بہت ممنون ہوں گا اگر جناب اس پر اپنی مفصل تبصرانہ رائے سے مجھے مطلع فرمادیں۔ اس میں ناراض ہونے کی کون سی بات ہے۔ نقاد ہیں کہاں؟ مجھے تو اس کی آرزو رہتی ہے کہ کوئی مجھے خوب نیک و بد سمجھائے۔ اس کی طباعت کے حق الخدمت وغیرہ کے متعلق آپ مجھ سے کہیں بہتر فیصلہ کرسکتے ہیں۔ قبلہ سید ممتاز علی صاحب کو میری جانب سے ثالث بنا لیجیے گا۔

مقدمہ آپ کے لیے لکھ رہا ہوں۔ مئی میں درج ہوسکے گا۔

والسلام

دھنپت رائے

(158)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 20 اپریل 1920

بھائی صاحب، تسلیم!

غالباً اب آپ کو ڈسٹرکٹ کانفرنس کی مصروفیت سے نجات ہوگئی ہوگی۔ میں، آپ اور مسٹر نارائن پرساد نگم کی سلامت روی کا قائل ہوں۔ آپ کو داد دیتا ہوں۔

اس کے قبل دو چٹھیاں لکھ چکا ہوں۔ مثنوی 'حسنِ فطرت' کے متعلق آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ اگر اس کی اشاعت منظور نہیں ہو تو براہِ کرم اسے مسٹر رگھوپتی سہائے، لکشمی بھون، گورکھپور کے پتے سے واپس فرمادیں۔ میرا مدرسہ 1 مئی کو بند ہوگا۔ ارادہ کرتا ہوں کہ کانپور میں آکر نیاز حاصل کروں لیکن اس کے قبل ایک ماہ تک رشی کیش رہنے کا قصد ہے۔ پریم بتیسی کی تیاری میں اب کتنی دیر ہے؟ کتنے فرمیں چھپ چکے ہیں؟ براہِ کرم جوابِ خط سے ممتاز فرمادیں۔ میں 1 کو یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اگر جوابِ خط میں دیر ہو تو میرا پتہ نوٹ فرمالیں :

ڈاک خانہ رام پور، گاؤں رام پور، ضلع اعظم گڑھ۔

میں 10 مئی تک اس موضع میں رہوں گا۔ امید کہ آپ مع عیال خوش ہوں گے۔

احقر، دھنپت رائے

(159)

بنام امتیاز علی تاج

گورکھپور، 22 اپریل 1920

مشفق من، تسلیم!

نوازش نامہ ملا۔ مشکور ہوں۔ بازارِ حسن آپ شائع کریں۔ شرائط کے متعلق یہ عرض ہے۔

(1) کہ آپ پہلے ایڈیشن کے لیے مجھے 20 فیصدی رائلٹی عطا فرمائیں۔ پہلا ایڈیشن 1200 نسخوں کا ہو۔ غالباً ایک روپیہ آٹھ آنے قیمت رکھی جائے۔ مجھے 240 جلدیں ملیں گی۔ یہ جلدیں خواہ مجھے جلدوں کی صورت میں دے دی جائے یا روپیہ کی صورت میں۔ روپیہ کی صورت میں دینے سے وہی کمیشن جو میں کسی دوسرے بک سیلر مثلاً رسالہ زمانہ کو دوں گا۔ آپ کو وضع کردوں گا۔ اگر آپ اسے پسند نہ فرمائیں تو مجھے جلدیں ہی دے دیں۔ میں کسی طرح بیچ یا بکوا لوں گا۔ اگر ان صورتوں میں کوئی پسند نہ ہو تو مجھے پہلے ایڈیشن کے لیے 250 روپے عطا فرمائیں۔ ہندی میں مجھے 500

ملے تھے۔ گجراتی ایڈیشن کے 100 ملے۔ آپ جس طرح چاہیں فیصلہ کریں۔ 250 روپے غالباً ضرورت سے زیادہ مطالبہ نہیں ہے۔ میری ڈیڑھ سال کی محنت اور خامہ فرسائی کا نتیجہ یہ کتاب ہے۔ اگر یہ شرطیں آپ کو ناگوار معلوم ہوں تو اپنی مرضی کے مطابق کتاب شائع کرکے مجھے جو چاہیں دے دیں۔ مجھے یہ سخت ذلت معلوم ہوتی ہے۔ اپنی کتاب لیے لیے پبلشروں کی خوشامد کرتا پھروں۔

(2) پریم بتیسی حصہ دوم کا قصہ 'خونِ عزت' ملفوف ہے۔ پہلا حصہ عنقریب تیار ہے۔ دوسرا حصہ بھی جلد نکلے تو بہتر۔ معلوم نہیں کاغذ دستیاب ہو یا نہیں۔ میرے پبلشر (ہندی) کلکتہ سے آپ کے لیے ہر ایک قسم کا کاغذ سمپل کے ساتھ بھیجنے پر آمادہ ہیں۔ نصف قیمت پیشگی درکار ہوگی۔ اگر آپ اسے منظور فرمالیں تو کاغذ کا آرڈر وغیرہ اس پتے پر دے سکتے ہیں۔ میرا حوالہ دینا ضروری ہوگا۔

Shriyut Mahabir Prasad Jee Potdar
Book Sellers and Publishers
Hindi Pustak Agency
No. 126, Harison Road, Calcutta

(3) منشی گورکھ پرساد صاحب عبرت مرحوم کی نظم 'یادرفتگاں' آپ نے شائع کی۔ اس کے لیے شکریہ قبول فرمایئے۔ ابھی ان کا کلام آپ کے یہاں غالباً 5 غزلیں اور دو نظمیں اور ہیں۔ انھیں بھی بالالتزام شائع کردیں۔ اور ان نمبروں کی ایک ایک کاپی براہِ کرم ذیل کے پتے سے ارسال فرمائیں۔

Babu Raghupati Shaia B.A.
Lakshmi Bhawan, Gorakhpur

یہ صاحب زندہ دل آدمی ہیں اور امید ہے کہ اپنی تردّدات سے فرصت پاکر کہکشاں کی کچھ خدمت کرسکیں گے۔ اس کلام کی اشاعت کا منشا صرف یہ ہے کہ رسائل میں طبع ہوجانے کے بعد اس کی کتابی صورت شائع ہو۔ اس لیے جس قدر جلد ممکن ہوسکے انھیں آپ نکال دیں آج کل قلم بالکل سست ہے۔ ایک قصہ ادھورا پڑا ہوا ہے۔ صبح کا مدرسہ ہوگیا ہے۔ دس بجے لوٹ کر پھر چار بجے تک بیٹھنے کی ہمت

نہیں ہوتی اور یہ وقت اخبار بنی کا ہے، نہ کہ حقیقت کا۔ زیادہ والسلام۔ جواب خط سے جلد سرفراز فرمائیں۔

نیازمند، دھنپت رائے

(160)

بنام امتیاز علی تاجؔ

کانپور، 27 مئی 1920

جناب مکرم و مشفق من، تسلیم!

مجھے کئی دن ہوئے آپ کا ایک کارڈ ملا تھا۔ اس وقت میں موضع رام پور میں تھا۔ کئی تردّدات کے باعث جواب نہ دے سکا۔ معاف فرمایے گا۔ اس تعطیل میں کچھ نہیں لکھ سکا۔ اس وجہ سے تعمیل ارشاد سے قاصر ہوں۔ ہاں وعدہ کرتا ہوں کہ 15 جون تک کچھ نہ کچھ ضرور روانہ کروں گا میرا کہکشاں معلوم نہیں کہاں کہاں ٹھوکریں کھاتا ہوگا۔

بازارِ حسن کے متعلق، آپ اسے اگر ہمیشہ کے لیے چاہتے ہیں تو مجھے کوئی عذر نہیں ہے۔ میں اردو پبلک سے واقف ہوں۔ یہاں ہمیشہ کے معنی ہیں، زیادہ سے زیادہ تین ایڈیشن اور وہ دس سالوں میں یا اس سے بھی زیادہ۔ اس لیے میں ایسی شرطیں ہرگز نہیں پیش کرسکتا جو نامعقول ہوں۔ میرے خیال میں پہلے ایڈیشن کے لیے آپ 20 فیصدی رکھیں اور بقیہ دو ایڈیشنوں کے لیے 10 فیصدی یعنی کل رقم 350 روپے ہوتے ہیں۔ یہ حساب میں نے کل امور کو مدِنظر رکھ کر پیش کیا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ کو یہ ناگوار نہ ہوگا۔

آپ کے مجموعہ کی نسبت کیا رائے طے پائی۔

پریم بتیسی حصہ اول کے 112 صفحات چھپے ہیں۔ ابھی 80 صفحات باقی ہیں۔ حصہ دوم کی کتابت ختم ہوگئی یا نہیں۔ کاغذ آج کل بے حد گراں ہورہا ہے۔ ایک تو یہ کام یونہی نقصانات سے پُر تھا۔ اس پر یہ مزید آفتیں شاید اسے تباہ کرکے ہی چھوڑیں۔

مجبوراً نفاست کے خیال کو ترک کرنا پڑے گا۔ میرے خیال میں تصنیف کی اشاعت کو نفاست پر قربان نہ کرنا چاہیے۔

'شباب اردو' نکلا ضرور۔ مگر میری نظر سے ابھی تک نہیں گزرا۔ حضرت تپش نے بھیجا ہے۔ کہیں گورکھپور میں پڑا ہوگا۔ یہاں دفتر 'زمانہ' میں بھی اس کا پتہ نہیں۔ خیر پھر دیکھ لوں گا۔ اردو میں کتابیں بہت کم بکتی ہیں۔ معلوم نہیں یہ میرا ہی تجربہ ہے یا اور لوگوں کا۔

پریم پچیسی حصہ دوم کی جلدیں اگر درکار ہوں تو میں آپ کے پاس بھجوادوں۔ کسی طرح یہ ایڈیشن ختم ہوجائے۔ تو دوسری بار زیادہ احتیاط اور صفائی سے چھپوانے کی کوشش کی جائے۔

ا،ر تو کوئی تازہ حال نہیں۔

یہاں جیٹھ کے مہینے میں بارش ہوگئی۔ اپریل میں دو چار دن گرمی ہوئی تھی۔ مگر 10 مئی ۔ ۔ پھر راتیں سرد ہوتی ہیں۔ اور دن کو بھی لو کا پتہ نہیں۔ ارادہ تھا کہ دہرہ جاؤں۔ مگر جب یہیں دہرہ ہورہا ہے تو خواہ مخواہ سفر کی زحمت کون اُٹھائے۔ ہاں کہہ نہیں سکتا کہ جون کیا رنگ لائے۔ بجھکڑوں کا گمان ہے کہ جون میں شدت کی گرمی ہوگی۔

والسلام

دھنپت رائے

(161)

بنام دیانرائن نگم

دہرہ دون، 6 جون 1920

بھائی جان، تسلیم!

آج کئی دن کے بعد آپ کو خط لکھنے بیٹھا ہوں۔ معاف کیجیے گا۔ میں ہردوار، کنکھل، رشی کیش وغیرہ ہوتا ہوا آج دہرہ دون آگیا اور بہت جلد یہاں سے بھاگنے کا قصد رکھتا ہے۔ میری طبیعت دورانِ سفر میں زیادہ خراب ہوگئی۔ بجائے اس کے کہ

آب وہوا کو تبدیل سے کچھ فائدہ ہوتا، اُلٹا اور نقصان ہوا۔ مجھے یہاں یہ تجربہ ہوا کہ بغیر ملازم کے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ہردوار اور کنکھل اور رشی کیش میں بہت اچھے اچھے دھرم شالے موجود ہیں۔ وہاں آپ بہت آرام سے رہ سکتے ہیں لیکن اپنا آدمی ساتھ رہنا ضروری ہے ورنہ تکلیفیں ہونے لگتی ہیں۔ کھانا بازار سے بھی ہوسکتا ہے لیکن بہت معمولی۔ روٹی اور دال، کوئی ایک ترکاری، خرچ زیادہ نہیں۔ چار آنے میں سیر ہوسکتے ہیں۔ یہاں دہرہ دون میں بھی وہی آدمی کی ضرورت محسوس ہورہی ہے۔ اگر مستورات کے ساتھ ہردوار کا سفر کیجیے تو خاص لطف آئے۔ ہردوار نہایت پُرلطف اور پُرفضا جگہ ہے۔ اور تو کوئی خاص امر نہیں۔ میں دو تین دن میں یہاں سے دہلی، آگرہ ہوتا ہوا جلد ہی واپس آجاؤں گا۔ سخت تکلیف ہورہی ہے۔

والسلام، دھنپت رائے

(162)

بنام امتیاز علی تاج

Rest House
Near Railway Station Dehradun
6-6-20

مشفقی من، تسلیم!

میں آج کل کنکھل، رِشی کیش وغیرہ کا سفر کرتا ہوا ڈیرہ دون آپہنچا۔ میں نے کنکھل سے ایک خط آپ کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ معلوم نہیں پہنچا یا نہیں۔ مجھے اس کا جواب نہیں مِلا۔ آپ اِدھر آنے کا قصد رکھتے ہوں تو براہِ کرم مجھے ایک معمولی تار سے مطلع فرمایئے۔ تاکہ آپ کا انتظار کروں۔ ورنہ میں بہت جلد یہاں سے چلا جاؤں گا۔ میری طبیعت دورانِ سفر میں زیادہ مضمحل ہوگئی ہے۔ آیا تھا کہ ہردوار کی آب وہوا سے کچھ فائدہ ہوگا۔ لیکن نتیجہ اُس کا اُلٹا نکلا۔ پیچش نے جس سے میری پرانی دوستی ہے، بہت دِق کررکھا ہے۔ اس خط کو پاتے ہی اپنے فیصلہ سے مطلع فرمائیں۔ اگر یہاں نہ آسکیں تو دہلی میں ملنے کا فیصلہ کیجیے۔ اور مطلع کیجیے کہ آپ وہاں

کب تک پہنچیں گے۔ اور میں کہاں آپ سے ملوں۔ زیادہ والسلام

نیازمند، دھنپت رائے

(163)
بنام امتیاز علی تاجؔ

نیاچوک کانپور، 15 جون 1920

مشفقِ من، تسلیم!

آپ کا رجسٹرڈ لفافہ مجھے دفتر 'زمانہ' میں آکر ملا۔ افسوس ہے کہ کاش یہ خط دہرہ دون میں مل گیا ہوتا تو میں آپ لوگوں کی ہمراہی میں منصوری کی سیر کرلیتا۔ مجھے اب کی سفر میں یہ تجربہ ہوا کہ میں بغیر کسی رفیق یا دوست کے تنہا نہیں رہ سکتا۔ یہ سن کر نہایت خوشی ہوئی کہ کاغذ آگیا اور پریم بتیسی کی کتابت مکمل ہوگئی۔ اب اسے چھپوا بھی ڈالیں۔ حصہ اول بھی غالباً آخر جولائی تک تیار ہوجائے گا۔ 'بازارِ حسن' کے متعلق اگر آپ کو میری شرطیں منظور ہوں تو روپیہ کے لیے فکر نہ کیجیے۔ مجھے فی الحال اشد ضرورت نہیں۔ آخر اگست تک بھیج دیں۔ تب بھی کوئی حرج نہیں۔ اب عذرِ گناہ۔ آپ کے لیے دورانِ سفر میں مضمون لکھا اور بھیجنے ہی والا تھا مگر یہاں آتے ہی آتے وہ میرے قبضہ سے نکل گیا۔ 'مہر پدر' نام تھا۔ عدم تعمیل ارشاد کے لیے معاف کیجیے گا۔ آج گورکھپور واپس جاتا ہوں۔ پیچش کا باقاعدہ علاج کروں گا۔ اور 'رشتہ آرزو' جو شروع کرچکا ہوں جلد ہی حاضر خدمت ہوگا۔ والسلام

دھنپت رائے

(164)
بنام امتیاز علی تاجؔ

گورکھپور، 25 جون 1920

بھائی جان، تسلیم!

میں کل یہاں آپہنچا۔ کل آپ کا خط ملا اور آج اپنی تصویر دیکھی۔ فوٹو خوب

ہے۔ مجھے امید نہ تھی کہ آپ اسے گروپ میں سے اتنی صفائی سے جدا کر سکیں گے۔ خیر آپ کی بدولت مجھے اپنی صورت تو نظر آئی۔ بہتر ہے۔ 'بازارِ حسن' دو حصوں میں شائع ہو۔ میرے خیال میں بھی یہی تجویز تھی۔ ٹین کی لیلے کا دیباچہ ضرور لکھوں گا۔ مگر کتاب چھپ جانے کے بعد غالبًا زیادہ سہولت ہوگی۔ پریم بتیسی اگر ستمبر تک تیار ہوجائے تو میں غنیمت سمجھوں۔ اب مضمون کی بات۔ مضمون فی الحال میرے پاس دو ہیں۔ مگر سفر کی تھکان اور طبیعت مضمحل ہوجانے کے باعث صاف نہیں کرسکا۔ ارادہ تھا کہ خط کا جواب اور مضمون ساتھ ساتھ بھیجوں۔ لیکن فوٹو کی رسید دینی ضروری تھی۔ کل انشاء اللہ ایک مضمون صاف کرنا شروع کرلوں گا اور غالبًا 29 جون کو یہاں سے روانہ کردوں گا۔ اس تاخیر کے لیے مجھے معذور سمجھیے گا۔ صحت سے مجبور ہوں۔ امید ہے کہ آپ خوش ہوں گے۔ کشمیر کی زیارت مبارک۔

نیازمند، دھنپت رائے

(165)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 26 جون 1920

بھائی جان، تسلیم!

معلوم نہیں میں نے آپ کو کوئی خط لکھا یا نہیں۔ یہاں 24 کو آگیا اور آتے ہی آتے چھوٹا بچہ بیمار ہوگیا۔ آج کل اسی پریشانی میں ہوں۔ مضمون ناتمام پڑا ہوا ہے۔ میری طبیعت بھی جیوں کی تیوں ہے۔ اس نئی مصیبت سے خلاصی ہو تو اپنی فکر کروں۔ امید ہے کہ آپ معہ بال بچوں کے خوش ہوں گے۔

پانی خوب برسا ہے۔

والسلام

دھنپت رائے

(166)

بنام امتیاز علی تاجؔ

گورکھپور، 29 جون (شاید 1920)

مجی تسلیم!

میری پریشانیوں .... کا خاتمہ نہیں ہوا۔ چھوٹے بچے کو چیچک نکل آئی ہے۔ اس کے رونے رلانے کا نظارہ کوئی کام نہیں کرنے دیتا۔ یہ مضمون آسکروائلڈ کا ایک قصہ Counter Wills Ghost کا ترجمہ ہے۔ پسند آئے تو رکھ لیں۔ مگر اس کے آخر میں میرا نام دینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ 'آبِ حیات' اور 'اشکِ ندامت' کے بعد سے اب میں نے عہد کرلیا ہے کہ ترجمے نہ کروں گا۔ اور تو کوئی تازہ حال نہیں۔

والسلام

دھنپت رائے

(167)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 5 جولائی 1920

بھائی جان، تسلیم!

کل کارڈ ملا۔ دونوں کامیابیوں کی خبر سن کر بہت خوشی ہوئی۔ سمجھو تو میرا شاگرد ہی تھا۔

آج رات کو مجھ پر ایک سانحہ گزرا۔ قریب منّو میرا چھوٹا بچہ الہٰ آباد سے آکر چیچک میں مبتلا ہوگیا تھا۔ اس نے نو دن تک غریب کو گھلا گھلا کر آخر جان ہی لے کر چھوڑا۔ تقدیر نے تو اپنی دانست میں مجھے سزا دی ہوگی لیکن میں خوش ہوں کہ فکروں کا آدھا بوجھ سر سے دور ہو گیا۔

امید ہے کہ آپ خوش ہوں گے۔ اب مجھے یہیں مرنے دیجیے۔ اسی گوشے میں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(168)

بنام امتیاز علی تاجؔ

نارمل اسکول، گورکھپور، 28 جولائی 1920

بھائی جان، تسلیم!

آپ کا ایک کارڈ کئی دن ہوئے آیا تھا۔ کہکشاں بھی ملا۔ مضمون کی فرمائش ابھی تک پوری نہ کرسکا۔ آج کل مصیبتوں کی یورش سے یہاں 23 جون کو آیا۔ 6 جولائی کو چھوٹا بچہ چیچک میں مبتلا ہوگیا اور ہمیشہ کے لیے داغ دے گیا۔ ابھی تک اس غم سے طبیعت کو نجات نہیں ہوئی۔ صبر تو ہوگیا مگر یاد باقی ہے اور شاید تازیست رہے گی۔ اسے اپنے اعمال کا نتیجہ سمجھتا ہوں اور کیا۔ جب تک دل نہ سنبھلے مضمون کہاں سے آئیں۔ خطوں کا جواب دینا بھی شاق ہے۔ معاف کیجیے گا۔ پریم بتیسی اور بازارِ حسن کی کیا حالت ہے۔ امید ہے کہ آپ خوش ہوں گے۔

دعاگو، دھنپت رائے

(169)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 12 اگست 1920

بھائی جان، تسلیم!

کیا ایشور کے ساتھ احباب بھی مجھ سے روٹھ جائیں گے۔ دو مہینوں کے قریب ہونے آئے ہیں اور آپ نے ایک خط تک نہ لکھا۔ اس مصروفیت کی بھی کوئی انتہا ہے۔

ابھی تک میری صحت اس قابل نہیں ہوئی کہ کچھ لٹریری کام کرسکوں۔ مگر پہلے سے کچھ بہتر ضرور ہوں۔ آپ کے لیے جو قصہ شروع کیا تھا وہ ناتمام پڑا ہوا

ہے۔ ایشور نے چاہا تو جلد ہی ختم کرکے بھیجوں گا۔ بتیسی کا کیا حال ہے؟ کچھ اور آگے بڑھی؟ ذرا جناب منیجر صاحب کو ہفتے میں دو ایک بار کھٹکھٹایئے گا تو شاید وہ اسی سال کے اندر نکل سکے ورنہ شک ہے۔ اور تو کوئی حال تازہ نہیں ہے۔ آج کل ماموں صاحب کا کنبہ بھی یہیں آیا ہے اور چھوٹے بھائی کا بھی۔ گھر میں چہل پہل ہے۔

والسلام،

دھنپت رائے

(170)

بنام امتیاز علی تاجؔ

گورکھپور، 18 اگست 1920

بھائی جان، تسلیم!

تار ملا تھا۔ مگر خط کا انتظار کرتے کرتے تھک گیا۔ ارادہ تھا کہ جواب میں میرا مضمون پہنچے۔ خط نہ لکھوں۔ لیکن صحت اور کچھ سوزِ پنہاں نے ایسا مجبور کررکھا ہے کہ آج مجبوراً خط لکھ رہا ہوں۔ کیا کروں۔ کئی کام چھیڑ رکھے تھے۔ سبھی ادھورے پڑے ہوئے ہیں۔ 'ناکام' نامکمل ہے۔ اس کا ہندی ترجمہ نامکمل ہے۔ چار مختصر کہانیاں ادھوری اور ایک ڈرامہ زیرِ تجویز۔ مگر صحت کچھ کرنے ہی نہیں دیتی۔ معلوم نہیں پریم بتیسی اس زندگی میں شائع ہوگی یا نہیں۔ بازارِ حسن کا اللہ ہی محافظ ہے اور 'ناکام' کا تو ابھی ذکر ہی کیا۔ یہ زمانہ پریس کو فرصت نہ دارالاشاعت کو مہلت۔ ستمبر کے مہینے میں کچھ ضرور حاضر کروں گا۔

والسلام

احقر، دھنپت رائے

(171)

بنام امتیاز علی تاؔج

گورکھپور، 26 اگست 1920

بھائی جان، تسلیم!

خط انتظار کے بعد ملا۔ مشکور ہوں۔ بتیسی چھپ گئی۔ شکر ہے بازارِ حسن کی کتابت ہونے لگی۔ بڑی خوشی کی بات ہے۔ حصہ ابھی تک منشی دیانرائن صاحب کی بے توجہی کے سبب معرض التوا میں پڑا ہوا ہے۔ مگر امید ہے کہ حصہ دوم کا شائع ہونا تازیانہ کا کام دے گا اور یہی میری غرض تھی۔ کہکشاں آپ بند کرنا چاہتے ہیں۔ جب نقصان ہورہا ہے تو ضرور بند کیجیے۔ جب آپ کو ولایت جانے کا موقعہ ہے تو اس سے فائدہ نہ اٹھانا اپنے اوپر اور قوم کے اوپر ظلم کرنا ہے۔ یہ امنگ کہ دو چار سال نکل جائیں گے تو میری طرح آپ کو پچھتانا پڑے گا۔ کاش میں نے اوائلِ عمر میں ایم.اے. تک حاصل کرلیا ہوتا تو یہ کس مپرسی کی حالت نہ ہوتی۔ اور نہ وہ زمانہ فسانہ نگاری کے نذر ہوا۔ اور اب ضرورتیں ڈگری کے لیے مجبور کرتی ہیں۔ آپ بی.اے. پنجاب سے کیجیے۔ اور فوراً ولایت کا سفر اختیار کیجیے۔ دو تین سالوں میں آپ پانچ چھ سو روپے حاصل کرنے کے مستحق ہوجائیں گے۔ اور اگر اخبار نویسی کی طرف مائل ہوگئے تو یہاں بھی اول درجہ کا انگریزی رسالہ نکال سکیں گے۔ اخلاقی اور ذہنی فوائد جو حاصل ہوں گے ان کی کوئی قیمت نہیں۔ میں نے اپنی جانب سے ایک دوستانہ خط لکھا ہے مناسب سمجھیں تو اسے شائع کردیجیے۔ مجھے اس زرغہ سے خوبصورتی سے نکل جانے کا اس کے سوا اور کوئی راستہ نظر نہ آیا۔ لطائف الحیل کے فن میں مَیں بھی اُمّی ہوں۔ صاف صاف کہنا جانتا ہوں۔ بتیسی اور دیگر کتب ضرور روانہ کریں۔ آپ نے گاندھی کے حالات لکھے تھے۔ اس کی کتنی جلدیں نکل گئیں۔ پریم بتیسی آپ کے یہاں سے کتنی نکل جائے گی اب تو کہکشاں کا ذریعہ اشتہار بھی نہ رہے گا۔

یہاں بارش قبل ازوقت بند ہوگئی۔ فصل کا نقصان ہورہا ہے۔ میں نے کلکتہ کے

ایک ہندی پریس میں شرکت کرلی ہے۔ 11 میرے ایک دوست کا ہوگا۔ اور 5 میرا۔ مجھے اپنے حصہ کی روپوں کی فکر کرنی ہے۔ اگر کام چل گیا تو شاید پچاس ساٹھ روپیہ ماہوار کا فائدہ ہوسکے۔ اگر آپ کو تردّد نہ ہو تو ستمبر میں مشروط حساب طے فرمادیجیے گا۔ کل پریس 16 ہزار کا ہے۔ تعزیت کے لیے مشکور ہوں۔ دو بچے تھے ایک نے مفارقت کی اور اب ایک چہار سالہ شیر خوار رہ گیا اور ایک لڑکی۔ پرماتما ان ہی دنوں کو زندہ رکھے۔ غم جو کچھ ہونا تھا ہوچکا۔ مشیّت یہی تھی۔ مجھے بھی اب اس کی مصلحت نظر آرہی ہے۔ شاید مجھے علائق کی زنجیر گراں سے کچھ آزاد کرنا مقصود تھا خط جلد لکھیے گا۔ آپ کے خطوط سے تسکین ہوتی ہے۔

آپ کے والد صاحب بزرگوار نے جن الفاظ میں مجھے تلقین صبر اور توکّل فرمایا ہے۔ ان کے لیے تہِ دل سے ممنون ہوں۔ عیدالضحیٰ کا دن ہے۔ دوچار احباب ملنے آتے ہوں گے۔ اس لیے اب رخصت عید مبارک عیدمبارک! خیال میں آپ سے بھی بغل گیر ہورہا ہوں۔ والسلام

دھنپت رائے

(172)

نارمل اسکول، گورکھپور

30 اگست 1920

بھائی جان، تسلیم!

کئی دن ہوئے کارڈ ملا تھا۔ آپ کا پہلا خط کسی وجہ سے مجھے نہیں ملا۔ شکایت کی معافی کا طالب۔

پریم بتیسی حصہ دوم چھپ گئی۔ میرے پاس ایک جلد آبھی گئی۔ اب بتلایئے کیا ہو۔ وہ حصہ اول طلب کررہے ہیں۔ اس کے بغیر انھیں اشتہار دینے میں تامل ہے۔ براہِ کرم مطلع فرمایے کہ ابھی حصہ اوّل کے کل کتنے فارم باقی ہیں۔ میں لاہور والوں سے سخت نادم ہوں۔ میں برابر ان سے تاکید کرتا رہا، اس امید میں کہ حصہ اوّل پہلے

تیار ہو جائے گا۔ مگر اب خفت اٹھانی پڑ رہی ہے۔ کیا ابھی ممکن ہے کہ کتاب ستمبر کے مہینے میں مکمل ہو جائے۔ بواپسی جواب سے سرفراز فرمایئے۔ امید ہے کہ آپ معہ بال بچوں کے خوش ہوں گے۔

والسلام، دھنپت رائے

(173)

بنام منیجر صاحب زمانہ پریس

گورکھپور، 14 ستمبر 1920

جناب منیجر صاحب، زمانہ پریس، تسلیم!

آپ کا 9 ستمبر کا خط ملا۔ پریم بتیسی پندرہ روز میں تیار ہو جائے گی۔ خوش خبری خاص فرحت کا باعث ہوئی۔ میں نے لاہور والوں کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ حصہ دوم بتیسی کی 500 جلدیں دفتر زمانہ کو بھیج دیں۔ آپ کے یہاں حصہ اول تیار ہو جائے تو آپ بھی 500 جلدیں کہکشاں کے دفتر کو روانہ کر دیجیے گا۔ پریم پچیسی کا فیصلہ بتیسی کے نکلنے پر ہوگا۔ دونوں حصے پچیسی کے ساتھ ہی نکلیں گے۔ حصہ دوم کی چند جلدیں ہوں تو انھیں سستے داموں میں نکالنے کی کوشش فرمایئے۔ کیا ہرج ہے اگر بجائے 12 کے زمانہ میں ایک جدید صفحے پر اس کی قیمت 8 کر دی جائے۔ شاید اس سے کچھ جلدیں زیادہ فروخت ہو جائیں۔

والسلام

دھنپت رائے

(174)

بنام امتیاز علی تاج

نارمل اسکول گورکھپور، 14 ستمبر 1920

بھائی جان، تسلیم!

آپ کا نوازش نامہ کئی دن ہوئے ملا تھا۔ مگر اس عالم ضعیفی قبل از وقت میں

ایم.اے. پاس کرنے کی دُھن سوار ہوگئی ہے۔ اس وجہ سے وقت کا بہانہ کرتا رہا۔ صبح کو شام کے لیے رکھ چھوڑتا تھا۔ شام کو صبح کے لیے۔ آپ نے کہکشاں کو بند کردینے کا فیصلہ کیا۔ خوب کیا۔ نقصان اٹھانا، اس پر دردِ سر۔ اس بلا سے نجات ہی اچھی۔ مگر اس وقت فرصت کو یا تو اپنی آئندہ ترقی یا تصنیف میں صرف کیجیے۔ کیوں آپ کے انگلینڈ جانے کی تجویز کیا فِسق ہوگئی۔ اگر آپ کو مالی حالات اجازت دیں تو آپ جیسے طباع نوجوان کا وہاں قسمت آزمائی کرنے جانا ضروری ہے۔ وہاں سے لوٹ کر آپ کسی کالج کے پروفیسر اور پرنسپل ہوسکتے ہیں۔ صرف دو سال کی جلاوطنی ہے۔

مہاتما گاندھی کی اگر صرف ہزار ڈیڑھ ہزار جلدیں ہی نکلیں تب تو آپ کو شاید اس میں بھی خسارہ ہی رہا ہو۔ پریم بتیسی کا منتظر ہوں۔ زمانہ کو بھی تقاضوں سے چین نہیں لینے دیتا۔ غالبًا اکتوبر میں دونوں حصے نکل جائیں گے۔ آپ کے 'تہذیب' کی معرفت میری 500 جلدوں میں سے بھی کچھ نکل جائیں تو کیا کہنے۔ زمانہ کا حال مجھے معلوم ہے۔ سال بھر میں شاید ڈیڑھ سو جلدیں نکلیں۔ اور کہیں اشتہار دینا نہیں چاہتا۔ اب کی 'صبحِ امید' میں بھی کچھ جلدیں بھیجوں گا۔ اس کے لیے اب کی ایک قصہ 'بعداز مرگ' لکھا ہے۔ قصہ کیا ہے۔ ایک دوست کی حقیقت ہے۔ صرف آخر میں تھوڑی سی اپج ہے۔ پڑھ کر اپنی تنقید اور ممکن ہو تو حضرت پطرس کی تنقید سے مطلع فرمایئے گا۔ مجھے روپوں کی ضرورت تو تھی اور ہے۔ اس لیے کہ میں پریس میں شرکت کرچکا ہوں اور اس کے روپے ادا کرنے لازم ہیں۔ لیکن چونکہ میرا شریک میرا قدرداں ہے۔ اس کی جانب سے روپوں کا تقاضا نہیں ہے۔ اور شاید نہ ہو۔ اگر آپ کو فی الحال تردّد ہے تو مضائقہ نہیں ہے۔ جب آپ کو سہولیت ہو اس وقت سہی۔ پچیسی بھی دونوں حصے ختم ہوچکے ہیں۔ شاید حصہ دوم کی چند جلدیں باقی ہوں۔ دوسری اشاعت کا مرحلہ درپیش ہے۔ زمانہ کے منیجر صاحب اصرار کررہے ہیں مگر میں نے عہد کرلیا ہے کہ زمانہ کی گردش میں نہ پڑوں گا۔ اگر آپ اسے نکال سکیں تو کہیں بہتر۔

(1) جی ہاں، نواب رائے میں ہی تھا۔ لیکن جب 'سوزِ وطن' لکھنے کے بعد مجھے میرے ڈپارٹمنٹ نے مضامین لکھنے سے مجبور کردیا اور ڈپارٹمنٹل سختیاں شروع کیں تو

میں نے بابو دیانرائن کے مشورہ سے یہ نام تجویز کرلیا۔

(2) سیرِ درویش 'زمانہ' نے شائع کیا ہے۔ مگر اس کے حقوق میرے ہی پاس ہیں۔ اگر آپ پُر تکلف چھاپ سکیں تو شوق سے چھاپیے۔

(3) جی نہیں، 'نقاد' میرے پاس التزاماً کبھی نہیں آیا اور نہ کبھی اس میں لکھنے کی جرأت کی۔ دلگیر صاحب نے دو ایک بار فرمائش ضرور کی تھی۔ مگر میں بندۂ دام اور وہاں قدردانی اور تحسین۔ اس سے میرا کام نہ چلا۔ حضرت نیازؔ فتحپوری کے چند مضامین معرکہ کے تھے، انھیں 'زمانہ' کے دفتر میں دیکھ آیا تھا۔ 'نقاد' اکثر چونچلے بہت کرتا ہے۔ مجھے یہ زنانہ پن پسند نہیں۔ میں لٹریچر کو Masculine دیکھنا چاہتا ہوں۔ Feminisin خواہ وہ کسی صورت میں ہو مجھے پسند نہیں۔ اسی وجہ سے مجھے ٹیگور کی اکثر نظمیں نہیں بھاتیں۔ یہ میرا فطری نقص ہے۔ کیا کروں۔ اشعار بھی مجھے وہی اپیل کرتے ہیں جن میں کوئی جدّت ہو۔ غالب کے رنگ کا میں عاشق ہوں۔ عزیزؔ لکھنوی کے گل کدہ کی خوب سیر کی تھی۔ مگر بدقسمتی سے آج تک ایک شعر بھی موزوں نہیں کرسکا۔ نہ جی چاہتا ہے۔ غالباً شاعرانہ حِس دل میں ہے ہی نہیں۔ آپ کے 'سندر مرلی' اور 'گنگا اشنان' دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اگر آپ کے پاس ان کی نقل ہو تو بھیجنے کی عنایت کیجیے گا۔ میں نے تو اب تک آپ کی جتنی چیزیں دیکھی ہیں۔ ان میں 'نابینا جوان' سب سے زیادہ پسند آیا۔ آپ نے غضب کیا تھا۔ شاید اردو میں ایسا تخیل اور کہیں نظر آسکتا 'لالہ صحرا' میں بھی زور خوب تھا مگر وہ بات نہ تھی۔

آپ کی غزلوں کو خوب غور سے دیکھا۔ معنی آفرینی کی داد دیتا ہوں۔ یہ شعر خوب ہے ؎

دنیا دکھائی دیتی تھی مخمور سی مجھے
وہ دیکھنا تیری نگاہِ نیم باز کا

داستان میری والا شعر بہت اچھا ہے۔ خموشی کیا ہے حیرتِ حسن، رعبِ حسن، وفورِ جذبات۔ یہاں بھی اتوار کو بابو رگھوپت سہائے کے مکان پر ایک چھوٹا سا مقامی

مشاعرہ ہوا تھا۔ طرح تھا۔

؎ سوگیا جاگنے والا شب تنہائی کا

بابو رگھوپت سہائے زندہ دل شاعر ہیں۔ انھوں نے بھی آپ کی غزلوں کی خوب داد دی۔ وہ آپ کے لالۂ صحرا کا ترجمہ انگریزی میں کرنا چاہتے تھے۔ مگر بہت وقت طلب دیکھا تو ارادہ ترک کردیا۔ اور کیا لکھوں۔ صحت بدستور۔ مصروفیات روزانہ روز افزوں۔ بارش روزانہ۔ 'کہکشاں' کا جولائی نمبر خوب تھا۔ والسلام

دھنپت رائے

(175)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 21 ستمبر 1920

بھائی جان، تسلیم!

خط ملا۔ حالات معلوم ہوئے۔ میں آج کل ایم.اے. کے لیے تیار ہورہا ہوں۔ صحت بھی اچھی نہیں ہے۔ اس وجہ سے کام بھی بہت کم ہوگیا ہے۔ پریم بتیسی کے لیے چشم براہ ہوں۔ پریس کے متعلق میں کیا لکھوں۔ مہتاب رائے کلکتے ہی میں ایک پریس میں ساجھا کررہے ہیں۔ جس پریس میں وہ ہیں وہ بک رہا ہے۔ ان کا ارادہ ہے کہ نئے خریداروں کے ساتھ شریک ہوجائیں۔ میں نے انھیں اپنی تجویز لکھ بھیجی ہے۔ وہ کانپور آنے پر آمادہ ہوجائیں تو آپ کو اطلاع دوں۔ پریس کی کیا قیمت ہے؟ کتنے روپے کی ضرورت ہے؟ یہ سب آپ نے کچھ نہ لکھا۔ ٹاٹا شوگر کے حصوں نے آپ کو کچھ دیا یا نہیں؟ روشن ملز کے حصوں کا کیا حشر ہوا؟

اور سب خیریت ہے۔ امید ہے کہ آپ بال بچوں کے ساتھ بخیریت سے ہوں گے۔ میرے لیے براہِ خود اب کوئی دعا نہ کریں۔ بلی بخشے مرغا لنڈورا ہی جیے گا۔

آپ کے یہاں (1) Deighton's Antony and Cleopatra, (2) Deighton's

Much Ado About Nothing تو نہیں ہے۔ اگر ہوں تو میرے پاس بھیج دیجیے، پڑھ کر واپس کردوں گا۔

جواب سے جلد سرفراز فرمائیں۔ کہکشاں غالباً بند ہورہا ہے۔ خسارہ بہت ہوا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(176)

بنام مہتاب رائے

1 اکتوبر 1920

برادرم،

بعد دعا۔ کل ایک کارڈ لکھ چکا ہوں۔ آج پھر پریس کے متعلق تم سے کچھ مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ دسہرے میں آجاؤ تو سب باتیں مفصل طے ہوجائیں۔ یہاں میرے دوستوں کی اور نیز گھروالوں کی رائے کلکتے میں پریس کرنے کی نہیں ہوتی اور میں بھی اِس میں کوئی زیادہ فائدہ نہیں دیکھتا۔ پوڈار جی ہی کے بیان کے مطابق اس کا سالانہ نفع سولہ سو کے قریب ہے۔ اس حساب سے ہم لوگوں کو آدھے حصے پر آٹھ سو سالانہ ملیں گے۔ پانچ ہزار کا سود سالانہ ساڑھے چار سو ہوگا۔ گویا کل سالانہ فائدہ بارہ سو کے قریب ہوگا۔ کچھ کم یا زیادہ ہونا ممکن ہے۔ کیا اگر ہم لوگ اپنا ذاتی پریس پانچ ہزار کے سرمائے سے بنارس میں کھولیں تو سو روپیہ ماہوز یا بارہ سو سالانہ نفع نہ ہوگا؟ میرا خیال ہے کہ ضرور ہوگا۔ اس سے کم کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ یہاں اس سے چھوٹے چھوٹے پریس، جو دو ڈھائی ہزار سے کھلے ہوئے ہیں، سو روپیہ ماہوار کما رہے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم کسی نئے پریس کی تلاش میں رہو جس میں ٹائپ، ٹریڈل مشین وغیرہ سب سامان مکمل موجود ہو۔ اگر سیکینڈ ہینڈ نہ مل سکے تو کلکتے کے کسی فرم سے نئے سامان کا آرڈر کرو۔ بس کوشش یہ ہونی چاہیے کہ بجٹ پانچ ہزار سے زیادہ نہ ہونے پائے۔ میرے پاس اس وقت تین ہزار موجود ہے۔ اپریل، مئی تک ایک ہزار اور ہوجائے گا کیونکہ رگھوپتی سہائے سے اور لاہور کے پبلشروں سے روپیہ وصول

ہو جائے گا۔ ادھر میں بھی کانپور، الہٰ آباد وغیرہ میں تلاش کرتا رہوں گا۔ بنارس میں بھی سراغ لگاتا ہوں۔ یہاں ابھی حال ہی میں دو آدمی بنارس سے سامان لائے ہیں اور خوب ارزاں۔ فیض آباد کا تعلقدار پریس بک رہا ہے۔ تین ہزار میں سب سامان ملتا ہے۔ منشی گل ہزاری لال سے دریافت کیا ہے۔ دیکھوں کیا جواب آتا ہے۔ اب اس ارادے کو مستقل سمجھو۔ تمھارے کلکتے رہنے سے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں بالکل اکیلا ہوں۔ مجھے ہمیشہ ایک مددگار کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ میری صحت کچھ اچھی ہوتی معلوم ہوتی تھی لیکن اب پھر جیوں کی تیوں ہی رہی ہے۔ جل چکتسا سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایسے حالت میں میری دلی آرزو یہ ہے کہ گھر کو سنبھال سکو۔ کلکتے میں رہ کر تم گھر کو ہرگز نہیں سنبھال سکتے۔ خدا نہ خواستہ میں نہ رہا تو تمھیں کتنی مشکل پڑے گی۔ تم رہوگے کلکتہ، میرے بال بچے رہیں گے بنارس، کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔ اس لیے میری تم سے درخواست ہے کہ بنارس آنے کی فکر کرو۔ اب تمھیں پانچ ہزار روپے مل سکتے ہیں۔ اس کی فکر نہیں۔ مارچ اپریل تک اگر پریس کا انتظام ہوجائے تو مئی جون میں ہم لوگ مکان وغیرہ لے کر بنارس میں جم جائیں۔ ایسا مکان لیا جائے کہ اس میں پریس بھی رہے اور تم بھی رہو۔ میرے بچے کبھی بنارس رہیں؛ کبھی میرے ساتھ۔ چھٹیاں میں میں بھی بنارس آیا کروں اور کچھ تمھاری مدد کیا کروں۔ سال چھ مہینے میں جب کام چل نکلے تو مکان بنوانا شروع کردیا جائے۔ تم ایک سائیکل لے لو اور اپنی نگرانی میں مکان بنواؤ۔ اس طرح آئندہ کا انتظار پورا ہوجائے گا اور مجھے اطمینان ہوجائے گا کہ میں کچی گرہستی چھوڑ کر نہیں مرا۔ کلکتے میں کام کرنے سے یہ باتیں ایک بھی پوری نہ ہوگی اور میں اس فکر سے نجات نہ پاؤں گا۔ کانپور میں دیانرائن اور رام بھروسے مجھے شریک کرنا چاہتے ہیں اور بیس ہزار سے پریس کھولنا چاہتے ہیں لیکن اب میں بنارس کے سوائے اور اپنے لیے کہیں سھوتا نہیں پاتا۔ بنارس میں چاہے نفع کچھ کم ہی ہو، لیکن مجھے یہ اطمینان رہے گا کہ میرے بعد خاندان بھوکوں نہیں مرے گا اور عزت کے ساتھ نباہ ہوتا جائے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ میں بنارس تبادلہ کرالوں۔ تب تو چین ہی ہوجائے گا۔ ہم دونوں ساتھ رہیں گے اور ایک

دوسرے کی مدد کرتے رہیں گے۔ جو کچھ اپنے پاس روپیہ جمع ہوگا وہ کاروبار بڑھانے میں خرچ کریں گے اور ممکن ہوگا تو دس پانچ بیگھا زمین لے لیں تاکہ ایک ہل کی کھیتی کا بھی آسانی سے انتظام ہوجائے۔ کھانے کا غلہ گھر پر ہو جائے، دیگر مصارف کے لیے پریس سے آمدنی ہوجائے۔ کوشش یہ کریں گے کہ پریس ندیسر یا چیت گنج کے آس پاس کھلے۔ شروع میں کچھ دوڑ دھوپ کرنی پڑے گی جو کلکتے میں نہ کرنی پڑتی لیکن آئندہ کی بہتری کے خیال سے اسے برداشت کرنا پڑے گا۔ تم پوڈار جی سے ان باتوں کو صاف صاف سمجھا دینا اور ان سے روپے لے کر کہیں امانت رکھ دینا۔ اگر کہیں پریس کا سودہ پٹ جائے تو یہ روپیہ بیانے کا کام دیں گے۔ دسہرے میں آؤ، ضرور آؤ، اس بارے میں اور بھی صلاح ہوجائے گی لیکن اب اپنی صحت کی حالت دیکھتے ہوئے میں تمھارا کلکتے رہنا پسند نہیں کرسکتا۔ اور تو کوئی حال تازہ نہیں ہے۔ نانا صاحب کے یہاں چار اکتوبر کو برہم بھوج ہے۔ اگر تم آسکتے ہو تو اس میں شریک ہوتے ورنہ مجھے جانا پڑے گا اور بہت تکلیف اٹھانی پڑے گی۔ تم بنارس رہو گے تو کچھ میرے لیے لٹریری کام میں بھی مدد کروگے۔ ہم لوگ اپنی کتابیں بھی خود ہی چھاپ لیا کریں گے۔ جب تک اس کا انتظام نہ ہوجائے تم نوکری کرو، چاہے پوڈار جی کے پریس میں، چاہے کسی دوسرے پریس میں۔ لیکن اپریل میں تمھیں ہمیشہ کے لیے کلکتہ چھوڑنا پڑے گا، اگر گرہستی اور خاندان کی تمھیں فکر ہے۔ بس یہی میرا آخری فیصلہ ہے۔ اب اس میں کسی قسم کا ردوبدل میں نہ کروں گا۔ تم خود اس کا فیصلہ کرسکتے ہو کہ پریس کے لیے نیا سامان خریدنا بہتر ہوگا یا سیکنڈ ہینڈ۔ کیا کیا سامان درکار ہوں گے اس بارے میں مجھے فی الحال کوئی تجربہ نہیں ہے۔

اور کیا لکھوں، یہاں سب خیریت ہے۔ قحط کا سامان ہوگیا۔ دعا۔ بھائی بلدیولال سے میں نے پانچ سو مانگے تھے لیکن میرا خط پہنچنے کے پہلے ہی وہ ایک ہزار کی فکر کرچکے تھے۔ کوئی شک نہیں کہ وہ نہایت نیک نیت اور صاف دل آدمی ہیں۔

تمھارا، دھنپت رائے

(177)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 2 اکتوبر 1920

بھائی جان، تسلیم!

کارڈ ملا۔ مشکور ہوں۔ کتابیں میں نے منگوا لیں۔ اب آپ تردّد نہ فرمائیں۔ بتیسی آپ کے یہاں پہنچی یا نہیں۔ مطلع کیجیے تو یہاں سے بھیج دوں۔ آپ کے خواجہ صاحب اوٹ پٹانگ جواب دیتے ہیں۔ کیسی مضامین کی فہرست اور کہاں دفتری چپکائے گا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ بتیسی 232 صفحات پر ختم ہوئی ہے۔ کاغذ اچھا ہے۔ کتابت البتہ ذرا خفی ہے۔ مگر اور جلی ہوتی تو دام زیادہ ہوتا۔ حصہ اول کی بھی یہی قیمت رکھی جائے گی۔ ہاں گھٹیا کاغذ والی کتابوں کے 1 روپیہ چار آنے رکھے جائیں۔ اب کتنے فرمے باقی ہیں۔ اس کا مفصل جواب چاہتا ہوں۔ اس ماہ میں کتاب تیار ہوگی؟

'زمانہ' کے لیے مضامین لکھوں گا اور ضرور لکھوں گا۔ اکتوبر ہی میں انشاء اللہ ایک قصہ حاضرِ خدمت ہوگا۔ اب 'کہکشاں' تو رہا نہیں بس 'زمانہ' اور 'صبحِ امید'۔

میں نے کلکتہ کے پریس میں ½ کا ساجھا کرلیا۔ 5000 دینے پڑیں گے۔ اس وقت اگر آپ کی مالی حالت خراب نہ ہو تو آپ کچھ میری اعانت فرمایے۔ مجھے اس وقت 2 سو روپے کی اشد ضرورت ہے۔ یہ رقم مجھے بطور قرض دے سکیں تو عین احسان سمجھوں گا۔ بتیسی حصہ اول چھپ جانے کے بعد جب حساب کتاب ہوجائے گا تو مجھے معلوم ہو جائے گا کہ میں کتنے کا دین دار ہوں۔ کتاب کی بکری میں آپ 200 روپیہ وصول کر کے تب مجھے دیجیے گا۔ مگر اب کی کمیشن میں 30 فیصدی سے زیادہ نہ دے سکوں گا۔ ہاں اگر آپ ایک سو جلدیں دونوں حصوں کی خرید سکیں تو 40 فیصدی کمیشن لے لیجیے۔ اس طرح آپ کو 220 روپیہ میں 300 کتابیں مل جائیں گی۔ بہرحال کسی طریق سے مجھے 200 یا اس سے کچھ زیادہ ضرور بھیجیے۔ کیونکہ دسہرہ تک مجھے چار ہزار روپیوں کی فکر ضرور کرنا ہے۔ تنگدستی کے حیلہ کی یہاں سماعت نہ ہوگی اور نہ

آپ کو اپنے روپیوں کے متعلق کوئی خدشہ ہے۔ زیادہ سے زیادہ سود کا نقصان۔ جواب سے جلد سرفراز فرمایئے کہ کس تاریخ تک رجسٹری بیمہ کا انتظار کروں۔ والسلام

دھنپت رائے

(178)

بنام امتیاز علی تاج

گورکھپور نارمل اسکول، 3 اکتوبر 1920

جناب مکرم من تسلیم!

کتابوں کا پارسل پہنچا۔ پریم بتیسی دیکھا۔ باغ باغ ہوگیا۔ مجھے یہ مجموعہ نہایت پسند آیا۔ کتابت ذرا اور جلی ہوتی تو بہتر ہوتا لیکن تب قیمت اور زیادہ رکھنی پڑتی۔ فی الجملہ کتاب خوب چھپی ہے اور میں اس کے لیے آپ کا تہِ دل سے ممنون ہوں۔ دیکھیں پبلک اس کی کیا قدر کرتی ہے۔ پہلا حصہ بھی شاید اس ماہ میں تیار ہو جائے۔ میں نے دفتر 'زمانہ' کو لکھ دیا ہے کہ آپ کے یہاں 500 جلدیں بھیج دیں۔ آپ بھی ان کے یہاں اتنی ہی جلدیں یا اس سے دس پانچ کم بھیج دیجیے گا۔ مفصل خط بعد کو لکھوں گا۔

احقر، دھنپت رائے

(179)

بنام مہتاب رائے

7 اکتوبر 1920، گورکھپور

برادرِ عزیز من سلمہٗ۔ بعد دعا۔

تمھارا خط ملا۔ پڑھ کر کچھ خوشی بھی ہوئی کچھ رنج بھی ہوا۔ خوشی اس لیے ہوئی کہ تمھارے دل میں برادرانہ محبت کے ایسے اونچے بھاؤ موجود ہیں۔ رنج اس لیے کہ تم نے میری باتوں کا منشا غلط سمجھا۔ میں نے پوتدارجی کو جو خط لکھا ہے اس میں میرا منشا

صرف یہی ہے کہ سری پت رائے کے نام سے ساجھا چاہتا ہوں اپنے یا تمھارے نام سے نہیں۔ ہم اور تم اپنی فکر کرسکتے ہیں۔ اور بچے ہی کے آیندہ کے خیال سے یہ سب انتظام کرنے کی فکر ہے۔ اس لیے وہی ساجھے دار بھی رہے۔ چونکہ تم وہاں موجود ہو اور تمھاری نگرانی میں اس کی جائیداد رہے گی۔ اس لیے تم گویا اس جائیداد کے ٹرسٹی اور گارجین Guardian ہو۔ انھیں وجوہ سے میں تمھارے اوپر اس کی پرورش کی ذمہ داری کا بار ڈالنا نہیں چاہتا تھا۔ میں اسے بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ تمھارے ذمہ اس کی Trustyship رہے۔ میں کیا اگر سب روپیہ تم ہی دیتے تب بھی یہی کہتا کہ ساجھا سری پت رائے کے نام سے ہو۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم اسے اپنے یا میرے نام کے مقابلہ میں زیادہ پسند کروگے اور یہ تو میں اب بھی کہتا ہوں کہ جس جائیداد کو میں تمھارے لیے لیتا اس کے لیے بھی تمھیں قرض لینے کی صلاح نہ دیتا۔ اور نہ تمھارے اوپر اس کا بار ڈالتا۔ ہلدیو لال نے لکھا تھا کہ میرے پاس 700 روپے ہیں۔ وہ میں تم لوگوں کو دے سکتا ہوں۔ چاچی صاحبہ صرف نانا کے بھروسے پر وعدہ کرتی تھیں۔ لیکن جب نانا صاحب مجھے دو سو روپے زائد نہیں دے سکے (میں نے 700 روپے مانگے تھے مگر انھوں نے 500 ہی دیے) تو میں کیسے امید کرتا کہ وہ تمھیں یا ہمیں ایک ہزار دے دیں گے۔ اسی لیے میں نے لکھا تھا کہ مہتاب رائے دھوکے میں ہیں۔ یعنی ہم لوگ دونوں دھوکے میں ہیں۔ کام وہی کرنا چاہیے جو اپنے سنبھالے سنبھل سکے۔ قرض لینا مجھے کسی طرح پسند نہیں۔ خاص کر ایسے کام میں۔

،، میں نے پہلے بھی پوتدار جی کو لکھا تھا اس کا منشا بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ چونکہ مہتاب رائے کلکتہ میں ایک اجنبی آدمی ہیں اور دنیا کی مکاریوں سے ابھی واقف نہیں ہیں۔ اس لیے میں تمھاری ٹرسٹی شپ کو اُتنا ہی ضروری سمجھتا ہوں جتنا پوتدار یا کسی ایسے ہی معتبر شخص کی مدد کو۔ جب تم خود لکھتے ہو کہ میں اپنا نام نہیں رکھنا چاہتا تھا اور بار بار مجھے لکھتے تھے کہ آپ شریک ہوجائیے۔ تو جب میں نے تمھارے حکم کی تعمیل کی تو تم کیوں بدگمان ہوتے ہو۔ پوتدار جی ہر ایک خط میں لکھتے تھے کہ بابو مہتاب رائے میرے ساجھے دار ہوں گے۔ آپ بیچ بچے گا جب میرے اور ان کے

درمیان کوئی اختلاف ہو تو آپ فیصلہ کیجیے گا۔ میں نے پنچ بننے سے بچنے کے لیے لکھا کہ مہتاب رائے ساجھے دار نہ ہوں گے بلکہ پروفیسر رام داس گوڑ کو پنچ بنادوں گا۔ میں جانتا ہوں کہ تمھارے دل میں میرے اور میرے بچوں کی نسبت ایسے اونچے خیالات ہیں۔ میں ہمیشہ اسی لیے تمھاری سعادت مندی کی تعریف کیا کرتا ہوں۔ اگر میں جانتا کہ تم اس بات کے لکھنے سے اتنے بدگمان ہوجاؤ گے تو ہرگز نہ لکھتا۔ اگر تمھارا بچہ ہوتا تو میں اس ساجھے کو اپنے اور تمھارے بچے دونوں ہی کے نام سے لیتا۔ یا کوئی دوسری جائیداد لیتا۔ تب بھی اور اگر ایشور نے زندگی باقی رکھی تو میں اسے ثابت کردوں گا۔ ہاں ایک بات ضرور ہے چونکہ میرے گھر میں بھی عورت ہے اور تمھارے گھر میں بھی عورت ہے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ خدانخواستہ اگر میری زندگی وفا نہ کرے تو عورتوں میں طعنہ زنی ہو اور ایک دوسرے پر رعب یا سختی جتائے۔ میں یہ صاف کردینا چاہتا ہوں کہ میں اپنے لڑکے کے لیے جو کچھ کرتا ہوں وہ سب اپنی قوتِ بازو سے کرتا ہوں اور اس چچا پر محض اس کی سرپرستی اور نگرانی کا بار ڈالنا چاہتا ہوں۔ محض تمھیں اس بات کا موقعہ دینے کے لیے کہ تم اپنی سعادتمندی کا اظہار کرسکو۔ میں کلکتہ کے کاروبار میں شریک ہونے پر راضی ہوا حالانکہ میرا شروع سے ارادہ تھا کہ تم بنارس رہتے اور یہیں خاندان کو اپنے ساتھ رکھ کر مجھے ہر ایک فکر سے آزاد کردیتے۔ یہاں فیض آباد میں ایک تعلقہ دار پریس بک رہا ہے۔ اس کی بابت میں نے منشی گل ہزاری لال کو لکھا بھی ہے۔ خلاصہ یہ ہے، میرا منشا پوتدار کو اس خط لکھنے کا اور کچھ نہ تھا کہ سری پت رائے اس کا مالک اور مہتاب رائے اس کے ٹرسٹی ہیں۔ اس کے لیے تمھیں بدگمانی کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ پریس کا جو نفع ہوگا (یا نقصان بھی ہوسکتا ہے) اس کے خرچ کی میں نے یہ صورت سوچی ہے کہ مکان بن جائے گا۔ کیونکہ اس طرح ہم لوگوں کے پاس کافی روپیہ جمع ہونا مشکل ہے۔ اس خیال سے میں نے تمھیں پریس کے کام میں لگایا۔ اور اب بھی ہمیشہ اسی کوشش میں رہوں گا کہ تمھارا پریس کسی طرح بنارس چلا آئے۔ ایک اور بات یاد رکھو۔ تمھارا دل میں جانتا ہوں بہت صاف ہے۔ لیکن عورتوں کا دل اکثر تنگ خیال ہوتا ہے۔ تمھاری بیوی کو

غالباً معلوم ہو کہ تم روپیہ قرض لے رہے ہو۔ محض اس لیے کہ سری پت رائے کے نام سے پریس خریدو .تو وہ اسے ہرگز پسند نہ کرے گی۔ تم سعادت مندی سے خواہ اسے ڈانٹتے رہو۔ لیکن بہت ممکن ہے کہ اس سے تمھاری عافیت میں خلل پیدا ہو۔ اور تمھارے گھر میں ایک راڈ پچے ان سب باتوں کا خیال کرکے میں نے یہی ارادہ کیا کہ روپیہ سب میرا ہے جو میں نے اپنی محنت سے وصول کیا ہے۔ وہ تمھاری نگرانی میں لڑکے کے نام سے لگادیا جائے۔ گویا تم اس کی جائیداد کے ٹرسٹی رہو۔ اور جب تم بھی صاحبِ اولاد ہو جاؤ۔ ایشور کرے کہ میں وہ مبارک دن دیکھوں تو ہر ایک جائیداد میں دونوں بھائیوں کی اولادیں برابر کی حصہ دار رہیں۔ دونوں کا ساتھ ساتھ نام چڑھے۔ اس لیے تمھارے دل میں اس خط سے ذرا بھی ملال ہو تو اسے نکال ڈالو۔ کیونکہ تم میرے خط کا منشا پوری طرح سمجھ گئے ہوگے۔ ایشور نے چاہا تو دو تین سال میں ہم لوگ اس پریس کے پورے مالک ہوجائیں گے اور اسے بنارس لے جاکر کام کریں گے۔

آج نانا صاحب کا خط آیا ہے۔ تیج نرائن لال کی بیوی کا انتقال ہوگیا۔ 20 اکتوبر کو برہم بھوج ہوگا۔

ابھی پوتدار جی کا خط نہیں آیا۔ خط آنے پر میں روپیہ بھیجوں گا۔ تمھارے پاس 250 روپے موجود ہوں گے۔ 500 روپے بلدیو لال بھیجنے والے ہیں۔ میں تو صرف 2500 دوں گا۔ رگھوپت سہائے کے وصول نہیں ہوئے۔ کُل روپے پوتدار جی کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اکتوبر سے جنوری تک دو سو تمھارے پاس ہوجائیں گے۔ 250 میرے پاس تنخواہ کے ہوں گے۔ دو سو جلوۂ ایثار سے ملیں گے اور 350 روپے پریم بتیسی اور بازارِ حسن کے ملیں گے۔ گویا ایک ہزار ہم لوگ جنوری تک پورا کردیں گے۔ فروری میں رگھوپت سہائے سے 700 مل جائیں گے۔ اس طرح اپریل تک ہم سب حساب صاف کردیں گے۔ تم آدھے پریس کے مالک ہوجاؤگے۔ بلدیو لال کا روپیہ آئندہ اکتوبر تک پہنچ جائے گا۔ زیادہ دعا۔

تمھارا دعاگو، دھنپت رائے

(180)

بنام مہتاب رائے

10 اکتوبر 1920

برادرم،

بعد دعا۔ کل ایک کارڈ لکھ چکا ہوں۔ آج پھر پریس کے متعلق تم سے کچھ مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ دسہرے میں آجاؤ تو سب باتیں مفصل طے ہوجائیں۔ یہاں میرے دوستوں کی اور نیز گھر والوں کی رائے کلکتے میں پریس کرنے کی نہیں ہوتی اور میں بھی اِس میں کوئی زیادہ فائدہ نہیں دیکھتا۔ پوڈار جی ہی کے بیان کے مطابق اس کا سالانہ نفع سولہ سو کے قریب ہے۔ اس حساب سے ہم لوگوں کو آدھے حصّے پر آٹھ سو سالانہ ملیں گے۔ پانچ ہزار کا سود سالانہ ساڑھے چار سو ہوگا۔ گویا کل سالانہ فائدہ بارہ سو کے قریب ہوگا۔ کچھ کم یا زیادہ ہونا ممکن ہے۔ کیا اگر ہم لوگ اپنا ذاتی پریس پانچ ہزار کے سرمائے سے بنارس میں کھولیں تو سو روپیہ ماہوار یا بارہ سو سالانہ نفع نہ ہوگا؟ میرا خیال ہے کہ ضرور ہوگا۔ اس سے کم کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ یہاں اس سے چھوٹے چھوٹے پریس، جو دو ڈھائی ہزار سے کھلے ہوئے ہیں، سو روپیہ ماہوار کما رہے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم کسی نئے پریس کی تلاش میں رہو جس میں ٹائپ، ٹریڈل مشین وغیرہ سب سامان مکمل موجود ہو۔ اگر سیکینڈ ہینڈ نہ مل سکے تو کلکتے کے کسی فرم سے نئے سامان کا آرڈر کرو۔ بس کوشش یہ ہونی چاہیے کہ بجٹ پانچ ہزار سے زیادہ نہ ہونے پائے۔ میرے پاس اس وقت تین ہزار موجود ہے۔ اپریل، مئی تک ایک ہزار اور ہوجائے گا کیونکہ رگھوپتی سہائے سے اور لاہور کے پبلشروں سے روپیہ وصول ہوجائے گا۔ ادھر میں بھی کانپور، الہٰ آباد وغیرہ میں تلاش کرتا رہوں گا۔ بنارس میں بھی سراغ لگاتا ہوں۔ یہاں ابھی حال ہی میں دو آدمی بنارس سے سامان لائے ہیں اور خوب ارزاں۔ فیض آباد کا تعلقدار پریس بک رہا ہے۔ تین ہزار میں سب سامان ملتا ہے۔ منشی گل ہزاری لال سے دریافت کیا ہے۔ دیکھوں کیا جواب آتا ہے۔ اب اس ارادے کو مستقل سمجھو۔ تمھارے کلکتے رہنے سے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں بالکل

اکیلا ہوں۔ مجھے ہمیشہ ایک مددگار کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ میری صحت کچھ اچھی ہوتی معلوم ہوتی تھی لیکن اب پھر جیوں کی تیوں ہی رہی ہے۔ جل چکتسا سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایسے حالت میں میری دلی آرزو یہ ہے کہ گھر کو سنبھال سکو۔ کلکتے میں رہ کر تم گھر کو ہرگز نہیں سنبھال سکتے۔ خدا نہ خواستہ میں نہ رہا تو تمھیں کتنی مشکل پڑے گی۔ تم رہو گے کلکتہ، میرے بال بچے رہیں گے بنارس، کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔ اس لیے میری تم سے درخواست ہے کہ بنارس آنے کی فکر کرو۔ اب تمھیں پانچ ہزار روپے مل سکتے ہیں۔ اس کی فکر نہیں۔ مارچ اپریل تک اگر پریس کا انتظام ہو جائے تو مئی جون میں ہم لوگ مکان وغیرہ لے کر بنارس میں جم جائیں۔ ایسا مکان لیا جائے کہ اس میں پریس بھی رہے اور تم بھی رہو۔ میرے بچے کبھی بنارس رہیں؛ کبھی میرے ساتھ۔ چھٹیاں میں میں بھی بنارس آیا کروں اور کچھ تمھاری مدد کیا کروں۔ سال چھ مہینے میں جب کام چل نکلے تو مکان بنوانا شروع کردیا جائے۔ تم ایک سائیکل لے لو اور اپنی نگرانی میں مکان بنواؤ۔ اس طرح آئندہ کا انتظام پورا ہو جائے گا اور مجھے اطمینان ہو جائے گا کہ میں کچی گرہستی چھوڑ کر نہیں مرا۔ کلکتے میں کام کرنے سے یہ باتیں ایک بھی پوری نہ ہوگی اور میں اس فکر سے نجات نہ پاؤں گا۔ کانپور میں دیانرائن اور رام بھروسے مجھے شریک کرنا چاہتے ہیں اور بیس ہزار سے پریس کھولنا چاہتے ہیں لیکن اب میں بنارس کے سوائے اور اپنے لیے کہیں جچتا نہیں پاتا۔ بنارس میں چاہے نفع کچھ کم ہی ہو، لیکن مجھے یہ اطمینان رہے گا کہ میرے بعد خاندان بھوکوں نہیں مرے گا اور عزت کے ساتھ نباہ ہوتا جائے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ میں بنارس تبادلہ کرا لوں۔ تب تو چین ہی ہو جائے گا۔ ہم دونوں ساتھ رہیں گے اور ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں گے۔ جو کچھ اپنے پاس روپیہ جمع ہوگا وہ کاروبار بڑھانے میں خرچ کریں گے اور ممکن ہوگا تو دس پانچ بیگھا زمین لے لیں تاکہ ایک ہل کی کھیتی کا بھی آسانی سے انتظام ہو جائے۔ کھانے کا غلّہ گھر پر ہو جائے، دیگر مصارف کے لیے پریس سے آمدنی ہو جائے۔ کوشش یہ کریں گے کہ پریس ندیسر یا چیت گنج کے آس پاس کھلے۔ شروع میں کچھ دوڑ دھوپ کرنی پڑے گی جو کلکتے میں نہ کرنی پڑتی لیکن آئندہ کی بہتری کے خیال سے اسے برداشت کرنا پڑے گا۔ تم پوڈار جی سے ان

باتوں کو صاف صاف سمجھا دینا اور ان سے روپے لے کر کہیں امانت رکھ دینا۔ اگر کہیں پریس کا سودہ پٹ جائے تو یہ روپیہ بیانے کا کام دیں گے۔ دسہرے میں آؤ، ضرور آؤ، اس بارے میں اور بھی صلاح ہوجائے گی لیکن اب اپنی صحت کی حالت دیکھتے ہوئے میں تمھارا کلکتے رہنا پسند نہیں کرسکتا۔ اور تو کوئی حال تازہ نہیں ہے۔ نانا صاحب کے یہاں چار اکتوبر کو برہم بھوج ہے۔ اگر تم آسکتے ہو تو اس میں شریک ہوتے ورنہ مجھے جانا پڑے گا اور بہت تکلیف اٹھانی پڑے گی۔ تم بنارس رہوگے تو کچھ میرے لیے لٹریری کام میں بھی مدد کروگے۔ ہم لوگ اپنی کتابیں بھی خود ہی چھاپ لیا کریں گے۔ جب تک اس کا انتظام نہ ہوجائے تم نوکری کرو، چاہے پوڈار جی کے پریس میں، چاہے کسی دوسرے پریس میں۔ لیکن اپریل میں تمھیں ہمیشہ کے لیے کلکتہ چھوڑنا پڑے گا، اگر گرہستی اور خاندان کی تمھیں فکر ہے۔ بس یہی میرا آخری فیصلہ ہے۔ اب اس میں کسی قسم کا ردوبدل میں نہ کروں گا۔ تم خود اس کا فیصلہ کرسکتے ہو کہ پریس کے لیے نیا سامان خریدنا بہتر ہوگا یا سیکنڈ ہینڈ۔ کیا کیا سامان درکار ہوں گے اس بارے میں مجھے فی الحال کوئی تجربہ نہیں ہے۔

اور کیا لکھوں، یہاں سب خیریت ہے۔ قحط کا سامان ہوگیا۔ دعا۔ بھائی بلدیولال سے میں نے پانچ سو مانگے تھے لیکن میرا خط پہنچنے کے پہلے ہی وہ ایک ہزار کی فکر کرچکے تھے۔ کوئی شک نہیں کہ وہ نہایت نیک نیت اور صاف دل آدمی ہیں۔

تمھارا، دھنپت رائے

(181)

بنام دیانرائن نگم

20 اکتوبر 1920، گورکھپور

بھائی جان، تسلیم!

کارڈ ملا۔ بواپسی جواب لکھ رہا ہوں۔ اب آپ چیک نہ بھیجیں۔ کیونکہ کلکتہ میں ساجھا کرنے کا ارادہ فسخ ہوگیا۔ پندرہ سو روپیہ بھیج چکا تھا۔ لیکن چند ایسی باتیں ہوئیں

جن سے وہ تجویز ترک کرنی پڑی۔ بروقت ملاقات مفصل بیان کروں گا۔ اب آپ ہی کی صلاح پکی رہی۔ یعنی بنارس، الہٰ آباد یا کانپور میں پریس۔ چھوٹک یہاں آگئے ہیں اور اب غالبًا کلکتہ نہ جائیں۔ بنارس میں انھیں ستر (70) روپیہ کی پوسٹ گیان منڈل والوں نے آفر کی ہے۔ وہیں گئے ہوئے ہیں۔ لیکن کل میں نے پرتاپ میں لائٹ پریس کانپور کے فروخت ہونے کا اشتہار دیکھا۔ کیوں نہ ہم اور آپ مل کر اس پریس کو لے لیں۔ میرے پاس چار ہزار روپیہ ہیں۔ ممکن ہے فکر کرنے سے کچھ اور بہم پہنچ جائیں۔ اگر آپ کو یہ پریس کام کا اور چلتا ہوا معلوم ہو تو اُس سے گفتگو کیجیے۔ اور قیمت وغیرہ طے فرمائیے۔ تب مجھے نوٹس دیجیے تاکہ میں بھی آجاؤں اور معاملہ اپنا ہوجائے۔ تب چھوٹک کو کانپور چھوڑا دوں۔ وہ منیجر رہیں اور آپ سپروائزر، مگر آنریری۔ باندہ سے آتے ہی یہ کارڈ آپ کو ملے گا۔ میں تین چار دن میں جواب کا انتظار کروں گا۔ والسلام

دھنپت رائے

(182)

بنام امتیاز علی تاج

گورکھپور، 20 اکتوبر 1920

برادرم تسلیم!

آپ کی طولانی خموشی نے غضب کیا۔ 'کہکشاں' بھی اب تک نہیں آیا کیا معاملہ ہے۔ کیا قطعی رائے ہوئی۔ آپ نے آیندہ کے لیے کون سی سبیل نکالی۔ مفصل خط چاہتا ہوں۔ پریم بتیسی کی بکری کی کیا کیفیت ہے۔ کچھ نکل رہی ہے؟ کانپور والے ابھی دیر کررہے ہیں ناک میں دم ہوگیا۔ اب بھول کر بھی اپنی ذمہ داری پر کوئی کتاب نہ چھپاؤں گا۔ پریم پچیسی کے دوسرے ایڈیشن کا مسئلہ درپیش ہے۔ آپ ہی کی گردن پر یہ بار بھی پڑے گا۔ 'حرماں نصیب' مجھے کچھ پسند نہ آیا۔ مہمل سی کتاب معلوم ہوتی ہے۔ ہاں شیخ حسن کے ابتدائی ابواب دلچسپ ہیں۔ حالانکہ آخری قصہ امید

کے خلاف ہے۔ ایشور نے چاہا تو چند ماہ میں میرا اپنا ناول 'ناکام' تیار ہوجائے گا۔ 'سیر درویش' کی نسبت آپ نے کیا فیصلہ کیا؟ بتیسی ریویو کے لیے کہیں بھیجی یا نہیں؟ کیا ممکن ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی اسے کتب میں لے لے۔ ممکن نہیں۔ پبلک کی قدردانی پر چھوڑیئے۔ بارش بند ہوگئی۔ قحط نازل ہوگیا۔ ملک پر سخت مصیبت آئی ہے۔ دیکھیں پرماتما کیسے ناؤ پار لگاتے ہیں۔ اور کیا لکھوں۔ میں نے کلکتہ میں پریس لینے کا ارادہ ترک کردیا۔ دور وراز کا معاملہ تھا۔ اب اسی صوبہ میں ارادہ ہے کانپور میں ایک پریس بک رہا ہے۔ 'لائٹ پریس' نام ہے۔ اس کے متعلق خط و کتابت کررہا ہوں۔ طے ہوجائے تو نوکری سے مستعفی ہوجاؤں گا۔ اب یہ طوق نہیں سہا جاتا۔ غالباً نومبر میں آپ مجھے بلا تردّد روپے دے سکیں گے۔ زیادہ والسلام

احقر، دھنپت رائے

(183)

بنام امتیاز علی تاجؔ

گورکھپور نارمل اسکول، 29 اکتوبر 1920

بھائی جان، تسلیم!

کارڈ ملا۔ مشکور ہوں۔ ایشور مریضہ کو جلد شفا بخشے اور آپ کو تیمارداری کی مصیبت سے نجات۔ بہت خوش ہوں کہ بازارِ حسن کی کتابت قریب ختم ہے۔ بیشک شانتا کے خط کا ایک حصہ نقل کرنے سے رہ گیا۔ آپ نے خوب گرفت کی۔ اسے پورا کیے دیتا ہوں۔

> "میں بڑی مصیبت میں ہوں۔ مجھ پر رحم کیجیے۔ یہاں کی حالت کیا لکھوں۔ پتاجی گنگا میں ڈوب گئے۔ آپ لوگوں پر مقدمہ چلانے کی صلاح ہورہی ہے۔ میری دوبارہ شادی ہونی قرار پائی ہے۔ جلد خبر لیجیے۔ ایک ہفتہ تک آپ کی راہ دیکھوں گی۔ اس کے بعد اس بیکس یتیم کی فریاد آپ کے کانوں تک نہ پہنچے گی۔"

پریم بتیسی اگر اس عرصہ میں 100 نکل گئی تو آغاز بُرا نہ سمجھنا چاہیے۔ زمانہ پریس ابھی تک وعدوں ہی پر ٹال رہا ہے۔ تنگ آگیا۔ کسی طرح اب کی نجات ملے۔ پھر اس کے جنجال میں نہ پھنسوں گا۔ میرے پریس کی شراکت کا مسئلہ بالکل ابھی تک طے نہیں ہوا۔ اردو، ہندی، انگریزی، بنگلہ، سبھی کچھ رکھنے کا ارادہ ہے۔ میرا چھوٹا بھائی منیجری کے کام میں ہوشیار ہے اس وجہ سے شاید مجھے زیادہ دردِ سر نہ ہو۔ اور پھر کس کاروبار میں پریشانیاں نہیں ہیں۔ کشمکش تو زمانہ حال کی ایک لازمی کیفیت ہے۔ اس سے چھٹکارا کہاں۔

آپ کے مفصل خط کا انتظار کررہا ہوں۔ مجھے لاہور سے آپ سرمائی چیزیں کچھ بھیج سکتے ہیں۔ یہاں اہلوان اور شال وغیرہ نایاب ہیں۔ میوے خشک بھی باوا کے مول۔ کشمش ایک روپیہ آٹھ آنے سیر، بادام تین روپے سیر، لاہور میں یہ چیزیں شاید کچھ ارزاں ہوں۔ ایک اہلوان عمدہ آپ کے خیال میں کتنے کو مل جائے گا۔ یہاں تو شاید تیس روپے سے کم پر نہ ملے۔ اگر تکلیف نہ ہو تو ذرا ریٹ دریافت کر کے مجھے مطلع فرمایے گا اور دکان کا پتہ بھی۔ تاکہ میں خود منگوا دوں۔ آپ کو تکلیف نہیں دینا چاہتا۔

پریم پچیسی آپ ہی کے گلے پڑے گی اور اگر میرا پریس چل نکلا تو ممکن ہے اسی میں چھپ جائے۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے۔ میرے بھائی صاحب اردو لیتھو کا کام پسند نہ کریں گے۔ ٹائپ کے کام میں سہولت ہوتی ہے۔ کاتبوں کی عنقا صفتی نے لیتھو کا کام بہت دقت طلب بنا دیا ہے۔

اور کیا عرض کروں۔ قحط پڑے گا۔ گیہوں کا نرخ 5 سیر ہے۔ گھی 6 چھٹانک اور شکر تو نایاب ہے۔ روپیہ کی سیر بھر بھی نہیں۔ 14 چھٹانگ ہے کوئی کیا کھائے اور کیسے زندہ رہے۔

خط کا جواب جلد عطا ہو۔ امید ہے آپ مع الخیر ہوں گے۔ نان کوآپریشن نے تو لاہور کا کچومر نکال دیا۔ دیکھیے یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(184)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 30 اکتوبر 1920

بھائی جان، تسلیم!

خط کا ابھی تک انتظار کر رہا ہوں۔ پریم بتیسی اب اور کتنی باقی ہے۔ حصہ دوم کی کچھ جلدیں نکل بھی گئیں اور حصہ اول ابھی تک پڑا ہوا ہے۔ اکتوبر بھی ختم ہوا۔ اب ایسی حالت میں آپ مجھے پریم پچیسی کے دوسرے ایڈیشن کو غالباً کانپور میں چھپوانے کی ہرگز صلاح نہ دیں گے۔ میں اسے بھی لاہور سے نکلواؤں گا۔

'روحِ حیات' ارسالِ خدمت ہے۔ ہر چند کوشش کی کہ قصہ بن جائے لیکن نہ بن سکا۔ اس کے بعد جو قصہ آپ کے پاس پہنچے گا وہ سچے معنوں میں قصہ ہوگا۔ یہ تو ایک خیال ہی ہے۔

برادرِ عزیز چھوٹک نے گیان منڈل میں ستر روپے کی نوکری کرلی۔ کلکتہ سے استعفیٰ دیا۔ پرسوں یہاں سے جائے گا۔ ہاں اگر ہم لوگوں کا معاملہ کانپور میں کچھ طے ہوجائے گا تو بُلا لیے جائیں گے۔ بشرطیکہ ہم انھیں اتنی تنخواہ دے سکیں۔ آپ کو ابھی تک شاید لائٹ پریس کی طرف جانے کی مہلت نہ ملی۔ کہیں سے تھوڑا سا وقت نکال لیجیے۔

اور تو کوئی تازہ حال نہیں ہے۔ پریم بتیسی کا شب و روز انتظار ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(185)

بنام امتیاز علی تاجؔ

گورکھپور، 10 نومبر 1920

بندہ نواز، تسلیم!

عنایت نامہ ملا۔ مشکور ہوں۔ 'کہکشاں' بھی نمبر اول سے بہتر ہے۔ مبارکباد۔

دیگر رسائل پر نوٹ لکھنے کی فکر ضرور کیجیے۔ اس سے رسالہ مقبول تر ہوگا۔

ایک قصہ 'بنیک کا دیوالہ' جاتا ہے۔ لمبا ہوگیا ہے۔ دیکھیے پسند آئے تو رکھ لیجیے۔ دو نمبروں میں نکل جائے گا۔ قصہ روکھا ہے، جذبات نہیں آنے پائے۔

ناول کے متعلق تصویروں کی رائے فسق ہوگئی۔ ہندی کا پبلشر اسے جلد نکالنا چاہتا ہے۔ دوسرے ایڈیشن میں تصویریں دی جائیں گی۔ اس لیے فی الحال ان کا ذکر فضول۔ رہا معاوضہ، وہ قصہ پڑھ لینے پر آپ خود طے کرلیں گے۔ ہندی والوں نے مجھے چار سو روپے دیے ہیں۔ اردو سے اتنی امید نہیں۔ مگر اکیس سطری صفحے کے بارہ آنے سے حساب سے قبول کرلینے میں مجھے تامل نہ ہوگا۔ یہ میرا پہلا ضخیم ناول ہے۔ مجھے اس کی اشاعت کی فکر ہے۔ دوسرا ناول بھی شروع کرچکا ہوں۔ اور کیا عرض کروں۔ سید ممتاز علی قبلہ کی خدمت میں آداب قبول ہو۔ جواب سے یاد کیجیے گا۔

والسلام،
دھنپت رائے

(186)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 12 نومبر 1920

بھائی جان، تسلیم!

خط ملا۔ پریم بتیسی چھپ گئی، بڑی خوشی کی بات ہے۔ اب ٹائٹل چھپ جائے اور کتاب میرے سامنے آجائے تو دونی خوشی ہو۔ پریم پچیسی کا فیصلہ پھر ہوگا۔ اگر اپنا پریس ہوگیا تو کوئی بات ہی نہیں، وہیں چھپے گی۔ لائٹ پریس کے متعلق آپ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ جب مالکِ پریس سے ملاقات ہی نہیں ہو سکی تو آپ بجز پریس دیکھ آنے کے اور کر ہی کیا سکتے تھے۔ اس کی قیمت وغیرہ کا فیصلہ ہوجائے تب منیجر کا مسئلہ طے ہو۔ اس کا کوئی منیجر ہوگا ہی۔ معلوم نہیں کیا تنخواہ پاتا ہے۔ چھوٹک کو گیان منڈل سے ہٹا لینا مناسب نہیں ہے۔ کچھ دنوں تک ہمیں دوسروں کے سہارے کام کرنا پڑے گا۔ ہمارے شریک کیا بابو رام بھروسے بھی رہیں گے۔ پریس کی مالیت اور

آنے والے مصارف کا اندازہ کرکے مجھے مطلع فرمایئے گا۔ تب میں بھی آنے کی کوشش کروں گا۔

مضمون آج کی ڈاک سے روانہ کرتا ہوں۔ ہندی میں چھپ چکا ہے۔ 'شباب' والوں کا سخت تقاضہ تھا۔ مگر اب وہاں جواب لکھو دوں گا۔ آپ اسے شائع کردیں۔

بقیہ سب خیریت ہے۔ میری صحت بدستور چلی جاتی ہے۔ بہت کم کام کرتا ہوں۔ ایم.اے. کا ارادہ ترک کردیا۔ چالیس پچاس روپے کتابوں میں صرف ہوئے۔ کچھ اسپنسر پر دیکھ لیا، تسکین ہوگئی۔ والسلام

دھنپت رائے

آپ کے چھوٹے بھانجے کا سانحہ سن کر سخت رنج ہوا۔ کتنی مدت کے بعد یہ دن دیکھنا نصیب ہوا تھا۔ وہ بھی آسمان سے نہ دیکھا گیا۔ غریب ماں کے دل سے کوئی اس درد کو پوچھے، پرماتما اسے صبر دے۔

(187)

بنام امتیاز علی تاج

نارمل اسکول، گورکھپور، 25 نومبر 1920

بھائی جان تسلیم!

کارڈ ملا۔ مشکور ہوں۔ آپ کی پریشانیوں اور نیز ناسازئ طبیعت سے تردد ہے۔ ایشور آپ کو ان جھمیلوں سے فرصت دے۔ 'بازارِ حسن' کا معاوضہ 250 روپے طے ہوئے تھے۔ پریم پچیسی کے لیے ایک صد روپے کل ساڑھے تین سو روپے ہوتے ہیں۔ بذریعہ رجسٹری بھجوادیں۔ کفایت ہوگی۔ میرے خط کے دیگر امور کا جواب آپ نے کچھ نہ دیا۔ آپ کے دوسرے خط کا انتظار کررہا ہوں۔ تب تک حصہ اوّل پریم بتیسی کا ٹائٹل وغیرہ بھی تیار ہوجائے گا اور کیا عرض کروں۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(188)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 1 دسمبر 1920

بھائی جان، تسلیم!

عرصے سے کوئی خط نہیں آیا۔ لائٹ پریس کا معاملہ التوا میں پڑگیا۔ خیر جانے دیجیے۔ پریم بتیسی کا ٹائٹل ابھی لگایا نہیں۔ اب تو للہ دیر نہ کیجیے۔ جیسا کاغذ دستیاب ہو، لے کر نکال دیجیے۔ لاہور سے تبادلہ ہوجائے تو دو چار جلدیں ادھر اُدھر ریویو کے لیے بھیجی جائے۔ میرا قصد ہے کہ لیڈر میں ایک چھوٹا سا نوٹس دیا جائے۔ شاید کچھ فائدہ ہو جائے۔ مکمل حساب سے مجھے مطلع کیجیے۔ مضمون پہنچا ہوگا۔

والسلام

دھنپت رائے

(189)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 11 دسمبر 1920

بھائی جان، تسلیم!

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ زہے نصیب۔ دیگر امور کا جواب فوراً سوچ کر دوں گا۔ میری صحت ایسی نہیں ہے کہ اخباری کام کا بار لے سکوں۔ اس خیال سے میں نے ایم.اے. کا ارادہ ترک کردیا ہے۔ رہا ٹائٹل۔ آپ کو بازار میں جیسا کاغذ ملے، اچھا بُرا بڑھیا گھٹیا براؤن کالا پیلا نیلا سبز سرخ نارنجی لیکن ٹائٹل پیج چھپوا دیجیے اور کتاب کی چھ سو جلدیں (قسم اول 500، قصہ دوم 100) لاہور بھجوا دیجیے۔ چیڑ کے بکس میں بھجوانے سے کتابیں بحفاظت پہنچ جائیں گی۔ لاہور والوں کے تقاضوں نے میرا ناک میں دم کرر کھا ہے۔ بورے میں نہ بھجوائیں ورنہ بہت سی کتابیں خراب ہوجائیں گی۔

اور سب خیریت ہے۔ مفصل خط کل لکھوں گا۔ اتوار ہے۔ اطمینان رہے گا۔ پریس کا خیال اب شاید گیا۔ میں نے گورنمنٹ کے کاغذات میں روپے لگا دیے۔ اب بیس روپے ماہوار گھر بیٹھے مل جائیں گے۔ روپیوں کا اندیشہ نہیں۔

والسلام،

دھنپت رائے

(190)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 29 دسمبر 1920

بھائی جان، تسلیم!

نوروز مبارک۔ کئی دن سے واقعی بیمار ہوں۔ دستوں نے دِق کرر کھا ہے۔ پریم بتیسی نکل گئی۔ نہایت خوش ہوا۔ لاہور جلدیں بھجوانے کے لیے مال گاڑی کھلنے کا انتظار کرنا ہی مناسب ہوگا۔ پارسل سے محصول اور دیگر مصارف بہت پڑیں گے۔ وہاں سے حصۂ دوم کی 400 جلدیں بھیجنے کے لیے لکھتا ہوں۔ عنقریب آجائیں گی۔ بابو رگھوپتی سہائے آج کل ناگپور گئے ہوئے ہیں۔ انھیں مضامین لکھنے کی اب فرصت کہاں۔ شاید اسے بھی نان کوآپریشن سمجھیں۔ بہرحال۔ مسٹر اقبال ورما سحر نے اپنی موسموں والی نظمیں دیباچہ لکھنے کے لیے یہاں بھیجی ہے۔ ارادہ تھا اس تعطیل میں لکھ ڈالتا لیکن دستوں نے مجبور کردیا۔ آزار میرے پاس برسوں سے نہیں آتا۔ اب بھجوائیں تو دیکھوں۔ امید کہ آپ کشل سے ہوں گے۔

جناب منیجر صاحب سے کہیے مجھے پریم بتیسی وغیرہ کل حسابات سے مطلع کریں۔ مفصل حساب چاہتا ہوں۔ آمدنی اور خرچ کا، تاکہ مجھے اپنی پوزیشن معلوم ہوسکے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(191)

بنام منیجر زمانہ پریس

نارمل اسکول، گورکھپور، 30 دسمبر 1920

جناب خواجہ صاحب بندہ نواز، تسلیم!

عنایت نامہ ملا، اگر مال گاڑی کے کھلنے میں بہت زیادہ یعنی ایک ہفتہ سے زائد کی دیر ہو تو آپ براہِ کرم 100 جلدیں ریلوے پارسل سے لاہور بھیج دیں۔ وہاں سے بار بار تقاضے آرہے ہیں اور مجھے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ میں وہاں بھی 100 جلدیں کانپور بھیجنے کے لیے تاکید کررہا ہوں۔ بقیہ جلدیں مال گاڑی سے روانہ فرمایئے گا۔ امید ہے کہ آپ حتی الامکان عجلت فرمائیں گے۔

دوسری گزارش ہے کہ مجھے حساب آمدنی اور خرچ کا مفصل لکھ بھیجیں۔ عین نوازش ہوگی۔ زیادہ والسلام

نیازمند، دھنپت رائے

(192)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 3 جنوری 1921

جناب بھائی جان، تسلیم!

امید ہے آپ نے میرے حسبِ استدعا 100 جلدوں کا پارسل لاہور بھجوا دیا ہوگا۔ اس کا لحاظ بھی غالبًا رکھ لیا ہوگا کہ وزن کا محصول بے کار سر نہیں پڑے۔ خواہ جلدوں کی تعداد میں کمی بیشی کرلی جائے۔ 20 سیر پارسل میں شاید 100 یا اس سے کچھ کم جلدیں آجائیں۔ 5 جلدیں یہاں بھجوادیں۔ عنایت ہوگی۔ میں نے لاہور والوں کو بھی لکھ دیا ہے۔ وہاں سے جلدیں آتی ہوں گی۔ حساب سے بھی مطلع کیا جانا چاہتا ہوں۔ ایک مضمون 'زمانہ' کے لیے لکھ رہا ہوں۔ غالبًا آپ کو پسند آئے۔ قطرۂ خون

ٹپکا رہا ہوں۔ مگر آخری نہیں۔ نومبر میں سید عبدالماجد کا مضمون خوب لیا۔ گوربندرو بابو (رابندر ناتھ ٹیگور) کے مضمون سے ماخوذ ہے۔ مگر اوریجنل رنگ آگیا ہے۔ زندہ ہوں۔ ناول کی ہندی کررہا ہوں۔ اور پریم بتیسی کی فکر کھائے جارہی ہے۔ امید ہے کہ آپ بمعہ عیال خوش و خرم ہوں گے۔ کیا اس غریب کدہ کو آپ کے قدموں کی زیارت نصیب نہ ہوگی۔ غریبوں سے اتنی بے نیازی موقع ملے تو دو دن کے لیے چلے آیئے۔ رات ہی بھر کا تو سفر ہے۔ میں تو اپنی صحت سے لاچار ہوں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(193)

بنام مینجر صاحب 'زمانہ'

گورکھپور، 10 جنوری 1921

جناب مکرمی بندہ شکریہ۔

لاہور والوں کو آج تاکیدی خط لکھ دیا ہے۔ ہفتہ عشرہ میں کتاب پہنچ جائے گی۔ میرے پاس حساب کے ساتھ 5 جلدیں ضرور روانہ فرمایئے گا۔ میرے مضامین کا دفتر کے ذمہ کل بیس روپیہ آتا ہے۔ والسلام۔

مال گاڑی کا انتظار کیجیے گا تاکہ پھر ریلوے پارسل نہ بھیجنا پڑے۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(194)

بنام امتیاز علی تاج

نارمل اسکول، گورکھپور

10 جنوری 1921

جناب مشفقم و مکرم بندہ تسلیم!

عرصہ سے حالاتِ مزاج سے مطلع نہیں ہوا۔ تردّد ہے۔ براہِ کرم حالات سے

مطلع فرمائیے۔ میں نے دفتر زمانہ کو تاکید کی تھی کہ آپ کی خدمت میں پریم بتیسی کی 600 جلدیں روانہ کردیں۔ لکڑی کے صندوق میں کتابیں بند کراکے اسٹیشن بھیجی گئیں۔ لیکن مال گاڑی بند تھی۔ اس وجہ سے فی الحال 100 جلدیں بذریعہ ریلوے خدمت والا میں بھیجی گئیں۔ جونہی گاڑی کھلے گی۔ بقیہ 500 جلدیں بھیج دی جائیں گی۔ آپ بھی 100 جلدیں حصہ دوم کی بذریعہ پارسل روانہ فرمادیں۔ کانپور کے پتہ سے اور اگر لاہور سے مال گاڑی مل سکے تو پوری 400 جلدیں بھیج دیں تاکہ خرچہ زیادہ نہ پڑے۔ جیسا مناسب معلوم ہو وہ کیجیے۔ 500 جلدیں غالباً اسی ماہ میں آپ کے پاس پہنچ جائیں گی۔ پریم پچیسی کے متعلق آپ نے کچھ تحریر نہ فرمایا۔ امید ہے کہ آپ خوش و خرم ہوں گے۔

احقر،

دھنپت رائے

(195)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 18 جنوری 1921

بھائی جان، تسلیم!

کارڈ ملا۔ شکریہ۔ بتیسی کا پیکٹ ملا۔ ٹائیٹل دیکھ کر رو دیا۔ بس اور کیا لکھوں۔ کتاب کی مٹی خراب ہوگئی۔ آپ نے بہتر کاغذ نہ پاکر یہ کاغذ استعمال کرایا ہوگا۔ غالباً کتاب کی تقدیر میں اس طرح بگڑنا لکھا تھا۔ خیر، فی الحال چلنے دیجیے۔ لاہور والوں سے کہہ دوں گا کہ وہ ٹائیٹل بدل ڈالیں۔ آپ کے یہاں بھی اچھا کاغذ ملتے ہی ٹائیٹل بدلنا پڑے گا۔ کچھ نقصان ہوگا مگر غم نہیں۔ آپ مارچ میں تشریف لائیں گے۔ ابھی سے دن گن رہا ہوں۔ ضرور آیئے۔ قصہ تمام ہوگیا۔ صاف کرکے بھیجوں گا۔

نیاز مند،

دھنپت رائے

(196)

بنام دیانرائن نگم

غالباً گورکھپور، جنوری 1921

.... نصیبِ دشمناں کچھ طبیعت تو خراب نہیں ہوگئی۔

پریم بتیسی ابھی تک تیار ہوکر نہیں آئی۔ ٹائیٹل پیج میں اگر بہت زیادہ تردّد ہو اور جلد اس کے تیار ہونے کی امید نہ ہو تو آپ اس کی سات سو جلدی بغیر ٹائیٹل ہی کے لاہور دفتر 'کہکشاں' کو روانہ فرمادیں۔ وہ اپنا ٹائیٹل چھپوا لیں گے۔ اُجرت مجھ سے وضع کرلیں گے۔ مگر لاہور بھیجے گا کیوں کر — دیودار کے بکس میں یا معمولی بوروں میں۔ سات سو جلدوں کے بھیجنے کے لیے پانچ بوریں لگیں گے۔ کتابوں کے ساتھ ردّی کاغذ اندر بھر دینا ضروری ہوگا تاکہ کتابیں خراب نہ ہوں۔ ہاں چیڑ کے بکس آسانی سے دستیاب ہوجائیں اور روپے دو روپے سے زیادہ فرق نہ ہو تو آپ بکس ہی میں بھجوائیں۔ اس میں کتابوں کے خراب ہوجانے کا اندیشہ کم ہے۔ .... وہاں سے تین سو جلدیں ہی ملیں گی۔ میں نے لاہور والوں کو چالیس روپے کمیشن دینے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ اور وہ راضی ہیں۔ مئی تک سب قیمت ادا کردیں گے۔ بازارِ حسن اور حصہ دوم بتیسی کے بابت انھوں نے میرا مطالبہ بالکل بیباک کردیا ہے۔ اور حصہ اول کے لیے جلدی کررہے ہیں۔ پچیسی کا حقِ تالیف اور میرے نئے ناول کا حقِ تالیف بھی لینے پر آمادہ ہیں۔ میں خود اپنی ذمہ داری پر چھپوانے کی بنسبت یہ معاملہ بہتر سمجھتا ہوں۔ اور غالباً آپ بھی مجھ سے متفق ہوں گے۔

اس خط کا جواب بواپسی تحریر فرمایئے گا۔ اور مجھ پر رحم کرکے ایک روز اپنے آدمیوں کو تھوڑی سی تکلیف دے کر کتابیں وہاں بھجوا دیجیے۔ اگر آپ کو اس میں زیادہ تردّد ہو تو میں خود آکر اس کام کو انجام دوں۔ حالانکہ مجھے تکلیف بے حد ہوگی اور بے جان ہورہا ہوں۔ بہرحال جواب کا سخت انتظار ہے۔

زیادہ والسلام،

نیازمند، دھنپت رائے

(197)

بنام امتیاز علی تاؔج

نارمل اسکول، گورکھپور، 29 جنوری 1921

بھائی جان، تسلیم!

بعد انتظارِ شدید و مدید عنایت نامے کے درشن ہوئے۔ مشکور ہوں۔ کتابیں آپ نے غالباً کانپور بھیج دی ہوں گی۔ مال گاڑی ملنے پر وہاں سے آپ کی خدمت میں 500 جلدیں اور پہنچیں گی۔ آپ بھی ان کے پہنچنے پر 300 اور جلدیں بھیج دیجیے گا۔ سر ورق کا مجھے سخت افسوس ہے۔ یہ مہتمم صاحب پریس کی عنایت کا نتیجہ ہے۔ ممکن ہو تو آپ سر ورق دوسرا لگوالیں۔ قیمت مجھ سے وضع کرلیں۔ سیر درویش اور پریم پچیسی کی ایک جلد بھی میرے پاس نہیں۔ زیادہ تصحیح کی ضرورت نہیں۔ کتابت یا پروف کے ساتھ ساتھ تصحیح بھی ہوتی جائے گی۔ بس کاتب نے پیراگراف الگ نہیں کیے ہیں۔ اکثر دو پیراگراف مِلادیے ہیں۔ اس کے سِوا مجھے تو زیادہ اغلاط نہیں معلوم ہوئے۔ آپ کتابت شروع کروادیں اور دونوں بازارِ حسن ہی کے سائز پر چھپوائیں۔ مجھے بھی ایک ہی سائز کی کتابیں پسند ہیں۔ آپ اِن دونوں کتابوں کا کاپی رائٹ چاہتے ہیں یا محض دوسری ایڈیشن کا حقِ اشاعت۔ میں نے ادھر دو تین قصّے لکھے ہیں۔ ایک صبحِ امید میں ہے 'بعد از مرگ' دوسرا زمانہ میں ہے 'نوک جھوک' ایک اور زمانہ میں رکھا ہوا ہے 'سیرتِ حیات' ایک چوتھا میرے پاس ہے 'دستِ غیب'، پانچواں زیرِ تحریر ہے۔ جس میں نان کوآپریشن کا رنگ نظر آئے گا۔ ان کے متعلق میں آپ کی نکتہ چینی کا شوق سے انتظار کروں گا۔ آپ کو میری تحریریں جب نظر آئیں، ضرور ان پر اظہارِ خیال کردیا کریں۔ اس سے مجھے دلی تسکین ہوتی ہے۔ ان قصّوں کے علاوہ اپنا ناولِ 'ناکام' صاف کررہا ہوں۔ جو تصنیف سے کم جاں سوز کام نہیں ہے۔ یہ ختم ہوجائے تو ڈرامہ میں ہاتھ لگاؤں۔ اس کا پلاٹ تیار ہے۔ چار ہی ایکٹ میں ختم ہوجائے گا۔ مگر سین پندرہ سولہ سے کم نہ ہوسکیں گے۔ کامیاب ہوسکوں گا یا نہیں۔

ایشور ہی جانے۔ 'ناکام' جونہی تیار ہوا، آپ کے ملاحظہ کے لیے بھیجوں گا۔ میں اپنی کتابوں کی توسیع اشاعت کے اعتبار سے پنجاب کے کسی رسالہ میں لکھنا چاہتا ہوں لیکن 'کہکشاں' کے بعد اب مجھے کوئی ایسا رسالہ نظر نہیں آتا۔ اب آپ کا شغل کیا رہتا ہے؟ میرے ایک دوست آپ کی کتاب 'بھارت سپوت' کا ہندی ترجمہ کرانا چاہتے ہیں۔ ان کا ارادہ اسے پانچ ہزار چھاپنے کا ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو اس کی ایک جلد میرے پاس بھیج دیں۔ جو نسخہ آپ نے نذر کیا تھا وہ کوئی صاحب اڑا لے گئے۔ یوں ہندی میں گاندھی جی کی کئی سوانح عمریاں ہیں۔ لیکن آپ کی تصنیف میں اور ہی لطف ہے۔ اسی وجہ سے میرے دوست موصوف اسے ہندی جامہ پہنانے کے شائق ہیں۔ اور کیا لکھوں کیا میری اور آپ کی ملاقات کبھی نہ ہوسکے گی۔ دُنیا میں میرے صرف گنے گنائے دوست ہیں۔ آپ بھی اُس نہایت محدود تعداد کے رکن خاص ہیں۔ مگر افسوس کہ ابھی تک صورت آشنائی بھی نہیں اور نہ ہو تو اپنا فوٹو ہی بھیج دیجیے۔ اسی سے تسکین لے لوں۔ زیادہ والسلام۔ ہاں، ہم خرما و ہم ثواب، کشنا وغیرہ میری ابتدائی تصانیف ہیں۔ پہلی کتاب تو لکھنؤ کے نامی پریس نے شائع کی تھی۔ دوسری کتاب بنارس کے میڈیکل ہال پریس نے۔ یہ غالبًا 1900 کی تصانیف ہیں۔ میرے پاس ان میں سے ایک جلد بھی نہیں۔ اور نہ شاید پبلشروں کے ہی یہاں نکل سکے۔ اور نہ ان کے دیکھنے کی ضرورت ہی ہے۔ نومشقی کے سارے عیوب ان میں موجود ہیں۔ مولانا ممتاز علی صاحب قبلہ کی خدمت میں دست بدستہ آداب فرمادیجیے گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(198)

بنام امتیاز علی تاجؔ

8 فروری 1921

بھائی جان، تسلیم!

تصویر ملی۔ بہت ممنون ہوں۔ اس نے ملاقات کی آرزو دوچند کردی۔ آپ کی

میرے ذہن میں جو تصویر تھی وہ کچھ اور ہی تھی۔ میں اگر مصور ہوتا تو 'شعر' اور ادب' کی غالبًا یہی تصویر بناتا۔ مہاتما گاندھی بھی ملے۔ (آج یہاں اُن کی آمد ہے)

آپ نے شاید ابھی تک پریم بتیسی حصہ دوم کی جلدیں کانپور نہیں ارسال فرمائیں۔ وہاں کی فرمائشیں رُکی ہوئی ہیں۔ براہِ کرم اب تاخیر نہ فرمایئے گا۔ اگر مال گاڑی سے نہ بھیج سکیں تو فی الحال 100 جلدیں ہی روانہ فرمائیں۔ اس سے پہلے کے خط کے جواب کا منتظر ہوں۔ والسلام

دھنپت رائے

(199)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 15 فروری 1921

بھائی جان، تسلیم!

کئی دن ہوئے جناب خواجہ صاحب نے حساب بھیجا تھا۔ دیکھا۔ اطمینان ہوگیا۔ میں کچھ زیادہ مقروض نہیں ہوں۔ کل دس روپے کا معاملہ ہے۔ انشاء اللہ ماہ دو ماہ میں صاف ہوجائے گا۔

میں کل سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہوگیا ہوں۔ آج استعفیٰ بھی منظور ہوگیا۔ یہاں سے ایک ہفتے وار اردو اخبار نکالنے کا قصد ہے۔ پریس کی بھی تلاش ہے۔ غالبًا یہاں روپے کا بھی انتظام ہوجائے گا۔ عرصے سے یہ خیال تھا۔ اب اس کے پورا ہونے کے دن آئے۔ فی الحال خطوط اسی پتے سے لکھیے گا۔ دو چار روز میں اپنے نئے حالات سے آپ کو مطلع کروں گا۔ کیا کانپور میں کوئی لیتھو مشین مل سکے گی۔ اگر ممکن ہو تو مطلع فرمایئے گا۔ اسی حیلے سے ذرا ملاقات ہوجائے۔ امید ہے آپ خوش ہوں گے۔

آپ کا دعاگو، دھنپت رائے

(200)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 23 فروری 1921

بھائی جان، تسلیم!

آزاد کے کئی پرچوں کا پیکٹ ملا۔ بے شک اس اخبار نے ترقی کی ہے اور اس پر میں آپ کو اور نیز اسسٹنٹ ایڈیٹر صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اس کا درجہ اب ملک کے بہترین اردو اخبارات میں ہیں۔ غالباً اشاعت پر بھی کچھ اثر ضرور پڑے گا۔

پریم بتیسی حصہ دوم کی جلدیں غالباً آپ کے یہاں پہنچ گئی ہوں گی۔ کچھ معلوم نہیں آپ کے یہاں سے بھی بقیہ 500 جلدیں گئی یا نہیں۔

میں نے ترک ملازمت کر ہی لی۔ آپ مجھے بہت عرصے سے اس کی تحریک کررہے تھے۔ حالانکہ یہ آپ کی تحریک کا اثر نہیں بلکہ رفتارِ زمانہ کا۔ مگر کسی طرح اب میں آزاد ہوگیا۔ اب بتلایئے کیا کروں۔ پریس اور اخبارنویسی اور کتب نویسی کے سوا میں کوئی دوسرا کام کرنے کے قابل نہیں۔ کپڑے بُننے کے لیے تیار نہیں۔ کاشت کاری میرے کیے ہو نہیں سکتی۔ کیا آپ کا ارادہ اب بھی پریس کی طرف ہے۔ میں چار پانچ ہزار کا سرمایہ اور اپنا سارا وقت آپ کے نذر کرنے کو تیار ہوں بشرطیکہ آپ بھی میرے معاون اور شریک ہوں۔ میں اب زیادہ تذبذب میں نہیں رہنا چاہتا۔ جلد کوئی نہ کوئی فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔ میرے لیے گورکھپور، بنارس اور کانپور تین مقامات ہیں؛ اور بھی جگہ تھوڑی بہت آسانیاں ہیں لیکن کانپور میں جتنی آسانی نظر آتی ہے اتنی اور کہیں ملتی نہیں۔ میں ایک اچھا پریس اردو ہندی اور انگریزی کا کھولنا چاہتا ہوں جو فی الحال محض جاب ورک پر چلے۔ اخبار سے اُسے کوئی تعلق نہ رہے۔ میں ذاتی طور پر اخبار کا کام بھی کرسکتا ہوں مگر زیادہ نہیں۔ اگر آپ چاہیں تو دو ایک دن کے لیے کانپور آجاؤں باالمصاف امور طے ہوجائیں۔ لائٹ پریس ابھی غالباً فروخت نہ ہوا ہوگا۔ اگر وہ بِک بھی گیا ہو تو کلکتے سے مشین اور ٹریڈل منگایا جاسکتا ہے۔ لیتھو پریس کا انتظام بھی ضروری ہے تاکہ اپنے گھر کے کام کے لیے دوسروں کا دست نگر نہ ہونا

پڑے۔ منیجر کا کام ہم اور آپ دونوں مل کر خوب کرسکتے ہیں۔ ایڈیٹری کے کام میں بھی حتی الامکان آپ کی تھوڑی مدد کرسکتا ہوں۔ اس خط کے جواب کا منتظر ہوں۔ اگر آپ نے کچھ امید نہ دلائی تو اور کوئی سبیل سوچوں گا۔ یہاں میں نے فی الحال ایک کپڑے کا کارخانہ کھول رکھا ہے جس میں آٹھ کرگھے چل رہے ہیں۔ کچھ چرخے بھی بنوائے جارہے ہیں۔ ایک منیجر پچیس روپے ماہوار پر رکھ لیا ہے۔ گو اس سے مجھے ماہوار کچھ نہ کچھ نفع ضرور ہوگا لیکن اتنا نہیں کہ میں اس پر تکیہ کر سکوں۔ باوجود نان کوآپریشن کرنے کے ابھی تک میں دولت کی طرف سے بالکل مستغنی نہیں ہوں۔ اور میں ذاتی طور پر ہو بھی جاؤں لیکن میری بیوی کو یقین ہوجائے کہ اب اسی طرح زندگی بسر ہوگی تو وہ مجھے معاف نہ کرے گی۔

اور کیا عرض کروں۔ آج کل ایک دیہات میں مقیم ہوں۔ خوب آرام سے دن کٹ رہے ہیں۔ آزادی کا لطف اٹھا رہا ہوں۔ آپ خط اس پتے پر روانہ فرمائیں :

دھنپت رائے

معرفت مہادیو پرساد پوتدار

اردو بازار، گورکھپور

تعلیمی نان کوآپریشن کے متعلق آپ کا معلوم نہیں کیا خیال ہے۔ میں نے اس پر ایک مضمون لکھ رکھا ہے۔ میں اس کی اصلی اہمیت دکھلانی چاہتا ہوں۔ دستِ غیب ایک قصہّ بھی تیار ہے۔ وہ بھی جلد زمانہ کے نذر ہوگا۔

زیادہ والسلام، آپ کا، دھنپت رائے

(201)

بنام دیانرائن نگم

گورکھپور، 7 مارچ 1921

بھائی جان، تسلیم!

کل کارڈ ملا۔ دو مضامین بھیجے تھے۔ غالباً پہنچے ہوں گے۔ میں کانپور نہیں آسکا۔ کئی دن سے بخار کی تکلیف ہورہی ہے۔ کانپور میں آپ نے یہ نہیں لکھا کہ میں کیا

کام کروں گا۔ محض پریس کھول کر بیٹھے رہنا تو میرے لیے فضول سا معلوم ہوتا ہے۔ مینجری کرنے کی مجھ میں لیاقت نہیں۔

(202)

بنام دشرتھ پرساد دویدی

گیان منڈل، کاشی، 22 مارچ 1921

پریے دویدی جی، وندے!

میں آنے کے دن جلدی کے کارن آپ سے مل نہ سکا۔ اپنا آدمی آپ کو دیکھنے کو بھیجا تھا پر آپ دفتر میں نہ تھے۔ مجھے دوبارہ آنے کا اوکاش نہ ملا۔ ہولی کی سنکھیا تو نکل ہی گئی ہوگی۔ 'تحقیق' کا کیا حال ہے؟ اگر وہ بند ہوگیا ہو تو میں پریس کا پربندھ کروں۔ لکھنؤ میں پریس مل رہا ہے۔ اگر نہیں بند ہوا تو آپ مجھے ابھی گورکھپور نہ بُلائیے۔ یدی آپ کی اچھا ہو تو میں یہاں سے پرتی بدھوار کو اگرلیکھ اور ٹپنیاں بھیج دیا کروں۔ وہ برہسپتی کو وہاں پہنچ جائے گا اور رویوار تک آپ کا پتر نروِگھن نکلتا رہے گا۔ نو کالم کا میٹر دینے کا بھار میں لے سکتا ہوں۔ ان سیوا کے لیے آپ مجھے پچاس روپے بھی دے دیں گے تو میں سنتشٹھ ہوجاؤں گا۔ یہاں دیہات میں اتنا میرے لیے کافی ہے۔ ہولی سنکھیا کے بعد 'سودیش' پھر کب نکلے گا۔ پتر کا اُتّر کرپیا شیگھر ہی دیجیے۔

میرے پاس بھولے سے چلا آیا ہے۔ لوٹا دوں گا۔

بھودیہ،

دھنپت رائے

مارچ میں میں نے 'سودیش' کی جو سیوا کی ہے اس کے لیے جو کچھ اُچت سمجھیں وہ کرپیا بھیج دیں۔

(203)

بنام دیانرائن، نگم

گیان منڈل، بنارس سٹی، 23 مارچ 1921

برادرم، تسلیم!

میں یہاں 19 تاریخ کو آگیا اور گھر پر مقیم ہوں۔ ہولی کے ایک دو دن بعد کانپور آنے کا قصد کرتا ہوں۔ زمانہ کے لیے 'لال فیتہ' نام کا ایک قصہ لکھا ہے۔ اسے بھی ساتھ لیتا آؤں گا۔

گورکھپور سے اردو اخبار نکالنے کا ارادہ ختم ہوگیا۔ وہاں ایک ہفتے وار 'التحقیق' جو پہلے بند ہوگیا تھا پھر جاری ہوگیا اور اس کی موجودگی میں کسی دوسرے ہفتے وار کی کھپت نہیں ہوسکتی۔ آپ کے نوجوان دوست غالبًا میرے توقف سے بددِل نہ ہوئے ہوں گے۔ میں ہولی کے بعد چلوں گا۔

باقی خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(204)

بنام دیانرائن نگم

گیان منڈل، کاشی، 5 اپریل 1921

بھائی جان، تسلیم!

میں نادم ہوں کہ اب تک کانپور نہیں آسکا۔ میرا اخبار نکالنے کا مصمم ارادہ ہے بشرطیکہ کافی سرمایہ فراہم ہوجائے اور مددگار کافی مل جائیں۔

دو ایک روز میں ضرور آؤں گا۔ اور تو کوئی تازہ حال نہیں ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(205)

بنام وشرتھ پرساد دویدی

گیان منڈل، کاشی

8 اپریل 1921

پریے دویدی جی، وندے!

پتر ملا۔ میں سُویَم آپ سے بنا ملے چلے آنے پر اتینت لجّت ہوں۔ حالانکہ میں نے آپ سے ملنے کی چیشٹا بہت کی پر آپ دفتر میں نہ تھے اور میں سب تیاریاں کرچکا تھا۔ گیان منڈل سے ایک سپتاہک پتر بھی نکلنے والا ہے۔ سمبھو ہے اس کا سمپادن کرنے لگوں۔ سو روپے ملیں گے۔ اس بیچ میں نے دینِک 'آج' کے لیے مہینے میں چار لیکھ دینا طے کرلیا ہے۔ تین روپے پرتی کالم منظوری ہوئی ہے۔ مجھے 'سودیش' کی سیوا کرنے سے انکار نہیں ہے پر سولہ کالموں کے لیے تیس روپیہ بہت کم ہے۔ دو روپیہ سے بھی کم۔ سمے فالتو ہوتا تو کہتا لاؤ یہی صحیح، پر نرواہ بھی تو ہونا چاہیے۔ چار پرسٹھ لکھنے کے لیے چار دن دو تین گھنٹے روز محنت کرنا ضروری ہے۔ تین دن 'آج' کے بھینٹ کردوں تو مجھے کل ساٹھ روپے ملیں گے اس میں یہاں گذر ہونا مشکل ہے۔ پونجی میں سے کھانے لگوں تو کتنے دن کھاؤں گا۔ اس لیے سَمے کا اُدھک لابھ ٹیکت اُپیوگ کرنا آوشیک ہے۔ ات ایو میں آپ سے کسی بندھن میں نہ پڑوں گا۔ اوکاش ملنے پر جو کچھ ہو سکے گا لکھ دیا کروں گا۔ میں نے سمے کا وِچار کرہی پچاس روپے لکھے تھے۔ روپے کمانے کا خیال نہ تھا۔ خیر، جانے دیجیے۔

اچھی بات ہے اردو پتر نہ نکالیے۔ جھنجھٹ ہے۔

بیس روپے جو آپ نے پر.ن کیے اس کے لیے کوٹیشہ دھنیہ واد۔ بڑے وقت پر پہنچے کیونکہ مجھے ایک گائے لینی تھی اور کہیں سے کچھ ملنے کا سہارا نہ تھا۔

دیہات میں ہوں۔ کچھ تھوڑا سا پرچار کا کام بھی کرلیتا ہوں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(206)
بنام امتیاز علی تاج

بنارس گیان منڈل، 18 اپریل 1921

مکرم بندہ، تسلیم!

عرصہ دراز سے آپ کی خیریت مزاج سے مطلع نہیں ہوں۔ امید ہے بخیرو عافیت ہوں گے۔ میں ادھر ایک ماہ سے اپنے گھر پر آگیا ہوں۔ ملازمت سے مستعفی ہوگیا ہوں۔ کچھ لٹریری کام کرتا ہوں اور کچھ اشاعتی۔ آپ کا شغل آج کل کیا ہے۔ پریم پچیسی کی اشاعت کے متعلق کیا فیصلہ کیا۔ بازارِ حسن کی کیا حالت ہے۔ پریم بتیسی کی جلدیں آپ کے یہاں کتنی پہنچ گئیں۔ اور ان کی بکری کیسی ہورہی ہے۔ براہِ کرم ان امور سے سرفراز فرمایئے۔ تہذیب نسواں اور پھول ابھی تک گورکھپور جاتے ہیں۔ وہاں بھیجنے کی ممانعت کردیں۔ اور جب تک میں اپنا کوئی مستقل پتہ نہ لکھوں۔ اوپر کے پتہ سے ہی بھجوانے کی عنایت کریں اور تو کوئی حال تازہ نہیں۔ حالات مزاج سے جلد مطلع فرمادیں۔ سخت تشویش ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

C/o. Mehtab Rai, Gian Mandal, Banaras City

(207)
بنام دیانرائن نگم

بنارس، 14 مئی 1921

بھائی جان، تسلیم!

بخیریت ہوں۔ امید ہے مکتب بخیر وخوبی انجام پاگیا ہوگا۔ عدمِ تعاون والا مضمون آپ نے دیکھ لیا یا نہیں۔ اگر دیکھ لیا ہو اور اس میں کچھ قابلِ اعتراض نہ ہو تو براہِ کرم کاتب کو دے دیں۔ ورنہ بیرنگ گیان منڈل کے پتے سے ہی میرے پاس بھیج

دیں۔ میں نے سرٹیفکٹ وغیرہ مہاشیہ کاشی ناتھ کے پاس بھیج دیے ہیں۔ اب ان کے جواب کا منتظر ہوں۔ سین بابو اگر واپس آئیں ہو تو ان سے کہیے گا 'منجری' پرتاپ کے دفتر میں مہاشیہ بال کرشن شرما کے پاس بھجوادیں۔ میں انھیں کے پاس سے لایا تھا۔ اور تو کوئی تازہ حال نہیں ہے۔

ایک قصہ 'تالیفِ قلب' لکھا ہے۔ ٹھاکردوارا کا مکان بننا شروع ہوا یا نہیں۔ میرا آنا آپ مقدم سمجھیں، اگر مہاشیہ جی ہی کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہ ہوئی۔ ٹھاکردوارا مل جائے تو مجھے آپ کے قرب کے علاوہ کفایت ہوگی۔ زیادہ والسلام۔ بچوں کو دُعا۔

نیازمند، دھنپت رائے

(208)

بنام دیانرائن نگم

بنارس، 27 مئی 1921

بھائی جان، تسلیم!

آپ شاید سیدھے گئے ہوں گے۔ مجھے آج آپ کے دونوں خطوط ملے کیونکہ بابو مہتاب رائے نانا صاحب کے یہاں نوید میں چلے گئے تھے اور میرے پاس چٹھیاں نہ پہنچ سکتی تھیں۔ میں خود تو ابھی کانپور نہ آسکوں گا لیکن آزاد کے لیے حتی الامکان لکھنے کی کوشش کروں گا۔ گرمی اتنی شدّت کی ہے کہ بیٹھنے کی ہمت ہی نہیں پڑتی۔ مہاشیہ جی کا خط آیا تھا۔ عنقریب وہ باقاعدہ خط بھیجنے والے ہیں۔ شملے سے وہاں کی کارروائیوں کی خبر دیتے رہیے گا بشرطیکہ خلاف ضابطہ نہ ہو۔

والسلام،

دھنپت رائے

(209)
بنام مولوی عبدالحق صاحب

دفتر گیان منڈل، کاشی، 27 مئی 1921

جناب مشفق و مکرم بندہ! تسلیم

یاد آوری کا ممنون ہوں۔

چند در چند موانعات کے باعث تعمیل ارشاد سے قاصر ہوں۔ موضوع مضمون نہایت بسیط ہے۔ اور اس پر جامع مضمون لکھنے کے لیے بہت تحقیق اور مطالعہ کی ضرورت ہے اور میں ترکِ موالات کا پیرو ہونے کے باعث فی الحال اس کے لیے کافی وقت نہیں نکال سکتا۔ میرے خیال میں اس کے لیے اگر آپ منشی اقبال ورما سحر ہتگامی، مختار کلکٹریٹ فتح پور یا منشی راج بہادر صاحب بلگوڑا ایم.اے.، ایل.ایل.بی. وکیل فتح پور کو تکلیف دیں تو وہ دونوں اصحاب اسے زیادہ خوبصورتی سے انجام دے سکیں گے۔ مگر بہترین شخص جسے میں جانتا ہوں پنڈت پدم سنگھ شرما ہیں۔ انھیں ہندی ادبیات کی عمیق واقفیت ہے اور اردو ادب کے بھی ماہر ہیں۔ ان کا پتہ ہے: بجنور ڈاک خانہ نگینہ۔

نیاز مند، دھنپت رائے (پریم چند)

(210)
بنام دیانرائن نگم

گیان منڈل، کاشی، 11 جون 1921

بھائی جان، تسلیم!

غالباً آپ شملے سے واپس آگئے ہوں گے۔ وہاں کی تراوت نے تو آپ کو تازہ کردیا ہوگا۔ یہاں تو گرمی کے مارے تبخیر ہورہی ہے۔ نہ دن کو چین ہے نہ رات کو۔ تعلیمی عدمِ تعاون والا مضمون اگر دیکھ سکے ہوں تو اس کے متعلق اپنے فیصلے

سے مطلع کیجیے گا۔ 'لال فیتہ' صاف کررہاہوں، جلد بھیجوں گا۔ ابھی تک مہاشیہ کاشی ناتھ جی نے میرے پاس فارمل خط نہیں بھیجا۔ آپ کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ جون کے پہلے ہی ہفتے میں بھیج دیں گے۔ آج تو 11 جون آگئی۔

امید ہے کہ آپ مع عیال خوش ہوں گے۔

نیازمند، دھنپت رائے

(211)

بنام دیانرائن نگم

بنارس، 19 جون 1921

بھائی جان، تسلیم!

آپ کے متواتر تین کارڈ آئے۔ ایک کا جواب دے چکا ہوں۔ دوسرے کا جواب دے رہا ہوں اور تیسرے کے جواب میں بنفسِ حاضر ہوجاؤں گا۔ کل سب تیاریاں کرچکا تھا۔ اکا تک منگوا لیا تھا (دیہات میں یہ آسان کام نہیں ہے) لیکن شام کو چھوٹک نانا صاحب کا خط لائے کہ میں سوموار کو تم سے ملنے آرہا ہوں۔ اس لیے طوعاً و کرہاً رکنا پڑا۔ اور وہی پہلی معین تاریخ مقدم رہی۔ میں 22 کو چلوں گا اور 23 کو پہنچوں گا۔ پہلے ارادہ تھا کہ عیال کو الہٰ آباد چھوڑ دوں اور کانپور کے مکان طے کرکے لیوا لاؤں۔ اب آپ فرماتے ہیں کہ مکان بھی روک لیا گیا ہے۔ یہ مشکل بھی آسان ہوگئی۔ اب مع عیال کے کانپور آؤں گا۔ ممکن ہوسکا تو آپ کو ٹھیک وقت سے مطلع کردوں گا۔ مکان موجود ہی ہے۔ کوئی تردّد نہ ہوگا۔ میری ضرورتوں سے آپ واقف ہیں ہی لیکن بغرض محال اگر مکان مجھے پسند نہ بھی آیا تو پھر دوسرا تلاش کروں گا۔ ہاں اگر آتے ہی آتے مکان نہ ملا تو پھر مجھے آپ کے گھر کو خانہ بے تکلف بنانا پڑے گا۔ دو ایک دن مستورات کو بھی ایک دہقانی عورت کی مہماں نوازی کرنی پڑے گی جس میں غالباً دقّت نہ ہوگی۔ آپ بھاوج صاحبہ کو تیار البتہ کردیں تاکہ وہ اس آمد کو بلائے ناخواستہ نہ خیال کریں۔

میونسپل سکریٹری کا ذکر آپ فضول کرتے ہیں۔ ایک معاہدہ طے ہو جانے کے بعد اب میں کسی دوسری ملازمت کا خیال بھی نہیں کرسکتا۔ میں نے میونسپل ملازمت کی کوشش اُسی حالت میں کی تھی جب مہاشیہ کاشی ناتھ جی نے کوئی حتمی وعدہ نہ کیا تھا۔ ان کے اور آپ کے یقین دلانے کے بعد پھر میں نے اس خیال کو دل میں جگہ ہی نہیں دی — ورنہ یہاں مجھے ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار، مکان مفت اور کام حسبِ خواہش کی صورت پیش ہوگئی تھی۔ وہ میں نے منظور نہ کیا۔ کچھ تو معاہدے کا خیال تھا اور اس سے زیادہ آپ کے کرب کا خیال۔ مہاشیہ جی کی ہمدردی اور سلامت روی بھی اس فیصلے میں معین ہوئی۔ بس یہ آخری فیصلہ ہے۔ ابھی بارش نہیں ہوئی حالانکہ ہوا میں اتنی حدت نہیں ہے۔ دیگر حالات سابق دستور ہے۔ چرخے بنوا رہا ہوں۔ بڑھئی بڑی مشکل سے ملتے ہیں۔

زیادہ والسلام، نیازمند، دھنپت رائے

(212)

بنام منیجر دارالاشاعت لاہور

مارواڑی اسکول نیاگنج، کانپور

26 جون 1921

جنابِ محترم ومکرم بندہ تسلیم!

مزاج اقدس۔ کئی ماہ سے مجھے آپ صاحبوں کے خیریت مزاج کی خبر نہ ملی۔ گونہ تردّد ہے۔ بھائی امتیاز علی صاحب کے پاس کئی خط لکھے مگر معلوم نہیں کیوں انھوں نے غیر معمولی سکوت سے کام لیا۔ مجھے مطلق خبر نہیں کہ 'بازارِ حسن' کی اشاعت کا انتظام ہوا ہے اور اس میں ابھی کتنی دیر ہے۔ پریم بتیسی کی جلدیں یہاں آپ کی خدمت میں بھیجی جانے کے لیے رکھی ہوئی ہیں۔ لیکن آپ کے کسی رسالہ میں اس کا اشتہار نظر نہیں آتا۔ کچھ راز سمجھ میں نہیں آتا۔ براہِ کرم مفصل حالات سے سرفراز فرمائیں۔ عین احسان ہوگا 'تہذیب نسواں' میرے پاس اب مندرجہ پتہ سے

ارسال فرمائیں۔ میں نے ترکِ موالات کرکے سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ اور اب اس قومی پاٹھ شالے کی ہیڈ ماسٹری پر آگیا ہوں۔ حضرت تاج اور کئی کتابیں شائع کرنے والے تھے۔ اشاعت کا دائرہ وسیع کرنا چاہتے تھے مگر یہ طولانی خموشی کچھ اور ہی کہتی ہے۔ امید ہے جواب خط سے محروم نہ رکھا جاوے گا۔

نیازمند، دھنپت رائے (پریم چند)

(213)

بنام امتیاز علی تاج

کانپور مارواڑی ہائی اسکول، 3 اگست 1921

برادرم تسلیم!

مضمون بھیجا تھا۔ رسید نہیں آئی۔ کیا مضمون پسند نہیں آیا۔ مطلع فرمائیں۔ کل ریل سے پریم بتیسی روانہ ہوگی۔ خواہ مال سے خواہ پارسل سے۔ توقف نہ ہوگا۔ مال کا انتظار نہ کروں گا۔ کتابیں بکس میں پڑے پڑے سڑ رہی ہیں۔ اشتہار جاری فرمادیں۔ 'تہذیب' اور 'پھول' اب نہیں آتے۔ کیا بنارس جاتے ہیں۔

پتہ تبدیل کرادیں تو احسان ہو۔ اور اگر بند کردیا ہو تو کوئی ضرورت نہیں۔

نیازمند، دھنپت رائے

(214)

بنام امتیاز علی تاج

شری مارواڑی ودیالے، کانپور، 25 اکتوبر 1921

برادرم تسلیم!

نوازش نامہ ملا۔ بہت اطمینان ہوا۔ دفتر 'زمانہ' میں پریم بتیسی حصہ دوم کی قیمت میں ترمیم کرنے کے لیے لکھ دیا۔ مخزن کے لیے مضمون لکھا ہوا تیار ہے۔ اسکول میں ہی لکھا تھا۔ تعطیل کے باعث وہاں جانا نہیں ہوتا۔ مدرسہ کھلتے ہی مضمون بھیجوں گا۔

مگر قصہ بہت مختصر ہے آج کل لاہوری رسالوں میں لکھتے ہوئے طبیعت ہچکچاتی ہے۔ میں وہ زبان نہیں لکھ سکتا جس کا آج کل اکثر رسالوں میں نمونہ نظر آتا ہے۔ اور جس کا پیش رو اگر کوئی شخص نہیں تو آگرہ کا 'نقاد' ہے۔ اس رنگ کا عنصر ہے، سیدھی سی بات تشبیہات اور استعارات میں بیان کرنا۔ میں اس رنگ کی تقلید سے قاصر ہوں۔ تاجور صاحب بھی اس رنگ کے مقلد تھے اور معاف کیجیے گا۔ حضرت بے دل بھی اس کے دلدارہ نظر آتے ہیں۔ ایسے رنگین نویسوں کو میری روکھی پھیکی تحریر کیا پسند آئے گی۔ یہ محض آپ کا اصرار ہے جس نے مجھے 'مخزن' کے لیے قلم اٹھانے پر مجبور کیا۔ علاوہ بریں میں بھی ترکِ موالاتی ہوں۔ میرے دل و دماغ میں بھی آج کل وہی مسائل گونجا کرتے ہیں۔ قصوں میں وہی خیالات جھلکتے ہیں اور ادبی رسائل میں ان کی گنجائش نہیں۔ نومبر کے زمانہ میں 'موٹھ' لکھا ہے۔ ذرا اس پر رائے زنی کیجیے گا۔ ممکن ہے آپ کے معیار پر اترے۔ اس میں صرف چند گھنٹوں کے واقعات ہیں۔ دو تین پشتیں نہیں گزرنے پائیں۔ اور سب خیریت ہے۔ ذرا جلد جلد یاد فرمایا کیجیے۔ آپ کے خطوں کا بہت منتظر رہتا ہوں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(215)

بنام امتیاز علی تاج

مارواڑی ہائی اسکول، کانپور، 27 اگست 1921

برادرم تسلیم!

خط کئی دن ہوئے آیا۔ میرا قصہ پسند نہ آیا۔ مجھے خود یہی خوف تھا۔ اس کی تنقید آپ نے مناسب کی ہے۔ بے شک قصہ دب گیا ہے۔ آیندہ احتیاط رکھوں گا۔ زمانہ کے جولائی نمبر میں 'لال فیتہ' ایک قصہ ہے اس کے متعلق بھی اپنی رائے تحریر فرمایئے گا۔ کیا اب کی بار بھی قصہ دب گیا یا میں کچھ کامیاب ہوا۔ کم سے کم میں نے کامیاب ہونے کی کوشش ضرور کی تھی۔ آپ کی رائے کا بے تابی سے منتظر ہوں۔ مخزن کیوں نہیں آیا۔ آپ کے خط کے لیے چشم براہ ہوں۔

آپ اس قصہ کو مخزن میں شائع نہیں کرسکتے تو اتنی تکلیف کیجیے کہ اسے بندے ماترم آفس بھیج دیجیے۔ وہاں نکل جائے گا۔ مخزن کے لیے میں جلد کچھ لکھوں گا۔ قصہ ہوگا یا کچھ اور عرض نہیں کرسکتا۔ زیادہ والسلام

نیاز مند، دھنپت رائے

(216)

بنام دیانرائن نگم

مارواڑی اسکول، نیا گنج، کانپور، 5 نومبر 1921

برادرم، تسلیم!

مجھے چپراسی کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ کو کسی چپراسی کی ضرورت ہے۔ حاملِ رقعہ شیوپرساد اسی ودیالے (اسکول) میں 3-4 سال تک چپراسی رہ چکا ہے۔ جون میں پیروں میں چوٹ لگ جانے کے باعث بیکار ہوگیا تھا۔ آدمی تجربہ کار معلوم ہوتا ہے۔ کم سے کم شہر کے محلّوں اور گلی کوچوں سے واقف ہے۔ حالانکہ بہت فہیم نہیں ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں اسے رکھ لیں۔ ابھی امتحاناً ایک مہینے کے لیے رکھیں۔ اگر اطمینان ہو جائے تو پھر مستقل رکھیں۔ آج شام کو ساڑھے چار بجے آؤں گا۔ غالباً آپ سے ملاقات ہوجائے گی مگر میری وجہ سے آپ اپنے engagements میں کوئی ہرج نہ ہونے دیجیے گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(217)

بنام دیانرائن نگم

کانپور، 28 نومبر 1921

بھائی جان، تسلیم!

ادھر دو تین دن سے نہ آسکا۔ معلوم نہیں عزیز سین کی طبیعت کیسی ہے۔ جس دن آپ کے یہاں سے آیا، اس دن رات کو زینہ پر سے گر پڑا۔ دونوں انگوٹھوں میں

سخت چوٹ آئی اور ایک گھٹنی بھی پھوٹ گئی۔ کمر میں بھی چوٹ لگی۔ اس وجہ سے گھر میں مقید ہوں۔

لاہور سے سید امتیاز علی تاؔج کا ایک خط آیا ہے۔ وہ پریم بتیسی حصہ دوم ایک روپیہ بارہ آنے میں فروخت کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ان داموں وہاں اس کے خریدار کافی ہیں۔ زمانہ میں اس کی قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے ہے۔ براہِ کرم جناب خواجہ صاحب سے تاکید فرمادیں کہ وہ نومبر کے 'زمانہ' اور اگلے 'آزاد' میں حصہ دوم کی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے کی بجائے ایک روپیہ بارہ آنے بنوادیں ورنہ لاہور والوں کو شکایت ہوگی۔ ایشور نے چاہا تو کل پرسوں تک حاضر ہوسکوں گا۔

نیازمند، دھنپت رائے

(218)

بنام امتیاز علی تاؔج

مارواڑی اسکول، کانپور، 19 دسمبر 1921

مشفقِ من تسلیم!

اب تو آپ کے خطوں کے لیے مہینوں ترس جاتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں میں ہی عدیم الفرصت ہوں۔ پر آپ مجھ سے زیادہ مصروف کار نظر آتے ہیں۔ یا یہ بے اعتنائی تو نہیں ہے؟ بازارِ حسن کی باقی کتابت ابھی ختم ہوئی یا نہیں؟ کتاب کے شائع ہونے کا کب تک انتظار کروں؟ پریم بتیسی کی بکری کیسی ہو رہی ہے۔ آپ نے کسی اخبار میں غالباً اشتہار نہیں دیا۔ آپ نے اردو لٹریچر کی خدمت کا بیڑا اٹھایا ہے تو زیادہ زندہ دلانہ جوش کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔ اس واعظانہ مشورہ کے لیے معاف فرمایئے گا۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت خوش و خرم ہوں گے۔

نیازمند، دھنپت رائے

(219)

بنام دھنی رام پریم

دسمبر 1921

پریہ ور،

آپ نے جو کچھ کہانیاں لکھی ہیں، مجھے بھیج دو۔ میں دیکھ کر سمتی لکھ دوں گا۔ جو چھپ چکی ہے، وے بھی دیکھنے کو بھیج دیجیے گا۔ یدی (اگر) آپ کانپور آنا چاہتے ہیں تب تو یہاں باتیں ہوا ہی کریں گی۔

دھنپت رائے

(220)

بنام دھنی رام پریم

دسمبر 1921

پریہ ور،

تمھارے پتر کا اُتر دینے میں دو دنوں کی دیر ہوگئی۔ وہ اس لیے کہ گاندھی جی میرے اسکول میں آئے تھے۔ تم کہانیاں اچھی لکھ سکتے ہو۔ میری صلاح ہے کہ تم کچھ انگریزی کہانیاں اور ابھیاس سَمے ملنے پر پڑھتے رہا کرو۔

دھنپت رائے

(221)

بنام امتیاز علی تاجؔ

ہیڈ ماسٹر آفس، سری مارواڑی ودیالیہ، کانپور

16 فروری 1922

بھائی جان، تسلیم!

آپ کا خط ملا۔ مخزن اور ہمایوں میں آپ کے مضامین دیکھے۔ صدقِ دل سے

داد دیتا ہوں۔ 'زبیدہ' میں زورِ قلم زیادہ ہے اور تخئیل نہایت بلند۔ مگر میرے خیال میں ہیروئن کی نازک فلاسفی اچھی طرح واضح نہیں ہوئی۔ اس کے جذباتی فلسفہ کا تو علم ہوجاتا ہے لیکن ذہن میں ایک اڑتے ہوئے خاکے کے سوا اور کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اندازِ تحریر میں جدّت ہے۔ 'تاثیر ہے'، عمیق ہے، گہرے جذبات کی توضیح ہے لیکن شیرینی نہیں۔ کہیں کہیں ایسے الفاظ ثقیل آجاتے ہیں جو نغمہ کی روانی میں خارج ہوجاتے ہیں۔ بعض بعض مقامات پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کسی جذبہ کی توضیح کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر ادا کرنے میں ناکام رہے۔ مثلاً "تھکا کر آسمان کو ایک وہم بنادیں"۔ انجام بھی بہت جلد ہوا۔ کوئی چھوٹا موٹا واقعہ آجاتا تو زبیدہ کے طرزِ عمل سے اس کے خیالات اور روشن ہوجاتے۔ بہرحال ان معمولی باتوں سے قطع نظر قصہّ محض قصہ ہی نہیں بلکہ ایک نغمہ معنی ہے۔ آپ 'نابینا جوان' کا سا قصہ لکھنے کی پھر کوشش کیجیے۔ وہ لاجواب چیز تھی۔ 'مخزن' میں جو قصہ ہے وہ مجھے کچھ جچا نہیں۔ مجھے یاد آتا ہے کہ میں نے ایک جگہ کچھ اسی قسم کا ایک قصہّ دیکھا تھا۔ انجام ضرور ڈرامیٹک ہے۔ میں آپ سے پھر بھی گذارش کردینا چاہتا ہوں کہ اختراعیت کے دام میں نہ پھنسیے۔ سلاست اور روانی ہاتھ سے نہ جائے۔ آج کل لوگ ایک عجیب طرزِ بیان اختیار کرتے جاتے ہیں۔ جس میں سادگی اور نیچرل پن کو چھوڑ کر خواہ مخواہ شوکتِ بیان پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

میرا ہندی ناول ختم ہوگیا۔ اب اردو کا کام جلد ہوگا۔ جب تک بازارِ حسن پریس سے نکلے گا۔ شاید نئے ناول کا حصہ اول آپ کی خدمت میں حاضر ہوجائے۔

'نورجہاں' کا ترجمہ میں خود تو نہیں کرسکتا کیونکہ مجھے فرصت نہیں ہے۔ خود بھی ایک ڈرامہ لکھنے کی کوشش کررہا ہوں۔ لیکن میرے چند احباب بنگلا زبان کے ماہر ہیں۔ ان کی مدد سے یہ کام ہوسکتا ہے اور اوریجنل سے ترجمہ کرنے میں زیادہ آسانی ہوگی۔ اور کیا عرض کروں۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(222)

بنام دیانرائن نگم

مارواڑی ودیالیہ، کانپور، 22 فروری 1922

بھائی جان، تسلیم!

میں نے آج استعفیٰ دے دیا۔ بہت تنگ آگیا تھا۔

میرے پانچ قصے 'زمانہ' میں نکل چکے ہیں۔ (1) روئے حیات، (2) معمہ، (3)لال فیتہ، (4) تقدیر، (5) موٹھ۔ ان کا جو معاوضہ مناسب سمجھیں بھیج دیں۔

میری کتابوں کا حساب بھی عرصے سے نہیں ہوا ہے۔ براہِ کرم خواجہ صاحب سے کہہ دیجیے کہ وہ دسمبر کے آخر تک کا حساب کردیں۔ جنوری سے پھر حساب چلتا ہوگا۔ اس میں یہ بھی درج کردیں کہ اب میری کتنی جلدیں بتیسی اور پچیسی کی دفتر زمانہ میں ہیں۔ اس تکلیف دہی کے لیے معاف کیجیے گا۔ میں جمعہ کے روز حاضر ہوں گا۔ آپ آنے کی تکلیف نہ کیجیے گا۔ بابو رگھوپت سہائے کا خط آیا ہے۔ آپ نے ان کی غزل نہیں شائع کی۔ اس کی شکایت کی ہے۔ چند اور غزلیں اور رباعیاں بھیجی ہیں۔ جمعہ کے دن لیتا آؤں گا۔ باقی خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(223)

بنام دیانرائن نگم

گیان منڈل، کاشی، 26 اپریل 1922

بھائی صاحب، تسلیم!

کارڈ کے لیے مشکور ہوں۔ اس کے پہلے کے دونوں خطوط بھی ملے تھے۔ ہندی میں آج کل نئے رسالوں کی دھوم ہے۔ لکھنؤ سے ایک نکل رہا ہے، دوسرا کلکتے سے۔ دونوں بڑی بڑی تیاریاں کررہے ہیں۔ مضامین کی فرمائشیں روزانہ موصول ہوتی ہیں۔

اس لیے اردو لکھنے کی طرف خیال ہی نہیں گیا۔ ادھر چیت اور بیساکھ کی مریادا کو بیساکھ ہی میں نکالنے کا ارادہ ہے۔ حالانکہ آدھا بیساکھ گذر گیا اور ابھی چیت بھی نہیں نکالا۔

میں نے سیر درویش کی ایک جلد مانگی تھی۔ براہِ کرم بھجوا دیں۔ شادی نے ضرور آپ کو متحد کر رکھا ہے۔ اب تو وقت بھی قریب آگیا۔ جی تو چاہتا ہے کہ آؤں لیکن موقع ایسا ہے کہ آپ کو تردّد اور مجھے تکلیف۔ خیر پریشانی صحیح۔ اخبار میں مد نہیں گھٹانا چاہتا۔ بابو شیوپرساد کی تجویز ہے۔

ہمایوں کیا اب تک نہیں نکلا۔ والسلام

نیازمند، دھنپت رائے

(224)

بنام دیانرائن نگم

46/30، مدھیہ میشور، بنارس

11 مئی 1922

بھائی جان، تسلیم!

کئی دن ہوئے ایک مضمون اور خط ارسالِ خدمت کرچکا ہوں۔ جواب کا انتظار ہے۔ اگر مضمون اس ماہ میں نہ نکلا تو بیکار ہوجائے گا۔ مشین پھٹ ہورہی ہے۔ اوپر مکان کا پتہ نہیں۔ اسی پتے سے خط کا جواب دینے کی عنایت کیجیے۔

اور تو سب خیریت ہے۔ امید ہے آپ بھی بخیرو عافیت ہوں گے۔ آج کل دیہات میں گھر پر ہوں۔

والسلام،

دھنپت رائے

(225)

بنام دیانرائن نگم

گیان منڈل، کاشی، 25 مئی 1922

بھائی صاحب، تسلیم!

7 مئی کو شادی تھی۔ 18 دن گزر گئے۔ امید ہے کہ شادی بحسن و خوبی طے ہوگئی اور اب غالباً مہمانوں کی یورش بھی دور ہوگئی ہوگی۔ اب تو خیریتِ مزاج سے مطلع فرمایئے۔ یہاں پر خیریت ہے۔

بچوں کو دعا۔

نیازمند، دھنپت رائے

(226)

بنام دیانرائن نگم

گیان منڈل، بنارس، 31 مئی 1922

بھائی جان، تسلیم!

مسرت نامہ ملا۔ خوب خوش ہوا۔ میری یہ بدنصیبی تھی کہ لطف میں شریک نہ ہوسکا۔ اعتراض صرف ایک ہے۔ آپ نے انگریز حکام کی دعوت ناحق کی۔ کیا فائدہ۔ کیا ابھی آپ نے شہرت گنج، خلیل آباد، لکھیم پور وغیرہ کے واقعے نہیں دیکھے؟ ایسی حالات میں اب ہمنوائی بے موقعہ ہے۔ خواہ اس سے اپنا کتنا ہی ذاتی نفع کیوں نہ ہوتا ہو۔

بازارِ حسن پڑھیے گا۔ میں زمانہ میں ریویو کا منتظر ہوں۔ میرا نیا ناول بھی شائع ہوگیا۔ بڑے اچھے ریویو ہورہے ہیں۔

میرے روپے اگر وار بانڈ میں نہ دے کر اس کے برٹش انڈیا کارپوریشن کے کچھ Deferred حصے خرید سکیں تو اچھا ہو۔ براہِ کرم لکھیے گا کہ ان کا نرخ آج کل کیا ہے۔

جناب خواجہ صاحب مکرم سے میری کتابوں کے حساب مرتب کرنے کی تاکید

فرما دیجیے گا۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ جنوری سنہ 21 میں دفتر زمانہ میں پریم پچیسی اول، دوم، بتیسی اول دول کی کتنی جلدیں تھیں، کتنی لاہور گئیں، کتنی لاہور سے آئیں، کتنی فروخت ہوئی، اب اسٹاک میں کتنا ہے اور کمیشن کی منہائی کے بعد اب کتنی رقم مجھے ملنی چاہیے۔ اس کا اشتہار بند کرا دیں۔ زمانہ میں اور آزاد میں بھی۔ میں عنقریب دوسرا اشتہار بھیجوں گا۔ مجھے معلوم ہوجائے کہ مجھے آپ سے کل کیا ملے گا تو میں فیصلہ کروں کہ کتنے حصّے لے سکوں گا۔ چالیس حصّوں کے لیے مجھے کیا دینا پڑے گا۔ اس تفصیل میں ذرا زور تو لگے گا مگر میری خاطر سے اسے قبول کیجیے گا۔

امید ہے بچے اچھی طرح ہوں گے۔ میرا مکان بن رہا ہے۔

والسلام — دھنپت رائے

(227)

بنام دیانرائن نگم

گیان منڈل، بنارس، 16 جون 1922

برادرم، تسلیم!

عرصہ ہوا کارڈ لکھا تھا، معلوم نہیں پہنچا یا نہیں۔ جواب سے محروم ہوں۔ میں نے برٹش انڈیا کارپوریشن کے دیفرڈ حصوں کے متعلق لکھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ فی الحال نہ مل سکیں گے۔ اخباروں میں ان کی قیمت سولہ روپے فی حصّہ نظر آتی ہے۔ اگر نہ مل سکے تو براہِ کرم روپے رجسٹرڈ اور بیمہ کرکے روانہ فرمایئے۔ کانپور میں بارہانڈ کے خریدار آسانی سے مل جائیں گے۔ یہاں میں کہیں بینکوں میں مارا مارا پھروں گا۔ میرا پھر پریس کھولنے کا ارادہ ہے۔ اور غالبًا بارور ہوگا۔ پریس طے بھی ہوگیا ہے۔ صرف ایک ٹریڈل کی اور ضرورت ہے۔ آئندہ ایک مشین لے لوں گا۔

کتابوں کے حساب کے متعلق میں نے تفصیل سے عرض کیا تھا، لیکن اس کا کچھ نہ معلوم کیا ہوا۔ جنوری 21 سے حساب کرنا ہے، مفصل۔ موجودات، بکری، باقی وغیرہ۔ امید ہے کہ دوبارہ اس کے لیے تکلیف دینے کی ضرورت نہ ہوگی۔ میں اگست

میں ملنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ غالبًا اس وقت تک اپنا پریس ہو جائے گا اور میں اپنے تئیں آزاد محسوس کروں گا۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ آج کل ایک ڈرامہ لکھنے میں اور اپنے گھر کی تعمیر میں ایسا مصروف ہوں کہ کوئی قصہ لکھنے کا موقع نہ پاسکا۔ معاف کیجئے گا۔

بچے بخیریت ہوں گے۔ بازارِ حسن کو سین بابو نے پسند کیا یا نہیں۔

خیراندیش، دھنپت رائے

(228)

بنام مہتاب رائے

لکشمی بھون، گورکھپور، 20 جون 1922

برادرِ عزیز سلمہ، دعا۔

میں یہاں پہنچا تو بابو رگھوپت سہائے بمبئی سے نہیں آئے تھے۔ ایک دن کے بعد آئے اور آئے بھی تو بیمار۔ ڈاکٹر کی دوا ہورہی ہے۔ آج ان کی طبیعت اچھی ہے۔ اس لیے ابھی روپے کے متعلق کوئی کارروائی نہیں ہوسکی۔ مجھے شاید دو تین دن یہاں اور ٹھہرنا پڑے۔ اس اثنا میں اگر وہاں بابو دیانرائن کا کوئی خط آئے اور ان کی والدہ صاحبہ بنارس آرہی ہوں تو تم ذرا تکلیف کرکے ان لوگوں کو 'بلانالہ' کے دھرم شالہ میں ٹھہرا دینا۔ اور ہندی پُستک ایجنسی کے مادھو پرساد سے تاکیداً کہہ دینا کہ ان لوگوں کی آسائش کا ذرا خیال رکھیں۔ یہ کام ضرور کرنا۔ ورنہ بعد کو دیانرائن شکایت کریں گے۔

یہاں مہابیر پرشاد پوتدار نے بھی ایک پریس جس کا نام گیتا پریس ہے، کھولا ہے۔ میں نے اُن سے اپنے پریس کے لیے بھی کام دینے کو کہا ہے۔ ممکن ہے کچھ کام ملتا رہے۔ میں یہاں سے لوٹ کر سیدھے الٰہ آباد جاؤں گا اور ہندی کے ٹائپ لانے کی فکر کروں گا۔ مگر تمہیں یہ معلوم رہے کہ یہ سب کوشش تمھارے ہی بھروسے پر کی جارہی ہے۔ اس وقت تمھیں ذاتی نقصان کا خیال ترک کردینا پڑے گا۔ روزگار میں پہلے نفع تو ہوتا ہی نہیں۔ محض آئندہ نفع کے خیال سے کام کیا جاتا ہے۔

تم اس پریس کو بالکل اپنا سمجھ کر چلاؤ اور جب تک تمھیں اتنا نہ ملنے لگے کہ تمھارا خرچ آسانی سے چلنے لگے تب تک مجھے یا بھائی بلدیو لال کو کچھ دینے کی ضرورت نہیں اور نہ ہم تم سے اس کا تقاضا کریں گے۔ ایشور بڑا کارساز ہے۔ اگر کام بڑھ گیا تو آئندہ کے لیے لڑکوں کو بھی روزگار کی ایک صورت نکل آئے گی۔

میں پبلشنگ بھی کرنے کا مصمم ارادہ رکھتا ہوں۔ ایک ہزار سے اس کام کو شروع کروں گا۔ اس میں جو نفع ہوگا اس کے 1/4 کے حقدار تم ہوگے۔ پریس میں 1/4 تمھارا ہے ہی۔ کیا ان دونوں صورتوں سے سال یا دو سال میں پچاس روپیہ ماہوار بھی نہ ملے گا۔ تمھاری کام کرنے کی تنخواہ یا گزارہ جو چاہے سمجھو۔ 60 روپیہ Capital سے اس وقت تک نکلے گا جب تک اتنی گنجائش پریس سے نہ ہونے لگے۔ مجھے یقین ہے کہ اس میں تمھیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اس وقت بظاہر 40 روپے ماہوار کا نقصان ضرور ہے لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ تین چار سال میں ہم کو پریس سے 200 روپے ماہوار اور پبلشنگ سے بھی 200 روپے ماہوار نہ ملنے لگے گا۔ لیکن جہاں تمھیں خودمختاری ہوجائے گی۔ وہاں آئندہ کے لیے بھی فائدہ کی صورت ہوجائے گی۔ تمھیں اس لیے زور دیتا ہوں کہ غیر آدمی دوسرے کے کام کو اپنا نہیں سمجھ سکتا۔ ورنہ یوں 50 روپے میں معمولی کرایہ کا ٹٹو آسانی سے دستیاب ہوسکتا ہے۔ تم یکم جولائی سے اگر اس وقت تک ٹائپ آجائیں، استعفیٰ دینے کا ارادہ مضبوط کرلو۔ عورتوں کے کہنے میں نہ آنا۔ اب تو جس قدر جلد کام شروع کردیا جائے اتنا ہی اچھا ہے۔ ممکن ہو تو گوری شنکر جی کو بھی کہنا کہ مکان میں ان کے قفل پڑے رہنے کے کیا معنی ہیں؟ کیا وہ اس کا کرایہ دیں گے، اوپر کے کمروں میں بھی انھیں کے لوگ رہتے ہیں۔ یہ تحقیق کرلینا چاہیے کہ وہ لوگ گوری شنکر کی مرضی سے رہتے ہیں یا خود بخود۔ اگر گوری شنکر کی مرضی نہ ہو تو ان لوگوں سے مکان خالی کرنے کو کہنا ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم تو سمجھیں، ہم گوری شنکر پر احسان کررہے ہیں اور وہ کہیں میں نے کب کہا تھا کہ آپ ان آدمیوں کو رہنے دیجیے۔ ساہتیہ ودیالیہ والوں سے بھی کہنا ہوگا کہ وہ لوگ ہم لوگوں کی مرضی کے بغیر وہاں کیوں آتے ہیں۔ ان لوگوں میں اتنی انسانیت تو ضرور ہونی چاہیے

تھی کہ جس کے گھر میں جاکر بیٹھتے اور پڑھتے ہیں ایک مرتبہ اس سے پوچھ تولیں۔

اور کیا لکھوں۔ شاید میں یہیں سے کانپور چلا جاؤں اور آنے میں دیر ہو۔ اس لیے تمھیں یہ سب باتیں لکھ دی ہیں۔ بچوں کا خیال رکھنا۔ تمھارے سوا وہاں اور کون ہے۔ ایک بار روز پریس میں جاکر دیکھ آیا کرنا۔ ہینڈ پریس اور Rack طے کرلینا۔ اب گیان منڈل سے ڈرنے کی ضرورت نہیں اور کوئی تازہ حال نہیں۔ یہاں گرمی بہت کم ہے۔ معلوم ہوتا ہے دیرہ دون ہے۔ دعا

تمھارا، دھنپت رائے

(229)

بنام منیجر زمانہ پریس

گیان منڈل، بنارس، 24 جون 1922

جناب مکرمی بندہ خواجہ صاحب، تسلیم!

پریم بتیسی کا حساب دیکھا۔ سمجھ میں نہ آیا۔ لاہور والے کہتے ہیں کہ پریم بتیسی حصہ دوم کی 500 جلدیں دفتر زمانہ میں آچکی ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ صرف 147 جلدیں آئی ہیں۔ اس قدر تفاوت کیوں۔ یا تو لاہور کی غلطی ہے یا آپ سے سہو ہوا ہے۔

حصہ اول 1000 طبع ہوئی۔ 500 کہکشاں کو دی گئی۔ 11 میرے نام درج ہیں۔ دو داخلِ عدالت ہیں۔ باقی دفتر زمانہ میں 487 رہ گئیں۔ کیا طبع کے وقت سے یکم مئی تک 53 جلدیں فروخت ہوگئیں۔ مجھے 20 روپے جو مارچ میں ملے تھے وہ کتب کے متعلق نہ تھے۔ مضامین کے متعلق تھے۔ اب براہِ کرم اتنی تکلیف اور کیجیے کہ 31 دسمبر 1921 سے 31 مئی 1922 تک کا حساب اور تحریر فرمایئے۔ نہایت مشکور ہوں گا۔ امید کہ آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔

خیراندیش، دھنپت رائے

(230)

بنام دیانرائن نگم

گیان منڈل، بنارس، 24 جون 1922

بھائی جان، تسلیم!

عرصے سے حالات نہ معلوم ہوئے۔ متردّد ہوں۔ یہاں بابو شیو پرساد جی نے گیان منڈل کو ایک طرح سے شکستہ کردیا۔ خسارہ ہو رہا تھا۔ اس لیے سب آدمیوں کو علاحدہ کرکے اب صرف ایک ایڈیٹر رہ گیا ہے جو ایڈیٹنگ کا کام ٹھیکے پر کرانے کا انتظام کرے گا۔ میرے لیے ودیاپیٹھ میں انتظام ہورہا ہے۔ پر میں وہاں جانے پر رضامند نہیں ہوں۔ اپنا پریس کھولنے کا مصمم ارادہ ہے۔ یہاں ایک پریس — لکڑی کے سامان اور ٹائپ دو ہزار روپے میں ملے ہیں۔ ابھی ملے تو نہیں مگر ملنے کی پوری امید ہے۔ اب ایک ٹریڈل اور ایک مشین کی ضرورت ہے۔ سوموار کو الٰہ آباد جاؤں گا۔ سننے میں آیا ہے کہ وہاں وہ دونوں چیزیں بکاؤ ہیں۔ اگر مل گئیں تو میرا پریس تیار ہوجائے گا اور اپنا کام جاری کردوں گا۔

کتابوں کے حساب میں 31 دسمبر تک میرے دفتر زمانہ پر 103 روپے نکلے۔ اس حساب کو 31 مئی تک سنہ 22 تک مکمل کرا لیجیے۔ مجھے مضامین کے متعلق منجملہ پینتیس روپے کے بیس ملے تھے۔ اس کے بعد میں نے ایک مضمون اور دیا۔ اس طرح مضامین کی مد میں مجھے 5 اور ملنے چاہیے۔ 123 تو یہ ہوتے ہیں۔ جنوری سے 31 مئی تک کی بکری کے غالباً کچھ اور نکل جائیں۔ اس وقت میں آپ کو تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا پر ضرورت سخت مجبور کررہی ہے۔ مجھے پریس کے لیے پانچ ہزار درکار ہوں گے۔ پریس جمتے جماتے ایک ہزار روپیہ لگ جائیں گے۔ پریس کو چلانے کے لیے ایک ہزار کی فکر اور ہے۔ میں نے چار ہزار کا انتظام کرلیا ہے۔ ایک ہزار میرے اندوری بھائی صاحب دے رہے ہیں۔ ابھی کم از کم ایک ہزار کی اور ضرورت ہے۔ آپ کے یہاں سے سات سو مل جائیں تو گویا ایک چھوٹے سے سیکنڈ ہیڈ ٹریڈل کا دام

نکل آئے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس قدر جلد مجھے پریس کھولنا پڑے گا تو میں نے تعمیر مکان میں ہاتھ نہ لگایا ہوتا جس میں ابھی تک تقریباً دو ہزار صرف ہوچکے ہیں اور پلاسٹرنگ فرش وغیرہ کا کام باقی ہے۔ یہ سمجھ لیجیے کہ پریس کھل جانے کے بعد میرے اکاؤنٹ میں ایک کوڑی بھی نہ رہے گی۔ اس داؤں پر اپنا سب کچھ رکھ کر قسمت آزما رہا ہوں۔ دیکھوں کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

میں جانتا ہوں کہ اس وقت آپ کے ہاتھ خالی ہیں۔ نادم ہوں کہ آپ کو تکلیف دے رہا ہوں۔ پر ضرورت مجبوراً یہ سطریں مجھ سے لکھوا رہی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ سال کے اندر میں اس قابل ہو جاؤں گا کہ گھر بیٹھے دو ڈھائی سو پیدا کرسکوں۔ نانا وانا سے مطلق امید نہیں۔ بڑے شاطر نکلے۔ چھوٹک کے پاس چار پانچ سو تھے وہ مکان کی نذر ہوگئے۔

میں امید کرتا ہوں کہ الہٰ آباد سے آنے پر مجھے مشین اور ٹریڈل کا دام چکاتے وقت آپ کے یہاں سے روپیہ مل جائیں گے۔ بیچارے رگھوپتی سہائے جیل میں ہیں۔ نہیں تو ان سے بھی میرے سات سو وصول ہوجاتے۔ خیر۔

بچے اچھی طرح ہیں۔ میں آج کل اپنا نیا ناول گوشۂ عافیت صاف لکھ رہا ہوں۔ ایک ہندی ڈراما بھی لکھ رہا ہوں۔ اس وجہ سے قصص کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی۔ میرا ارادہ ہے کہ اپنے پریس میں 'سنسار درشن' سیریز نکالوں جو Peeps At Many Lands کے ڈھنگ کی کتابیں ہوں گی۔ یہ میدان ہندی میں خالی ہے اور غالباً اس کی ضرورت بھی ہے۔ ہندی پستک ایجنسی سے طے ہوگیاہے کہ وہ میری کتابوں کو چالیس فیصدی کمیشن پر یک مشت خرید لیا کرے گی۔

امید ہے کہ مآل خیر ہوں گے۔

نیاز کش،

دھنپت رائے

(231)

بنام دیانرائن نگم

بنارس، 7 جولائی 1922

بھائی جان، تسلیم!

اس طرف بہت پریشان رہا۔ یہاں گیان منڈل سے علاحدہ ہوگیا۔ بابو صاحب نے اسٹاف کم کردیا ہے۔ مجھے ودیاپیٹھ کے اسکول محکمے کی ہیڈ ماسٹری مل گئی ہے۔ آنا جانا بہت دور پڑتا ہے۔ پریس جو یہاں ملنے والا تھا، اس کی طرف سے مایوسی ہوئی۔ مالک کے ایک عزیز نے خرید لیا۔ الہٰ آباد میں مشین ہے مگر بہت دنوں کی چلی ہوئی ہے۔ ٹریڈل ہے۔ ایک صاحب کو بھیجا تھا۔ وہ دیکھ آئے ہیں۔ اب میں کل مستری کو لے کر خود جاؤں گا اور مستری نے موافق رائے دی تو قیمت وغیرہ طے کرلوں گا۔ کانپور آنا اب میرے لیے مشکل ہے۔ مکان تیار ہوجاتا ہے تو گھر ہی رہوں گا اور لوٹ جایا کروں گا۔ اب پردیش کا قصد نہیں ہے۔ مجھے یہاں نفع زیادہ نہ ہوگا تو نقصان کا اندیشہ بھی نہیں ہے۔ کچھ پبلشنگ کا کام خود کروں گا۔ اس سے بالکل باہر کے کام کا سہارا نہ رہے گا۔ مشین دو ہزار کے ایک فارم روز چھاپ لے گی۔ مہینے میں تعطیل وغیرہ نکال کر غالباً 24 فارم نکل سکیں گے۔ بارہ فارم میں خود چھاپوں گا، بارہ فارم کے لیے باہر کا منتظر رہوں گا۔ ہاں جاب باہر سے لانا پڑے گا۔ آپ نے بانڈ غالباً کلکتہ کیش ہونے کے لیے بھیج دیے ہوں گے۔ لاہور نے ابھی تک خط کا جواب نہیں دیا۔ بڑے حضرت ہیں۔ تین سو جلدیں ڈکارنا چاہتے ہیں۔ سیر درویش کی مجھے سخت ضرورت ہے۔ اگر ایک جلد بھی مل جاتی تو کام نکل جاتا۔ آپ کے یہاں ایک جلد ضرور نکل آئیں گی۔ مجھے عاریتاً دے دیں۔ ترجمہ کرکے لوٹا دوں گا۔ امید کہ عیال خوش ہوں گے۔

آپ کے یہاں سیکنڈ ہینڈ پریسوں کی فہرست تھی۔ براہِ کرم بھیج دیجیے۔

والسلام

نیاز مند، دھنپت رائے

(232)

بنام دیانرائن نگم

آشا بھون، بیر چورا، بنارس شہر

14جولائی 1922

بھائی صاحب، تسلیم!

عنایت نامہ مع چیک ملا۔ مشکور ہوں۔ سود ضرورت سے زیادہ ہے۔ زمانہ کے لیے جو کچھ لکھا ہے وہ کل بھیج دوں گا۔ کتابوں کا حساب لاہور سے آنے والا ہے۔ شاید دو چار روز میں آجائے۔ ودیاپیٹھ میں میں، عارضی طور پر گیا ہوں۔ بابو بھگوان داس جی نے اسکول کا حصہ میرے سُپرد کردیا ہے۔ دخل نہیں دیتے۔ اس لیے کوئی تردّد نہیں۔ گیان منڈل میں بھی کافی آرام تھا۔ ودیاپیٹھ میں خدمت کا موقع ہے اور آرام بھی۔ مجھے مارواڑی اسکول میں جتنی تکلیف ہوئی اتنی اور کہیں ہوہی نہیں سکتی۔ معلوم نہیں، مہاشے سے میری کیوں ان بن ہوگئی۔ پریس نے بہت پریشان کیا۔ اب کی اتوار کو الٰہ آباد گیا تھا۔ مشینیں دو دیکھیں ایک اچھی تھی۔ مگر قیمت تین ہزار۔ اس لیے لوگوں نے خریدنے کی صلاح نہیں دی۔ وہاں سے واپس آنے پر معلوم ہوا کہ بنارس ہی میں ایک کارخانہ مسلم بِک رہاہے۔ اب اس سے بات چیت ہورہی ہے۔ مشین کوئی نہیں ہے مگر پریس دو ہیں۔ اور متفرق سامان ہے۔ دیکھوں کیا نتیجہ ہو۔ کام کا مجھے بھروسہ ہے۔ میں 10 کی کتابوں کا ایک سلسلہ نکالنے کا قصد کررہا ہوں۔ غالبًا ہر دوسرے مہینے ایسی ایک کتاب نکل جائے گی۔ مجھے 4 سو روپے مل جائیں گے۔ پریس کی چھپائی وغیرہ سب اس میں نکل آئے گی۔ یہاں جاب کم ہے، مگر پبلشنگ کافی ہے۔ نیا ناول یک ہزار نکل گیا۔ اب قصوں کا مجموعہ نکلنے والا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا کہ شاید ایک ناول اور اچھا لکھ کر میں خانہ نشیں ہوسکتا ہوں۔ حسب ضرورت گھر بیٹھے مل جائے گا۔ یہاں بارش نے ناک میں دَم کردیا ہے۔ بازار حسن کا ریویو ضرور کرائیے گا۔ لاہور سے ہزار داستان نکل رہا ہے۔ ایک قصہ بہت اصرار کے بعد میں نے بھی

لکھا ہے۔ بچے اچھی طرح ہیں۔ امید ہے آپ بھی معہ عیال خوش ہوں گے۔ قبلہ مکرم و معظم کی کیفیت سے آپ نے مطلع نہیں کیا۔ صحت ہو گئی یا نہیں۔ عزیز سین نے 'بازارِ حسن' کو پسند کیا یا نہیں۔ میں ان کے فیصلے کا منتظر ہوں۔ اور سب ایشور کی کرپا ہے۔ جنم اشٹمی میں لکھنؤ قیدیوں سے ملنے جاؤں گا۔ اس وقت آپ سے بھی ملاقات ہو گی۔

والسلام نیاز مند، دھنپت رائے

(233)

بنام آنند جوشی

مادھوری کاریالیہ، لکھنؤ، 17 ستمبر 1922

پریہ آنند راؤ،

تمہارا کارڈ ملا۔ دھنیہ واد۔ تم جانتے ہو گے کہ میرے دو اپنیاس 'پریماشرم' اور 'رنگ بھومی' مراٹھی میں چھپ چکے ہیں۔ تیسرے کا انوواد ہو رہا ہے۔ ان پُستکوں کے پرکاشکوں سے انوواد ک[1] کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ یدی تم میری کہانیوں کو مراٹھی میں چھاپتے ہو تو پرکاشک کو میرے لیے وہی کرنا ہو گا جو انیہ پرکاشک کر رہے ہیں۔ اس لیے تم میری کہانیوں کو تب تک مت چھاپو جو تک تم پرکاشک کو منا نہیں لیتے کہ وہ پُستک سے لابھ کا ایک مجھے بھی دے۔ یدی پرکاشک کا دھیہ دھرمارتھ ہو تو میں کچھ آشا نہیں کروں گا۔ پرنتو یدی وہ اس پُستک کو ویوسائک درشٹی سے چھاپتا ہے تو لیکھک ہونے کے ناتے لابھ میں اپنے حصے کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوں اور لابھ میں انوپات کا پہلے فیصلہ ہونا چاہیے۔

تمہارے اُتر کی آشا کرتے ہوئے۔

تمہارا، پریم چند

---

1. غالباً انوواد ک سے مراد ہے (رحیل صدیقی)

(234)

بنام دیانرائن نگم

بنارس، 19 ستمبر 1922

بھائی جان، تسلیم!

کارڈ ملا پروف واپس ہے۔ لالا کاشی ناتھ کی ہندی کتاب تعطیل سے یوں ہی پڑی ہوئی تھی۔ اس پر میں نے ریویو کردیا ہے۔ کتاب اچھا ہے۔ رفع شکایت ہوگئی۔ میں نے جو حساب لکھے ہیں ان میں 'پریم پچیسی' یا 'زمانہ' کے دفتر سے آئی ہوئی کتابوں کا حساب شامل نہیں ہے۔ دفتر کے ذمّے میری 64 جلدیں 'پریم پچیسی' کی ہیں۔ میرے ذمّے دفتر کی مرسلہ کتب۔

میں خود ایسی کوشش میں ہوں کہ مضامین کا سلسلہ نہ ٹوٹے۔ آج کل کچھ تو خود پڑھتا ہوں کچھ وقت ناول کی تیاری میں نکل جاتا ہے۔ 'پرتاپ' کے خاص نمبر کے لیے بھی ایک مضمون لکھا۔ یہ کمی قصے سے نہیں کسی دوسرے مضمون سے پورا کروں گا۔

کوشش کروں گا کہ 12 کو لکھنؤ آؤں۔ یقیناً آؤں گا۔ لیکن ٹھہرنے کا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ سب پہلے سے طے کر دیجیے گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(235)

بنام دیانرائن نگم

آشا بھون، کبیر چورا، بنارس، 1 اکتوبر 1922

بھائی جان، تسلیم!

'زمانہ' کے لیے ایک مضمون لکھا تھا۔ اس کا ہندی ترجمہ کلکتہ کے ایک رسالے میں نکلا تھا۔ میں نے مضمون صاف کیا مگر ہندی میں نکلنے کے تیسرے دن اس کا

ترجمہ لاہور کے پرتاپ میں نظر آیا۔ اس لیے اس قصے کو نہ بھیج سکا۔ صندوق میں صاف کیا ہوا پڑا ہے۔ حالانکہ لاہوری ترجمہ بالکل بھدا ہے مگر قصہ تو وہی ہے۔ اب کچھ اور لکھوں گا۔

پریس کا سامان کچھ کلکتہ سے منگوایا۔ ٹائپ کا آرڈر دے دیا ہے۔ مگر مشین ابھی تک نہیں ملی۔ .Woodroof & Co سے خط و کتابت کر رہا ہوں۔ غالباً وہیں سے ملے گی۔ اس میں ایک دو ماہ کا عرصہ ضرور لگے گا۔ اگر آپ کو کسی مشین کا پتہ ہو تو مجھے اطلاع دیجیے گا۔ پریس کھلا اور میں گھر بیٹھا۔ 'زمانہ' میں کوشک جی کا قصہ خوب تھا۔ زبان کا کیا کہنا۔ سرشار مرحوم کا اچھا خاکہ اتارا۔ ہندی میں کوشک جی اتنا اچھا نہیں لکھتے۔ انھیں میری طرف سے مبارک باد۔

چچا صاحب قبلہ کی صحت یابی کی خاطر باعث اطمینان ہوئی۔ امید ہے لڑکے اچھی طرح ہوں گے۔ یہاں بھی خیریت ہے۔ چھوٹک اچھی طرح ہے۔ نانا صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ان کے خاندان میں خانگی جنگ شروع ہو گئی۔ بھائی بندوں سے ان کی تنہاخوری نہ برداشت ہو سکی۔ اب بٹوارے کا مسئلہ درپیش ہے۔ میرے مکان میں ٹکڑ ہورہا ہے۔ جنم اسٹمی قریب آرہی ہے۔ مصمّم ارادہ ہے کہ اس تعطیل میں آپ سے ملاقات کروں۔ زندگی کا اعتبار نہیں۔ رسمِ ملاقات قائم رہے تو بہتر۔ آپ تو قطب ہیں۔ خیر! پیاسے کنویں کے پاس جاتے ہیں، کنواں نہیں دوڑا آتا۔ بارش نے ناک میں دم کر دیا۔ فصل کو بھی نقصان پہنچا۔ آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ پریم آشرم کی 1200 جلدیں نکل آئیں۔ اب دوسرے ایڈیشن کی تیاری ہے۔ اور سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(236)

بنام دیانرائن نگم

آشا بھون، کبیر چورا، بنارس، 7 نومبر 1922

بھائی جان، تسلیم!

مبارک باد! ادھر عرصہ سے آپ کے حالات معلوم نہیں ہوئے۔ میں نے خود کوئی خط نہیں لکھا۔ اس لیے شکایت کی گنجائش نہیں۔ پرماتما آپ کو کانپور کا گنگا پرساد ورما بنائے۔ امید ہے کہ بال بچے اچھی طرح ہوں گے۔ یہاں بھی خیریت ہے، ابھی پریس کلکتہ سے نہیں آیا۔ شاید اس ماہ کے آخر تک آ جائے۔ میں نے ادھر کوئی ایسی چیز نہ لکھی جو زمانہ کے قابل سمجھتا اور رسالوں میں تراجم کہانیاں دے دیا کرتا ہوں۔ آپ کو کچھ اوریجنل دینا چاہتا ہوں۔ ناول نگاری، اسکول اور گھر کے جھنجھٹ، یہ سب پریشان کیا کرتے ہیں۔

دہلی میں ایک بک سیلر ہیں ان کے پاس فیض کی کتابیں بذریعہ وی پی بھجوانے کی عنایت کریں۔ (شاید وہ زیادہ جلدیں خریدیں۔ پتہ یہ ہے)

Maessers Gupta & Co.

Publishers, Booksellers & Stationers

Egerton Road, Delhi

'پریم بتیسی' ہر دو حصہ۔ 'پریم پچیسی' ہر دو حصہ، اگر دستیاب ہو سکے۔ شاید وہ اس کا دوسرا ایڈیشن نکالنے پر رضامند ہیں ورنہ حصہ دوم ہی سہی۔

جواب اور دیگر حالات سے مطلع فرمایئے۔

نیازمند، دھنپت رائے

(237)
بنام دیانرائن نگم

بنارس، 2 دسمبر 1922

بھائی جان، تسلیم!

پھوڑوں نے آپ کا پیچھا پکڑ لیا ہے۔ ابھی سین بابو کو نکلا، اب وہی شکایت آپ کو پیدا ہوئی۔ خیر یہ سن کر اطمینان ہوا کہ اب زخم مندمل ہورہا ہے۔ پرماتما کرے آپ کو جلد صحت ملے۔ یہاں تو ایشور کی مہربانی سے سب خیریت ہے، ہاں چھوٹے بچے کو کھانسی آتی ہے۔ پریس انگلینڈ سے روانہ ہوا ہے۔ شاید دسمبر کے آخر تک یہاں آئے۔ مکان بار ہوگیا ہے۔ میں سابق دستور وِدّیا پیٹھ میں ہوں۔ زمانہ نے حضرتِ نیاز کی خوب قلعی کھولی۔ دیکھوں حضرت کیا جواب دیتے ہیں۔ یہاں گیان منڈل کی طرف سے ایک انگریزی ہفتہ وار نکالنے کی تجویز درپیش ہے۔ منشی نوبت رائے صاحب کا تعلق تو اب اودھ اخبار سے نہیں رہا۔ کیا کر رہے ہیں آپ بنارس آتے ہی آتے رہ گئے۔ کیا ارادہ ترک کردیا۔

بچوں کو دعا۔ سین بابو تو اب تیار ہو رہے ہیں۔ زیادہ والسلام۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(238)
بنام دیانرائن نگم

کاشی ودھاپیٹھ، بنارس، 17 فروری 1923

بھائی جان، تسلیم!

ایک مدت کے بعد آپ نے یاد فرمایا، ممنون ہوں۔ میں بخیریت ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ بھی بخیر و عافیت ہیں۔ میں از حد نادم ہوں کہ زمانہ کے لیے عرصہ سے کچھ نہ لکھ سکا۔ بار بار ارادہ کرتا ہوں لیکن کبھی تو وقت نہیں ملتا اور کبھی

مضمون نہیں سوجھتا۔ ہندی رسالوں میں لکھنے کے باعث وقت ہی نہیں نکلتا۔ پھر اپنا نیا ناول بھی لکھنا چاہتا ہوں۔ زمانہ کو پھر نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ افسوس ہے۔ اردو میں شاید اچھے رسالوں کا قائم رہنا غیر ممکن ہوگیا ہے۔ معلوم نہیں اس کا کیا باعث ہے۔ اردو پڑھنے والوں کی تعداد تو کم نہیں ہے لیکن غالباً سب مفت کے پڑھنے والے ہیں۔ سب کو دعوائے نامہ نگاری ہے۔ سبھی اہل قلم ہیں، پڑھنے والا کوئی نہیں۔اب الہٰ آباد سے ایک نیا رسالہ 'آئینہ' نکلنے والا ہے۔ دیکھوں یہ کتنوں دنوں تک چلتا ہے۔

آپ نے مجھ سے پوچھا میں کس پارٹی میں ہوں۔ میں کسی پارٹی میں بھی نہیں ہوں۔ اس لیے کہ دونوں میں سے کوئی پارٹی کچھ عملی کام نہیں کر رہی ہے۔ میں تو اس آنے والی پارٹی کا ممبر ہوں جو کوتوہناس کی سیاسی تعلیم کو اپنا دستورالعمل بنائے۔ سوراجیہ خلافت پارٹی کی جانب سے جو کانسٹی ٹیوشن نکلتا ہے اس سے البتہ مجھے کلی اتفاق ہے۔ مگر تعجب یہی ہے کہ یہ ایک پارٹی سے کیوں نکلا۔ میرے خیال میں دونوں ہی پارٹیاں اس معاملے میں متفق ہیں۔

جس مضمون کا آپ ذکر فرماتے ہیں وہ پہلے بنارس کے مریادا میں نکلتا تھا۔ اس کے بعد ہزار داستاں میں شائع ہوا۔ اس کے متعلق آپ نے تعجب کا اظہار کیوں کیا۔

مسٹر گوپال کرشن نے جو تجویز لکھی ہے اس کی کامیابی میں مجھے بہت شک ہے۔ انگلینڈ میں نامہ نگاروں کو ہزاروں ملے ہوں گے تب اس قصے کو تکمیل کی ہوگی۔ یہاں ایسی کوئی ترغیب نہیں ہے محض تفریح کے لیے شاید کوئی لکھنے پر تیار نہ ہو۔ بہرحال اگر مجھے لکھیے تو میں ایک باب لکھنے کی کوشش کر سکتا ہوں۔

اب پریس کی بات! آپ تک پریس نہیں آیا۔ ستمبر کے مہینے میں ڈراف کے پاس روپے روانہ کیے گئے تھے۔ 4 اکتوبر کو جواب اور رسید آ ہی گئی تھی۔ معلوم ہوا تھا اس نے دو مشینیں روانہ کی ہیں۔ دونوں انشیورڈ تھیں۔ لیکن تب سے اب تک کوئی خبر نہیں۔ 1 فروری کو مایوس ہوکر پھر یاددہانی کی گئی ہے۔ دیکھوں کب تک پہنچتی ہے۔ ٹائپ وغیرہ جمع کر لیا ہے اور جمع کرتا جاتا ہوں۔ لیکن اس طوالانی انتظار کے باعث حوصلہ پست ہوا جاتا ہے۔ روپے کی تو کوئی کمی نہیں ہے۔ ساڑھے چھ ہزار رقم ہاتھ

میں ہے۔ ہاں، میرا مکان تیار ہوگیا اور ہولی سے اسے آباد بھی کر دیا جائے گا۔

بابو مہتاب رائے سابق دستور گیان منڈل میں ہے۔ بچے اچھی طرح ہیں۔ یہاں بھی کئی دنوں ابر رہا۔ لیکن آج مطلع صاف ہو گیا ہے۔ آخری بات یہ کی جناب خواجہ صاحب سے میری کتابوں کے حساب تیار کرنے کی فرمائش کیجیے۔ فروری ختم ہورہا ہے۔ مارچ میں میں کانپور آنے کی امید کرتا ہوں لیکن اگر کسی وجہ سے نہ آسکا تو میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ وہ رقم میرے نام کسی بینک کی معرفت روانہ فرمائیں گے۔ اس طرح میرا ایک ہندی ڈرامہ بھی نکلا ہے۔ بچوں کو دعا۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(239)
بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس شہر، 23-22 فروری 1924

برادرم، تسلیم!

کارڈ ملا، 'کربلا' کا ایک سین فوراً لکھ دیا۔ عجلت کے خیال سے اور زیادہ نہ لکھا۔ دو چار روز میں اور ایک دو بھیج دوں گا۔

ابھی تو کچھ معلوم نہیں کہ الہ آباد میں کب طلبی ہوگی۔ نام تو بڑے بڑے ہیں۔ غیر سرکاری آدمیوں میں چار پانچ آدمیوں سے زیادہ نہیں۔ اور لوگ کسی نہ کسی طرح سرکار سے وابستہ ہیں۔ اور تو سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(240)
بنام منیجر زمانہ پریس

آشا بھون، کبیر چوراہا، بنارس، 10 اپریل 1923

مشفق بندہ، خواجہ صاحب تسلیم!

اس کے قبل ایک عریضہ، بابو دیانرائن صاحب کی معرفت آپ کی خدمت میں

ارسال کرچکا ہوں۔ جواب سے محروم ہوں۔ میری کتابوں کا حساب ایک مدت سے نہیں ہوا۔ براہِ کرم مارچ 1923 تک اکاؤنٹ مرتب کرنے کی تکلیف گوارا فرمائیں۔ ذرا حساب تفصیل کے ساتھ ہو جس میں مجھے سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ میں خود حاضر ہونے والا تھا مگر چند در چند پریشانیوں کے باعث ابھی تک نہ آسکا۔ امید ہے کہ جواب سے جلد ممتاز فرمائیں گے۔

خیر اندیش، دھنپت رائے

(241)

بنام دیانرائن نگم

آشا بھون، کبیر چوراہا، بنارس، 22 اپریل 1923

بھائی جان، تسلیم!

شاید اس مکان سے یہ آخری خط آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ آج پریس کے لیے مکان طے ہوگیا، مشین آگئی، ٹائپ، بلاک، لکڑی کے کیس وغیرہ پہنچ گئے۔ امید ہے کہ اس مئی کے مہینہ میں پریس مکمل طور پر کام کرنے کے قابل ہوجائے گا۔ اب ڈکلریشن داخل کرنا رہ گیا ہے۔ سوموار کو داخل کر دوں گا۔ ابھی تک نام نہیں تجویز کر سکا۔ ساہتیہ پریس، سرسوتی پریس، سنسار پریس وغیرہ نام ذہن میں ہے۔ آپ بھی کوئی نام تجویز کیجیے کیوں کہ ناموں کے انتخاب میں آپ کو کمال ہے۔ اس کے قبل آپ کو اس لیے تکلیف نہیں دی کہ آپ میونسپل انتخابات میں پریشان تھے۔ اب آپ کو فرصت ہے۔ حالانکہ اب تک مجھے یہ نہیں معلوم ہوا کہ آپ بورڈ میں آئے یا نہیں۔ یہاں تو پورا بورڈ کانگریسی ہے۔

میرا ارادہ ایک لیتھو پریس رکھنے کا بھی ہے۔ کیا کوئی کانپور میں لیتھو پریس ہے۔ براہ کرم اس کی مجھے اطلاع دیجیے گا۔ لوگ کہتے ہیں بنارس میں لیتھو پریس نہیں چل سکتا لیکن میں ایک بار کوشش کرکے دیکھنا چاہتا ہوں۔ میری کئی کتابیں نکلنے کے لیے تیار ہو رہی ہیں۔ پریم پچیسی ختم ہوگئی۔ گوشۂ عافیت محض اس لیے ناتمام ہے کہ کوئی

پبلیشر نہیں ہے۔ تازہ ڈراما سنگرام بھی اردو میں نکالنا چاہتا ہوں۔ جب تک یہ کتابیں تیار ہوں گی غالبًا میرا نیا ناول تیار ہوجائے گا۔ کہانیاں بھی دس بارہ تیار ہوگئی ہیں۔ بہرحال کوشش ضرور کروں گا۔ کانپور میں اب ہیرالڈ پریس آؤٹ آپ ڈیٹ ہوگیا ہے۔ شاید وہاں سستے داموں مل جائے۔

خواجہ صاحب کے حساب کی پرتوں سے معلوم ہوا ہے کہ زمانہ ایجنسی پر میرے سابق اور حال ملاکر 265 آتے ہیں۔ یہ رقم اگر آپ اس وقت دے دیں تو مجھ پر بڑا احسان ہو۔ مجھے مکان پریس کے لیے نہ ملتا تھا۔ بڑی مشکلوں ایک موقعے کا مکان ملا ہے۔ اس میں اب تک ڈی اے وی اسکول تھا۔ اب اسکول اپنی نئی عمارت میں چلا گیا۔ مگر پرانی عمارت میں اس نے کچھ اضافے کیے ہیں جس کے لیے وہ مالک مکان سے 1200 روپے کا طالب ہے۔ مالک مکان سے میرا سمجھوتا یہ ہوا ہے کہ میں سال بھر تک ایک سو روپے ماہوار کے حساب آریہ سماج کودوں اور پچاس روپے کے حساب سے کرایہ میں منہا کروں۔ آریہ سماج نے یہ شرط منظور کی ہے۔ ایک اور پرانا پریس جو بہت مشہور ہے، لکشمی نرائن پریس، اس مکان کے لیے اُدھار کھائے بیٹھا ہے۔ 1200 یک مشت دینے کے لیے آمادہ ہے۔ مگر سماج کے دو ایک ممبروں کی عنایت سے ابھی تک اس کا آفر منظور نہیں ہوا ہے۔ اگر میں یہ شرط نہ پوری کر سکا تو وہ مکان نکل جائے گا اور مہینوں کی دوا دوِش اکارتھ ہوجائے گی۔ میرے بجٹ میں اس بار سو کی گنجائش نہ تھی۔ آپ تین سو روپے دے دیں تو تین مہینے تک کرایے کی فکر نہ کرنی پڑے۔ اب تک ممکن ہے پریس سے کچھ آمدنی ہونے لگے تو کرایہ ادا ہوتا جائے۔ مگر اس وقت روپیوں کی ضرورت شدید ہے۔ اگر شاید آپ کو یکبار دینے میں تردد ہو تو تین مہینے تک سو روپے ماہوار دے دیں۔ مجھے امید ہے آپ مایوس نہیں کریں گے۔

میں نے اِدھر لکھنا بند سا کر رکھا ہے۔ فرصت ہی نہیں ملتی۔ ملکانا شدھی پر ایک مختصر مضمون لکھ رہا ہوں۔ مجھے اس تحریک سے سخت اختلاف ہے۔ تین چار دن میں بھیج سکوں گا۔ آریہ سماج والے بھنائیں گے لیکن مجھے امید ہے آپ زمانہ میں اس

مضمون کو جگہ دیں گے۔

میرا ارادہ کانپور آنے کا ہے۔ مئی کے پہلے یا دوسرے ہفتے میں آنے کا قصد کرتا ہوں۔ اگر کوئی نیا جھنجھٹ سر پر سوار نہ ہوگیا تو۔

آپ اس طرف مجھ سے کچھ ناراض سے ہورہے ہیں۔ مہینے تک کوئی خط ہی نہیں۔ میں شکایت نہیں کرتا، خود بھی اسی علت میں گرفتار ہوں۔ ایشور نے چاہا تو اب میری طرف سے یہ سلسلہ حسب سابق جاری رہے گا۔

یہاں سب خیریت ہے۔ امید ہے آپ مع عیال اچھے ہوں گے۔ سین بابو نے پرچے اچھے کیے ہوں گے۔ بچوں کو میری طرف سے دعائے خیر۔

اور کیا لکھوں! جواب خط کا بیتابی سے انتظار کروں گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(242)

بنام دیانرائن نگم

23 اپریل 1923

بھائی جان، تسلیم!

کل صبح ایک خط لکھا۔ شام کو آپ کا کارڈ ملا۔ پڑھ کر صدمہ ہوا۔ بیماریاں اور پریشانیاں تو زندگی کا خاصہ ہیں لیکن بچے کی حسرت ناک موت ایک دل شکن حادثہ ہے اور اسے برداشت کرنے کا اگر کوئی طریقہ ہے تو یہی کہ دنیا کو ایک تماشہ گاہ یا کھیل کا میدان سمجھ لیا جائے۔ کھیل کے میدان میں وہی شخص تعریف کا مستحق ہوتا ہے جو جیت سے پھولتا نہیں۔ ہار سے روتا نہیں، جیتے تب بھی کھیلتا ہے ہارے تب بھی کھیلتا ہے۔ جیت کے بعد یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہاریں نہیں ہار کے بعد جیت کی آرزو ہوتی ہے۔ ہم سب کے سب کھلاڑی ہیں گر کھیلنا نہیں جانتے۔ ایک بازی جیتی، ایک گول جیتا تو ہپ ہپ ہرے کے نعروں سے آسمان گونج اٹھا۔ ٹوپیاں آسمان میں اچھلنے لگیں۔ بھول گئے کہ یہ جیت دائمی فتح کی گارنٹی نہیں ہے۔ ممکن ہے دوسری

بازی میں ہار ہو۔ علی ہذا ہارے تو پست ہمتی پر کمر باندھ لی۔ روئے، کسی کو دھکے دیے، فاؤل کھیلا اور ایسے پست ہوگئے گویا پھر جیت کی صورت دیکھنی نصیب نہ ہوگی۔ ایسے اوچھے تنگ ظرف آدمی کو کھیل کے وسیع میدان میں کھڑے ہونے کا بھی مجاز نہیں ہے۔ اس کے لیے گوشہ تاریک ہے اور فکر شکم، بس یہی اس کی زندگی کی کائنات ہے۔ ہم کیوں خیال کریں کہ ہم سے تقدیر نے بے وفائی کی۔ خدا کا شکوہ کیوں کریں۔ کیوں اس خیال سے ملول ہوں کہ دنیا ہماری نعمتوں سے بھری تھالی کو ہمارے سامنے کھینچ لیتی ہے، کیوں اس فکر سے متوحش ہوں کہ قزاق ہمارے اوپر چھاپہ مارنے کی تاک میں ہے۔ زندگی کو اس نقطہ نگاہ سے دیکھنا اپنے اطمینانِ قلب سے ہاتھ دھونا ہے۔ بات دونوں ایک ہی ہے۔ قزاق نے چھاپہ مارا تو کیا؟ ہار میں سارے گھر کی دولت کھو بیٹھے تو کیا؟ فرق صرف یہ ہے کہ ایک جبر ہے دوسرا اختیار۔ یہ قزاق زبردستی جان اور مال پر ہاتھ بڑھاتا ہے۔ لیکن ہار زبردستی نہیں آتی۔ کھیل میں شریک ہوکر ہم خود ہار اور جیت کو بلاتے ہیں۔ قزاق کے ہاتھوں لوٹا جانا زندگی کا معمولی واقعہ نہیں ہے، حادثہ ہے۔ لیکن کھیل میں جیتنا اور ہارنا معمولی واقعے ہیں جو کھیل میں شریک ہوتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ ہار اور جیت دونوں ہی سامنے آئیں گی۔ اس لیے اسے ہار سے مایوسی نہیں ہوتی۔ جیت سے پھولا نہیں سماتا۔ ہمارا کام تو صرف کھیلنا ہے۔ خوب دل لگاکر کھیلنا، خوب جی توڑ کھیلنا۔ اپنے کو ہار سے اس طرح بچانا گویا ہم کونین کی دولت کھو بیٹھیں گے۔ لیکن ہارنے کے بعد پٹخنی کھانے کے بعد گرد جھاڑ کر کھڑے ہوجانا چاہیے اور پھر خم ٹھونک کر حریف سے کہنا چاہیے کہ ایک بار اور!

کھلاڑی بن کر آپ کو واقعی بڑا اطمینان ہوگا۔ میں خود نہیں کہہ سکتا کہ میں اس معیار پر پورا اتروں گا یا نہیں۔ مگر کم سے کم اب مجھے کسی نقصان پر اتنا رنج نہ ہوگا۔ جتنا آج سے چند سال قبل ہوسکتا تھا۔ میں اب شاید نہ کہوں گا کہ ہائے زندگی اکارت گئی۔ کچھ نہ کیا زندگی کھیلنے کے لیے ملی تھی۔ کھیلنے میں کوتاہی نہیں کی۔ آپ مجھ سے زیادہ کھیلے ہیں ہار اور جیت دونوں دیکھی ہیں۔ آپ جیسے کھلاڑی کے لیے شکوۂ تقدیر کی ضرورت نہیں۔ کوئی گولف اور پولو کھیلتا ہے کوئی کبڈی کھیلتا ہے۔ بات ایک ہی ہے،

ہار اور جیت دونوں ہی میدانوں میں ہیں۔ کبڈی کھیلنے والے کو جیت کی خوشی کم نہیں ہوتی۔ اس ہار کا غم نہ کیجیے۔ آپ نے خود ہی نہ کیا ہوگا۔ آپ مجھ سے مشتاق ہیں۔ میں پانچ یا چھ مئی تک کانپور آنے والا ہوں۔ یہاں کی کوئی چیز درکار ہو تو بے تکلف لکھیے گا۔ دیگر حالات میرے پہلے خط سے معلوم ہوئے ہوں گے۔ والسلام

آپ کا، دھنپت رائے

(243)

بنام دیانرائن نگم

46/31 مدھمیشور، بنارس، 29 مئی 1923

بھائی جان، تسلیم!

آپ کا 25 مئی کا کارڈ کل ملا۔ اس کے پہلے آپ نے تین خط بھیجے۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ ان تینوں میں سے مجھے ایک بھی نہ ملا۔ مجھے اس کا سخت رنج ہے۔ کس کا سر اپنے پیروں پر ٹیک دوں۔ میں تو دیہات میں ہوں۔ خطوط شہر میں آتے ہیں۔ وہاں سے یہاں تک آنے میں غائب ہوجاتے ہیں۔ میں آج رات کی گاڑی سے بہت ضروری کام سے گورکھپور جارہا ہوں۔ 31 کو یا 1 جون کو لوٹوں گا۔ والدہ صاحبہ جس دن یہاں آنے والی ہوں اس سے مجھے 1 جون تک اوپر کے پتے سے مطلع فرمائیں گے۔ یہاں میرا نج کا کرایہ کا مکان ہے جس میں پریس ہے۔ جگہ وسیع ہے مگر اس میں شاید کھٹ پٹ سے تکلیف ہو۔ اس لیے یہاں کے ایک اچھے دھرم شالا میں انتظام کردوں گا۔ کسی بات کی تکلیف نہ ہوگی۔ ہاں مجھے پہلے خط مل جانا چاہیے تاکہ میں اسٹیشن پر خود یا وکالتاً موجود رہوں۔ اگر 1 جون یا 2 جون تک مجھے خط نہ ملا تو میں کانپور آؤں گا اور جس دن وہ یہاں آنا چاہیں گی انھیں کے ساتھ میں بھی چلا آؤں گا۔ ابھی تو ملماس 15 دن باقی ہیں۔

اور سب خیر و عافیت ہے۔ پریس ابھی چلا نہیں مگر مشین فِٹ ہوگئی۔ لکڑی کا سامان تیار کیا جارہا ہے۔

والسلام

آپ کا، دھنپت رائے

(244)

بنام دیانرائن نگم

46/31 مدھمیشور، بنارس، 18 جون 1923

بھائی جان، تسلیم!

سین بابو کی ناکامیابی کا مجھے تعجب ہے اور کیا کہوں۔ غالباً یہ پچھلے سال کی طویل بیماری کا نتیجہ ہے۔

آپ کی بیماری کی خبر اس سے بھی زیادہ افسوسناک ہے۔ اس تپش میں بخار کی تکلیف۔ ضرور یہ بنارس کی تکلیف کا خمیازہ ہے۔ جس کا ذمہ دار ایک حد تک میں ہوں۔ اگر ایک دن بھی رُک گیا ہوتا تو مطلق تکلیف نہ ہوتی۔ میرا پریس کا مکان اتنا وسیع، شہر سے ملحق اور پھر اتنا دور اور ایسے موقع سے ہے کہ اس سے بہتر جگہ بنارس میں نہیں ہے۔ بالکل ٹاؤن ہال اور پارک سے متصل۔ کمرے کے دروازے کھول دیجیے اور پارک کا لطف گھر بیٹھے اٹھایئے۔ اسے چھوڑ کر انہیں منی کرنیکا گھاٹ پر رہنا پڑا۔ میرا ایک آدمی بھی پریس میں رہتا ہے۔ پر کیا کروں، میری عجلت!

ابھی پریس نہیں کھلا، بابو مہتاب رائے کی گیان منڈل سے گلوخلاصی کا انتظار ہے۔

والسلام

نیاز مند، دھنپت رائے

(245)

بنام دیانرائن نگم

مدھمیشور، کاشی، 3 جولائی 1923

برادرم، تسلیم!

کئی دن سے کچھ مزاج کی خیر و عافیت اور لڑکے بالوں کا حال چال نہیں معلوم ہوا۔ سین بابو غالباً اب بالکل اچھے ہوں گے۔ میں تو آتے آتے رہ گیا۔ میرے لڑکوں کو چیچک (چھوٹی) کل آئی تھی۔ اس کے بعد پھوڑے پھنسیوں کا سلسلہ شروع ہوا جو ابھی تک جاری ہے۔

میرا تعلق 1 جولائی سے کاشی ودھاپیٹھ سے ٹوٹ گیا۔ انتظامیہ کمیٹی نے اسکول کے ابتدائی درجے توڑ کر باقی کالج سے ملا دیے۔ ہیڈماسٹر کی ضرورت نہیں رہی۔ اور میں نے کسی دوسری جگہ پر رہنا منظور نہیں کیا۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ چند مہینے کے بعد مجھے استعفیٰ دینا پڑتا کیوں کہ پریس کے متلق کچھ نہ کچھ کام مجھے بھی کرنا ہی پڑتا۔ لیکن اس وقت کچھ تردد ضرور ہوا۔ اب جب تک پریس سے کچھ یافت نہ ہو قلم ہی کا بھروسہ ہے۔

میں نے ارادہ کیا تھا کہ آپ کو تکلیف نہ دوں گا۔ آپ کی پریشانیاں بڑھی ہوئی ہیں۔ لیکن میری موجودہ حالت مجھے اپنے ارادے پر قائم نہیں رہنے دیتی۔ مکان کا قصہ تو آپ کو پہلے ہی لکھ چکا ہوں۔ سال بھر تک ایک سو بیس روپے ماہوار کرایہ دینا پڑے گا۔ مزید تردّد کا باعث یہ ہے کہ بابو مہتاب رائے نے دو ہزار منظور کیا تھا۔ وہ نانا صاحب کے روپے لینے والے تھے۔ نانا صاحب نے ایک ہزار تو دیا۔ مگر اب آناکانی کر رہے ہیں۔ وہ ایک ہزار بھی اب مجھے ہی کہیں سے پیدا کرنا ہے۔ اتنے روپے کا بندوبست ہوتے ہی کام شروع کردوں گا۔

میرا گوشۂ عافیت ابھی تک پڑا ہوا ہے۔ کیا کروں، اسے بھی لاہور بھیج دوں؟ میرے لیے خود چھپوانا تو کم از کم دو سال تک مشکل ہے۔

پریم پچیسی کا چھپنا بھی ضروری ہے اسی درمیان میں ایک ناٹک بھی ہندی میں لکھ ڈالا۔ اس کا اردو ایڈیشن نکلنا ضروری ہے۔ اس وقت ایک ناول لکھ ہی رہا ہوں جو 1000 ہندی صفحات یا 600 اردو صفحات سے کم نہ ہوگا۔ غرض اس وقت مجھے ایک اچھے پبلشر کی ضرورت ہے جو ان کتابوں سے خود فائدہ اٹھائے اور مجھے بھی کچھ دے۔ ایک بار پھر نول کشور کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ آپ کے کچھ مدد مانگتے ہوئے قلم رکتا ہے لیکن اگر اس وقت آپ کسی طرح میرے روپے بھیج سکیں تو بڑا کام چل نکلے۔ میں نے اپنے ہندی پبلشروں سے بھی روپے مانگا ہے۔ اگر کچھ ادھر سے مل گیا تو یہ ایک ہزار کی فکر دور ہوجائے گی۔

کل رات کو خاصی بارش ہوئی۔

مجھے امید ہے کہ آپ اس موقع پر مجھے مایوس نہ کریں گے۔

والسلام

آپ کا، دھنپت رائے

(246)

بنام دیانرائن نگم

46/21 مد ھمیشور، بنارس، 18 جولائی 1923

بھائی جان، تسلیم!

آپ کا خط پڑھ کر سخت مایوسی ہوئی۔ آپ ادھر پریشان ہیں میں ادھر پریشان۔ کون کس کی سنے۔ پر آپ کے وسائل وسیع ہیں۔ مرے نہایت محدود۔ اس لیے مجھے پھر بھی یہی عرض کرنا پڑتا ہے کہ آپ نے میری ترددات کا کافی اندازہ شاید نہیں کیا۔ مگر اس کی توضیح محض اتنے ہی سے ہوسکتی کہ مجھے مجبور ہوکر 400 قرض لینے پڑے اور مکان کا کرایہ 200 روپے دینے پر پھر 200 بچ رہے گا۔ ابھی آج کل میں Chassis آجائیں گے اور پھر بالکل تہی دست ہوجاؤں گا۔ 20 سے پریس کا کام شروع ہوگا۔ مگر خالی ہاتھ میرے پاس اب کچھ نہیں رہا۔ کل آٹھ ہزار کا تخمینہ کیا تھا۔ میں 500 سے زائد خرچ کر چکا۔ اب کہاں سے لاؤں۔ دوستوں کو تکلیف دینے کے سوا اور کہاں جاؤں۔ 400 ایک صاحب سے لیے۔ اگر آپ 300 دے سکیں تو ایک مہینے کے لیے کچھ سر ہلکا ہوجائے۔ ایک مہینہ میں غالباً کچھ آمدنی ہوجائے گی۔ شاید اس وقت تک بابو رگھوپت سہائے کا موضع فروخت ہوجائے۔ اس کے بعد ہی وہ مجھے روپے ادا کرنے والے ہیں۔ میں نے تو آپ پر بار نہ ڈالنے کے لیے اتنا بھی لکھا تھا کہ آپ ماہوار 100 دے دیں تو میں مکان کے کرایہ سے سبکدوش ہوں جاؤں۔ آپ کی ترددات کا اندازہ کررہا ہوں۔ جانتا ہوں کہ مکان کی ترمیم میں کافی رقم صرف کرنا پڑے گی۔ مگر میرا مکان بھی تو ابھی پورا نہیں ہوا۔ صرف گزر کرنے کے قابل ہوگیا ہے۔ ابھی ایک ہزار اور لگیں تو مکمل ہو۔ اسے میں نے زیادہ اطمینان کے موقع کے لیے ٹال دیا ہے۔ اور کیا عرض کروں۔

مجھے ایک جز رقم کے لیے بار بار آپ کو تکلیف دیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ میں نے اُس وقت تک لکھنے سے تامل کیا۔ جب تک کسی نہج سے میرا کام چل سکا۔ پر اب مجبور ہو گیا ہوں۔ اگر آپ نے امداد نہ کی تو پھر قرض لینا پڑے گا۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ میں بڑی بیتابی سے — مگر خواہ مخواہ کیوں آپ پر اپنی ضرورت کی اہمیت ثابت کرنے کی کوشش کروں۔ آپ خود سمجھ سکتے ہیں آپ کو میری مالی حالت کا علم ہے۔ میں نے ایسے موقع کے لیے آپ سے زیادہ امداد کی توقع کی تھی۔ اتنا مایوس نہ کیجیے، میرے سالے صاحب کو آپ جانتے ہیں میری مجبوری کا اندازہ محض اس سے کرسکتے ہیں کہ میں نے اس بندۂ خدا سے مدد مانگنے سے بھی گریز نہ کیا حالانکہ وہاں کیا ملنا تھا، جواب تک نہ آیا۔ زیادہ

والسلام نیاز مند، دھنپت رائے

(247)

بنام منیجر زمانہ پریس

سرسوتی پریس، مدھمیشور، کاشی، 29 جولائی 1923

مکرمی بندہ جناب خواجہ صاحب، تسلیم و نیاز!

براہِ کرم بواپسی ڈاک ایک جلد 'سیرِ درویش' بھیج کر ممنون فرمائیں۔ اس کی سخت ضرورت ہے۔ امید ہے کہ آپ خوب خوش ہوں گے۔ دیکھوں کب تک آپ لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے۔

والسلام خیر اندیش، دھنپت رائے

(248)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، مدھمیشور، بنارس، 14 اگست 1923

برادرم، تسلیم!

جب سے آیا ہوں آپ نے کوئی خط نہیں بھیجا۔ لاہور سے کتابیں آگئی ہیں یا

نہیں میری تحریر کے مطابق ان کی تعداد نکلی یا نہیں؟ یعنی حصہ اول کی 18 اور حصہ دوم کی 120۔ میں نے اب ارادہ کرلیا ہے کہ اپنی اور کتابیں خود ہی چھاپ لوں۔ ایک چھوٹا سا لیتھو پریس رکھ لوں۔ آپ نے اپنے پریس کا ذکر فرمایا تھا۔ کیا پریس ہے؟ کیا سائز ہے؟ ابھی کام دے رہا ہے؟ کل پرزے درست ہیں؟ اس کے ساتھ پتھر بھی ہے یا نہیں۔ 'زمانہ' کے 4 صفحے ایک بار دیتا ہے یا 8۔ ان امور سے مجھے جس قدر جلد ممکن ہو، مطلع فرمائیے۔ اب تاخیر کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

'کربلا' کے متعلق جناب خواجہ صاحب نے مجھے ایک کتاب دکھائی تھی۔ جس میں مراثی کے انتخاب تھے۔ براہِ کرم اس کی ایک جلد میرے پاس بھجوا دیں اور قیمت میرے نام درج فرما دیں۔ نہایت مشکور ہوں گا۔ یہاں اور سب خیریت ہے۔ کانگریس ہو رہی ہے۔

بابو رگھوپت سہائے بھی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ 'زمانہ' کا تازہ پرچہ میرے پاس نہیں آیا۔ کیا ابھی نہیں نکلا؟

امید ہے کہ آپ ملیریا کی زد میں نہ آئے ہوں گے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(249)
بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 26/ستمبر 1923

بھائی جان تسلیم، مزاج شریف۔

تہذیب نسواں کے دفتر سے آپ کے یہاں پریم بتیسی حصہ اول 18، پریم بتیسی حصہ دوم 120 جلدیں روانہ کی گئی ہیں۔ رسید سے مطلع فرمائیں اور اپنے یہاں درج کرا دیں۔

میں تو جب سے یہاں آیا ہوں، اپنے نئے ناول کے لکھنے میں ہمہ تن مصروف ہوں۔ آپ نے بھی یاد نہیں کیا۔ بابو بشن نرائن بھارگو صاحب کے یہاں سے امور

زیرِ بحث کے متعلق کوئی خط نہیں آیا۔ میں نے خود دوبارہ لکھا۔ پر جواب ندارد، سمجھ گیا وہ بھی ایک رئیسانہ اُبال تھا۔ یہ ہے ہمارے شرفاء کی تلوّن مزاجی۔ خط کا جواب تک دینا منظور نہیں اور طلب کیا بذریعہ تار۔

آپ کا، دھنپت رائے

(250)
بنام دیانرائن نگم

بنارس، 26 دسمبر 1923

بھائی جان، تسلیم!

امید ہے اب آپ کو پھوڑے سے نجات ہوگئی ہوگی۔ بہت تکلیف دی، میں تو اچھی طرح ہوں یعنی بیمار نہیں ہوں۔

بابو رگھوپت سہائے نے ایک مشاعرہ جیل کی رپورٹ بھیجی ہے۔ دیکھ لیں کہیں درج کرا دیں تو اچھا ہو۔ غریبوں کی آرزو بر آئے۔

سردی تو وہاں بھی خوب پڑتی ہوگی۔ کئی دن سے ابر و باد نے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ بال بچے مزے میں ہیں۔ امید ہے وہاں بھی سب بھگوان کی مہربانی ہوگی۔

پریس ابھی تک نہیں آیا۔ ہاں، اب امید ہے کہ اب لیتھو کا کام بھی کرنے کا اپائے نکل آئے۔ سرمائے میں اضافہ ہونے کی قوی امید ہے۔اور کیا عرض کروں۔ بچوں کو دعا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(251)
بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 9 جنوری 1924

بھائی جان، تسلیم!

دعائے خیر کے لیے مشکور ہوں۔ یہاں ہمہ تن دعا ہورہا ہوں۔ مجھے بنگال کے

سمجھوتے میں بجز اس نقص کے اس کی اشاعت بے موقع تھی اور کوئی خاص نقص نظر نہیں آتا۔ ایک صوبے کا سمجھوتہ ہر ایک صوبہ کے لیے قابل عمل نہیں ہوسکتا اور ہر ایک صوبے کو اپنے اغراض کے اعتبار سے اس میں ترمیم کرنے کا اختیار ہے۔ لالا لاجپت رائے جی نے مسٹر داس کے ساتھ کسی قدر زیادتی کی ہے۔ خیر سمجھوتہ تو اس وقت علی برادران کی صلح کل پالیسی فریفتہ کر رہی ہے۔ ان کے خیالات میں جو حیرت انگیز انقلاب ہو رہے ہیں اس کو اصلی شدھی سمجھتا ہوں اور وہی شدھی دیرپا ہوسکتی ہے۔ آپ نے میرے مضمون کو مسترد کر دیا۔ نیر، کوئی مضاحقہ نہیں۔ میں نے لکھ ڈالا، دل کی آرزو نکل گئی۔

کاغذ کے نمونے دیکھے۔ وہی رول دار سفید 24 پاؤنڈ کا کاغذ مجھے پسند ہے۔ یہاں ویسا کاغذ نہیں ہے۔ 24 پاؤنڈ کا کاغذ اسی قسم کا ملتا ہے۔ دام ساڑھے سات روپے یعنی وہی پانچ آنے پاؤنڈ مگر شاید ریل کے کرایہ کے علاوہ آنے میں دیر ہوگی اور روپے نقد دینا پڑیں گے۔ اس لیے میں 24 پاؤنڈ ہی کا لوں گا۔ کیوں کہ یہاں کریڈٹ مل جائیں گے۔ .... نے مجبور کر رکھا ہے۔ .... آپ تکلیف نہ کریں۔ ہاں اگر کچھ امداد کر سکیں تو مشکور ہوں گا۔

اور تو کوئی تازہ حال نہیں ہے۔ بچوں کو دعا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(252)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس شہر، 2 فروری 1924

برادرم، تسلیم!

کارڈ ملا، کربلا کا ایک سین فوراً لکھ دیا۔ عجلت کے خیال سے اور زیادہ نہ لکھا۔ دوچار روز میں اور ایک دو بھیج دوں گا۔

ابھی تو کچھ معلوم نہیں کہ الہ آباد میں کب طلبی ہوگی۔ نام تو بڑے بڑے ہیں۔

غیر سرکاری آدمیوں میں چار پانچ آدمیوں سے زیادہ نہیں اور لوگ کسی نہ کسی طرح سرکار سے وابستہ ہیں اور تو سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(253)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 17 فروری 1924

بھائی جان، تسلیم!

ایک ہزار شکریہ مع سود۔ بہت ضرورت پر آپ نے یاد فرمایا۔ مضامین لکھنے کی بار بار کوشش کرتا ہوں مگر یقین مانیے ہمت نہیں ہوئی۔ رسائل اس قدر دِق کرتے ہیں کہ کچھ کیے نہیں بن پڑتا۔ اب میں کہانیاں اردو میں نہیں ہندی ہی میں لکھ کر بھیج دیا کروں گا۔ اس لیے میری ایک رائے ہے۔ میں نے ادھر پانچ مہینے میں اپنے ناول رنگ بھومی کے ساتھ ایک ڈرامہ لکھا ہے جس کا نام ہے کربلا۔ اس میں کربلا کے واقعات پر تاریخی حیثیت کو قائم رکھے ہوئے ایک ڈرامہ لکھا گیا ہے۔ میں نے خط تو ہندی رکھا ہے مگر زبان سراسر اردو ہے۔ خواہ ہندی پبلک اس کی قدر نہ کرے پر میں نے مسلمان کیرکٹروں کی زبان سے فصیح ہندی نکلوانا بے موقع سمجھا۔ ناٹک اسی ہفتے میں مطبع میں چلا جائے گا۔ میرے ہی مطبع میں۔ اس وقت نظر ثانی کر رہا ہوں۔ میں اسے سلسلہ وار زمانہ میں دے دوں تو کیا رائے ہے۔ قصہ نہایت دلچسپ ہے، نہایت دردناک۔ میں نے مادھوری میں کربلا پر ایک مضمون لکھا تھا اس کی قدر بھی کافی ہوئی۔ کوئی وجہ نہیں کہ اردو میں ڈرامہ مقبول نہ ہو۔ اس میں مجھے مضمون نگاری نہ کرنی پڑے گی صرف خط تبدیل کر دینا پڑے گا۔ بعد کو یہ سلسلہ کتابی صورت میں نکل جائے گا۔ اس کا یقین رکھیے کہ میں نے احترام کو کہیں نظرانداز نہیں ہونے دیا ہے۔ ایک ایک لفظ پر اس بات کا خیال رکھا ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو صدمہ نہ پہنچے۔ مقصد ہے پولٹیکل، باہمی اتحاد کو بڑھانا، اور کچھ نہیں۔ آپ کا جواب آنے پر

پہلا سین ارسال خدمت ہوگا۔ میں دعوی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ارد میں ایسا دلچسپ ڈرامہ نہ ہوگا۔ ہاں زبان کی فصاحت میرے امکان میں نہیں۔ واقعہ خود ہی اتنا دلچسپ اور دردناک ہے کہ ڈرامے کے لیے نہایت موزوں ہے۔

اور کیا عرض کروں۔ پریس چل رہا ہے۔ ابھی نفع تو نہیں ہورہا ہے مگر اپنا خرچ آپ سہہ لیتا ہے۔ سال آخر تک ممکن ہے کہ کچھ نفع بھی ہونے لگے۔ بچے اچھی طرح ہیں۔ نئی آمد امروز فردا میں ہونے والی ہے۔ اپنی حماقت پر افسوس کرتا ہوں اور قہر درویش برجانِ درویش کے مصداق اپنے کیے پر نادم اور متاسف ہوں۔

بچوں کو دعا۔ پرماتما آپ کو مقصد میں کامیاب کرے۔ ایشور نے چاہا تو جلد کانپور آؤں گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(254)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، 10 مئی 1924

برادرم، تسلیم!

باد آوری کا مشکور ہوں۔ کربلا صاف کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ وعدہ نہ پورا کرنے کا نادم ہوں۔ بیاہ کی تاریخ حفظ ہے۔ انشاء اللہ۔

جولائی کی یاد بھی ہے۔ انشاء اللہ۔

یہاں کے دیگر حالات سابق دستور ہیں۔ مکان اب ایک قرینے کا بن گیا۔ اب اس کی حیثیت مکان کی ہوگئی۔ امید ہے بال بچے اچھی طرح ہوں گے۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(255)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس سٹی، 5 جون 1924

بھائی جان، تسلیم!

میں 3 جون کو نہ آسکا۔ اس کے لیے معذرت کرتے ہوئے مجھے نہایت افسوس معلوم ہوتا ہے۔ میری چھوٹی لڑکی جو 8 مارچ کو پیدا ہوئی تھی 28 کی شام کو دست اور بخار میں مبتلا ہوئی۔ میں سمجھتا تھا خارجی شکایت ہے، رفع ہوجائے گی مگر شکایت بڑھتی گئی یہاں تک کہ 3 تاریخ کو اس کی حالت اتنی ابتر ہوگئی کہ گھر میں لوگوں نے رونا پیٹنا بھی شروع کردیا۔ مگر صبح کو اسے ذرا سا افاقہ ہوا۔ تب سے اب تک نہ وہ مردہ ہے نہ زندہ ہے، آنکھیں بند کیے پڑی رہتی ہے اور رویا کرتی ہے۔ ہومیوپیتھک کی دوائیں دے رہا ہوں مگر ابھی تک کوئی دوا کارگر نہیں ہوئی۔ لاغر اور نحیف اس قدر ہوگئی ہے کہ اگر بچ جائے تو اسے ایشور کی خاص رحمت سمجھوں۔ مجھے بار بار افسوس ہوتا تھا کہ میں اس تقریب میں نہ شریک ہوسکا۔ مگر جب لوگ ایک بچے کی چارپائی کے پاس بار بار اس کا منہ کھول کر دیکھ رہے ہوں کہ ابھی نیچے اتارنے کا وقت آیا یا نہیں ایسی حالت میں سوائے اس کے اور کیا کہوں کہ ایشور کو یہ بات منظور نہ تھی اور اس کا قلق مجھے تازیست رہے گا۔ خیر، اب تو جو کچھ ہونا تھا ہوچکا۔ شادی بحسن و خوبی انجام پا گئی ہوگی۔ احباب نے خوب دعوتیں اڑائی ہوں گی۔ اس پر آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ مجھے اس تقریب میں شریک نہ ہوسکنے کا دلی صدمہ ہے۔ مجبوری مانع ہوئی۔ سخت مجبوری جس کا مطلق گمان نہ تھا۔ اور کیا لکھوں۔ آپ سے اپنی داستانِ غم سنانی اس وقت نہایت بے موقع ہے، بے سرا راگ ہے۔ مگر معذرت کی کوئی دوسری صورت پیدا ہی نہ ہوسکتی تھی سوائے اس کے کہ میں خود بیمار ہوجاتا۔

ایشور بنے اور بنی کو حیاتِ طبعی عطا فرمائے اور ان کی خانہ آبادی مبارک ہو۔ شاعر نہیں کہ قصیدہ یا تہنیت نامہ لکھوں۔

خواہ میری شرکت کسی وجہ سے نہ ہو سکی لیکن میں اسے ہمیشہ اپنے لیے باعثِ حجاب سمجھوں گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(256)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، غالباً جون، 1924

بھائی جان، تسلیم!

'کربلا' ختم ہے۔ کل آپ کے دو کارڈ ساتھ ہی ملے۔ سیتاپور سے واپس آکر فوراً خط لکھوں گا۔ قصہ یہی کہہ رہا ہوں، فوٹو بھی کھنچواؤں گا۔ بلاک بننے میں دیر نہ لگے گی۔ 16 کی رات کو گاڑی سے جانے کا ارادہ ہے۔ اگر آپ اسی دن جاتے ہوں تو کیوں نہ میں بھی کانپور چلا آؤں؟ ساتھ ہی ساتھ چلیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(257)

بنام دیانرائن نگم

تاریخ نا معلوم

بھائی جان، تسلیم!

جلد اطلاع نہ ملی۔ دو گھنٹے کے انتظار کے بعد اب جارہا ہوں۔

یہ قصہ 'زمانہ' کے لیے لکھا ہے، پسند آئے تو دے دوں گا۔ اس میں کہیں کہیں الفاظ Underlined نظر آئیں گے۔ وہ ہندی مترجم نے نہیں بنائیں۔ ان کا کچھ مجھے ٹھیک معلوم نہیں ہوا۔

والسلام — دھنپت رائے

(258)

بنام مہاراجہ الور

تاریخ نامعلوم

میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ نے مجھے یاد کیا۔ میں نے اپنی زندگی ساہتیہ سیوا کے لیے لگا دی ہے۔ میں جو کچھ لکھتا ہوں، اسے آپ پڑھتے ہیں، اس کے لیے آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ آپ جو عہدہ مجھے دے رہے ہیں میں اس کے لائق نہیں ہوں۔ میں اتنے میں ہی اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ آپ میرے لکھے کو دھیان سے پڑھتے ہیں۔ اگر ہو سکا تو آپ کے دیدار کے لیے کبھی آؤں گا۔

ایک ساہتیہ سیوی،

دھنپت رائے

(259)

بنام دیانرائن نگم

بنارس، 11 جون 1924

بھائی جان، تسلیم!

امید ہے کہ آپ بخوشی و خرمی شادی کرکے واپس آگئے ہوں گے اور احباب کی دعوتِ تواضع سے فارغ ہوگئے ہوں گے۔ یہاں تو سات کو لڑکی رخصت ہوگئی۔ اس کی جاں کندنی تصویر ابھی تک آنکھوں میں پھر رہی ہیں۔ معصوم کو پرماتما سدگتی دے۔ گرمی اتنی شدت کی ہے کہ کوئی کام نہیں ہوگا۔ کربلا کا مسودہ تیار کر رہا ہوں۔ کم سے کم تین ایکٹ تیار ہو جائیں تو بھیجوں۔

نیاز مند،

دھنپت رائے

(260)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، مدھمیشور، کاشی

28 جون 1924

بھائی جان، تسلیم!

کئی دن ہوئے آپ کا کارڈ ملا تھا۔ میں اپنی کیا کہوں، حد درجہ پریشان ہوا۔ جب سے لڑکی مری ہے گھر میں ضعفِ ہاضمہ کی شکایت ہوتے ہوتے اب سنگرہنی کی صورت میں نمودار ہوئی ہے۔ دیہات کا قیام، شہر میں حکیم، ہر دوسرے روز جانا اور آنا اور یہ شدت کی گرمی، دل ہی جانتا ہے۔ ادھر عزیز دھنو بھی ایک ہفتہ سے بخار میں مبتلا ہے۔

میرے پریس کی حالت اچھی نہیں ہے۔ سال بھر پورا ہوگیا۔ نفع اور سُود تو درکنار کوئی چھ سو روپے کا گھاٹا ہے۔ ناتجربہ کاری سے ایسے آدمیوں کے کام ہاتھ میں لیے گئے جن کے پاس کچھ نہ تھا۔ اب ان سے روپیہ وصول ہونا مشکل ہے۔ مجھے خوف ہے کہ میرے بڑے بھائی صاحب جن کے دو ہزار دو سو پچاس روپے لگے ہوئے ہیں ترکِ شرکت پر آمادہ ہوجائیں گے۔ ادھر عزیز مہتاب رائے نے بھی قرض لے کر اتنے روپے لگائے تھے۔ ان پر مہاجن کے سود کا تقاضہ ہورہا ہے۔ وہ بھی اپنے روپے کی واپسی کی فکر میں ہیں۔ اگر میں بھی اپنے روپے کی واپسی پر اصرار کروں تو نتیجہ معلوم ہے، سارا سامان فروخت کر دینا پڑے اور اس میں کئی ہزار کے خسارے کا احتمال ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔ اگر کہتا ہوں کہ سال بھر تک اور صبر کیجیے تو لوگ کہتے ہیں جب امسال کبھی پریس بیکار نہ رہا اور پھر گھاٹا رہا تو سال آئندہ اور کون سی صورت نفع کی ہوسکتی ہے۔ میں خود پریس میں پھنسنا نہیں چاہتا ورنہ اتنا روپیہ ہے کہ سب کو دے کر ساری ذمہ داری اپنے سر لے لوں۔ میں کبھی تجارت کے لیے موزوں نہ تھا۔ اور میں نے بار بار اپنی تقدیر کے خلاف اس میدان میں قدم رکھنے کی کوشش کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کاش آپ ایک بار یہاں آتے اور دیکھتے کہ میرے پریس میں کیا نقص ہے جس کی وجہ سے یہ نقصان ہورہا ہے۔ میں خود تو اس

معاملے میں اجڈ ہوں۔ بابو مہتاب رائے کی کارروائی پر بھروسہ کیا۔ مگر اب وہ خود ہمت ترک کرکے ملازمت کی فکر میں ہیں۔ تو بھلا جب گھر کے آدمی سے کام نہ چلا تو ملازم سے کیا امید ہوسکتی ہے۔ غالباً مجھ ہی کو پریس میں بیٹھنا پڑے گا۔ یا سب کچھ بیچ باچ کر کاروبار بند کردینا پڑے گا۔ دوسرے پریس والوں سے یہاں نیک مشورے کی امید نہیں بلکہ سب ہم لوگوں کی نافہمی پر ہنسیں گے۔ اس وجہ سے ظاہرداری کے خیال سے خموشی ہی مناسب معلوم ہوتی ہے۔ میں اپنی ضروریات کے لیے پریس کا محتاج نہیں ہوں۔ لیکن یہ بھی تو صبر نہیں ہوتا کہ پانچ ہزار روپے لگاکر ان کو یوں تلف ہوتے دیکھوں۔ اگر بینک ہی میں رکھ دیتا تب بھی 25 روپے ماہوار کہیں نہیں گئے تھے۔ یہاں کم سے کم ماہوار نفع کی امید پر کام شروع کیا گیا تھا۔ یہ نفع مل رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ پریس میں اب بھی نفع ہوسکتا ہے۔ صرف ایک کارکردہ صلاح کار کی ضرورت ہے۔ ارادہ کر رہا ہوں کہ ایک با پنڈت شونرائن مصر سے مشورہ لوں۔ انہیں یہاں تک تکلیف دوں۔

کربلا کا مسودہ تھوڑا روانہ کرتا ہوں۔ پسند آئے تو دے دیجیے اور سب خیریت ہے۔ پریشانیوں نے ذہن معطل کر رکھا ہے۔

والسلام،　　　　　　　　　　　　　　خیراندیش، دھنپت رائے

(261)

بنام مہتاب رائے

برادرم!

پریس کا حال یہ ہے کہ ستمبر سے جنوری تک تو بیکاری رہی۔ وہی ایک کتاب نندکشور کی اور ایک کتاب چودھری کی چلی۔ مزدوری پاس سے دینی پڑی۔ تقریباً تین سو روپے مزدوری میں صرف ہوگئے۔ جنوری میں کچھ ٹائپ لیے تب سے معمولی طور پر کام چل رہا ہے۔ چاند، الہ آباد نے کچھ کام دیا اور کچھ اور دینے والا ہے۔ لاہور سے کام منگوایا تھا۔ مگر اس کی بدمعاملگی کی وجہ سے آج واپس کیے دیتا ہوں۔ مجھے معلوم

ہوا کہ لاہور والے مزدوری دینے میں بہت تنگ کرتے ہیں۔

اب لہریاسرائے سے کام ملنے کی امید ہے۔ میری دو کتابیں بھارگو مطبع میں چل رہی ہیں۔ ٹائپ کے لیے چار سو روپے میں نے صرف کیے۔ ایک سوساٹھ روپے بھائی صاحب، تین سو نندکشور سے لیے، چار سو بھارگو صاحب سے۔ بھارگو کے روپے میں اب دو سو اور باقی ہے۔ نندکشور کا جتنا لینا دینا تھا، غالباً بیباک ہوگیا ہے صرف تین سو روپے جو نقد کے تھے وہی باقی ہیں۔ وصول شھارگو سے ہوئے۔ چالیس روپے مانک سے اور شاید ایک سو پچاس اور روپے وصول ہوئے ہوں گے۔ اور کسی سے وصول نہ ہوا۔ تمھیں میں نے جنوری سے بارہ سیکڑا سود دو ہزار روپے پر پندرہ روپے ماہوار دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگر کام خاطرخواہ چل گیا تو سود ایک روپیہ سیکڑا ہوجائے گا مگر ابھی تک تو آمدنی خرچ برابر ہی ہے۔ تمھارے چالیس روپے ہوئے مارچ کے آخیر تک اس میں دس روپے بھیجتا ہوں اور جب جب ملتا جائے گا دیتا جاؤں گا۔ اگر مندر میں ہاتھ لگا دیا ہوتا تو وہ دس روپے بھی تمھارے سود کے مد میں جاتے۔ خیر، اب تو اسے کسی طرح پورا کرنا ہے۔ آپ سہہ دیو سے پچاس فٹ چونے کے لیے کہوں گا۔

میں تمھاری طرف سے بالکل بے فکر نہیں تھا۔ لیکن کیا کروں پرانے مکان کا کرایہ بھی بیس روپے ماہوار دے رہا ہوں۔ ماتا پرساد کے قرضے میں اب ان کے حساب سے نو روپے اور تمھارے حساب سے تین روپے اور باقی رہ گئے ہیں۔ ہری ہرناتھ کو بھی اس ماہ میں کچھ دینا ہے۔ رگھوپتی سہائے کی بہن کی شادی مئی میں ہے۔ دو سو روپے مانگ رہے ہیں۔ آج 'چاند' کو لکھیے گا کہ ہماری چھپائی میں سے دو سو روپے انھیں دے دیں۔

تمھارا، دھنپت رائے

(262)
بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، مدھمیشور، کاشی، 8 جولائی 1924

بھائی جان، تسلیم!

کارڈ ملا آپ اس کے جواب میں یہ خط دیکھ کر متعجب ہوں گے مگر ادھر دو ماہ

میں یہاں کی حالت بہت خراب ہوگئی ہے۔ بھائی صاحب اب اپنے روپے کی واپسی پر مصر ہورہے ہیں۔ ٹال مٹول کر رہا ہوں بات یہ ہے کہ انھوں نے ادھر چار چھ سو روپے کسانوں کو قرض دیے۔ اس پر انھیں دو روپے سیکڑا ماہوار سود مل رہا ہے۔ اب انھیں پریس میں روپے پھنسانا مہمل معلوم ہوتا ہے۔ اگر کہتا ہوں کہ روپے واپس نہیں ہوسکتا تو کہتے ہیں، پریس توڑ دو۔ ہم لوگوں نے انھیں نفع کی امید دلاکر ان سے سوا دو ہزار روپے لیے تھے۔ امید بھی نفع کی تھی۔ خسارہ امید کے خلاف ہوا۔ چونکہ میری ہی تحریک سے انھوں نے روپے دیے تھے۔ اس لیے وہ مجھ ہی کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔ مجھے تو پریس کو کم از کم دو سال اور چلانا ہے، چاہے خسارا ہوتا رہے۔ لیکن انھیں کیا کروں۔ اس لیے مجھے بہت ندامت کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ ابھی میں موجودہ رقم نہ ارسال کرسکوں گا۔ اکتوبر تک مجھے کافی روپے ملنے کی مستقل امید ہے۔ اس وقت مجھے تعمیلِ ارشاد میں مطلق عذر نہ ہوگا۔ ایشور جانتا ہے میں حیلاسازی نہیں کر رہا ہوں۔ گھر کا نزاع بچانے کے لیے ایک وعدہ خلافی کرنے پر مجبور ہوا ہوں۔ میرے روپے جو اوپر تھے وہ کربلا، منمودک، سکھڑ بیٹی، اور سشیل کماری ان چار کتابوں کی طباعت اور تیاری میں پھنسے ہوئے ہیں۔ امید تھی کہ مئی کے آخر تک کتابیں تیار ہوجائیں گی مگر چند در چند وجوہ سے دیر ہوتی گئی اور ابھی چاروں کی تیاری میں ایک کی اور دیر ہے۔ ایک ہزار سے زائد ان چاروں کتابوں میں پھنسا ہوا ہے۔ بس اتنی سی تو کائنات ہے۔ ہاں رنگ بھومی کے روپے اکتوبر تک ملیں گے۔ اس امید پر آپ سے وعدہ کر رہا ہوں۔ آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں۔ اگر یہ غیر متوقع صورتیں پیدا نہ ہوگئی ہوتیں تو مجھے مطلق تردد نہ ہوتا۔ گھر میں ابھی تک سلسلۂ علالت جاری ہے۔ مٹھے کے علاج سے کسی کو اطمینان نہیں۔ دوا کا استعمال زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے۔ ادھر مکان کی تکمیل ہورہی ہے۔ غالباً اگست کے آخر تک مکمل ہوجائے گا۔ یہ سب مصیبتیں تو تھیں ہی کچھ مضامین کے معاوضے کچھ ترجمے وغیرہ سے یہ کام چل جاتا تھا مگر بھائی صاحب کے تقاضوں نے صورت بہت اندیشہ ناک کر دی ہے۔ ان کے روپے ادا کرکے میں بالکل تہی دست ہوجاؤں گا۔ پریس رہ جائے گا۔ وہ چلا تو اچھا

ہے ورنہ خدا حافظ۔ عزیز سین اور چنو کامیاب ہوگئے۔ نہایت خوشی کی بات ہے۔ چنو اول ڈویژن میں آئے سبحان اللہ۔ آپ کے لڑکے خاندان روشن کردیں گے۔

اور تو کوئی تازہ حال نہیں ہے۔ ایک اور خسارے کی صورت نکل آئی مارچ میں ایک کاغذ کاٹنے کی مشین مدراس سے منگائی تھی، پانچ سو روپے بلٹی کے دیے، مال ابھی تک لاپتہ ہے۔ حالانکہ کمپنی سے لکھا پڑھی ہورہی ہے۔ پانچ مہینے سے پانچ سو روپے پھنسے ہوئے ہیں۔ مشین آجاتی تو اب تک اُس سے کچھ آمدنی ہوگئی ہوتی۔ دیکھیے مال کا پتہ لگتا ہے کہ کمپنی سے روپے ملتے ہیں۔

کیا لڑکوں کو قانون پڑھایئے گا۔ اور راستہ ہی کون سا ہے۔ یا ملازمت یا قانون۔ میں نے تو فیصلہ کیا ہے کہ اپنے لڑکے کو تھوڑا سا پڑھاکر کاروبار میں لگا دوں۔ عقل ہوگی تو یہاں بھی دولت پیدا کرلے گا۔ اور کیا عرض کروں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(263)

بنام دیانرائن نگم

22 جولائی 1924

بھائی جان، تسلیم!

بہتر ہے، کربلا نہ نکالیے۔ میرا کوئی نقصان نہیں ہے، نہ میں مفت کا خلجان سر پر لینے کو تیار ہوں۔ میں نے حضرت حسینؓ کا حال پڑھا۔ ان سے عقیدت ہوئی ان کے ذوق شہادت نے مفتون کرلیا۔ اس کا نتیجہ یہ ڈراما تھا۔ اگر مسلمانوں کو یہ بھی منظور نہیں ہے کہ کسی ہندو کے زبان و قلم سے ان کے کسی مذہبی پیشوا یا امام کی مدح سرائی ہو تو میں اس کے لیے مُصر نہیں ہوں۔ اس کارڈ کا جواب دینا تو فضول ہے۔ ہاں حضرت احسن کے نوٹ کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں کہ شیعہ حضرات یہ پسند نہیں کرسکتے کہ ان کے کسی مذہبی پیشوا کا ڈرامہ تیار کیا جائے۔ شیعہ حضرات اگر اپنے مذہبی پیشوا کی مثنوی پڑھتے ہیں،

افسانے پڑھتے ہیں، مرثیے سنتے اور پڑھتے ہیں تو انہیں ڈرامہ سے کیوں اعتراض ہو، کیا اس لیے کہ ایک ہندو نے لکھا ہے؟

تاریخ اور تاریخی ڈرامے میں فرق ہے۔ جیسا آپ خود تسلیم کرتے ہیں۔ تاریخی ڈرامہ کے خاص کیرکٹروں میں تو کوئی تغیر نہیں کرسکتا۔ مگر ثانوی کیرکٹروں کے تبدیل اور ترمیم یہاں تک کہ تخلیق میں بھی اسے آزادی ہے۔ حضرت اصغر کی عمر چھ ماہ کی تھی۔ لیکن بعض روایتوں میں چھ سال کی بھی لکھی ہوئی ہے۔ میں نے وہی روایت اختیار کی جو میرے موافقِ حال تھی۔ اگر بالفرض ایسی روایت نہ بھی ہو تو حضرت اصغر اس ڈرامہ کے کوئی خاص کیرکٹر نہیں ہیں۔

یزید کی اخلاقی حیثیت مجھ سے کہیں زیادہ پست مورخین نے دکھلائی ہے۔ میں مجبور تھا میں نے تو صرف اس کی شراب جوری اور عیش پسندی کا ذکر کیا ہے۔ شراب خور تھا بھی۔ خلفا راشدین کے بعد اور جتنے خلفاء ہوئے سب پیتے تھے۔ اور دھڑلے پیتے تھے۔ یزید کے متعلق مولانا امیر علی کیا فرماتے ہیں:۔

Yezid was both cruel and treacherous. His depraved nature knew no pity or justice. His pleasures were as degrading as his companions were low and vicious. He insulted the ministers of religion by dressing up a monkey as a learned divine and carrying the animal mounted on a beautifully caparisoned Syrian donkey. Drunken riotonsness prevailed at court......

امیر علی کو تو آپ مستند مانتے ہی ہوں گے۔ کیا میں نے یزید کو اس سے بھی زیادہ پست کردیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں حالانکہ وہ مسلمان تھا خوب دلیل ہے۔ نواب...... بھی تو مسلمان تھا۔

تاریخی حیثیت سے آپ نے ساہس راؤ کے تداخل پر اعتراض کیا ہے۔ بیشک قدیم روایات میں اس کا کوئی ذکر نہیں مگر ایک روایت ہے جو میں نے رسالہ آئینہ الہٰ آباد سے لی ہے۔ ممکن ہے وہ روایت غلط ہو لیکن اگر مان لیجیے زیب داستان ہی کے لیے لی گئی ہے تو کیا؟ ڈرامہ تاریخ تو نہیں ہے اس سے کسی تاریخی کیرکٹر پر اثر

نہیں پڑتا۔ ان کیرکٹروں کا منشا ہے۔ ہندوؤں کا حضرت حسین پر فدا ہوجانا ان کا وجود ہی اسی لیے ہوا ہے۔ یہ ڈراما تاریخی ہونے کے ساتھ پولٹیکل ہے۔

ادبی حیثیت کے متعلق آپ کے اعتراض کو بسر و چشم تسلیم کرتا ہوں۔ میں نے کبھی ادیب ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ مجھے لوگ زبردستی انشاپرداز اور سحر نگار اور الّم غلّم لکھ دیا کرتے ہیں۔ میں بات کو سیدھی طرح سیدھی زبان میں کہہ دیتا ہوں۔ رنگ آمیزی اور انشاء پردازی میں قاصر ہوں۔ اور جب ڈراما اس لیے تیار کیا گیا ہے کہ ہر خاص و عام اسے پڑھے تو زبان آرائی اور بھی بے موقع ہوجاتی ہے۔ بہرحال میں ڈراما کی اشاعت کے لیے مُصر نہیں ہوں۔ اس لیے یہ بحث ملتوی اور ختم ہوگئی۔ خواجہ حسن نظامی نے کرشن بیتی لکھی۔ ایک ہندو نقاد نے اس کی تعریف کی۔ صرف اس لیے کہ خواجہ صاحب نے کرشن سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا تھا۔ میرا بھی یہی منشا تھا۔ اگر حسن نظامی کو وہ آزادی حاصل ہے اور مجھے نہیں تو مجھے اُس کا افسوس نہیں۔

براہِ کرم اس مسودہ کو واپس فرمادیجیے۔

ہاں میں عرض کرنا بھول گیا۔ ڈرامے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک قرأت کے لیے۔ ایک اسٹیج کے لیے۔ یہ ڈراما محض پڑھنے کے لیے لکھا گیا تھا۔ کھیلنے کے لیے نہیں۔

والسلام

آپ کا، دھنپت رائے

(264)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس بنارس، 2 اگست 1924

بھائی جان، تسلیم!

لفافہ ملا۔ مشکور ہوں گا۔ میں کئی دن سے خط لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ لیکن مارے ندامت کے قلم اٹھانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ پریس نے مجھے اس قدر پریشان کر رکھا ہے کہ میں تنگ آگیا ہوں۔ وہ برا وقت تھا جب میرے سر میں یہ سودائے خام سمایا۔

آپ کی خدمت میں بقایا داروں کی یہ فہرست جو اس وقت میرے سامنے رکھی ہوئی ہے، ارسال کر رہا ہوں۔ دیکھیے میری پریشانیوں کا صحیح اندازہ آپ کر سکیں گے۔ 2272 روپے بقایا پڑے ہوئے ہیں اور اس کے وصول ہونے میں ابھی نہ جانے کتنی دیر ہے۔ ادھر مجھ پر 500 ٹائپ کے اور 400 کاغذ کے اور 200کرایہ مکان سوار ہیں۔ میں تو متفرق رقوم نہ جانے کب پاؤں گا۔ پر میرے تقاضے والے کب چین لینے دیتے ہیں۔ دو کتابیں خود شائع کیں مگر امید کے خلاف ابھی تک ایک کتاب تیار ہی نہ ہوئی۔ میں نے سوچا تھا ستمبر اکتوبر تک دونوں کتابیں تیار ہوجائیں گی بقایا وصول ہوجائے گا۔ کتابیں بک جائیں گی۔ روپے کی قلت رفع ہوجائے گی۔ مگر وہ سارے منصوبے پریشان ہوگئے۔ نہ کتابیں تیار ہوئیں نہ بقایا وصول ہوا بلکہ ہر مہینہ میں کچھ نہ کچھ بڑھتا گیا۔ ابھی کوشش کر رہا ہوں کہ کسی بک سیلر سے معاملہ کرکے یہ سب چھپی ہوئی جلدیں لاگت پر دے کر اپنے تقاضہ داروں کو ادا کردوں۔ بقایا داروں سے رفتہ رفتہ وصول ہوتا رہے گا۔ حالانکہ اس میں سے کم از کم 500 روپے Bad Debt میں چلے جائیں گے۔ ایشور جانتا ہے، میں حیلہ سازی نہیں کررہا ہوں۔ آخر حیلہ کرتا ہی کیوں۔ آپ مجھ سے دوستانہ مراسم کے طور پر تو نہیں مانگ رہے تھے۔ دراصل میں نے یہ جھنجھٹ مول لے کر اپنی جان آفت میں پھنسائی۔ نہیں تو میرے کھانے بھر کو بہت کافی تھا۔ اسی تردّد میں لٹریری کام بھی نہیں ہوتا۔ اب پریس کو بقایا سے آزاد کرنے اور بازادی کام سے مستغنی ہونے کے لیے اس فکر میں ہوں کہ روزانہ ہمدرد کی ایک ہندی ہفتہ وار نقل ہندی ہمدرد کے نام سے شائع کروں۔ مگر اس کے لیے بھی روپے کی ضرورت ہے۔ دیکھیے پرماتما کیا کرتے ہیں۔ گھر میں ابھی روزِ اول ہے۔ یہاں علاج میں سہولت نہ دیکھ کر الہٰ آباد پہنچا آیا کہ شاید شہر میں باقاعدہ علاج سے کچھ فائدہ ہو۔ لیکن آج تیسرا دن ہے الہٰ آباد سے لوٹ کر آیا ہوں۔ وہاں یہاں سے بھی بدتر حالت ہوگئی ہے۔ اب ہفتہ عشرہ میں جاکر لِوا لاؤں گا۔ جانتا ہوں کہ یہ پریشانیاں رفع ہوجائیں گی۔ کم از کم اس کی امید کرتا ہوں مگر کب یہ نہیں کہہ سکتا۔ میں الہٰ آباد گیا۔ ہندو ہوسٹل میں بھی گیا۔ رات بھر وہاں رہا بھی۔ پر سین بابو کو نہ دیکھا۔ مجھے یاد

ہی نہ رہی کہ وہ یہاں ہیں ورنہ ضرور ملتا۔

اب کربلا کی سنیے۔ اب آپ کو معلوم ہوگیا کہ میں نے ہندو عنصر جو شامل کیا تھا۔ وہ تاریخی واقعہ ہے۔ آپ اسے نکالنا شروع کریں۔ غزلیں حذف کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ میں نے حضرت حسین کی زبان سے کوئی عاشقانہ غزل کہیں نہیں ادا کرائی ہے۔ یزید کی مجلس میں غزلیں گائی گئی ہیں۔ بے موقع نہیں ہیں۔ غزلوں کا انتخاب اچھا نہیں ہوا ہے۔ تو آپ کو اختیار ہے۔ احسن صاحب کی اچھی غزلیں چنوا کر شامل کردیجیے گا۔ مگر کیا صفؔی کی یہ غزل اچھی نہیں ہے؟

صفؔی تھک کے بیٹھے دوا کرنے والے (کافی صوفیانہ
اٹھے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنے والے غزل نہیں ہے)

یا

ہاں کھُلے ساقی درِ میخانہ آج
خیر ہو بھردے مرا پیمانہ آج (اچھی نہیں ہے)

یا

شبِ وصل وہ رُوٹھ جانا کسی کا
وہ رُوٹھے کو اپنے منانا کسی کا

خیالات کی نزاکت نہ دیکھیے۔ یہ دیکھیے کہ غزل سلیس، عام فہم سلجھی ہوئی ہے یا نہیں۔ گانے کے لیے موزوں ہے یا نہیں۔ غالبؔ کی غزل یا ناسخؔ کی یا عزیزؔ کی یا چکبستؔ کی گانے کے کام کی نہیں ہوتیں۔ وہاں اضافتیں، استعارے اس قدر ہوتے ہیں کہ وہ بعید از فہم ہوجاتی ہیں۔

مرزا جعفر علی خاں صاحب نے اگر کچھ ترمیمات کی ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے ہندی سے خود ترجمہ نہیں کیا ہے۔ میرے ایک نارمل اسکول کے دوست منشی منیر حیدر صاحب قریشی ہیں۔ انھیں سے کرالیا ہے۔ اب بقیہ حصوں کا ترجمہ میں خود کروں گا تب جو خامیاں ہوں گی وہ ضرور نکال دوں گا۔ زبان کے لحاظ

سے کسی کو حرف گیری کا موقع نہ دوں گا۔ میرے احباب نے ہندی میں یہ ڈراما پڑھا ہے اور اس کی تعریف کی ہے۔ رگھوپت سہائے تو اسی پر ایک تبصرہ لکھنے والے ہیں۔ اور کیا عرض کروں بارش نہیں ہوئی۔ قحط کے آثار ہیں۔ کہرا پڑنے لگا۔ شبنم پڑنی شروع ہوگئی۔ مصیبت کا سامنا ہے۔

آپ کو ڈاکٹر اقبالؔ کا پتہ معلوم ہو تو براہِ کرم مطلع فرمایئے۔ میں ان کے کلام کا انتخاب آپ کے تبصرہ کو دیباچہ بناکر ہندی میں شائع کرنے کا ارادہ کررہا ہوں۔ یہ بھی تحریر فرمایئے کہ ان کا کلام سب کا سب کہاں ملے گا۔ کاغذ تمام ہوگیا ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(265)

بنام دشرتھ جی

بنارس، 3 ستمبر 1924

پریے دشرتھ جی، وندے!

کارڈ ملا، ضرور وجے دشمی انک نکالیے۔ میں کہانی تو نہ لکھوں گا ایک لیکھ ضرور لکھوں گا۔

رام بن‌واس تو بہت پرچلت چتر ہے۔ سیتاہرن بھی کئی بار دیا جاچکا ہے۔ مگر ایسی تو کوئی گھٹنا یاد نہیں آتی جس پر چتر نہ بن گئے ہوں۔ رام چندر اور ان کے بھائیوں کو غریب ودیارتھیوں کے ساتھ وشوامتر کے آشرم میں دکھائیں تو کیسا ہو۔ اس سے کچھ سامیہ بھاؤ پرکٹ ہوگا۔

وشیوں کے وِشے میں لیکھکوں کی ہی پسند پر چھوڑ دینا اچھا۔ انہیں باندھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو شاید اس سمے کی راجنتک ویوستھا پر لکھوں۔ یہ بھی کیا ضروری ہے کہ سب لیکھ رام چندر ہی سے سمبندھ ہوں۔ کسی بھی وِشے پر لیکھ ہونے چاہئے۔

رہے کارٹون (1) اس میں دویدھی شاسن کا اَنت، (2) ہندو مسلم کھٹ پٹ، (3)چرخہ کی بیاپکتا، (4) انگریزوں کا بھارتیہ استریوں سے دُربیوہار، (5)سول سروس والوں کی وِیتین میں ورِدّھی۔

ان میں سے جو پسند آئے کسی چترکار سے بنوائیں۔

میں نے حال میں تین کتابیں پرکاشِت کرائی ہیں۔ ان کی ایک ایک کاپی آپ کے پاس بھجوا رہا ہوں۔ کرپیا ان پر آلوچنا کر دیجیے گا۔ کیا آپ کو یہاں کچھ پُستکیں فروخت کے لئے بھجوا دوں۔

آشا ہے اُتر دیں گے۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(266)

بنام صدگروشرن اوستھی

گنیش گنج، لکھنوَ

پریے صدگروشرن اوستھی جی، وندے!

میں تو جھانسی نہ جاسکا۔ ایک پھوڑے نے بہت تنگ کر رکھا ہے۔ پھر میں بولنا نہیں جانتا، ساہتیہ کے وِشے میں نئے وِچار بھی میرے پاس نہیں ہیں جس کا پرتی پادن کرنے کے لیے جاتا۔

میں نے اپنے پتر میں اپنی رَچناؤں اور ان کے پرکاشکوں کے نام لکھے تھے جو آپ نے پوچھے تھے، پھر لکھتا ہوں۔

	پُستک	**پرکاشک**
(1)	سیت سروج، شیخ سعدی، پریم پورنیا، پریم پچیسی، سیوا سدن، پریماشرم	ہندی پُستک ایجنسی، کلکتہ
(2)	رنگ بھومی، پریم پرسون، کربلا	گنگا پُستک مالا، لکھنوَ

(3)	آزاد کتھا (دو بھاگ)، کایاکلپ، پریم تیرتھ، پریم پرتیما، غبن، پانچ پھول، پرتیکیا، گلپ رتن	سرسوتی پریس، کاشی
(4)	نو ندھی	ہندی گرنتھ رتناکر کاریالیہ، بمبئی
(5)	نرملا، پریم پرمود	چاند کاریالیہ، پریاگ
(6)	وردان	ہندی گرنتھ بھنڈار، بمبئی

میری کہانیوں کا ایک سنگرہ سپت سمن ہے جو بنارس یونیورسٹی کے دسویں دفع میں تھا۔ اس کی ایک کاپی اور پریم ترتھ کی ایک کاپی میں نے آپ کے پاس بھیجنے کو کہا ہے۔ شاید انہیں بھیجا ہو۔ باقی سب خیریت ہے۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(267)

بنام دیانرائن نگم

لکھنؤ، 30 ستمبر 1924

بھائی جان، تسلیم!

آپ کا نوازش نامہ کئی دن ہوئے ملا، مشکور ہوں۔ خوب، آپ میری شکستہ پائی کا شکوہ کرتے ہیں حالانکہ آپ کانپور سے ہلنے کا نام نہیں لیتے۔

کربلا آپ شائع کرنا شروع کردیں۔ یوں تو اس کا تمام ہونا ذرا مشکل ہے۔ ہاں جب نکلنا شروع ہوجائے گا تو جھک مار کر لکھنا پڑے گا۔ تب مزاج حیلہ ساز کو کوئی حیلہ نہ ہوگا۔

زمانہ کے لیے ایک ظرافت آمیز قصہ لکھا ہے۔ کل یا پرسوں تک بھیج دوں گا۔

ہندو مسلم فسادات کا سلسلہ جاری ہے۔ میں نے پہلے ہی پیشین گوئی کی تھی۔ وہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہورہی ہے۔ ہندو سبھا دلی میں بھی شاید سمجھوتہ نہ ہونے

دے۔ لکھنؤ میں زیادتی ہندوؤں کی طرف سے ہوئی مگر بعد کو کسی نے منہ نہیں دکھایا۔
Wit, Houmour and Fancy of Persia ذرا ایک ہفتے کے لیے میرے پاس بھیجنے کی عنایت کیجیے۔ دیکھنے کا اشتیاق ہے۔ ضرور بھیجیے۔ شاید مضمون کے لیے کوئی مسالہ مل جائے، منتظر رہوں گا۔ اور تو سب خیریت ہے۔ طلسمی خطوط بہت دلچسپ ہیں۔ طرز تحریر نہایت دل نشیں۔

نیاز مند،

دھنپت رائے

(268)

بنام شیوپوجن سہائے

لکھنؤ، 2 جنوری 1925

پریے شیوپوجن جی، وندے!

مشرا جی سے آپ کے کلکتہ میں سہ کشل رہنے کا ساچار پاکر پرسنّ ہوا۔ آپ کے چلے جانے کا دُکھ تو ضرور ہوا کیونکہ اب میں بھی یہاں دوچار مہینے رہنا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ کم خوشی کی بات نہیں کہ آپ سہ آنند ہیں۔

'پھولوں کی ڈالی' آدی آپ نے دیکھ لی ہو تو کرپیا اسے پریس میں دینے کے لیے بھیج دیں۔ اگر ابھی سماپت نہ ہوئی ہو تو سوچت کریں کہ کب تک بھیج سکیں گے، اور یدی اَوکاش نہ ہو تو کرپیا لکھیں تاکہ میں ہی ٹیڑھا سیدھا دیکھ داکھ کر الگ کروں۔ اس کشٹ کے لیے چھما پردان کیجیے۔

رنگ بھومی کے 40 فارم چھپ چکے ہیں۔

بھودیہ،

دھنپت رائے

(269)

بنام وشوپوجن سہائے

لکھنؤ، 22 فروری 1925

پریے وشوپوجن سہائے جی، وندے!

مجھے تو آپ بھول ہی گئے۔ لیجیے جس کتاب پر آپ نے کئی مہینے دماغ ریزی کی تھی وہ آپ کا احسان ادا کرتی ہوئی آپ کی خدمت میں جاتی ہے اور آپ سے بنتی کرتی ہے کہ مجھے دو چار گھنٹوں کے لیے تنہائی کا وقت دیجیے اور تب آپ میرے متعلق جو رائے قائم کریں وہ اپنی منوہر بھاشا میں کہہ دیجیے۔

میں ابھی یہیں ہوں۔ بال ونود مالا کے نکالنے کے لیے پکڑ لیا گیا ہے۔ کاش آپ ہوتے تو کیسی بہار رہتی۔ خیر اس معاملہ کے لیے اگر آپ کو کوئی چھوٹی موٹی، ہنسنے ہنسانے والی، چوہے بلی، چیل، کوّے کی کہانی لکھے تو بڑا احسان کرے۔ میں رنگ بھومی پر آپ کی آلوچنا کا بڑی بے صبری سے انتظار کروں گا۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(270)

بنام شیوپوجن سہائے

لکھنؤ، 17 مارچ، 1925

پریے شیوپوجن جی، وندے!

رنگ بھومی کی آلوچنا آپ نے اب تک نہ لکھی۔ اس کی مجھے آپ سے شکایت ہے۔ سوا اس کے اور کیا سمجھوں کہ آپ اُسے اس یوگیہ نہیں سمجھتے۔ آشا ہے اب مادھوری یا کسی انیہ پتریکا کے لیے اُوشیہ لکھیں گے۔

ایک بات اور لکھنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ یوں تو 'متوالا' میں مادھوری پر

ہتیہ دو چار چھینٹے اُڑا دیے جاتے ہیں پر اب کی ہولی کے انک میں تو اس نے سوروچی اور سبھیتا کا اَنت ہی کر دیا۔ آپ کے دیکھتے یہ انرتھ ہو اس کا مجھے دُکھ ہے۔ آپس کی تھوڑی سی چہل جس سے دل خوش ہو، بری نہیں لیکن جب یہ چہل ساہتیہ منورنجن کی سیما سے نکل کر دویش کی حد تک پہنچ جاتی ہے تو یہی کہنا پڑتا ہے کہ یہ ہندی بھاشا کا دُربھاگیہ ہے جہاں ایسے ایسے گندے، اپمان جنک، بھرشٹ لیکھ نکالنے میں سمپادکوں کو آپتّی نہیں ہوتی۔ معلوم نہیں متوالا کے پاٹھکوں کو ان لیکھوں سے کوئی وِشیش رُوچی ہے یا اس اَنوَرت پرواہ کا اور کوئی کارن ہے۔ بہرحال جوکچھ ہو یہ بات بری ہے اور اب اُس حد سے کہیں آگے بڑھ گئی ہے جسے دل لگی کہہ کر چھمیہ سمجھا جائے۔ دُلارے لال اور مادھوری کے اور سیوک کتنے ہی گئے گزرے ہوں پر وے ہندی کی کچھ نہ کچھ سیوا اَوشیہ کر رہے ہیں اور ان کے کام کی قدر نہ کرکے ہتیہ کھِلّی اڑاتے رہنا اپنے کو سُن گراہکتا سے شونیہ سِدّھ کرنا ہے۔ میں آپ کو یہ شبد اس لیے لکھنے کا ساہس کر رہا ہوں کیونکہ میں آپ کو بہت تھوڑے دنوں کا پرِیچے ہونے پر بھی، اپنا مِتر سمجھتا ہوں اور آپ کی شسٹتا اور سجّنتا کا قائل ہوں۔ اگر متوالا کی پالیسی میں آپ کو کچھ دخل ہو (اوراس کا ہمارے پاس پرمان ہے کہ ہے) تو خدا اور پرمیشور کے لیے آپ اس سلسلے کو بند کردیں اور کرا دیں۔ آپ اس آدمی کو ؟ ں نے یہ لیکھ لکھا ہے پھر متوالا میں ایسے لیکھ لکھنے کا موقع نہ دیجیے۔ اس لیکھ میں اُس نے کھلی کھلی چوٹیں کی ہیں اور یہاں کچھ لوگوں کی صلاح ہورہی ہے کہ متوالا پر اپمان کرنے کا دیوانی اور فوجداری ابھیوگ چلایا جائے۔ اگر آپس میں یہ نوبت آگئی تو کیا مزہ رہا۔ متوالا بھی حیران ہوگا، اس کا نشہ بھی ہرن ہوجائے گا اور یہاں والوں کو کافی مانسِک ویدنا ہوگی۔ میں نہیں چاہتا کہ مِتروں میں جوتیاں چلیں۔ لیکن اس کا روکنا متوالا کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ آشچریہ تو یہ ہے کہ یہاں سے کوئی اُتیجنا نہ ملنے پر بھی متوالا کو کیوں لگاتار ایک fair sex پر ایسے اشلیل آکرمن کرنے کا ساہس ہوتا ہے۔ کیا اُس میں مہیلا سمّان بالکل نہیں رہا؟

آشا ہے آپ مجھے چھما کریں گے۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے متربھاؤ سے لکھا ہے اور آپ اُسے اسی بھاؤ سے دیکھیے گا۔

آشا ہے آپ اپنے کٹمب سہت سکشل ہوں گے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(271)

بنام شیوپوجن سہائے

گنگا پستکالیہ، کاریالیہ، 30-29،
امین آباد پارک، لکھنؤ، 25 مارچ 1925

پریے شیوپوجن جی، وندے!

آپ کی مصیبتوں کی کہانی پڑھ کر دل کانپ اٹھا۔ میں بھی شیگھرا میں دو بچے کھو چکا ہوں۔ مجھے آپ کے ساتھ ہمدردی ہے اور ایشور سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو دھیریہ اور سنتوش دے۔ میں نے اگیان میں آپ کو دوشی ٹھہرایا، اس کا مجھے اَتینت کھید ہے۔ میں آپ کو وِشواس دلاتا ہوں کہ آپ کو ایک ایک اَکشر کا مجھے وِشواس ہے اور اپنی بھول کو مان لینے میں ذرا بھی سنکوچ نہیں ہے۔

دلارے لال کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ وہ ابھی تک آپ کو یاد کرتے ہیں۔ ان کی طرف سے آپ کو جو کچھ تکلیف پہنچی ہے، اس کے لیے وہ لجّت ہیں اور آپ کا سواگت کرنے کے لیے ہمیشہ تیار ہیں۔ آپ نے جو صلاح دی، وہ صلاح میں نے بھی دی تھی۔ 'اپیکچھا' کے سوائے اس اعلانیہ گالی گلوج کا کیا جواب ہوسکتا ہے؟

میں آپ کی سمّتی کا انتظار تو کر رہا ہوں، پر جب تک آپ کی چِت ّ بھانتی بھانتی شانت نہ ہوجائے آپ کو مجبور نہیں کر سکتا۔ آپ جب چاہیں لکھیں، کوئی جلدی نہیں ہے۔

'متوالا' میں 'رنگ بھومی' کی لمبی سمالوچنا نکلے گی، یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی۔ کم سے کم مجھے اپنے دوش تو معلوم ہوجائیں گے۔ مجھے زبان دانی کا دعویٰ نہ کبھی تھا اور نہ ہے، ویاکرن سے میں ویسا ہی کورا ہوں، جیسے گنجا بالوں سے، اس لیے میرے لیے تو آلوچنا کبھی شِکشا سے خالی نہیں ہوسکتی۔ کون لکھے گا اس کی مجھے چنتا نہیں۔ کوئی کہے

میں تو یہ مانتا ہوں کہ دنیا میں سیکڑوں ہی باتیں مجھے سورداس جیسے اپاہج اندھے سے سیکھنی ہیں۔ اس آلوچنا کا سواگت کرنے کو تیار ہوں۔

آشا ہے، آپ کا دل اب کچھ ہلکا ہوگا۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(272)

بنام دیانرائن نگم

گنگا پستکالیہ، لکھنؤ، 31 مارچ 1925

بھائی جان، تسلیم!

کارڈ ملا، روپیہ ابھی نہیں ملا، ان کے روپے کتابوں میں پھنس گئے ہیں۔ اس وجہ سے میری امید کے خلاف مانگنے پر نہ مل سکے۔ دو ہفتے کا وعدہ ہے۔ کیا حکام اتنے دنوں تک منتظر نہ رہ سکیں گے؟ مجھے آپ کو پھر یاددہانی کی ضرورت نہ پڑے گی، ملتے ہی بھیج دوں گا۔

جی ہاں کتابت اور چھپائی کے خیال سے میں نے اپنی دونوں کتابوں کو چھپوا لینے ہی کا ارادہ کیا ہے۔ سحر کی مثنوی بھی چھپوائے دیتا ہوں۔ ان کو پبلشر کی تلاش ہے اور پبلشر ملتا نہیں۔ چھپواکر انہیں دے دوں گا چاہے زمانہ ایجنسی کو دے دوں گا۔

اور کیا عرض کروں، بچوں کو دعا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(273)

بنام دیانرائن نگم

گنگا پستکالیہ، لکھنؤ، 20 اپریل 1925

برادرم، تسلیم!

بلاک مل گیا۔ خط بھی ملا، میں نے اسی وقت جواب بھی لکھا پر بھیج نہ سکا۔ آج

بھیج رہا ہوں۔ افسوس ہے بابو دلارے لال جی ابھی تک نہیں آئے۔ مجھے بے حد ندامت ہورہی ہے۔ مجھے امید نہیں تھی کہ وہ اتنے دن کے لیے جارہے ہیں۔ صرف چار دن میں لوٹ آنے کا وعدہ تھا۔ پر آج گئے ہوئے 16 دن ہوگئے۔ شاید دو ایک دن میں آجائیں۔ ادھر سے کاربراری (کامیابی) ہوتے ہی میں حاضر کروں گا۔ یقین ہے موقع ملا تو خود ہی لے کر آؤں گا۔

والسلام نیازمند، دھنپت رائے

(274)

بنام راجیشور بابو

گنگا پستک مالا کاریالیہ
مادھوری ستیادن وبھاگ، لکھنؤ
18 مئی 1925

پریہ راجیشور!

لیڈر میں تمھاری سالوچنا دیکھی۔ تمھاری دچھتا اور کہانی کی بناوٹ کے بارے میں سوجھ بوجھ پر آشچریہ ہوا۔ میں بہت پربھاوِت ہوا۔ کوئی بھی جانا مانا وِیکتی اس پُستک کے پَرتی اتنا نیایے کرسکتا تھا جتنا تم نے کیا ہے میں بہت ہی انوگرہیت ہوں۔

میرا یہ آشیہ نہیں تھا کہ تم کلپنا کو تیاگ دو۔ کلپنا کا تو بہت مہتو ہے۔ میرا آشیہ کیول اتنا ہی تھا کہ اگر کلپنا کے ساتھ ساتھ تمھارے انوبھو کو بھی جوڑ دیا جائے تو تمھارے لیکھن کو سجیو کر دے گا۔

تم خود دیکھوگے کہ جس چرتر کا آدھار ہر جیون پر ہے وہ یتھارتھ ہے۔ میں نکارتا نہیں کہ بہودھا میں بھی اس سے تھوڑا ہٹ جاتا ہوں۔ اور مانتا ہوں کہ یہ میرے اور تمھارے لیکھن کی کمزوری ہے۔ میں تو تمھیں ساودھان کرنے کا پریتن کر رہا ہوں 'رنگ بھومی' کے سالوچنا 'پربھا' کے مئی کے انک میں نکلی ہے۔

دعاگو، دھنپت رائے

(275)

بنام پدم سنگھ شرما

30-29، امین آباد پارک، لکھنؤ

19 مئی 1925

پریہ پدم سنگھ شرما جی، وندے!

آپ کی وِپتی کتھا سن کر آنکھوں سے آنسوں کی ندی بہہ نکلی اور مُنھ سے آہیں نکلنے لگیں۔ یہ لٹیرے جو کچھ نہ کریں، تھوڑا ہے، پر آپ کو یہ جان کر سنتوش ہونا چاہیے کہ ایسے برلے ہی مہاشیہ ہوں گے جو ان کے ہاتھوں خون کے آنسو نہ روتے ہوں۔ آپ ان کی تفتیش نہ کیجیے۔ برہما بھی ان کا پتہ نہیں لگا سکتے۔ وہ آنکھوں کے سامنے بیٹھے ہوئے بھی غائب رہتے ہیں۔ کم بخت شاید سلیمانی سرمہ لگا لیتے ہیں۔

خیر، خدمت میں 'رنگ بھومی' کا دوسرا سیٹ بھیجا جارہا ہے۔ کرپا کرکے اب بہت انتظار نہ دکھایئے گا۔ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ کی مدت کافی ہے۔

آشا ہے، آپ سُوستھ ہوں گے۔

سیوک، دھنپت رائے

(276)

بنام شیوپوجن

بنارس سٹی، 12 جون 1925

پریہ شیوپوجن سہائے جی!

دو دن سے درِ دولت پر حاضری دے رہا ہوں پر دُربھاگیہ وَش درشن نہیں ہوتے۔ اس وقت یہ کہنا ہے کہ پریکشا پرشن ولی سماپت ہوگئی۔ اس کے ٹائٹل پیج کی فکر ہے۔ ٹائٹل پر کیا لکھا جائے گا، کاغذ کیسا لگایا جائے گا، کرپیا یہ باتیں بتلا دیجیے۔ دوسری کوئی کتاب یدی دے سکیں تو پیکا خالی ہے اس میں چلا دوں۔ روپے کا بل آپ

کو دوں یا سیدھے لہریا سرائے بھیجنا ہوگا؟

آپ کا، دھنپت رائے

(277)

بنام شیوپوجن

سرسوتی پریس، کاشی، 19 جون 1925

پریہ شیوپوجن سہائے جی!

اگر وہ کتاب دیکھ چکے ہوں تو کرپیا بھیج دیں۔

لہریا سرائے والوں نے میرے پتر کا اب تک جواب نہیں دیا۔ کیا آپ ان سے لکھ کر یہ پوچھ سکیں گے کہ پریکشا پرشن ولی کے لیے کیسا کور دیا جائے گا، اور اس پر کیا لکھا جائے گا؟

کتاب تیار ہوجاتی تو چھپائی کا بل وصول ہوتا ورنہ مفت میں دیر ہوگی۔

آپ کا، دھنپت رائے

(278)

بنام دیانرائن نگم

گنگا پستک مالا، لکھنؤ، 23 جون 1925

برادرم، تسلیم!

ذرا ایک تقریب میں مرزاپور چلا گیا تھا۔ اُمید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔

بابو رگھوپتی سہائے کا یہ خط بھیجتا ہوں، انھوں نے مولانا عبدالحق صاحب کے پاس بھیجنے کے لیے میرے پاس بھیجا ہے۔ مجھے ممدوح کا پتہ نہیں معلوم ہے۔ الہ آباد یونیورسٹی میں ایک اردو پروفیسر کی جگہ ہے۔ 250 روپے ماہوار، 25سالانہ ترقی۔ رگھوپتی سہائے اس کے لیے کوشاں ہیں۔ مضمونِ خط سے معلوم ہوگا کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔

آپ برائے کرم اسی ڈاک سے اس خط کو منشی عبدالحق کی خدمت میں بھیج دیں۔ میں نے رگھوپتی سہائے سے دریافت بھی کیا تھا تو ان سے معلوم ہوا کہ انھوں نے قریب قریب سب مرحلے طے کر لیے ہیں۔ صرف معترضوں کی زبان بند کرنے کے لیے دو چار خاص مسلمان اصحاب کی سفارش درکار ہے۔

آپ خود کوشش کرنا چاہیں تو غالباً کامیابی ہو۔ آپ کانپور کب تک آتے ہیں۔ میں شاید 1 جولائی تک آؤں۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(279)

بنام دیانرائن نگم

گنگا پستک مالا، لکھنؤ، 8 جولائی 1925

بھائی جان، تسلیم!

خط ملا، مشکور ہوں۔ میں اتوار کو کانپور آؤں گا۔ اگست کے آغاز میں یہاں سے بنارس جانے کا ارادہ ہے۔ اس لیے ایک بار آپ لوگوں سے ملاقات کرلوں۔ پھر نہ جانے پھر کب ملیں۔ اتوار کو آؤں گا۔ اور اسی دن لوٹ بھی آؤں گا۔ اور باتیں اسی وقت آپ سے عرض کروں گا۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(280)

بنام دیانرائن نگم

گنگاپستک مالا، لکھنؤ، 22 جولائی 1925

بھائی جان، تسلیم!

آج مطلوبہ رقم رجسٹری سے روانہ کر دی ہے۔ رسید لکھیے گا، اور تو سب خیریت ہے۔

ہاں ذرا اپنے یہاں کی لیتھو چھپائی کا ریٹ لکھیے گا۔ شاید مجھے 'رنگ بھومی' کانپور سے چھپوانا پڑے۔ لکھنؤ سے جانے کے بعد یہاں چھپوانا مشکل ہوجائے گا۔

نیازمند، دھنپت رائے

(281)

بنام مہتاب رائے

3 اگست 1925

برادرم عزیزی،

تمھارے خط کا کئی دن سے انتظار کر رہا ہوں، مگر ابھی تک کچھ نہ معلوم ہوا کہ تم نے روپیوں کا انتظام کیا یا نہیں۔ کیا ہوجائے گا؟ کسی نے تمھیں یوں ہی حکم دیا تھا۔ میں تو 3 کو روانہ ہونے والا تھا، مگر ایک تو بنو کے پیشاب کرنے کے مقام پر سوجن ہوگئی ہے، جس سے شاید اس کا چمڑا ہٹانا پڑے گا اور اس لیے مجھے کم از کم 10 تک لگ جائیں گے۔ ادھر 10 کو میرٹھ ایک سمیلن کا پریسیڈنٹ بننا ہے۔ وہاں جانا پڑے گا۔ اس عرصہ میں غالبًا تمھارا خط آ جائے گا کہ اب تم پریس کو کس طرح چلانے کا انتظام کرنا چاہتے ہو۔ رگھوپتی سہائے کا حصہ بھی میرا ہی سمجھو، کیونکہ وہ پریس میں حصہ نہیں لینا چاہتے۔ اس طرح اب میرے 6 ہزار روپے پریس میں ہیں۔ کم از کم میرا ...... کا نقصان ہورہا ہے۔ کب تک یہ نقصان برداشت کرتا جاؤں؟ میں بڑی پس و پیش میں ہوں۔ تم نے ابھی تک نہ روپے کا انتظام کیا، نہ کوئی جگہ تلاش کی۔ کیسے کیا ہوگا؟ تمھارے لیے ماہوار مستقل آمدنی ضروری ہے، اور وہ میرے آجانے کی صورت میں ممکن نہیں۔ کیونکہ میں ہر ماہ اپنا نفع لگانے کی کوشش کروں گا۔ ابھی مجھے ٹائپ اور منگانا پڑے گا، تبھی باہر کا کام کروں گا۔اس کے لیے روپے کی فکر کرنی پڑے گی۔ بھائی صاحب بھی اب صبر نہیں کر سکتے۔ وہ بھی نفع کے منتظر ہیں اور پریس میں کام کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی حالت میں کیا کروں؟ مجھے سب سے بڑی فکر تمھاری ہے، کیونکہ میں پریس جاکر تمھارے انتظام میں دخل دینا بھی نہیں چاہتا۔ اس

پر ایک پروف ریڈر رکھنے کی سخت ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔ اگر میرے پاس اس وقت کافی روپے ہوتے تو میں تمھیں ضرور دے دیتا۔ لیکن مجبور ہوں یہ بھی ڈر ہے کہ تم نے اور روپے قرض لے کر بھائی بلدیولال کا حصہ بھی لے لیا لیکن حصہ لے لینے ہی سے تو پریس نفع نہیں دینے لگے گا، تاوقتیکہ انتظام، سامان، کام، صحت سبھی باتوں میں ترقی ہوگی اگر اس حالت میں بھی نفع نہ ہو تو تمھیں اور بھی زیادہ زیرباری ہوجائے گی۔ میں تو تمھیں یہ صلاح دوں گا کہ اگر کلکتے میں کوئی گنجائش نکل سکے تو چلے جاؤ۔ تنخواہ اگر 100 روپے ملے تو مضائقہ نہیں۔ میری طرف سے اس بات کا مطلق اندیشہ نہ کرو کہ میں اپنے لیے تنخواہ رکھ لوں گا اور تم لوگوں کو نفع نہ دوں گا۔ جو کچھ نفع ہوگا اسے میں حصہ وار تقسیم کر دوں گا۔ مجھے امید ہے کہ میرے آنے کے وقت تک تم حساب صحیح کر رکھوگے۔ اور کیا لکھوں!

میری سمجھ میں یہی ایک انتظام آتا ہے کہ یا تو تم پریس کا ٹھیکہ لو یا میں ٹھیکہ لوں۔ بس، اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں نظر آتی اور ٹھیکہ کی رقم ماہوار پر طے ہوجائے۔

تمھارا، دھنپت رائے

(282)

بنام دیانرائن نگم

گنگا پستک مالا، لکھنؤ، 5 اگست 1925

بھائی جان، تسلیم!

میں نے آپ کے خط کا جواب نہیں دیا۔ اس خیال سے کہ شاید ابھی آپ حمیرپور سے لوٹے نہ ہوں۔ میں یہاں سے 4 کو بنارس جانے والا تھا لیکن کئی وجوہ سے ارادہ ملتوی کر دینا پڑا۔ اب 15 کو جاؤں گا۔ مجھے 10 کو میرٹھ میں ایک جلسہ میں شریک ہونا ہے۔ وہاں سے لوٹتا ہوا ایک دن کے لیے کانپور بھی ٹھہروں گا۔ تب باتیں ہوں گی۔ اس دن آپ کی نگم سبھا کے باعث نہ ہو سکی۔

پنجاب کا ایک پبلشر میری کہانی کا مجموعہ شائع کرنا چاہتا ہے مجھے یاد نہیں آتا کہ پریم بتیسی کے بعد میری کون کون کہانیاں کہاں کہاں شائع ہوئیں۔ چند کہانیاں تو لاہور کے ہزار داستاں میں نکلی تھیں۔ ایک ہمایوں میں شائع ہوئی تھی۔ ایک ہمدرد میں حال میں نکلی جو مجھے یاد ہے۔ ممکن ہے ایک آدھ اور نکلی ہوں جس کی مجھے اس وقت یاد نہیں۔ شاید نوبہار والوں نے دو کا ترجمہ کیا تھا۔ پنجابی اخباروں نے بھی ممکن ہے کچھ کہانیوں کے ترجمے کر ڈالے ہوں۔ کیا آپ اس مجموعے پریشان کے جمع کرنے میں میری کچھ مدد کرسکتے ہیں؟ ہزار داستاں کا فائل مکمل آپ کے یہاں ہے؟ ہمایوں ہے؟ ہمدرد بھی ہے یا نہیں؟ آزاد میں تو کوئی کہانی نہیں نکلی؟ براہ کرم اس کا جواب مجھے جلد دیجیے تاکہ واپسی میں میں ایک کام یہ بھی پورا کرلوں۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(283)

بنام شیوپوجن جی

لکھنؤ، 6 اگست 1925

پریہ شیوپوجن جی!

کرپیا پتر ملا۔ آپ اُپنیاس 'ترنگ' نکالنے جارہے ہیں، یہ جان کر خوشی ہوئی۔ اس وقت تو مرنے کی بھی فرصت نہیں ہے، لیکن لکھوں گا ضرور، ذرا اَوکاش مل جائے تو۔

آپ کی پتنی کی بیماری کا حال سن کر بہت دکھ ہوا۔ اس کے پہلے پتروں میں بھی یہ سماچار پڑھ کر چت دُکھی ہوتا تھا۔ آپ ہی ایسے دل کے مضبوط ہیں کہ اتنی کشٹ اور دھکے سہہ کر بھی اپنا کام کیے جاتے ہیں۔ میں تو کب کا کندھا ڈال چکا ہوتا۔ سجنوں کو ان کی سجنتا کا یہی پُرسکار ملتا ہے۔

میں بھی 15 اگست تک بنارس چلا آؤں گا اور تب لکھنے کا اَوکاش ملے گا۔

اور تو سب کُشل ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(284)

بنام دیانرائن نگم

لکھنؤ، پہلا ہفتہ اگست 1925

حضرت سحر کو میں نے 200 دینا طے کرلیا۔ وہ راضی بھی ہوگئے۔ مثنوی کی اشاعت میں 110 روپے خرچ ہوچکے۔ بقیہ 90 روپے انھیں اور دینا ہے۔ اگر وہ راضی ہوں تو گوشۂ عافیت بھی ان سے پورا کروا لوں گا اور کچھ نئی کہانیوں کا ترجمہ بھی۔ پنجاب میں سب کھپ جائیں گی اور کچھ نہ کچھ دے مریں گی۔

بابو رام سرن کی طبیعت اب کیسی ہے؟ لڑکے تو الہ آباد چلے گئے ہوں گے۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(285)

بنام دیانرائن نگم

گنگا پستک مالا، لکھنؤ

غالباً پہلا ہفتہ اگست 1925

برادرم، تسلیم!

کارڈ ملا، مشکور ہوں۔ درس کا ہندی ترجمہ کر لوں تو بھیجوں۔ ابھی تین چار دن کی کسر ہے۔

حضرت سحر نے 'رنگ بھومی' کا اردو ترجمہ کر دیا، مگر معاوضہ ہندی سپتاہ پر۔ فی صفحہ مانگتے ہیں، یعنی کل 465 روپے۔ مجھے کل کتاب کے 600 روپے مل جائیں گے تو میں سمجھوں گا میں نے تیر مارا۔ آپ 465 خود ہی مانگ رہے ہیں بتائیے ہے نہ سادہ لوحی کی بات۔ میں نے لکھ دیا ہے کہ آپ خود کتاب کسی پبلشر کو دے کر مجھے 300 روپے دلوا دیں اور آپ باقی سب لے جائیں، میں راضی ہوں۔دوسری شرط میں نے چھپے

ہوئے اردو صفحات پر 1 فی صفحہ رکھی ہے۔ اور تیسری شرط یہ کہ پبلشر سے جو کچھ ملے اس کا 2/5 آپ کا اور 3/5 میرا۔ بتلائیے میں نے زیادتی کی ہے؟ اگر آپ کو اس میں میری طرف سے زیادتی معلوم ہوتی ہو تو صاف لکھیے گا۔ شاید وہ آپ سے پوچھیں۔ اردو بازارِ قلم کی حالت دیکھ کر 150 روپے برا معاوضہ نہیں ہے۔ اور یہ میں خوشی سے دینے پر تیار ہوں۔ ان کے زیادہ سے زیادہ تین مہینے صرف ہوئے ہوں گے۔ 3-4 گھنٹے روز کام کر کے اگر 150 روپے ملتے ہیں تو کیا کم ہے۔ مگر وہ نہ جانے کس خیال میں ہیں۔ میں اگر 465 روپے انھیں دوں تو مجھے کچھ نہ ملے گا۔ اگر وہ آپ سے پوچھیں تو ذرا سمجھا دیجیے گا۔ میں نے محرم کے بعد بنارس جانا طے کیا ہے۔

والسلام نیازمند، دھنپت رائے

(286)

بنام مہتاب رائے

گنگا پستک مالا، لکھنؤ، 10 اگست 1925

برادرم سلمہ!

بعد دعا۔ تم نے میرے خط کا ابھی تک جواب نہ دیا۔ میں نے یہاں سے چلنے کی انتظاری میں دھوبی کو کپڑے دینا بند کر دیے، آٹا بازار سے منگواتا ہوں کہ زیادہ پس جائے گا تو کیا ہوگا۔ دھنو کا نام نہیں لکھایا اور تم میرے خطوں کا جواب ہی نہیں دیتے۔ آخر تم نے کیا فیصلہ کیا۔ کس طرح کام چلانا چاہتے ہو۔ میں نے کئی صورتیں لکھیں تم نے ایک بھی نہ پسند کی۔ آخری صورت میں نے یہ لکھی کہ ٹھیکے کا انتظام کرو، یا تم ٹھیکہ لو یا میں۔ روپیہ سیکڑا ماہوار سود، چار روپے سیکڑا سالانہ گھسائی۔ اس شرط پر اگر ٹھیکہ لے کر کام کرنا چاہو تو کرو ورنہ کوئی دوسری صورت بتاؤ جس سے کسی کا نقصان نہ ہو۔ میں اسی شرط پر ٹھیکے پر کام کرنے پر تیار ہوں۔ اگر تم ٹھیکہ لوگے تو میں لکھنؤ سے اپنا سلسلہ نہ توڑوں گا۔ تم نہ ٹھیکہ لوگے تو خود آکر کام کروں گا۔ جواب میں دیر نہ کرو۔ ابھی گزشتہ سال کا حساب دینا ہے۔ وہ سب تم نے

تیار کیا یا نہیں۔ واپسی ڈاک خط لکھو۔ لینا منظور ہو تو صاف صاف لکھ دو، نہ لے سکتے ہو تو صاف صاف لکھ دو۔ اس طرح دو سال گول مال کرتے ہوگیا۔ کب تک نقصان اٹھایا جائے۔ جب تم نفع نہیں حاصل کر سکتے تو خواہ مخواہ ہم لوگوں کو کیوں زیر بار کرتے ہو، ہاں، ٹھیکے کا حساب ماہوار کرنا پڑے گا۔

میں کئی دن سے چارپائی پر ہوں۔ پیر میں پھوڑا نکل آیا ہے۔ کل نشتر دلایا ہے۔ اٹھ بیٹھ نہیں سکتا ہوں، لیٹے لیٹے خط لکھتا ہوں۔

امید ہے کہ اب جلد جواب دوگے جس میں پہلی ستمبر سے بنارس کا انتظام ہو جائے ورنہ مجبوراً مجھے پریس بند کرنا پڑے گا۔ زیادہ دعا۔ امید ہے کہ تم لوگ اچھی طرح ہوگے۔

تمھارا، دھنپت رائے

(287)
بنام دیانرائن نگم

گنگا پستک مالا، لکھنؤ، 12 اگست 1925

بھائی جان، تسلیم!

میں واپس نہ بھیج سکا۔ سبب یہ کہ 5 تاریخ سے پیر میں لچک پڑ گئی۔ چار دن سخت درد اور جلن اور ٹیس تھی۔ پانچویں دن ڈاکٹر سے نشتر لیا۔ داہنے پاؤں کو آدھی ایڑی کا چمڑا کاٹ دیا گیا۔ اب دو دن سے تکلیف تو بہت کم ہے لیکن اٹھنے بیٹھنے کام کرنے سے مجبور ہوں۔ اسے اثنا میں سوراجیہ پارٹی کے لوگ وہی ردی مسودہ اٹھا لے گئے اور کاتب سے بھی لکھوا لیا۔ اگر میں سمجھتا کہ کتاب پڑھ لے گا تو پہلے آپ ہی کے پاس بھیج دیتا۔ میں تو سمجھتا تھا شاید میرے سوا اور کوئی پڑھ ہی نہ سکے گا۔ لیکن یہ کاتب صاحب ہوشیار معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے کاپی دیکھی، غلطیاں کم نکلیں۔ خیر، اب تو پمفلٹ ہی کی ایک کاپی بھیجوں گا۔ 4 کو یہاں سے جانے کا ارادہ تھا لیکن اب شاید پندرہ دن تک نہ جاسکوں گا۔ مثنوی سحر چھپ کر رکھی ہوئی ہے۔ ذرا طبیعت اچھی

ہو تو آپ کے پاس بھیج دوں۔ اب کی استدعا ہے کہ کمیشن 25 فیصدی لیا جائے۔ خود بیچارے نہیں کہہ سکتے۔ آپ شاید ان کی اتنی بات مان لیں گے۔ رنگ بھومی کا تصفیہ دو سو پر کر دیا۔ اب ارادہ ہے گوشہ عافیت بھی بھیج دوں۔ ختم ہوجائے۔ میرے ختم کیے نہ ہوگی۔ دارالاشاعت چھاپنے کو تیار ہے۔ سو روپے اس کتاب پر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اور تو کوئی تازہ حال نہیں۔ امید ہے آپ واپس آگئے ہوں گے۔ خط لکھیے گا۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(288)

بنام دیانرائن نگم

گنگا پستک مالا، لکھنؤ، 22 اگست 1925

بھائی جان، تسلیم!

آپ کا کارڈ ملا، اب زخم پُر ہوگیا مگر ابھی تک چلنے پھرنے سے مجبور ہوں۔ جی تو میرا بھی چاہتا ہے کہ بنارس جانے سے قبل ایک روز کانپور آ جاؤں۔ دیکھا چاہیے۔ یہاں پریم بتیسی حصہ دوم رکھی ہوئی تھی۔ کوئی اٹھا لے گیا۔ اگر آپ اتنی عنایت کریں کہ حصہ دوم کو مضامین کی فہرست نقل کروا کے بھیج دیں تو عین احسان ہو۔ میں کچھ ہندی کہانیوں کا ترجمہ کرکے پنجاب کے ایک پبلشر پنڈی داس کو بھیجنا چاہتا ہوں۔ ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مضامین نہ آجائیں جو حصہ دوم میں نکل چکے ہیں۔ حصہ اول میرے پاس موجود ہے صرف جلد دوم کے مضامین کی فہرست کی ضرورت ہے۔ پرسوں تک مجھے فہرست مل جائے گی تو میں اقبال ورما صاحب کو مضامین کی فہرست لکھ بھیجوں گا۔ جو اردو میں ہوئے ہیں۔ مثنوی بھی بھیجنی ہے۔ ذرا پیر کام کرنے لگے تو بھیجوں۔

والسلام

نیاز مند، دھنپت رائے

(289)
بنام دیانرائن نگم

لکھنؤ، 25 اگست 1925

بھائی جان، تسلیم!

سیر درویش کا ترجمہ عنقریب ختم ہونے والا ہے۔ تب اسے واپس کر دوں گا۔ اب سوزِ وطن کی ضرورت ہے۔ اس میں دو تین کہانیاں لے لوں گا۔ برائے کرم سوزِ وطن کا ایک کاپی بھجوا دیجیے۔ جتنی جلد ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے۔ دسمبر کے پہلے یہ مجموعہ پریس سے نکال دوں گا۔ اس کا نام ہوگا 'پریم پرسون' (پریم کا پھول) پچیس کہانیوں کا ایک علاحدہ مجموعہ کلکتے سے بھی نکل رہا ہے، جو ہندی کی پریم پچیسی ہوگی۔

آج کل Anatole France کا ایک قصہ ہندی میں ترجمہ کر رہا ہوں، اور میرے ہی پریس میں چھپ بھی رہا ہے۔

خیریت مزاج سے متعلق فرمایئے گا۔ اور سب خیریت ہے۔

غالبًا مکرر یاددہانی کی تکلیف آپ اٹھانا پسند نہ کریں گے۔ کیونکہ آج کے پانچویں دن میں پھر سوزِ وطن کے لیے حاضر خدمت ہوں گا۔ اسی کے تین قصے کی کمی ہے۔

نیازمند، دھنپت رائے

(290)
بنام دیانرائن نگم

گنگا پستک مالا کاریالیہ، 30-29 امین آباد پارک لکھنؤ

30 اگست 1925

بھائی جان! تسلیم

کارڈ ملا، میں تو اب لنگڑا لنگڑا کر چل رہا ہوں۔ مگر آپ بخار میں مبتلا ہوگئے اب تو میں کل روانہ ہوا جاتا ہوں۔ ایشور نے چاہا تو دسمبر میں اطمینان سے ملاقات ہوگی۔

حضرت سحر کی کتابیں پارسل سے روانہ کردی ہیں۔ بیرنگ پارسل ہے۔ انھوں نے کچھ غلطیاں نکالی ہیں غلط نامہ لگوانا چاہتے ہیں۔ مجھے فضول معلوم ہوتا ہے لیکن اگر

انھوں نے اصرار کیا تو ایک غلط نامہ لکھوانا ہی پڑے گا۔ اس کی فہرست میں یہیں سے آپ کے پاس بھجوا دوں گا۔ آپ اس کی قیمت کتاب کی بکری میں سے وضع فرما لیجیے گا۔ اور سب خیریت ہے۔

نیازمند، دھنپت رائے

(291)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، مدھمیشوری، کاشی

5 دسمبر 1925

برادرم، تسلیم!

میں 1 کو لکھنؤ سے بخیریت پہنچ گیا۔ آپ کا خط اور مضامین کی فہرست مجھے لکھنؤ میں مل گئی تھی۔

اب ایک اور تکلیف آپ کو دینا چاہتا ہوں۔ میرا وہ زمانہ جس میں شطرنج کے کھلاڑی شائع ہوا تھا گم ہوگیا ہے۔ براہِ کرم وہ نمبر میرے پاس پھر سے بھجوا دیجیے، عین نوازش ہوگی۔ میں اپنی مطبوعہ آزاد کہانیوں کا مجموعہ تیار کر رہا ہوں۔ امید ہے مثنویٔ سحر پہنچ گئی ہوگی۔

اور سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(292)

بنام دیانرائن نگم

گنگا پستک مالا کاریالیہ، لکھنؤ، 1925ء

بھائی جان، تسلیم!

دونوں مضامین دیکھے۔ ان کے متعلق کیا عرض کروں پنڈت مادھورام صاحب کو شکایت ہے کہ میں نے اصلاحی کہانیاں نہیں لکھیں اور اکثر دیگر احباب کو شکایت ہے

کہ اصلاحی مقاصد قصوں کو خراب کرتے ہیں۔ میرے نصف سے زیادہ قصے کسی نہ کسی تمدنی معاملہ سے متعلق ہیں۔ بازارِ حسن، پریم آشرم، رنگ بھوم، کوئی بھی اصلاح سے خالی نہیں۔ مگر آپ مضمون شائع کرسکتے ہیں۔ دوسرا مضمون معلوم نہیں کس کا لکھا ہے۔ مگر کوئی لکھنوی صاحب ہیں۔ اعتراض ان کے بالکل ٹھیک ہیں۔ لیکن انھوں نے قصے کا اصلی منشانہ سمجھ کر ان جزئیات سے بحث کی ہے جن پر روشنی ڈالنا میرا ارادہ نہ تھا۔ دیکھنے کی بات صرف اتنی ہے کہ اس وقت لکھنؤ روسا کی یہ Mentility تھی یا نہیں۔ جس کا میں نے ذکر کیا ہے بس اسے بھی آپ شائع کرسکتے ہیں۔ دلارے لال آج دو ہفتہ سے آگرہ گیا ہوا ہے۔ 4 کو گیا تھا۔ اسی دن شاید میں نے آپ کو خط بھی لکھ دیا تھا لیکن اب تک امید کے خلاف واپس نہیں آیا۔ مجھے کامل امید ہے کہ تین چار روز کے اندر وہ آجائے گا اور میں اپنے وعدہ کو پورا کرسکوں گا۔

سولن چلنے کی بابت۔ میں جب کبھی اس قسم کا ارادہ کرتا ہوں تو مجھے فوراً گھر والوں کا خیال آتا ہے کہ میں تو وہاں تفریح کروں اور یہ بیچارے یہاں پڑے سڑا کریں۔ تبدیلی کی ضرورت کس کو نہیں محسوس ہوتی؟ لیکن جو خود مختار ہیں وہ اپنا ارادہ پورا کرلیتے ہیں جو محتاج ہیں وہ دل میں سوچ کر رہ جاتے ہیں۔ اسی خیال سے رُک جاتا ہوں۔ کنبے بھر کو لے کر جانا مشکل۔ اس لیے یہیں پڑا رہوں گا خس کا ایک پردہ اور دو تین پیسے کا روزانہ برف موسم کی تکلیف کے لیے کافی ہے۔ اور کیا عرض کروں۔ سب خیریت ہے۔ بچوں کو دُعا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(293)

بنام دیانرائن نگم

جگہ معلوم نہیں قیاساً لکھنؤ، اگست 1925

بھائی جان، تسلیم!

کربلا ختم ہے۔ کل آپ کے دو کارڈ ساتھ ہی ملے۔ سیتاپور سے واپس آکر فوراً خط لکھیے گا۔ قصہ بھی لکھ رہا ہوں۔ فوٹو بھی کھنچواؤں گا۔ بلاک بننے میں دیر لگے گی۔

16 کی رات کی گاڑی سے جانے کا ارادہ ہے۔ اگر آپ اس دن جاتے ہوں تو کیوں نہ میں بھی کانپور آجاؤں۔ ساتھ ہی ساتھ چلیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(294)

بنام مہتاب رائے

6 ستمبر 1925

ڈیر چھوٹک!

(1) مجھے یاد آتا ہے میں نے تمھیں صاف لکھ دیا تھا کہ میں آٹھ آنے سیکڑا تمھیں اس وقت تک دیتا رہوں گا جب تک تمھیں روپے نہ ادا کروں گا۔ اس میں مجھے کوئی عذر نہیں، حالانکہ یہ تمھارے ساتھ رعایت ہے اور میں خسارہ میں رہوں گا۔

(2) اگر تمھارے پاس روپے ہوں تو تم کوئی تاریخ مقرر کر دو جس کے اندر تم، بھائی صاحب اور رگھوپتی سہائے کے ایک ہزار روپے لوٹا دوگے تو مجھے کوئی عذر نہیں ہے۔ میں بھائی صاحب کی طرف سے روپے لینے سے انکار کرنے والا کون ہوں۔ اگر وہ لیتے ہیں تو تم دے دو۔ ہم اور تم آدھے آدھے کے حصہ دار ہو جائیں۔ مجھے اس میں بھی کوئی عذر نہیں ہے، لیکن روپے کا انتظام کب تک ہوگا، اس کی کوئی تاریخ بتلا دو۔ میں سال چھ مہینے اس کے لیے منتظر نہ رہوں گا۔ زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کی مہلت دے سکتا ہوں۔

(3)ہم اور تم حصہ دار ہو جائیں گے اس وقت تمھیں کسی ملازم کے رکھنے نہ رکھنے کا اختیار بغیر میری رضامندی کے نہ ہوگا۔

(4) اس وقت اخبار میں جو نقصان ہوا ہے اس کے ذمہ دار تم ہو، کیونکہ تم نے مجھ سے اس بارے میں کوئی صلاح نہیں لی۔ مجھے اس کے نفع نقصان سے کوئی مطلب نہیں۔

(5) تمھیں شکایت ہے کہ میں نے پبلشنگ کا کام نہیں کیا۔ کیوں یہ شکایت ہے؟ 'من مودک' نکلی۔ اس کا کیا انجام ہوا؟ ایک کتاب کا اشتہار دیا ہے۔ چار کتابیں تم نے میری چھاپیں، مگر چاروں ردی جو ابھی تک پڑی سڑ رہی ہیں اور جس کے باعث میں کافی بدنام ہوں۔ ایسی حالت میں میں کیا پبلشنگ کرتا۔ روپے مٹی میں مل جاتے۔ اس کا قصور بھی تمھارے ہی سر ہے۔

(6) اور کوئی شکایت یا اعتراض تمھیں ہو تو اس کو بھی دور کردوں۔ میں تمھارا دشمن نہیں ہوں۔ تمھیں نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔ صرف چاہتا ہوں کہ کام نفع کے ساتھ چلے۔

تمھارا، دھنپت رائے

(295)

بنام مہتاب رائے

جگہ اور تاریخ پتہ نہیں

قیاساً کاشی، ستمبر 1925

بھارگو کل آئے تھے۔ ایک کتاب جو ورما جی کی رکھی ہوئی پڑی تھی، میرے سے لے لی۔ بھارگو نے کاغذ بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ وہ لکھا پڑھی کے لیے 8 آنا کے کاغذ پر لکھنے کو بھی کہتے تھے۔ اب مجھے دلارے لال بھارگو نے پھر بلایا ہے۔ وہ اتوار کو انھیں ملا تھا۔ وہاں بھی کچھ نہ کچھ کام ملنے کی امید ہے سامان آنے کے بعد اور دوڑدھوپ کر کے کام لاؤں گا۔ تم اچھا کام دوگے۔ اتنا ہی اچھا جتنا اور لوگ دیتے ہیں تو کوئی دقت نہ ہوگی۔ میں نے ایک مہینے میں کوئی کام لینے کی کوشش ہی نہیں کی اور اب بھی ورما جی کی کتاب پریس میں دیتے ڈر رہا ہوں۔ کسی طرح وقت ٹال رہا ہوں۔ بدنامی کا خیال تھا ورنا میں نے دو مہینے کے لیے پریس کو بند کر دینے کا ارادہ کیا تھا۔ بہاری لال ٹائپ ...... پرانے ٹائپ بھیج دیتے ہیں۔ ترجمہ کا کام کیوں نہیں کرتے؟ کوئی بنگلہ کتاب لے لو یا انگریزی کتاب لے لو۔ میں تو بنگلہ نہیں جانتا انگریزی بھی کہاں جانوں۔

تمھیں کون سی کتاب زیادہ آسان معلوم ہوگی؟ کوئی کر کے مجھے دو اور میں اس کے چھپنے کا انتظام کروں۔ تم البتہ کہہ سکتے ہو آؤ گھر میں بیٹھے رہنے سے وصول تو کوئی ...... اگر روپے جلد ہی وصول ہوجائیں تو کچھ نہ کچھ مل ہی جائے گا۔ بہرحال یہ تو مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ اور لوگ کام کا مستقل بندوبست کر لیں یا کھانا پکاکر رکھ دیں تو تم کھانے وقت پہنچ جاؤگے۔ کچھ لکڑی پانی ایندھن تم بھی جمع کرو۔ پھر...... تمھاری خوشی جب سارا کچھ انتظام ہوگیا اور میں خوب پریشان ہوکر مستقل انتظام کر ہی چکا تو پھر تم جاکر کچھ کروگے۔ ہاں اگر تم سے بہتر مام..........

تمھارا، دھنپت رائے

(296)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 2 فروری 1926

برادرم، تسلیم!

کارڈ ملا، کربلا کا ایک سین فوراً لکھ بھیجتا ہوں۔ عجلت کے خیال سے اور زیادہ نہ لکھا۔ دو چار روز میں اور ایک دو بھیج دوں گا۔

ابھی تو کچھ معلوم نہیں ہوا کہ الہ آباد میں کب طلبی ہوگی۔ نام تو بڑے بڑے ہیں۔ غیر سرکاری آدمیوں میں تو شاید چار پانچ آدمیوں سے زیادہ نہیں۔ اور لوگ کسی نہ کسی طرح سرکار سے وابستہ ہیں۔

اور تو سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(297)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 27 مارچ 1926

بھائی جان، تسلیم!

مدت سے آپ نے نہ کوئی خط لکھا اور نہ میں نے ہی۔ اس لیے شکایت کا موقع

نہیں۔ امید ہے کہ آپ مع عیال اچھی طرح ہیں۔ ذرا کوئی خط بھیج کر مطمئن فرمایئے۔ میرا ارادہ ہورہا ہے کہ اپنے سوانحی مضامین کا ہندی ترجمہ شائع کروں۔ قریباً بیس سوانح عمریاں میں نے 'زمانہ' ہی میں لکھی ہیں۔ میرے پاس زمانہ کا کوئی فائل نہیں۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ آپ میرے پاس ایک ایک جلد بھیجتے جائیں اور میں اس کا ترجمہ کراکے لوٹاتا جاؤں۔ یا ایک دوسری صورت یہ ہے کہ جگموہن جی دکشت سے کہہ دوں وہ آپ کے یہاں سے فائل لے کر مضامین کا ترجمہ کرکے میرے پاس بھیجتے جائیں اگر وہ آمادہ نہ ہوئے تو پھر آپ کو فائلیں مجھے عاریتاً دینی پڑیں گی۔

اور سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(298)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 31 مارچ 1926

بھائی جان، تسلیم!

کارڈ ملا منشی شیونرائن صاحب کی وفات کی خبر سن کر افسوس ہوا۔ پرماتما انھیں جنت نصیب کرے۔ کئی دن ہوئے ایک خط لکھ چکا ہوں۔ یہاں کے حالات معلوم ہوئے ہوں گے۔ بھابھی صاحبہ کی طویل علالت کی خبر پڑھ کر بھی رنج ہوا۔ شکر ہے کہ اب انھیں صحت ہے۔ میں تو سابق دستور کام کرتا چلا جارہا ہوں۔ پریس کی حالت خراب تھی، اب کچھ روبہ اصلاح ہے۔ ابھی تک شہر میں مقیم ہونے کی صورت نہیں نکلی۔ اب جون کے بعد ہی مکان لوں گا۔ لڑکے کی خواندگی کا سوال نہ ہوتا تو میں روزانہ آیا جایا کرتا۔ زمانہ کے لیے کچھ نہیں لکھ سکا۔ اس کی معافی چاہتا ہوں۔ اردو میں کوئی پرسان حال تو ہے نہیں، اپنے دو ناولوں کے ترجمے دارالاشاعت پنجاب کو دیے۔ ابھی کچھ طے نہیں ہوا۔ اور منشی اقبال ورما صاحب مارے تقاضے کے ناک میں دم کیے ہوئے ہیں حالانکہ ایک سو پچاس دے چکا ہوں۔ لیکن ابھی انھیں اتنا ہی اور

دینا ہے۔ ان دونوں کتابوں کی اشاعت پر ہی خرچ وصول ہوگا۔ اور کیا عرض کروں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(299)
بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 17 جولائی 1926

بھائی جان، تسلیم!

کارڈ کے لیے مشکور ہوں۔ میرے حالات نوٹ کرلیں، تاریخ پیدائش 1937 ہے۔ باپ کا نام منشی عجائب لال سکونت موضع مڈھوا ملہی۔ متصل پانڈے پور۔ بنارس ابتدأ آٹھ سال فارسی پڑھی پھر انگریزی شروع کی۔ بنارس کے کالجیٹ اسکول سے انٹرنس پاس کیا۔ والد کا انتقال پندرہ سال کی عمر میں ہوگیا۔ والدہ ساتویں سال گزر چکی تھیں۔ پھر تعلیم کے صیغے میں ملازمت کی۔ 1901ء سے لٹریری زندگی شروع کی۔ رسالہ زمانہ میں لکھتا رہا۔ کئی سال تک متفرق مضامین لکھے۔ 1904 میں ایک ہندی ناول پریما لکھ کر انڈین پریس سے شائع کرایا۔ 1912 میں جلوۂ ایثار اور 1918 میں بازارِ حسن لکھا۔ ہندی میں سیواسدن، پریم آشرم، رنگ بھوم، کایاکلپ چاروں ناول دو دو سال کے وقفہ کے بعد نکلے۔ ان کے اردو ترجے عنقریب شائع ہوں گے۔ کہانیوں کے مجموعے پریم پچیسی، پریم بتیسی اردو میں نکلے۔ ہندی میں بھی کئی مجموعے شائع ہوئے۔ 1920 میں ملازمت سے کنارہ کش ہوگیا جب سے خانہ نشین ہوں۔ باقی امور آپ کو خود ہی معلوم ہیں۔

کربلا آپ نکال رہے ہیں۔ میں اس کے آگے کے حصے جلد ہی بھیج دوں گا۔ اردو کی تاریخ کے ترجمہ کے متعلق کیا عرض کروں۔ اس میں آپ کا فیصلہ میرے فیصلے سے بہتر ہوگا۔ اگر 'زمانہ' کی تقطیع کے صفحات ہیں تو دو روپے فی صفحہ اجرت کسی طرح زیادہ نہیں۔ اس سے کم میں ترجمہ کرنا میرے حق میں نقصان کا باعث ہوگا۔ اگر منظور فرمائیں تو میرے پاس مسودہ بھیج دیں۔ اپنا ناول جاڑوں میں شروع کروں گا۔ برسات میں ترجمہ ختم کر ڈالوں۔

اور سب خیریت ہے، الیکشن کا کام مجھے تو نہیں ملا نہ ملنے کی فکر مگر اب دیکھتا ہوں کہاں مل سکتا ہے۔ بارش معمولی ہے۔ گرمی بھی کچھ کم ہوگئی۔

بچے اچھی طرح ہیں۔ آپ بار بار مجھے بلاتے ہیں۔ ایک دفعہ بنارس کی ہوا کھائیے۔ میں بہت جلد آجاؤں گا۔ موقعہ ملا تو ہفتہ عشرہ میں آپ مجھے کانپور میں دیکھیں گے۔ بچوں کو دعا۔ خدارا کچھ نوین وغیرہ کا حال بھی لکھ دیا کیجیے۔ آپ کے باعث مجھے ان لوگوں کا حال چال جاننے کی بھی فکر رہا کرتی ہے۔ مثلاً بابو رام سرن کا ذکر آپ مطلق نہیں کرتے۔ سیٹھ کے حالات سے مجھے بھی کچھ انٹرسٹ ہے۔ یہ حضرات مجھے بھول گئے ہیں۔ لیکن مجھے تو ان کی یاد آیا کرتی ہے۔ والسلام،

آپ کا، دھنپت رائے

(300)

بنام متوالاجی

گائے گھاٹ، بنارس، 26 اگست 1926

پریہ متوالاجی!

اس سے پہلے بھی آپ اِس غریب پر دو ایک بار عنایت کر چکے ہیں۔ وہ زخم ابھی ہرا ہے لیکن یہاں ان لوگوں میں ہیں جنھیں تیغ قاتل کے تلے تڑپنے میں ہی مزہ آتا ہے، تیر نگاہ سے جنھیں تسکین نہیں ہوتی۔ اپنے دل کے دونوں ٹکڑے (1) کایا کلپ اور (2) پریم پرتیما لیے ہوئے حاضر ہوتا ہوں۔ خوب ارمان نکالیے، جس میں...... بھی باقی نہ رہے۔ کب؟

آشا ہے، انتظار میں دم نہ توڑنا پڑے گا۔ مجھے تو انتظار میں نہیں، وصل میں ہی کچھ لطف آتا ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے (پریم چند)

(301)
بنام ورما سحر ہنگامی

18 جنوری 1927

مکرمی منشی راج بہادر صاحب کا خط بھی دیکھا۔ تسکین ہوئی۔ آپ صاحبان کا خیال بالکل درست ہے۔ الہ آباد میں ایک برہمن پارٹی ہے۔ اودھ اپادھیائے جی اسی کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں۔ اوٹ پٹانگ باتیں کہہ کر مجھے بدنام کر رہے ہیں، رنگ بھوم اور وینٹی فیئر میں ذرہ بھر بھی مناسبت نہیں ہے۔ اور پریم آشرم (گوشۂ عافیت) کو ریزرکشن (Resurrection) کے مماثل بتلانا تو حد درجہ بے ہودگی ہے۔ میں نے آج تک ریزرکشن پڑھا بھی نہیں۔

حالانکہ اس کی تعریف بہت سن چکا ہوں۔ ایسی مماثلت جسے اپادھیائے جی دکھلاتے ہیں۔ قریب قریب سبھی کتابوں میں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ وینٹی جز میں ایک آدمی غلط سلط انگریزی بولتا ہے اسی سے رنگ بھومی میں ایک بنگالی بابو لائے گئے۔ اس شخص کو یہ خبر نہیں کہ بنگالی بابو کیوں لائے گئے۔ اُن کے وجود کا منشا کیا ہے۔ امیلیا کو آپ صوفیہ سے ملاتے ہیں۔ حالانکہ صوفیہ کا اصل مسز اینی بیسنٹ ہیں۔

پریم چند

(302)
بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 27 جنوری 1926

بھائی جان، تسلیم!

آپ کا کارڈ کئی دن ہوئے آیا۔ میں ادھر زکام اور دردِ سر کی وجہ سے تین دن سے پریس نہیں آیا۔ مجھے کارڈ پڑھ کر حیرت اور افسوس ہوا کیونکہ میں نے دو ہفتے سے زیادہ ہوئے کربلا کا ایک 20 صفحے کا ٹکڑا بھیج دیا تھا۔ کیوں نہیں پہنچا، مجھے اس کا تعجب ہے۔ دو شبانہ روز کی محنت اکارتھ گئی۔ خیر اب پھر موقع نکال کر جلد ہی لکھتا ہوں۔

اکیڈمی سے آپ بے نیاز ہوئے اس کا مجھے اور بھی تعجب ہے۔ تخم ریزی آپ

نے کی، کی آبیاری آپ نے کی، فصل دوسرے کھا رہے ہیں۔ آپ شاید اس دھوکے میں تھے کہ آپ کو سکریٹری شپ کے لیے مدعو کیا جائے گا۔ اس نزع البقا کے زمانے میں دعوت کہاں؟ جس نے سبقت کی وہ بازی لے گیا۔ پھر جب آپ ہی نہ رہے تو میرا بھلا کہاں گزر اور کس حیثیت میں۔ دیکھیے کب جلسہ ہوتا ہے۔ ملاقات ہوگی۔ مجھے تو سب سے بڑی یہی خوشی ہے آپ بھی تو میرے ایک پرانے رفیق اور غم گسار ٹھہرے اور آپ سے برسوں سے ملاقات کی نوبت نہیں آئی۔ اتفاقات زمانہ اور کیا۔

امید ہے کہ اور سب لوگ بخیریت ہوں گے۔ یہاں بہمہ وجوہ خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(303)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 9 فروری 1927

بھائی جان، تسلیم!

کربلا کے دو سین دو دن میں بھیجوں گا۔

کل لکھنؤ سے بابو وشو نارائن بھارگو نے مجھے مادھوری کی ایڈیٹری کے لیے بلایا ہے۔ مشاہرہ دو صد ماہوار ہوگا۔ آپ نے الہ آباد جو خط لکھا اس کا ابھی کچھ جواب آیا؟ کچھ فلاح کی امید ہے؟ اگر ادھر کوئی امید نہ ہو تو یہی سہی۔ جواب بہ واپسی ڈاک مطلع فرمایئے گا۔

نیازمند، دھنپت رائے

(304)

بنام شری رام شرماجی

لکھنؤ، 14 فروری 1927

پریہ شرماجی!

آپ کو پتروں سے گیات ہوا ہوگا کہ 'مادھوری' کے سمپادک وبھاگ میں کچھ

پریورتن ہوگیا ہے۔ اب پنڈت کرشن بہاری مشر اور میں اس کے سمپادک بنائے گئے ہیں۔ آپ کی مجھ پر سدیو کرپا رہی ہے۔ کیا آشا کروں کہ 'مادھوری' پر بھی کرپا درشٹی کیجیے گا؟ ادھر بہت دنوں سے آپ نے 'مادھوری' کے لیے کچھ نہیں لکھا۔ کرپیا اب اس مون برت کو توڑیے اور اگلے شمارے کے لیے کچھ اوشیہ لکھیے۔

کئی مہینے ہوئے 'کایاکلپ' کی ایک پرتی سیوا میں بھیجی گئی تھی۔ آپ نے لکھا تھا کہ اس پر اپنی سمپتی لکھوں گا۔ مگر ابھی تک انتظار کر رہا ہوں۔ کیا رنگ بھومی کی بھانتی اسے بھی تو کوئی مہاشے اُڑا تو نہیں لے گئے؟

پتروتر کی پرتیکشا کر رہا ہوں۔

سیوک، دھنپت رائے

(305)

بنام دیانرائن نگم

نول کشور بک ڈپو، لکھنؤ، 21 فروری 1927

بھائی جان، تسلیم!

میں 15 تاریخ کو یہاں آگیا ہوں۔ آپ پٹنہ کب جائیں گے؟ اگر پٹنہ گئے ہوئے ہیں تو وہاں سے کب لوٹیں گے۔ آپ آ جائیں تو ایک روز کے لیے آؤں۔ ملاقات کا جی چاہتا ہے۔

نیازمند، دھنپت رائے

(306)

بنام سیٹھ مہاویر پرساد، سمپادک 'متوالا'

نولکشور پریس (بک ڈپو)، لکھنؤ، 21-2-1927

پریہ سیٹھ جی،

کرپا پتر بنارس ہی میں مل گیا تھا۔ 18 تاریخ کو 'مادھوری' کا سہکاری سمپادک

ہو کر یہاں آگیا ہوں۔ پنڈت کرشن بہاری جی مشر اور میں کام کریں گے۔
آپ ہولی کا انک کب تک نکالیے گا؟ کوشش کروں گا، اس کے لیے کچھ لکھوں۔
'کایا کلپ' کی آلوچنا شاید قیامت میں نکلے گی؟ اور میری روح رو پڑے گی۔
آشا ہے، آپ سانند ہوں گے۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(307)

بنام وشوپوجن سہائے

کاشی، 22 فروری 1927

پریے ور!

مادھوری کے پھالگن انک سے آپ کو ودت ہوگا کہ چین سے پتریکا کا سمپادک نول کشور پریس نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ پنڈت کرشن بہاری مشر جی اور میں اس کی سمپادن کریں گے۔ مادھوری پر آپ سدیو کرپا درشٹی رکھیں گے۔ چیتر کے لیے کوئی لیکھ بھیجنے کی کرپا کریں۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(308)

بنام مادھوری کے تخلیق کار

مادھوری، کاریالیہ، لکھنؤ، 25 فروری 1927

پریہ بندھوور!

آج آپ کا پتر ملا۔ اور کچھ تو نہیں سوجھا، ایک چٹکلا لکھ مارا۔ دیکھیے کچھ ہو تو دیجیے، نہیں تو پھر کچھ زور لگاؤں گا۔

آلوچنا نکلے گی یہ بھی ٹھیک ہے، پر میرے فائل ٹائم میں نکل آتی تو اچھا تھا۔ چتر تو بھیجنا نہیں چاہتا تھا پر ڈرا کی نہیں معلوم متوالے کیا غضب ڈھائیں۔ مارے ڈر

کے بھیج دیتا ہوں۔ آج سے کوئی دس سال پہلے کا ہے۔ پرکاشت کر کے کیا کیجیے گا؟
اوگر جی سے میرا وندے کہیے گا۔

آپ 'مادھوری' کے عشق میں ایڑیاں رگڑتے رہ گئے، ادھر یاروں نے بیاہ کر لیا۔
دیکھیں کب تک نازبرداری نبھتی ہے۔ اب تو Civil Marriage کا بل پاس ہوا جاتا
ہے، کوئی چنتا نہیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(309)

بنام انسویا پرساد

قیاساً فروری 1927

پریے ور!

تمھارا میرا والا لیکھ ملا۔ اسی انک میں پرکاشت ہورہا ہے۔ ایک لیکھ تم اُتکل کا
ساہتیہ اور ورتمان پرگتی کے بارے میں لکھو یا کسی اُتکل کے ساہتیہ کار سے لکھاکر بھیج
دو تو میں بہت دھنیہ واد دوں گا۔

تمھارا، پریم چند

(310)

بنام دیانرائن نگم

نول کشور پریس، لکھنؤ، 14 مارچ 1927

بھائی جان، تسلیم!

اپنی عینک بھول آیا۔ بہ واپسی ڈاک سے بھیجیے۔ اندھا ہورہا ہوں۔

16 کو بنارس چلا جاؤں گا۔ اس لیے کل بھیج دیجیے گا۔ پرسوں مجھے مل جائے گا
آپ کے میز پر رکھی تھی۔

آپ کا، دھنپت رائے

(311)

بنام مہادیوی پرساد

مادھوری کاریالیہ، حضرت گنج، لکھنؤ، 1 اپریل 1927

پریہ مہادیو پرساد جی،

آپ نے ہولی خوب کھیلی۔ بیچارے دُلارے لال بھی لتھ پتھ اُٹھے۔ مجھ پر بھی دو چار چھینٹیں پڑ گئے، لیکن خیر، گھر تو بس گیا۔

آپ نے راج کماری مایا کا چتر پرکاشت کیا ہے۔ اس کا بلاک بھی آپ کے پاس اَوشیہ ہوگا۔ کرپیا وہ بلاک اگر منگنی دینا چاہیں تو کہنا ہی کیا، انیتھا وی.پی. صحیح۔ ہم اس پر ایک سچتر نوٹ لکھنا چاہتے ہیں۔ کھڈگ بہادر سنگھ جی کا چتر سیناپتی میں نکلا ہے۔ یہ وہ بھی منگوا رہے ہیں۔ اس ویراتما نے ہندو منشوتو کی لاج رکھ لی۔ کاش، ہم میں ایسی جیوٹ کے یوؤک اور ہوتے۔

اُگر جی سے میرا وندے کہیے گا۔ یار، 'مادھوری' کے لیے کوئی کہانی کیوں نہیں لکھتے؟ مگر، چاکلیٹ پر نہ ہو۔ کب تک؟ انتظار کر رہا ہوں۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(312)

بنام شیوپوجن سہائے

لکھنؤ، 5 اپریل 1927

پریہ شیوپوجن سہائے جی، وندے!

آپ کا کرپا پتر ملا۔ آپ کے لیکھ کے چتر تو بن گئے اب لیکھ کا انتظار ہے۔ آپ کو اب جھنجھٹوں سے چھٹی مل گئی ہے، دو تین دن میں لکھ ڈالیے جس میں ویشاکھ میں اَوشیہ چھاپا جائے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(314)

بنام ونود شنکر ویاس

لکھنؤ،7 اپریل 1927

پریہ مہاشے!

آپ کا پتر ملا۔ اُتر میں نویدن ہے کہ میری کہانیوں کا کاپی رائٹ دوسرے پرکاشکوں کے پاس ہے اور مجھے ان کے پرکاشن کی انومتی دینے کا ادھیکار نہیں ہے۔ آشا ہے آپ پرکاشکوں سے ہی طے کرلیں گے۔

چھما کریں۔

بھودیہ، دھنپت رائے (پریم چند)

(315)

بنام شیو پوجن سہائے

لکھنؤ، 15 اپریل 1927

پریہ شیو پوجن سہائے!

آپ کے لیکھ کے چتر بن گئے ہیں۔ ویشاکھ کا میٹر پریس میں دینے کی جلدی ہے۔ کرپیا لیکھ شیگھر سماپت کیجیے۔ اس پتر کو تار سمجھیے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(316)

بنام شیوپوجن سہائے

لکھنؤ، 16 اپریل 1927

پریہ مہاشے!

آپ نے ابھی تک لیکھ نہیں بھیجا۔ آج ویشاکھ کا میٹر پریس کو دے دیا گیا ہے۔

گورنمنٹ کالج میں انگریزی پڑھی۔ شکشا وِبھاگ میں رہا۔ پہلے 1900 میں 'پریما' لکھی۔ پھر اردو میں 'پریم پچیسی' آدی اور 'جلوۂ ایثار' لکھا۔ 16ء میں 'مہاتما سعدی' لکھا۔ اُسی سال 'سرسوتی' میں ایک کہانی لکھی۔ اور تب سے گیارہ سال سے برابر کچھ نہ کچھ لکھتا آتا ہوں۔

'مادھوری' کے لیے آپ کچھ لکھنے کی کرپا کیوں نہیں کرتے؟ کیا آشا کروں؟

بھودِیہ، پریم چند

(321)
بنام پدم سنگھ

12 جولائی 1927

پریہ پدم سنگھ جی، نمستے!

کرپاپتر پاکر انوگرہت ہوا۔ کیا کہوں، آپ کے اس مصرعے نے دل کو کیسا مسوسا؛ آپ کی پریم بھکتا یاد کرکے چت گدگد ہو اٹھتا ہے۔ ایشور نے چاہا تو اگست میں پھر درشن کروں گا۔

آپ کے لیکھ کا آٹھوں پہر انتظار ہورہا ہے۔ سنگرہ بھی کرپیا جلد ہی تیار کیجیے۔ نولکشور پریس اُسے بڑے آدر سے پرکاشِت کرے گا۔

آشا ہے، آپ سآنند ہیں۔

سپریم، دھنپت رائے

(322)
بنام بیچن شرما 'اُگر'

مادھوری کاریالیہ (سمپادن وبھاگ)
حضرت گنج، لکھنؤ، 3-8-1927

پریہ پانڈے بیچن شرما 'اُگر' جی،

بھائی، تم نے ابھی تک 'دلی کا دلالت' ہمارے پاس کیوں نہیں بھیجا؟ جلد بھیجو۔ دیکھنے کو آنکھیں ترس رہی ہیں اور من للچا رہا ہے۔

یہ 'اوتار' سالوچنارتھ بھیج رہا ہوں۔ ذرا جلد کرپا کرنا۔ آشا ہے، پُستک پسند آوے گی۔ 'مادھوری' کے لیے کب کہانی لکھوگے؟

بھودیہ، دھنپت رائے

(323)

بنام شیوپوجن سہائے

مادھوری کاریالیہ، نولکشور پریس (بک ڈپو)

حضرت گنج، لکھنؤ، 18-8-1927

پریہ شیوپوجن جی،

آپ کا لیکھ ملا، دھنیہ واد۔ وہ سادر سویکرت ہے اور 'مادھوری' کے کسی اگامی انک میں شِگھر پرکاشت کیا جائے گا۔ کرپا بھاؤ بنا رہے۔ یوگیہ سیوا کی سوچنا کیجیے گا۔

بھودیہ، پریم چند (سمپادک)

(324)

بنام پدم سنگھ شرما

نولکشور پریس، حضرت گنج، لکھنؤ، 5 ستمبر 1927

پریہ پدم سنگھ جی، نمستے۔

کرپا پتر پاکر اَنوگرہت ہوا۔ آپ سُوچھند جیون کا آنند اُٹھا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر من میں ایرشیا کا بھاؤ اُٹھتا ہے۔ میں تو کانگڑی نہ جاسکا۔ انھیں دنوں 'مادھوری' کا وِشیش انک نکل رہا تھا۔ کیسے جاتا۔ ابھی تک اِس یاترا کا وِرتانت بھی نہ لکھ سکا۔ سوچتا ہوں کیسے لکھوں۔ سنپادکی نوٹ میں لکھوں یا سو تنتر لیکھ۔ سو تنتر لیکھ کے لیے کافی مسالہ نہیں ہے اور سنپادکی ٹپنیوں میں کیول آلوچنائیں ہوتی ہیں۔ اِسی دُوِدھا میں پڑا ہوا ہوں۔

ساہتیاچاریہ جی یہاں آگئے ہیں اور پستک سنشودھن وِبھاگ میں کام کر رہے ہیں۔

آپ سے میں نے جس اردو گرنتھ کا ذکر کیا تھا اُس کا نام ہے 'گُل رعنا'۔ ایک

اور ساہتک گرنتھ ہے جس کا نام 'سیرالمصنفین' ہے۔ دونوں پُستکیں اچھی ہیں۔ ملنے کا پتہ یہ ہے: الناظر بک ایجنسی لکھنؤ۔

پنڈت سنت رام کے لیکھ میں اِتہاس کی اتنی ہمالیہ کائے بھول کیسے رہ گئی۔ یہ سُویم میری سمجھ میں نہیں آیا ہے۔ فاش غلطی ہے۔

آپ مادھوری کے لیے کچھ شیگھر لکھنے والے ہیں۔ اس پر مجھے وِشواش نہیں آتا۔ ان وعدوں سے تو صاف جواب کہیں شانتی پرد ہوتا۔

آپ سآنند ہیں۔ میرے لیے یہی سب سے بڑے آنند کی بات ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(325)

بنام ونود شنکر ویاس

مادھوری آفس، لکھنؤ، 15 ستمبر 1927

پریہ ور!

'ماں کا پرشن' کہانی پڑھی۔ چاہتا تھا دے دوں پر کہانی اس پائے کی نہیں ہے۔ جیسی میں آپ کے قلم سے نکالنا چاہتا ہوں۔ اس لیے واپس کرتا ہوں۔ چھما کیجیے۔

بھودیہ، پریم چند

(326)

بنام مہتاب رائے

سرسوتی پریس، بنارس سیٹی، غالباً 1926

ڈیر چھوٹک، تم نے مجھے پہلے بھی روپیہ کے لیے لکھا تھا اور میں نے اپنی تہی دستی کا عذر کیا تھا۔ تمھیں معلوم ہے کہ میں نے پریس کے لیے پندرہ سو کے ٹائپ منگوائے تھے۔ وہ روپے ابھی تک پورے ادا نہیں ہوسکے۔ بمشکل سے پریس کا خرچ نکال کر ٹائپ کے روپے ادا کررہا ہوں اور جو تم نے نندکشور کے 600 قرض پر لیے

تھے۔ وہ سب ادا کررہا ہوں۔ بابو ہری ہرناتھ کا سود ادا کررہا ہوں۔ پرانے مکان کا کرایہ ماہوار ادا کررہا ہوں۔ پھر بھی اس کوشش مین ہوں کہ ممکن ہو تو تمھاری مدد کروں۔ گلو خلاصی ہوجانے پر تمھیں 180 روپے جہاں سے ہوسکے دوں اور دوں گا۔ تم نے پریس میں اتنا جھنجھٹ چھوڑ رکھا ہے کہ اس سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ خیر۔ پیر خدا مانگے درگاہ کہاں سے لگے۔ میری حالت خود ہی ابتر ہے۔ تمھیں تو خدا خوش رکھے۔ تیج بہادر تو موجود ہیں۔ میں کس کی جان کو دُعا کروں۔ پریس میں اتنا نفع کہاں کہ پانچ مہینے میں تیرہ سو روپیہ ٹائپ کا، سو روپیہ پرانے مکان کا، 500 نند کشور کا، 50 روپے تمھاری ماتا جی کا، 50 شیو نندن پرشاد ماتا پرشاد کا قرضہ ادا کرکے اپنا گزر بھی کرلوں اور تمھاری فکر بھی رکھوں۔ نیت ضرور یہ ہے کہ کام سب کا چلتا رہے۔ مگر سب کام نیت سے تو نہیں ہوجاتے۔ اس کا تم یقین رکھو کہ میں سال آخر تک تمھیں سود حسب وعدہ جس طرح ممکن ہوگا دوں گا۔ اور تو میری حالت اس قابل نہیں کہ تمھاری اور کچھ مدد کرسکوں۔ میں خود ہی اپنے اخراجات سے زیربار ہوں اور معلوم نہیں ہوتا کیسے زندگی پار لگے گی۔ اس وقت تو میں بے حد تنگ حال ہوں۔ شاید پھر نوکری کرنی پڑے گی۔

تمھارا، دھنپت

(327)

بنام آنند راؤ

Madhuri Karyalai, Lucknow, 17-9-1927

My dear Anandrao,

Your card, Thanks. You know two of my novels have already appeared in Marathi. 'प्रमाश्रम and रंगभूमि'. The third is being translated. For these books, I have settled my terms with the publishers. If you bring out Marathi Editions of my stories, your publisher will have to show me the same consideration — that is what I mean. So do not bring out the books unless you

can pursuade the publishers to allot me a portion of the expected profits. It the publishers are charitably desposed and publish the stories on charitable grounds, then I too shall not expect anything, but in case they bring out the edition from commercial point of view then I, as author, can by no meams give up my portion of the profits, which must be settled beforehand.

Hoping to hear from you.

Yours sincerely, Premchand

(328)

بنام بیچن شرما 'اُگر'

مادھوری کاریالیہ، لکھنؤ، 19-9-1927

پریہ پانڈے بیچن شرما 'اُگر' جی،

پتر ملا۔ ہاں بھائی، کلا کو پوچا وہی کرے جس کے گھر میں باپ دادوں کو کوئی اچھی خاصی رقم ہو۔

پریس کے بارے میں، بنارس تو جا ہی رہے ہو، ایک دن سیر کرتے کرتے چلے جانا سب کچھ دیکھ لینا۔

میں پریس سے اُوب گیا ہوں۔ اب یہ بوجھ نہیں سنبھالا جاتا۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(329)

بنام پدم سنگھ

لکھنؤ، 22-9-1927

پریہ پدم سنگھ جی، نمستے!

جناب، آپ معشوقانہ وعدے کرنا خوب جانتے ہیں؟ کیا کہنا۔ آپ کا کل تو کبھی

آتا ہی نہیں۔ تین سپتاہ سے اُدھک ہوئے، آپ نے 'مادھوری' کے لیے کچھ لکھ بھیجنے کو لکھا تھا، پر ابھی تک خبر نہیں لی۔ یہاں انتظار میں دم گھٹ رہا ہے۔

ادھر تو اتنی بے اعتباری، اور اُدھر 'سُدھا' کے ایک انک کا سمپادن بھی سویکار کرلیا۔ کیوں صاحب، یہی انصاف ہے؟ دُلارے لال جی نے جو وِگیاپن دیا ہے، وہ میں نے تو ابھی تک اس پر وسواس نہیں کیا، پر کوتوہل اوشیہ ہے۔ کرپیا شنکا کی نورتی کیجیے۔

'مادھوری' کا وشیشانک تو دیکھا ہی ہوگا۔ اُس کے وِشے میں دو شبد لکھ بھیجئے۔ یہاں لوگ ادھیر ہو رہے ہیں۔ آشا ہے، آپ سانند ہیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(331)

سیوا اُپ ون، کاشی

جناب بھائی صاحب،

خط ملا۔ میں پریس میں چل کر روپیہ وصول کرنے میں مدد کروں گا اور روپیہ وصول ہوجائیں گے مگر پریس میں جب تک کوئی نیا انتظام کا مستقل بندوبست نہیں ہوجاتا تب تک بنارس کے کام کے بھروسے میرا شریک ہونا یہی معنی رکھتا ہے کہ کسی طرح روٹی دال کھاؤ اور پریس دوڑا کروں، اور روز جب آپ نے مجھے لکھا تھا کہ بھارگو کے ساتھ ایسا بندوبست ہورہا ہے تم کو ترجمہ کا کام بھی مل جائے جس سے 40، 50 کی آمدنی ہوجائے گی، مجھے اس کی لالچ تھی اور پریس سے جو 10، 20 بچ رہے ہیں آخر آپ نے ایک مہینہ تو دیکھ لیا یہاں کی کیفیت اور ایسی حالت میں جب کام کتابی اور حساب آپ کے پاس پہلے سے ہی موجود تھا ایک ایسی کتاب تھی جس کا پروف پریس میں دیکھ کر چھپنی تھی اس کے تین فارم روز چھاپ دیا جاتا۔ بھارگو کے ساتھ کوئی معاملہ طے ہوتا نہیں معلوم ہوتا اور ان کے یہاں یوں کام کرنے میں پریس کو کوئی فائدہ نہیں، کام کرنے والے بڑھ گئے مگر کام کرانے والے نہیں بڑھے۔ یوں تو جب تک میں بنارس میں ہوں آپ جو حکم دیں گے کام کرنے کو تیار ہوں۔

خادم، مہتاب رائے

برادرم،

میں نے سو بار تفصیل سے لکھنے کو فارم کا نمونہ بھی لکھنے کو کہہ دیا تھا جب ساجھے کا کام ہے تو ہر ایک رشتہ دار حساب دیکھنے کا کام کرسکتا ہے۔ دو سال تک تنخواہوں کی جانچ کرسکتا ہے۔ کس کی یاد اتنی زبردست ہے۔ تمھارا کتنا نکلتا ہے یہ حساب سے نہ معلوم ہوگا۔ جو تم بتلاؤگے وہی ٹھیک ہے۔ 300 روپیہ پچھلے سال کے ہیں اس سال کے کتنے ہیں بتلا دو۔ لینے کے ساتھ ساتھ دینا بھی چکتا ہوجائے۔ میں نے تم سے کئی بار کہا تھا کہ اگر تمھاری تنخواہ نہیں نکلتی تو پریس میں ...... ڈال کر چلے جاؤ۔ کاش اس وقت میری بات مان لی ہوتی اس وقت کیا تنخواہ زیادہ ہوتی۔ تم نے بھی نقصان اٹھایا، میں نے بھی اٹھایا۔ اب پریس میں نہ ٹائپ ہے کہ کسی کا کام کرسکوں نہ پریس میں ساکھ ہے کہ کسی کا کام کرسکوں۔ ادھر سہائے اپنا روپیہ مانگ رہا ہے جو کچھ ہوا اچھا ہوا۔ تم جو بتلا رہے ہو اچھا ہے۔

دھنپت رائے

جو کچھ بھی ہو پریس کی سچائی صاف ذہی ہے چاہے پریس کی سچائی کچھ بھی ہو کل تو آپ نے باتیں مان کے کہا تھا کہ تمھارا روپیہ سود دیتا رہوں گا۔ پارسال میں نے اپنی تنخواہ کی بچت کو کیپٹل میں جوڑ دیا تھا اس بار کا میرا ہوتا۔ جب پریس بیچنا ہی ہے تو میں بھی کیوں نہ لوں۔ آپ ہی کیوں لیں گے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ جو کچھ آپ پریس کے چلتے ہوئے سمجھوتہ کرلیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ اگر پریس دوسروں کے ہاتھ گیا تو روپیہ بقایا ہے وہ نہ ملے گا۔

ہمارے آپ کے رہنے سے روپیہ تو وصول ہوجائے گا۔ پہلے میں بھی یہی چاہتا تھا جب آپ نے لکھا تھا کہ پریس فروخت کردیا جائے۔ بازار میں جو بھی قیمت لگے وہ دے کر پریس اپنا کرلوں۔ مگر صرف اس خیال سے کہ سب حصہ دار کہیں گے کہ روپیہ ڈوب گیا۔ اس خیال کو غلط کرکے میں نے روپیہ قرض لے کر بابو بلدیو اور بابو رگھوپتی سہائے کو لوٹانے کے لیے تیار ہوا۔ جس میں ان لوگوں کو شکایت کا موقع نہ ملے مگر سب باتوں کو جان لینے پر میری ہمت نہیں پڑتی کہ روپیہ لوٹاؤں اس لیے جو

آپ کہتے ہیں بازار میں جو قیمت لگے جب لوگ باقی تقسیم کرلیں اور میں پریس خریدوں کیوں کہ میں بے روزگار ہوں۔

مہتاب رائے

میں نہیں بدل گیا تم بدل گئے ہو۔ کیونکہ تم نے بھی حساب میرے سامنے نہیں رکھا۔ پریس تم لو یا میں لوں جو زیادہ سے زیادہ قیمت دے سکے وہی اس کو لینے کا اختیار رکھتا ہے۔ اگر میں زیادہ دوں گا تو میں لوں گا تم دو گے تو تم لوگے کوئی تیسرا دے گا وہ لے گا۔ اگر تم بے روزگار ہو تو میں کون ماروزگار ہوں۔ تم جوان آدمی ہو کلکتہ بمبئی کی ہوا کھا سکتے ہو۔ خیر بتلا کہ تم پریس کی زیادہ سے زیادہ کیا قیمت دے سکتے ہو۔

دھنپت رائے

آپ ہی بتلائیں آپ کیا دیں گے۔ اگر میں پہلے بتلاؤں تو کیا مجھے اور بڑھنے کا حق ہوگا۔ کیا ہماری اور آپ پر بولی پر خاتمہ ہے یا اور لوگوں کو بھی موقع دیا جائے گا۔

مہتاب رائے

آخری وقت تک سب کو بڑھنے کا اختیار ہے۔ تم جو کچھ کہو میں اس سے بڑھوں پر تم بڑھنا پھر میں بڑھوں پھر بڑھنا۔ بس جہاں کوئی آگے نہ بڑھ سکے اس وقت تک خاتمہ ہے۔ بس

دھنپت رائے

برادرم،

تم نے پریس میں لینے دینے کی جو فرد دی تھی اس میں غلطیاں تھیں۔ میں تمھیں دکھاتا ہوں تم نے پانے کی فرد ...... رام پرساد کے 50 اور گووند شکل 45 روپیہ اور درگامیڈیکل ہال کے 45 روپیہ فضول خرچ دکھائے ہیں۔ خواہ مخواہ گنتی بڑھانے سے کیا فائدہ۔ کانتا پرساد کے وسواناتھ 28 روپیہ چنومل کے 40 روپیہ 8 آنے، یہ روپیہ بھی فضول۔ اتنے روپیہ وصول کرچکے۔ راجہ موتی مل ....

حالانکہ کاغذ کا بل جو 186 روپیہ ہے .... بچتے ہیں دونوں میں مکان کا پرانا کرایہ، نیا مکان کا 4 ماہ کرایہ، مزدور کی تنخواہ، منیجر کی تنخواہ کا ذکر نہ تھا۔ اس لیے اب نیا حساب یوں ہے۔

گووند شکل	45
درگا	45
ارپانڈے	30
کے پی ولد	45
جنجر لال	40/8
موتی چند	75
کل	221 روپیہ 8 آنے

اب دینے کا حساب دیکھو

بہاری لال	200
نند کشور	312
نولکشور	900
مدد	50
سندھر	53
اولڈ ریت	200
ستیوہاوی	325
منگل پانڈے	324

تم نے 100 روپے دکھائے ہیں۔ 186 روپیہ کاغذ کا، 26 روپیہ پوسٹ کارڈ کے دام۔

اب کل پانا 197 روپیہ اور اگر اور رقمیں پوری وصول ہوجائیں لیکن مجھے خوف ہے مشکل سے سو روپیہ لینا مشکل ہوجائے گا اور دوسری رقمیں بھی گھٹ جائیں گی۔ اس طرح 197 روپیہ بچ رہے گا ورنہ لینا دینا برابر۔ بس پریس کی ساری کمائی 447

روپیہ ہے جو مَن موڈک کا فام پریس کا کام مشکل ہے یہ میں مانتا ہوں اور تمھیں الزام نہیں دیتا، میں بھی شاید اس سے اچھا انتظام نہ کرسکوں مگر چوں کہ تم نے بابو گیپ پرساد سے کہا ہے کہ بھائی صاحب نے اپنا پریس چھین لیا اس لیے میں دکھانا چاہتا ہوں کہ اس کے انتظام میں پریس کی کیا حالت تھی سال دو سال میں تمھارے اور ہمارے دونوں کے روپیہ جاتے۔ تمھیں سب سے زیادہ نقصان ہوا۔ یہ میں مانتا ہوں مگر نقصان روکنے کے لیے کوئی مناسب انتظام کرنا ضروری تھا۔ کامیابی ہو نہ ہو یہ ایشور جانے۔ لیکن ایک کوشش کرکے اگر میں تمھارے اور اپنے روپے بچا سکوں تو کیا بُری بات ہے۔ کل شیوپرساد نے اس طرح سب کے سامنے اس طرح کہہ دیا کہ انھوں نے مہتاب رائے سے پریس چھین لیا، مجھے نہایت شرمندہ ہونا پڑا۔ ان سے میں کیا کہتا بھائی میں نے پریس چھین نہیں بلکہ میں نے وہی کام کرنے کی کوشش کی ہے جو کوئی ورلڈ کورٹ کرتی ہے اور کچھ نہیں .... سب کا جواب دینے کی ضرورت نہیں، میں نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔

دھنپت رائے

(برادرم)

کیا میرے روپے کا سود نہیں جوڑا گیا۔ آخر اس میں سے مجھے بھی سود ملنا چاہیے تھا کیا میں اس میں شریک نہیں تھا۔ میں 1 روپیہ سے کم پر سود نہیں دے سکتا۔ کیوں یہی رقم ہے جو اس وقت مجھے .... اس کے لیے سود ماہ واری چاہیے۔ تین مہینہ کے بعد آپ ہمارا روپیہ لوٹا دیں گے۔

مہتاب رائے

خیر جب تک تمھارا روپیہ نہیں لوٹاتے تب تک 1 روپیہ سیکڑا دیں گے۔ پریس کی کنجی وغیرہ لے لو اور چل کر چارج دے دو۔ آدمیوں کا مقابلہ کرادو۔ آدمیوں کی کوئی تنخواہ باقی نہیں ہونی چاہیے۔ اور جو کچھ لینا دینا باقی ہے تمھارے حصے میں سے مجرا کرلیں۔ ہاں تم سے پہلے دریافت کرلیا جائے گا۔

دھنپت رائے

یہی سہی وصول ہونے پر ہی میری تنخواہ کے کل روپیہ ہم کو دیا جائے اور ہمارا اصل 1950 بھی مجھے کوئی انکار نہیں۔ کڑکھڑ پریس گئے ہیں، کاپیاں آجاتی ہیں تو دیکھ لیجیے۔

مہتاب رائے

کاپیاں ناحق منگواتے ہو میں انھیں نہیں دیکھنا چاہتا۔ دیکھتا تو تب جب حساب کی طرح حساب رکھا جاتا۔ ملازموں کی جو تنخواہیں دی ہیں کیا ان کے دستخط لیے ہیں۔ بلوں کی فائل ہیں۔ کیا کیا کام روز ہوا اس کی تفصیل ہے۔ جب حساب ہی نہیں تو دیکھوں کیا؟ اسے حساب نہیں کہتے کہ فلاں سے لیا فلاں کو دیا۔ لڑکھڑ کو مت دوڑاؤ، مینجر کے حساب کی جانچ میں خود بھی نہیں کرسکتا جو کچھ وہ کہے سب ٹھیک، باقی سب غلط۔

دھنپت رائے

دلارے کو میں خود ہی اپنے دواخانے میں لے جاؤں گا۔ اور لوگوں کو جس کو آپ چاہیے نکال دیجیے۔ مجھے کیا کرنا ہے۔

مہتاب رائے

تمھیں بھول ہورہی ہے پریس میں تمھارے کل 1950 روپیہ ہے نہ کہ 2286۔ رگھوپتی سہائے کے روپے تم نے ابھی نہیں دیے۔ انھیں کے روپیہ میں نے لیے تھے تم نے مجھے جو حساب کا پیسہ دیا تھا اس میں تمھاری غرض نہ تھی۔ اس لیے نتیجہ نکالا تھا کہ تم اپنا اور پریس کے ملازموں کا حساب چکتا کردیا ہے کیا ابھی جھنجھٹ باقی ہے۔ خیر حساب تمھارے ہاتھ میں ہے جو کچھ تم لکھو تمھارا اور جو نہ لکھو وہ تمھارا۔ یہ منظور ہے۔

شری دھنپت رائے

بھائی صاحب،

آپ کا خط ملا، میری ساری غلطی تھی اس میں شک نہیں۔ میں نے ہر طرح سے اپنا نقصان کیا ہے۔ بے وقوفی نہ کرتا تو آج اس طرح متفکر نہ ہوتا۔ بلدیو بھیا کو

روپیہ اور رگھوپتی سہائے کو روپیہ دینا میں نے اس وقت سویکار کیا تھا جب آپ نے لکھا کہ ان لوگوں کا سخت تقاضہ ہے ورنہ میں خود اپنا روپیہ لینا چاہتا تھا اور اب بھی یہی چاہتا ہوں۔ روپیہ میرے پاس ہیں مگر میں کل باتیں جان لینے پر کسی کو لوٹانے پر راضی نہیں ہوں۔ میری طبیعت گھبرا گئی ہے اور مجھے ہر مہینے جو آپ نے تحریر کیا تھا 2250 روپیہ کا ایک آنے کے حساب سے سود دیتے جایئے جب تک کہ آپ روپیہ نہ دے سکیں۔ مجھے پریس سے کوئی مطلب نہیں۔ میں نے جو روپیہ کا بندوبست کیا ہے اس میں سے دوا کا کاروبار چلاؤں گا۔ بھوت کا کام ہمیشہ فرصت سے ہوا ہے۔ اس لیے کیا اس کے لیے مجھے بازار بھاؤ دینا ہوگا۔ مجھے جیسا آپ کہیے منظور ہے۔ پریس میں دیکھ لیجیے بھوت کا کتنا روپیہ خرچ ہوا۔ اور اس کو کاٹ کر جتنا چاہیے لے لیجیے۔ میں خود 28 نمبر نکالیں ہیں جن میں 8 پیج سیٹنگ میٹر تھا اور 8 پیج کمپوز ہونا تھا۔ لہذا بازار بھاؤ سے 16 نمبر فی بھاؤ سے خرچا ہوا۔ مگر .... جب آپ نہ مانیں گے تو بازار بھاؤ ہی سہی۔ کل میں اپنی تنخواہ کا حساب کروں گا کہ کتنا لیا ہے کتنا باقی ہے اور اس کے ساتھ بھوت کا بھی حساب کروں گا جتنا نکلے گا میری تنخواہ سے حساب کرلیں۔ مجھے کوئی عذر نہ ہوگا کیوں کہ واقعی میں نے بغیر آپ کی صلاح کے چھاپنا شروع کردیا تھا۔

مہتاب رائے

7.9.1925

بھائی صاحب،

ہمارا حساب حسب ذیل ہے۔ میں کل 25 مہینے پریس میں کام کیا ہے جس میں سے کل 876 روپیہ لیا۔ 60 کے حساب سے ہمارا 1500 ہوتا ہے۔ اس سے اس طرح ہمارا 624 روپیہ نکلتا ہے بھوت کا 175 روپیہ 10 آنے پریس کو مل چکا ہے اور کل چھپائی وغیرہ بھوت کی بازار در سے 20 روپیہ ہفتہ ہوا۔ کل 29 نمبر ہمارے یہاں سے نکلے یعنی پریس کا 580 بھوت کی چھپائی کا ہوا جس میں 175 روپیہ نکال دیا جو پریس کو مل چکا ہے تو 403 اور 4 آنہ بچ جائے گا جو میری تنخواہ میں سے کاٹ لیا جائے۔

624 میری تنخواہ

603/6 بھوت کا خرچہ

221/10 بقایہ

یہ 221 روپیہ 10 آنے مجھے میری تنخواہ کے ملنے چاہئیں۔ اس کے علاوہ جو پریس میں بچے گا اس کے علاوہ جو میرے حصے کا بچے گا اور 1 روپیہ کے حساب سے سود۔

خادم، مہتاب رائے

9 x 5 x 25 = 1125

2 x 5 x 20 = 200

1325

(اس پر پریم چند نے لکھا) کل تم نے جو حساب دیا تھا اس میں کل پانا 2240 رکھا۔ آج اس میں سے 624 اور گھٹا دیا۔ پرانے مکان کا دو سو روپیہ باقی ہوگا۔ 840 اس میں سے نکالا تو کل 1416 رہ جاتے ہیں۔ اس میں سے دیش کے 108 غائب ہیں گووند شکل کے بھی غائب ہیں یعنی 103 اور نکال دو۔ کل 1263 بچ رہے ہیں۔ سود 25 ہفتے کا 8 آنے کے حساب سے 1325 ہوتے ہیں۔ گویا تم نے 18 آنے کا سود ہی نہیں دیا۔ اب تک تمھارے حساب کا پرت دیکھ کر میں نے سمجھا تھا شاید 10 آنے سود کا پرتا پڑے گا۔ اب معلوم ہوا وہ دھوکا تھا۔ گویا اس وقت تک تمھاری بتلائی ہوئی سب رقمیں وصول ہوجائیں تو مشکل سے 4 آنے کا پرت تم مجھ سے 1 آنے مانگتے ہو۔ کیا میرے پریس کو ہاتھ میں لیتے ہی ہُن برس جائے گا۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ پریس بیچ دیا جائے۔ آج کل کر میں اس کا اسٹاک لیتا ہو اور بیچنے کی فکر کرتا ہوں جو کچھ مل جائیں وہی غنیمت ہے۔ تمھاری ہاتھ میں سال دو سال میں شاید اس کی ہستی ہی مٹ جاتی۔ تم بھی چلو اور اس کی بیچنے کی فکر کرو۔ جو کچھ بازار میں دام مل جاتے ہیں حساب دے دوں گا۔ کل تم نے حساب میں 624 کی بڑی رقم نہیں دکھائی۔

پریم چند

کیا آپ کو یاد نہیں کہ پارسال میں نے آپ کو پریس کا حساب دیا تھا۔ اس وقت ہماری تنخواہ کے 375 کے قریب پریس کے اوپر نکلے تھے۔ اس میں سے میں نے 300 روپیہ پریس میں چھوڑ کر باقی لے لیا تھا۔ اس طرح میں نے 2250 کردیا تھا۔ حساب میرے ہاتھ میں نہیں جب جو چاہے پائی پائی کا حساب دیکھ لے۔ میں ابھی سرخ رو کو بھیج کر کاپیاں مانگتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔

مہتاب

نہیں مجھے یہ بات یاد نہیں۔ تنخواہ کے روپیہ پریس سے نہیں بلکہ بقایہ وصول ہونے پر ملے گا اس طرح تو 10 سال میں سارا پریس تمھاری تنخواہ کی نظر ہوجائے۔ 700 روپیہ کی سالانہ حساب سے 14 سال میں وارا نیارا ہوجاتا۔

دھنپت رائے

میں پریس چلتا ہوں اور کل باتیں سمجھا دیتا ہوں۔ جب میری ضرورت ہوگی آؤں گا اور بتاؤں میری بات کا جواب آپ نے نہیں دیا۔ اب تک جو کچھ بچے گا کیا میرے روپیہ نہیں نکلے گا۔ کیا میرے روپیہ پریس میں دو سال تک نہیں تھے............ 1747 روپیہ کا سود کب سے ملے گا۔

مہتاب رائے

آج سے ....

دھنپت رائے

(332)

برادرم،

میں پرسوں پھر بھارگو سے ملا تھا وہ کام کرنے کو مستعد ہے۔ جو کتاب ہمارے پریس میں چھپے گی اپنا خرچ نکال کر ہمارا اور ان کا آدھا رہے گا۔ کورس کی کتابیں بھی نکالی جائیں گی۔ قصہ کہانی اپنیاس وغیرہ میں دو فارم کا کام روزانہ کروں گا۔ ٹائپ آتے ہی کام شروع کردوں گا۔ تمھارے لیے اس وقت پریس کھلا ہے اور اگر دو فارم روزانہ

ہوجائے اور 15 روپیہ دو فارم میں دو سو روپیہ ماہوار ہوجائیں گے ہم تینوں آدمی موجود رہیں گے کام کریں گے۔ منافع تقسیم کریں گے۔ اگر تمھیں منظور ہو تو رگھوپتی سہائے کا حصہ لے لینا۔ میری نگرانی میں کام ہوگا تو کسی کو شکایت کا موقع نہ رہے گا۔ 30 روپیہ روزانہ کام کیا جائے تو روزانہ 24 دن، دن 420 اور ٹروں کے 80 روپیہ ملا کر 800 کا کام ہوسکتا ہے۔ کم سے کم 700 کا ہو ہی جائے گا۔ خرچ ماہوار 400۔ کرایہ معہ سود 8 آنہ۔ 550 روپیہ نکال کر 150 روپیہ کا نفع ہوسکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ 2 ہزار روپیہ کے حصے کے 30 روپیہ ماہوار فائدہ ہوسکتا ہے۔ 4 ہزار پر 40 روپیہ۔ اس کے علاوہ تمھیں بنگلہ، اردو، انگریزی وغیرہ کے ترجمہ وغیرہ کا کام بھی کافی مل جائے گا جس سے 100 روپیہ کا اوسط پڑ جائے گا نوکری آج کل ملنی مشکل ہے۔ مگر صرف تمھاری بہتری کے خیال سے لکھ رہا ہوں۔ ایشور کے لیے کہیں یہ نہ سمجھنا کہ میں تمھیں مغالطہ دے کر روپیہ ہضم کرنا چاہتا ہوں۔ میں تمھیں 2 ہزار دوں گا اگر تم کہیں اور جانے کا ارادہ پکّا کرلوگے۔ یا 20 روپیہ ماہوار سود تا وقت ادائیگی۔

دھنپت رائے

(333)

بنام دلارے لال بھارگو

اکتوبر، 1927

پریہ دلارے لال جی،

ہمارے متر پنڈت اودھ اپادھیائے تو 'کایاکلپ' کو 'اٹرنل سیٹی' پر آدھارت بتا رہے ہیں۔ مسٹر شبلی مکھ نے ان کی بہت اچھا جواب دے دیا۔ میں اپنے سبھی متروں سے کہہ چکا ہوں کہ 'وشواس' کیول ہال کین کے 'اٹرنل سیٹی' کے اُس اَنش کی چھایا ہے، جو وہ پُستک پڑھنے کے بعد میرے ہردے پر اَنکِت ہوگیا۔ میں نے پہلے 'چاند' میں یہ کہانی لکھی تھی۔ وہاں سے وہ 'پریم پرمود' میں آئی۔ میں نے پرکاشک کو اپنے پتر میں اسپشٹ لکھ دیا تھا کہ یہ کہانی 'اٹرنل سیٹی' کی وِکرت چھایا ہے۔ اپنے پرایہ سبھی

متروں سے کہہ چکا ہوں۔ چھپانے کی ضرورت نہ تھی، اور نہ ہے۔ میرے پلاٹ میں 'اٹرنل سیٹی' سے بہت کچھ پریورتن ہوگیا ہے اس لیے میں نے اپنی بھولوں اور کوتاہیوں کو ہال کین جیسے سنسار پرسدھ لیکھک کے گلے مڑھنا اُچت نہ سمجھا۔ اگر میری کہانی 'اٹرنل سیٹی' کا انوواد، روپانتر یا سنچھیپ ہوتی، تو میں بڑے گرو سے ہال کین کو اپنا پریرک سویکار کرتا۔ پر 'اٹرنل سیٹی' کا پلاٹ میرے مستشک میں آکر نہ جانے کتنا وِکرت ہوگیا ہے۔ ایسی دَشا میں میرے لیے ہال کین کو کلنکِت کرنا کیا شریسکر ہوتا؟

'اٹرنل سیٹی' پرسدھ پُستک ہے۔ ہندی میں اس کا انوواد ہوچکا ہے۔ انوواد ہوچکنے کے بعد میں نے کہانی لکھی ہے۔ شری کرشن دَت پالیوال نے ہی مجھ سے اس پُستک کی پرشنسا کی تھی۔ اپنا انوواد بھی سنایا تھا۔ انھیں سے پُستک مانگ کر میں لایا تھا۔ ایسی دَشا میں موٹی بُدھی کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ وِگیہ سنسار کو دھوکہ دینا نہیں چاہتا تھا۔ جس حد تک میں رِنی ہوں، اس حد تک میں لکھ چکا ہوں۔ کون ایسا آدمی ہوگا، جو ہندی میں چھپی ہوئی کتاب سے ملتی جلتی کہانی لکھے، اور یہ سمجھے کہ وہ مولکِ سمجھی جائے گی! پھر بھی میری کہانی میں بہت کچھ اَنش میرا ہے، چاہے وہ ریشم میں ٹاٹ کا جوڑ ہی کیوں نہ ہو۔ (اس کے بعد کچھ لائنیں ایسی تھیں جن کا اس پرتیواد سے کچھ سمبندھ نہیں۔)

دھنپت رائے

(334)

بنام شیوپوجن جی

لکھنؤ، 17 اکتوبر 1927

پریہ شیوپوجن جی، آداب۔

کرپاپتر ملا۔ آپ نے کیوں یہ سمجھ لیا کہ آپ میری مالا کے لیے کبھی کچھ نہ لکھ سکیں گے؟ کیا آپ ہی اپنے جیون سے برہم ہیں؟ میں نے تو اسی آشا سے آپ کا نام ڈال دیا تھا۔ آپ اگر آگرہ کریں گے تو نکالوں گا انیتھا نہیں۔

شری واچسپتی پاٹھک کا لیکھ میں نے پسند کر کے رکھ لیا ہے۔ جیوں ہی موقع ملا دے دوں گا۔ لیکھ کے اُتّم ہونے میں سندیہہ نہیں۔ آپ کے چتر جو اُپرکاشِت تھے لوٹا دیے گئے ہیں۔

اپنے سمبندھ میں میں آپ کو کیا نوٹس دوں۔ سوائے موٹی موٹی باتوں کے اور کیا جانتا ہوں۔ یہ باتیں آپ میرے بھائی صاحب سے پوچھ سکتے ہیں۔ سُوبھاؤ اور چرِتر آدی باتیں تو سمپرک ہی سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ دو چار بار آپ سے میری بھینٹ ہوئی ہے اُسی آدھار پر آپ مجھے جو چاہیں روپ دے سکتے ہیں۔ مگر کرپا کر کے کہیں پاٹھک کو اُلّو نہ بنا دیجیے گا۔

شیش کُشل ہے۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(335)

بنام پدم سنگھ

22-10-1927

پریہ پدم سنگھ جی، نمستے!

کئی دن ہوئے آپ کا پتر ملا تھا۔ آپ حیلے کرنا خوب جانتے ہیں۔ نہ لکھنے کا بہانہ یہ نکالا کہ کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ آپ کی جس وقت کچھ لکھنے کی اِچّھا ہوگی، وِچار اور شَبد ہاتھ باندھے ہوئے آکر کھڑے ہو جائیں گے۔

میں نے 'آزاد کتھا' کا دوسرا بھاگ بنارس سے منگانے کے لیے پتر لکھا ہے۔ آجائے تو بھیجوں۔

گُرو کول پر میں ابھی تک لیکھ نہ لکھ سکا۔ بات یہ ہے کہ وہ یاترا سمبندھی لیکھ ہوگا اور ایسے لیکھ کے لیے چتروں کا ہونا ضروری ہے۔ میں نے چتر کوئی نہ لیے۔ دو چار چتر بھی ہوتے تو کام چل جاتا۔

کوئی جیون چرتر ہی لکھ ڈالیے۔ آپ 'مادھوری' کے سوبھاشِت اور وِنود کا چارج لے لیں اور ہر مہینے کم سے کم 4 پرشٹھ کا میٹر بھیج دیا کریں۔ بولیے، یہ تو کوئی بڑا بھاری بوجھ نہیں ہے۔

اور تو سب کُشل ہے۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(336)

بنام دیانرائن نگم

مادھوری کاریالیہ، لکھنؤ

14 نومبر (سن نہیں ہے، اندازاً 1927)

بھائی جان، تسلیم

آپ غالبًا الہٰ آباد سے لوٹ آئے ہوں گے۔ وہاں کیا نتیجہ ہوا، مطلع فرمایئے گا۔ ایک خاص بات، مجھے ایک مضمون کے لیے بابو بال مُکند جی گپت مرحوم کا وہ مضمون درکار ہے جو آپ نے زمانہ میں لکھا تھا۔ اُس ماہ کا رسالہ موجود ہو تو براہِ نوازش بھیج دیجیے ورنہ فائل۔ کچھ باتیں بھی کرنی ہے۔ آپ تو اس طرف لکھنؤ نہیں آرہے ہیں؟ یا میں ہی حاضر ہوؤں؟

آپ کا، دھنپت رائے

(337)

بنام دیانرائن نگم

مادھوری کاریالیہ، لکھنؤ، 25 نومبر 1927

بھائی جان، تسلیم

امید ہے آپ فیض آباد سے آگئے ہوں گے۔ مقدمے کی کیفیت سُن کر مجھے اس وقت سخت رنج ہوا۔ ملنے کا جی چاہتا ہے۔ آپ کس دن موجود رہیں گے۔ ایک

دن کے لیے آؤں گا۔ فوراً لکھیے۔

بک ڈپو کے مینجر صاحب لائبریری کے روپیوں کا تقاضہ کر رہے ہیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(338)

بنام شیوپوجن

لکھنؤ، 10 دسمبر 1927

پریہ شیوپوجن جی،

آج بھائی بلدیو لال کے پتر سے یہ شوک سماچار ملا کہ آپ کوٹھے سے گر پڑے ہیں اور آپ کے ایک پیر میں کڑی چوٹ آئی ہے۔ کہاں تو پنڈت کرشن بہاری جی نے یہ شُبھ سوچنا دی تھی کہ آپ بنہ بننے جارہے ہیں، کہاں یہ خبر۔ کیسی چوٹ ہے؟ کیا ہڈی پر تو ضرب نہیں پہنچا ہے؟ ایشور سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ آپ کو شِگھر ہی چنگا کردے۔

18 تاریخ کو کاشی آرہا ہوں۔ ایشور کرے اُس وقت تک آپ چلنے پھرنے لگیں۔

مِشر جی بھی آپ سے سہ دیدنا پرکٹ کرتے ہیں۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(339)

بنام دیانرائن نگم

مادھوری کاریالیہ، لکھنؤ، 18 دسمبر 1927

برادرم، تسلیم

کارڈ کئی دن ہوئے، آپ کا ملا۔ قصہ لکھنے میں مصروف تھا۔ دو دن پیٹھ میں چِنک پڑ جانے سے کوئی کام نہ کرسکا۔ اب یہ قصہ بھیجتا ہوں۔ فوٹو کے لیے میں نے

سوچا تھا، بنارس سے مہیا کروں گا کیونکہ وہاں کئی تصویریں پڑی ہوئی ہیں؛ پر دیکھتا ہوں اِدھر دو چار دن بنارس جانے کا اتفاق نہ ہوگا۔ اس لیے انشاء اللہ کل تصویر کھینچواکر بھیجوں گا۔

اور سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(340)

بنام سوریہ کارنت ترپاٹھی 'نرالا'

لکھنؤ، 21 دسمبر 1927

پریہ سوریہ کانت ترپاٹھی 'نرالا' جی، وندے!

لیکھ اور پتر ملا، دھنیہ واد۔ شِکھر چھپے گا۔ مشرا جی آپ کو نمسکار کہتے ہیں۔

روپے میں نے ابھی نہیں لیے۔ آپ کے پاس بھیج دیے گئے۔ شاید آپ کو ضرورت ہو۔ ہندی ڈرامہ پر ایک لیکھ کیوں نہ وشیشانک کے لیے لکھنے کی کرپا کیجیے۔ اُس میں سوریہ، وِجے، وِیاکُل آدمی، مدن، الفریڈ کی چرچا ہو اور مُکھیہ ایکٹروں کی وویچنا کی جائے۔ لکھیے گا اوشیہ۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(341)

بنام گنگا پرساد اگنی ہوتری

مادھوری کاریالیہ (سمپادن وِبھاگ)
نولکشور پریس، لکھنؤ، 25-12-1927

پریہ مہاشیہ پنڈت گنگا پرساد اگنی ہوتری،

کرپا پتر ملا، دھنیہ!

ہم اسی ماس سے گوپالن پر 'آرتھِک درشٹی' ناٹک لیکھ اپنے 'کرشی کوشل' استمبھ

میں پرکاشِت کر رہے ہیں۔ آپ بھی تدوشیک لکھ بھیجتے رہا کریں۔ سمپادکیہ وِچاروں میں بھی ہم اُس کا اُلیکھ کریں گے۔

پرامرش کے لیے سادھوواد۔

بھودیہ، پریم چند

(342)

بنام سوریہ کانت تریپاٹھی 'نرالا'

لکھنؤ، 6-1-1928

پریہ سوریہ کانت جی،

لیکھ ملا، دھنیہ واد۔ آپ چھترپور پہنچیں تو سماچار لکھیے گا۔ ہم لوگ سکشل ہیں۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(343)

بنام آنند راو جوشی

مادھوری آفس، نولکشور بک ڈپو، لکھنؤ

11-1-1928

پریہ آنند جی،

تم میری کہانیوں میں سے بارہ کا چنین کرلو۔ میری صلاح ہوگی۔

(1) آتما رام (2) بوڑھی کاکی (3) پنچ پرمیشور

(4) سُجان بھگت (5) شطرنج کے کھلاڑی (6) مندر اور مسجد

(7) رانی سارندھا (8) وکرمہ دتیہ کا کٹار (9) کاما ترو

(10) ڈگری کے روپ (11) بڑے گھر کی بیٹی (12) درگا کا مندر

یہ کہانیاں تمھیں میرے وِودھ سنگلوں میں مل جائیں گی جیسے پریم پرسُون، پریم

بچپپی، پریم پورنیما، سات سروج، نوِندھی تتھا مادھوری کی فائلیں۔ مجھے وِشواس ہے کہ اس .... سنکلن کا مراٹھی پاٹھک سواگت کریں گے۔

تمھارا، پریم چند

(344)

بنام دیانرائن نگم

مادھوری کاریالیہ، لکھنؤ، 12 جنوری 1928

بھائی جان، تسلیم

فوٹو تو کھنچوا چکا ہوں لیکن ابھی فوٹوگرافر نے دیا نہیں ہے۔ کل شاید مل جائے۔ ملتے ہی بھیجوں گا۔ آپ 17 کو آرہے ہیں۔ انتظار کررہا ہوں۔ فوٹو کا تو بلاک کانپور ہی میں بنتا ہوگا۔ 24 گھنٹے میں بن سکتا ہے۔ آیئے۔ اس امر خاص کے متعلق آپ سے بہت سی باتیں کرنا ہے۔ امسال اگر کوئی لڑکا ٹھیک ہو جائے تو اگلے سال شادی کردوں۔

باقی سب خیریت۔

ہندستانی اکیڈمی میں انعام کے لیے کب تک کتابیں بھیج دی جائیں، مگر یہ سب تو ملاقات ہونے پر۔

آپ کا، دھنپت رائے

(345)

بنام سوریہ کانت ترپاٹھی

لکھنؤ، 1-2-1928

پریہ سوریہ کانت جی،

کرپا پتر ملا۔ معیادی بخار کیا اسی لیے آپ کی تاک میں بیٹھا تھا کہ گھر سے نکلیں تو دھر دباؤں۔ قسمت نے یہاں بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اس بیماری نے تو آپ کو بالکل گھلا ڈالا ہوگا۔ پہلے ہی ایسے کہاں سے موٹے تازے تھے۔ ایشور جلد آپ کو چنگا کردے۔

آپ کی آلوچنا جلد نکلے گی۔ بیچ میں ایک مہینہ گیپ پڑ گیا۔ اب کی وچار ہے کہ اس کا ایک اُنش ضرور دے دیا جائے۔

سپریم، دھنپت رائے

(346)

بنام آنند راؤ جوشی

مادھوری کاریالیہ، نولکشور پریس، لکھنؤ

16-2-1928

پریہ آنند راؤ جوشی،

ہاں، تم کہانیوں کا انوواد کرلو۔ کافی کہانیاں تو تمھیں مادھوری کے وبھن انکوں میں مل جائیں گی۔ تم 12 کا چین کرلو۔ میری کہانیاں سنکلن تمھیں کسی بھی پستکالیہ میں اُپلبدھ ہوں تو پنچ پرمیشور، ہردول، درگا کا مندر، مندر اور مسجد، کامناترو، سُنان بھگت، ستی لیلیٰ (سرسوتی)، بڑے گھر کی بیٹی اِتیادی لے لو۔

مجھے لکھنا کہ تم نے چین کرلیا ہے اور ان پر کام شروع کردیا ہے۔

تمھارا، پریم چند

(347)

بنام وپن بہاری شری واستو

نمبر 25، مارواڑی گلی، لکھنؤ	دھنپت رائے، بی.اے.ایس.سی (پریم چند)
4-4-1928	(سدسیہ ہندستانی اکیڈمی، سمپادک مادھوری)

پریہ وپن بابو،

بابو ستیہ دیو نارائن ساہی جب یہاں آئے تھے، تب انھوں نے آپ کا نام مجھے بتایا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ جب وہ کچھ دن بعد دوبارہ بنارس پہنچیں گے تب آپ سے آپ کے وِواہ کے سمبندھ میں بات کریں گے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنی وِودھ گتی ویدھیوں کے کارن وہ ابھی آپ سے نہیں مل پائے ہیں۔ اس بیچ میں نے اپنے

بڑے بھائی سے نویدن کیا تھا کہ وہ آپ سے ملیں اور آپ سے آپ کا دِرشٹی کون تتھا آپ کی اِچھاؤں کو جانیں۔ انھوں نے ویسا ہی کیا اور ان کی رپورٹ پر، جو انھوں نے آپ سے مل کر مجھے دی، یہ پتر آپ کو سمپریشت کیا جارہا ہے۔

مجھے آپ کو لڑکی دکھانے میں کوئی آپتّی نہیں۔ یہ اِچّھا نتانت سوابھاوِک ہے اور میں آپ سے پورنتہ سہمت ہوں۔ آپ یہاں آسکتے ہیں، بلکہ میرے ہی خرچہ پر ایک کالپنِک نام کے ساتھ مجھ سے ملیں۔ میرا پتہ اوپر لکھا ہے اور کوئی بھی اِکّا آسانی سے اسٹیشن سے آپ کو لے آسکتا ہے۔ یدی آپ سوچت کریں کہ آپ کس گاڑی سے آرہے ہیں تو میں اسٹیشن پہنچ جاؤں گا اور آپ کو لے آؤں گا۔ کنتو یہ سب کچھ اس پرکار ہونا چاہیے کہ لڑکی یہ نہ سمجھنے پائے کہ اس کا کوئی نرِیکشن کررہا ہے۔ میں کڑے پردے کا ماننے والا نہیں ہوں کنتو آج کل کے سماجک پریویش میں میں جوان لڑکے لڑکیوں کا اُنمکت ملنا پسند نہیں کرتا۔ یدی فوٹوؤں سے آپ سنتُشٹ ہو سکیں تو انھیں بنا کسی کٹھنائی کے اُپلبدھ کرایا جاسکتا ہے۔ یدی ماتا پتا اور بھائیوں کی چھوِی آپ کو لڑکی کی چھوِی کا کوئی انومان دے سکے تو آپ نرِیکشن کرنے کی پوری چھوٹ لے سکتے ہیں۔ مجھے بتائیے کہ آپ کون سا طریقہ اختیار کریں گے۔ میں سوچتا ہوں، ستیہ دیو نارائن اس وِشئے پر آپ کا مارگ درشن کریں گے۔

آپ کی دوسری اِچّھا کو، کہ لڑکی سکِھشت ہو، میں بھی اتنا ہی سمان دیتا ہوں۔ میری لڑکی کسی بھی سُوشِکشِت مہیلا سے ان ارتھوں میں اُتّم شِکشِت ہے کہ وہ اپنا دھرم، اپنا ساہتیہ، اپنا کرتبیہ تتھا اپنے رِنوں سے پورنتہ اَوگت ہے۔ میں نے اسکولی شِکشا سے اُسے بچایا ہے، کیونکہ میں نے انوبھو کیا ہے کہ مہیلاؤں کی ورتمان شِکشا پدھتی ہمارے آدرشوں کے انوروپ نہیں ہے۔ اِدھک تر ادھیاپکائیں ویسی نہیں ہیں، جیسا انھیں ہونا چاہیے۔ لڑکیوں میں اوانچھت عادتیں اور اُنمکھ وِچرن کی پرورتّی آجاتی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ سامانیہ استھتی کا آدمی اپنے جیون ساتھی کے روپ میں کسی اُڑنے والی کو پاکر اپنا جیون پریشانی میں ڈالنا پسند کرے گا۔ ہاں، سمپنّ لوگ بھڑکیلی، سجی سنوری تتھا فیشنیبل لڑکیاں اپنا سکتے ہیں۔ میں ایسے پرورتّی کی لڑکی کو اپنی پُتر وَدھو کے

روپ میں نہیں جھیل سکتا۔ میری لڑکی کی چیتنا سمپن ّ واتاورن ملنے کا لابھ ملا ہے۔ وہ انگریزی کچھ ہی سیما تک پڑھ سکتی ہے، کنتو اُسے ہندی ساہتیہ کا اچھا گیان ہے۔ وہ سلائی، بُنائی، کڑھائی کرسکتی ہے تتھا بھوجن اچھی طرح بنا سکتی ہے۔ وہ بتانت آگیاکاری، سَرل، مُوک اِنو سہن شیل لڑکی ہے۔ وہ بھلے ہی آپ کے بائرن اور شیلی اتھوا ساپیکچھتا کے سدّھانت کی پرشستی نہ کرسکے، کنتو آپ اُسے ہندی کے لیکھکوں اور کویوں کی ساہتیک اُپلبدھی پر چوکتا نہیں پائیں گے۔ وہ ہم لوگوں سے اَدِھک پتر پتریکاؤں کے بارے میں جانتی ہے اور آپ بہت آسانی سے اُسے وہ بنا سکتے ہیں۔ میں بہت سی مہیلاؤں کو جانتا ہوں، جو اپنے وِواہ کے بعد بھی اپنی پڑھائی چالو رکھے ہیں، مثال کے لیے چندراوتی لکھن پال، بی.اے.، جو ایم.اے. کرنے جارہی ہے۔ ہم لوگوں کے ان سے پریوارِک سمبندھ ہیں، کنتو کوئی کارن نہیں کہ اپنے کو بدلے۔ میں آپ کو بتانت اسپشٹ بتا رہا ہوں — ایک اتیہ دِھک شکچھت کنتو بھرمت تتھا انوشاسن رہت عورت ویسی سُکھدائی جیون ساتھی نہیں بن سکتی، جیسا ایک سامانیہ شکچھت تتھا آگیاکاری، نیہ سوارتھی، ایماندار تتھا وفادار لڑکی۔

جہاں تک دہیز کا پرشن ہے، آپ ایک شکچھت آدمی ہیں اور میں آپ سے سیدھے شبدوں میں بات کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ شکچھت لوگ اُوچتیہ ہین بات نہیں کرتے۔ میں سدَیو آگے بڑھ کر آپ سے ملنا چاہوں گا۔ شکچھت لوگوں کے بیچ ایسے پرشن نہیں اٹھنے چاہیے، اتہ سب کچھ دونوں پکچھوں کی اِچھا پر چھوڑا جارہا ہے۔ مان لیجیے کہ آپ کو 5000 روپے دوں اور پھر آپ سے اپیکچھا کروں کہ آپ اُسی راشی کے زیورات لائیں تو میرے وِچار سے پیسے کی بربادی ہوگئی۔ وِدھو کے ہِت میں ہی اپیوگ کرنا دہیز کا سدوپیوگ ہے۔ میں چاہوں گا کہ میرا داماد اپنا بیمہ کرا لے، مانا 5000 روپے کا۔ میں لڑکی کے نام ایک راشی بینک میں جمع کردیتا ہوں، جس کے بیاج سے بیمے کی راشی کی قسط بھری جاسکے۔ کیا یہ ٹھوس اور گرہنیہ پرستاؤ نہیں ہے جو دونوں پکچھوں کو لابھ پرد ہو، وشیس رُوپ سے پتنی کو، یدی کوئی اپرتیاشِت آپاتِک استھتی آتی ہے؟

اب میں نے وہ سب کچھ کہہ دیا جو میں کہنا چاہتا تھا۔ میں آپ سے وِچار وِنِمے کرنا چاہوں گا۔ میرے بہنوئی بابو سومیشور پرساد آپ کے پاس جلد آئیں گے اور آپ کے پتا سے ملیں گے، کِنتو میں آپ سے آشا کرتا ہوں، کہ آپ سوتنتر، اُنمکھ تتھا اُدار رہیں گے۔ جیسا کہ بوڑھے لوگوں میں پرتیکولتا، سنکیرنتا تتھا ترک ہینتا ہونے کا ڈر رہتا ہے، ویسا یہاں کچھ نہیں ملے گا۔

اُتّم منگل کامناؤں سہت۔

آپ کا ہتیشی، دھنپت رائے

(348)

بنام آنند راؤ جوشی

مادھوری کاریالیہ، نولکشور پریس بک ڈپو، لکھنؤ

4-4-1928

پریہ آنند جوشی جی،

تم اگنی سادھی، منتر یا سامیک پتریکاؤں میں پرکاشِت میری کہانیوں کا انوواد کر سکتے ہو۔ تم نے بارہ کو سُوچی مانگی ہے۔ سُوچی اس پرکار ہے۔

(1) راجا ہردَول (2) رانی سارندھا (3) سَوت

(4) پنچ پرمیشور (5) آتما رام (6) مندر اور مسجد

(7) دُرگا کا مندر (8) ایشوریہ نیائے (9) نمک کا داروغہ

(10) ستی (11) کامنا ترو (12) لانچھن

(13) منتر۔

میری رائے میں یہ 13 کہانیاں میری کہانیوں کے سروتّم ہیں۔ چیَن اُتّم تو نہیں ہے۔ جیسا دھیان آیا لکھ دیا۔

آپ کا، پریم چند

(349)

بنام سوریہ کانت ترپاٹھی 'نرالا'

لکھنؤ، 5-5-1928

پریہ مہاشیہ،

'پنت جی اور پلّو' شِرشک سالوچنا کا 5 واں بھاگ ملا۔ تدرتھ دھنیہ واد۔ وہ سادر سویکرت ہے اور آگامی انک میں پرکاشِت بھی کردیا جائے گا۔

کرپا بھاؤ بنائے رہیں۔

یوگیہ سیوا سدیو لکھیے۔

بھودیہ، پریم چند (سمپادک)

(350)

بنام آنند راؤ جوشی

Madhuri Office, Navalkishore Press,

Lucknow, 12-6-1928

....

I am glad you are proceeding with my stories. You will be glad to see 'Actress' translated in the 'Modern Review' of this month. Some of the stories have been translated in Japanese language.

(351)

بنام شیوپوجن سہائے

نولکشور پریس (بُک ڈپو) لکھنؤ، 19-6-1928

شریمان شیوپوجن سہائے جی،

گیان منڈل پریس، کبیر چوڑا، کاشی

پریہ مہاشیہ،

آپ کو یہ جان کر پرسنّتا ہوگی کہ اب لکیر کی فقیر پر چلنے والی اس سنستھا نے بھی آدھونِک ڈھنگ سے سروانگ سندر پُستکوں کو پرکاشِت کرنے کے اُدّیشیہ سے 'ساہتیہ سُمن مالا' کے نام سے ایک سروسریشٹھ گرنتھ مالا کے پرکاشِت کرنے کا نشچیہ کیا ہے۔ اتہ اُسے پرارمبھ کرنے کے لیے آپ کے گرنتھ رتن کی آوشیکتا ہے۔ یدی آپ کے پاس کوئی گرنتھ رتن تیار ہو تو شیگھر بھیج دیجیے۔ یدی آپ کے پاس کوئی بھی پُستک اس سمے تیار نہ ہو، تو کرپا سُوچِت کیجیے کہ آپ کب تک ہمیں اپنا گرنتھ تیار کر بھیجیے گا۔

آشا ہے، آپ شیگھر ہماری پرارتھنا پر دھیان دیجیے گا۔ یوگیہ سیوا سے سُوچِت کرتے رہیے۔

بھودیہ، پریم چند، سمپادک (مادھوری)

(352)

بنام شیوپوجن سہائے

لکھنؤ، 29 اگست 1928

پریہ شیوپوجن سہائے جی،

کرپا پتر ملا۔ بلاکوں کا یتھاسادھیہ پربندھ کرلیا جائے گا۔

پریس پر آپ کی کرپا درشٹی ہونی ہی چاہیے۔ دھرم کھاتے کا کام ہے۔ کچھ مزدوروں کی روٹیاں چلتی ہیں۔ آپ بھی اس پُنیہ کے بھاگی ہوں۔

آپ کو یہ سن کر آنند ہوگا کہ میری کئی کہانیوں کے جاپانی بھاشا میں انوواد پرکاشِت ہوئے ہیں اور وہاں کی سروسریشٹھ پتریکا میں پرکاشِت ہوئے ہیں۔ جاپانی جنتا نے ان کا وہی سمان کیا ہے جو ٹالسٹائے اور چیکھو کی کہانیوں کا کرتے ہیں۔ پتروں میں خوب چرچا رہی۔ میرے پاس جو پتر آیا ہے اُس میں لکھا ہے : Your stories were the sensation in the month of June.

آشا ہے، آپ سانند ہیں۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(353)

بنام کیشورام سبھروال

دفتر 'مادھوری'، لکھنؤ، 18 مئی 1928

عزیز من کیشورام جی،

آپ نے میرے متعلق جن اچھے خیالات کا اظہار کیا ہے اُس سے مجھے بے حد تسکین و مسرت حاصل ہوئی ہے۔ کسی مصنف کے لیے اس سے بڑھ کر اطمینان اور خوشی کی کیا بات ہوسکتی ہے کہ مہذّب اور روشن خیال آدمی اس کی تصنیفات کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں۔ جاپانی عوام سے تعارف میں اپنے لیے فخر کی بات سمجھوں گا۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے زندگی کی حقیقتوں کو جس طرح میں نے بے نقاب کیا ہے اُسے وہ زیادہ پسند نہیں کریں گے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میری تصانیف جاپان میں پسند کی جائیں گی تو میری تمام کتابیں آپ کے اختیار میں ہیں۔ آپ جس کتاب کا ترجمہ کرنا چاہیں کرسکتے ہیں۔

آپ کے خط کا جواب دینے میں جو تاخیر ہوئی اُس کے لیے مجھے آپ سے معافی مانگنی ہے۔ آپ کا خط ملتے ہی میں نے اُسی روز جواب لکھا۔ لیکن اسی شام میں

بنارس چلا گیا۔ اور اپنے جواب کو ڈاک میں ڈلوانا بھول گیا۔ کل واپس آیا۔ لیکن خط غائب تھا۔ معلوم نہیں کہ میری عدم موجودگی میں کسی نے اِسے پوسٹ کیا یا نہیں؟

میں نے اپنے پبلشروں سے کہہ دیا ہے کہ وہ اُن تین کتابوں کے سوا جن کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ میری تمام ہندی کتابیں آپ کو بھیج دیں۔ اردو تصانیف، ہندی کا ہی ترجمہ ہیں۔ اردو زبان چونکہ زیادہ لوچدار اور نکھری ہوئی ہے۔ اس لیے مختصر افسانوں کے لیے میں نے اردو ہی استعمال کی ہے۔ آپ اِن افسانوں کا اردو میں زیادہ لطف اٹھا سکتے ہیں۔

'مادھوری' کے خریداروں کی فہرست میں آپ کا نام درج کردیا گیا ہے اور اس کا حالیہ شمارہ آپ کو بھیج دیا گیا ہے۔

یہ امر قابل افسوس ہے کہ آپ کو وِشو بھارتی میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ جہاں آپ ایک قابلِ قدر اضافہ ثابت ہوتے۔

میرے افسانوں کے لیے اپنے ارادہ کے بارے میں جس کی کامیابی مشکوک ہے، مجھے ضرور مطلع کریں۔ دعائے خیر

آپ کا، پریم چند

(354)

بنام دیانرائن نگم

25 مارواڑی گلی، لکھنؤ، 1928

برادرم، تسلیم

آج ایک کارڈ بھیج چکا ہوں۔ اتفاقاً سے اس وقت میرے دوست پنڈت ماتادین شُکل ایک ضرورت سے کانپور جارہے ہیں۔ اگر آپ جولائی 1906 کی فائل اور سنہ 1908 کی فائل دے دیں تو آپ کو نقل کرانے کی زحمت بھی نہ اُٹھانی پڑے۔ رانا پرتاپ جولائی سنہ 1906 میں ہے اور وِویکانند سنہ 1908 میں۔ یہ دونوں جلدیں آپ

کے دفتر میں موجود ہیں۔ بس صرف اکبر نمبر کا معاملہ رہ جائے گا۔ اُس کی ایک جلد دستیاب ہو سکے تو مجھے اور کسی فائل کی ضرورت نہ ہوگی۔ میں یہ دونوں مضامین نقل کراکے فائل بہت جلد لوٹا دوں گا۔ خود لے کر آؤں گا۔ اور سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(355)

بنام شیوپوجن سہائے

نولکشور پریس (بک ڈپو)، لکھنؤ

10 جولائی، 1928

پریہ مہودیہ،

آپ کی سیوا میں تاریخ 19-6-1928 کو بھیجے پتر کا ابھی تک کچھ بھی اُتر نہیں ملا۔ کرپیا شِگھر اپنی کوئی نہ کوئی پُستک ہماری 'ساہتیہ سُمن مالا' میں پرکاشنارتھ بھیجئے۔ ہم آپ کی پُستک کو اپنی اس مالا میں شِگھر نکالنا چاہتے ہیں۔

آشا ہے، آپ شِگھر پُستک بھیجنے کی کرپا کیجیے گا۔ پتروتر بھی بھیجنے کی کرپا کیجیے۔

بھودیہ، پریم چند، سمپادک (مادھوری)

(356)

بنام پرواسی لال ورما

مادھوری آفس، لکھنؤ، 19-7-1928

پریہ پرواسی لال جی، وندے!

کرپا پتر ملا۔ مجھے یہ جان کر بڑا دُکھ ہوا کہ مہاشکتی اوشدھالیہ والوں نے آپ کے ساتھ وشواس گھات کیا۔ میں نے آپ کی پہلی پُستک دیکھی تھی اور اُس کے روپ رنگ تتھا وگیاپن کوشل سے سمجھ گیا تھا کہ آپ اوشیہ سپھل ہوں گے۔ آپ اب بھارگو پُستکالیہ سے کچھ سہایتا چاہتے ہیں۔ میں سہرش آپ کو پتر لکھ دوں گا، لیکن

وے لوگ اس معاملے میں اُدار نہیں ہیں۔ کیوں نہ آپ میرے پریس کو سنبھالنے کے پرستاؤ پر وِچار کریں۔ میرے پاس اس سَمے چار پُستکیں پرکاشِت رکھی ہوئی ہیں۔ دو ایک اور چھاپی جا سکتی ہیں۔ پریس اپنا ہی ہے۔ بھائی، آپ کوئی ایسا ڈھنگ سوچیں جس سے ہم اور آپ اپنی شکتیوں کو ملاکر کام کر سکیں، تو مجھے آشا ہے کہ اوشیہ سپھلتا ہوگی۔ پنڈت رام وِرِکچھ جی شرما بہت جلد 'یووک' نام کا ماسِک پتر ہمارے پریس سے نکالنے جارہے ہیں۔ پُستکیں بھی پرکاشِت کریں گے۔ ہم تینوں آدمی مل کر پُستکیں نکالیں۔ میں اس کام میں کچھ روپیہ لگانے کو تیار ہوں۔ بس، مجھ میں دوڑدھوپ اور وگیاپن بازی کی کمی ہے۔ یدی یہ کمی آپ پوری کر سکیں اور ہمارے پریس میں کام اچھی طرح آنے لگے تو آپ کو کہیں اور جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ سچ پوچھیے تو ہمیں آپ جیسے ایک سہکاری کی سخت ضرورت تھی۔ آج اس پرشن پر وِچار کریں۔ میں اپنی پُستک اپنے روپے سے نکالوں گا، بینی پوری جی بھی کچھ روپے لگائیں گے۔ آپ کو کیول پریس کا پربندھ، کام کا آیوجن اور پُستکوں کی بکری کا اُدیوگ کرنا پڑے گا۔ جو کچھ لابھ ہوگا، اُسے ہم آپ مل کر بانٹ لیں گے۔ اس وِشے پر وِچار کرکے اُتر دیجیے۔ مجھے اپنا مِتر سمجھیے۔

اور کیا لکھوں۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(357)

بنام پرواسی لال ورما

مادھوری آفس، لکھنؤ، 27-7-1928

پریہ پرواسی لال جی،

پتر کے لیے دھنیہ واد! میں اپنے پریس کا تھوڑا سا اتیہاس سنا دوں۔ اس سے بڑی سُودھا ہوگی۔ یہ پریس میرے ایک چچیرے بھائی منشی بلدیو لال، میرے ایک سگے بھائی بابو مہتاب رائے، میرے ایک مِتر بابو رگھوپت سہائے، اور میری سینوکت سمپتی

ہے۔ ساڑھے چار ہزار میرے، دو ہزار رگھوپتی سہائے کے، سوا دو ہزار بلدیو لال کے اور 2000 مہتاب رائے کے لگے ہیں۔ کل پونجی 10750 سمجھیے۔ اس میں وہ خرچ بھی شامل ہے جو پہلے پہل کئی مہینوں تک کچھ کام نہ ملنے کے کارن ہمیں اپنے پاس سے دینا پڑا تھا۔ سامان میں لگ بھگ 8500 خرچ ہوئے تھے۔ سنہ 23 میں کھلا۔ بابو مہتاب رائے گیان منڈل پریس کے منیجر تھے۔ میں نے انھیں وہ نوکری چھڑوادی اور اپنے پریس میں رکھا۔ دو سال انھوں نے پریس کو چلایا مگر ہمیں کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جو کاغذی فائدہ ہوا وہ بٹے کھاتے میں چلا گیا۔ تب دو سال میں نے سوئم اُسے چلایا۔ مجھے کیول اتنا فائدہ ہوا کہ میں نے 1500 کا جو ٹائپ مشین منگوایا اس کی قیمت نکل آئی۔ بابو مہتاب رائے 60 روپے ویتن لیتے تھے۔ میں کچھ نہ لیتا تھا۔ تب میں یہاں چلا آیا اور اب ڈیڑھ سال سے بابو بلدیو لال پریس کو دیکھ رہے ہیں۔ انھیں بھی سوائے پریس کا خرچ چلانے کے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ مگر آج سارا لینا وصول ہوجائے تو 1000 روپے ہمیں مل سکتے ہیں، پر لینے کہاں اتنی آسانی سے وصول ہوتے ہیں۔

یہ پریس کی استھتی ہے۔ پریس کسی طرح جی رہا ہے۔ اگر اُسے دو فارم کام روز کوئی 22-20 روپے کا اور 100 روپے ماسک ٹوڈل کا کام ملتا جائے تو اس کی آمدنی 600 روپے ماسِک ہوسکتی ہے۔ ہاں، کام ایسا ہونا چاہیے جو چاہے سستہ ہو یا نقد ہو۔ یہ نہیں کہ برسوں کا جھمیلا۔ اچھا، مان لیجیے پریس کی آمدنی 600 روپے ماسِک ہونے لگے، اس میں آپ کیول 50 روپے سود اور کیول 4 روپیہ سیکڑا گھسائی کے نکال دیں تو 40 روپے ہوئے۔ پریس کا موجود خرچ 300 روپے کے لگ بھگ ہے۔ آپ 350 روپے رکھ لیجیے۔ 350 روپے میں 50 روپے سود اور 40 روپے گھسائی کے نکال دیجیے تو 450 روپے کے لگ بھگ ہوئے۔ 150 روپے بچتے ہیں۔ اس میں ہم دونوں آدھا آدھا لے سکتے ہیں۔ آپ جتنا ہی کام اَدھک پریس کو دے سکیں گے، اتنا ہی لابھ ہوگا۔ پریس سولہوں آنے آپ کے ہاتھ میں رہے گا۔ بڑے بھائی صاحب کبھی کبھی، جب ان کے جی میں آوے گا، آجایا کریں گے۔ بڑھاپے میں انھیں اس دوڑ دھوپ سے بڑا کشٹ ہورہا ہے۔

اچھا، اب پرکاشن کا کام۔ میری ایک پُستک 'پریم تیرتھ' چھپ رہی ہے۔ 12 فارم چھپ رہی ہے۔ ایک دوسرا اپنیاس چھپنے جارہا ہے۔ دو پُستکیں پہلے ہی چھپی رکھی ہیں۔ ایک کا نام ہے 'مرلی مادھوری'۔ سور کے پدوں کا سنگرہ ہے۔ کوئی 6 فارم کی۔ دوسرا ایک فرانسیسی اپنیاس کا انوواد ہے 'اوتار' بڑا ہی روچک۔ یہ چار پُستکیں تو قریب قریب تیار ہیں۔ ہم اپنی، آپ کی یا اور کسی متر کی لکھی ہوئی پُستک سال میں 4-5 چھاپ لیا کریں گے۔ اس میں لاگت اور لیکھ کے 20 روپے سینکڑا رائلٹی کے اُپرانت جو لابھ ہو اس میں بھی آدھا سمجھا۔ روپے میں لگاؤں گا مگر ابھی زیادہ نہیں لگا سکتا۔

اس طرح آپ دیکھیں گے کہ آپ کے اور میرے گزارنے کا سادھن پریس اور پرکاشن بن سکتا ہے۔ میری دونوں پستکیں آپ سال بھر میں نکال سکیں تو اس میں کافی مل جائے گا۔ آپ خود چلتی ہوئی چیزیں لکھیے یا سنگرہ کیجیے۔ شروع میں جب تک کام نہ جمے، آپ مجھ سے جو سہایتا چاہیں وہ میں ماسک کرنے کو تیار ہوں، پیچھے سے لابھ ہونے پر آپ اُسے موجرا دے دیجیے گا۔ میں کیول یہی چاہتا ہوں کہ آپ کی سہایتا سے ہمارا کاروبار چلنے لگے۔ آپ میرے پریس میں جائیے۔ میں بھائی صاحب کو پتر لکھے دیتا ہوں۔ وہ آپ کو سب کچھ حساب کتاب دکھا دیں گے۔ اگر آپ کا من بھرے اور آپ کا من کہے کہ اس کام میں کچھ کمایا جاسکتا ہے تو رام کا نام لے کر شروع کیجیے۔ اگر کام چل نکلا تو پو بارہ ہے۔ نہیں تین آنے تو کہیں گئے ہی نہیں۔

اس پتر کو آپ اپنے پاس سند کے طور پر رکھ لیجیے گا۔ ہماری لکھا پڑھی جو کچھ ہوگی، وہ یہی پتر ہے۔

پریس کا قرض نہیں ہے۔ دوسروں پر اس کا لینا قریب 1000 روپے ہے۔ جو ڈوب گیا وہ گیا۔

ابھی پریس کی جگہ اچھی نہیں ہے۔ 18 روپے کرایہ دیتا ہوں۔ کچھ کام سنبھل جاوے تو دوسری جگہ لی جاسکتی ہے۔

شِگھر اُتر کی پرتیکشا کروں گا۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(358)

بنام دیانرائن نگم

مادھوری کاریالیہ، لکھنؤ، 10 اگست 1928

برادرم، تسلیم

آپ نے میرے مضامین کسی کاتب کو دے دیے یا نہیں۔ اکبر نمبر کے مضامین مل گئے ہوں گے۔ انھیں بھی شامل کرنا ہے۔ کتابت کی پھر ترتیب دی جاوے گی۔ لیکن اگر وہاں کتابت میں کوئی دقت ہو تو آپ سارے مضامین مع اکبر نمبر کے مضامین مہربانی کرکے بھیج دیں۔ یہاں بھی بآسانی کتابت ہوسکتی ہے۔

اور سب خیریت ہے۔

نیازمند، دھنپت رائے

(359)

بنام پرواسی لال ورما

مادھوری آفس، لکھنؤ، 13-8-1928

پریہ پرواسی لال جی، وندے!

اِدھر میں آپ کو پتر نہ لکھ سکا۔ ہمارے اور آپ کے بیچ میں اب ساری باتیں طے ہوچکیں —

(1) آپ پریس کے منیجر ہوں گے۔ روپے کا سود اور گھسائی اور آپ کا 50 روپے ویتن نکال کر جو کچھ بچے، اس میں 1/3 آپ کا اور 2/3 پریس کے حصے داروں کا۔

(2) پرکاشن میں سب خرچ — وگیاپن، پرسکار، چھپائی، وگیاپن آدی نکال کر 1/2 ہمارا اور 1/2 آپ کا۔

(3) پریس کے لیے آپ کے اُدیوگ سے اتنا کام ملے گا کہ سب خرچ نکلے گا۔ ہم تین مہینے تک آپ کو 50 روپے ماہک اپنے پاس سے دیں گے اور اس بیچ میں

آپ کو کام کا پربندھ کرنا پڑے گا۔

(4) آپ کا نام پرنٹر میں لکھا جائے گا۔

(5) گرو رام جی' پروف ریڈر رہیں گے۔

ان شرطوں میں اگر کسر رہ گئی ہو تو آپ لکھ دیجیے۔ میں ہستاکشر کردوں گا۔ ساری لکھا پڑی تو دل کی ہے۔ جب تک آپ کرنا چاہیں گے کریں گے، نہ کرنا چاہیں گے، شرطیں کچھ کام نہیں دیں گی۔ اس لیے ایشور کا نام لے کر کام شروع کیجیے۔ کوشش کیجیے کہ شہر سے ہی کچھ Job work ملنے لگے۔ Electoral Roll کا کام بہت جلد آنے والا ہے، اُسے ہاتھ سے نہ جانے دیجیے گا۔

آشا ہے، آپ سآنند ہیں۔ ایسی کوئی پُستک لکھیے جس میں ساہس اور ویرتا کا ورتانت ہو، یا ایسا جس میں جنگلی جانوروں کے شکار کی گھٹنا ہوں۔ ایسی پُستکیں شاید ادِھک کھپیں۔

شیش کشل

بھودیہ، دھنپت رائے

(360)

بنام دیانرائن نگم

مادھوری کاریالیہ، 15 اگست 1928

بھائی جان، تسلیم

مضامین کے لیے شکریہ۔ ابھی چار مضامین کی سخت ضرورت ہے۔

(1) رانا پرتاپ — جولائی سنہ 1906

(2) راجا مان سنگھ — اکبر نمبر

(3) راجا ٹوڈرمل — اکبر نمبر

(4) سوامی وویکانند — 1908 صفحہ 389

ان چار مضامین کو جلد نقل کرا کے رکھ لیجیے تاکہ اب کی جب میں آؤں، تو تیار ملیں۔ ان مضامین کے بغیر مجموعہ بیکار ہے۔ نقل کرنے کی اُجرت میں ادا کردوں گا۔ ذرا تکلیف ہوگی مگر کہوں کس سے؟

آپ کا، دھنپت رائے

(361)

بنام شیوپوجن سہائے

مادھوری کاریالیہ، نولکشور پریس، لکھنؤ

18-8-1928

پریہ شیوپوجن جی،

آپ کے لیکھ کے سات چتروں کے بلاک ہم نے بنوا لیے ہیں۔ کرپا کر 3 چتر اور بھیج دیں تو بڑی دَیا ہو —

(1) بابو شیوپرساد جی گپت کا،

(2) شری رائے کرشن داس جی کا،

(3) پروفیسر ہرداس منک جی کا۔

اگر اُکت چتر لوٹتی ڈاک سے بھیج دینے کا انوگرہ کریں تو بہت ہی اچھا ہو۔

آشا ہے، آپ سانند ہیں۔

پُنچ: شری پراڑکر جی کا بلاک بھی بھیج دیں۔

بھودیہ، پریم چند (سمپادک)

(362)

بنام پرواسی لال ورما

نولکشور پریس (بک ڈپو)، لکھنؤ، 21-8-1928

پریہ پرواسی لال جی،

پتر کے لیے دھنیہ واد۔ آپ پریس میں کام کرنے کو تیار ہوگئے، بڑے ہرش کی بات ہے۔ وگیاپن اور کوڈ پتر جو چاہیں چھپوائیے۔ وگیاپن ایسے پتروں میں چھپوائیے

جنھیں کوئی بڑی رقم نہ دینی پڑے۔ میرے نام کا بھلی بھانتی اُپیوگ کیجیے۔ 'کرم ویر'، 'پرتاپ'، 'سودیش گورکھپور'، 'متوالا' آدی پتروں میں اوشیہ آپ کو رعایتی در مل جائے گا۔ کوڈ پتر بھی سستے میں بانٹ دیں گے۔

میں 'پریم تیرتھ' شیگھر سماپت کردوں گا۔ اس کے بعد 'پرتیگیا' کا چھاپنا شروع ہوجائے گا۔ اس وقت تو یہی دو پُستکیں ہیں۔ سمبھو ہے، دسمبر تک ایک چھوٹا سا اُپنیاس اور ہو جائے۔ اس کے بعد کہانیوں کا ایک سنگرہ اور ہوجائے گا۔ میری ایک پُستک پریس میں لگی رہے گی۔ آپ شہر میں رہتے ہیں۔ آپ شہر کے بیوپاریوں سے مل کر جاب کا کام لاسکتے ہیں۔ بہرحال پریس کی سپھلتا اِسی پر منحصر ہے کہ اگلے دو تین مہینوں میں پریس میں دو فارم کا کام روز ہونے لگے اور جاب ورک خوب آنے لگے۔ اور سب کُشل ہے۔

بھودیہ، پریم چند

(363)

بنام دیانرائن نگم

نولکشور پریس، لکھنؤ، 29 اگست 1928

بھائی جان، تسلیم

دونوں ہینڈنوٹ ارسالِ خدمت ہیں۔ اگر مناسب سمجھیں تو اُن کی تجدید کردیں۔ ابھی بہت عرصے سے میری کتابوں کا بھی حساب نہیں ہوا۔ دو سال تو ہو ہی گئے ہوں گے۔

اپنی کہانیوں کا ایک مجموعہ میں نے خود چھپوانا شروع کردیا ہے۔ دس فارم چھپ گئے ہیں۔ شاید ایک فارم اور ہو۔ اس کا نام رکھا ہے 'خاک پروانے'۔

آپ نے مولانا حسرت کے یہاں سے نہ منگوایا ہو تو منگوا لیجیے گا۔ اس میں میرے دو مضامین ہیں۔ رانا پرتاپ سنہ 1908 میں ہے۔ ان تینوں مضامین کے بغیر مجموعہ غیر مکمل رہا جاتا ہے۔ فائل منگوا لیجیے تو میں ایک دن آکر لے آؤں اور یہاں

کسی آدمی کو رکھ کر سارے مضامین نقل کرا لوں۔ 10-8 فارم کی ایک چھوٹی سی چیز ہو جائے گی۔

آپ الہٰ آباد تو چل ہی رہے ہوں گے۔ وہیں ملاقات ہوگی۔

گھر کے لوگ آگئے۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(364)

بنام کیشورام سبھروال

دفتر 'مادھوری' لکھنؤ، 31 اگست 1928

عزیز من کیشورام جی،

آپ کے نوازش نامے کا بہت شکریہ۔ مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ 'مکتی مارگ' کا اچھا خیر مقدم ہوا۔ اور مسٹر ساٹو (SATO) 'منتر' سے بھی مطمئن ہیں۔ ہاں 'زمانہ' میں کہانی جس شکل میں چھپی ہے اس میں وہ 'وِشال بھارت' کے بعد بھیجی گئی تھی۔ میں نے یہ کہانی مختصر افسانوں کی ایک کانفرنس میں پڑھی تھی اور یک لخت اسے پڑھنا روک دیا تھا۔ میں نے یہ محسوس کیا تھا کہ کہانی مزید پڑھنا سامعین کے لیے صبر آزما ہوگا۔

میں نے ابھی پبلشروں کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ حاشیہ پر لکھی ہوئی کتابیں آپ کو بھیج دیں۔ یہ کتابیں آپ کو جلد ہی مل جائیں گی۔ آپ اُن میں سے ایسی کہانیاں چُن لیں جن کی قدرے ہمہ گیر اہمیت ہو۔ آپ کا نام 'مادھوری' کی اعزازی فہرست میں شامل کرلیا گیا ہے۔ کبھی فرصت کے وقت جاپانیوں کی طرزِ فکر اور طریقۂ زندگی کے کسی پہلو پر چند سطریں لکھ بھیجیے گا۔ ہمارے قارئین اسے پسند کریں گے۔ مادھوری کا ایک خاص شمارہ (سالنامہ) 10 ستمبر کو شائع ہورہا ہے۔ اِس شمارہ سمیت آپ کو مادھوری برابر ملتا رہے گا۔

ہندستان میں ادبی زندگی بہت حوصلہ شکن ہے۔ پبلک کی طرف سے کوئی حوصلہ افزائی نہیں ہوتی۔ آپ اپنا دل نکال کر رکھ دیجیے لیکن عوام پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میری کسی تصنیف کا شاید ہی تیسرا ایڈیشن چھپا ہو۔ کچھ کتابوں کے تو پہلے ایڈیشن ہی ابھی ختم نہیں ہوئے ہیں۔ ہمارے کسان غریب اور ان پڑھ ہیں۔ پڑھا لکھا اور روشن خیال طبقہ یورپی ادب پر جان دیتا ہے۔ گھٹیا کتابیں ہاتھوں ہاتھ بِک جاتی ہیں۔ لیکن میری کتابوں کا حال یہ ہے کہ اُن کی تعریف تو کی جاتی ہے لیکن ان کے لیے خریدار مشکل ہی سے ملتا ہے۔ آپ ہمارے خاص نمبر میں میری ایک کہانی دیکھیں گے۔ براہِ کرم اس کے متعلق اپنی رائے لکھیے گا۔

اس صوبہ میں ابھی تک بارش نہیں ہوئی ہے۔ قحط کا بھیانک سایہ منڈلاتا دکھائی دیتا ہے۔ یکے بعد دیگرے فصلوں کے خراب ہونے سے صورتِ حال اور بھی ابتر ہوگئی ہے۔

ہمارے دنوں میں مہاتما گاندھی کا راج ہے اور ہمیں ان پر فخر ہے۔ میں نہیں جانتا کہ جاپان کے لوگوں کی ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔ اس وقت لکھنؤ میں ایک آل پارٹیز کانفرنس ہورہی ہے جس میں ہندستان کے لیے ایک دستور تیار کیا جائے گا تاکہ اسے سائمن کمیشن کے سامنے رکھا جاسکے۔ امید ہے کہ آپ ہندستان کی سیاسیات سے رابطہ قائم رکھے ہوں گے۔ دعائے خیر

آپ کا، دھنپت رائے

(365)

بنام شیوپوجن سہائے

مادھوری کاریالیہ، نولکشور پریس، لکھنؤ

16-10-1928

پریہ مہاشیہ،

کرپاپتر کے لیے دھنیہ واد۔ وِشیشانک میں پرکاشِت آپ کے لیکھ کے چتروں کو واپس

کررہے ہیں۔ گت ورس کے بنگیہ رنگ منچ کے چتر بھی ملنے پر بھیج دیے جائیں گے۔

شری واچسپتی جی پاٹھک کی کہانی سویکرت ہے۔ یہ پریشٹانک 4-5 روز کے بھیتر ہی سیوا میں پہنچے گا۔

وشیش وِنے، کرپا بنی رہے۔

بھودیہ، پریم چند (سمپادک)

(پُنشچیہ : بنگیہ رنگ منچ کے اپرکاشِت چتر بھیجے جارہے ہیں)

(366)

بنام دیانرائن نگم

ہیوٹ روڈ، لکھنؤ، نومبر 1928

بھائی جان، تسلیم

یہ اشتہار ارسالِ خدمت ہے اگر دو چار اخباروں میں نکل جائے تو شاید کتاب کی کچھ بکری ہو۔ مجھے تو اب کی سنیچر کو شاید ہی فرصت مل سکے۔ زمانہ میں اسے ریڈنگ میٹر کے سامنے رہے تو شاید زیادہ اثر کرے۔ اس انگریزی عبارت کا ترجمہ کرنے میں وہ لطف نہ رہے گا۔ اس لیے جیوں کا تیوں نقل کردیا ہے۔ لیتھومیں چھپ تو جائے گا۔ بقیہ سب خیریت ہے۔ اس کا خلاصہ کرکے لیڈر میں ہی ہفتہ وار دو بار نکلوا دیا جائے تو اس کے کیا چارج ہوں گے۔ روپیہ گھر سے تو نہ دینا ہوگا۔ کیا ریٹ مانگتے ہیں۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(367)

بنام بیچن شرما 'اُگر'

مادھوری کاریالیہ، لکھنؤ، 22-9-1928

پریہ پانڈے بیچن شرما 'اُگر' جی،

آپ کا پتر ملا۔ بیاس جی کا پتر پہلے ملا تھا۔ اب تک یہی سوچتا رہا کیا جواب دوں۔ اس طرف میری جتنی کہانیاں نکلی ہیں وے بہت تھوڑی ہیں۔ دو تو وِشال

بھارت میں اور ایک کہیں اور۔ ہاں، اردو میں 4-5 کہانیاں لکھی ہیں۔ 'مادھوری' میں چھپی کہانیوں کا رائٹ نولکشور پریس کو ہے۔ 'وشال بھارت' کی 'منتر' نامک کہانی مجھے پسند ہے۔ اس کا تو جاپانی انوواد بھی پرکاشت ہوگیا۔ 'منتر' کی دوسری کاپی 'زمانہ' میں چھپی ہے۔ وہی پاٹھ مجھے پسند ہے۔ ایک کہانی اور ہے جو اب تک کسی سنگرہ میں نہیں ہے، مگر وہ مجھے پسند نہیں۔ 'مادھوری' کے وشیشانک میں ایک کہانی ہے، اس پر بھی 'مادھوری' کا رائٹ ہے۔ اردو کی کئی کہانیاں ہیں، پر ان کا انوواد کون کرے؟ بیاس جی پُستک ایجنسی یا دُلارے لال یا بھارگو بک ڈپو، کاشی سے لے سکتے ہیں اور کیا لکھوں۔

کیا آپ آج کل کاشی ہی میں ہیں؟

لاہور کے ایک سجن کہانیوں کا ایک سنگرہ چھپوا رہے ہیں۔ اس میں پرایہ سبھی کی ایک ایک، دو دو کہانیاں ہیں۔ سیٹھ جی اس کے پرکاشک کیوں نہیں بن جاتے؟ خرچ سب دوسرا دے گا۔ انھیں کیول پرکاشک بن جانا پڑے گا۔ بکری پر اپنا کمیشن کاٹ کر انھیں جو کچھ ملے، دے دیں۔

شیش کوشل ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(368)

بنام دیانرائن نگم

لکھنؤ، 7 اکتوبر 1928

بھائی جان، تسلیم

آج کانپور آنے کا ارادہ تھا۔ اس لیے خط نہ لکھا تھا۔ لیکن چند ایسے کام آپڑے کہ آنا نہ ہوا۔ 'خاکِ پروانہ' کا اشتہار میں نے زمانہ میں دیکھا۔ اگر ریڈنگ میٹر کے بیچ میں ایک صفحہ چھپوا کر سلوا دیں تو شاید زیادہ مفید نتیجہ پیدا ہو۔ آئندہ جیسی آپ کی رائے۔ میں نے ایک اشتہار تیار کیا ہے۔ آپ اگر اسے معاصرانہ تعلقات کی بناء پر دو چار اخبار میں چھپوا سکیں تو کہیے اُسے بھیج دوں۔ تین انچ دو انچ میں آ جائے گا۔

'چوگانِ ہستی' آگئی ہے۔ آؤں گا تو لیتا آؤں گا۔

کورٹ میں منتخب ہو جانے پر سچے دل سے مبارک باد۔ آپ نے مجھے اطلاع تک نہ دی۔ واہ

اکبر نمبر اور رانا پرتاپ، یہ دو مضامین ابھی تک مجھے نہیں ملے۔ کتابت ہو رہی ہے۔ موجودہ مضامین جلد ختم ہوجائیں گے۔ یہ دونوں مضامین آپ مولانا موہانی سے منگوا لیں تو میری کتاب مکمل ہوجائے۔ ورنہ ادھوری پڑے رہے گی۔ نقشِ قدم کیا کام دے گا لکھیے گا۔

آپ کا تجویز کردہ کاغذ رجسٹرڈ پہنچ گیا تھا۔ مشکور ہوں۔ اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔ آپ تو کان میں تیل ڈال کر بیٹھ جاتے ہیں اور یہاں کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ ایک بار آپ کا ذکر نہ آجاتا ہو۔

آپ کا،

دھنپت رائے

(369)

بنام دیانرائن نگم

2 ہیکیٹ روڈ، لکھنؤ، 15 دسمبر 1928

بھائی جان، تسلیم

اب کی زمانہ میں 'خاکِ پروانہ' کا اشتہار نہ تھا۔ یہ بے التفاتی کیوں۔ پورے صفحے کا نہ سہی، پر ایک چھوٹا سا اشتہار تو کہیں نہ کہیں رہنا ہی چاہیے۔ ورنہ بکیں گی کیسے۔ 'ریاست' میں بھی آپ ہی اشتہار دے دیں۔ بس، ایک 3 x 3 کافی ہوگا۔/اور تو سب حالات سابق دستور ہیں۔

آپ کا،

دھنپت رائے

(370)

بنام دشرتھ لال

لکھنؤ، غالباً دسمبر 1928

مہودیہ،

میں بنارس کے پاس ایک دیہات کا رہنے والا، آپ کی ہی برادری کا ایک بیکتی ہوں۔ بنارس سے چار میل دور، اعظم گڑھ روڈ پر ایک گاؤں ہے — لمہی، موضع مڑھواں، وہیں میرا مکان ہے۔ ان دنوں 'مادھوری' کاریالیہ میں سمپادک کا کام کر کے آجیویکا چلا رہا ہوں۔ میں ساجک اتیاچاروں سے ستایا ہوا ایک بیکتی ہوں۔ اس سَمے میرے سامنے ایک گمبھیر سمسیا اپنی لڑکی کی شادی کی ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ آپ کے سہیوگ سے وہ سُلجھ سکتی ہے۔ میرے کئی رشتے دار یوپی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ چیرنجیوی باسودیو پرساد کے لیے میرا پرستاؤ سویکار کریں۔ میرے وِشے میں اور جو کچھ جاننا چاہیں، لکھیے گا، سہرش اُتر دوں گا۔

آپ کا، پریم چند

(371)

بنام شیوپوجن سہائے

مادھوری کاریالیہ، نولکشور پریس (بک ڈپو)، لکھنؤ

31-12-1928

پریہ شیوپوجن سہائے جی، وندے!

کنڈلی ملی۔ اس کے لیے انوگرہت ہوں۔ میں نے یہاں ایک پُرانے پنڈت جی کو دکھایا۔ شاید آپ بھی انھیں جانتے ہوں — نیل کنٹھ مہاراج۔ انھوں نے تو کہا ہے کہ کنڈلیوں میں کوئی کھٹکنے والی بات نہیں ہے۔ آگے دیو جانے۔ میں تو کنڈلی کو جاننے کی پابندی ہی سمجھتا ہوں۔ بھوشیہ کس نے پڑھا ہے اور کون پڑھ سکتا ہے؟ اب آپ

مجھ سے اس وِشے میں بابو رام دھاری پرساد جی کے کھنانوسار جو چاہیں پوچھ سکتے ہیں اور مجھے بھی دو چار باتیں بتانے کا کشٹھ آپ کو اٹھانا پڑے گا، سنیے —

(1) بابو شیام جی کے بھائی ہیں؟

(2) ان کے پتاجی تو ہیں ہی، ماتاجی بھی جیوت ہیں یا نہیں؟

(3) ریل کے اسٹیشن سے کتنی دور گھر ہے؟

(4) بابو شیام جی کی شکچھا کہاں تک ہوئی ہے؟

(5) انھیں کوئی بیماری تو نہیں ہے؟

(6) ان کا کوئی فوٹو آپ بھجوا سکتے ہیں؟

(7) سوبھاؤ کے کرودھی، گھمنڈی تو نہیں اور آچرن کے شُدھ ہیں یا نہیں؟ من کی استھتی کیسی ہے؟

آپ کرپا کرکے یہ باتیں لکھ بھیجیے گا۔ پھر جب صلاح ہوگی، ہم لوگ چل کر گھر کو دیکھ آویں گے۔ آپ کے لیکھ کا انتظار ہے۔ پریس تو آپ ہی کا ہے۔ آپ کو فکر نہ ہوگی تو کسے ہوگی۔ کھید یہی ہے کہ میں اُرن اُپکاروں سے اُرن کیسے ہو سکتا ہے۔ شیش کوشل ہے۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(372)

بنام شیوپوجن سہائے

نولکشور پریس (بک ڈپو) 2، ہیویٹ روڈ، لکھنؤ

30-1-1929

پریہ شیوپوجن جی،

آج پنڈت رام ورکچھ جی کے ایک پتر سے مجھے بڑی چنتا ہوگئی ہے۔ انھوں نے بابو شیام دھاری جی کے پتر کا ایک ٹکڑا نقل کرکے بھیجا ہے جس میں شیام دھاری جی

نے لکھا ہے کہ 'مجھے بیکتی گت روپ سے کوئی آپتّی نہیں، لیکن پتاجی آویں تو۔ اس سے مجھے سندیہہ ہورہا ہے کہ کوئی بادھا کھڑی ہوگئی۔ آپ کا مون اس سندیہہ کی اور بھی وِرِدھ کررہا ہے۔ کرپیا لکھیے، کیا بات ہے؟ لیا مجھے بانکی پور جانے کی ضرورت ہے، یا نراش ہو جاؤں؟ میں نے تو سمجھا تھا ایک سجّن مل گئے اور میری چنتاؤں کا اَنت ہوا، پر جان پڑتا ہے معاملہ اتنا سرل نہیں ہے۔

میں آپ کے پتر کا بڑی اَدِھیرتا سے انتظار کررہا ہوں۔ لیکھ آپ نے نہیں بھیجا۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(373)

بنام شیوپوجن سہائے

مادھوری کاریالیہ، نولکشور پریس، لکھنؤ

31-1-1929

پریہ بندھووَر، وندے!

پتر ملا، انوگرہ۔ کل ایک پتر لکھ چکا ہوں۔ اب معاملہ صاف ہوگیا۔ فروری تک پرتیکشا کروں گا۔ بلاک بننے کو دے دیے گئے ہیں۔ لیکھ کا انتظار ہے۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(374)

بنام جے پی بھارگو

25، مارواڑی گلی، لکھنؤ، غالبًا جنوری 1929

پریہ پنڈت جی،

مجھے کھید ہے کہ یدپی میں نے اپنے پتر میں آپ سے جلدی جواب دینے کے لیے کہا تھا تاہم آپ نے میری پرارتھنا پر کوئی دھیان نہ دیا۔ نہ مجھے حساب ملا اور نہ روپیہ۔ کیا آپ اب بھی ایسا سوچتے ہیں کہ منافع تب بٹے گا، جب کل لاگت پونجی

لوٹ آئے گی؟ میں ایسا نہیں سوچتا۔ ہمارا اقرارنامہ یہ تھا کہ سارے خرچے کاٹنے کے بعد منافع برابر برابر بانٹ لیا جائے۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ منافع بانٹنے کے پہلے کُل لاگت وصول ہوجانی چاہیے۔ میری سمجھ میں یہ ایک بھرانت دھارنا ہے۔ مان لیجیے میں نے اس برس پُستک مالا میں ایک اور پُستک جوڑی ہوتی جس میں تین ہزار روپے کی لاگت لگتی تو شاید مجھے تب تک رُکنا پڑتا جب تک کہ آپ کے یہ تین ہزار بھی وصول نہ ہوجاتے۔ پھر مان لیجیے اگلے سال ایک اور کتاب نکل آتی تو پھر نئی پونجی لگانی پڑتی۔ اگر آپ کا ایسا خیال ہے تو منافع بانٹنے کا وقت کبھی نہ آئے گا کیونکہ آپ کا کچھ روپیہ ہمیشہ اسٹاک میں لگا رہے گا اور منافع کا وِبھاجن کبھی سمبھو نہ ہوگا۔

اور پھر آپ کی کُل لاگت نکل آئے گی تب آپ کو کتابوں کی بکری کو آگے بڑھانے میں کیا دلچسپی رہ جائے گی۔ سَمے بیتنے کے ساتھ ساتھ بکری ڈھیلی پڑتی جائے گی اور آپ اپنی لاگت نکال کر پوری طرح بچے رہیں گے، ایکدم سورکشِت، مجھ کو بھاری نقصان اٹھانا پڑے گا۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں ان پُستکوں کو بیچ سکتا تھا اور ان سے مجھے کچھ بھی نہیں تو دو ہزار دو سو روپے کے قریب ملے ہوتے۔ پروف کے سنشودھن سے مجھے کوئی مطلب نہ ہوتا۔ یہ کیا میری اور سے لاگت میں ہاتھ بٹانا نہیں ہے؟ کیا میری محنت کی کوئی قیمت نہیں ہے؟ اس دو ہزار دو سو روپے سے مجھے ایک سو بتیس روپیہ سالانہ سود کی آمدنی ہوتی۔

پچھلے سال آپ نے جو حساب دیا تھا، اس سے پتہ چلتا تھا کہ سترہ سو روپے کا منافع ہوا۔ کچھ چیزوں کا حساب غلط لگایا گیا تھا، اُداہرن کے لیے کُل بکری پر تینتیس پرتیشت کاٹا گیا تھا جب کہ کچھ کتابیں پھٹکر کر گراہکوں کے ہاتھ بھی بکی ہوں گی۔ لاگت کو دیکھتے ہوئے ساڑھے آٹھ سو روپے کا منافع کسی طرح سنتوش جنک نہیں کہا جاسکتا۔ کل لاگت پانچ ہزار روپے کی تھی۔ یہ سب نقد نہیں تھا۔ کاغذ اُدھار خریدا گیا۔ اگر کاغذ نقد خریدا گیا ہوتا تو چار فی صد کی چھوٹ تمام استعمال ہونے والے کاغذ کے کمیشن کے رُوپ میں ہوئی ہوتی۔ پھر وِگیاپن کے خرچے میں بھی کچھ آنوپاتِک کمی ہوگئی ہوتی کیونکہ وِگیاپن میں پُستک مالا کے علاوہ بھی کچھ پُستکیں شامل کرلی گئی تھیں۔

ان باتوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے اور ایک روپیہ سود کاٹنے کے بعد بھی کافی اچھا مارجن بچ جاتا ہے اور کل پونجی کا قریب ایک تہائی حصہ وصول ہوچکا ہے۔

میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں کہ میری بیٹی کی شادی اس سال طے ہوجائے گی اور مجھے اپنے اپ ٹو ڈیٹ منافعے کی رقم کی ضرورت ہوگی۔

میں آپ سے پرارتھنا کروں گا کہ آپ ہم دونوں کی ہی ورشٹیوں سے وچار کریں اور اپنا ہی جیب بھرنے کی جلدبازی نہ دکھلائیں۔ اسٹاک آپ کے پاس ہے۔ یہ کیا کافی گارنٹی نہیں ہے۔

میں 6 فروری کو بنارس آنے کو سوچتا تھا لیکن چونکہ مجھے آپ کے پاس سے کوئی خط نہیں ملا اور مجھے شک ہے کہ آپ وہ رقم مجھے دیں گے اس لیے میں روپیہ کا انتظار لکھنؤ میں کروں گا۔

میرے ایک دوست سودرشن صاحب نے اسی طرح کا اقرارنامہ میکملن اینڈ کمپنی کے ساتھ کیا ہے۔ ان کو اپنا آدھا منافع ہر چھٹے مہینے مل جاتا ہے۔ میں سمجھ نہیں پاتا کہ آپ کیوں اقرارنامے کو اس کی اصل شکل سے مختلف ڈھنگ سے پیش کررہے ہیں۔

آشا ہے کہ آپ مزے میں ہیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(375)

بنام دیانرائن نگم

نولکشور پریس، لکھنؤ، 21 فروری 1929

بھائی جان، تسلیم

آپ کو یہ سن کر مسرت ہوگی کہ بیٹی کی شادی ضلع ساگر کے ایک متمول خاندان میں طے ہوگئی ہے۔ وہ لوگ یہاں آئے تھے اور کل واپس گئے ہیں۔ دو چار روز میں میں برچھے کی رسم ادا کرنے جاؤں گا۔ لڑکا بی۔اے۔ میں پڑھتا ہے۔ جائیداد

معقول ہے۔ مگر صرفہ چار ہزار کا ہے۔ میری بھگت کل دو ہزار کی ہے۔ آپ بتلا سکتے ہیں کہ آپ مارچ کے آخر تک میری کتنی مدد کرسکتے ہیں تاکہ میں بقیہ کی اور کوئی فکر کروں۔ میں آپ کو اس وقت مطلق تکلیف نہ دیتا مگر وہ لوگ امسال ہی شادی کرنے پر مُصر ہیں۔ اس وجہ سے مجبور ہوں۔ شادی بنارس سے کروں گا۔

آج زمانہ مِلا۔ اس ماہ میں نے اُودھو والی تصویر مادھوری میں نکلوائی تھی مگر آپ نے تقدیم کی۔ اب یہ لوگ بلاک کا دام کس حساب سے دیں، کیسے حساب ہوگا۔ لکھیے گا اسی طرح سے طے کردوں۔ اگر اس ماہ میں آپ نے نہ لگائی ہوتی تو یہ لوگ تصویر، بلاک وغیرہ کا دام دینے پر راضی تھے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ نے چھپوا لی ہے ورنہ آپ کو منع کردیتا کہ اس ماہ میں نہ چھاپیے گا۔ مگر خیر۔ جواب کا منتظر رہوں گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(376)

بنام دیانرائن نگم

28 فروری 1929

بھائی جان، تسلیم

میں نے کل نولکشور پریس سے بات چیت کی وہ 1500 'ڈیمائی سائز' سہ رنگی کے کم سے کم 28 روپیہ مانگتے ہیں۔ اس سے کم کرنے پر راضی نہیں ہیں۔ آپ کو اس میں کفایت معلوم ہوتی ہو تو مجھے اطلاع دیں۔ کاغذ بھی اس میں شامل ہے۔

ہاں جسٹس میں نے شروع کردیا۔ 17-16 صفحات کر بھی ڈالے۔ لیکن ابھی اس کی ہندی کا ترجمہ تو آیا نہیں۔ اس لیے وہ سب مشکلات جو پہلے ڈکشنریوں یا مشوروں سے حل کی تھیں پھر آرہی ہیں اس لیے جب تک ہندی ترجمہ نہ آجاوے کچھ وقت تک کے لیے اسے ملتوی کرتا ہوں۔ دوسری کتابوں کے متعلق میں یہی کہوں گا کہ آپ خود ہی کرلیں۔ میں نے سمجھا تھا ایک نشست میں سات آٹھ صفحات ہوجائیں گے پر اب دیکھتا ہوں تو مشکل سے چار صفحات ہوتے ہیں۔ اور میرے پاس ایک

نشست سے زیادہ وقت نہیں ہے۔ اگر اسے کرتا ہوں تو میرا 'پردہ مجاز' رہا جاتا ہے۔
صبح کو کرتا ہوں تو 'کرم بھومی' میں ہرج ہوتا ہے۔ اور دوسرا کون سا وقت ہے۔
جسٹس تو میں کسی نہ کسی طرح کر ہی ڈالوں گا لیکن باقی دونوں کو میرا استعفیٰ ہے۔
اتنے ہی وقت میں مَیں زیادہ فائدہ کا کام کر سکتا ہوں۔ اور تو کوئی تازہ حال نہیں ہے۔
امید ہے آپ خوش ہیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(377)

بنام دیانرائن نگم

لکھنؤ، 19 مارچ 1929

بھائی جان، تسلیم

کربلا آغاز سے دسمبر سنہ 27 تک لانا نہ بھول جایئے گا۔ یہ یاددہانی کر رہا ہوں۔
اگر فاضل پرچے نہ ہوں گے تو نقل کرا لیے جائیں گے۔

ہاں Strife اور Golden wing بھی ذرا لیتے آیئے گا۔ دونوں گالس وردی کی ہیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(378)

بنام دیانرائن نگم

ہیویٹ روڈ، لکھنؤ، 16 اپریل 1929

بھائی جان، تسلیم

آپ سن کر خوش ہوں گے کہ بیٹی کی شادی طے ہوگئی۔ لڑکے کی بہن یہاں
اپنے شوہر کے ساتھ آئی تھی اور دیکھ بھال کر خوش چلی گئی۔ اب مجھے تلک بھیجنا
ہے۔ شادی جھنٹ میں ہوگی۔ میں مئی کے پہلے ہفتے میں دو ماہ کی رخصت لے کر
آؤں گا۔ میرا ارادہ اتوار کو آنے کا ہے۔ ذرا مسٹر ہیرالال کھنہ سے ملنا ہے۔ اپنی

ریڈروں کے انگریزی میں رائج کرنے کے لیے ان سے کہنا ہے۔

میں نے گالس وردی کا ڈرامہ نصف ختم کرلیا ہے۔ باقی اس ماہ میں ختم کردوں گا۔ آپ نے اپنے دونوں ڈراموں کو شروع کیا یا نہیں۔ کتنا کرچکے؟

اودھو والی تصویر کے بلاک میں نے تیس روپے پر مادھوری کو دے دیے۔ بیس روپے اصل تصویر کے مصنف صاحب کی نذر کرنے تھے، باقی دس روپے میرے پاس ہیں۔

آپ سے یہی گذارش ہے کہ اس وقت آپ زیادہ سے زیادہ میری جتنی امداد کرسکتے ہوں کردیں۔ حساب پُرانا پڑا ہوا ہے۔ اسے بھی صاف کرا دیجیے۔

اور کیا عرض کروں۔ اتوار کو انشاء اللہ ملاقات ہوگی۔

آپ کا، دھنپت رائے

(379)

بنام دیانرائن نگم

کانپور، 17-4-1929

بھائی جان، تسلیم

بلا اطلاع آیا اور قریباً دو گھنٹے کے انتظار کے بعد اب جارہا ہوں۔ یہ قصہ زمانہ کے لیے لکھا ہے۔ پسند آئے تو دے دیجیے گا۔ اس میں کہیں الفاظ underlined نظر آئیں گے۔ وہ ہندی مترجم نے بنائے ہیں۔ ان سے کچھ معنی نہیں ہے۔

والسلام، دھنپت رائے

(180)

بنام دیانرائن نگم

نولکشور پریس، لکھنؤ، 17 اپریل 1929

بھائی جان، تسلیم

کشمکش کا یہ ترجمہ ارسالِ خدمت ہے۔ 'انصاف' بھی نصف سے زیادہ ہوگیا ہے۔

وسط مئی تک ختم ہو جائے گا۔ میں نے کوشش تو یہی کی ہے کہ ترجمہ صحیح ہو اور اس کے ساتھ ہی محاورہ ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ آپ اسے دیکھیں۔

اب کی کانپور گیا تو آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ عجلت تھی، ٹھہر نہ سکا۔ 'شاہکار' تو اب غالباً نہ نکلے گا۔ آپ ان سے میرا قصہ لے لیں اور زمانہ میں نکال دیں۔

بقیہ خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(381)

بنام دیانرائن نگم

بنارس سرسوتی پریس، 23 مئی 1929

برادرم، تسلیم

میں 21 تاریخ کو یہاں آپہنچا۔ امید ہے آپ نے گھڑی منگوانے کا انتظام فرما لیا ہوگا۔

میں نے عرض کیا تھا کہ 'خاکِ پروانہ' کی کچھ جلدیں لاجپت رائے اینڈ سنز بک سیلر لاہور کے یہاں بھیج دیجیے گا۔ اگر اب تک نہ روانہ کی ہوں تو اب 70 جلدیں بھجوادیں۔ ممنون ہوں گا اور تو سب خیریت ہے۔ گالزوردی کا 'اسٹرائف' آپ نے شروع کردیا ہوگا۔ میرا تو 'سلور باکس' ابھی تھوڑا اور رہ گیا ہے۔ 'جسٹس' صاف بھی ہوگیا۔ امید ہے کہ عیال بخیریت ہوں گے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(382)

بنام سوریہ کانت

لکھنؤ، 1-7-1929

پریہ سوریہ کانت جی، وندے!

آپ کا پتر اور لیکھ 'کھڑی بولی کے کوی اور کویتا' پراپت ہوا۔ آپ کا لیکھ آگامی

انک میں ہی دیا جارہا ہے۔ پُرسکار کی راشی بھی شِگھر ہی بھیج دی جائے گی۔

کرپا بھاؤ بنائیں رکھیں۔ سپریم

آپ کا، دھنپت رائے

(383)

بنام آچاریہ نریندر دیو

مادھوری آفس، لکھنؤ، 24 جولائی 1929

پریہ نریندر دیو.جی، بندے!

میں ذرا ایک ضرورت سے پٹنہ چلا گیا تھا۔ کل آیا۔ آپ کا پتر ملا۔ ہاں اب مجھے کچھ اَوکاش ہے۔ پنڈت جواہر لال جی کی سیوا کرنے کے لیے سَمے نکال لوں گا۔ آپ پُستک میرے پاس بھیج دیجیے اور یہ بتلا دیجیے کہ زیادہ سے زیادہ کب تک مجھے اُسے سماپت کردینا چاہیے۔ پس پُرسکار کے وِشے میں آپ لوگ جو کچھ نشچے کریں گے۔ اس میں مجھے آپتّی نہ ہوگی۔ میں کچھ رائلٹی مل جانے پر سنتشٹ ہوجاؤں گا۔ یا جیسا آپ اور وہ پسند کریں۔ میں آپ کا یہ کام کردینے کی چیشٹا کروں گا۔ لیکن ایک بار پُستک دیکھ لوں تو بتاؤں کہ میں اسے جلد کرسکوں گا یا کچھ وِلمب ہوگا۔

بھودِیہ، دھنپت رائے (پریم چند)

(384)

بنام دیانرائن نگم

دفتر مادھوری، لکھنؤ، 16 اگسٹ 1929

بھائی جان، تسلیم

آپ الہٰ آباد سے نہ معلوم کب لوٹ گئے کہ ملاقات نہ ہوئی۔

ایک صاحب نے میری کچھ کتابیں منگوائی ہیں۔ دو کتابیں تو میرے پاس ہیں مگر پریم بتیسی اور پچیسی موجود نہیں۔ اگر آپ ان دونوں کتابوں کی ایک ایک جلد ہر دو

حصہ یا پچیسی موجود نہ ہو تو صرف بتیسی ہر دو حصہ ایک ایک بواپسی بھجوا دیں تو میں یہ فرمائش پوری کردوں۔ امید ہے کہ منّو بابو کو Send of کہنے کے لیے میں بھی کانپور پہنچوں۔ آپ نے تو شاید اب لکھنؤ آنے کی قسم کھالی۔ مرزا عسکری نے آپ کوشاید خط لکھا ہو۔ انڈین پریس سے یہاں کا معاملہ بہتر ہے کیونکہ یہاں ہم بھی ہر طرح کی امداد کریں گے۔ چاہے رائلٹی کم ملے پر آپ کو مشقت بہت کم کرنی پڑے گی۔

میری رام چرچہ آپ دیکھ ہی چکے۔ رام نارائن لال نے باکمالوں کے درشن بھی چھاپ دیا۔ آؤں گا تو ایک جلد نظر کروں گا۔ رام چرچہ تو پانچویں چھٹویں جماعت کے لیے مزید خواندگی کے لیے موزوں ہے۔ باکمالوں کے درشن نویں دسویں کے لیے موزوں ہوگی۔ کچھ نہ ہو تو الحاقی کُتب میں تو آہی جانا چاہیے۔ کچھ امید ہے؟ کتابیں ضرور بھجوا دیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(385)

بنام دیانرائن نگم

مادھوری کاریالیہ، لکھنؤ، 2 ستمبر 1929

بھائی جان، تسلیم

آپ کے دو کارڈ ملے۔ اب میں امین الدولہ پارک میں رہتا ہوں۔ مکان کا نمبر کہیں نہیں ملتا۔ ہاں، یحییٰ کی دُکان پر پوچھنے سے پتہ چل سکتا ہے۔ بالکل کانگریس کے دفتر سے ملحق میرا مکان اسی لائن میں ہے۔ دروازہ عقب سے ہے۔ میرے مکان کے ٹھیک نیچے پف سوئنگ مشین کی ایجنسی ہے۔ چیرونجی لال پارچہ فروش بھی وہیں رہتا ہے۔ اس سے پوچھنے سے پتہ چل جائے گا۔

میں سنیچر کو آنے والا تھا مگر اس کے ایک روز قبل ہی سے گھر میں تین مریض ہوگئے۔ دُھنّو کی والدہ کے دانتوں میں درد اور بخار، بٹی کی انگلی میں پھنسی جو بسہری کہلاتی ہے اور نہایت درد پیدا کرنے والی ہوتی ہے۔ اور دُھنّو کی ماں کو بخار اور پیچش۔

کل بیٹی کی انگلی چروا دی۔ اب درد کم ہے۔ دُھنو کی ماں کے دانتوں کا درد ابھی بدستور ہے۔ ہاں، بخار بند ہوا۔ اب دانت نکلوا دینے کی صلاح ہے۔ اور دُھنو کی مامی کا بخار بھی سابق دستور ہے۔ ان وجوہ سے نہ آسکا اور جس دن آپ کا کارڈ ملا تھا اُسی دن تک مجھے امید تھی کہ آؤں گا۔ مگر شام کو یہاں سے گیا تو معلوم ہوا کہ اب نہیں جا سکتا۔ خط لکھنے کا موقع نہ تھا۔

عزیزم منّو کے ساتھ میری دُعائیں ہیں۔ بچّوں کو دُعا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(386)

بنام کیشورام سبھروال

نولکشور پریس، لکھنؤ، 20 ستمبر 1929

عزیز سبھروال

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میں کتنا احسان فراموش ہوں کہ آپ کی مہربانیوں کو پی گیا اور جواب تک نہ لکھا۔ مجھے 'جاپان ٹائمز' کے شمارے ہر ماہ پابندی سے مل رہے ہیں۔ سالنامہ مجھے خاص طور پر پسند آیا کیونکہ اس میں جاپان کے متعلق جامع معلومات تھیں۔ ان نوازشوں کے لیے میں آپ کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں۔ میں 'ٹائمز' بہت دلچسپی سے پڑھتا ہوں۔ کیونکہ یہ بہت ولولہ انگیز اور رُوح پرور ہوتا ہے۔ اس کے ادبی مضامین سے مجھے خصوصی دلچسپی ہے۔ کیا آپ نے ہندستان کے مشہور اہلِ قلم کو 'ٹائمز' کے لیے لکھنے کی دعوت نہیں دی؟ کیونکہ میرے خیال میں اس سے دو قوموں کے درمیان زیادہ خوشگوار تعلقات قائم ہونے میں مدد ملے گی۔ بطور ایک ہندستانی مجھے اس بات پر دکھ ہے کہ اس رسالے کو ہندستان اور اس کی جدوجہدِ آزادی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہندستان بجا طور پر جاپان پر فخر کرسکتا ہے۔ اور قدرتی طور پر اُس سے ہمدردی کی توقع رکھتا ہے۔ جاپان میں ڈاکٹر ٹیگور کے شاندار استقبال سے ہر شخص یہی سمجھا تھا کہ جاپان کی ہندستان سے دلچسپی بالکل ختم نہیں

ہوئی مگر افسوس کہ جاپان کی دلچسپی کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔

کیا 'مادھوری' اور 'وشال بھارت' میں شائع شدہ میری کوئی حالیہ کہانی آپ کو پسند آئی؟ آپ اُن کے مقصد کو شاید پسند نہ کریں۔ مگر جب تک ہندستان غلام ہے اُس کا آرٹ بلندترین پروازیں نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک غلام ملک کا ادب کسی آزاد ملک کے ادب سے مختلف ہوتا ہے۔ ہمارے سماجی اور سیاسی حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ جہاں بھی موقعہ ملے لوگوں کو تعلیم دینے کی کوشش کی جائے۔ جذبات جتنے شدید ہوں گے تصنیف اسی قدر ناصحانہ ہوگی۔ نوجوان اہلِ قلم اس سلسلہ میں زیادہ قصور وار ہیں۔ جوانی کے جوش میں وہ آرٹ کے اصولوں کو بھول جاتے ہیں۔ کیا انھیں معاف کیا جاسکتا ہے؟

میں نے حال ہی میں دو مختصر ناول 'نرملا' اور 'پرتگیا' کے نام سے لکھے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ادبی شاہکار ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ ان کے ذریعہ صرف سماجی برائیوں کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ کیا آپ انھیں پڑھنا پسند کریں گے؟ مطلع فرمایئے گا۔

اس سال بارش سے بہت نقصان ہوا ہے۔ کچھ صوبوں میں سیلاب آئے۔ لیکن اگر ستمبر کے مہینہ میں بارش نہ ہوئی تو اب تک کی بارش سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

دعائے خیر

آپ کا، دھنپت رائے

(387)
بنام ونود شنکر ویاس

نولکشور پریس (بکڈپو) لکھنؤ، 6 ستمبر 1929

پریہ ویاس جی

کرپا پتر ملا۔ 'مدھوکری' پہلے ہی مل گئی تھی۔ سنگرہ اچھا ہے، کہانیوں کا چناؤ سندر۔ چھپائی میں اشدھیاں اور وِراموں کا آبھاؤ اس سنگرہ کی وشیشتا ہے۔

آلوچنا کی دو ایک باتوں سے میں سہمت نہیں ہوں۔ مگر یہ کوئی آکچھیپ نہیں

کرتا۔ آپ کو اپنی رائے پرکٹ کرنے میں اتنی سوادھینتا ہے جتنی مجھے یا دوسرے کو ہے۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(388)
بنام ونود شنکر ویاس

لکھنؤ، 10 ستمبر 1929

پریہ ویاس جی، بندے

آپ نے 'مدھوکری' پر میری سمتی پوچھی ہے۔ سنگرہ سُندر ہوا ہے۔ اور کہانیوں کے چناؤ میں سُوُرُوچی سے کام لیا گیا ہے۔ ایسے سُندر سنگرہ پر میں آپ کو بدھائی دیتا ہوں۔ میرے اور آپ کے ساہتیک آدرشوں میں کنچت اُنتر ہے۔ پر یہ کیسے آشا کی جاسکتی ہے کہ سبھی لوگ ایک ہی جیسے وچار رکھتے ہوں۔ یہ بھید سُبھاوِک ہے۔ اس سے سنگرہ کی سندرتا میں کوئی بادھا نہیں پڑی۔ سنگرہ میں بنارس والوں کے ساتھ آپ نے ضرورت سے زیادہ اُودارتا کی ہے۔ پر شاید میں سنگرہ کرنے بیٹھتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا۔ میرا 'گلپ سموچیہ' تو ایک پرکاشک کے سنکیت پر کیول اسکول ککشاؤں کے لیے اُسی کے بتائے ہوئے لیکھکوں سے کیا گیا تھا۔ اس میں مَیں اُن لیکھکوں کو کیسے لاسکتا تھا جن کو پرکاشک نے سویم الگ کردیا تھا۔ اسکول کے لیے بُلبُل بھاشا اور جوانی سے چھلکتی ہوئی کہانیوں کی ضرورت نہ تھی۔ وہاں تو چرتر کا وچار ہی پردھان رہتا ہے۔

میرے وچار میں سبھی کے وچار میں ساہتیہ کے تین لکچھ ہیں۔ پرشکرت، منورنجن اور اُدگھاٹن۔ لیکن منورنجن اور اُدگھاٹن بھی اُسی پریشکرتی کے آدھین آجاتے ہیں کیونکہ لیکھک کا منورنجن کیول بھانڈوں یا نقالوں کا منورنجن نہیں ہوتا۔ اس میں پریشکار کا بھاؤ چھپا رہتا ہے۔ اس کا اودگھاٹن بھی پریشکرت کا اُڈیشیہ سامنے رکھ کر ہی ہوتا ہے۔ ہم گپت منوبھاووں کو اس لیے نہیں درشاتے کہ ہمیں اُن کی دارشنک ویویچنا کرنی ہے۔ بلکہ اس لیے کہ ہم سُندر کو آکرشک اور اَسُندر کو سیہ دکھانا چاہتے ہیں۔

چھما کرنا۔ کیا سے کیا لکھ گیا۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(389)

بنام بنارس داس چترویدی

غالباً نومبر 1929

میں ساہتیہ میں نگن کو وواسناؤں کا ندرشن بہت ہی ہانیکارک سمجھتا ہوں۔ چاکلیٹ آدی کو روکنے کے لیے سب سے اچھا طریقہ پمفلٹ چھاپنا ہے۔ ساہتیہ میں اس کو لانے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی آدمی چوری کو روکنے کے لیے چور-کلا کی بیاکھیا کرے — یوں گھر والوں کو ملایا، یوں رات کو گیا، یوں تالے کو توڑا، یوں سیندھ لگایا، یوں گھر والوں کے جاگنے پر اس سے لجّا آئے یا نہ آئے، پر ایسے لوگوں کو یہ کلا آجائے گی جو ابھی تک چوری کا ساہس نہ کرسکتے تھے۔ بہت سے لوگ کیول اس لیے ویشیاؤں سے بچے رہتے ہیں کہ انھیں اس کوچے کی ریتی نیتی نہیں معلوم۔ اگر کوئی ویشیاگامیوں کو لجّت کرنے کے ارادے سے ہی کیوں نہ ہو، اس ریتی کا رہسیہ کھول دے، تو ان لوگوں کی جھجھک دور ہو جائے گی اور وے کھل کھیلیں گے۔ ساہتیہ کا پربھاؤ چرتر پر بہت پڑتا ہے۔ ساہتیہ کا اُدّیشیہ ہی چرتر کا نرمان ہے، اس لیے اس کام میں اپنے آدرشوں اور اُدّیشیوں کو پوتر رکھنا چاہیے۔ گھاسلیٹ ساہتیہ کا آندولن آپ نے بند کردیا، بہت اچھا کیا۔ ('وشال بھارت، دسمبر 1929، صفحہ 822)

(390)

بنام راجیشور بابو

نولکشور پریس (پستک وبھاگ)

لکھنؤ، 3-12-1929

پریہ کانہا جی،

تمھارا پتر پڑھا۔ مادھوری پریشرمک جلدی ہی بھیج دیا جائے گا۔ سوچی تو بن گئی ہے۔ دھن بھی آہی رہا ہے۔

پتریکا کے بارے میں تم نے وگیاپن تو دیکھ ہی لیا ہوگا کوئی بھی ایک دوسرے پر

غلطی کے لیے چھینٹاکشی نہیں کرسکے گا۔ اپنی اور سے پورا پریتن کرو۔ اپنی جھینپ کو ہٹا دو اور پورے اُتساہ اور آشا سے لکھو۔

تم ساجھے داری چاہتے ہو یا نہیں اس کا تمھیں سویم لینا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم پتریکا کے لیے لگ بھگ 16 پرشٹھ لکھو۔ ایک مولک لیکھ، ایک انُودِت اور ایک دو پرشٹھ دھرتے دار نوٹس۔ اس برس کے انت میں، یدی بھاگیہ نے ساتھ دیا تو ہماری انوپات سے تمھاری پرشرمِک بھیج دیا جائے گا۔ یہ بات میں اسپشٹ کردینا چاہتا ہوں۔ مان لو تم نے ایک سال میں 100 پرشٹھ لکھے اور لگ بھاگ 1999 کا ہوا۔ سال بھر میں 768 = 64x12 پرشٹھ چھپے اور لابھ 1000 کا ہوا۔ تمھارا پرشرمِک 130 روپیہ ہوگا۔ یدی تم ہر مہینے 16 پرشٹھ لکھو تو تمھیں 260 روپے ملیں گے۔ پرنتو یہ سب سمبھاوِک ہے۔ ہوسکتا ہے کہ پہلے برس لابھ ہو ہی نہیں۔ اُس استھتی میں تمھیں اسی بات پر بھروسہ کرنا ہوگا کہ اگلے برس بھاگیہ بدلے گا۔ ساجھے دار ہونے کے ناتے تمھیں گھاٹے کے لیے تیار رہنا ہوگا۔ اب زرنے تمھیں لینا ہوگا کہ تمھیں کون سا راستہ اپنانا ہے اور بھائی صاحب سے صلاح کرکے مجھے بتلادو۔ تم یہ پتر ان کو پڑھ کر سنا دو۔ میں نہیں چاہتا کسی پرکار کی غلط فہمی ہو یا سنشے ہو۔

پتریکا بسنت پنچمی تک نکالنی ہے۔ جتنی جلدی ہو تم اس دِشا میں کام کرو۔ اور مجھے سوچت کرو اُتنا ہی بہتر ہوگا۔

ساسنیہ، دھنپت رائے

(391)

بنام دیانرائن نگم

دسمبر، 1929

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب 'زمانہ'، تسلیم

رسالہ 'زمانہ' کا ماہ نومبر کا پرچہ دیکھ کر میرے دل میں چند خیالات پیدا ہوئے۔ انھیں عرض کردینا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ امید کہ جناب کو ناگوار نہ ہوگا۔ اس زمانہ میں جب کہ گوناگوں اخلاقی، سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی مسائل ہماری تمام تر توجہ کے مستحق ہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ 'زمانہ' کا قریب قریب ایک پورا نمبر محض

آتش کے کلام کے تبصرہ کے نذر ہوگیا۔ میں آتش کی استادی کا قائل ہوں۔ لکھنؤ شاعری کا مذموم پہلو آتش کی شاعری میں مقابلتاً کم ہے۔ مگر پھر بھی اتنا زیادہ ہے کہ بہ استثناء ان حضرات کے جو لکھنوی شاعری کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ اور ابتذال جن کی طبیعت ثانی ہوگئی ہے۔ اور سبھی طبائع کو موجود معیار اور ذوق صحیح سے گرا ہوا نظر آتا ہے۔

لٹریچر کا موضوع ہے تہذیبِ اخلاق، مشاہدہ، جذبات، انکشاف حقائق اور واردات و کیفیات قلب کا اظہار۔ جو شاعری حسن و عشق کو آئینہ و شانہ، خنجر و محشر، سبزہ و خط، دہن و کمر، کے تخئیل سے ملوث کرتی ہو۔ وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ آج ہم اس کا وِرد کریں۔ جن کی اُفتادِ طبیعت اس رنگ کی ہے۔ انھیں اختیار ہے۔ آتش یا ناسخ، رند اور امانت کا وظیفہ پڑھیں لیکن 'زمانہ' کے مختلف الطبائع ناظرین کو اس وِرد وظیفہ میں شریک ہونے کے لیے مجبور کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ مرزا جعفر علی خاں صاحب نے اپنے تبصرہ میں آتش کے کلام کا انتخاب پیش کیا ہے مگر اس انتخاب میں بھی بیشتر ایسے اشعار ہیں جنھیں ذوقِ لطیف ہرگز قابلِ ستائش نہ سمجھے گا۔ ملاحظ ہو:

بھر گیا دامنِ نظارہ گل و نرگس سے
آنکھ اٹھا کر جو کبھی تم نے اِدھر دیکھ لیا

آنکھ کی رعایت سے نرگس کو لاکر دامنِ نظارہ کو گل نرگس سے بھر دینا اس میں کیا ندرتِ خیال ہے۔ کیا حقیقت ہے سمجھ میں نہیں آتا۔

قاصدوں کے پاؤں توڑے بدگمانی نے مری
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشانِ کوئے دوست

کیوں نہیں بتلایا؟ تھی آپ کی حماقت یا نہیں؟ آپ کو خوف ہوا کہیں معشوق قاصد کا دم نہ بھرنے لگے۔ واہ رے معشوق اور واہ رے عاشق۔ دونوں زندہ درگور۔ ایسے اشعار ایک نہیں سینکڑوں ہیں۔ بہت چھان بین کرنے سے سو دو سو اشعار سارے دیوان میں ایسے نکلیں گے جو پاکیزہ کہے جاسکیں۔ جن میں واقعی جذبہ، سچا درد، رند نوائی، حسرت چونکا دینے والی جدّت، رعشہ براندام کردینے والی نازک خیالی اور جنون

انگیز مستی ہو۔ 'زمانہ' میں اگر میرا اندازہ غلطی نہیں کرتا تو ایک درجن مرتبہ آتش کی مرثیہ خوانی کی جاچکی ہے۔ یقیناً مشاغلِ ادب میں شعرائے سلف کی مرثیہ خوانی کے سوا اور بھی بہت سے ضروری کام ہیں۔ اور خاص کر ان شعرا کا کلام جن کے دیوان کو وہ کندن و کاہ برآوردن کے مصداق ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کسی رسالہ کے ایڈیٹر کو ذاتی رجحانات اور دوستانہ تعلقات سے بالاتر رہنا چاہیے۔ اس کا فرض ہے کہ ہر رنگ اور ہر مذاق کے ناظرین کا لحاظ رکھے یہ نہیں کہ

غیرت مہر و رشک ماہ ہو تم
خوبصورت ہو بادشاہ ہو تم
جس نے دیکھا تمھیں وہ مر ہی گیا
حسن کے تیغ بے پناہ ہو تم

(تیغ دیکھ کر کون مرجاتا ہے)

فوق ہے سارے خوش جمالوں پر
وہ ستارے جو ہیں تو ماہ ہو تم

جیسے طفلانہ جذبات کے اشعار سے پرچہ کا پرچہ بھردیں۔
سمع خراشی کے لیے معاف فرمائیے گا۔

نیازمند، پریم چند

(392)

بنام رام چندر سنہا

لکھنؤ، 12 دسمبر 1929

پریہ رام جی،

تمھارا خط پاکر خوشی ہوئی۔ اگر تمھیں اچھی سنبھاونائیں دکھائی پڑتی ہوں تو تم ودیش بھیجے جانے کے لیے اپنی رضامندی ظاہر کرو۔ مجھے اس میں کوئی آپتی نہیں ہے۔ ساٹھ روپیہ اور کھانا اور مکان بُرا آفر نہیں ہے کیونکہ اگر تم پانچ سال رہ گئے تو

قریب تین ہزار روپیہ بچا لوگے۔ یہاں پر ایسی کوئی امید نہیں ہے۔ پھر تمھیں انجانے دیشوں کے دیکھنے کا، نئے لوگوں کے ملنے کا موقع ملے گا اور تب تم گھر لوٹوگے تو کافی جہاں دیدہ آدمی ہوں گے۔ میں بہت کر کے بسنت پنچمی سے ایک ماسِک پتریکا نکالنے جارہا ہوں۔ کانہہ جی سہیوگ دینے والے ہیں۔ تمھیں بدیشوں کے رسم رواج پر لکھنے کے لیے مسالا ملے گا۔

تمھیں موقع نہ چھوڑنا چاہیے ....

تمھارا، دھنپت رائے

(393)

بنام جے شنکر پرساد

سرسوتی پریس، بنارس، غالباً 1929 کے آخر

پریہ پرساد جی،

آج تو اچھا ہوں۔ میں نے آج یہ باغیچہ دیکھا۔ لکشمی چند جی آئے تھے، انھوں نے دکھایا۔ اس کے اندر ایک بارہ دری جیسی ہے، مگر گزر کے لائق ہے۔ جگہ کھلی ہوئی اور صاف ستھری ہے اور مجھے پسند ہے۔ پریس کے لیے لکشمی چند جی باہر والے کھنڈہر پر چھت ڈالنے کو کہتے ہیں جس میں ایک ہزار یا کچھ کم خرچ پڑے گا۔ میں نے کرایہ پوچھا، مگر انھوں نے کچھ بتایا نہیں۔ مجھ پر چھوڑ دیا۔ آپ بتایئے، میں انھیں کیا لکھ دوں؟ مجھے باغیچے کے لیے مالی رکھنا پڑے گا اور سینچائی کا پربندھ بھی کرنا پڑے گا۔ اگر ایسا ہو کہ آپ ان سے طے کرالیں تو اچھا ہو، لیکن اس میں آپ کو اَسوویدھا ہوگی۔ اس لیے آپ انداز لگا کر بتایئے کہ میں ان کو کیا آفر کروں۔ میری سیما 45 روپے سے آگے نہیں جاتی۔ 10 روپے کا مالی بھی رکھنا پڑے گا۔ سینچائی کا خرچ الگ پڑے گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(394)

بنام دیانرائن نگم

نولکشور پریس، لکھنؤ، 14 دسمبر 1929

بھائی جان، تسلیم

میں اس شب کو مجبور رہ گیا۔ جس کام کے لیے گیا تھا وہ نہ ہوسکا۔ دوسرے دن سُوورشن جی سے ملاقات ہوئی۔ 9 بجے۔ آپ اس وقت کالج جانے کے لیے تیار ہوں گے، اس لیے میں نہ حاضر ہوا۔ اس کی تلافی کروں گا۔

جی ہاں، رسالہ بنارس سے نکل رہا ہے لیکن میں بنارس نہیں جا رہا ہوں۔ کچھ لکھتا رہوں گا۔ میرے منیجر صاحب نکالتے رہیں گے۔ 'زمانہ' کے لیے کچھ لکھوں گا۔ ہاں خوب یاد آیا، میں نے آپ کا مختصر سا اسکیچ بھارت میں بھیج دیا ہے۔ اب وہ مجھ سے آپ کا بلاک مانگ رہے ہیں۔ کوئی فوٹو یا بلاک یا تو بھارت کو بھیجئے یا میرے پاس۔ میں بھیج دوں۔ اور سب خیریت ہے۔ ریڈریں تو آپ نے شروع کردی ہوگی۔

والسلام، دھنپت رائے

(395)

بنام جناردن پرساد جھا

'ہنس' کاریالیہ، سرسوتی پریس، کاشی

18-1-1930

پریہ جناردن پرساد جھا،

تمھارا 'ہنس' اب گھونسلے سے نکلنے جارہا ہے۔ ہولی کو وہ نکلے گا، لیکن اُڑکر ورکش تک پہنچے گا یا بیچ میں گر پڑے گا، یہ ہم لوگوں کے اُدیوگ پر ہے۔ تمھاری پریکشا سر پر ہے۔ یہ جانتا ہوں، لیکن پھر بھی تم سے ایک کہانی کا انورودھ کرتا ہوں۔ جنوری کے اُنت تک بھیج دو، ضرور۔ میری اِچّھا ہے کہ تم اس کے ساتھ استھائی انگ بن

جاؤ۔ مجھے وشواس ہے گھاٹا نہیں رہے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ سبھی گلپکار اپنی اچھی سے اچھی کہانیاں ہماری پتریکا میں دیں۔ اس وشئے میں ہماری پتریکا سروسریشٹھ ہوجائے۔ بولو، لکھتے ہو؟ کب تک؟

'ماں' تمھیں پسند آئی تھی۔ مجھے بھی بہت پسند تھی۔

تمھارا، دھنپت رائے

(396)

بنام آنند راؤ جوشی

مادھوری کاریالیہ، لکھنؤ، 1930-1-21

پریہ آنند راؤ جی،

کئی دن پہلے تمھارا پتر ملا تھا۔ ابھی تک جواب اس لیے نہیں دیا کیونکہ نئے انک (ماگھ مہینے) کے لیے میٹر پریس کو بھیجا جارہا تھا اور میں آشوست ہونا چاہتا تھا کہ تمھارا لیکھ اسی انک میں چلا جائے۔ تمھیں جان کر پرسنتا ہوگی کہ تمھارا لیکھ ماگھ کے انک میں پرکاشت ہورہا ہے۔

پستک کی سالوچنا ابھی تک اس لیے پرکاشت نہیں ہوسکی کہ یہاں ہمارے اسٹاف میں کسی بھی ویکتی کو مراٹھی کا اتنا گیان نہیں ہے کہ وہ سالوچنا کرسکے۔ یدی تم کسی جانے مانے مراٹھی کے لیکھک دوارا سالوچنا بھیج دو تو ہم اُسے چھاپ دیں گے۔

تمھیں یہ جانکاری مل گئی ہوگی کہ میں نئے برس (ہولی) سے ایک ہندی پتریکا نکال رہا ہوں۔ گھوسنا سنلگن ہے۔ کیا تم ہر مہینے ایک دو پرشٹھ مراٹھی کی پتریکاؤں کے بارے میں لکھ سکوگے؟ میں آبھاری ہوؤں گا۔ میں پرتیاس یوروپی، مراٹھی، گجراتی، ہندی، بنگلہ، اردو پتریکاؤں کے بارے میں سالوچنا چھاپنا چاہتا ہوں۔ مراٹھی کے لیے میں تمھیں اپنا سالوچک نیکت کرنا چاہتا ہوں۔ جیسے ماڈرن رویو پتریکاؤں کی سالوچنا چھاپتا ہے ویسے ہی فروری کے مدھیہ تک تمھارا لیکھ ہمیں پہنچ جانا چاہیے تاکہ اس سمے تک

ساری ہی پتریکاؤں پر ٹپنّی ہو سکے۔

شُبھ کامناؤں سہت

بھودیہ، دھنپت رائے

(397)

بنام ہری ہر ناتھ

مادھوری کاریالیہ، لکھنؤ، 22 جنوری 1930

پریہ ہری ہر ناتھ جی،

میں نے بڑے چاؤ سے آپ کی سندر اور اتینت آویگ پورن چیز پڑھی۔ اس میں بہت آگ ہے اور بہت درد، پر کہانی کے آدشیک تتو — کوئی وِچار، کتھانک اور چرتر — اس میں نہیں ہے اور اس لیے یہ چیز گدھ کاویہ ہے، کہانی نہیں۔ اگر آپ کی روچی اسی اور ہو تو ضرور لکھیے، پر تھوتھی بھاؤکتا سے بچیے۔ سرجن شیل من کو سرجن کرنا چاہیے — کس چیز کا؟ چرتروں کو اُجاگر کرنے والی پر ستھیتیوں کا۔ یوؤک کو آشاوادی بھاونا سے لکھنا چاہیے، اس کی آشاوادیتا سنکرامک ہونی چاہیے، جس میں کہ وہ دوسروں میں بھی اُسی بھاؤنا کا سنچار کر سکے۔ میرا خیال ہے کہ ساہتیہ کا سب سے بڑا اُدّیشیہ اُنّین ہے، اوپر اُٹھنا۔ ہمارے یتارتھ واد کو بھی یہ بات آنکھ سے اوجھل نہ کرنی چاہیے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ 'منشیوں' کی سرشٹی کریں، ساہسی، ایماندار، سوتنترچیتا منشیہ، جان پر کھیلنے والے، جوکھم اُٹھانے والے منشیہ، اونچے آدرشوں والے منشیہ۔ آج اسی کی ضرورت ہے۔ نشچیہ ہی مانو پرکرتی چُوک نہیں گئی۔ اس طرح کی رچنائیں، مجھے آشنکا ہے، لیکن لوک پریہ نہیں ہو سکتی۔ مادھوری میں تو خیر میں اسے چھاپوں گا ہی۔

میں نے لگ بھگ ہفتہ بھر پہلے لکھا تھا کہ ہنس کیا ہے اور کیا کرنے جا رہا ہے۔ میں نے اس کے لیے کہانی لکھنے اور اپنی سوویدھانوسار جلدی سے جلدی بھیج دینے کا انورودھ آپ سے کیا تھا۔ میرا لکشیہ ہے سالوچناؤں اور دوسرے وِشیوں کے اتیرکت ہر مہینے پرتھم شرینی کی، چنی ہوئی، لگ بھگ چھ کہانیاں دینا۔ ضرور ایک کہانی لکھیے۔

ہندی ساہتیہ کے ہمارے نویووک لیکھکوں کا بھوشیہ اُجوّل ہے۔ لیکن آپ بھی جانتے ہیں کہ اپنی خاص جگہ بنانے کے لیے نیمت روپ سے، لگن سے اور دھیرج کے ساتھ کام کرنا ضروری ہے۔

آشا ہے مجھے آپ کا آشواسن ملے گا کہ آپ ہنس کے لیے لکھ رہے ہیں۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(398)

بنام جے شنکر پرساد

'ہنس' کاریالیہ، سرسوتی پریس، کاشی

24-1-1930

پریہ پرساد جی،

پہلے مجھے آگیا دیجیے کہ میں 'کنکال' پر آپ کو بدھائی دوں۔ میں نے اسے آدی سے اَنت تک پڑھا اور مگدھ ہوگیا۔ آپ سے میری جو پُرانی شکایت تھی، وہ بالکل مٹ گئی۔ میں نے ایک بار آپ کی پُستک 'سمندرگپت' (غالبًا 'اسکندرگپت') کی آلوچنا کرتے ہوئے لکھا تھا کہ آپ نے اس میں گڑے مردے اکھاڑے ہیں۔ اس پر مجھے کافی سزا بھی ملی تھی، پر جو لیکھنی ورتمان سمسیاؤں کو اتنے آکرشک ڈھنگ سے جنتا کے سامنے رکھ سکتی ہے، اس طرح دلوں کو ہلا سکتی ہے، اُسے، پھر وہی بات میرے منھ سے نکلتی ہے، چھما کیجیے، پُروجوں کی کِرتی کا بھوِشیہ کے نرمان میں بھاگ ہوتا ہے اور بڑا بھاگ ہوتا ہے، لیکن ہمیں تو نئے سرے سے دنیا بنانی ہے۔ اپنی کس پرانی وَستو پر گورَو کریں؟ ویرتا پر؟ دان پر؟ تپ پر؟ ویرتا کیا تھی؟ اپنے ہی بھائیوں کا رَکت بہانا۔ دان کیا تھا؟ اکادھیپت کا نگن نرتیہ اور تپ کیا تھا؟ وہی جس نے آج کم سے کم 80 لاکھ بیکاروں کا بوجھ ہماری دِردر جنتا پر لاد دیا ہے۔ اگر 5 روپے پرتی ماس بھی ایک سادھو کی جیویکا پر خرچ ہو تو لگ بھگ 20 کروڑ ہماری گاڑھی کمائی کے اُسی پرانے تپ کے آدرش کی بھینٹ ہوجاتے ہیں۔ کس بات پر گرو کریں؟ وَرناشرم دھرم پر، جس

نے ہماری جڑ کھود ڈالی؟ 'کنکال' میں ایک سماج کے سچّے ہتیشی کی آنکھوں کا گرم، بڑی بڑی بوندوں والا آنسو ہے۔ گھنٹی اور یَمنا (جمنا) دونوں کا کیا کہنا۔ میں 'ہنس' میں اس کی وِرہد آلوچنا کروں گا۔

'ہنس' کا نام آگیا۔ آپ سے اس کے لیے کچھ واچنا کروں؟ میں چھوٹے چھوٹے 'کنکال' چاہتا ہوں یا کوئی اُپنیاس ہو تو وہ بھی بڑے پریم اور آدر سے پرکاشِت کروں گا۔ کاشی سے کوئی ساہتیہ کی پتریکا نہ نکلتی تھی۔ کاشی کے لوگوں کے قلم سے دوسرے نگروں کو فیض پہنچتا ہے اور کاشی میں سناٹا۔ مسجد میں دِیا جلے اور گھر میں اندھیرا۔ میں دھنی نہیں ہوں، مزدور آدمی ہوں، لیکن کاشی کا یہ اَبھاؤ مجھے لجاسپد جان پڑا اور میں نے 'ہنس' نکالنے کا نشچیہ کرلیا۔ دھن تو آپ سے ابھی نہیں مانگتا، شاید کبھی وہ بھی مانگوں، لیکن آپ کی لیکھنی کی وِبھوتی اَوشیہ مانگتا ہوں۔ ہولی تک پتر نکال دینا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلا حق کاشی کا ہے۔ اسے خیال رکھیے۔ پتر کا انتظار کررہا ہوں۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(399)

بنام ونود شنکر ویاس

ہنس کاریالیہ، سرسوتی پریس

24 جنوری 1930

پریہ وِنود شنکر جی

اب کی میں پریاگ گیا تھا تو بابو راجندر پرشاد کی باتوں سے معلوم ہوا کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں اور یہ اس لیے کہ میں نے 'مدھوکری' کے لیے آپ کو کوئی گلپ نہیں دی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے آپ سے کہہ دیا تھا کہ جن پُستکوں پر میرا کوئی ادھیکار نہیں ہے ان کو چھوڑ کر آپ میری جس پُستک سے چاہیں سنگرہ کرسکتے ہیں۔ شاید میں نے 'اگنی سمادھی' کا نام بھی بتلایا تھا۔ آپ کو وہ کہانی اچھی نہ لگی۔ لیکن میرے کتنے ہی ساہتیک مِتروں نے اُسے بہت پسند کیا۔

میں جو چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ کہانیوں کے پلاٹ جیون سے لیے جائیں۔ اور جیون کی سمسیاؤں کو حل کریں۔ کہانی سے کوِتا کا کام مجھے نہیں جنچتا۔ یہی بات تھی جو مین نے کسی پتر میں اشارتاً لکھی تھی کہ گلپوں کے وِشے میں میرے اور آپ کے مت میں بھید ہے۔ لیکن اِدھر آپ کی کئی کہانیاں دیکھ کر مجھے معلوم ہوا کہ اس کے پلاٹ اَوشیہ جیون سے لیے گئے ہیں۔ بالکل خیالی کلپت نہیں ہیں۔ ہاں کہانی اور گدیہ کاویہ میں انتر ہے۔ اسے شاید آپ بھی سویکار کریں گے۔ گدیہ کاویہ ہردے کے تاروں کو چوٹ کرتا ہے کہانی سے اَدِھک۔ کیونکہ وہ تو چوٹ کرنے کے لیے ہی لکھا جاتا ہے۔ لیکن اس کی چوٹ اُس سنگیت دھونی کے سدرش ہے جو ایک بار کان میں پڑ کر ایک چٹکی لے کر غائب ہوجاتی ہے۔ کہانی آپ کو آنکھوں کے سامنے چرتروں کو کھیلتے ہوئے دکھاتی ہے۔

اور آپ 'ہنس' کے لیے کچھ لکھ رہے ہیں یا نہیں؟ آپ لکھیے اور اپنے ہی رنگ میں۔ 'ڈیپ واٹر' کی سی چیز خوب تھی۔ کاشی سے نکلنے والی پتریکا کی لاج رکھیے۔

جواب جلد دیجیے گا۔ ہولی تک پہلا انک نکال دینا چاہتا ہوں۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(400)

بنام کیشو رام سبھر وال

سرسوتی پریس، کاشی،

مورخہ (جنوری- فروری) 1930

امین الدولہ پارک، لکھنؤ

عزیز کیشو رام جی،

آپ کے خط کا جواب دینے میں جو تاخیر ہوئی اس کے لیے معذرت چاہتا ہوں۔ میں بنارس گیا ہوا تھا۔ کل ہی واپس ہوا ہوں۔ میرے پبلشر کے اسٹاک میں جو کتابیں تھیں وہ اس نے آپ کو بھیج دی ہیں۔ دیگر کتابیں جب اسے دوسرے پبلشروں

سے مل جائیں گی تو آپ کو بھیج دی جائیں گی۔ میں اپنی طویل تصانیف کے متعلق آپ کی رائے کا سخت منتظر ہوں۔

نئے ہندو سال سے میں نے ایک ادبی اور سیاسی رسالہ نکالنے کا فیصلہ کیا ہے۔ شروع میں یہ 64 صفحوں کا ہوگا۔ اس کا نام 'ہنس' ہوگا۔ میں 'مادھوری' کا بھی جزو وقتی ایڈیٹر رہوں گا۔ میرا اپنا رسالہ بنارس سے شائع ہوا کرے گا۔ لیکن اس کے ادارت کے فرائض میں لکھنؤ سے انجام دوں گا۔ اگر آپ گاہے گاہے اس کے لیے کچھ لکھ کر بھیجتے رہیں تو آپ کا ممنون ہوں گا۔ اس کے پہلے شمارہ کے لیے جاپان کی ادبی سرگرمیوں سے متعلق ایک مختصر مضمون لکھنے کی میں آپ سے خاص طور پر درخواست کرتا ہوں۔ امید ہے آپ مجھے مایوس نہ کریں گے۔ مجھے یہ معلوم کرکے افسوس ہوا کہ آپ اب 'جاپان ٹائمز' کے اسٹاف میں نہیں ہیں۔ پبلشروں نے آپ کے قابل تعریف کام کا آپ کو انعام دے دیا۔ آپ 'مادھوری' کے لیے لکھیں۔ وہ خوشی سے آپ کے مضامین کو قبول کریں گے اور معاوضہ بھی دیں گے۔ گو کاروباری نقطہ نظر سے ہندستانی رسالے زیادہ پرکشش نہیں ہیں تاہم میں کوشش کروں گا کہ زیادہ سے زیادہ معاوضہ جو ہم دے سکتے ہیں آپ کو ملے۔

آپ کو یہ معلوم ہوگیا ہوگا کہ اس سال کانگریس نے ایک اور قدم آگے بڑھایا ہے اور آزادی کی قرارداد منظور کی ہے۔ اس معاملہ پر شدید اختلاف رائے ہے۔ اعتدال پسند اس حد تک جانے کے لیے تیار نہیں ہیں اور نوجوان سیاستداں اس سے کم کسی چیز کو قبول نہیں کرتے۔ میرے خیال میں آزادی کی قرارداد ہی انگلستان کی متکبرانہ سامراجیت کا صحیح جواب ہے۔ ڈوملینین اسٹیٹس ایک ڈھونگ ہے۔ کانگریس کے کونسلوں کو بائیکاٹ کرنے کے فیصلے کو میں سمجھ نہیں سکا۔ ہمیں جس طریقہ سے بھی جو کچھ مل سکے حاصل کرلینا چاہیے۔ کونسلوں کو رجعت پسندانہ قوانین پاس کرنے کی کیوں اجازت دی جائے؟ آزادی اتنی آسانی سے حاصل نہیں ہوجائے گی کہ ہم کونسلوں کو مزید ایک دو اجلاسوں کے لیے شرارت کرنے کی اجازت دے دیں۔

مجھے اپنے منتخب افسانوں کا جاپانی ایڈیشن دیکھ کر خوشی ہوگی۔ آپ اپنے معیار

کے مطابق افسانوں کا انتخاب کرلیں۔

'ہنس' کے لیے لکھنے کی آپ سے پھر درخواست کرتا ہوں۔

دعائے خیر۔

مخلص، دھنپت رائے (پریم چند)

(401)

بنام دیانرائن نگم

لکھنؤ، 12 فروری 1930

بھائی جان، تسلیم

آپ کا کارڈ مل گیا تھا۔ 'علاحدگی' غالبًا فروری میں ہوجائے گی۔ کیوں؟ آپ نے مجھے بلایا ہے۔ میں بھی دعوت قبول کرتا ہوں اور اب کی اتوار کو آؤں گا۔ آج 12 ہے۔ 16 کو اتوار ہے۔ اُسی دن آؤں گا۔ اور دن بھر گپ شپ رہے گی۔

آپ نے پچھلے مہینے اقبال ورما صاحب کی مدد کی۔ میری جانب سے کی تھی۔ ابھی ان کے قرضے سے میں سبکدوش نہیں ہوا ہوں۔ میری کتابوں کا پچھلا حساب تو صاف ہوگیا لیکن نئے سال کا حساب باقی ہے۔ اُسے بھی ذرا دیکھ لیجیے۔ اگر اس ماہ میں پچیس روپے کی دوسری قسط ادا کردوں تو پھر صرف بیس روپے اور رہ جائیں۔ میں پھاگن یعنی نئے سال سے ایک ہندی رسالہ 'ہنس' نکالنے جارہا ہوں۔ 64 صفحات کا ہوگا۔ اور زیادہ تر افسانوں سے تعلق رکھے گا۔ ہے تو حماقت ہی، دردِ سر بہت اور نفع کچھ نہیں لیکن حماقت کرنے کو جی چاہتا ہے۔ زندگی حماقتوں میں گزر گئی، ایک اور سہی۔ نہ پہلے کبھی کامیابی کی صورت دیکھی اور نہ اب دیکھنے کی امید ہے۔ اشتہار وغیرہ دے رہا ہوں۔ پہلا پرچہ نئے سال کے دن روانہ ہوجائے گا۔ سدرشن صاحب اردو میں نکال رہے ہیں، میں ہندی میں نکالوں گا۔ 1 فروری کے رسالے میں علمی جزوں میں اس کا ایک نوٹ لکھ دیجیے گا۔ اور تو سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(402)

بنام دیانرائن نگم

نولکشور پریس، لکھنؤ، 16 فروری 1930

بھائی جان،

کل آنے والا تھا مگر کل ہی میری سمدھن صاحبہ، ان کے داماد اور ان کے ساتھ دو اور عورتیں وارد ہو گئیں۔ یہ لوگ غالباً تین چار روز رہیں گے۔ اس لیے کل نہ حاضر ہو سکوں گا۔

منشی اقبال ورما صاحب کا خط آج پھر آیا۔

احقر، دھنپت رائے

(403)

بنام ونود شنکر ویاس

امین آباد پارک، لکھنؤ، 27 مارچ 1930

پریہ ونود جی

'ہنس' تو آپ نے دیکھا ہی ہوگا۔ آپ کی کہانی مجھے پیاری لگی۔ یہاں اوروں نے بھی اُسے خوب پسند کیا۔ اب دوسرے نمبر کے لیے بھی لکھیے۔

'بھولی بات' تو میں نے راجیشوری سے لے کر پڑھ لی تھی۔ آپ کی بھاشا میں چوٹ ہوتی ہے اور چتر کچھ ایسے Elusive ہوتے ہیں مانو سُوپن چتر ہوں۔ اور اسی لیے اُن میں رُومانی جھلک ہوتی ہے۔ پہلی کہانی مجھے بہت اچھی معلوم ہوئی۔ پر 'ہنس' والی چیز مجھے سب سے اچھی جچی۔

شُبھ آکانکچھی،

دھنپت رائے

(404)

بنام دیانرائن نگم

امین آباد، لکھنؤ، 7 اپریل 1930

بھائی جان، تسلیم

حاملِ ہٰذا حمیرپور کے ایک مدرّس ہیں اور جب میں وہاں تھا تو ان کے میرے تعلقات محض افسری اور ماتحتی کے نہ تھے۔ یہ نِگم ہیں اور اس وقت انھیں ایک لڑکے کی تلاش ہے۔ اس فکر میں لکھنؤ آئے تھے۔ مجھ سے ملاقات ہوئی۔ یہاں دو ایک جگہ لڑکے دیکھے ہیں مگر اپنی مرضی کے مطابق کوئی لڑکا نہیں ملا۔ مجھ سے انھوں نے کہا کانپور میں آپ کسی کو جانتے ہوں تو مجھے لکھ دیجیے وہاں جاکر تلاش کروں۔ میں نے آپ کے اوپر بھروسہ کرکے یہ خط انھیں لکھ دیا ہے۔ اگر ان کو کاربراری کی کوئی صورت نکل سکے تو دریغ نہ کیجیے گا۔ آپ کو تو وہاں کی نِگم برادری کا حال معلوم ہوگا۔ مجھے تو کچھ خبر نہیں ہے۔

'ہنس' پہنچا یا نہیں۔ اپنی رائے لکھیے گا۔ 'زمانہ' میں اس کا ذکر بھی۔ اور کیا عرض کروں۔ اس 'نمک' نے خلجان میں ڈال رکھا ہے۔ اطمینانِ قلب رخصت ہورہا ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(405)

بنام راجیشور بابو

ساہتیہ سُمن مالا کاریالیہ، نولکشور پریس (بُکڈپو)

لکھنؤ، 8-4-1930

پریہ کانہاجی،

تم نے ابھی تک کہانی نہیں لکھی۔ میں تو ہر گھنٹے اس کی انتظار میں ہوں۔ ہمیں ایک مئی سے پہلے پتریکا نکالنی ہے۔ کچھ سامگری تو میں نے (پریس میں) بھیج بھی دی

ہے۔ مُولکِ کہانیاں ابھی تک نہیں بھیجی ہے۔ میری تو تیار ہے تمھاری سدرشن اور جینندر کی کہانیاں 15 تک مل جانی چاہیے ورنہ بہت دیر ہوجائے گی۔ میں نے پروا سی لال کو آدیش دے دیا ہے کہ 'ہنس' کی 25 پرتیاں تمھیں بھیج دی جائے۔ 'مایا' کو دوسرا انک نکل تو آیا ہے پرنتو ہمیں اس کی پراپتی ابھی تک نہیں ملی۔

بھائی صاحب کو میرا سلام۔

تمھارا، دھنپت رائے

(406)

بنام دیانرائن نگم

23 اپریل 1930

بھائی جان، تسلیم

آپ کا محبت نامہ کئی دن ہوئے ملا تھا۔ پریم بتیسی کی قیمت آپ شوق سے ۸/عہ (ایک روپیہ آٹھ آنے) کردیں۔ بلکہ تو میں چاہوں گا کہ وہ ایک ہی روپیہ میں بکے۔ مگر لاہور والے تو کمی کریں گے نہیں اس لیے ۸/عہ مناسب ہے۔ ہمارے پاس ایسی کون سی بہت جلدیں ہیں۔

ریڈروں کی تیاری میں مجھ سے آپ کیا مدد چاہتے ہیں۔ میں تو آج کل بری طرح کام کررہا ہوں۔ 'ہنس' نے اور کچومر نکال دیا ہے۔ دو قصے ہر ماہ اور قریب بیس صفحے ایڈیٹوریل اور دیگر مضامین۔ اس کے علاوہ اپنا ناول۔ پھر پریم چالیسی کے لیے کہانیوں کو اردو میں لانا۔ اور آخر میں روزانہ گھنٹہ دو گھنٹہ کانگریس کے کاموں میں مصروف رہنا۔ میرے لیے کافی سے زیادہ ہے۔ مگر مجھ سے جو مدد آپ چاہیں وہ اپنے سب کام چھوڑ کر کرنے کو حاضر ہوں۔ آپ نے تو کچھ کہا ہی نہیں اگر امسال کتابیں پیش کرنی ہیں۔ تو اب توقف کی گنجائش نہیں ہے۔ ایک نقل رکھ لیجیے۔ اور اس سے مضامین نقل کراتے جائیے۔ ایک کتاب مکمل ہوجائے تو مجھے بلا کر مجھ سے مشورہ کرلیجیے۔ بس اس کتاب کی کتابت شروع ہوجائے مضامین کی نوعیت آپ کو معلوم ہی ہے۔

ہاں میری کتابوں کا اور 'ہنس' کا اشتہار 'زمانہ' میں ایک دو مہینہ ہوجائے تو اچھا ہے۔ یہ اشتہار بھیج رہا ہوں۔ ایک صفحہ میں آجائے گا۔

'نمک' کو آپ قبل از وقت خیال کرتے ہیں۔ جس طرح موت ہمیشہ قبل از وقت ہوتی ہے، ساہوکار کا تقاضہ ہمیشہ قبل از وقت ہوتا ہے۔ اسی طرح ایسے سارے کام جس میں ہمیں مالی یا وقتی نقصان کا اندیشہ ہو قبل از وقت معلوم ہوتے ہیں۔ اس تحریک کی قبولیت ہی بتلا رہی ہے کہ وہ قبل از وقت نہیں ہے۔ اس موقعہ پر پھر صاف ظاہر ہوا کہ اگر دو فیصدی انگریزی خواں اصحاب تحریک کے ساتھ ہیں تو 98 فیصدی اس کے مخالف ہیں۔ قومی اعتبار سے یونیورسٹیوں اور اسکولوں پر قوم کا جتنا روپیہ صرف ہوا وہ قریباً ضائع ہوگیا۔ یہ لوگ سرکار کے آدمی ہوئے، قوم کے نہیں، غیر انگریزی داں، کاروباری اور پیشہ ور طبقوں ہی نے اس تحریک میں جان ڈالی ہے۔ اگر تعلیم یافتہ آدمیوں کے بھروسے ملک بیٹھا رہے تو شاید قیامت تک اسے آزادی نصیب نہ ہوگی۔ جب معلوم ہے اور اس کے لیے ثبوت اور دلیل کی ضرورت نہیں، کہ سرکار کوئی رفارم اس وقت تک نہیں کرتی جب تک اُسے یہ یقین نہیں ہوجاتا کہ اس تحریک کے پیچھے کتنی طاقت ہے۔ تو تعلیم یافتہ جماعت کا اس سے کنارہ رہنا کتنا دل شکن ہے۔ قانون پیشہ، طبیب پیشہ، پروفیسر اور سرکاری ملازمان۔ ان سب نے جتنی غلامانہ ذہنیت کا پتہ دیا ہے، اس کی مجھے امید نہ تھی۔ یہ طبقہ اپنی خیریت گورنمنٹ کا اقتدار قائم رہنے میں سمجھتا ہے۔ وہ ایک لمحہ کی دین اور ایمان ہے۔ وہ یا تو آزادی چاہتا ہی نہیں یا اس کے لیے قیمت نہ دے کر دوسروں پر تکیہ کرنا ہی اپنی شان کے مناسب سمجھتا ہے یا وہ اس خیال میں مگن ہے کہ آپ ہی آپ آزادی ہمیں مل جائے گی۔ کانگریس کے دور اوّل میں وہ اس سے خائف رہا۔ کانگریس کے دور ثانی میں بھی اس کی یہی حالت رہی۔ وہ صریح دیکھ رہا ہے کہ جو کچھ اسے ملا اور جسے اب وہ اپنا حق سمجھتا ہے، وہ دوسروں کے ایثار اور قربانی کا نتیجہ ہے۔ پھر بھی وہ اس ایثار اور قربانی میں شریک نہیں ہوتا۔ یہی Bourgeoise فضا ہے۔ اور یہی نادار فرقہ کو دار فرقہ کا دشمن بنادیتا ہے۔

آپ نے کیا حیدر آباد جانے کا ارادہ کرلیا؟

یہاں تو ہم لوگ اچھی طرح ہیں۔ 1 مئی تک ہم لوگ یہاں سے چلے جائیں گے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(407)

بنام مہتاب رائے

24 اپریل 1930

برادر عزیز من سلمہٗ۔ بعد دُعا

کل تمھارا خط ملا۔ حالات معلوم ہوئے۔ چاچی صاحب کولائے۔ اچھا کیا۔ یہاں بھی اب سب خیریت ہے۔ بنو بھی اب اچھے ہیں۔

پریس کے متعلق تم نے جو تجویز کی وہ مجھے بہت پسند ہے۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ پریس ایک آدمی کا ہوجائے۔ میں نے تم سے جو کہا تھا کہ پریس بند کردو۔ اس کے معنی بھی یہی تھے کہ میں ساجھے کے روپے کو سودی روپیہ قرض سمجھ کر کچھ ابھی دے دیتا اور کچھ بعد کو اور پریس کا کام جاری رکھتا۔ بیچنے کا ارادہ تو اس حالت میں تھا جب میں بھی آزمائش کرلوں۔ اس سے پہلے نہیں۔ لیکن اب چونکہ تم نے خود اس کو اپنا کرلینے کا ارادہ کیا ہے۔ بہت اچھی بات ہے۔ میں بڑی خوشی سے تمھیں اس کی صلاح دیتا ہوں مگر پریس سے نفع اٹھانے کے لیے تمھیں بنارس رہنا پڑے گا۔ جب تک دو فارم روزانہ چھاپوگے کام اچھا نہ نکلے گا۔ اور لوگوں سے ملتے ملاتے رہوگے نفع پھر نہ ہوگا۔ گھر رہ کر تم کو بھی خسارہ ہوگا۔یا نفع ہوگا تو اتنا ہی کہ اپنا گزر کرلو۔ اگر دو فارم روز چھپے تو کوئی وجہ نہیں کہ معقول نفع کیوں نہ ہو اور کوئی وجہ کہ چار ہزار کاغذ بھی روزانہ نہ چھپے۔ اسے میں انتظام کی خرابی کہتا ہوں۔ کمپوزیٹروں سے بھی ٹھیکہ پر کام لینے کا انتظام کرو۔ وہی کمپوز کریں اور وہی ڈسٹری بیوٹ کریں اور وہی پہلا کریکشن Correction بھی کریں۔ یہاں نولکشور پریس میں یہی انتظام

ہے۔ انڈین پریس میں بھی یہی انتظام ہے۔ خیر۔ اب یہ دیکھو کہ تمھیں اگست تک کتنے روپے کا انتظام کرنا پڑے گا۔

بھائی صاحب کو اصل 2250 + سود 270 = 2520 روپے رگھوپت سہائے کو اصل 2000 + سود 1½ سال کا 180، کل 2180 — 2520 + 2180 کل میزان 4700۔ کیا تم نے 4700 کا انتظام کرلیا ہے۔ صاف صاف بتلانے کی ضرورت ہے۔ میں سال بھر تک روپیہ کا انتظام کرسکتا ہوں۔ گویا پارسال جولائی میں مجھے 4500 + 675 (3 سال کا سود) یعنی 5175 روپے دینے پڑیں گے۔ یعنی تمھیں 4700 + 5175 = 9875 کا انتظام کرنے کی ضرورت ہے۔ میرا شمار ابھی نہ کرو۔ تب بھی 4700 کا انتظام تو کرنا ہی پڑے گا۔ اگست تک تم اس کا انتظام کرسکتے ہو تو کرو اور اگر کسی نے تمھیں مدد دینے کا یونہی وعدہ کرلیا ہے تو اس کے دھوکے میں نہ آؤ۔

میں اس کے لیے بھی تیار ہوں کہ تم بھیا کے روپے معہ سود کے واپس کردو۔ اس طرح پریس میں ہم اور تم رہ جائیں گے۔ رگھوپت سہائے کا روپیہ دستاویزی کرلیا جائے اور انھیں 12 سینکڑہ سود ہم لوگ دیتے رہیں۔ لیکن اس حالت میں ہم میں سے کوئی بھی تنخواہ نہ لے گا۔ کام ہم بھی کریں گے۔ کام تم بھی کروگے۔ ہم اگر خود کام نہ کریں گے تو اپنی طرف سے ایک آدمی رکھ دیں گے۔ جو پروف دیکھے گا اور دفتر کا کام۔ ملازموں کی حاضری وغیرہ حساب کتاب ٹھیک رہے گا۔ اگر یہ صورت پسند نہ ہو تو تم سب کو علاحدہ کرکے پریس اپنا کرلو۔ لیکن جب تک روپے ملنے کی پوری امید نہ ہو وعدوں پر نہ ٹالو۔ کیونکہ اب کی اگست میں کچھ نہ کچھ انتظام ضرور کرنا پڑے گا۔

میرے خط کا جواب خوب غور کرکے دینا۔

تم نے کمرہ بنوانے کی تجویز بھائی صاحب سے کی تھی۔ تجویز اچھی ہے بشرطیکہ روپیہ ہاتھ میں ہو۔ جب تک آمدنی کا معقول انتظام نہیں ہے۔ خرچ پیدا کرنے سے سوائے پریشانی کے اور کیا ہاتھ آئے گا۔

اور سب خیریت ہے۔ ادھر تو سنہا صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی۔ بچوں کو دعا

اور چاچی صاحبہ کو سلام۔

دھنپت رائے

(408)

بنام آنند راؤ جوشی

امین الدولہ پارک، لکھنؤ، 2-5-1930

پریہ آنند جی،

اب تک تم دوسرے بھاگ پر کام شروع کر سکتے ہو۔ کیا تمھیں 'مادھوری' ہر مہینے ملتا ہے؟ میرے وِچار میں گھر جمائی، گھاس والی، کھوچڑ اتیادی اچھی کہانیاں ہیں۔ تمھارے پاس میری کون کون سی پُستکیں ہیں۔ حال ہی میں میری 'پانچ پھول' پرکاشِت ہوئی ہے۔ ایک انیہ سنکلن ہے 'پریم کنج'، 'ہنس' میں میری کہانی 'جلوس' نکلی ہے جس کی لوگوں نے پرشنسا کی ہے۔ 'ماں' مادھوری میں چھپی تھی۔ یہ لوک پریہ ہوئی۔ کیا (تمھارے ہاں) کوئی پستکالیہ ہے جہاں میری پُستکیں اُپلبدھ ہوں۔ یدی ہوں تو چیَن کا کام آسانی سے ہوجائے گا۔ پہلے تم مادھوری والی کہانیوں کو لے لو۔

تمھارا، دھنپت رائے

(409)

بنام آنند راؤ جوشی

امین الدولہ پارک، لکھنؤ، 21-5-1930

پریہ آنند جی،

گھاس والی کی پرشنسا ہوئی۔ اسے بھی لے لو۔ ایک دو اور کہانیاں بھی ہیں جو ان دنوں لوک پریہ ہوئی ہیں۔ جن سنکلنوں کی سوچی میں نے دی تھی اور جو تمھارے پاس پہنچے والے ہیں ان میں تمھیں کافی سامگری مل جائے گی۔ ہنس کی پرشنسا تو رہی ہے پرنتو اس کی سنکھیا میں اتنی وِردھی نہیں ہورہی ہے جتنی امید تھی۔ پھر بھی ہم

نے دل نہیں توڑا ہے ....

(410)

بنام بنارسی داس چترویدی

سرسوتی پریس، کاشی، 3-6-1930

پریہ بھائی صاحب، بندے!

آپ کا پتر کئی دنوں سے آیا ہوا ہے۔ پہلے تو کہیں بارات میں جانا پڑا پھر نینی تال جانے کی ضرورت پڑ گئی۔ یکم تاریخ کو وہاں سے واپس آیا تو یہاں کانگریس کے الجھنوں میں پڑا رہا۔ شہر پر فوج کا قبضہ ہے۔ امین آباد کے دونوں پارکوں میں سپاہی اور گورے ڈیرے ڈالے پڑے ہیں۔ 144 دھارا لگی ہوئی ہے۔ پولیس لوگوں کو گرفتار کررہی ہے۔ اور کانگریس 144 دھارا کو توڑنے کی فکر میں ہے۔ ڈنڈے کی نئی پالیسی نے لوگوں کی ہمت توڑ دی ہے۔

آپ مجھ سے میرا چتر مانگتے ہیں۔ ایک چتر کچھ دن ہوئے کھچوایا تھا۔ وہ لاہور بھیج دیا۔ وہاں سے بلاک منگوا کر کہانیوں کے ایک سنگرہ 'پانچ پھول' میں چھاپا۔ اسی کی ایک پرت پھاڑ کر بھیج رہا ہوں اور اس سے کام چل جائے تو کیوں نئی تصویر کھینچواؤں۔ میں تو سمجھتا ہوں یہ کافی اچھی ہے اور ضرورت ہوگی تو 'ہنس' کا بلاک بھیج دوں گا۔ حالانکہ ٹھیک نہیں کہہ سکتا۔ بلاک پریس میں ہے یا نہیں۔ کیونکہ 'بینا' نے مانگا تھا۔ اور وہاں چلا گیا ہوگا۔ تو وہاں سے آنے پر بھیج دوں گا۔ ہاں اگر بالکل نئی تصویر درکار ہو تو مجھے ترنت لکھیے۔ کھینچوا کر بھیج دوں گا۔

میرے وِشے میں آپ نے جو پرشن پوچھے ہیں۔ اُن کا اُتر یوں ہے۔

(1) میں نے 1907 میں گلپ لکھنا شروع کیا۔ سب سے پہلے 1907 میں میرا 'سوزِ وطن'، جو پانچ کہانیوں کا سنگرہ ہے، زمانہ پریس سے نکلا تھا۔ پر اسے ہمیرپور کے کلکٹر نے مجھ سے لے کر جلوا ڈالا تھا۔ ان کے خیال میں وہ وِدرُودھ آتمک تھا۔ حالانکہ تب سے اس کا انوواد کئی سنگرہوں اور پتریکاؤں میں نکل چکا ہے۔

(2) اس پرشن کا جواب دینا کٹھن ہے۔ 200 سے اوپر گلپوں میں کہاں تک پہنچوں۔ لیکن سمرتی سے کام لے کر لکھتا ہوں۔ (1) بڑے گھر کی بیٹی، (2) رانی سارندھا، (3) نمک کا داروغہ، (4) سوت، (5) آبھوشن، (6) پرائشچت، (7) کامنا ترُو، (8) مندر اور مسجد، (9) گھاس والی، (10) مہاتیرتھ، (11) ستیاگرہ، (12) لانچھنی، (13) ستی، (14) لیلا، (15) منتر۔

منزلِ مقصود نامک اردو کہانی بہت سندر ہے۔ کتنے ہی مسلمان متروں نے اس کی پرشنسا کی ہے۔ پر ابھی تک اس کا انوواد نہیں ہوسکا۔ انوواد میں بھاشا سارسیہ غائب ہوجائے گا۔

(3) میرے اوپر کسی وشیش لیکھک کی شیلی پر بھاؤ نہیں پڑا۔ بہت کچھ پنڈت رتن ناتھ لکھنوی اور کچھ کچھ ڈاکٹر رویندر ناتھ ٹھاکر کا اثر پڑا ہے۔

(4) آے کی کچھ نہ پوچھیے۔ پہلے کی سب کتابوں کا اَدِھک پرکاشکوں کو دے دیا۔ پریم پچیسی، سیواسدن، سپّت سروج، پریم آشرم، سنگرام، آدی کے لیے ایک مشت تین ہزار ہندی پستک ایجنسی نے دیا، 'نوندھی' کے لیے شاید اب تک دو سو روپے ملے ہیں۔ 'رنگ بھومی' کے لے 1800 روپیہ دلارے لعل نے دیے۔ اور سنگرہوں کے لیے 100 و 200 روپے مل گئے۔ کایا کلپ، آزاد کتھا، پریم تیرتھ، پریم پرتیما، پرتگیا، میں نے خود چھاپا۔ پر ابھی تک مشکل سے 600 روپے وصول ہوئے ہیں اور پرتیاں پڑی ہوئی ہیں۔ پھٹکر آمدنی لیکھوں سے شاید 25 روپے ماہوار ہوجاتی ہو۔ مگر اتنی بھی نہیں ہوتی۔ میں اب 'ہنس' اور 'مادھوری' کے سوا کہیں لکھتا ہی نہیں۔ کبھی کبھی 'وشال بھارت' اور 'سرسوتی' میں لکھتا ہوں بس اردو انووادوں سے بھی اب تک شاید 2 ہزار سے اَدِھک نہ ملا ہوگا۔ 800 روپے میں رنگ بھومی اور پریم آشرم دونوں کا انوواد کردیا تھا۔ کوئی چھاپنے والا ہی نہیں ملتا تھا۔

(5) ہندی میں گلپ ساہتیہ ابھی اتینت پرارمبھک دشا میں ہے۔ کہانی لکھنے والوں میں سُدرشن، کوشک، جینندر کمار، اُگر، پرساد، راجیشوری یہی نظر آتے ہیں۔ مجھے جینندر اور اُگر میں مَولِکتا اور بائلیہ کے چِنہہ ملتے ہیں۔ پرساد جی کی کہانیاں بھاواتمک ہوتی ہیں۔

Realistic نہیں۔ راجیشوری اچھا لکھتے ہیں مگر بہت کم۔ سدرشن جی کی رچنائیں سُندر ہوتی ہیں۔ پر گہرائی نہیں ہوتی۔ اور کوشک جی اکثر باتوں کو بے ضرورت بڑھا دیتے ہیں۔ کسی نے ابھی تک سماج کے کسی وشیش انگ کا وشیش روپ سے اَدھین نہیں کیا۔ اُگر نے کیا مگر بہک گئے۔ میں نے کرشک سماج کو لیا۔ مگر ابھی کتنے ہی ایسے سماج پڑے ہیں۔ جن پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے۔ سادھوؤں کے سماج کو کسی نے اِسپرش تک نہیں کیا۔ ہمارے یہاں کلپنا کی پردھانتا ہے۔ انوبھوتی کی نہیں۔ بات یہ ہے کہ ابھی تک ساہتیہ کو ہم وِوسائے کے رُوپ میں نہیں گرہن کر سکتے۔ میرا جیون تو آرتھک درشٹی سے اسپھل ہے اور رہے گا۔ 'ہنس' نکال کر میں نے کتابوں کی بچت کا بھی وارا نیارا کر دیا۔ یوں شاید اس سال چار پانچ سو مل جاتے۔ پر اب آشا نہیں۔

(6) میری رچناؤں کا انوواد مراٹھی، گجراتی، اردو، تامل، بھاشاؤں میں ہوا ہے۔ سب کا نہیں۔ سب سے زیادہ اردو میں، اس کے بعد مراٹھی میں۔ تامل اور تیلگو کے کئی سجنوں نے مجھ سے آگیا مانگی جو میں نے دے دی۔ انوواد ہوا یا نہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ جاپانی میں تین چار کہانیوں کا انوواد ہوا ہے۔ جس کے مہاشے سکھر وال نے مجھے ابھی کئی دن ہوئے 50 روپے بھیجے ہیں۔ میں اس کا ابھاری ہوں۔ دو تین کہانیوں کا انگریزی میں انوواد ہوا ہے۔ بس۔

(7) میری آکانکھائیں کچھ نہیں ہیں۔ اس سمے تو سب سے بڑی آکانکھا یہی ہے کہ ہم سوراجیہ سنگرام میں وِجئی ہوں۔ دھن یا یَش کی لالسا مجھے نہیں رہی۔ کھانے بھر کو مل ہی جاتا ہے۔ موٹر اور بنگلے کی مجھے ہَوس نہیں۔ ہاں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ دو چار اونچی کوٹی کی پُستکیں لکھوں پر اس کا اُدّیش بھی سوراجیہ وِجے ہی ہے۔ مجھے اپنے دونوں لڑکوں کے وِشے میں کوئی بڑی لالسا نہیں ہے۔ یہی چاہتا ہوں کہ وہ ایماندار، سچے اور پکے ارادے کے ہوں۔ وِلاسی، دھنی، خوشامدی سنتان سے مجھے گھرنا ہے۔ میں شانتی سے بیٹھنا بھی نہیں چاہتا۔ ساہتیہ اور سودیش کے لیے کچھ نہ کچھ کرتے رہنا چاہتا ہوں۔ ہاں روٹی دال اور تولہ بھر گھی اور معمولی کپڑے میسر ہوتے رہیں۔

بس آپ کے پرشنوں کا جواب ہوگیا۔ میرے جنم آدی کا ویورا آپ ہی کے پتر میں چھپ چکا ہے۔ اب آپ اپنا بچن پورا کیجیے۔ اور 'ہنس' کے لیے کچھ لکھ بھیجیے۔ ویسا ہی اسکیچ ہو جیسا پنڈت سُندر لعل جی کا تھا تو کیا کہنا۔

شیش کُشل ہے۔ آشا ہے آپ بھی سا کُشل ہوں گے۔

بھودیہ، داس دھنپت رائے

(411)

بنام دیانرائن نگم

نولکشور پریس، لکھنؤ، 12 جولائی 1930

بھائی جان، تسلیم

تکلیف دینے کی ضرورت یہ ہے کہ میرے سن اِن لاء امسال بی.اے. پاس ہوئے ہیں۔ وہ قانون اور ایم.اے. دونوں ایک ساتھ لینا چاہتے ہیں تاکہ دو سال میں نکل جائیں۔ کیا ایسا کانپور میں ممکن ہے۔ آگرہ یونیورسٹی میں اس کے خلاف کوئی قائدہ تو نہیں ہے۔ وہ ہندی میں ایم.اے. کرنا چاہتے ہیں۔

الہٰ آباد کا کیا قاعدہ ہے، مجھے معلوم نہیں۔ وہاں بھی دریافت کرتا ہوں۔ کانپور میں کالج کس تاریخ کو کھلیں گے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(412)

بنام دیانرائن نگم

لکھنؤ، 25 جولائی 1930

بھائی جان، تسلیم

کئی دن ہوئے خط ملا تھا۔ میں آج کل محلہ گنیش گنج نمبر 20 میں رہتا ہوں۔ آپ تو آتے آتے رہ جاتے ہیں۔ حیدر آباد جانے کا کب تک ارادہ ہے؟ دسہرے میں

نہ؟ یقینی طور پر؟ خیر اس کے قبل تو ملاقات ہو جائے گی۔ میں ستمبر کے پہلے ہفتے میں ضرور آؤں گا۔ اُسی وقت میرے پاس جو گوشۂ عافیت وغیرہ کی جلدیں ہیں وہ لیتا آؤں گا۔ اور تو سب خیریت ہے۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(413)

بنام دیانرائن نگم

لکھنؤ، 30 جولائی 1930

بھائی جان، تسلیم

پریس ایکٹ کا وار مجھ پر بھی ہو ہی گیا۔ ایک ہزار کی ضمانت طلب ہوئی ہے۔ کل بنارس جارہا ہوں۔ ضمانت دے کر رسالہ ہنس نکالنا تو مجھے خطرناک معلوم ہوتا ہے۔ میں تو سوچتا ہوں کہ رسالہ بند کر دوں اور اس کے ساتھ ہی پریس بھی۔ بنارس جاکر حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد فیصلہ کر سکوں گا۔

آپ کا مخلص، دھنپت رائے

(414)

بنام دیانرائن نگم

لکھنؤ، 11 اگست 1930

بھائی جان، تسلیم

آپ تو لکھنؤ آتے ہی آتے رہ گئے۔ کیا ارادہ منسوخ کردیا؟

ناٹکوں کے متعلق کیا ہوا؟ ذرا توجہ کر دیجیے۔ ورنہ تساہلی میں خدا جانے کب تک معاملہ کھٹائی میں پڑا رہے۔

مُنّو بابو کب تک آرہے ہیں۔ شاید اسی ماہ، یا ستمبر میں تو آئیں گے؟

منشی بشن نارائن مرحوم کی ریاست غالباً کورٹ آف وارڈس کے اقتدار سے نکل گئی۔ دو چار روز میں احکام آجائیں گے۔ مگر آئندہ انتظام کے متعلق کچھ خبر نہیں کیا ہوگی۔

شاہکار سے آپ نے میرا قصہ نہ لیا؟

باقی خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(415)

بنام پنڈت بچن شرما اُگر

نولکشور پریس، بک ڈپو، لکھنؤ، 1930-9-1

پریہ اُگر جی،

پتر پاکر پرسنّ ہوا۔ اُسی دن پنڈت رام سیوک جی سے کہا۔ انھوں نے 'مادھوری' بھیجنے کا وَچن دیا ہے۔ شاید نیا انک پہنچ بھی گیا ہوگا۔ سنیما والے مجھے بھی کئی پتر لکھ چکے ہیں۔ مگر میں تو کچھ اُس وِشے میں جانتا نہیں، کیا جواب دوں؟ ایسی کوئی پُستک بتاؤ جسے دیکھ کر کچھ جانکاری کرلوں۔

آشا ہے، آپ پرسنّ ہیں۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(416)

بنام دیانرائن نگم

نولکشور پریس، لکھنؤ، 25 ستمبر 1930

بھائی جان، تسلیم

مضمون ٹائپ کراکے بھیج رہا ہوں۔ ایک یہاں اسپیشل نمبر کو دے دیا۔ آپ کی ملاقات کا کچھ نتیجہ ہوا ہے۔ مجھ سے پنت اور کیسری داس سیٹھ دونوں ہی پوچھ رہے

تھے۔ آپ سے ڈپٹی کمشنر صاحب نے کیا کہا۔ میں نے کہہ دیا میری ان سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ میں نے اس مضمون میں کہیں کہیں اکادھ لفظ ردّوبدل کردیا ہے۔ آپ کو جلد ایک بار میری خاطر سے پھر آنا پڑے گا۔ باقی حالات بدستور ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(417)

بنام بچن شرما 'اُگر'

نولکشور پریس (بکڈپو)، لکھنؤ، 16-10-1930

پریہ اُگر جی،

آشا ہے آپ سدانند ہیں۔

'بھوت' کو آپ نے ایسا رگڑا کہ وہ بھی یاد کرتا ہوگا۔ یہ کہانی 4 سال ہوئے 'مادھوری' میں نکلی تھی۔ حال میں دہلی کے 'ریاست' نے اس کا اردو انوواد چھاپا۔ شاید نرمل نے اسے نئی کہانی سمجھ کر 'ریاست' سے نقل کرلیا۔ مجھے تو خبر بھی نہیں۔

میں نے ایک سنگرہ گلپوں کا کیا ہے۔ کل 12 کہانیاں ہیں۔ ایک آپ کی بھی چاہتا ہوں۔ 'بڑھاپہ' مجھے بے حد پسند آیا۔ اُسی کو لے رہا ہوں۔ کیا ہاتھ جوڑ کر بدھ ہوکر وردان مانگوں؟

اپنی تصویر بھی بھیجو یا کہو تو وہی 'مادھوری' والی تصویر لے لوں۔ لوٹتی ڈاک سے جواب دو، کیونکہ سمے بہت کم ہے اور نومبر کے پہلے سپتاہ میں کتاب میٹنگ میں پیش ہوگی۔

اگر جواب نہ دوگے تو میں سینہ زوری سے کام لوں گا۔ پھر میرا کوئی دوش نہیں۔

شیس دھنیہ واد۔

سپریم، دھنپت رائے

(418)

راجیشور بابو کے نام

لکھنؤ، 11-11-1930

پریہ کانہاجی،

سو تم نے نرنے لے لیا ہے کہ 'ہنس' کے لیے کچھ نہیں لکھوگے، سرسوتی پریس پھر سے چل پڑا ہے اور 'ہنس' پریس میں ہے اگلا انک وِشیشانک ہوگا …………

تم نے تو کام نہ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے ایسی استھتی میں ہم اچھا انک کیسے نکال سکیں گے۔ کیا تمھیں احساس نہیں ہے کہ میرے جیسا بوڑھا آدمی میں سارا بوجھ اُٹھانے کی چھمتا نہیں ہے۔ تمھارے جواب کی پرتیکشا کررہا ہوں۔

9 تاریخ کو تمھاری موسی گرفتار کرلی گئی۔ وِدیسی کپڑوں کی دُکان کی پیکیٹنگ کرنے کے سمبندھ میں۔ میں انھیں کل جیل میں ملا تھا۔ سدا کی طرح پرسن ہیں۔ وہ ہمارے سے آگے بڑھ گئیں۔ میں تو اپنی نظروں میں چھوٹا محسوس کررہا ہوں۔ میری نظر میں تو ایک سو گُنا اوپر اُٹھ گئی ہیں۔ اب جب تک وہ نہیں لوٹتی مجھے گھر کا بھار سنبھالنا پڑ رہا ہے۔ بھائی صاحب کو میری شُبھ کامنائیں، بچوں کو پیار۔

تمھارا، دھنپت رائے

(419)

بنام دیانرائن نگم

لکھنؤ، 12 نومبر 1930

برادرم، نمستے

آپ نے شاید اخبار میں دیکھا ہو پرسوں مسز دھنپت رائے پیکیٹنگ کرنے کے جرم میں گرفتار ہوگئیں۔ میں چار پانچ روز کے لیے باہر گیا ہوا تھا۔ اس وقت گھر پر موجود نہ تھا۔ وہاں سے آکر یہ واقعہ سُنا۔ دوسرے دن ان سے جیل میں ملاقات ہوئی۔

اب 30 کو ان کے مقدمے کی پیشی ہے۔ سزا تو ہو ہی جائے گی مگر دیکھیے کتنے مہینوں کی ہوتی ہے۔ اور سب خیریت ہے۔

نیازمند، دھنپت رائے

(420)

بنام دیانرائن نگم

لکھنؤ، 24 نومبر 1930

بھائی جان، تسلیم

آج فیصلہ ہوگیا۔ ڈیڑھ ماہ کی قید محض ہوئی۔

میں تو نہ آسکا۔ اب دیکھوں کب تک آتا ہوں۔ میرے سالے اور ان کی بیوی یہاں آگئے ہیں۔

احقر، دھنپت رائے

(421)

بنام جینندر کمار

سرسوتی پریس، 25-11-1930

پریہ متر ور، بندے

پتر ملا۔ سچا آنند ہوا۔ "پرکھ" میں نے پڑھ لیا تھا اور پڑھ کر مگدھ ہوگیا تھا۔ اس کی آلوچنا دسمبر کے 'ہنس' میں کررہا ہوں۔ وشیشانک 'پرکھ' کے چاروں چتر، ستیہ، کٹو، بہاری کا اس سے بھی پوتر کنتوسرل اور ونودنے لگا۔ کٹو تو دیوی ہے۔ آپ کی شیلی اور چرتر پردرشن کا ڈھنگ مجھے بہت پسند آیا۔ میں نے سرسوتی والی آلوچنا نہیں دیکھی۔ لیکن (آپ کے) اپنیاس کی تعریف انھیں کرنا ہی چاہیے تھی۔ میں ایسی رچنا پر آپ کو بدھائی دیتا ہوں۔

انیہ پرکاشکوں کی اِستھتی اس سمے اچھی نہیں ہے۔ مَولک اپنیاس تو کئی اچھے نکلے

ہیں۔ انگریجی کا 'شرابی' براندابن لعل ورما کا 'گڑھ کنور' دونوں ہی اچھی پُستک ہیں۔ 'گڑھ کنور' تو رُومانس ہے۔ پر بہت ہی سندر۔ لیکن مَولک اپنیاسوں کو چھوڑ کر انوواد وں کا بازار ٹھنڈا پڑا ہے۔ میں خود اپنے پریس میں چھپوانے کا ارادہ کررہا ہوں۔ آج کل میرا 'غبن' چھپ رہا ہے۔ یہ نکل جائے تو اسے شروع کروں۔

'ہنس' کے چھ انک نکل چکے۔ ستمبر اور اکتوبر پر پریس اور پتر کا ضمانت مانگے جانے کے کارن بند پڑے رہے۔ پریس کے آرڈیننس اُٹھ جانے پر پھر نکلے گی۔

میری پتنی جی پکیٹنگ کے جرم میں دو مہینے کی سزا پاگئیں۔ کل فیصلہ ہوا ہے۔ اِدھر پندرہ دن سے اسی میں پریشان رہا۔ میں جانے کا ارادہ ہی کررہا تھا پر انھوں نے خود جاکر میرا راستہ بند کردیا۔

اور کیا لکھوں؟ مجھے یہ جان کر ہرش ہوا کہ گجرات میں سوستھ اور پرسن ہیں۔ ہم لوگ بھی اچھی طرح ہیں۔

ایک بار پھر 'پرکھ' کے لیے بدھائی لیجیے۔ ہندی اُپنیاس اب چیتے گا۔ اس میں سندیہہ نہیں۔ ایک سال کے اندر 'کال'، 'پرکھ'، 'کنور'، 'شرابی' جیسی پستکیں نکل چکیں۔ یہ بھوِشیہ کے لیے شُبھ لکچھن ہے۔

نہ جانے آپ سے کب ملاقات ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے یُگ بیت گیا۔

بھودِیہ، دھنپت رائے

(422)

بنام آنند راؤ جوشی

لکھنؤ، 26-11-1930

پریہ آنند راؤ، وحنیہ واد

مادھوری کا آج کل بُرا حال ہے۔ پنڈت کرشن بہاری مشر نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ پتریکاؤں کا چیَن انھیں کے ذمہ تھی۔ ان کی رُوچی ساہتیک تھا آلوچناتمک لیکھوں میں ہے۔ تمھارے لیکھ بہت دنوں سے نہیں چھپے۔ شیگھر ہی میں ان کے پرکاشن کی

بیوستھا کروں گا۔ 'گوشٹھی' کی سالوچنا میں اَوَشیہ چھاؤں گا ہنس کے دسمبر انک میں۔

تمھیں میری راجنیتک ٹپنیاں پسند نہیں آئیں۔ اور ساہتیک ٹپنیاں۔ پرنتو میں کیا کرسکتا ہوں۔ میں تو سدا سے راجنیتی سے جڑا رہا ہوں۔ تیس برس سے میرا راجنیتی سے سمبندھ رہا ہے۔ حالانکہ یہ پرتیکھ روپ سے نہیں، میری ساری کرتیوں کی پرشٹھ بھومی راجنیتک رہی ہے۔ میں راجنیتی کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ تمھیں یہ جان کر دُکھ نہیں ہوگا کہ میری پتنی تو مجھ سے بھی آگے ہے اور انھیں پیکیٹنگ کے اپرادھ میں 6 سپتاہ کی قید کی سزا ہوئی ہے۔

'ہنس' کا دسمبر کا انک وشیشانک ہوگا۔ تم تو مراٹھی پر اپنا لیکھ بھیجو ہی۔ پرنتو میں چاہتا ہوں کہ تم مراٹھی کی اُچ کوٹی کی کسی کہانی کا انوواد بھی بھیجو۔ ایسی کہانی جو حال ہی میں پرکاشِت ہوئی ہو۔ چیِن تم سویم کرلو میں چاہتا ہوں کہ ہر بھاشا کی ایک کہانی ہوں — بنگلہ، گجراتی، مراٹھی تتھا اردو ایک انگریزی سے ایک فرینچ، ایک روسی بھاشا سے اور سنبھو ہو تو ایک جاپانی بھاشا سے بھی۔ اس پرکار یہ ایک Representitive number ہوگا۔ میں آشا کرتا ہوں تم مجھے نراش نہیں کروگے۔

تمھارے اُتر کی آشا کے ساتھ

تمھارا، دھنپت رائے

(423)

بنام جینندر کمار

نولکشور پریس، پرکاشن وِبھاگ، لکھنؤ

17-12-1930

پریہ جینندر جی، وندے

پتر ملا۔ واہ! آپ نے کہانی لکھ دی ہوتی تو کیا پوچھنا؟ میں نے تو اس وجہ سے نہیں کہا تھا کہ آپ کو کشٹ پر کشٹ کیا دوں۔ ابھی تک سَمے ہے۔ حالانکہ چھپائی

شروع ہوگئی ہے۔ پر آپ کی کہانی مل جاتی تو آخر وقت بھی دے دیتا۔ کیا اب بھی مشکل ہے؟

'پرکھ' کی آلوچنا میں 'مادھوری' یا 'ہنس' میں کروں گا۔ میرے پاس دو پرتیوں میں سے ایک بھی نہیں بچی۔ ایک تو جیل بھیج دی تھی۔ دوسری ایک مہیلا لے گئیں اور ابھی تک لوٹا رہی ہیں۔ اس لیے اس کا اثر جو دل پر پڑا تھا وہی لکھوں گا۔ 'گڑھ کنور' تو نئی چیز ہے۔ مگر میرا من اس کے پڑھنے میں نہ لگا۔ دو ایک چرتروں کا چترن اس میں اچھا ہوا ہے۔ اس کی آلوچنا بھی کروں گا۔

'غبن' ابھی تیار نہیں ہوا۔ 300 پرشٹھ چھپ چکے ہیں۔ ابھی 100 پرشٹھ اور ہوں گے۔ یہ ایک ساماجک گھٹنا ہے۔ میں پرانا ہوگیا ہوں اور پرانی شیلی نبھائے جاتا ہوں۔ کتھا کو بیچ میں شروع کرنا یا اس طرح شروع کرنا کہ اس میں ڈراما کا چمتکار پیدا ہوجائے میرے لیے مشکل ہے۔ پُرسکاروں کا وِچار کرنا میں نے چھوڑ دیا۔ اگر مل جائے تو لے لوں گا۔ پر اس طرح، جس طرح پڑا ہوا دھن مل جائے۔ آپ یا پرساد جی پاجائیں تو مجھے سمکن ہرش ہوگا۔ آپ کو زیادہ ضرورت ہے۔ اس لیے زیادہ خوش ہوں گا۔

پُتر مبارک۔ ایشور چرایُو کرے۔ یا یوں کہوں چرآیو ہو۔ میں تو پرانے خیال کا آدمی ہوں۔ دو پُتروں تک تو بدھائی دوں گا اس کے بعد ذرا سوچوں گا۔

'ہنس' اور 'مادھوری' دونوں ہی یتھا اُستھان بھیج دی جائیں گی۔ 'شرابی' اور 'گڑھ کنور' دونوں ہی ایک ایک پرتی ملی تھی۔ وہ دونوں بھی میں نے پڑھ کر جیل بھیج دیں۔ اب تو ان کے آنے پر کتابیں واپس ہوں گی۔ آخر آپ کب تک آویں گے۔ 'مادھوری' میں دو میں سے ایک بھی آلوچنا کے لیے نہیں آئی۔

اب آپ کے اس پرشن کا جواب کہ پرکھ کو میں پرساد اسکول کے نِکٹ کیوں سمجھتا ہوں۔ میں تو کوئی اسکول نہیں مانتا۔ آپ نے ہی ایک 'بار پرساد' پریم چند اسکول کی چرچا کی تھی۔ شیلی میں ضرور کوئی انتر ہے۔ مگر وہ اَنتر کہاں ہے۔ یہ میری

سمجھ میں خود نہیں آتا۔ آپ کی شیلی میں اُبھرتی تجوتا کہیں اُدھک ہے۔ 'چٹکیاں' چلبلاپن کہیں اُدھک ہے۔ پرساد جی کے یہاں گمبھیرتا اور کوتو اُدھک ہے۔ Realist ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی جیون کو اس کے یتھارتھ روپ سے نہیں دکھاتا۔ بلکہ اس کے وانچھت روپ میں ہی دکھاتا ہے۔ میں نگن یتارتھ واد کا پریمی بھی نہیں ہوں۔ آپ سے ملنے پر 'پرکھ' کے وشے میں باتیں ہوں گی تب تک غبن بھی تیار ہوجائے گا۔

آشا ہے آپ پرشن ہوں گے۔

بھودیہ، پریم چند

P.S. : اگر ہوسکا تو میں 'شرابی' اور 'گڈڑہ کنڈار' اور 'کنکال' تینوں ہی کسی طرح منگواکر بھیجوں گا۔ سمالوچنا آوشیہ کیجیے 'ہنس' کے لیے۔

(424)

بنام دیانرائن نگم

نولکشور پریس، لکھنؤ، 18 دسمبر 1930

بھائی جان، تسلیم

آپ نے غالباً بھارت کے دفتر میں بھیج دیا ہوگا۔ منشی اقبال ورما صاحب اب کانپور آجائیں گے۔ آپ انھیں روپیہ بھیج دیں تو بڑا احسان کریں۔ میں تو معذور ہوں ورنہ آپ کو تکلیف نہ دیتا۔

آپ کے لیے ایک قصہ لکھ رہا ہوں۔ یہاں سے کورس کی کتابیں بھیج دی گئی ہیں۔

نیاز مند،

دھنپت رائے

(425)

بنام جینندر کمار

سرسوتی پریس، 12-1-1931

پریہ جینند جی

کل پتر پاکر بڑا آنند ہوا۔ آپ کو بھرم ہوا۔ آرڈیننس تو پھر جاری ہوا۔ لیکن ابھی مجھ سے ضمانت نہیں مانگی گئی۔ اس لیے 'ہنس' کا وشیش انک چھاپ رہا ہوں۔ آپ یدی اپنی کہانی بھیج دیں تو ترنت چھپواؤں۔ اور آپ کا لاکھوں جے مانوں۔ پھر تو پتریکا سج اٹھے۔ سدرشن جی نے کہانی بھیج دی ہے۔ راجیشوری نے بھی بھیجی۔ کوشک جی آج کل اتنا لکھ رہے ہیں کہ میں نے انھیں کشٹ دینا ورِیرتھ سمجھا۔ وہ بہانہ کرکے ٹال جاتے۔ آپ کی کہانی آجائے تو کیا پوچھنا۔

ہمارے پروپرائٹر بابو وشنو نرائن بھارگو کا مدراس میں سورگ واس ہوگیا۔ گھوڑ دوڑ میں گئے۔ پرانوں کی بازی ہار گئے۔ اب دیکھنا ہے کہ یہاں کیسے کام ہوتا ہے۔ 'مادھوری' بند ہوتی ہے یا چلتی ہے۔ مجھے تو اس کے چلنے کی آشا نہیں ہے۔

'غبن' کے تین فارم اور باقی ہیں۔ بے چین ہوں کہ کب چھپیں اور کب آپ کے پاس بھیجوں۔ 'گڑھ کنڈار' اور 'شرابی' آج بھیج رہا ہوں۔ مجھے تو گڑھ کنڈار' کچھ (نہیں جچا)۔ (اصل خط میں یہ الفاظ واضح نہیں ہے)

شرابی اپنے رنگ کی بری چیز نہیں۔ آپ ان دونوں کی آلوچنا کرسکیں تو 'ہنس' میں چھاپ دوں گا۔

ہاں 'غبن' کے بعد 'میگڈالن' چھپے گی۔ تب تک میرا دوسرا اُپنیاس بھی لکھا جا چکے گا۔

ہاں پتنی جی تو آگئیں مگر شاید پھر جائیں۔ ابھی انھیں سنتوش نہیں سارا سوراجیہ یک بار ہی لے لیں گی۔ قسطوں میں نہیں چاہئیں۔

میں نے 'پرکھ' کی آلوچنا 'ہنس' میں کردی ہے۔ 'ادھوری' کا پُرسکار تو بھیجا جاچکا ہے۔ بہت پہلے ہی۔ اب کچھ باقی نہیں۔

اور تو کوئی بات نہیں۔ آپ باہر آجائیں تو پھر باتیں ہوں گی۔ اس تھوڑی دیر کی ملاقات سے تو پیاس اور بھی بڑھ گئی تھی۔

آپ کا، دھنپت رائے

P.S. ہاں اُپنیاس ہو یا کہانی، اس میں چلبلاہٹ نہ ہو تو بے چٹنی بھوجن ہے۔ ضرورت چاہیے۔ ظرافت تو اُپنیاس کی جان ہے۔

(426)

بنام دیانرائن نگم

نولکشور پریس، لکھنؤ،

26 جنوری 1931

برادرم، تسلیم

کارڈ ملا تھا۔ میں نے اثر صاحب کا جواب دیکھا۔ وہ خود اتنا کمزور ہے کہ اس کے جواب دینے کی قطعی ضرورت نہیں۔ معقول پسندوں نے ان کے جواب کو شکست کا اعتراف سمجھا۔ حضرت نگار ...... شاید کوئی دندہ شکن جواب لکھ رہے ہیں۔ دیکھیے کیا لکھتے ہیں۔ ...... نے میرے جواب کو بہت پسند کیا تھا۔ زمانہ کے لیے منشی بشن نارائن پر ایک اسکیچ لکھنے کی فکر میں ہوں۔ بلاک بھی مل جائے گا۔ قصہ بھی ایک لکھنا چاہتا ہوں۔ دیکھیے کیا کر سکتا ہوں۔ ابھی خاکے پروانے کی جلدیں آپ کے دفتر میں ہوگی۔ یہاں کچھ جلدیں نولکشور بکڈپو کو درکار ہے۔ برائے مہربانی آج ہی تین جلدیں پارسل سے روانہ فرمائیں اور ریلوے رسید میرے پاس بھیج دیں۔ باقی حالات حسبِ سابق ہیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(427)

بنام شری رام شرما

لکھنؤ، 28 جنوری 1931

عزیز من شرما جی

آپ نے پبلشروں کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ بالکل بجا اور درست ہے لیکن میں آپ کی کتاب کی اشاعت میں تاخیر کے لیے معذرت کا اظہار نہیں کروں گا۔ کتاب کے اصل مصنف چونکہ خواجہ حسن نظامی ہیں۔ اس لیے اندیشہ تھا کہ کہیں ہندی داں طبقہ تعصب سے کام نہ لے۔ چنانچہ ہم مناسب موقعہ کے انتظار میں تھے۔ اس کے بعد سول نافرمانی کی تحریک شروع ہوگئی اور ہر بازار مندا ہوگیا۔ اور آخر میں فرم کے مالک کے انتقال سے تو سارا کام ہی ٹھپ ہوگیا۔ اس وقت حالت بالکل غیر یقینی ہے۔ جب تک حالات معمول پر نہ آجائیں مجھے اندیشہ ہے کہ اشاعت کا کوئی بھی نیا کام شروع نہ کیا جاسکے گا۔ اس صورت میں یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ آپ کی کتاب کا مسودہ ایک غیر معینہ عرصہ تک ہمارے پاس پڑا رہے۔ اس لیے میں اسے بڑے افسوس کے ساتھ واپس کرتا ہوں۔

میں نے شکار کے متعلق آپ کی جانبازی کی کہانیاں پڑھی ہیں۔ ہندی ادب میں اس موضوع پر خاکے نہیں ملتے۔ آپ اس ضمن میں ایک نئی راہ کھول رہے ہیں۔ مجھے ذرا بھی شک نہیں کہ آپ کی اس کتاب کا بڑی گرمجوشی سے خیر مقدم کیا جائے گا۔ اس طرح کی ہیجان خیز کہانیاں انتہائی دل چسپ اور صحت مند مطالعہ کا مواد فراہم کرتی ہیں اور ان سے جانوروں کے متعلق ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ میں نے بھی حال میں ایک کہانی 'شکار' لکھی ہے۔ اگرچہ مجھے اس کے لیے ایک سنے سنائے واقعہ کو استعمال کرنا پڑا۔

بہترین دعائیں۔ (اصل خط انگریزی میں ہے)

مخلص، پریم چند

بنام سری رام شرما

این۔ کے۔ بک ڈپو، لکھنؤ، 9 فروری 1931

عزیز من سری رام جی،

آپ کا خط پڑھ کر بہت دُکھ ہوا۔ میں نے تمہید بڑی خوشی سے پڑھی۔ آپ کا اسلوب من موہ لینے والا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس موضوع پر آپ نے قلم اٹھایا ہے اُس سے آپ بہت اچھی طرح واقف ہیں۔ آپ کو موضوع پر پوری قدرت حاصل ہے اور اس میں 'Genus' نوع اور طبقہ کا تفصیل کے ساتھ بیان ہے۔ مثالیں اور تفصیلات دل چسپ ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ زندگی کی برتوں سے محروم ہیں۔ میرا بھی اسی نوع سے تعلق ہے اور اس لیے مجھے آپ سے دلی ہمدردی ہے۔ اس نقصان کا آپ نے بڑی مردانگی سے مقابلہ کیا ہے۔ آپ کی جگہ میں ہوتا تو میری کمر ٹوٹ گئی ہوتی۔ مجھے ایسی کتاب دوبارہ لکھنے کے لیے جو زندگی بھر کی محنت کا نچوڑ ہو کارلائل کے ضبط و تحمل کی ضرورت ہوتی اور آپ میں یہ خوبی بدرجہ اَتم موجود ہے۔ میرے خیال میں علم حیوانات کے بارے میں ایسی کتاب جس میں جانوروں کی تصویروں اور ان کی زندگی اور عادتوں کے بارے میں کافی مواد ہو بہت پسند کی جانی چاہیے اگر میں پبلشر ہوتا تو ایسی کتاب کو اس سال کی قابلِ اشاعت کتابوں میں سرفہرست رکھتا۔ میرا خیال ہے کہ ہندستان کے اخبار اسے بخوشی قبول کریں گے۔

ایک شکاری کو طویل بیماری زیب نہیں دیتی۔ میں ضعفِ معدہ اور خون کی کمی کے مرضوں میں مبتلا ہوں۔ میری عمر پچاس سال سے اوپر نہیں ہے۔ لیکن میں بوڑھا ہوچکا ہوں۔ میں خود کو اس طرح تسکین دے لیتا ہوں کہ یہ سب میرے بیٹھے رہنے کی عادت کا نتیجہ ہے۔ اور کسی بڑے محرک کے بغیر یہ عادت اس عمر میں ترک کرنا

آسان نہیں۔ لیکن آپ تو شکاری ہیں اور جنگلوں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ آپ کو بیمار ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔ بیمار ہو کر گویا آپ میرا حق چھین رہے ہیں۔

مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ نے مسٹر بریلس فورڈ (Brails Ford) سے ملاقات کی اور انھوں نے آپ کو نیولیڈر (New Leader) میں لکھنے کی دعوت دی۔ بے شک ہمارے غریب دیہاتیوں کے کاز کی حمایت کے لیے آپ سے زیادہ کون موزوں ہو سکتا ہے۔

پنڈت موتی لعل کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور ہم اس نقصان پر آنسو بہا رہے ہیں۔ ہمارے لیڈروں میں حکمتِ عملی کا ایسا ماہر کوئی اور نہیں ہے۔

میں آپ سے جی کھول کر باتیں کرنے کا مشتاق ہوں۔ کسی دن آپ کے پاس آدھمکوں گا۔ یہ شہری زندگی جہاں حالات نے مجھے پھنسا دیا ہے ذہنی اور جذباتی طور پر مجھے ہلاک کیے دے رہی ہے۔ ایک پرسکون دیہاتی زندگی میرا مطمع نظر ہے۔ آپ جانتے ہیں میں خود بھی دیہات کا رہنے والا ہوں اور میں نے اپنی ادبی زندگی کا بڑا حصہ اپنے دیہاتی بھائیوں کے دیے ہوئے قرضہ کو اتارنے کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ اسی نظریے کے تحت میں نے 'ہنس' جاری کیا ہے۔ اس اسکیم کا مقصد پرسکون زندگی گزارنا، تھوڑا بہت ادبی کام کرنا۔ اس اخبار کی ادارت اور سادہ لوح کسانوں کی صحبت سے لطف اندوز ہونا ہے۔ لیکن 'ہنس' کا استقبال اتنی سرد مہری سے ہوا کہ عملی طور پر اس پرچہ سے مجھے کچھ بھی نہیں مل رہا ہے۔ صرف اس ہلکی سی امید پر آس لگائے بیٹھا ہوں کہ قربانیاں رائیگاں نہیں جاتیں۔ اور ان کا صلہ ضرور ملتا ہے۔

دعائے خیر

آپ کا مخلص، دھنپت رائے

(اصل خط انگریزی میں ہے)

(429)

بنام جینندر کمار

نولکشور بک ڈپو، لکھنؤ، 19-2-1931

پریہ جینندر،

آپ کی آلوچنائیں مجھے پہلے ہی مل گئی تھیں۔ پر جواب کی ایسی کوئی بات نہ تھی۔ اس سے ولمب سے لکھ رہا ہوں۔ سبھی آلوچنائیں 'ہنس' میں جاری ہیں۔ آپ نے 'گڑھ کنڈار' کو پسند کیا ہے۔ میں تو پڑھ نہ سکا تھا۔ کارن یہ ہے کہ اس میں آگے چل کر شاید کچھ رس آتا ہے اور میں آدی (شروع) کے دس بیس پنے پڑھ کر ہی ادھیر ہوگیا۔ آگے پڑھنے کا دھیریہ نہ رہا۔

'ہنس' ابھی تک نہیں آیا۔ شاید آج مل جائے۔ ادھر کاشی میں بدھوار سے بہت بڑا دنگا ہورہا ہے۔ سبھی کاروبار بند ہیں۔ پریس بھی بند ہے۔ یہاں تک کہ .... (یہ لفظ اصل خط میں مٹ گیا ہے) بھی بند ہے۔ شاید دو ایک روز میں سامانیہ اِستھتی آجائے۔

اس بیچ میں نرالا جی کی 'اپسرا' بھی پرکاشت ہوگئی۔ یہ اُن کا پہلا اپنیاس ہے۔ ملنے پر بھیجوں گا۔ آپ کب باہر آویں گے؟ ایک بار ہم لوگوں کا ملنا ضروری ہے۔ میں دلی آجاؤں گا۔ پوجیہ بہن سے بھی جلدی میں کچھ باتیں نہ ہوئیں۔

'غبن' کی ایک پرتی بھی شیگھر ہی بھیجوں گا۔ اس پر جو کچھ لکھنا ہو وہ 'مادھوری' کے لیے لکھیے گا۔ 'مادھوری' سے اب میرا سمبندھ نہیں رہا۔ میں بک ڈپو میں آگیا۔ آتو پہلے ہی گیا تھا۔ اب پُورن رُوپ سے آگیا۔ اپریل تک شاید یہاں اور رہوں گا۔ پھر کاشی چلا جاؤں گا۔ اور کہیں دیہات میں بیٹھ کر کچھ لکھتا پڑھتا رہوں گا۔ 'ہنس' تو آپ کے سر ڈال دوں گا۔ کیا بتاؤں۔ ابھی ایک ہزار بھی گاہک نہیں ہیں۔ آپ لپٹ جائیں گے تو چھ مہینے میں دو ہزار چھپے گا۔ اس کے لیے پرتی ماس ایک گلپ لکھتے جائیے۔ اور جو کچھ مزاج سے آوے۔ لکھیے۔

'کلیاں' کا 'کرشن' انک نکل رہا ہے۔ کچھ اس میں بھی لکھیے۔ وہ پیسے اچھے دیتا ہے۔ ہندی میں سب سے زیادہ چھپتا ہے۔

اِدھر اردو کی اتنی دیکھ کر آشچریہ ہورہا ہے۔ لاہور کے ایک پتریکا نے 850 پرشٹھوں کا وِشیشانک نکالا ہے۔

سب کشل ہے۔

شُبھ اِچھّو،

دھنپت رائے

(430)

بنام اپیندر ناتھ اشکؔ

گنیش گنج، 25 فروری 1931

عزیزم، آشیرواد

معاف کرنا تمھارے دو خطوط آئے۔ 'بہشتی کی بیوی' میں نے پڑھا تھا اور بہت پسند کیا تھا۔ تم نے اردو کا ایک چھوٹا سا چٹکلا بھیجا تھا۔ میں اسے ہندی میں دے رہا ہوں۔ مگر ہندی میں جو چیزیں تم نے بھیجی ہیں۔ ان میں ابھی زبان کی بہت خامی ہے۔ ہندی کے رسالے زیرِ نظر رہیں گے۔ تو سال چھ مہینے میں یہ نقائص دور ہوجائیں گے۔ کوئی افسانہ ہمارے لیے ہندی میں لکھو۔ مگر افسانہ ہو۔ فینٹیسی نہیں یا اگر کسی واقعات کے سوانح حیات ہو تو اس سے بھی کام چل سکتا ہے مگر میری صلاح تو یہی ہے کہ ابھی زیادہ لکھنے کے مقابلہ میں لٹریچر اور فلاسفی کا مطالعہ کرتے جاؤ۔ کیونکہ اس وقت کا مطالعہ زندگی بھر کے لیے کافی ہوگا۔

اور تو سب خیریت ہے۔

دعاگو،

دھنپت رائے

(431)

بنام پنڈت بیچن شرما 'اگر'

لکھنؤ، 20 گنیش گنج، 28-2-1931

پریہ اُگر جی، وندے!

کرپا پتر ملا۔ 'مادھوری' سے تو میرا اب کوئی سمبندھ نہیں رہا۔ میں اب بھی اسی کاریالیہ میں ہوں، پر کیول پُستک وِبھاگ میں۔ میں نے تب بھی ترپاٹھی جی سے آپ کے پاس 'مادھوری' بھیجنے کو کہا تھا۔ انھوں نے وعدہ بھی کیا تھا، پر نہ جانے کیوں نہیں بھیجا۔ آج پھر کہوں گا۔ یدی آپ جیسے لوگوں کو پتریکائیں نہ بھینٹ کی جائیں گی تو اور کسے کی جائیں گی؟

میں نے تو اپنا ایک چھوٹا سا 'ہنس' نکال لیا ہے۔ اُسی میں کچھ تھوڑا بہت لکھ لیتا ہوں۔ میرا ایک اپنیاس ابھی نکلا ہے اور آپ کے پاس اوشیہ پہنچے گا۔ دوسرا ابھی لکھ رہا ہوں۔ پڑھ کر مجھے اپنی رائے دیجیے گا۔ اور آپ کی اِچھا نہ ہوگی تو نہ چھاپوں گا، کیول دیکھنا چاہتا ہوں۔

آپ جہاں رہیں گے، وہیں یَش اور دھن کمائیں گے۔ پرتیبھا بندھنوں کو سویکار نہیں کرتی۔ 'ہنس' آپ کے پاس تو آتا ہی ہوگا۔ یدی کبھی کبھی اس کی اُور سے نگاہ کر دیا کریں تو اس کا اُپکار ہو جائے گا۔

سنیما والے مجھ سے کہانیاں مانگ رہے ہیں۔ مگر ابھی تک کہیں سے کوئی بات طے نہیں ہوئی۔

آشا ہے، آپ سآنند ہیں۔ ایشور آپ کو اپنے اُدیوک میں سپھل کرے۔

بھودیہ، دھنپت رائے

دانی بلڈنگ،
بالکیشور روڈ، بمبئی۔

(432)

بنام سری رام شرما

لکھنؤ، 13 مارچ 1931

عزیز من سری رام جی

آپ آئے نہیں۔ میں بڑی امید کے ساتھ آپ کا انتظار کررہا تھا۔ آپ کانپور آئے اور چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے لیے بھی لکھنؤ نہیں آئے۔ آپ شکاری ہیں اور میرے خیال میں شکاری فطرتاً محبت کی بیماری سے محفوظ ہوتے ہیں۔

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میری نئی کتاب 'غبن' شائع ہوچکی ہے اور جلد ہی آپ تک پہنچ جائے گی۔ مجھے آپ کی بے لاگ رائے کا انتظار رہے گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(اصل خط انگریزی میں ہے)

(433)

بنام دیانرائن نگم

24 مارچ 1931

بھائی جان، تسلیم

دونوں چیک مل گئے۔ میں ذرا ہنس کے لیے قصہ لکھنے میں مصروف تھا اس لیے جواب نہ دے سکا۔ ان عنایات کا کہاں سے شکریہ ادا کروں۔ میں ذرا بھی کبیدہ خاطر نہیں ہوں۔ سودِ مرکب اور سودِ سادہ میں ایسا فرق ہی کیا ہوتا ہے۔ یقین مانیے میں نے آپ کو سود کا ذکر کرکے زیربار کیا۔ میرے سر کو جھکانے کے لیے یہی احسان کیا کم ہے۔

کراچی کا ارادہ تھا مگر آج بھگت سنگھ کی پھانسی نے ہمت توڑ دی۔ اب کس امید پر جاؤں۔ وہاں گاندھی کا مذاق اُڑے گا، کانگریس غیرذمہ دار، شورپسند طبقے کے ہاتھ میں آجائے گی اور ہم لوگوں کے لیے اس میں جگہ نہیں ہے۔ آئندہ کیا طرزِ عمل

اختیار کرنا پڑے کہہ نہیں سکتا مگر فی الحال دل بیٹھ گیا ہے اور مستقبل بالکل تاریک نظر آتا ہے۔ اِدھر بنارس، مرزاپور، آگرے میں جو حالات ہوئے ان سے گورنمنٹ کا حوصلہ بڑھے گا یہی میرا قیاس ہے۔ مگر اس سے زیادہ حماقت کوئی گورنمنٹ نہیں کرسکتی تھی۔ تین آدمیوں کی سزا میں تبدیلی کرکے گورنمنٹ کتنا اچھا اثر پیدا کرسکتی تھی۔ پر اس کے طرزِ عمل نے اب ثابت کردیا کہ تالیفِ قلب اس نے ابھی تک نہیں کیا اور اب بھی وہ اپنی اُسی قدم غیرذمہ دارانہ روِش پر قائم ہے۔

شاہکار کو میں آج لکھوں گا کہ قصہ آپ کے پاس بھیج دیں۔

اکیڈمی والے سفر خرچ دیں گے یا نہیں۔ خطوط تو میرے پاس بھی آئے ہیں لیکن جاؤں گا اُسی وقت جب خرچ ملے گا۔ ذرا لکھیے گا۔ یہاں سابق دستور چلا جارہا ہے۔ مُنر و مہربان تو ہے مگر فیصلہ اس کے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔

میں 'انصاف' کا ترجمہ کر رہا ہوں، کوئی پچاس صفحات ہوگئے ہیں۔ 'ہڑتال' بھی کر دوں گا۔ 'چاندی کی ڈبیا' آپ خود ہی کرلیں۔ جون تک یہ سب ختم ہوجائے گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(434)

بنام جینندر کمار

ساہتیہ سمن مالا کاریالیہ
نولکشور پریس بکڈپو، لکھنؤ

13-4-1931

پریہ جینند جی

آپ کا پتر ملا۔ میں لاہور گیا۔ پر آپ دلی نہ تھے۔ اس لیے میں سیدھا لوٹ آیا۔ اب آپ دلی آگئے ہوں گے۔ آپ کی کہانی کا پُرسکار بھیجنے کے لیے میں نے تاکید کردی ہے۔ آشا ہے جلد پہنچے گا۔ 'غبن' آپ پڑھ لیں اور میں کچھ آپ کی رائے جان لوں تو مجھے سنتوش ہو۔ 'پرکھ' کی آلوچنا جلدی میں تو نہیں کی۔ لیکن اپنی دانست

میں مجھے جو کچھ کہنا چاہیے تھا وہ کہہ چکا۔ میں سالوچک بہت خراب ہوں۔ پُستک پر پاٹھک کی درشٹی سے نگاہ ڈالتا ہوں اور جو بھاؤ جم جاتا ہے وہی لکھتا ہوں۔

.... (اصل خط میں یہ لفظ مٹ گیا ہے) آئی تو تھی۔ پر ایک صاحب لے کر مرد آباد چلے گئے۔ وہ لوٹ کر آویں تو بھیجوں۔

آشا ہے آپ سآنند ہیں۔

بھَودیہ، دھنپت رائے

(435)

بنام شری رام شرما

سرسوتی پریس، کاشی، 5 مئی 1931

عزیزِ من سری رام جی

آپ نے مجھے مایوس کر دیا۔ آپ نے کلکتہ سے واپسی پر مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ میں بنارس میں آپ کا منتظر ہی رہا۔

اگر 'وشال بھارت' میں 'غبن' پر تبصرہ شائع ہورہا ہے۔ تو آپ اپنا تبصرہ 'مادھوری' کو بھیج دیجیے۔ وہ بخوشی اسے شائع کریں گے اس دفعہ مجھے مایوس نہ کیجیے۔ امید ہے کہ آپ بخیروعافیت گھر پہنچ گئے ہوں گے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(436)

بنام دیانرائن نگم

لکھنؤ، 11 مئی 1931

بھائی جان، تسلیم

عرصے سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا۔ ناٹک کی رسید بھی نہیں ملی۔ کانپور گیا تھا، ملاقات بھی نہیں ہوئی۔ آج ایک ماہ کے لیے بنارس جارہا ہوں۔ وہاں میں

'انصاف' ختم کرکے بھیجوں گا۔ ترجمہ کیسا رہا؟

بنارس میں میرا پتہ ہوگا :

سرسوتی پریس، کاشی

رسالہ زمانہ کا یہ نمبر (یعنی تازہ) میرے پاس سے غائب ہوگیا ہے۔ رسائل کی تنقید کے لیے اس کی ضرورت پڑے گی۔ ہر ماہ میں ہندستانی رسائل کی تنقید کرتا ہوں۔ اردو، ہندی، مراٹھی، گجراتی وغیرہ۔ براہِ کرم ایک کاپی اوپر کے پتے سے بواپسی بھیجوا دیجیے۔ امید ہے کہ آپ بخیرو عافیت ہیں۔

نیازمند، دھنپت رائے

(437)

بنام مہتاب رائے

سرسوتی پریس، کاشی

مورخہ یکم جون 1931

برادرِ عزیز من، بعد دعا

میں یہاں 12 مئی کو آگیا تھا۔ دھنو اور نبو بٹی کے ساتھ 15 کو ساگر کے لیے روانہ ہوئے۔ 16 کو الہٰ آباد پہنچ کر بنّو کو پیچش ہوگئی۔ مجھے تار ملا۔ 19 کو ہم اور بنّو کی والدہ یہاں سے الہٰ آباد گئے۔ بنّو کی حالت خراب تھی۔ خون کے دست آرہے تھے۔ 27 تک وہاں رہنا پڑا۔ 27 کو ہم بنّو کے ساتھ گھر لوٹ آئے۔ دھنو باسیدیو پرشاد کے ساتھ ساگر گئے۔ یہاں آکر میں نے دو تین پریس کا حساب کتاب دیکھا۔ آج پھر جارہا ہوں۔ 6 جون کو یہاں سے الہٰ آباد ہوتے ہوئے 'سورام' جانے کا ارادہ ہے۔ 11 کو مجھے لکھنؤ پہنچنا ہے۔

کل بھائی صاحب سے بات چیت ہورہی تھی۔ ان سے مجھے یہ معلوم کرکے کچھ ہنسی بھی آئی کچھ تعجب بھی ہوا کہ تم ابھی تک اس لفظی ڈوئیل (Duel) کو جو آج سے 6-7 سال پہلے یہاں میرے اور تمھارے درمیان ہوا تھا۔ تمسک کی طرح محفوظ

رکھے ہوئے مجھے اپنے روپے کے لیے ایک روپیہ سیکڑہ بیاج کی امید رکھتے ہو۔ یہی بات ایک بار مجھ سے رام کشور نے بھی کہی تھی۔ مگر مجھے ان کی بات کا یقین نہ آیا تھا۔ مگر بھائی صاحب کی زبان سے سن کر اب معلوم ہوتا ہے کہ تم نے ان سے بھی کہا ہوگا اور مجھے اس وقت اس معاملے کو صاف کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

جس وقت ہمارے اور تمھارے درمیان وہ لفظی ہوڑ ہوئی تھی، نہ تمھارے پاس روپے تھے نہ میرے پاس۔ تم نے بھی، اگر میرا حافظہ غلطی نہ کرتا، 9400 بولی بولی تھی۔ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ اس وقت اگر میں 9400 پر راضی ہوجاتا تو تم میرے اور رگھوپت سہائے کے حصے کے روپے اسی پرتے سے ادا کردیتے۔ ہرگز نہیں۔ نہ تم ادا کرسکتے تھے اور نہ ہی میں اس قابل تھا کہ تمھارے 1900 روپے جو اس پرتے سے ہوتے ادا کردیتا۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ پریس تمھاری ہی نگرانی میں رہتا اور جس طرح کام چلتا تھا اُسی طرح چلتا رہتا۔ میرا منشا پریس کو اپنی نگرانی میں لے کر اس سے کچھ نفع کرنے کا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ میں نفع کرسکوں گا۔ اس لیے کہ مجھے اپنے ہی روپے کی فکر نہیں۔ رگھوپت سہائے کے روپے کی بھی فکر تھی۔ مجھے پریس کو اپنی نگرانی میں رکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ مجھے یہ بھی محسوس ہورہا تھا کہ پریس سے علاحدہ ہوکر تم اپنے لیے اس سے بہتر کوئی سبیل نکال سکتے ہو۔ پریس میں پڑے پڑے نہ تمھارا ہی بھلا ہورہا ہے۔ اور نہ حصہ داروں کا۔ ان خیالوں کے زیرِ اثر ہی میں نے تمھارے ہاتھ سے انتظام لیا۔ ورنہ تم بھی جانتے ہو اور مین بھی جانتا ہوں کہ اس وقت بھی بازار میں پریس کی قیمت اتنی کسی طرح سے نہ لگ سکتی تھی۔

اگر یہ مان لیا جائے کہ تم روپے ادا کردیتے اور تمھارے پاس اس وقت 6 ہزار روپے موجود تھے (حالانکہ یہ غیر ممکن معلوم ہوتا ہے) تب بھی تم نے پریس کے لینے اور دینے کی جو فرد پیش کی تھی اور جس کی بنا پر میں نے تمھارے روپے چکا دینے کا ارادہ کیا تھا وہ صحیح نہیں نکلی۔ اس کی زیادہ تر رقمیں ایسی تھیں جو وصول نہ ہوسکتی تھیں۔ اور نہ وصول ہوئیں اور کئی رقمیں اس میں سے ایسی چھوٹ گئیں تھیں جو فوراً ادا کرنی پڑیں۔ میرا خیال ہے کہ اس فرد کے مطابق پریس کو 2200 روپے ملنے چاہیے

تھے۔ مجھے 2200 مل جاتے تو میں تمھیں 1900 دے کر بے فکر ہوجاتا۔ مگر اس 2200 میں شاید مشکل سے 500 وصول ہوئے ہوں گے۔ دینے میں کئی بڑی بڑی رقمیں نکل آئیں جو ادا کرنی پڑیں۔ اس لیے جس Basis پر میں روپے ادا کرنے کا ارادہ کررہا تھا وہ ہی غلط نکلا۔ اگر ناوصول شدہ روپے تمھارے نام ڈال دوں اور جو اور زاید مجھے تمھارے 'زمانہ' کے لیے دینے پڑے تو تمھارا حصہ ہی غائب ہوجائے گا میرے پاس تمھارے زمانے کے لینے اور دینے کی صحیح نقل موجود ہے جس کے اعتبار سے لینا 1320 ٹھہرتا ہے اور دینا 1635۔ لینے میں 1320 بھی وصول نہ ہوئے۔ مشکل سے 500 وصول ہوئے ہوں گے۔ دینے میں شاید 1635 سے بھی کچھ زاید ہی دینا پڑا۔ اس لیے مجھے تعجب ہوتا ہے کہ تم کس قانون انصاف سے اپنے روپے کے سود کے حقدار ہوسکتے ہو۔ یہ ضرور ہے کہ تمھیں پریس میں پھنسنے اور روپے لگانے کا افسوس ہورہا ہے۔ مجھے بھی ہورہا ہے۔ بھائی صاحب کو بھی ہورہا ہے۔ رگھوپت سہائے کو بھی ہورہا ہے۔ سب کے سب سر پر ہاتھ دھرے رو رہے ہیں۔ لیکن تم نے کم سے کم پریس سے دو سال کی تنخواہ تو لی۔ زیادہ سے زیادہ تمھارا سود کا نقصان ہوا۔ جو 8 سیکڑہ کے حساب 6 سال کا 700 روپے کے قریب ہوتا ہے۔ میرے نقصان کا اندازہ کرو۔ میں نے دو سال تک پریس سے ایک پائی لیے بغیر کام کیا اور اپنا کم سے کم 500 روپے اس میں اور لگایا جو حساب میں موجود ہے۔ اس کے بعد سے آج تک میں نے ہزاروں روپے کا کام پریس کو دیا۔ خود اپنی کتابیں پریس میں چھپوائیں۔ آج بھی اپنی کتابوں کی بکری سے پریس چلا رہا ہوں۔ اگر میں اپنے سارے نقصانات جوڑوں تو 1500 تو خالی تنخواہ کے ہوجائیں۔ 1500 جو ادھار دیے اور جو اب تک وصول نہیں ہوئے۔ اس طرح 2000 پر اپنی کتابوں کی بکری کے روپے جو پریس میں لگ گئے ہیں۔ جوڑوں تو 3000 سے کم نہ ہوں گے۔ اس طرح مجھے تو علاوہ سود کے کوئی 5000 ہزار کا نقصان ہوچکا ہے۔ اور سود بھی جوڑوں تو 1900 ہوجاتے ہیں۔ گویا پریس کھول کر میں نے 7000 ہزار کا نقصان اٹھایا۔ اور میں اسے حرف بحرف صحیح ثابت کرسکتا ہوں۔ حساب پریس میں موجود ہے۔ تمھارا نقصان تو صرف سود کا ہوا ہے۔ رگھوپت سہائے کو بھی

اتنا ہی نقصان ہوا۔ مگر ابھی تک صبر سے برداشت کیے جاتے ہیں۔ بھائی صاحب بھی پریس کی حالت سے واقف ہیں اور خاموش ہیں۔ سب سمجھ رہے ہیں کہ پریس کھولنا غلطی تھی اور اگر تقدیر میں ہوں گے تو ملیں گے، نہیں ڈوب گئے۔ میں اپنی ذمہ داری کو سمجھ کر اب بھی ہر طرح نقصان اٹھاتا ہوا اسے کامیاب بنانے کی فکر میں پڑا ہوا ہوں۔ بار بار دوڑ دوڑ آتا ہوں۔ حساب کتاب دیکھتا ہوں کیونکہ میرے دل سے لگی ہوئی ہے کہ کس طرح نفع ہو اور حصہ داروں کو کچھ دے سکوں۔ میں نے اگر بے ایمانی کی ہوتی اور کچھ کھا گیا ہوتا تو حصہ داروں کو مجھ سے بدگمانی ہوتی۔ لیکن میں نے تو پریس سے پان تک نہیں کھایا۔ میرا کانشنس بالکل صاف ہے۔ جب تک میری زندگی ہے میں اپنا نقصان اٹھاتا ہوا پریس کے لیے جان دیتا رہوں گا اور کامیاب ہونا تقدیر میں لکھا ہے تو کامیاب ہوں گا۔

تو اب اس کا تصفیہ کیسے ہو؟ یا تو دیگر حصہ داروں کی طرح تم بھی خموشی سے مجھ پر اعتبار کرتے ہوئے بیٹھے رہو۔ جب تک دیکھو کہ میں نے پریس سے کچھ لیا ہے تو میری گردن پر سوار ہوکر حصہ لے لو۔ اگر دیکھو کہ میں نقصان اٹھا رہا ہوں تو صبر سے برداشت کرو۔ یا خود پریس میں آکر کچھ کام اٹھالو۔ گزارے کے لیے جو کچھ پریس دے سکے وہ لے لو۔ یا پریس کے لیے دورہ کرکے کام لاؤ۔ کتابیں بیچو اور اپنی مناسب تنخواہ لے لو۔ پریس کو نفع دینے کے قابل بنانے میں میری مدد کرو یا آخری صورت یہ ہے کہ ایک پنچ بناکر پریس کی قیمت آنک لو۔ اور تمھارا حصہ جتنا نکلے اتنا یا تو مجھے اُسی وقت کھڑے کھڑے کان پکڑکر لے لو یا مجھے دے دو۔ پنچوں میں بابو سمپورنانند، سری پرکاش اور نندکشور کو رکھ لو اور یاٹریڈل اور کٹنگ مشین کو اصلی داموں پر سمجھ کر اپنے باقی روپے مجھ سے لے لو۔ اس طرح تمھیں تسکیں ہوجائے گی کہ تم نے جتنے روپے لگائے تھے اتنے مل گئے۔ کیونکہ اگر ان چیزوں کو ان کی موجودہ قیمت پر لوگے تو اس حساب سے سارے پریس کی قیمت گھٹ جائے گی۔ پریس میں تین ہی چیزیں تو قیمتی تھیں۔ ان میں دو کا حال تمھارے سامنے ہے۔ رہی مشین وہ بھی سال دو سال میں جواب دے دے گی۔ ٹائپ پرانے تھوڑے ہی رہ گئے ہیں۔ اگر پرانے

سامان معہ ٹریڈل اور کٹنگ مشین کے بازار میں رکھے جائیں تو مشکل سے دو اڑھائی ہزار ملیں گے۔ کل پریس 4000 یا 4500 میں بک جائے گا تو لاگت کے دام ملنا تو اب غیر ممکن ہے۔ تم جس طرح اپنا اطمینان کرسکو کرلو۔ میں آمادہ ہوں۔ تمھیں نقصان پہنچا کر یا تکلیف میں دیکھ کر مجھے مسرت نہیں ہوتی۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔ تمھیں خوشحال دیکھ کر مجھے جتنی خوشی ہوگی اس کا اندازہ تم شاید نہ کرسکو۔ اگر میں اس قابل ہوتا کہ تمھاری زیادہ امداد کرسکتا تو ہرگز دریغ نہ کرتا۔ لیکن مجھے اس پریس نے بالکل مفلس بنا ڈالا۔ کتابوں سے مجھے جو کچھ مل جاتا تھا وہ اب پریس کی نذر ہورہا ہے۔ اب میرا ارادہ ہورہا ہے کہ لکھنؤ سے آکر پھر پریس میں ڈٹوں۔ اور جس طرح بھی ہوسکے اسے کامیاب بناؤں۔ تم چاہو تو اب بھی اس کام میں مدد دے سکتے ہو یا نامنظور ہو تو پریس کی موجودہ حیثیت کو دیکھ کر اس کی قیمت کا اندازہ کرلو اور وہ جس طرح چاہے سمجھ لو یا تمھارے خیال میں پریس سے اور جو کچھ تمھیں اپنے حصے میں ملنا چاہیے وہ لے لو۔ میرے پاس پریس کی ہر ایک چیز کا بیجک رکھا ہوا ہے۔ اس بیجک کو دیکھ کر 2000 کی چیزیں نکال لو۔ چیزیں بے شک پرانی ہوگئی ہیں۔ مگر ان کا نفع میں نے نہیں اٹھایا۔ نہ تم نے اٹھایا۔ یہ سمجھ لو کہ کاروبار میں نفع نقصان دونوں ہوتا ہے اور اس میں نقصان ہوا۔ تمھارے دو ہزار روپے اس وقت تمھارے پاس ہوتے تو تم اس سے ایک چھوٹا سا پورا پریس کھول سکتے تھے۔ میرے 4500 میرے پاس ہوتے تو میں اس سے اچھا پریس کھول سکتا تھا۔ اگر ہم نے یا تم نے بنک میں رکھ دیے ہوتے تو تمھیں اب تک ایک ہزار کے قریب سود مل گیا ہوتا اور مجھے بھی دو اڑھائی ہزار مل گئے ہوتے۔ میں نے اور جو ہزاروں کا نقصان اٹھایا۔ اس سے بچ گیا ہوتا۔ لیکن اب ان باتوں کو یاد کرکے پچھتانے سے کیا حاصل۔ اب تو گلے کے ڈھول کو بجانا ہی پڑے گا۔ میں تو اس پریس کے پیچھے برباد ہوگیا۔

صرف اس لیے کہ میں حصہ داروں کے نقصان کو نہیں دیکھ سکتا۔ چاہے اپنا کتنا ہی نقصان ہوجائے۔ رگھوپت سہائے اور بھائی صاحب مجھ پر تکیہ کیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اپنے جیتے جی انھیں نقصان سے بچانے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ کامیابی کا ہونا نہ

ہونا ایشور کے ہاتھ ہے۔

امید ہے تم بخیریت ہو۔ بچوں کو دعا۔

P.S. میں جو چاہتا ہوں کہ تم ان صورتوں میں جو چاہے قبول کرلو۔ یا خود تصفیہ کی صورت پیش کرو اور جلد۔ پریس کی قیمت اب آدھی بھی نہیں رہی اور تمھارے 2000 اب مشکل سے ایک ہزار دیں گے۔ میں تمھارے جواب کا انتظار کرتا رہوں گا۔ میں نصف لینے کو تیار ہوں اگر کوئی دے۔ رگھوپت سہائے اور میرے حصے کے 6½ ہزار ہوتے ہیں۔ میں اسے 3¼ ہزار روپے پر دے دوں گا۔ مگر نقد کی شرط ہے۔ پریس میں جو نئی ٹریڈل آئی ہے اس کا ابھی دام دینا باقی ہے۔ بھائی صاحب نصف پر راضی ہوں گے یا نہیں، میں نہیں کہہ سکتا۔

دھنپت رائے

(438)

بنام دیانرائن نگم

نولکشور پریس، لکھنؤ، 18 جون 1931

بھائی جان، تسلیم

آپ کا 7 جون کا نوازش نامہ ملا۔ میں بنارس سے 13 جون کو لوٹا۔ آپ کا کارڈ آج وہاں سے یہاں آیا ہے۔ چنو بابو کی شاندار کامیابی پر آپ کو اور چنو کو تہہِ دل سے مبارکباد۔ کیوں، آپ کرائسٹ چرچ کالج سے علاحدہ کیوں ہورہے ہیں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ موقع ملے تو کانپور جاؤں۔ بیٹی سسرال گئی ہے۔ چنو اُسی کے ساتھ گیا ہے۔ یہاں صرف بنو (چھوٹا لڑکا) اور ہم دو آدمی ہیں۔ یہاں کے منیجر ایک مسٹر جگموہن ناتھ بھارگو ہوئے ہیں۔ ابھی ان سے میری ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ کیا ترمیم ہوگی اس کی فی الحال خبر نہیں۔ میرے ناول 'غبن' کی کوئی جلد آپ کے پاس پہنچی یا نہیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(439)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، کاشی، 4 جولائی 1931

بھائی جان، تسلیم

اس کام سے فرصت ملی۔ اب کوئی مضمون بھی لکھوں گا۔ مگر ایسا نہ ہو آپ ان کتابوں کو سال چھ مہینے کے لیے ڈرار میں بند کردیں۔ ایک بار ان کی نظرثانی کرجائیے۔ چار پانچ روز لگیں گے۔ پھر کسی سے خوش خط لکھوا لیجیے۔ اپنی دانست میں تو ترجمہ بُرا نہیں کیا۔ لیکن بہتری کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے۔ اور جولائی میں اسے چلتا کیجیے تاکہ ایک ماہ میں روپے مل جائیں۔

ہمارے یہاں ابھی تو سابق دستور کام چل رہا ہے۔ لیکن زیادہ امید نہیں ہے۔ میں تیار بیٹھا ہوں۔ دھنو کل بیٹی کے سسرال سے آگیا ہے۔

'ناتن' اور 'فریبِ عمل' میں آؤں گا تو لیتا آؤں گا، شاہکار کے پاس میرا ایک قصہ پڑا ہوا ہے۔ سین بابو سے کہیں اپنے دوست وحشی کے برادرے خرد سے یہ لطائف الحیل مانگ لیں۔ شاہکار کا اس حریت کے زمانے میں گزر ہی کہاں۔

جواہر لعل آج کل کتنا زہر اگل رہے ہیں۔ انقلاب کی تیاری ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(440)

بنام دیانرائن نگم

نولکشور پریس، لکھنؤ، 23 جولائی 1931

بھائی جان، تسلیم

ایشور کرے آپ جلد اچھے ہو جائیں۔ طبیعت کی ناسازی تو ایک مصیبت ہے۔

یہاں کورٹ آف وارڈ کا انتظام ہے، مگر ابھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ اسپیشل منیجر آگئے ہیں۔ انتظام سابق دستور ہے۔ شاید تکلیف ہونے والی ہے۔ اگر تحقیق معلوم نہیں۔ میری تو منیجر صاحب سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ نہ انھوں نے بلایا نہ میں گیا۔

بیٹی سسرال میں ہے۔ منّو بابو تو شاید انگلینڈ سے اگست میں آنے والے ہیں۔

طبیعت یک سو ہو تو مسوّدوں پر ذرا نگاہ ڈالیے۔

شاہکار سے میرا افسانہ آپ نے شاید نہیں لیا۔ گورکھپور سے تو اسی نام کے ایک رسالے کا اجرا ہوگیا۔

بقیہ حالات سابق دستور ہیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(441)

بنام کنور سریش سنگھ

لکھنؤ، 30-7-1931

پریہ ور، وندے!

'وانر' مل گیا تھا۔ لڑکوں کو پہلے ہی سے اس کا انتظار تھا۔ اسے دیکھتے ہی خوشی سے اچھل پڑے۔ بچوں کے لیے اس میں ونود، منورنجن اور گیان وردھی کا کافی سامان ہے۔ گیٹ اَپ بہت ہی سندر۔ مجھے آشا ہے کہ بال سماج کا اس سے کلیان ہوگا۔

بچوں کے لیے لیکھ لکھنا اتینت کٹھن ہے۔ بچوں کے منوگیان کا اچھا پریچے ہوئے بنا یہ کام نہیں ہوسکتا۔ پرانے لیکھوں میں اتنی سجاوتا نہیں رہتی، شیتھل سے ہوجاتے ہیں۔ نئے لیکھلوں کا منوگیان سے پریچے نہیں ہوتا، مثلاً 'کشمیر' کا ورتانت جو آپ نے دیا ہے، کسی کشل ادھیاپک کے قلم سے کہیں منورنجک ہوسکتا تھا۔ اس دَشا میں تو وہ کسی اسکولی پاٹھک سے زیادہ رُوچک نہیں۔ 'کبڈی' کا بیان بھی کہیں بال سُلبھ

ہو سکتا تھا، پر یہاں وہ سوکھا سوکھا رہ گیا ہے۔ 'گورکھ دھندا' بہت اچھی چیز ہے۔ لڑکوں کو اس کے اُتر کا کبھی سے اُتسکتا ہے، اور اگلے انک کا انتظار کر رہے ہیں۔

میں نے تو چاہا کہ کچھ لکھوں، پر قلم ہاتھ میں لیا اور گمبھیرتا کا نشہ چڑھا۔ اس کے لیے ایسے لیکھک چاہیے، جو بوڑھے بالک ہوں۔ پھر بھی کوشش کروں گا کہ اپنے کو بالک بناکر کچھ لکھوں۔ ایسی چیز چاہتا ہوں، جو بالکوں کو خوب ہنسائے اور اس کے ساتھ سُوروچی پیدا کریں۔ مگر اس وقت تو نہیں بنتی۔ شُبھ

بھودیہ، دھنپت رائے

(442)
بنام دیانرائن نگم

لکھنؤ، 30 اگست 1931

بھائی جان، تسلیم

آپ کے خط کے انتظار میں تھک گیا۔ میں نے عرصہ ہوا ایک خط لکھا تھا۔ اس کا کوئی جواب نہ ملا۔ آپ خود آنے والے تھے مگر غالباً فرصت نہ ملی۔

ان دونوں کتابوں کے متعلق کیا کارروائی ہوئی۔ نظرثانی ہوگئی یا نہیں۔ شروع بھی ہوئی؟ اب تو بہت دیر ہورہی ہے۔

یہاں کا حال سابق دستور ہے۔ خبر ہے کہ ریاست کورٹ آف وارڈس سے نکل گئی۔ لیکن خبر ہی خبر ہے۔ نفاذ نہیں۔ سرکاری کارخانے ہیں۔ ممکن ہے مہینوں لگ جائیں۔ اور تو کوئی نئی بات نہیں۔ منّو بابو تو اسی ماہ آئیں گے۔ یا گول میز کے بعد؟

آپ کا، دھنپت رائے

(443)
بنام سدگرو شرن اوستھی

پریہ اوستھی جی، وندے!

دھنیہ واد۔ سمیکشا مل گئی تھی اور 'ہنس' (ستمبر) میں جارہی ہے۔ آشا ہے، آپ

پرسن ہوں گے۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(444)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، کاشی لکھنؤ

11 ستمبر 1931

بھائی جان، تسلیم

آپ کا کارڈ کئی دن ہوئے ملا تھا۔ مسودے آپ نے ابھی تک نہیں دیکھے اِدھر ایکاڈمی شاید اب ایسے تراجم بیکار سمجھ رہی ہے۔ بابو ہرپرشاد سکسینہ ابھی کئی روز ہوئے، ڈاکٹر تاراچند سے کسی کام کی تلاش کے سلسلے میں ملے تھے۔ انھوں نے اس وقت یہ خیال ظاہر کیا کہ ان ڈراموں سے کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلا اور وہ تضیع اوقات ہے ایسا نہ ہو اردو ترجموں کے متعلق بھی یہی خیال ہو۔ اور ہم لوگوں کی محنت برباد ہوجائے۔

یہاں کل ایک نئی بات ہوگئی۔ یہاں میرے خلاف مدت سے ایک جماعت تھی۔ جس کا سرغنہ یہاں کا منیجر ہری رام ہے۔ سال گزشتہ سے اس کا ایک اور معاون پیدا ہوگیا۔ یہ ہیں مسٹر پنت جو یہاں کنوینر ہوکر بلائے گئے تھے۔ مسٹر پنت یہاں حاوی ہونا چاہتے ہیں۔ اس کی انھوں نے پہلے مجھ ہی کو راستے سے ہٹانا ضروری سمجھا۔ کفایت کا مسئلہ یہاں شروع سے تھا ہی۔ آپ نے یہ کفایت سوچی کہ ایڈیٹوریل عملہ برطرف کردیا جائے اور کتابیں ذمہ دار، بااثر اور کمیٹی میں رسوخ رکھنے والے یا خود کمیٹی کے ممبروں سے بنوا لی جائیں۔ ان احمقوں کو یہ نہ سوجھی کہ مجھے جو کچھ دیتے ہیں۔ وہ ایک کتاب میں وصول ہوسکتا ہے اور بااثر اصحاب سے کتابیں لکھوانے میں رائلٹی کی بیش قدر رقم دینی پڑتی ہے۔ میری ذات سے ان لوگوں نے جتنا پیدا کیا ہے اس کا نصف بھی مجھے نہ دیا گیا ہوگا۔ اگر پنت دیدہ و دانستہ محض مجھے زک دینے کے لیے میری تیار کی ہوئی کتابوں کو پُش کرنے میں تساہل نہ کرتے تو لاکھوں روپیہ بنا

لیتے۔ مگر اسی شخص نے محض مجھے نقصان پہنچانے کے لیے ان کتابوں کے متعلق کوئی کوشش نہیں کی۔ جب کتابیں کمیٹی سے نامنظور ہوگئیں۔ تو ظاہر داری کے لیے مہینوں خط و کتابت کرتا رہا۔ خیر۔ مجھے یہاں سے جانا تو تھا ہی بلکہ میں نے جون میں استعفٰی دینے کا ارادہ کیا تھا۔ لکھا بھی۔ لیکن بعض دوستوں کے کہنے سے اسے پیش نہ کیا۔ مجھے یہاں سے جانے کا غم نہیں اور زیادہ کام کروں گا۔ لیکن رقیبوں کو یوں خوش ہوتے دیکھ کر انسانی کمزوریوں کے باعث جی جلتا ہے۔ آپ سے مسٹر منرو سے کچھ راہ و رسم ہے۔ ناگو یہاں کا اسپیشل منیجر ہے۔ معلوم نہیں اسی سے آپ کی کچھ ملاقات ہے یا نہیں۔ مگر منرو سے تو ہے ہی۔ آپ ایک دن کے لیے یہاں آجایئے۔ اور منرو سے مل کر یہاں کی اس فرقہ بندی کا حال اسے سمجھا دیجیے۔ اس وقت بھی کئی کتابوں کی تالیف کا مسئلہ درپیش ہے۔ اردو ہندی لٹریری ریڈروں کا۔ پنت ان کے لیے کمیٹی کے ممبروں کو تلاش کررہے ہیں۔ اسے یہ منظور نہیں کہ میں کتابیں لکھوں اور وہ کمیٹی میں پیش ہوں کیونکہ ایسا کرنے میں اسے دوا دوش کرنی پڑے گی۔ ممبروں سے کتابیں لکھا لینے میں خود کچھ نہیں کرنا ہوتا۔ کتابیں آپ ہی آپ منظور ہوجاتی ہیں۔ بس صرف ان سے خط و کتابت کرکے معاملہ پٹا لینا ہوتا ہے۔ یہی کام اُس نے اپنے ذمے لیا ہے۔ اور شاید منرو کو یا ناگو کو سمجھا دیا ہے کہ ایڈیٹوریل اسٹاف کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ آجائیں گے تو منرو کو یہ تو معلوم ہوجائے گا کہ میری ذات سے ریاست کا نقصان نہیں ہے۔ بس میں اتنا ہی چاہتا ہوں انڈیپنڈنٹ آدمی کے لیے واقعی بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔ اور میں کئی بار اس کا تاوان دے چکا ہوں۔ لیکن اب تو وہ روش نہیں چھوڑی جاتی جو عادت ہوگئی ہے، اور سب خیریت ہے۔

آپ کا مخلص، دھنپت رائے

حضرت سحر کو میں نے 200 دینا طے کرلیا ہے۔ وہ راضی بھی ہوگئے مثنوی کی اشاعت میں 110 خرچ ہوچکے بقیہ 90 اور دینے ہیں۔ اگر وہ راضی ہوں تو 'گوشۂ عافیت' بھی ان سے پورا کروا لوں گا۔ اور کچھ نئی کہانیوں کا ترجمہ بھی۔ پنجاب میں سب کھپ جائیں گی۔ اور کچھ نہ کچھ دے مریں گی۔

بابو رام سرن کی طبیعت اب کیسی ہے۔ لڑکے تو الہٰ آباد چلے گئے ہوں گے۔

نیاز مند، دھنپت رائے

(445)

بنام دیانرائن نگم

گنیش گنج، لکھنؤ، 1 اکتوبر 1931

بھائی جان، تسلیم

آپ کا 22 کا خط آج ملا۔ آپ اس پر غلطی سے لکھنؤ کی جگہ الہٰ آباد لکھ گئے تھے۔ اور وہ ہفتہ بھر مارا مارا پھرنے کے بعد آج ملا۔ یہاں تب سے کوئی نئی بات نہیں ہوئی۔ ان لوگوں نے طے کرلیا ہے اور اب کسی کی حق تلفی، بے انصافی یا اپنے نقصان کا خیال انھیں اپنے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ مجھے افسوس یہی ہے کہ آپ کو ناحق تکلیف دی۔ خیر ابھی تو یہیں ہوں، 9 کو یہاں سے علاحدہ ہوکر غالباً اکتوبر لکھنؤ میں کاٹوں۔ اس کے بعد دیدہ خواہد شد۔ برائے خدا ڈرامے تو دیکھ ڈالیے۔ محض ایک سرسری نگاہ کی ضرورت ہے۔

مخلص، دھنپت رائے

(445)

بنام رائے کرشن داس

گنیش گنج، لکھنؤ، 14-10-1931

پریہ رائے کرشن داس جی،

جینندر جی کے آدیشانوساد 'میری میگڈلین' سیوا میں رجسٹری پیکٹ سے بھیج رہا ہوں۔ 102 پرشٹھ ہے۔ اَنت میں دو ایک پرشٹھ یا تو میرے یہاں سے غائب ہوگئے یا جینندر جی کے یہاں رہ گئے۔ اتنا چھپ جانے پر مول پُستک سے ملاکر اَنت میں پرشٹھوں کا انوواد بڑھا دیا جاسکتا ہے۔

میرے پاس تو اس سمے کوئی چھوٹا اپنیاس نہیں ہے۔ اس سمے جو لکھ رہا ہوں، وہ بہت بڑا ہے — 700 پرشٹھوں سے کم نہ جائے گا۔ تین چار مہینے میں اسے سماپت کرنے کی آشا کرتا ہوں۔ تب کوئی چھوٹا موٹا اپنیاس لکھنے کی چیشٹا کروں گا۔

'ہنس' میں آپ کا اپنیاس کیا ادھورا ہی رہے گا، وہ تو بہت مزے کا تھا۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(446)

بنام راجیشور باو

گنیش گنج، لکھنؤ، 15-10-1931

پریہ کانہاجی،

'ہنس' تمھیں مل گیا ہوگا۔ تمھاری کہانی کی بڑی پرشنسا ہوئی ہے۔ اگلی کہانی کب بھیج رہے ہو؟ اکتوبر کے انک کی تیاری ہے یدی تمھاری کہانی ایک سپتاہ میں مل جائے تو جاسکتی ہے۔ اکتوبر کا انک اِسی مہینے میں نکلے گا۔

تمھاری پارشرمِک تورنت بھیجا جارہا ہے۔ میں نے منیجر کو کہہ دیا ہے۔

تم جو چاہو، لکھ سکتے ہو۔ کسی بھی وِشے پر کہانی۔

بھائی صاحب کو میرا آدر۔

اُسنیہی، دھنپت رائے

(447)

بنام راجیشور بابو

گنیش گنج، لکھنؤ، 31-10-1931

پریہ کانہاجی،

تمھاری کہانی کا کیا ہوا؟ تم نے تو کہا تھا کہ پرتی ماس لکھوگے۔ اکتوبر کا انک

تمھاری کرتی کا ابھاؤ رہا۔ کیا نومبر بھی تمھاری کرتی کے بغیر نکالنا ہوگا۔ پارشرمِک تمھیں مل گیا ہوگا۔ ہم ابھی تک ایسی استھتی یں نہیں ہیں کہ اپنی اچھا کے انوسار دے سکیں۔ تمھاری دلچسپی اتنی ہی ہے جتنی میری اپنی۔ اب میں نولکشور کی نوکری میں نہیں ہوں اور اب اپنے لیکھن سے ہی نرواہ کررہا ہوں۔ یدی تمھاری جیسے ویکتی بھی میری پرواہ نہیں کریں گے تو کون مجھے سمرتھن دے گا۔ ہر مہینے پانچ چھ پرشٹھ لکھنا تو بہت بوجھ نہیں ہوگا۔

اسنیہی، دھنپت رائے

(448)

بنام دیانرائن نگم

گنیش گنج، لکھنؤ، 12 نومبر 1931

بھائی جان، تسلیم

آپ تو غالبًا حیدرآباد اور بمبئی سے واپس آگئے ہوں گے۔ منّو بابو آپ کے ساتھ ہوں گے۔ میں تو دلّی چلا گیا تھا۔ وہاں دس گیارہ دن لگ گئے۔ دیوالی کو لوٹا۔ منّو بابو کو میری طرف سے دُعا اور مبارک باد کہیے گا۔

زمانہ میں اکتوبر میں وِشنو دِگمبر کا بلاک ہے۔ ہنس میں بھی دسمبر نمبر میں وشنو دِگمبر پر ایک مضمون چھپا ہے۔ آپ سے یہ بلاک عاریتاً لوں گا۔

اب تو گالس وردی پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ شاید سات مہینے سے زیادہ ہو ہی گئے۔ اس طرح تو کبھی کام ختم نہ ہوگا۔ دس پانچ روز میں مستقل طور پر بیٹھ کر کام کو نبٹا ہی ڈالیے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اکیڈمی نے ترجمے کو اپنے پروگرام سے خارج کردیا ہو۔ اگر یہی کیفیت ہے تو بھی چنداں افسوس کا مقام نہیں۔ میں تو ان کتابوں کو خود چھپوا ڈالنے پر آمادہ ہوں۔ آٹھ آنے قیمت میں بیچ کر دام وصول کیا جاسکتا ہے۔ بہرحال کچھ بھی ہو اب تو انتظار مشکل ہورہا ہے۔ امید ہے آپ خوش ہیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(449)

بنام پنڈت رام داس گوڑ

'ہنس' گنیش گنج، لکھنؤ، 14-11-1931

پریہ بندھوور،

بہت دنوں سے آپ کو ایک پتر لکھنے کے لیے دل مجبور کررہا تھا، اور آج مجبور ہوگیا ہوں۔

میری لڑکی کا 19 واں سال ہے۔ ڈھائی سال ہوئے اس کا وِواہ بھی ہوگیا ہے۔ پر لڑکی کا سواستھ دن دن بگڑتا جاتا ہے۔ ایک بار کوئی سال بھر سے زیادہ ہوا، وہ رات کو ڈر گئی تھی۔ تبھی سے اسے ایک نہ ایک شکایت لگی رہتی ہے۔ کبھی سر میں درد، کبھی جور ہے، کبھی پسلیوں میں درد ہے۔ دُربل بھی ہوگئی ہے۔ کئی چِکتسکوں کی دوائی بھی کی، پر کوئی لابھ نہیں ہوا۔ مجھے کچھ ایسا بھرم ہورہا ہے کہ اس میں کوئی رہسیہ ہے۔ اس مکان میں دو تین کرایے دار دو دو، چار چار دن رہ کر اُوب کر چلے گئے تھے۔ میں ہی چھ مہینے رہا۔ کہہ نہیں سکتا کہیں کوئی آسیب تھا، یا کیا بات ہوئی۔ پر سندیہہ ہورہا ہے کہ ضرور کچھ نہ کچھ تھا اور میں چاہتا ہوں کہ آپ ایک بار دَیا کرکے لڑکی کو دیکھ لیں۔ یدی کوئی اَنشٹھان ہو سکے تو بتائیں اور نہ ہوسکے تو جیسی ایشور کی اِچّھا ہوگی، وہ تو ہوگا ہی۔ آپ دسمبر کی تعطیل میں کاشی میں ہوں گے؟ اگر اُس وقت میں لڑکی کو لے کر آؤں تو آپ سے بھینٹ ہوجائے گی؟ میں 21-11-31 کو پٹنہ جارہا ہوں۔ وہاں سے میں ایک دن کے لیے کاشی ٹھہروں گا۔ کیا آپ 23 یا 24 کو گھر پر مل سکیں گے؟ کرپا کرکے مجھے سوچنا دیجیے۔

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ اب میرا سمبندھ نولکشور پریس سے نہیں رہا، پر لڑکوں کے کارن مئی تک یہاں رہنا پڑے گا۔ بیچ میں اُن کا نام کٹانا مصلحت نہیں معلوم ہوئی۔ مئی سے اتھائی روپ سے دیہات میں رہوں گا۔

کرپا پتر کا اُتر شیگھر دیجیے گا۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(450)

بنام سدگروشرن اوستھی

لکھنؤ، 25 نومبر 1931

پریہ سدگروشرن جی،

کارڈ ملا۔ ذرا پٹنہ چلا گیا تھا۔ یونیورسٹی کے ودیارتھیوں کے ایک اُتسو میں بلایا تھا۔

اس لیکھ میں بہت سے چتر درکار ہوں گے۔ خاص خاص سنستھاؤں کے، خاص وِیکتیوں کے۔ میں چاہتا ہوں، کم سے کم پانچ چتر تو دیے ہی جائیں، کون کون سے ہوں یہ میں چھانٹ لکھوں گا۔

'ہنس' کا جنوری کا انک 'آتم کتھانک' ہوگا۔ آپ بھی آپ بیتی کوئی گھٹنا یا کوئی impression یا کوئی اُنوبھو لکھ بھیجنے کی کرپا کیجیے گا۔ 15 دسمبر سے ہی میٹر چھپنے لگے گا۔ آپ کے پاس پتر تو کاریالیہ سے آئے گا ہی پر میں وشیش رُوپ سے آگرہ کررہا ہوں۔

میری پُستکوں میں یا تو اُپنیاس ہے یا گلپوں کے سنگرہ۔

اپنیاس میرے یہ ہیں :

(1) غبن، (2) پرتیگیا، (3) کایاکلپ

گلپ سنگرہ یہ ہیں :

(1) پریم پرتیما، (2) پریم دوادشی، (3) پریم تیرتھ، (4) پانچ پھول

ان کا پرکاشک میں خود ہوں۔ پریم دوادشی تو رہ چکی۔ اب یدی پریم تیرتھ آجائے تو مجھے کچھ لابھ ہوسکتا ہے۔ آپ کے پاس اس کی کاپی بھجواؤں؟ اس وِشے میں جو ضابطہ ہو وہ بتائیے تو وہ کارروائی کروں۔ آپ کے پاس تو پرتی بھیج ہی رہا ہوں۔ اس سنگرہ میں ایسی کوئی کہانی نہیں ہے جو آپتی جنک ہو۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(451)

بنام پنڈت بنارس داس چترویدی

(غالباً دسمبر 1931)

پریہ بنارس داس جی،

آپ آرہے ہیں، بڑی خوشی ہوئی۔ اوشیہ آیئے۔ آپ سے نہ جانے کتنی باتیں کرنی ہے۔

میرے مکان کا پتہ ہے : بینیا باغ کے تالاب کے کنارے لال مکان۔ کسی اکے والے سے کہیے، وہ آپ کو بینیا پارک پہنچا دے گا۔ پارک میں ایک تالاب ہے، جو اب سوکھ رہا ہے۔ اُسی کے کنارے میرا مکان ہے، لال رنگ کا چھجا لگا ہوا۔ دوار پر لوہے کی پھینسگ ہے۔ اوشیہ آیئے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(452)

بنام دھنی رام پریم

دسمبر 1931

پریہ ور،

.... ارے، میں نہیں جانتا تھا کہ اپنا دھنی رام ہی ڈاکٹر دھنی رام 'پریم' لندن ہے۔ تمھاری کہانی پڑھ کر کچھ کھینچاؤ ہوتا تھا، لیکن یہ نہیں سمجھتا تھا کہ اس کا کارن یہ ہے۔

(453)

بنام اپیندر ناتھ اشک

(غالباً دسمبر، 1931)

عزیز اپیندر ناتھ جی،

میں نے آپ کا 'تانگا والا' اور 'عورت کی فطرت' دونوں کہانیاں پڑھیں۔ میرے

خیال میں کوئی نئی بات کہنے سے اچھا ہے کہ فطرت کا کچا خاکہ کھینچ دیا جائے۔ میں تو آپ کو کہنہ مشق ادیب سمجھے ہوئے تھا۔

پریم چند

(454)

بنام دیانرائن نگم

لکھنؤ، 24 ستمبر 1931

برادرم، تسلیم

لفافہ ملا۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو ایک بار جلد یہاں آنا چاہیے۔ یہاں کی فتنہ انگیزیوں کا کچھ حال بتلا دینا ضروری ہے۔ میں نے اپنی عرض داشت میں کچھ اس کا اشارہ تو کردیا ہے۔ مگر اس پر مفصل کہنے کی ضرورت ہے۔ اس وقت ممکن ہے منرو آپ کے معاملے میں کچھ جواب دیں۔

میں منیجر صاحب سے ابھی نہیں ملا۔ سوچتا ہوں وہ افسری جتانے لگیں تو کیا فائدہ۔ جو کچھ کرنا ہوگا وہ تو کریں گے ہی۔ میرے خیال میں منرو جو کچھ کرے گا وہی ہوگا۔ ان سے کوئی امید نہیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(455)

بنام جینندر کمار

سرسوتی پریس، کاشی، 10-1-1932

پریہ جینندر،

پریم پتر ملا۔ چھوٹے دلیپ کی بیماری کی بُری خبر سُنی ہے۔ سردی یہاں بھی زوروں پر ہے۔ دلّی کا کیا پوچھنا۔ ایشور اسے جلد اچھا کردے۔

پنڈت بنارسی داس جی یہاں روی وار کو آرہے ہیں۔ ماکھن لعل جی کل یہاں آئے تھے۔ تمھاری کہانی میں نے کہیں نہیں بھیجی۔ یہاں پرساد جی سے اس پر میری بات چیت ہوئی۔ ایک دَل تو اسے اوشیہ ہی گھاسلیٹی کہے گا۔ یہ لوگ اسی دَل میں ہیں۔میں نے سمجھا یدی کوئی اس پر لکھے گا تو اس کا جواب دیا جائے گا۔ اپنی طرف سے ناحق کیوں طوفان کھڑا کیا جائے۔

ہاں میں بھی چاہتا ہوں۔ پرکھ پرکچھ لکھواؤں۔ مجھے الوچنا نہیں کرنے آتی۔ یہاں آلوچنا کے لیے دِوج سب سے اچھے ہیں۔ وہ پریکشا میں لگے ہوئے ہیں۔ اور تو مجھے کوئی آلوچک نہیں دِکھتا۔

'کرم بھومی' کی آلوچنا جلد نکلنی چاہیے۔

سبھدرا کماری جی کو بدھائی تو دے دی تھی۔ 'ہنس' میں آلوچنا کررہا ہوں۔

روپے نہیں جاسکے۔ مگر دو ایک دن میں اَوشیہ ہی جائیں گے۔ ہزاروں روپے باقی پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن جب تک اپنے ہاتھ میں نہ آجائیں کیا کہا جائے؟ شیوپوجن پریاگ میں ہے، جیوں ہی آئیں گے کہانی لے لوں گا۔

اور سب کشل ہے۔

تمھارا، دھنپت رائے

(456)

بنام سری رام شرما

گنیش گنج، لکھنؤ، 12 جنوری 1932

عزیز من سری رام جی

آپ کے خط کا شکریہ۔ اپنی کہانی 'شکار' پر آپ کے شکاری دوست کی تنقید سے بہت محظوظ ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دوست محض شکاری ہیں جنھیں ادب کا کوئی ذوق نہیں ہے۔ میری کہانی کا موضوع شکار نہیں ہے۔ مجھے تو یہ دکھانی مقصود

تھا کہ مشترک دلچسپیوں سے اکثر محبت ہو جاتی ہے۔ ہمارے خاندان میں بیشتر اختلافات کی وجہ ہمدردی کا فقدان اور ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں عدم شرکت ہے۔

لیکن یہ شریف آدمی یہ نہیں بتاتے کہ میری کہانی میں بیان کردہ شکار میں کیا خامیاں ہیں؟ مجھے تسلیم ہے کہ شیر اتنے سمجھدار نہیں ہوتے کہ مچان پر سوئے ہوئے آدمی کو گھسیٹ کر نیچے لے آئیں۔ ایسے موقعوں پر مشاہدہ اتنا محدود ہوتا ہے کہ کسی چیز کو بھی لغو اور مہمل نہیں کہا جاسکتا۔ ممکن ہے کہ آپ نے یا میں نے کسی اپنے چالاک جانور کو نہیں دیکھا ہو لیکن اس بنا پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جانوروں میں چالاکی نہیں ہوتی۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اکثر حقائق جھوٹ سے زیادہ عجیب و غریب ہوتے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ میں نے کبھی شکار ہوتے نہیں دیکھا۔ لیکن یہ بھی اتنا ہی صحیح ہے کہ میں نے کسی عدالت میں کبھی کسی مقدمہ کی پیروی نہیں کی۔ کالج میں نہیں پڑھا، کسی سے ہاتھا پائی نہیں کی۔ کوئی گاؤں نہیں خریدا اور نہ کبھی چوری کی اور نہ قتل کیا۔ اصل مصنف کے لیے ضروری ہو کہ وہ اپنی تصنیفات کو صرف ان چیزوں تک محدود رکھے جس کا اُسے خود ذاتی طور پر تجربہ ہو تو وہ قتل کا حال صرف اس حالت میں بہترین طریقہ پر بیان کرسکتا ہے جب کہ اُس میں قتل کرنے کی طاقت ہو کہ شکاری سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔

میں نے پندرہ برس کے لڑکوں کو شیر پر گولی چلاتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو کیا میری کہانی میں شیر کا شکار لومڑی کا شکار بن گیا ہے؟ کیا میرا بیان کافی دہشت ناک نہیں ہے؟ راجا تقریباً.......... ہماری عورتیں؟ اور کیا وہاں دماغی توازن قائم تھا؟ .... بالکل ہتاش اور خود حفاظتی کی فطری شعور نے کام کیا۔ کوئی بھی خوشی خوشی اس تجربے کے بیچ سے گذرنا چاہے گا۔ کیا آپ کے شکاری دوست نے کبھی شیر مارے ہیں؟ ان کے طرزِ تحریر سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے شیر کا شکار کیا ہے۔ تو پھر انھوں نے کس طرح یہ مافوق الانسانی کارنامہ سر انجام دیا؟ اگر انھیں یہ کامیابی خوش قسمتی سے حاصل ہوئی تو پھر میری کہانی کا راجہ اتنا خوش قسمت کیوں نہیں

ہو سکتا؟ کیا ان صاحب کی نکتہ چینی کی وجہ یہ ہے کہ انھیں معلوم ہے کہ میں شکاری نہیں ہوں اور اس لیے وہ بلاوجہ مجھے آڑے ہاتھ لے سکتے ہیں۔ میں شکار کی آزمائش سے تو نہیں گزرا ہوں لیکن میں نے شکار کے متعلق کچھ پڑھا ضرور ہے اور شکار سے متعلق جوش و خروش اور راس میں درپیش خطروں کو سمجھ سکتا ہوں۔ آپ کے شکاری دوست اسے مہمل کیوں قرار دیتے ہیں۔ یقیناً ہرن کے شکار میں شاید ہی کوئی مرتا ہو۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ نیزوں اور بھالوں سے ہاتھی مارے گئے ہیں۔

آپ کے دوست کا یہ کہنا صحیح ہے کہ مسوری کی بلندی پر موٹر کاریں نہیں چلتیں لیکن مسوری میں اچھی سڑکیں ہیں اور جب اُن پر رکشا چل سکتے ہیں تو موٹر کاریں کیوں نہیں؟ ممکن ہے کہ حادثوں کی روک تھام کی غرض سے موٹر کاروں کے چلنے کے خلاف میونسپل احکام ہوں۔ خیر مجھے اپنے جوش و خروش کو اس حد تک نہیں دبانا ہے۔ کیا کسی کو اس بات کا وہم و گمان بھی تھا کہ شملے میں وائسرائے کے سوا کسی اور کی موٹرکار کے چلنے کی اجازت دی جائے گی؟ لیکن مہاتما گاندھی نے اس روایت کو توڑا۔ اسی طرح میرے ہیرو اور ہیروئن نے چند سال پہلے مسوری میں اس روایت کو توڑ دیا۔ کسی شریف آدمی کے لباس میں خامیاں تلاش کرنا ایک بچکانہ بات ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا ہیٹ جیسا ہونا چاہیے نہ ہو یا اُس کا کالر یا نکٹائی عام رواج یا روایت کے مطابق نہ ہو۔ لیکن دیکھنے کی بات تو یہ ہے کہ آیا وہ شریف آدمی دکھائی دیتا ہے۔ اگر وہ اس شرط کو پورا کرتا ہے تو باقی ہر چیز کی ثانوی اہمیت ہے۔

مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کہاں بطخوں کو درختوں پر بیٹھے دکھایا ہے؟

'ہنس' کے واسطے آپ کے مضمون کے لیے شکرگزار ہوں۔ اگر ہو سکے تو براہِ مہربانی میری طرف سے چترویدی جی سے دو زانو ہو کر درخواست کیجیے کہ وہ 'ہنس' کے لیے ایک دو صفحے لکھیں۔ ابھی وقت ہے اور یہ کوئی خراب بات نہیں ہے کہ وہ 'ہنس' کو یہ عزت عطا فرمائیں۔ 'ہنس' وِشال بھارت۔ اس کا مقابلہ کرنا نہیں چاہتا۔ میں خود 'وشال بھارت' کے لیے لکھتا ہوں، اس لیے نہیں کہ وہ معاوضہ دیتا ہے بلکہ اس لیے کہ میرے دل میں ان کے لیے جو احترام ہے وہ بہت ہی کم اخبار نویسوں کے لیے

ہے۔ دوسرے بھی معاوضہ دینے کے لیے اتنے ہی تیار ہیں لیکن میں نے اُن سے مونہہ موڑ رکھا ہے۔ 'ہنس' اپنی زندگی کے دو برسوں میں چترویدی جی سے ایک سطر بھی نہیں حاصل کرسکا۔ اس کی وجہ عدیم الفرصتی نہیں کچھ اور ہوگی۔

کیا مسٹر کوٹھاری سے آپ کی ملاقات ہوئی؟ کیا وہ اسکیم ترک کردی گئی۔ لیکن میں آپ پر بہت سے کام لاد رہا ہوں۔ اس لیے فکر نہ کیجیے۔ ہر چیز اپنے وقت پر ہوتی ہے۔ ایک بار جھنڈا اٹھانے کے بعد پیچھے ہٹنا بے معنی ہے، لیکن کوئی چارہ بھی تو نہیں ہے۔ اس دفعہ مقصد حکومت کو جھکنے پر مجبور کرنا نہیں بلکہ قوم کو اس بات کے لیے مجبور کرنا ہے کہ وہ کانگریس کو بولنے دے۔ مصیبتیں جھیلنے کے بعد ہی وقار حاصل ہوتا ہے۔ اس سے ہمارا خلوص اور سچے جذبات کا ثبوت ملے گا۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مہاتما جی کو آزادئ عمل نہیں دی گئی۔ حالات نے کچھ ایسا رخ اختیار کیا کہ ان کے لیے کوئی دوسرا راستہ ہی نہ رہا۔ وائسرائے نے 'غیر مشروط ملاقات' سے انکار کردیا اور کہانی مکمل ہوگئی۔

اگر ہم ناکام ہوئے تو اس کی وجہ ہمارے اندر کردار کی کمی ہوگی چند نیک افراد کو چھوڑ کر یہ کمی ہم سب میں ہے اور بھارت کو امن اور ترقی کی راہ پر گامزن ہونے پر ابھی برسہا برس لگیں گے۔

آپ کا مخلص، دھنپت رائے

9 تاریخ کو میرا ایک رشتہ کا بھائی گزر گیا۔ اس کے خاندان کے گزارے کا کوئی سامان نہیں ہے۔ اس کی عمر 67 سال تھی۔

(557)

بنام دیانرائن نگم

گنیش گنج، لکھنؤ، 13 جنوری 1932

برادرم، تسلیم

آپ کا عنایت نامہ اور تجربات ملے۔ مشکور ہوں۔ میں نے دوسرا تجربہ لے لیا

ہے اور اس کا ہندی ترجمہ کرکے 'ہنس' میں دے دیا ہے۔

میں ابھی تک اس پٹنہ والے مضمون کا اردو ترجمہ نہیں کرسکا۔ اس کے لیے نادم ہوں۔ اور کئی دن تک ایک پھوڑے نے تکلیف دی۔ اب وہ اچھا ہورہا ہے۔ 9 مارچ کو میرے بڑے بھائی صاحب بلدیو لال کا کولنج سے انتقال ہوگیا۔ گھر میں دو بچے ہیں، بیوہ، بھائی کی بیوی، اور ایک بیوہ بہن۔ اٹھارہ کو دسواں ہے۔ میں 16 یا 17 کو جارہا ہوں۔ وہاں سے 22-21 کو واپس آؤں گا۔ ان اناتھوں کی پرورش کا کچھ انتظام بھی کرنا ہے۔ بھوج بھی کرنا ہی پڑے گا۔ ہاں اگر اکیڈمی سے کچھ پیشگی کا انتظام کرسکیں تو اس وقت میرا کام نکلے۔

حیدرآباد میں آپ کو میری یاد نہ آئی، قدرتی بات ہے۔ یاد تو ان کی آتی ہے جو بار بار یاددہانی کرتے رہیں۔ میں نے تو بھولے سے ذکر کر دیا تھا۔ جب تک قلم اور دماغ کام کرتا ہے تب تک غم نہیں۔ جب بیکار ہوجاؤں گا تب دیکھی جائے گی۔ تین مہینے اور یہاں ہوں۔ پھر میرا دیہاتی مکان ہے اور میں ہوں۔ اب تک دولت مند نہ ہوسکا تو اب کیا ہوؤں گا۔ آدمی کی کمزروی ہے کہ ذرا بے فکری چاہتا ہے ورنہ کچھ چھوڑ کر میرے تو کیا اور خالی ہاتھ ہوگئے تو کیا۔

کوشش کروں گا کہ بنارس سے لوٹتے وقت کانپور ہوتا ہوا آؤں۔

اور تو سب خیریت ہے۔ یہاں کی کانگریس کمیٹی تو بند ہوچکی۔ ایں جانب مستثنیات میں ہیں۔

مخلص، دھنت رائے

(458)

بنام دیانرائن نگم

گنیش گنج، لکھنؤ، 25 فروری 1932

بھائی جان، تسلیم

اِدھر میں بھی شکایت میں مبتلا رہا۔ چار پھوڑے لگاتار نکلے۔ ان سے نجات نہ

ہونے پائی تھی کہ دانت میں درد ہوا۔ دانت سے فرصت ملی تو پیٹ میں درد شروع ہوا اور تین دن کے بعد اب معمولی خوراک پر آیا ہوں۔ ایک مہینہ خراب ہوگیا۔ پردۂ مجاز ابھی تک کرشن پبلشرس نے نہیں بھیجا۔ کئی خطوط لکھ چکا۔ نہ رائے بھیجتا ہے نہ کتابیں، نہ جواب دیتا ہے۔ معلوم نہیں بیمار ہے یا کیا۔ ادھر 'غبن' کا ترجمہ بھی شروع کردیا ہے، ایک نیا ناول بھی شروع کردیا ہے۔ مگر سرد بازاری بلائے جان ہورہی ہے۔ پریس میں کام نہیں ہے، رسالے گھاٹے پر چلتا ہے، کتابوں کی کافی بکری نہیں۔ کسی طرح کام چل رہا ہے۔ ایک پریس کے لیے ریڈریں لکھنے کا ارادہ ہے۔ کچھ کام اس طرح چل جائے گا۔ آپ کے یہاں شادیاں کن تاریخوں میں ہے؟ ہاں فائلوں کے لیے فرصت نکال کر دیکھ ہی ڈالیے۔ مارچ میں ختم ہوجائیں تو ایک مہینے کی بے فکری ہو۔ میں اپریل میں بنارس چلا جاؤں گا۔ دیہات میں بیٹھ کر لٹریری کام کرتا رہوں گا؟ اگر ریڈریں منظور ہوگئیں تو تین سال تک پریشانی نہ ہوگی۔ ایسی امید ہے۔ کیا ہوگا، ایشور جانے۔ اگر مولوی عبدالحق صاحب سے کوئی ترجمہ یا تالیف کا کام معقول معاوضے پر مل جائے تو میرے لیے حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ سال میں پانچ سو کا کام بھی کرلوں تو پھر مجھے گونہ بے فکری ہو جائے۔ ناول وغیرہ کا بازار بہت ٹھنڈا ہے۔ بڑی ہمت شکن حالت پیدا ہوگئی ہے۔

بقیہ سب خیریت ہے۔

مخلص، دھنپت رائے

(459)

بنام امتیاز علی تاج

گنیش گنج، لکھنؤ، 5 مارچ 1932

محبی تسلیم

'انار کلی' اردو کا پہلا ڈرامہ ہے۔ جسے میں اوّل سے آخر تک ایک ہی سانس میں پڑھا۔ یہ تو میں نہیں کہتا کہ میں نے اردو کے سب ڈرامے پڑھ ڈالے ہیں۔ مگر جتنے

پڑھے ہیں ان میں مجھے جتنی کشش انارکلی میں ہوئی وہ اور کسی ڈرامے میں نہیں ہوئی۔ میں تو اسے انگریزی کے بہترین ڈراموں کے مقابل رکھنے کو تیار ہوں۔ 'دورِ جدید' اس کے ایک ایک لفظ میں منقوش ہے۔ 'پارسی' طرز کی زنجیروں سے آپ نے ڈرامہ کو یک لخت آزاد کردیا۔ کہیں کہیں تو آپ نے نزاکت فہمی کا کمال کردکھایا ہے۔ 'انارکلی' بہت عرصہ تک مجھے یاد رہے گی۔ اکبر کا کریکٹر مجھے بہترین معلوم ہوا۔ بس اگر شکایت ہے تو یہی کہ آپ نے جہانگیر کے ہاتھوں دلآرام کا قتل کراکے میرے دل کو سخت صدمہ پہنچایا۔ حتیٰ کہ اس ڈرامے والے جہانگیر سے مجھے نفرت ہوگئی۔ کوئی سچا عاشق اتنا بے رحم ہوسکتا ہے، اسے دل نہیں تسلیم کرتا۔ معاف کیجیے گا۔

والسلام،

مخلص، پریم چند

(460)

بنام دیانرائن نگم

گنیش گنج، لکھنؤ، 10 مارچ 1932

برادرم، تسلیم

کارڈ مل گیا تھا۔ اس کوشش میں تھا کہ کتابیں مل جائیں تو بھیجوں۔ مگر حادثہ یہ ہوگیا کہ ناتن کا تو کہیں پتہ نہیں، گالس وردی کے ڈرامے بیدار صاحب شاہ جہاں پور اٹھا لے گئے اور فریبِ عمل موجود ہے۔ بیدار آج کل پنجاب گئے ہوئے ہیں۔ گالس وردی تو مل جائے گا لیکن حافظہ مطلق کام نہیں کرتا کہ ناتن کون لے گیا۔ افسر کے گھر گیا، جو صاحب یہاں آتے ہیں، سب سے پوچھ آیا، کہیں پتہ نہیں۔ اس کے لیے میں از حد نادم ہوں۔ بیدار صاحب پنجاب سے لوٹ آئیں تو گالس وردی اور فریبِ عمل بھیج دوں، ناتن کا تو مرثیہ ہی پڑھنا پڑے گا —

انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔

اور تو سب خیریت ہے۔ مبلغات کا قحط۔

'ہنس'، کا خاص نمبر مل گیا ہوگا۔

مخلص، دھنپت رائے

(461)
بنام سدگرو شرن جی

لکھنؤ، 16 مارچ، 1932

پریہ سدگرو شرن جی،

کرپا پتر۔ دھنیہ واد

آپ کے پتر سے یہ جان کر ہرش ہوا کہ میری کوئی کتاب سویکرت ہوئی۔ لیکن یہ نہیں معلوم کون سی کتاب؟ بابو رگھوپت سہائے نے بھی سنشیہ واچک شبدوں میں پانچ پھول کی سویکرتی کا ساچار لکھا تھا۔ یہاں مہاشیہ شری دھر سنگھ نے کہا، 'سپت سُمن' ہوا۔ واستو میں کون کتاب ہوئی، یہ آپ نے بھی لکھنے کی کرپا نہ کی۔ انٹر کے لیے تو میری کوئی کتاب نہ ہوئی ہوگی۔ دوادشی کے اٹھنے کا مجھے کھید نہیں ہے۔ وہ تین سال چلی۔ اب دوسری پُستک کے لیے استھان ملنا ہی چاہیے۔

میں نے پنڈت نند دُلارے جی کے لیکھ کا جواب 'ہنس' میں دے دیا۔ چھپ بھی گیا۔ 20 تک آ بھی جائے گا۔ ساہتیہ سماج پر ایسے آگھات کا سہن نہ کیا جاسکے، اس اہنکار کی کوئی حد ہے۔ مجھے آشا ہے میرا جواب پڑھ کر آپ پرسنّ ہوں گے۔

میں اپریل کے اَنت تک یہیں رہوں گا، پھر کاشی چلا جاؤں گا اور گرامیہ نواس کے ساتھ کچھ لکھتا رہوں گا۔ 'ہنس ابھی گھاٹے میں ہے۔ اُسے اَستھائی بنانے کا اُدیوگ کروں گا۔ ابھی تو وہ میری پُستکوں کی بکری بھی کھائے جاتا ہے۔

آپ لکھنؤ کب تک آرہے ہیں؟

بھودِیہ، دھنپت رائے

(462)
بنام سدگرو شرن جی

لکھنؤ، 19 مارچ، 1932

پریہ سدگرو شرن جی، وندے!

کارڈ ملا۔ میری دو پُستکیں سُویکرت ہوئیں۔ یہ بڑے ہرش کی بات ہے۔ 'سپت سُمن' سویکار ہوا تو اچھا ہی ہے۔ اس میں پریورتن کی آوشیکتا نہیں۔

آپ کی کہانی میں نے منگوا کر پڑھی اور بھیج دی۔ کہانی کرناتمک ہو گئی۔ سب کچھ آپ نے ہی کہا، پاتروں کو کچھ کہنے کا اَوسر ہی نہ ملا۔ جس کہانی میں پاتروں کے سنبھاشن سے پلاٹ چاہتا ہے، وہی اَدِھک روچک ہوتی ہے۔ کہانی کچھ لمبی بھی تھی۔ کہیں کہیں میں نے پریورتن کر دیا ہے۔ یہ پلاٹ میں نے Justice Lindsay کی کتاب میں دیکھا تھا، لیکن لکھ نہ سکا۔ اس کے بعد آپ جو کہانی لکھیں اس میں بات چیت اور کتھا کم رکھنے کی چیشٹا کیجیے گا۔

آپ کے کلاس میں یدی ساہتیک رُوچی کے چھاتر ہوں تو انھیں کچھ لکھنے کی پریرنا کرتے رہیے۔ یُووَک کبھی کبھی سُندر گلپ لکھ جاتے ہیں، جو ہم لوگوں سے نہیں بن پڑتی۔ ہماری جیت ابھیاس میں ہے۔ نوینتا اور وِچترتا تو ان کے ساتھ ہیں۔
شیش کُشل ہے۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(463)
بنام اپیندر ناتھ اشک

گنیش گنج، لکھنؤ، 23 مارچ 1932

ڈیر اُپیندر، آشیرواد

کئی دن ہوئے۔ تمھاری ہندی کہانی مل گئی۔ اس کے پہلے 'پھول کا انجام' اردو کی

چیز ملی تھی۔ میں اس ہندی کہانی میں ضروری سدھار کرکے 'ہنس' میں دے رہا ہوں لیکن تم نے نریندر کو بلاکافی کارنوں کے شادی کرنے پر آمادہ کردیا۔ وہ شادی سے بیزار ہے وِواہت جیون کا درشیہ دیکھ کر اس کی طبیعت اور اُداسین ہوجاتی ہے پھر یکایک وہ شادی کرنے پر تیار ہوجاتا ہے۔ محض اس لیے کہ اس کی منگنی ہوگئی ہے۔ شادی کے بعد کا جیون ضرور سُندر ہے۔ لیکن یہ کون کہہ سکتا ہے کہ جن میاں بیوی کو اس نے لڑتے دیکھا تھا۔ ان کا جیون بھی یوَون کی پہلی مَدھورِتو میں اتنا ہی آکرشک نہ رہا ہوگا؟ تمھیں کوئی ایسا سِن دکھانا چاہیے تھا جس میں انسان کو اپنا اکیلاپن اَسہیہ ہوجاتا یا میاں بیوی میں جنگ ہونے پر بھی ان میں کچھ ایسا چارِترک سوندریہ ہوتا جو انسان کو شادی کی اُور جھکنے پر وِوش کرتا۔ موجودہ حالت میں قصہّ Convincing نہیں ہے۔ 'پھول کا انجام' اس سے اچھا ہے۔ اس میں ایک نقطہ ہے ایک چِرنتن ستیہ ہے لیکن اردو لے کر میں کیا کروں۔

پڑھنے کے لیے لائبریری میں سے سائکالوجی پر کوئی کتاب لے لو۔ اسکول یا کورس کی کتاب نہیں۔ ابھی ایک کتاب نکلی ہے، The Aspect of a Novel ، اِس وِشے پر اچھی کتاب ہے۔ مطلب صرف یہ ہے کہ انسان اُدار وِچاروں والا ہوجائے۔ اس کی سنویدنائیں وِیاپک ہوجائیں۔ ڈاکٹر ٹیگور کے ساہتیک اور دَارشنِک نِبندھ بہت ہی اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ رومان درولاں کا وویکانیند ضرور پڑھو۔ ان کی گاندھی جی بھی پڑھنے کے قابل ہے۔ مارلے کے ساہتیک جیون چرتر لاجواب ہیں۔ ڈاکٹر رادھا کرشنن کی درشن سمبندھی کتابیں ٹالسٹائے کا What is art وغیرہ کتابیں ضرور دیکھنی چاہئیں۔

اختر صاحب سے میرا سلام کہنا۔ میں ایک ہندی قصہّ لکھ رہا ہوں۔ وہ آپ کے لیے وقف ہے۔

تمھارا خیر اندیش،

دھنپت رائے

(464)

بنام دیانرائن نگم

لکھنؤ، 10 اپریل 1932

بھائی جان، تسلیم

22 اپریل کو شادی ہے۔ میں ضرور آؤں گا۔ مگر تنہا۔ بٹی کو گئے آج ایک ہفتہ ہوگیا۔ اپنی مَوسی کے یہاں الہٰ آباد گئی ہے۔ اس کی ماں اور دھنّو کل وہیں جارہے ہیں۔ ایک شادی ہے۔ میں چھوٹے بچے کے ساتھ یہاں 4 مئی تک رہوں گا۔ اسے بھی لیتا آؤں گا۔

اس وقت تو آپ دوسری مصروفیات میں ہیں مگر مجھے امید ہے آپ نے ڈرامے کے مسودے کو تکمیل کر دی ہوگی۔ خیال کیجیے، سال بھر سے زائد ہوگیا۔ اس کام میں اور بابو ہر پرشاد سکسینہ دونوں ہی شریک تھے۔ وہ بیچارے جیل میں ہیں۔ انھوں نے اپنا نام پوشیدہ رکھنے کی تاکید کردی تھی۔ اس لیے میں نے کبھی ذکر نہیں کیا۔ آج فیض آباد جیل سے ان کا دردناک خط آیا ہے۔ اس لیے میں پھر یاددہانی کرنے پر مجبور ہوا ہوں۔ اگر آپ اس وقت ایک سو روپے بھی پیشگی وصول کرسکیں تو میں ان کی بیوی کو دے دوں۔ وہ ابھی ابھی یہاں آئی تھی۔ میری حالت اس وقت ایسی نہیں ہے کہ سو روپے نکال کر دے دوں۔ میں ابھی باہر ہوں اور مجھے ایسی شدید ضرورت نہیں۔ مگر ان کی حالت ہمدردی طلب ہے۔ جو کچھ ہوسکے جلد کیجیے۔ مئی میں وہ رہا ہوکر آجائیں گے۔ اس وقت مجھے کتنی ندامت ہوگی۔ شاید پھر دو چار دن میں چلے جائیں گے۔ کم سے کم انھیں یہ تشفی تو ہو کہ ان کے احباب نے ان کا خیال کیا۔ یوں تو گورنمنٹ کی زیادتیاں اب ناقابلِ برداشت ہورہی ہیں۔ پنڈت جواہر لال کی ضعیف ماں کے ساتھ کتنی بدعتیں کی گئیں۔ اب باہر رہنا مجھے بھی بے حیائی معلوم ہورہی ہے۔ ہاں پردۂ مجاز کا ریویو ابھی تک نہیں ہوا۔ اس کا انتظار کرتا رہا۔ اب یاد

دلاتا ہوں۔ خاں صاحب سے ریویو کروائیں۔ یا آپ اور جس سے مناسب سمجھیں۔ میرے کسی ناول کا زمانہ میں ریویو نہیں ہوا۔ حالانکہ پردۂ مجاز کو لے کر چھ ہوچکے اور ساتواں بھی عنقریب تیار ہے۔ نیرنگ خیال نے بازارِ حسن کا ریویو کردیا تھا۔ اور کتابیں پڑی ہوئی ہیں۔ خیر اور کتابیں تو پرانی ہوگئیں۔ پردۂ مجاز تو نئی چیز ہے، اور اس کا ایک ایک لفظ میرا ہے۔ اور تب سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(465)

بنام رگھوویر سنگھ سیتامئو

سرسوتی پریس، کاشی، 7-5-1932

پریہ ور، وندے!

کرپا پتر کے لیے دھنیہ واد۔

'پرتیگیا' اور 'پریما' میری ہی لکھی ہوئی ہے۔ 'پریما' میں نے 1905 میں لکھا تھا۔ اُس وقت میں نواب رائے کے نام سے لکھتا تھا۔ اُس میں ایک وِدھوا کا وِواہ کرایا گیا تھا، اَرتھات پُورنا کا امرت رائے سے وِواہ ہوا تھا۔ لیکن آپ دونوں پُستکوں کو سامنے رکھ لیں تو آپ کو سوائے بسنت رائے کے گنگا والے درشیہ کے اور کوئی بات نہ ملے گی۔ میں نے وِدھوا کا وِواہ کراکے ہندوناری کو آدرش سے گرا دیا تھا۔ اس وقت جوانی کی عمر تھی اور سُدھار کی پرورِتی زوروں پر تھی۔ اس رُوپ میں میں اُس پُستک کو نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ اس لیے میں نے کتھا میں اُلٹ پھیر کرکے اسے لکھ ڈالا۔ آپ دیکھیں گے کہ پرارمبھ دونوں کا بھِنّ ہے، اَنت بھی بھِنّ۔ سمانتا کیول پاتروں کے ناموں میں ہے۔ کچھ 'ہنس' کے لیے لکھیے۔ آپ ہمیں سے کیوں ناراض ہیں؟

بھودیہ، پریم چند

(466)

بنام دیانرائن نگم

لکھنؤ، 13 مئی 1932

بھائی جان، تسلیم

میں آج بنارس جارہا ہوں۔ اب سے میرے پاس خطوط سرسوتی پریس کاشی کے پتے ہی سے لکھیے گا۔ میرا ناول 'بیوہ' تیار ہوگیا ہے۔ اس کے لیے مجھے یہاں آٹھ دس روز ٹھہرنا پڑا۔ اس کی دو سو جلدیں مال گاڑی سے بھیج رہا ہوں۔ اشتہار بنارس سے بھیج دوں گا۔ آزاد اور زمانہ دونوں میں دلوا دیجیے گا۔ شاید سال دو سال میں بک جائے۔ کتاب بہت خراب چھپی ہے، میری حماقتوں کے باعث، لیکن میں نے قیمت بہت کم رکھی ہے۔ امید ہے آپ بخیریت ہیں۔ اگر بنارس آپ کو اتفاق ہو تو مجھے ضرور اطلاع دیجیے گا۔ ڈراموں کے بارے میں آپ نے مناسب کارروائی کر ہی لی ہوگی۔

آپ کا، دھنپت رائے

(467)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 7 جون 1932

بھائی جان، تسلیم

کارڈ ملا۔ ہاں میں لکھنؤ تھا لیکن کانپور نہ آسکا۔ پریشانیوں میں تھا۔ پھر کبھی اس کا ذکر کروں گا۔ معاف کیجیے گا۔

'بیوہ' بے شک بہت خراب چھپی۔ کئی پریسوں میں چھپی، کئی پتھر ٹوٹے، کئی کاتبوں نے لکھا۔ پھنس گیا تھا۔ مجبوراً ختم کرنا پڑا۔ غلطی رہ گئی کہ پرنٹ لائن نہ دی جاسکی۔ اب اس کی چٹیں بھیج رہا ہوں۔ تکلیف تو ہوگی مگر دفتری سے چپکوا لیں اور دونوں کتابوں 'پردۂ مجاز' اور 'بیوہ' کا ریویو نکلوا دیں۔ بہت عرصے سے میری کسی کتاب

کی تنقید 'زمانہ' میں نہیں نکلی۔ 'رام کلی' کی تنقید میں لکھ دوں گا۔ بہت جلد۔

اب ناٹکوں کا ذکر کرنا ضروری ہوگیا۔ بابو ہرپرساد سکسینہ جیل سے چھوٹ آئے اور بہت تنگ حال ہیں۔ میرے پاس دردناک خط لکھا ہے۔ کیا جواب دوں۔ مرحلہ کتنا طے ہوا، کتنا باقی ہے، مجھے کیا خبر؟

آپ نے نظرثانی کی یا نہیں؟ اکیڈمی میں کیا پیشگی کا سوال نہیں پیش ہوسکتا؟ اور نہ سہی سو روپے پیشگی لے کر ان کے پاس بھجوا دیجیے۔ بیچارے بڑی تکلیف میں ہیں۔ میں مجبور ہوں، حالانکہ جانتا ہوں یہ مجبوری عارضی ہے۔ آپ ہی سوچیے کتنی مدّت گزر گئی۔ غالباً ڈیڑھ سال ہوگئے۔ اب تو وعدے بھی نہیں کرتے بنتا۔ ....

اور تو سب خیریت ہے۔ ابھی شہر میں مکان نہیں لے سکا۔ .... اس لیے منّو سے نہ مل سکا۔ ذرا شہر آجاؤں تو ملوں۔

مخلص، دھنپت رائے

134 جلدیں ہی گئیں۔ دفتری نے لاہور کا 'زمانہ' اور 'زمانہ' کا لاہور بھیج دیا۔

(468)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، کاشی، 17 جون 1932

بھائی جان، تسلیم

میں نے جو نظم و نثر کے ایک سلس والے تناسب کو سبقوں کا تناسب سمجھا ہے اور اُسی پر عمل کیا ہے۔ مگر اس وقت جتنے مجموعہ ہندی اردو تیار ہورہے ہیں ان کے دیکھتے کسی نفع کی گنجائش مشکل ہے۔ میں تو اب کان پکڑ رہا ہوں۔ اب کی پھنس گیا ہوں اور محض برائے نام۔ مگر آئندہ سیاس لائن سے سولہوں آنا کنارہ کش ہوجاؤں گا۔

میرا نیا ناول کرم بھومی چھپ رہا ہے۔ اٹھارہ فارم چھپ گئے ہیں۔ کوئی چھ سو صفحے کی کتاب ہوگی۔

ابھی تک تو دیہات میں ہوں مگر جلد شہر میں رہوں گا۔ مکان ٹھیک کررہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ خوش ہیں۔ انارکلی کی تنقید تو ابھی نہیں لکھ سکا۔ اسی ریڈروالی کتے خصی سے میں بھی مبتلا ہوں حالانکہ جی بالکل نہیں چاہتا مگر رائے صاحب سے وعدہ کرچکا ہوں، اس کا ایفا کرنا ضروری ہے۔

مخلص، دھنپت رائے

(469)

بنام پنڈت بنارسی داس جی چترویدی

سرسوتی پریس، کاشی، 18 جون 1932

پریہ بنارسی داس جی، وندے!

لیجیے فرمائش کی تعمیل کررہا ہوں۔ جو کچھ یاد آیا لکھا۔ اس وقت جانتا کہ ایک دن یہ لیکھ لکھنا پڑے گا تو شرما جی کا ایک ایک واکیہ نوٹ کرلیتا۔

'ہنس' کا سودیش انک نکلنے جارہا ہے۔ پتر سیوا میں پہنچے گا۔ اب کی تو نراش نہ کیجیے گا۔

دھنپت رائے

(470)

بنام ونود شنکر ویاس

ہنس آفس، سرسوتی پریس، بنارس

19 جولائی 1932

پریہ ونود جی،

پتر ملا۔ سنگھ کا وچار مجھ کو چھوڑنا پڑے گا۔ ایک پرکار سے میں نے اُسے چھوڑ ہی دیا ہے۔ میں ابھی یہ نشچت رُوپ سے تو نہیں کہہ سکتا کہ کس طرح تاریخ سے نکال سکوں گا۔ کیونکہ ہنس نکالنا ہے اور دو ایک پرَم آوشیک کام اور ہیں۔ پَر وہ تو میرا ہی

فائدہ ہے کہ جتنی جلد ہوسکے اُسے شروع کریں۔ آپ کی اُس شرط سے بھی مجھے کوئی آپتی نہیں کہ یدی میں پتر بند کردوں تو آپ اُسے نکالیں۔ میں سمجھتا ہوں 15 اگست سے پہلے پتر نکالنا سادھیہ ہوگا۔ لیکن آپ اپنے نوٹ میں کوئی تتھی نہ دے کر کیول اِتنا لکھ دیں کہ ساپتاہک شیگھر ہی نکلے گا تو اچھا ہو اور سب باتیں تو ہو ہی چکی ہیں۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(471)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، کاشی، 28

28 جولائی 1932

بھائی جان، تسلیم

کارڈ ملا۔ شکر ہے آپ کو اس انتخاب سے فرصت تو ملی۔ دیکھیے کتنے سیٹ ہوتے ہیں۔ میرا ہندی تو القط ہوگیا۔ تعلقدار پریس کتابوں کی چھپائی کا انتظام نہ کرسکا۔ کارکنوں میں کچھ ایسی بدمزگیاں پیدا ہوگئی کہ رائے صاحب کی کچھ نہ چلی اور ان کا نقصان بھی ہوا۔ کونیسر وغیرہ پہلے ہی سے رکھ لیے گئے تھے۔ ایک ہزار کا ٹائپ بھی آگیا تھا۔ مگر اب سارا دھرا رہ گیا۔ ساجھے کی کھیتی تھی، معلقوں میں تین صاحب تھے، ایک بندہ بھی تھا۔ اور احباب ہواکھانے پہاڑوں پر تشریف لے گئے، میں رہ گیا۔ میں نے پریس کی حالت دیکھی تو چپکا ہو رہا۔ اردو سیٹ تو میں نے لیا ہی نہیں۔ اپنا سیٹ مجھے دیکھنے کو دے دیجیے گا۔ ہاں اور چونکہ اب آپ کو اس کام کے لیے فرصت ہوگئی ہے ناٹکوں والا معاملہ تو ختم کردیجیے۔ مجھے بار بار یاد دلاتے ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ ہنس کا نمبر نکل رہا ہے۔ اب ایک ہفتے وار نکالنے بھی جارہا ہوں۔ غالباً 15 اگست سے نکلے۔ اور تو کوئی نئی بات نہیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(472)

بنام بنارس کلکٹر

'ہنس' کاریالیہ، سرسوتی پریس، بنارس

9-8-1932

کلکٹر- مجسٹریٹ، بنارس

شری مان،

میں آپ سے سہانو بھوتی سے وِچار کے لیے سوئے نیویدن کرتا ہوں کہ :

(1) میں سرسوتی پریس، بنارس سے پرکاشِت ہونے والی ہندی ماسِک پتریکا 'ہنس' کا مالک اور سمپادک ہوں۔ یہ پتریکا ساماجک تتھا ساہتیک ہے جو وشیشتیا منورنجن سامگری چھاپتی ہے، کبھی کبھی راجنیتک گھٹناؤں پر ٹپّنی بھی۔

(2) دُربھاگیہ وَش اپریل، 1932 کے انک میں پرکاشِت ایک ٹپّنی پر سرکار نے آپتّی کی اور مجھ سے ادھینیم کے انترگت ایک ہزار روپے کی ضمانت مانگی کیونکہ میں ضمانت دینے کی استھتی میں نہیں تھا، میں نے جون ماس میں پتریکا کا پرکاشن بند کردیا۔

(3) چار جولائی کو پریس ادھینیم کی اودھی سماپت ہوگئی اور میں نے 12 جولائی کو پتریکا پونہ پرکاشن کے لیے ڈکلریشن داخل کردیا۔ پرنتو پونہ پرکاشن کی انومتی پر روک لگا دی گئی اور آپ کے 2 اگست 1932 کے آدیشانوسار میں ضمانت پھر سے مانگی گئی ہے۔

(4) مُول ادھینیم کی اودھی کے اَنت پر ضمانت کی مانگ سروتھا اُچت نہیں ہے۔ ضمانت کی مانگ تبھی اُچت ہوتی جب اپرادھ دوہرایا جاتا اور اس استھتی میں جب ادھینیم کے انترگت کارروائی کی جاتی۔

(5) پتریکا جو ایک مہینے کے لیے بند کرنے اور جولائی انک کے پرکاشن میں ولمب کے کارن میرا بھاری نقصان ہوا ہے۔ جس اُدّیشیہ سے سرکار نے قانون بنایا تھا اس کی تو پُورتی ہوگئی ہے۔ اب ہم نے نرنے لیا ہے کہ بھوشیہ میں ہم اپنے استمھوں میں راجنیتی کو تیاگ دیں گے۔

(6) جس ٹپنی پر سرکار نے آپتی کی تھی وہ سدبھاؤناپورن سالوچنا کی بھاونا سے پریرت تھی اور میرے دل میں یہ قطعی وچار نہیں تھا کہ سرکار کے پرتی وِدروہ اور اس کے وِردھ لوگوں کو اکسانا۔ ہنسا کا تو پرشن نہیں اٹھتا۔

جب میں نے آسواسن دے دیا ہے کہ بھوشیہ میں ہم راجنیتی سے دور رہیں گے تب پھر سے ضمانت کی مانگ — ایسا میرا نویدن ہے — واجب نہیں ہے۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ضمانت کے لیے مانگ کو رد کردیں۔ اس کرپا کے لیے میں آپ کا بہت انوگرہت ہوؤں گا۔

مجھے شرے ہونے کا

آپ کا حکم بجا لانے والا سیوک

پریم چند

(473)

بنام جینندر کمار

سرسوتی پریس، کاشی، 16-8-1932

پریہ جینندر،

تمھارا پتر کئی دن ہوئے ملا۔ میں آشا کررہا تھا۔ دہلی پہاڑی دھیرج سے آرہا ہوگا۔ پر آیا لاہور سے۔ خیر لاہور ملتان کچھ کم دور ہے۔ اس سے کئی دن پہلے ملتان میں نے ایک پتر بھیجا تھا۔ شاید وہ لوٹ کر آگیا ہو۔ اچھا میری گاتھا سنو۔ 'ہنس' پر ضمانت لگی۔ میں نے سمجھا تھا آرڈیننس کے ساتھ ضمانت بھی سماپت ہوجائے گی۔ پرنیا آرڈیننس آگیا اور اسی کے ساتھ ضمانت بھی بحال کردی گئی۔ جون اور جولائی کا انک ہم نے چھاپنا شروع کردیا ہے۔ پر منیجر صاحب نیا ڈیکلریشن دینے گئے تو مجسٹریٹ نے پتر جاری کرنے کی آگیا نہ دی۔ ضمانت مانگی۔ اب میں نے گورنمنٹ کو ایک اسٹیٹمنٹ لکھ کر بھیجا ہے۔ اگر ضمانت اٹھ گئی ہو تو پتریکا ترنت ہی نکل جائے گی۔ چھپ، کٹ سِل کر تیار رکھی ہے۔ اگر آگیا نہ دی تو سمسیا ٹیڑھی ہوجائے گی۔ میرے پاس نہ

روپے ہیں نہ پرامیسری نوٹ۔ نہ سیکیورٹی۔ کسی سے قرض لینا نہیں چاہتا۔ یہ شروع سال ہے۔ چار پانچ سو وی.پی. جاتے کچھ روپے ہاتھ آتے۔ لیکن وہ نہیں ہونا ہے۔

اس بیچ میں نے 'جاگرن' کو لے لیا ہے۔ 'جاگرن' کے بارہ انک نکلے۔ لیکن گراہک سنکھیا دو سو سے آگے نہ بڑھی۔ وگیاپن تو ویاس جی نے بہت کیا لیکن کسی وجہ سے پتر نہ چلا۔ انھیں اس پر لگ بھگ 1500 کا گھاٹا رہا۔ وہ اب بند کرنے جارہے تھے۔ مجھ سے بولے یدی آپ اسے نکالنا چاہیں تو نکالیں۔ میں نے اسے لے لیا۔ سپتاہک روپ میں نکالنے کانشچیہ کرلیا۔ پہلا انک جنم اشٹمی سے نکلے گا۔ تمھارا ارادہ بھی ایک سپتاہک نکالنے کا تھا۔ یہ تمھارے لیے ہی سامان ہے۔ میں جب تک اسے چلاتا ہوں پھر یہ تمھاری ہی چیز ہے۔ دھن کا ابھاو کی ہے۔ 'ہنس' میں کئی ہزار کا گھاٹا اٹھا چکا ہوں۔ لیکن ساپتاہک کے پرلوبھن کو نہ روک سکا۔ کوشش کررہا ہوں کہ اسروسادھارن کے انوکول پتر ہو۔ اس میں بھی ہزاروں کا گھاٹا ہی ہوگا۔ پر کروں کیا۔ یہاں تو جیون ہی ایک لمبا گھاٹا ہے۔ یہ کچھ چل جائے گا تو پریس کے لیے کام کی کمی کی شکایت نہ رہے گی۔ ابھی تو مجھے ہی پسنا پڑے گا۔ لیکن آمدنی ہونے پر ایک سمپادک رکھ لوں گا۔ اپنا کام کیول ایڈیٹوریل لکھنا ہوگا۔

تمھاری کہانی 'سیرِدھی' چھپ رہی ہے۔ رائے صاحب چھپوا رہے ہیں۔ میکڈالن بھی چھپوانے والے ہیں۔

کرم بھومی کے تیس فارم چھپ چکے ہیں۔ ابھی قریب چھ فارم باقی ہیں۔ 'ہنس' میں ہاتھ لگا دیا۔ پریس کو آوکاش نہ ملا۔ اس لیے اب تک پستک تیار نہ ہوئی۔ اب اسے جلد سماپت کرتا ہوں۔ سب سے پہلے تمھارے پاس بھیجی جائے گی۔ اور تمھارے ممتا شونیہ فیصلے پر میری کامیابی یا ناکامی کا نرنئے ہے۔ دو کہانیوں کے چھوٹے چھوٹے سنگرہ اور چھاپے ہیں۔ پنڈت کرپاناتھ مصر کی پیاس بھیج رہا ہوں۔ سمجھو ہو تو اس کی آلوچنا کرنا۔ اب میں شہر میں رہتا ہوں۔ لڑکے پڑھنے جاتے ہیں۔ میں بھی پریس میں گھڑی آدھ گھڑی کے لیے چلا جاتا ہوں۔

جن بھائی کا آپ نے اپنے پتر میں ذکر کیا ہے انھیں میرا بڑے پریم سے بندے کہیے گا۔ میرے ہردے میں ان کی سچی شبھ کامنا ہے۔ ان کا نام مجھے نہ لکھا۔ میں اپنا نیا اُپنیاس اُن کے پاس بھیجوں گا۔ ابھی شری آنند بھکشو 'سرسوتی' کا پتر آیا۔ انھیں مدھیہ پرانت اور گوالیار کی ساہتیہ سبھاؤں کی اُور سے 'بھاونا' پر پُرسکار ملے ہیں۔ 'بھاونا' ہے بھی تو اچھی چیز۔

ادھر پنڈت شری رام شرما کا 'شکار' سوامی ستیہ دیوجی کی کہانیوں کا سنگرہ۔ ڈاکٹر رویندرناتھ کی 'شوڑشی' آدی پستکیں نکلی ہیں۔ بابو برندرابن لعل جی کا 'کنڈلا چکر' میں نے بڑے شوق سے پڑھا لیکن پڑھ کر من پھیکا ہوگیا۔ کہیں گرمی نہیں ملی۔ نہ چٹکی۔ نہ کھٹک۔ شاید مجھ میں بھاؤ شونت کا دوش ہے۔

اور تو سب کشل ہے۔ ایشور سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ تم سکھی رہو۔

تمھارا سچا بھائی، دھنپت رائے

(474)

بنام نند کشور

'ہنس' سرسوتی پریس، 28-9-1932

پریہ نند کشور جی،

آپ نے وعدہ کیا تھا کہ ستمبر کے اَنت تک آپ میرا رائلٹی کا پورا حساب دے دیں گے۔ کتابوں (بیچنے) کا موسم اب سماپت ہوگیا ہے۔ سپت سُمن اور پریم کنج کا حساب اس مہینے کے اَنت تک کردیجیے۔ یہ میرا نجی معاملہ ہے اور (سرسوتی) پریس کے حساب سے اس کا کوئی سمبندھ نہیں ہے۔ ویسے تو بھی پریس کا حساب بھی کردینا اُپیکت ہوگا کیونکہ چھ سات ورسوں سے یہ ایسا ہی پڑا ہے۔

میرے رائلٹی کے حساب میں لکھیے کتنی پرتیاں چھاپی تھیں اور کتنی بکری ہیں، جیسے پرایہ ہوتا ہے۔ دوسرے پرکاشکوں سے مجھے پرایہ 25 پرتیشت ....

پریم چند

(475)

بنام بنارسی داس چترویدی

سرسوتی پریس، کاشی، 3 اکتوبر 1932

محترم بنارسی داس جی!

بنارس سے باہر رہنے کے باعث آپ کے خطوں کے جواب میں دیر ہوئی۔ آپ کی فرمائش ہے کہ آپ کے لیے ایک کہانی لکھوں۔ میں ان دنوں مہمل کاموں میں بہت مصروف ہوں۔ 'جاگرن' کو اکیلے ہی چلا رہا ہوں۔ یہ میرا تمام تر وقت لے لیتا ہے۔ بہر حال ایک کہانی لکھنے کی کوشش کروں گا۔

نرالا کا مضمون میں نے نہیں پڑھا۔ میرا خیال ہے کہ آپ ان چھوٹے چھوٹے معاملات پر اپنے کو غیر ضروری تکلیف میں ڈال رہے ہیں۔ لوگ ہمیں بلاوجہ بحث میں گھسیٹ رہے ہیں۔ آخر ہم کیوں لکھیں؟

آپ کو 'کنکل' پسند نہیں آیا۔ معاف کیجیے میں وسیع النظر ہوں اور نکتہ چینی کی صلاحیت مجھ میں بہت کم ہے۔ 'کنکل' پڑھ کر مجھے حقیقی مسرت حاصل ہوئی۔ میں اس شخص کا اس کتاب سے زیادہ مداح ہوں، وہ بہت صاف گو انسان ہے۔

آپ اپنی کہانی نمبر کے لیے ہندی کے مشہور لکھنے والوں مثلاً جیتندر سندرشن، کوشک، دوج، پریاگ، ہندو ہوسٹل کے بیریشور سنگھ کو کہانی لکھنے کی دعوت دیں۔ اس کے علاوہ آپ گجراتی، بنگالی، اردو اور مراٹھی کے افسانہ نگاروں کو بھی لکھیں کہ وہ اپنی اپنی زبان میں ایک ایک کہانی لکھیں۔ مزید برآں یورپ اور امریکا کے ہم عصر افسانہ نگاروں کے کہانیوں کے ترجمے بھی ہونے چاہئیں۔ مختصر کہانی کے لوازمات پر ایک مضمون بھی بے جا نہ ہوگا۔

دعائے خیر،

آپ کا مخلص، دھنپت رائے

(476)

بنام ویریشور سنگھ

24 اکتوبر 1932

پریہ ویریشور سنگھ جی،

کارڈ ملا۔ چاند میں آپ کی کہانی پڑھ کر بڑا آنند آیا۔ کئی جگہ تو من مُگدھ ہوگیا۔

آپ کی کہانی مل گئی ہے۔ اب کی ارتھات تین نومبر کے انک میں اوشیہ جائے گی اور انک بھی سیوا میں پہنچے گا۔ میں آپ کی پڑھائی میں وِگھن تو نہیں ڈالنا چاہتا لیکن کبھی کبھی کچھ لکھا کریں تو احسان سمجھوں گا۔

سپریم، پریم چند

(477)

بنام دیانرائن نگم

الہ آباد، 25 اکتوبر 1932

بھائی جان، تسلیم

پرسوں یہاں آیا اور معلوم ہوا کہ آپ بھی ایک دن پہلے تشریف لائے تھے۔ کیا کہوں۔ ملاقات نہ ہوئی۔ بہت سی باتیں کرنی تھیں۔ یہاں سے بنارس آپ تشریف لے جاتے ہیں۔ مگر غریب خانہ کی طرف مخاطب نہیں ہوتے۔ میں کانپور آؤں اور آپ سے نہ ملوں۔ یہ محال ہے۔ آپ آتے ہیں اور مجھے خبر تک نہیں ہوتی۔ اسے کیا سمجھوں۔ بیوہ کا کوئی ریویو زمانہ میں نہ چھپا۔ پردۂ مجاز کا بھی یہی حال ہوا۔ آپ کا مجھ میں اتنا کم انٹرسٹ کیوں ہوگیا ہے؟ کیا پردۂ مجاز آپ نے پڑھا۔ آپ کے کسی دوست نے پڑھا۔ یا اس قدر لغو ہے کہ آپ نے پڑھنے کی تکلیف گوارا ہی نہیں کی۔ لٹریری کام میں سوائے احباب کی قدردانی کے اور کیا رکھا ہے۔ پبلشر بھی کتاب کیوں شائع

کرے۔ جب کوئی اس کا پرسانِ حال نہ ہو۔ اور جب زمانہ جیسا رسالہ اس قدر بے اعتنائی کرے تو دوسروں پر میرا کیا حق ہے۔ اور کیا دعویٰ ہے۔

'باکمالوں کے درشن' یہاں لالہ رام نرائن بک سیلر نے شائع کیا ہے یہ آپ کو معلوم ہے۔ اس میں اتنی سوانح عمریاں ہیں۔ (1) رانا پرتاپ، (2) ٹوڈرمل، (3) مان سنگھ، (4) اکبر، (5) بدرالدین طیب جی، (6) سرسید احمد خاں، (7) وحیدالدین سلیم، (8)شرر، (9) گیری بالڈی، (10) رنجیت سنگھ، (11) دویکانند۔

پہلے اس مجموعہ میں مسلمان مشاہیر نہ تھے۔ شاید اسی بنا پر کمیٹی نے اس پر التفات نہ کیا تھا۔ اب وہ کمی پوری کردی گئی ہے۔ اکبر تو میں نے عزیز مرزا سے لیا ہے۔ وحیدالدین سلیم اور شرر بھی زمانہ کے مضامین سے مقتبس ہیں۔ میرے خیال میں اب یہ اسکول کے قابل ہیں۔ اب کے یہ کتاب پھر پیش کی جائے گی۔ میں آپ سے امید کروں گا کہ اس کے حق میں ایک کلمۂ خیر کہہ کر اسے داخلِ نصاب کرادیں۔ اس کے لیے شکریہ نہ ادا کروں گا۔

ہنس کی ضمانت داخل کررہا ہوں۔ ایک صورت نکل آئی ہے۔ 'جاگرن' ہفتہ وار میں خوب چپت پڑ رہی ہے۔ مگر ہمت کیے نکالے جاتا ہوں۔ دیکھیے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور تو سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(478)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 26 اکتوبر 1932

بھائی جان، تسلیم

امید ہے کہ آپ خوش ہیں۔ لڑکوں سے وہاں کے حالات معلوم ہوئے تھے۔ اُنھیں آپ کی مہمان نوازی سے جو آسائش پہنچی اس کے لیے شکریہ۔

ناٹکوں کے متعلق کچھ پوچھنا نہ چاہتا تھا لیکن جب بابو ہرپرساد صاحب کی یاددہانی

آجاتی ہے تو مجبور ہوجاتا ہوں۔ اب تو پورے ڈیڑھ سال ہوگئے۔ کچھ ان کے چھپنے کی امید ہے یا نہیں۔ میں چاہتا ہوں اب یہ قصہ تمام ہوجائے۔ مجھے ہرپرساد صاحب سے جو ندامت ہوئی ہے وہ بہت دن یاد رہے گی۔ میں سمجھتا ہوں اکیڈمی اب ان ڈراموں کو شائع نہیں کرنا چاہتی اور آپ محض شرمندگی کی وجہ سے انھیں رکھے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں انھیں دو ماہ کے اندر شائع کرا لوں گا۔ یا خود یا کسی پبلشر سے۔ اس لیے آپ براہِ کرم مسودہ واپس کردیں۔ میں آپ کا بہت ممنون ہوؤں گا۔

کیا آپ بتلا سکتے ہیں 'بیوہ' کی کتنی جلدیں نکل گئی ہوں گی۔

آپ کا، دھنپت رائے

(479)

بنام رام کشور چودھری

سرسوتی پریس، کاشی، 4 نومبر 1932

پریہ رام کشور جی،

میں ابھی پریاگ گیا تو یہ سن کر گھبراہٹ ہوئی کہ تم بیمار ہوگئے ہو۔ دھنو کی ماں نے کہا کہ دلہن کو بلا بھیجنا۔ مجھے بڑی جلدی تھی۔ سوچا تھا منا کو بھیج دوں گا پر یہ سماچار پاکر نہ بھیجا۔ اب کرپا لکھو کیسی طبیعت ہے۔ دلہن کے سواستھ کا کیا ڈھنگ ہے؟

ہم لوگ کشل سے ہیں۔ بٹی دیوری سے دسمبر میں آوے گی۔

شیش کشل۔

سپریم،

دھنپت رائے

(480)

بنام بنارس داس چترویدی

سرسوتی پریس، کاشی، 14 نومبر 1932

محترم بنارسی داس جی

آپ کے نوازش نامہ کا شکریہ۔ میں نے آپ کو ہمیشہ اپنا نہایت ہی پر خلوص دوست سمجھا ہے اور میں آپ کو اپنے ان ادبی مشیروں میں سمجھتا ہوں جن کی تنقیدوں کا مجھے بہت احترام ہے کیونکہ آپ کی تنقیدیں ہمیشہ ہمدردی اور عقل سلیم پر مبنی ہوتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ مصنف یا ادیب کو تعریفی تبصرہ سے کوئی تسکین حاصل نہیں ہوسکتی۔ وہ تو اپنے روشن خیال دوستوں کی ہمت افزائیوں کی قدر کرتا ہے۔ میرے لیے آپ نے جو کچھ کیا ہے اُس کا ذکر کرنے کی تکلیف آپ نے ناحق کی۔ میں آپ کے احسانات زندگی بھر نہیں بھول سکتا۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ جب بھی کوئی موقعہ آیا، میں نے ہمیشہ آپ کی ہمنوائی کی اور اپنی نظر کے مطابق آپ کو آپ کے صحیح رنگ میں دوسروں کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی۔ میں اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ ادیبوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو آپ کو گرانے کی کوشش میں ہیں اور آپ کی نیک نیّتی کو تسلیم نہیں کرتے۔ بعض تو اِس سے بھی بڑھ جاتے ہیں لیکن مجھے یہ بتایئے کہ ایسا کون ہے جس کے معترضین نہ ہوں۔ میں خود ایسے لوگوں میں گھرا ہوا ہوں جو کسی بھی موقعہ پر نہیں چوکتے۔ بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ ہمارے ادیبوں میں وسعتِ نظر اور برادری کا جذبہ نہیں ہے۔ ایسے بھی لوگ ہیں جنھیں کسی کی برسوں کی بنائی ہوئی شہرت کو مٹانے میں لطف آتا ہے۔ لیکن اس سے کیا ہوتا ہے؟ ہمیں اپنا ضمیر پاک رکھنا چاہیے اور بس۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ مزاحیہ فقروں پہ ضرورت سے زیادہ توجہ دے رہے ہیں۔ مجھے تسلیم ہے کہ میں نے نہ تو 'ہنتی راج' اور نہ ہی خیراتی خان کے مضامین پڑھے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ خیراتی خاں نے 'آج' میں میرے متعلق کسی قدر بے

تکلفی برتی ہیں۔ لیکن میں نے اس کا برا نہیں مانا۔ معاملہ اس وقت زیادہ سنگین ہو جاتا ہے جب کوئی نیت ہی پر شک کرنے لگے۔ میں اس طرح کی باتیں کبھی برداشت نہیں کروں گا۔ معصومانہ اعتراضوں پر آپ برا نہ مانا کریں۔ آپ اتنے زیادہ حساس اور زود رنج بن گئے تو اپنے مخالفوں کو خود اپنے ہاتھوں سے مواقع فراہم کریں گے۔ معترضین کی نکتہ چینیوں کا خندہ پیشانی سے سامنا کیجیے۔ مجھ پر بھی ایک ایسا وقت بیت چکا ہے جب کسی مخاصمانہ نکتہ چینی سے میری راتوں کی نیند حرام ہو جاتی تھی۔ اب وہ دور گزر چکا ہے اور میں خود کو بہتر طور پر سمجھنے لگا ہوں۔ اختلافات تو ہمیشہ رہیں گے لیکن ہمیں ان کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔ مجھے بھی سب لوگ پسند نہیں کرتے ہوں گے۔ اس بات کا دعویٰ کیسے کیا جاسکتا ہے کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے بے عیب ہے۔ ممکن ہے آپ کو 'کنکال' پسند نہ ہو۔ مجھے ہے۔ بات بس یہیں ختم ہو جاتی ہے۔ پرساد جی تو بہت پسندیدہ شخص ہیں۔ اب جب میں نے انھیں قریب سے دیکھا تو ایک سال پہلے ان کے متعلق جو رائے قائم کی تھی اُس سے کتنا مختلف پایا۔ غلط فہمیاں صرف قربت ہی سے دور ہو سکتی ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے متعلق میری رائے بہت اچھی ہے جو کبھی نہیں بدل سکتی۔ حسد اور تنگ نظری کی فضا کو دور کرنے کی میں ہر ممکن کوشش کروں گا۔ ہمیں وسیع النظری سے کام لینا ہوگا۔ اس وصول کو تو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔

'کرم بھومی' یقیناً آپ کو پیش کی جائے گی۔ دو سو کاپیاں جن کی جلد بندی ہوئی تھی ختم ہو گئیں۔ مزید کاپیوں کی جلد باندھی جارہی ہے۔ یہ کام کچھ دنوں میں پورا ہو جائے گا۔

میں اپنی کہانی اس مہینہ کے آخر تک دے دوں گا۔ 'جاگرن' کا تبصرہ بہت عمدہ ہے۔ شکریہ۔

آپ کا مخلص،

دھنپت رائے

(481)

بنام جنارد ن پرساد جھا دوج

جاگرن کاریالیہ، سرسوتی پریس

22-11-1932

پریہ جنارد ن،

تمھاری ریکھا چتر نے تہلکہ مچا دیا ہے اور مجھے لگتا ہے کہ تمھیں بہت سَمے تک چین سے نہیں بیٹھنے دیں گے اور ریکھا چتروں کی مانگ کرتے رہیں گے۔ 'گوپن' تو بس یوں ہی تھا۔ تمھاری سوچی میں شرت کو رکھیے، تلک یا کیلکر، بنارسی داس، ملن جی یا سروجنی نائڈو۔ اگلے انک کے لیے کچھ اوشیہ لکھو۔

تمھارا، دھنپت رائے

(482)

بنام جینندر کمار

سرسوتی پریس، کاشی، 1-12-1932

پریہ جینندر، بندے

کارڈ ملا تھا۔ سرسوتی پریس اور 'جاگرن' سے 26-10-1923 کو 'اس کا انت' نام کی کہانی کے ڈنڈ میں دو ہزار کی ضمانت مانگی۔ بہت پریشان ہوا۔ بھاگا ہوا لکھنؤ پہنچا۔ وہاں چیف سکریٹری سے مل کر کہانی کا آشے سمجھایا۔ اور بھی اپنی Loyalty کے پرمان دیے۔ اب آشا ہے۔ ضمانت منسوخ ہو جائے گی۔ ذرا ذرا سی بات میں گردن پر چھری چل جاتی ہے۔

'کرم بھومی' تمھیں بہت بری نہیں لگی۔ اس سے خوشی ہوئی۔ اس کی کہیں آلوچنا کردو۔

تمھاری پریشانیوں کی کہانی پڑھ کر بڑی چنتا میں ہوں۔ اس ماس میں کچھ بھیجوں گا ضرور۔ 'جاگرن' بڑا پیٹو ہے۔ اور 'ہنس' پیسے کھانے میں شیر۔

بچوں کو آشیرواد

سپریم، دھنپت رائے

(483)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، کاشی، 7 دسمبر 1932

برادرم، تسلیم

اس دن سے میں نے دو بجے تک حضور کا انتظار کیا لیکن سمجھ گیا کہ کہیں دھر لیے گئے۔ آپ مجھے بلا رہے ہیں۔ میں یہی سوچ رہا ہوں کہ بڑے دن میں آجاؤں۔ کیا وہاں کے ملوں کے اشتہاری محکمے سے آپ کے کچھ تعلقات ہیں؟ لال املی وغیرہ سے کچھ اشتہار مل سکتے ہیں؟ جنوری سے تو ان کا نیا سال شروع ہوتا ہوگا۔

یہاں 1 تاریخ کو سرسوتی پریس اور جاگرن سے دوہزار کی ضمانت طلب کی تھی۔ مسٹر ممفورڈ سے ملا تھا۔ آج لوٹا ہوں۔ غالباً منسوخ ہوجائے۔ اور تو سب خیریت ہے۔

مخلص، دھنپت رائے

(484)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 16 دسمبر 1932

بھائی جان، تسلیم

ضمانت کی منسوخی کی خبر لکھ چکا ہوں۔ اخبار بدستور جاری ہے۔

آپ نے فرمایا تھا کہ آپ جاگرن کے لیے کسی ایجنٹ سے معاملہ کرا سکتے ہیں۔

فی الحال کانپور میں محض 45 کاپیاں جاتی ہیں۔ حالانکہ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی چلتا ہوا آدمی ہو تو اس کی دوگنی کاپیاں آسانی سے نکل سکیں۔ ایسا کوئی آدمی نگاہ میں ہو تو براہِ کرم لکھیے۔ جاگرن کے لیے کچھ اشتہاروں کی بھی ضرورت ہے۔ یوں کچھ نہ کچھ اشتہارات تو مل ہی گئے ہیں مگر ان سے پرچہ بے نیاز نہیں ہوا۔ اب بھی اس میں کم سے کم 400 روپے ماہوار کا گھاٹا ہے۔ اگر پچیس روپے کے اشتہار اور آجائیں تو خسارہ کم ہو اور برداشت کے قابل ہو جائے۔ ابھی تو کچومر نکلا جارہا ہے۔ آپ کا کانپور کے مِلوں کے عملوں سے اور منیجروں سے کچھ نہ کچھ راہ و رسم تو ہے ہی۔ مثلاً ڈبلن ملس یا فللکس وغیرہ۔ کیا آپ کے ذریعہ ان سے کچھ اشتہارات مل سکتے ہیں؟ میں نے سنا ہے یہ لوگ جنوری سے سال بھر کے لیے انتظام کیا کرتے ہیں۔ دورانِ سال میں کچھ نہیں کرتے۔ جنوری آرہا ہے۔ اگر آپ کچھ امید دلائیں تو میں ان کارخانوں سے خط و کتابت شروع کروں اور اپنے نرخ نامے وغیرہ بھیج دوں۔ جاگرن کی تعداد اشاعت دو ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ مگر جیسا کہ آپ خود جانتے ہیں محض کثرتِ اشاعت سے اخبار نفع بخش نہیں ہوتا تاوقتیکہ اشتہاروں کی معقول آمدنی نہ ہو۔

میری کتابوں کا حساب دو سال سے نہیں ہوا ہے۔ اگر کتابوں کی بکری سے کچھ روپے ہوئے ہوں تو بھجوانے کی عنایت کریں۔ اور تو سب خیریت ہے۔ امید ہے آپ خوش ہیں۔

مخلص، دھنپت رائے

(485)

بنام وشنو پربھاکر

سرسوتی پریس، کاشی، 17 دسمبر 1932

پریہ ور،

'اچھوت اڈھار' نامک گلپ مل گئی تھی سُور کھت ہے۔ میں چیشٹا کروں گا کہ اُسے جلد پرکاشِت کروں۔ کاریالیہ میں گلپیں بہت آتی ہیں۔ اس سے کتنے ہی متروں کی

رچنائیں پڑی رہ جاتی ہیں۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(486)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، کاشی، 22 دسمبر 1932

برادرم، تسلیم

کل اخبار میں امّاں کی وفات کی خبر دیکھ کر دلی صدمہ ہوا۔ ان کے لیے تو اس سے بہتر موت نہیں ہوسکتی تھی، ایسی خوش نصیب کتنی مائیں ہیں جو اپنے پودوں کو پھلتا پھولتا دیکھ کر خوش خوش رخصت ہوں لیکن ماں باپ کی موجودگی میں تو لڑکے بوڑھے ہوکر بھی لڑکے ہی رہتے ہیں۔ آپ کو اور سارے خاندان کو ماتاجی کی وفات سے کتنا صدمہ ہوگا اس اندازہ وہی کرسکتے ہیں جو ایسے سانحے بھوگ چکے ہوں۔ پرماتما انھیں جنت میں جگہ دے۔ ہمارے لیے صبر کے سوا اور کیا چارا ہے حالانکہ صبر کی تلقین کرنا جتنا آسان ہے صبر کرنا اتنا آسان نہیں۔

مخلص، دھنپت رائے

(487)

بنام ویریشور

سرسوتی پریس، کاشی، 24 دسمبر 1932

پریہ ویریشور جی،

کہانی ملی۔ دھنیہ واد۔ پڑھا اور جی خوش ہوا۔ پروپیگنڈا سے بچیں تو اچھا ہو۔ میں خود اس مرض میں مبتلا ہوں پر ہے یہ دوش۔ پھر بھی تم نے کہانی میں اتنا رس بھر دیا ہے کہ اس کا یہ دوش ذرا بھی نہیں کھٹکتا۔ انتم واکیہ moral ہوکر بڑا ہی سندر ہوا ہے۔ شبد چتر کھینچنے میں تمھیں بہت کم لوگ پہنچ سکتے ہیں۔

سنسار کی سروسریشٹھ کہانیاں پڑھتے رہا کرو اور لکھنا تو ایشوریہ شکتی ہے۔ ابھیاس سے اسے چمکایا جاسکتا ہے، لیکن جہاں نہیں ہے وہاں پورا پُستکالیہ پڑھ جانے سے بھی نہیں آتا۔ آشا ہے سآنند ہو۔ اسے جنوری کے 'ہنس' میں دے رہا ہوں۔

تمھارا، دھنپت رائے

(488)

بنام وشنو پربھاکر

جاگرن کاریالیہ، سرسوتی پریس، کاشی

13 جنوری 1933

پریہ ور،

آپ کے لیکھ اور پتر ملے۔ کوتیاؤں میں تو چھند بھنگ ہے اور کہانی ورنن آتمک ہوگئی ہے۔ یہ تو گلپ نہ ہوکر گلپ کا سندر پلاٹ ہے۔ آپ اسے گلپ کے روپ میں لکھ بھیجیں۔ گلپ میں سمبھاشن کا بھاگ ورنن کم ہونا چاہیے۔ کھید ہے۔ اسے نہ چھاپ سکوں گا۔

حصار میں جاگرن کا پرچار کسی معتبر ایجنٹ دوارا کرنے کی چیشٹا کیجیے۔

بھودیہ، پریم چند

(489)

بنام دھنی رام پریم

غالبًا 1933

پریہ وَر،

اَرے بھائی، کہیں یہ ہوسکتا ہے کہ اتنے کہیں کھیل کر تم ساہتیہ سے آسانی سے ناطہ توڑ لو؟ میں اس بات کا انوَرودھ کرتا ہوں کہ تم کم سے کم دو گھنٹے ساہتیہ کو اَوشیہ دو۔

دھنپت رائے

(490)

بنام دھنی رام پریم

غالباً 1933

پریہ وَر،

جناب، میں نے تو سمجھا تھا کہ آپ فارغ البال ہوکر ادب کی زیادہ خدمت کر سکیں گے، مگر میرا خیال غلط نکلا۔ اب مہینوں گزر جاتے ہیں، آپ کا کوئی قصہ اخبار میں نظر نہیں آتا۔ چار نہیں دو سہی، دو نہیں ایک سہی، لیکن کچھ نہ کچھ تو ہر مہینے لکھتے رہیے۔ اس سے تو وہ تنگ دستی ہی اچھی تھی، جو آپ سے تھوڑا بہت لکھوا لیتی تھی۔

دھنپت رائے

(491)

بنام جینندر کمار

سرسوتی پریس، 17-1-1933

پریہ جینندر، آشیرواد

تمھارے دونوں پتر ملے۔ اس کے دوران پہلے میں نے ایک کہانی 'بھارت' کے لیے لکھی تھی۔ بڑی منحوس کہانی نکلی۔ کچھ اسی طرح کا اِس کا وِشے تھا۔

بچہ چلا گیا۔ خط پڑھتے ہی پہلے تو کلیجہ سُنّ ہوگیا۔ لیکن پھر من شانت ہوگیا۔ یہی جیون کے کڑوے انوبھو ہیں۔ انھیں جھیل لے جاؤ۔ تو سب کچھ سَرل ہو جاتا ہے۔ پھر روئیں بھی تو کِس کے سامنے؟ کون دیکھنے والا ہے؟ کسی کو اپنا سمجھیں ہی کیوں؟ اپنا کیول اتنے ہی کے لیے سمجھو کہ اس کے پرتی ہمارے کرتویہ ہیں۔ گیان وان تو میں جانتا نہیں۔ ایسے آگھاتوں سے کلیجے پر گھاؤ لگتا ہی ہے۔ لیکن لگنا چاہیے نہیں۔ تم روئے نہیں۔ اس سے میرا چت بہت شانت ہوا۔ تم یہاں ہوتے تو تمھاری پیٹھ ٹھونکتا۔ یہی تو پریکشا کے اَوسَر ہیں۔

بھگوتی اور ماتاجی کو بہت سمجھانا۔ دیویوں کا ہردے کومل ہوتا ہے۔ بچہ ان کے انگ کا ایک بھاگ سا تھا۔ صبح ہوتے ہی اُسی کے جھگڑوں میں لگ جاتی تھیں۔ اب اُنھیں کِتنا سونا سونا لگتا ہوگا۔ ماتا جی تو دنیا کے سکھ دکھ دیکھے ہیں۔ ان کو میں کیا سمجھاؤں۔ لیکن بھگوتی سے کہوں گا دَھیریہ سے کام لو۔ بچے کو تم نے پالا پوسا۔ پھر بھی وہ تم سے روٹھ کر چلا گیا۔ اسی کی اِسرتی کیا اس سے کم پیاری ہے؟ میں تو سمجھتا ہوں وہ اور بھی پیارا ہوگیا ہے۔ سمجھو کہ اب تمھاری گود میں کھیل رہا ہے۔ بلکہ تمھارے ہردے کے اندر ہے۔ کہیں گیا نہیں۔ بھیتر جا بیٹھا ہے۔ اب باہر کی گرمی سردی، روگ وِیادھی کا اس پر کچھ اثر نہ ہوگا۔ پھر کیوں روتے ہو؟

چترویدی بھی آئے تھے۔ دو دن خوب باتیں ہوئیں۔ پرساد جی سے بھی بھینٹ ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں اُن میں بہت کچھ صفائی ہوگئی ہے۔ کہانی کے وِشے میں میری ان سے بات چیت ہوئی۔ میں نے انھیں سمجھانے کی چیشٹا کی۔ وہ اپنی طرف سے اڑے رہے۔ لیکن اسے اِدھر اُدھر بھیج کر ایک جھگڑا کھڑا کرنا انھیں بھی پسند نہیں ہے۔ اب بات گئی۔

چیک سے 20 روپے بھیجتا ہوں۔ روپے منگوانے میں ڈاک کا سَمے نکل گیا۔ ابھی شیوپوجن سہائے جی گھر سے نہیں لوٹے۔ آتے ہی کہانی لے لوں گا۔ سدرشن جی ایک فلم کمپنی میں 600 روپے پر نوکر ہوگئے ہیں۔

اور تو سب کُشل ہے۔

تمھارا، دھنپت رائے

(492)

بنام دیانرائن نگم

جاگرن کاریالیہ، کاشی، 31 جنوری 1933

برادرم، تسلیم

اِدھر کئی ہفتوں سے 'بیوہ' کا اشتہار آزاد میں نہیں نکل رہا ہے، نہ زمانہ میں۔ کیا

اس کی سب جلدیں فروخت ہو گئیں؟ اگر فروخت ہو گئیں ہو تو اور 100 جلدیں بھجوا دوں؟

32 آخر ہو گیا۔ جنوری 31 سے کتابوں کا حساب نہیں ہوا۔ کیا آپ حساب کروا سکتے ہیں۔ 32 کے آخر تک کا حساب ہو جانا چاہیے۔

آپ سیناٹوجن کلزانہ، پیپس وغیرہ کے اشتہار ایجنٹوں کا پتہ دے سکتے ہیں؟ مشکور ہوں گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(483)

بنام بنارسی داس

سرسوتی پریس، بنارس، 13 فروری 1933

پریہ بنارسی داس جی، پالاگن۔

آپ کے اَتینت سُکھد پتر کے لیے دھنیہ واد۔ آپ کے ساتھ جو دن گزرے ان کی مُدھور اسمرتی میں سدَیو سنجوکر رکھوں گا۔ میری کتنی اِچّھا ہے کہ ایسے اَوسر بار بار آئیں۔

میں نے آپ کے کہانی انک کی سمالوچنا لکھی ہے۔ لیکن استھانا بھاؤ کے کارن مجھے اُس کو چھوٹا کرنا پڑا۔ آپ کا انٹرویو مجھ کو سب سے زیادہ پسند آئی۔ اور مجھی کو نہیں، تکرو، جناردن اور دوسروں کو بھی۔ اس لیے نہیں کہ آپ نے اس میں میری تعریف کی ہے بلکہ اس لیے کہ وہ سچ مُچ بہت اچھے اور ستھرے ڈھنگ سے لکھی گئی ہے۔ میں نے آپ کی 'سادھی' آنندپُروَک پڑھی۔ آپ سادھو کو اس میں کیوں لے آئے؟ کہانی اور زیادہ اچھی چلتی اگر آپ اپنے وینگاتمک سُور میں، پتنی کی برج بھاشا کے ساتھ، ایک سمپادک کے جیون کے کشٹوں اور آپداؤں کا چترن کر سکتے۔

آپ کی سمالوچنا پاکر شری متی پریم چند کو بہت ہی خوشی ہوگی۔ ساہتیک سنسار میں اب تک انھیں نیائے نہیں ملا ہے کیونکہ میں ان کے اوپر چھایا ہوا ہوں یا اس

لیے کہ ہو سکتا ہے کچھ عقلمندوں کا یہ خیال ہو کہ میں ہی ان کہانیوں کا اصل لیکھک ہوں۔ میں اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ میں ان کے ساہتیک بناؤ سنوار کے لیے ذمہ دار ہوں، مگر کلپنا اور لیکھن پوری طرح انھیں کا ہوتا ہے۔ ایک ایک پنکتی میں ایک سنگھرش پراپن ناری بولتی ہے۔ میرے جیسے شانت سوبھاؤ کا بیکتی اس پرکار کے بھیشن ناری پرک کتھناؤں کی کلپنا بھی نہیں کرسکتا۔ میں ان کا چتر آپ کو بھیج سکتا ہوں۔ انھیں کوئی آپتی نہ ہوگی۔ جہاں تک ان کے ہاتھ کی گھڑی کی بات ہے، جب تک کوئی ساہسی پترکار ان کو پیسے دینے لگ جائے گا وے آپ ہی اس کا بندوبست کرلیں گی یا ہو سکتا ہے کہ کوئی انھیں بھینٹ میں دے دے۔

آپ جب بھی چاہیں میں کلکتہ آنے کے لیے تیار ہوں، کوئی موقع ہونا چاہیے۔ صرف تماش بینی کے لیے آنا اور دوسروں سے اس کا خرچ اٹھانے کی امید کرنا مذاق کی بات ہے۔ جب ایسا کوئی اوسر ہوگا تو آپ مجھ کو سپتنیک (پتنی کے ساتھ) وہاں پائیں گے۔

ہزار ہزار افسوس کہ کیول لاپرواہی کے کارن وے چھ سودیشانک اب تک نہیں بھیجے جاسکے۔ اب پیکٹ تیار ہے اور کل بھیج دیا جائے گا۔

شبھ کامناؤں کے ساتھ

آپ کا، دھنپت رائے

پنشچ: پنچ پرمیشور سپت سروج کی ایک کہانی ہے۔ آپ کرپیا ہندی پُستک ایجنسی سے ایک پرتی دینے کے لیے کہیں۔ وے خوش ہوں گے۔

(494)

بنام دیانرائن نگم

جاگرن کاریالیہ، کاشی، 18 فروری 1933

برادرم، تسلیم

عرصے سے آپ کے حالات نہ معلوم ہوئے۔ میں نے پندرہ دن سے زیادہ ہوئے ایک خط بھی بھیجا مگر اس کا کوئی جواب نہ ملا۔ کیا خط پہنچا ہی نہیں۔ میں نے

پوچھا تھا کہ 'بیوہ' فروخت ہوگئی۔ اس کا اشتہار نہیں ہے۔ اگر فروخت ہوگئی تو کیا اور جلدیں بھجواؤں۔

مخلص، دھنپت رائے

(495)

بنام ویریشور

سرسوتی پریس، کاشی، 28 فروری 1933

پریہ ویریشور، آشیش۔

آج تمھارا 'انگلی کا گھاؤ' پڑھ کر مگدھ ہوگیا۔ تم یہاں ہوتے تو تمھارا ہاتھ چوم لیتا۔ ایشور پر وشواس ہوتے ہوئے بھی کس ۔۔ نامنا کروں کہ تمھاری یہ کلا دنوں دن وِکسِت ہو۔ بڑا اُجّول ــــ لیکن اب تعریف نہ کروں گا نہیں تم سمجھوگے پیٹھ ٹھونک رہا ہے۔ مارچ کے ہنس کی شوبھا اس سے بڑھے گی۔

سپریم، دھنپت رائے

(496)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، کاشی، 28 فروری 1933

بھائی جان، تسلیم

نوازش نامے کے لیے شکریہ۔ بیوہ تو بدنصیب ہوتی ہی ہے۔ اس کی کتنی کم جلدیں فروخت ہوئیں، اس میں اس کے سِوا اور کس کی خطا ہے۔ بیوہ کو جائز طور پر کون پوچھتا ہے۔ پڑھنا ہی چاہے تو عاریتاً مل سکتی ہے۔

آپ براہِ کرم اس کی 100 جلدیں مال گاڑی سے

این۔ڈی۔ سہگل اینڈ سنز۔ بک سیلر اینڈ پبلشرز

لوہاری گیٹ، لاہور

کے پاس بھیج دیں۔ ان کی ایک فرمائش میرے پاس آئی تھی۔ لاہور میں بھی اس

کتاب کی اچھی بکری نہیں ہورہی ہے۔ پھر بھی اس صوبے کے دیکھتے ہزار غنیمت ہے۔

ہاں روزانہ 'جاگرن' لکھنؤ سے نکالنے کا انتظام ہورہاہے۔ دیکھیے کب تک پورا ہوتا ہے۔ ہفتے وار کے نقصان نے روزانہ پر آمادہ کیا ہے۔ آپ نے جو پتے روانہ کیے ہیں ان کے لیے شکریہ۔

امید ہے آپ خوش ہوں گے۔

مخلص، دھنپت رائے

(497)

بنام جینندر کمار

سرسوتی پریس، 4-3-1933

پریہ جینندر

میں نے کئی دنوں سے تمھیں پتر نہیں لکھا۔ کوئی بات لکھنے کی ایسی تھی بھی نہیں۔ تمھارا لیکھ شیوپوجن سہائے جی سے مل گیا اور چھپ بھی گیا۔ مگر ہے بہت ننھا سا۔ میرا لیکھ بھی اتنا ہی بڑا ہوگا۔

تمھارا اُپنیاس چل رہا ہے یا آرام کرنے لگا؟ میں سمجھتا ہوں اب تم ہر طرح سے سُوستھ ہو۔

تین چار دن الہٰ آباد رہا اور تمھاری خوب چرچا رہی۔ انڈین پریس والے تمھیں پتر لکھیں گے۔

دھنو کی اماں کی کتاب کو بھولنا نہیں۔ تمھارا (لکھ دینا) ہی انھیں آسمان پر چڑھا دے گا۔

اور تو نئی بات نہیں۔

تمھارا، دھنپت رائے

P.S. تم اپنا تولیہ یہاں چھوڑ گئے۔ جس سے بندہ دیہہ پونچھتا ہے۔

(498)

بنام بنارسی داس چترویدی

سرسوتی پریس، کاشی
پشتک پرکاشک، مدرک اور بکریتا
12 اپریل 1933

پریہ بنارسی داس جی، بندے

آپ کو تو میں نے کلکتہ پتر لکھا تھا۔ آج جواب آیا کہ آپ یہاں ہیں۔ آپ ہی کچھ لکھیں گے۔ دو ایک پرشٹھ ہی سہی۔ جگہ ریزرو رکھ چھوڑی ہے۔ گپت جی کو میرا نمسکار کہیے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(499)

بنام وشنو پربھاکر

کاشی، 21 اپریل 1933

پریہ وَر، دھنیہ واد

آپ کے لیکھ چھاپنا تو چاہتا ہوں۔ پر جس رُوپ میں وہ ہیں اس رُوپ میں نہیں۔ چاہتا ہوں کہ کچھ بنا کر چھاپوں۔ لیکن بنانا سَمے چاہتا ہے۔ اور سَمے کا بڑا ٹوٹا ہے۔ بہت کھوجتا ہوں وہی نہیں ملتا۔ ایشور کی بھانتی اُدرِشیہ ہوگیا ہے۔ اتنا ہی سمجھ لیجیے کہ اچھی چیز پاکر سمپادن ترنت چھاپتا ہے۔ ولمب نہیں کرتا۔ جب کوئی چیز اسے نہیں جچتی تبھی وہ دیر کرتا ہے۔ اچھی چیزیں اتنی زیادہ نہیں آتیں کہ ان کو پرتیکھا کرنی پڑے۔ اور کہانی تو بڑی مشکل سے اچھی ملتی ہے۔ بس اور کیا لکھوں۔

سپریم، پریم چند

(500)

بنام جینندر کمار

سرسوتی پریس، بنارس، 9-5-1933

پریہ جینندر،

پتر ملا۔ میں ساگر گیا تھا۔ کل شام کو لوٹا ہوں۔ بیٹی کے بالک ہوا۔ پر چوتھے دن اسے جَور آگیا۔ پرسوت جَور کے لکشن معلوم ہوئے۔ یہاں تار آیا۔ ہم دونوں پرانی بھاگے ہوئے گئے۔ میں تو لوٹ آیا۔ تمھاری بھابی ابھی وہیں ہیں۔ ہنس نکل گیا۔ کل روانہ ہوگا۔ اب کی بڑی دیر ہوگئی۔ تصویروں کا انتظار تھا۔ تصویریں تو نہ آئیں دیر ہوگئی۔ یہ سن کر خوشی ہوئی کہ 'رنگ بھومی' والوں سے تمھارا معاملہ ہوگیا۔ بڑی اچھی بات ہوئی۔ مگر بھائی 'ہنس' کو مہینے میں ایک مُدتی دو گے۔ تو بیچارہ جیے گا کیسے۔ یہ انک بھی بنا تمھاری کہانی کے گیا۔

اور تو سب کُشل ہے۔ 'جاگرن' ابھی تک کھڑا نہیں ہوا۔ گھِسٹ رہا ہے۔ بھگوتی کو میرا آشیرواد کہنا۔ اور مہاتما جی کو پرنام۔ دلیپ کو پیار۔

تمھارا، دھنپت رائے

(501)

بنام ویریشور

سرسوتی پریس، کاشی، 10 مئی 1933

پریہ ویریشور، آشیرواد۔

میں جبلپور چلا گیا تھا۔ کل آیا ہوں۔ ولمب کے لیے چھما کرنا۔

'ہنس' کا یہ اپریل کا انک آج روانہ ہورہا ہے۔ اب کی بہت دیر ہوگئی۔ تمھارے پاس پہنچے گا۔ مئی کا انک پریس میں دے دیا گیا ہے۔ یدی تم اپنی رچنائیں بھیج سکو تو بہت اُتم ہو۔

شیش کُشل۔
'انگلی کا گھاؤ' ساہتیہ کی انوکھی چیز ہے۔

تمھارا، دھنپت رائے

(502)

بنام رام چندر جی

جاگرن کاریالیہ، سرسوتی پریس، کاشی
18 مئی 1933

پریہ رام چندر جی، دھنیہ واد۔
میں نے 'ارجن' کے دُوارا اپنا جو بھاؤ اپستھت کیا تھا، اس کی ایک کاپی بھیج رہا ہوں۔ یدی اسے کاریانوت کیا جاسکے تو نشچے ہی اس سے ہمارے سنواد پاتروں کا استر اونچا ہوسکے گا۔ اس کے لیے وشیش پرشرم کی آوشیکتا ہے۔ یدی آپ گراہکوں کو بُلا سکیں تو کاریہ پرارمبھ کیا جاسکتا ہے۔ یوگیہ وِیکتی پراپت ہو سکتے ہیں۔ ہمارے سنوادپتر دِرگھ کالین آرتھک دُردَشا سے گرست ہیں، اور اس کارن کسی نئی یوجنا کے لیے سمجھوتہ سمّت نہ ہوں گے۔ پھر بھی پریتن تو کرنا ہی چاہیے۔ ہوا چل پڑنے سے سنبھو ہے کچھ سُپھل نکل آوے۔
آشا کرتا ہوں، آپ سآنند ہوں گے۔
مولانا اصغر صاحب کو میرا سلام کہہ دیجیے گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(503)

بنام شِورانی دیوی

بنارس، مئی 1933

پریہ رانی،
تمھارا پتر ملا۔ آج ہی دشرتھ لعل جی کا بھی پتر ملا ہے۔ میں نے بیٹی کو بلانے

کے لیے پہلے ہی لکھا تھا۔ اور اب بھی لکھتا ہوں۔ اگر تم بیٹی کو لاسکتی ہو تو لاؤ۔ مگر یہ خوب سوچ لو کہ بیٹی بیمار ہے۔ اتنی لمبی یاترا جگہ جگہ اتار چڑھاؤ اس کا انتظام کیا کروگی۔ ہاں تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ بنارس آنے پر بیٹی کا سارا روگ دور ہوہی جائے گا۔ بنارس تو دوا کے لیے کوئی مشہور جگہ نہیں ہے۔ یہاں دو چار ہومیوپیتھ ڈاکٹر ضرور ہیں۔ مگر اس طر کے ڈاکٹر توساگر میں بھی کتنے ہی ہوں گے۔ اگر لکھنؤ چل کر دوا کرانے کا ارادہ ہو تب تو ٹھیک ہے۔ لیکن یاترا کی بات ہے۔ اگر سفر میں بیٹی کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تو کیا ہوگا۔ تب اس سَمے کتنی شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ اور کتنا دُکھ ہوگا اس لیے میرے وِچار میں جو دوا ہورہی ہے وہ ہونے دو۔ اچھا علاج کاشی میں بھی نہیں ہوسکے گا۔ اس لیے ضرورت ہے کہ وہ ساگر میں رہے۔ یہ سمجھ لو کہ یہ پرسوتی جُور ہے۔ یہ مشکل سے جائے گا۔ یہاں کوئی دوسرا ایشور نہیں ہے۔ جب ہم مجبور ہوجاتے ہیں تب سب بھاگیہ پر چھوڑ دیتے ہیں۔ یہاں گرمی بھی بے حد ہے۔ یہاں کی جل وایو سے ساگر کی جل وایو بھی میرے خیال سے زیادہ اچھی ہے۔ اس لیے گھبرانے سے کام نہ چلے گا۔ بھاگیہ پر سب چھوڑدو۔ ایسی حالت میں جبکہ تمھاری جیوں کی تیوں ہے۔ آگے نہیں بڑھی۔ اس لیے اس کے اچھے ہوجانے کی کافی امید ہے۔ پھر ان لوگوں کو یہاں لانے میں انھیں دکھ بھی تو ہوگا جب کہ اس کا رُوگ گھٹ رہا ہے۔

اچھا، اب یہاں کا حال سنو۔ رام کشور آئے اور دلہن کو لے گئے۔ کارن یہ ہے کہ دُلہن کو یہاں چکر آنے لگے تھے۔ اسی کے ساتھ شیلا بھی چلی گئی۔ گھر میں اس سَمے ہم تین آدمی ہیں۔ مجھے دست آرہے ہیں۔ میں دہی اور چاول کھا کے رہ رہا ہوں۔ دُھنّو کبھی اپنے لوگوں کے لیے کھچڑی پکا لیتا ہے کبھی روٹی۔ بہن سسرال گئی ہے۔ چھوٹی بھابی اپنے مائیکے۔ مہراجنی ابھی تک کوئی ملی نہیں۔ چھوٹک کے بال بچے آئے تھے مگر ایک گھنٹہ رہنے کے بعد وہ سب ہی چلے گئے۔ پھر ان سے کسی طرح کی آشا ہی کیسے؟ وہ دکھ میں ساتھ دینے والے نہیں ہیں۔ آج کل دُھنّو کا بھی کان خراب ہورہا ہے۔ وہ روزانہ ڈاکٹر کے یہاں دوا لینے جاتا ہے۔ سب کو میرا یَتھوچِت کہنا۔ اور سب کُشل ہے۔

تمھارا، دھنپت رائے

شیش کشل۔

'انگلی کا گھاؤ' ساہتیہ کی انوٹھی چیز ہے۔

تمھارا، دھنپت رائے

(502)

بنام رام چندر جی

جاگرن کاریالیہ، سرسوتی پریس، کاشی
18 مئی 1933

پریہ رام چندر جی، دھنیہ واد۔

میں نے 'ارجن' کے دُوارا اپنا جو بچھاؤ اپستھت کیا تھا، اس کی ایک کاپی بھیج رہا ہوں۔ یدی اسے کاریانوت کیا جاسکے تو نشچے ہی اس سے ہمارے سنواد پاتروں کا استر اونچا ہوسکے گا۔ اس کے لیے وشیش پرشرم کی آوشیکتا ہے۔ یدی آپ گراہکوں کو بُلا سکیں تو کاریہ پرارمبھ کیا جاسکتا ہے۔ یوگیہ وِیکتی پراپت ہو سکتے ہیں۔ ہمارے سنواد پتر دِرگھ کالین آرتھک دُردَشا سے گرست ہیں، اور اس کارن کسی نئی یوجنا کے لیے سمجھوتہ سمّت نہ ہوں گے۔ پھر بھی پریتن تو کرنا ہی چاہیے۔ ہوا چل پڑنے سے سمبھو ہے کچھ سُپھل نکل آوے۔

آشا کرتا ہوں، آپ سآنند ہوں گے۔

مولانا اصغر صاحب کو میرا سلام کہہ دیجیے گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(503)

بنام شِورانی دیوی

بنارس، مئی 1933

پریہ رانی،

تمھارا پتر ملا۔ آج ہی دشرتھ لعل جی کا بھی پتر ملا ہے۔ میں نے بیٹی کو بلانے

کے لیے پہلے ہی لکھا تھا۔ اور اب بھی لکھتا ہوں۔ اگر تم بیٹی کو لاسکتی ہو تو لاؤ۔ مگر یہ خوب سوچ لو کہ بیٹی بیمار ہے۔ اتنی لمبی یاترا جگہ جگہ اتار چڑھاؤ اس کا انتظام کیا کروگی۔ ہاں تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ بنارس آنے پر بیٹی کا سارا روگ دور ہو ہی جائے گا۔ بنارس تو دوا کے لیے کوئی مشہور جگہ نہیں ہے۔ یہاں دو چار ہومیوپیتھ ڈاکٹر ضرور ہیں۔ مگر اس طر کے ڈاکٹر توساگر میں بھی کتنے ہی ہوں گے۔ اگر لکھنؤ چل کر دوا کرانے کا ارادہ ہو تب تو ٹھیک ہے۔ لیکن یاترا کی بات ہے۔ اگر سفر میں بیٹی کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تو کیا ہوگا۔ تب اس سَمے کتنی شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ اور کتنا دُکھ ہوگا اس لیے میرے وِچار میں جو دوا ہورہی ہے وہ ہونے دو۔ اچھا علاج کاشی میں بھی نہیں ہوسکے گا۔ اس لیے ضرورت ہے کہ وہ ساگر میں رہے۔ یہ سمجھ لو کہ یہ پرسوتی جُور ہے۔ یہ مشکل سے جائے گا۔ یہاں کوئی دوسرا ایشور نہیں ہے۔ جب ہم مجبور ہوجاتے ہیں تب سب بھاگیہ پر چھوڑ دیتے ہیں۔ یہاں گرمی بھی بے حد ہے۔ یہاں کی جل وایو سے ساگر کی جل وایو بھی میرے خیال سے زیادہ اچھی ہے۔ اس لیے گھبرانے سے کام نہ چلے گا۔ بھاگیہ پر سب چھوڑدو۔ ایسی حالت میں جبکہ تمھاری جیوں کی تیوں ہے۔ آگے نہیں بڑھی۔ اس لیے اس کے اچھے ہوجانے کی کافی امید ہے۔ پھر ان لوگوں کو یہاں لانے میں انھیں دکھ بھی تو ہوگا جب کہ اس کا رُوگ گھٹ رہا ہے۔

اچھا، اب یہاں کا حال سُنو۔ رام کشور آئے اور دلہن کو لے گئے۔ کارن یہ ہے کہ دُلہن کو یہاں چکر آنے لگے تھے۔ اسی کے ساتھ شیلا بھی چلی گئی۔ گھر میں اس سَمے ہم تین آدمی ہیں۔ مجھے دست آرہے ہیں۔ میں دہی اور چاول کھا کے رہ رہا ہوں۔ دُھنّو کبھی اپنے لوگوں کے لیے کھچڑی پکا لیتا ہے کبھی روٹی۔ بہن سسرال گئی ہے۔ چھوٹی بھابی اپنے مائیکے۔ مہراجنی ابھی تک کوئی ملی نہیں۔ چھوٹک کے بال بچے آئے تھے مگر ایک گھنٹہ رہنے کے بعد وہ سب ہی چلے گئے۔ پھر ان سے کسی طرح کی آشا ہی کیسے؟ وہ دکھ میں ساتھ دینے والے نہیں ہیں۔ آج کل دُھنّو کا بھی کان خراب ہورہا ہے۔ وہ روزانہ ڈاکٹر کے یہاں دوا لینے جاتا ہے۔ سب کو میرا یَتھوچِت کہنا۔ اور سب کُشل ہے۔

تمھارا، دھنپت رائے

(504)

بنام رام چندر ٹنڈن

سرسوتی پریس، کاشی، 23 مئی 1933

پریہ بھائی صاحب، دھنیہ واد۔

وہ یوجنا ہندی کے سپتاہک تتھا دینک پتروں کے لابھارتھ ان کی اپیوگتا، پرچار تتھا مہتو بڑھانے کے اُدّیشیہ سے — تیار کی گئی تھی۔ تب میرے من میں اس کا کوئی وسترت یا اسپشٹ سوروپ نہیں تھا۔ پر ہمیں پہلے اپنی سمبھو شکتیوں کا انداز لگا لینا ہوگا۔ ایک ایسا خاکہ تیار کرلینا ہوگا، جس سے یہ پتہ چل سکے کہ کون کون سی پتر پتریکائیں ہماری یوجنا کو سویکرت کرنے کے لیے تیار ہے، کتنی سامگری کی آوشیکتا انھیں پرتی دن، پرتی سپتاہ اتھوا پرتی ماس پڑے گی۔ اس سمبندھ میں پتر پتریکاؤں کے نام کا ایک پرچار پتر بھیج دینے سے کافی دلچسپی پیدا کی جاسکتی ہے۔ ہندی میں اس سمے پتروں کی سنکھیا اچھی ہے، یدپی بہت سے پتر سموچت کھیاتی نہ پانے کے کارن دن پر دن چھین وَستھا کو پراپت ہوتے چلے جارہے ہیں پھر بھی یہ آشا کی جاسکتی ہے کہ وے اپنے پترو کو چمکانے کے اُدّیشیہ سے، وِشُدھ بیوسایک درشٹی کون سے، اس یوجنا کے پیچھے کچھ روپیہ لگانے کو سہمت ہیں، تین آدمیوں کی ایک سمیتی کا سنگٹھن کرنا ہوگا۔ اس سمیتی کا کام انووادک کے لیے اُپیکت سامگری جٹانے کا ہوگا۔ کچھ پتر پتریکائیں یا تو خریدنی پڑیں گی یا کسی دوسرے روپ سے پراپت کرنی ہوں گی اور ان میں سے مہتوپُورن تتھا گیان وردھک سامگری چُن کر اکٹھا کرنی پڑے گی۔ اس کے اتیرکت انووادکوں کی ایک سمیتی کی بھی آوشیکتا ہے۔ ایسے انووادک جو الگ الگ وِشیوں کے وِشیشگیہ ہوں۔ پربندھ سمیتی انوادکوں کو برابر برابر کام بانٹ دے گی اور تب انوواِدت سامگری کو پتروں میں پرکاشنارتھ بھیج دے گی۔ پربندھ سمیتی کو بہت سے کام کرنے پڑیں گے۔ بہت سے پتروں کو پڑھ کر ان میں سے انوواد یوگیہ سامگری چننا کوئی آسان کام نہیں ہے، پر ابھیاس ہو جانے سے کام بہت کچھ آسان ہوجائے گا۔ یدی سو پتر پتریکائیں بھی اس

کام کے لیے دس روپیہ پرتی ماس خرچ کرنے کو تیار ہوجاویں، تو کام کو آگے بڑھانے کے لیے نیو تیار ہوسکتی ہے۔ لیکھوں کا چناؤ کرنے والی سمیتی کو نشچیہ ہی پُرسکار دیا جائے گا، یدپی پُرسکار سامانیہ ہی رہے گا۔ اس کام کے لیے پچاس انووادک نیکت کیے جاسکتے ہیں، جن کے پارشرمِک کے سمبندھ میں یہ طے کرلینا ہوگا کہ ایک روپے پر کتنی پنکتیاں انھیں لکھنی ہوں گی۔ یدی کچھ پتر ایک ہی پرکار کی سامگری چاہنے لگیں تو ویتران میں کچھ گڑبڑ پیدا ہوسکتی ہے۔ ایسی حالت میں ان پتروں کے ویترن کا پورا بھار ہم لوگوں کے ہاتھ چھوڑ دینا ہوگا یا اور کوئی دوسرا اُپائے کھوج نکالنا ہوگا۔ میرا وِسواس ہے کہ اس یوجنا کو بڑھایا جاسکتا ہے اور یدی کوئی ویکتی لگن کے ساتھ اس پر جما رہے ، تو اسے ہمارے پترکار جگت کی استھتی کو اونچا کرنے کا شرے اور سنتوش پراپت ہوگا۔ آپ نشچیہ ہی اس کام کے لیے یوگیہ ویکتی ہیں۔ میں تو ایک ہرکارا ماتر ہوں، اور سدا ایسے کاموں میں ہاتھ ڈالنے کی چیشٹا کرتا رہتا ہوں جن کے لیے میں نہیں بنایا گیا۔ پترکار کلا سے میرا سوبھاوگت وِرودھ ہے، پر پرستھتی سے وِوش ہونے کے کارن میں اُسے سویکار کرنے کو وادھیہ ہوا ہوں۔ میری یہ انوبھوتی کہ میں کسی چھیتر میں کوئی استھائی چنھ انکت کرنے میں اَسَمرتھ ہوں، مجھے مُورکھتاپُورن کاموں کے لیے اُکساتی رہتی ہے۔ پر انگریزی میں ایک کہاوت ہے — 'جیو اور سیکھو'۔

یدی میری یوجنا کو کوئی ویکتی ہاتھ میں لے لیں، تو اس سے اَدِھک پرسنتا مجھے اور کسی بات سے نہیں ہوسکتی۔

آپ کا، دھنپت رائے

(505)

بنام جینندر کمار

سرسوتی پریس، 27-5-1933

پریہ جینندر،

کئی لیکھ آلوچنا اور پتر ملے۔ دھنیہ واد۔ تمھاری کہانی اب کے ضرور ہے۔ پُستکوں

کا حال نہ پوچھو۔ 'پریم کی دیوی' اور 'پھانسی' کا مہینے سے وِگیاپن ہو رہا ہے۔ پر مشکل سے دس آرڈر آئے ہوں گے۔ یہ حال ہے پُستکوں کا۔ ایک ایجنٹ رکھا ہوا۔ پر وہ لکھتا ہے پاٹھ شاستر اور بالکوں کی پُستکوں کی مانگ اَدھک ہے۔ 'پھانسی' وہاں کسی بک سیلر کی دوکان پر رکھ دو۔ کچھ نہ کچھ بکتی رہے گی۔ آج کل پُستکوں کا بازار ٹھنڈا ہے سنتان شاستر کچھ بکتا ہے۔ یا وہ جس سے جیون کا کوئی پرشن حل ہوتا ہے۔

دینک جاگرن کے وِشے میں اس سے اَدھک اور کچھ نہیں جانتا کہ وہ لوگ اُدیوگ کر رہے ہیں۔ زیادہ پرواہ بھی نہیں ہے۔

کملا کو پرسوت جور ہے۔ دُھنو کی اماں ابھی وہیں ہیں۔ ایک خط سے معلوم ہوتا ہے حالت اچھی ہے۔ دوسرا پتر آکر چنتا میں ڈال دیتا ہے چرنجیو دلیپ تو اب سُوستھ ہے۔ میں سمجھا تھا مہاتما جی آگئے ہوں گے۔ بھگوتی کو یہاں بھیجو گے؟ ایک دو مہینے ہمیں بھوجن دے دے۔ مگر تم سوچوگے۔ وہاں کیا ہوگا۔ سنسار سوارتھی ہے ہی۔ کہانیوں کی سیل تو آج کل بہت کم ہے۔ میری بیس کہانیاں پڑی ہوئی ہیں۔ چھاپنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ ابھی تو میگڈالن نکالنے دو۔ کہانی اَوشیہ۔ 'مئی' آج تیار ہوگیا۔ مئی کا 'مئی' میں کتنی تعریف کی بات ہے۔

تمھارا، دھنپت رائے

(506)

بنام رام چندر ٹنڈن

جاگرن کاریالیہ، بنارس، 3 جون 1933

پریہ بھائی صاحب،

آپ کا پتر ملا، دھنیہ واد۔ آپ کی یوجنا مجھے بہت اُپیکت جنچتی ہے۔ کاریالیہ سے ہی کام چلا جائے گا۔ شاکھاؤں کی آوشیکتا ہی کیا ہے؟ پردھان کاریالیہ کسی ایک ایسے کیندریہ استھان میں ہونا چاہیے جہاں انگریزی پتر پتریکائیں آسانی سے پراپت ہو سکیں۔ الہ آباد اس لیے آدرش سوروپ ہے۔ پردھان کاریالیہ میں ایک سنچالک تھا ایک یا دو

کلرک رہیں۔ ارجن اور چترویدی جی دو چھوروں سے کیا کر سکتے ہیں؟ سنچالک ایسے وِیکتی کو ہونا چاہیے جو پٹھنیہ، گیان وردھک اور وِچاروتیجک سامگری کا اچھا چناؤ کرنے کی یوجنا رکھتا ہو۔ وہ سویم اس بات کا نرنے کرے گا کہ انوواد کے لیے کون سی سامگری کس بیکتی کو دی جاوے۔ وہ اس بات پر دھیان رکھے گا کہ کس انووادک کی یوگیتا کس حد تک ہے اور کون اس سمبندھ میں کتنی سہانوبھوتی رکھتا ہے۔ انووادکوں کے چناؤ کا آدھار یہی ہونا چاہیے۔ پکشپات سے بچنے کے لیے ایک پرکار کی ورتانوکرمِک بیوستھا ہونی چاہیے۔ باقی سب باتیں ٹھیک ہیں۔ یدی سنچالکوں کی سنکھیا بڑھا کر رکھی جاوے تو پرارمبھک بھار سے نرواہ کا پربندھ نہیں ہوسکے گا۔ کاریالیہ کا پرارمبھک وِیے پرتی ماس پچاس، تیس، بیس، چالیس، دس، پندرہ، اور ایک سو روپیہ، دو کلرکوں کو کرم سے تیس روپیہ اور بیس روپیہ، آفس کا کرایہ چالیس روپیہ، ایک چپراسی کا ویتن دس روپیہ، روشنی پندرہ روپیہ اور ایک سو روپیہ پتر پتریکاؤں کے لیے۔ اس پرکار کل ملاکر تین سو روپیہ کا خرچ بیٹھتا ہے۔ باقی روپیہ آپ کی یوجنا کے انوسار انووادکوں میں بانٹ دیا جاسکتا ہے۔ انووادک وِسوسنیہ ہونا چاہیے۔ پرچار پتر میں انووادکوں کے ناموں کا اُلیکھ رہنا چاہیے۔ یدی ہم لوگ اردو سنسار کو بھی لیویں تو آپ کی یوجنا کا چھیتر وسترت ہو جاوے گا۔ کسی لیکھ کا انوواد ہندی میں ہوجانے پر اردو میں وہ بڑی آسانی سے روپانترت کیا جاسکتا ہے۔ جو سوچی آپ نے مانگی تھی میں اسے بھیج رہا ہوں۔ وہ پوری نہیں ہے، پوری کے قریب ہے۔ یدی جنتا سہوگ دے تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ کچھ باتیں سہوگ پر نربھر ہے۔ جب کاریالیہ کا وِیے تین سو روپیہ ہے تو انووادکوں کا پارشرمِک ایک اور پانچ کے انوپات میں ہونا چاہیے۔ یدی ہمیں پرتی ماس ایک ہزار روپیہ بھی پراپت ہوجائے، تو یوجنا بڑے مزے میں چلائی جاسکتی ہے۔ پانچ سو روپیہ بھی کوئی نراش جنک رقم نہیں ہے۔ ایسی حالت میں ہمیں کاریالیہ کا وِیے گھٹانا ہوگا۔ فی الحال مکان کے بھاڑے کا کوئی پرشن اٹھے گا۔ اس سمبندھ میں کچھ انوبھوی ویکتیوں جیسے شری کرشن رام مہتا اتھوا شری وشوناتھ پرساد سے بات کرنے میں کیا ہرج ہے؟ دو ایک بیکتیوں نے اس وِشے میں مجھے پتر لکھے ہیں۔ پرچار پتر اس روپ میں تیار کیا

جانا چاہیے جس سے لوگوں پر پربھاؤ پڑ سکے اور ۔ ے یہ انوبھو کریں کہ انھیں سیوا کے بطور نہیں بلکہ سویم اپنے ہت میں سہیوگ دینا ہے۔ پرارمبھ میں نمن بیکتیوں کو ہمیں اپنے ساتھ لینا ہوگا۔ (1) پروفیسر اندر، (2) بنارسی داس جی، (3) ڈاکٹر ہیم چندر جوشی، (4) مسٹر اوم پرکاش اور (5) آگرہ کے شری پالیوال جی۔

پرارمبھک اوستھا میں زمین کو تیار کرنے کے لیے بہت پرشرم سادھیہ کام کرنا پڑے گا۔ ویے بھی کافی کرنا پڑے گا، ٹکٹوں کا خرچ خاص طور سے رہیے گا۔ پرایہ آدھے درجن یوگیہ ویکتی ہمارا ساتھ دینے کو تیار ہو جائیں، تو پرچار پتر تیار کرکے وسترت یوجنا، سمتیوں کے ساتھ، سمست سنوادپتروں کے سمپادکوں تتھا مالکوں کے پاس بھیج دی جائے ویدی یوجنا کا سواگت ہوا تو سمجھ لینا چاہیے کہ ہم لوگوں نے بازی مار لی، انیتھا نہیں۔ پرارمبھ میں یدی سامانیہ پریمان میں کاریہ چلایا جاسکے تو مجھے کوئی آپتی نہ ہوگی۔

اردو سنوادپتروں کی سوچی منشی دیانرائن نگم سے پراپت کی جاسکتی ہے۔ میرا ایسا خیال ہے کہ اصغر صاحب کو سب پاتروں کے نام یاد نہیں ہوں گے۔ منشی دیانرائن تتھا اور دو ایک سجنوں کی بھی سمتیاں اس یوجنا کے سمبندھ میں جان لینی چاہئیں۔ اردو کا چھیتر کافی بڑا ہے اور اگر وے لوگ سہیوگ دیں تو یہ بدھائی کا وشے ہوگا۔ پرارمبھک ویے کے لیے آپ میرا کمیشن کاٹ سکتے ہیں، جو ہندستانی اکیڈمی سے مجھے پراپت ہے۔ پرایہ بیس روپے مجھے پانے ہیں۔ فی الحال اس رقم سے کام کسی طرح چالو کیا جاسکتا ہے۔

یدی آپ سمے نکال سکیں تو آپ سا اچھا سنچالک دوسرا نہیں مل سکتا۔ ابھی کسی یوگیہ ویکتی کو پورے سمے کے لیے نیکت نہیں کیا جاسکتا۔ آپ پہلے یوجنا کے سمبندھ میں کچھ لوگوں سے وارتالاپ کرلیں۔ اس کے بعد مجھے بُلا لیں۔ میں آپ کے ساتھ آپ کے گھر پر بھوجن کرتے ہوئے یوجنا کے سمبندھ میں وستار سے باتیں کروں گا۔ اس کے لیے میں ایک دن کا سمے دے سکتا ہوں۔

آپ کا اسنیہی،

دھنپت رائے

(507)

بنام اُوشا دیوی مترا

سرسوتی پریس، کاشی، 7 جون 1933

پریہ دیوی جی، وندے!

آپ کا پتر ملا۔ مجھے یہ جان کر ہرش ہوا کہ آپ کو ہندی سے پریم ہے اور آپ ہندی ساہتیہ میں آنا چاہتی ہیں۔ میں آپ کا سواگت کرنے کو تیار بیٹھا ہوں لیکن اصلی چیز 'پرتیبھا' ہے۔ یدی آپ میں وہ ہے تو میں یا کوئی دوسرا منشیہ چاہے آپ کا سواگت نہ کرے، وہ آپ اپنا مارگ نکال لے گی۔ آپ کرپا کر کچھ لکھیں اور میرے پاس بھیج دیں۔ میں ایک چھوٹے سے پیراگراف کے نوٹ کے ساتھ وہ لیکھ چھاپ دوں گا، یدی وہ اچھا ہوا۔ انیتھا آپ سے پھر لکھنے کو کہوں گا۔ میں تو دل سے چاہتا ہوں کہ ہندی کا چھیتر بڑھے۔ میں آپ کی رچنا کا انتظار کروں گا۔

شبھ ابھیلاشی، پریم چند

(508)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 7 جون 1933

بھائی جان، تسلیم

کارڈ ملا۔ ہاں میں لکھنؤ تھا لیکن کانپور نہ آسکا۔ پریشانیوں میں تھا۔ پھر کبھی اس کا ذکر کروں گا۔ معاف کیجیے گا۔

'بیوہ' بے شک بہت خراب چھپی۔ کئی پریسوں میں چھپی، کئی پتھر ٹوٹے، کئی کاتبوں نے لکھا۔ پھنس گیا تھا۔ مجبوراً ختم کرنا پڑا۔ غلطی رہ گئی کہ پرنٹ لائن نہ دی جا سکی۔ اب اس کی چٹیں بھیج رہا ہوں۔ تکلیف تو ہوگی مگر دفتری سے چپکوا لیں اور دونوں کتابوں 'پردۂ مجاز' اور 'بیوہ' کا ریویو نکلوا دیں۔ بہت عرصے سے میری کسی کتاب

کی تنقید 'زمانہ' میں نہیں نکلی۔ 'رام کلی' کی تنقید میں لکھ دوں گا۔ بہت جلد۔

اب ناٹکوں کا ذکر کرنا ضروری ہوگیا۔ بابو ہر پرساد سکسینہ جیل سے چھوٹ آئے اور بہت تنگ حال ہیں۔ میرے پاس دردناک خط لکھا ہے۔ کیا جواب دوں۔ مرحلہ کتنا طے ہوا، کتنا باقی ہے، مجھے کیا خبر؟

آپ نے نظرثانی کی یا نہیں؟ اکیڈمی میں کیا پیشگی کا سوال نہیں پیش ہوسکتا؟ اور نہ سہی سو روپے پیشگی لے کر ان کے پاس بھجوا دیجیے۔ بیچارے بڑی تکلیف میں ہیں۔ میں مجبور ہوں، حالانکہ جانتا ہوں یہ مجبوری عارضی ہے۔ آپ ہی سوچیے کتنی مدّت گزر گئی۔ غالباً ڈیڑھ سال ہوگئے۔ اب تو وعدے بھی نہیں کرتے بنتا۔ ....

اور تو سب خیریت ہے۔ ابھی شہر میں مکان نہیں لے سکا۔ ....
اس لیے منّو سے نہ مل سکا۔ ذرا شہر آجاؤں تو ملوں۔

مخلص، دھنپت رائے

134 جلدیں ہی گئیں۔ دفتری نے لاہور کا 'زمانہ' اور 'زمانہ' کا لاہور بھیج دیا۔

(509)

بنام رام چندر ٹنڈن

سرسوتی پریس، بنارس، 15-6-1933

پریہ بھائی صاحب،

آپ کا کارڈ، کئی دن ہوئے، ملا تھا، پر میری طبیعت اس بیچ ٹھیک نہیں رہتی ہے اور اس سمے بھی کچھ وِشیش اچھی نہیں ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ شنیوار یا اتوار کو میں الٰہ آباد پہنچوں گا۔ ایک تو جیرن روگ، تس پر دانت کا درد، ان دو کارنوں سے آپ کے یہاں آنے کا پرلوبھن بہت کچھ نشٹھ ہوگیا۔ میں آپ کے یہاں کے سُوسوادُ پینجنوں کا رس لینے سے ونچت ہی رہ جاؤں گا۔ یدی اس بیچ کوئی وِشیش کارن نہ آکھڑا ہوا تو مجھے امید ہے کہ الٰہ آباد آپہنچوں گا۔ (کارڈ پر 15 جون 1933 کی ڈاک مہر ہے)

آپ کا، دھنپت رائے

(510)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، کاشی، 22 جون 1933

بھائی جان، تسلیم

آپ بھی خاموش اور میں بھی دم بخود۔ معلوم نہیں میں نے آپ کو خبر دی تھی یا نہیں۔ بٹی ایک بچے کی ماں ہوئی اور ساتھ ہی بیمار بھی۔ زچہ خانے میں ہی بخار دامن گیر ہوا۔ مہینے بھر تک زنانے اسپتال میں رہی۔ اب گھر پر ہے۔ یعنی اپنے گھر پر۔ کچھ نہ کچھ ٹمپریچر ہو جاتا ہے۔ دونوں بچے اور ان کی ماں اُسے دیکھنے گئے تھے اور ایک ماہ سے زائد ہوا ہے، ابھی لوٹے نہیں ہیں۔ آپ کی طرف سب فضل ہے نہ؟

کتابوں کے حساب کے متعلق آپ کے منیجر صاحب نے کچھ نہ لکھا۔ میرا ہفتے وار ابھی تک خاص طور پر ہے اور مجھے بہت پریشان کررہا ہے۔ چھتا تو دو ہزار ہے اور بک بھی جاتا ہے مگر اشتہار نہ ہونے کے باعث ماہوار ڈیڑھ سو کی چپت دیتا ہے۔

اور تو سب خیریت ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(511)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، کاشی، 27 جون 1933

بھائی جان، تسلیم

کارڈ ملا۔ پہلے ان دونوں کتابوں 'پردہ مجاز' اور بیوہ کا ریویو کرا لیجیے۔ ایک اشتہار تو وہی ہے۔ دوسرا بھیج رہا ہوں۔ 'زمانہ' میں ریڈنگ میٹر کے نیچے کسی گوشہ میں رکھوا دیجیے۔ 'پردہ مجاز' پر تو میں آپ کی رائے کا مشتاق ہوں۔ اسے میں نے بہت محنت سے لکھا تھا۔ آپ اسے ایک بار سرسری طور پر پڑھ تو جائیں۔ مگر شاید آپ کو

فرصت نہ ملے گی۔

آپ کن جماعتوں کے لیے اُردو ریڈریں لکھ رہے ہیں۔ پانچویں، چھٹویں، ساتویں کے لیے یا آٹھویں، نویں، دسویں کے لیے۔ مصنفین کے متعلق نوٹ لکھنے میں ایک دشواری یہ پیش آئی ہے کہ اکثر سبق رسالوں سے لیے جاتے ہیں۔ اور رسالوں میں بسا اوقات گمنام اہل قلم آجاتے ہیں۔ جن کے طرزِ تحریر یا خصوصیات پر کوئی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔ نہ ان کی تصانیف ہی ہیں۔ جن پر کچھ لکھا جائے۔ اگر یہ سوچیے کہ مستند لوگوں کے مضامین ہی لیے جائیں تو کیریکیولم میں جو شرطیں انتخاب کے متعلق عائد کی گئی ہیں، ان کی پابندی نہیں ہوپاتی۔ اہلِ قلم تو خاص خاص موضوع پر مضامین نہیں لکھتے ۔ پانچویں، چھٹویں، اور ساتویں میں تو مجھے یہی دقت پیش آئی۔ کوشش کی ہے کہ بڑے بڑے ناموں سے ہی انتخاب کیا جائے۔ پھر بھی بے تصنیف نام آہی گئے ہیں۔ ان پر بھی کچھ نہ کچھ دو چار لائنیں لِکھ دی جائیں گی۔

اب رہ گیا سوالات کے متعلق۔ ہدایتوں والی تحریر میں ان پر بھی تفصیلی اشارے موجود ہیں۔ زیادہ اطمینان کے لیے کرائیٹریا دیکھ لیجیے۔ مسٹر پھڈکے لکشمی کانت ترپاٹھی اور اجودھیا ناتھ تیواڑی وغیرہ نے کتابیں تالیف کی ہیں۔ ان میں سے کسی سے مل کر طے کرلیجیے۔ ان لوگوں کی کتابوں میں سوالات بہت اچھے ہیں۔ مطبوعہ اردو کتابوں میں آپ کو اچھے سوالات نہ ملیں گے۔ کیونکہ زیادہ تر لوگوں نے طلباء سے مضامین انتخاب کراکے نام ڈال دیے ہیں ہاں افسر کا نیا انتخاب اچھا ہوگا۔ ہر ایک لحاظ سے۔ نفع نقصان کی بات میں نے یوں لکھی تھی کہ اگر ان کتابوں کے لیے آپ کو کوئی مشت رقم مل گئی ہے تو خیر۔ ورنہ رائلٹی مقرر ہے۔ مگر رائلٹی کتابوں کی بکری ہی پر تو ملے گی۔ اگر دس کتابیں ایک ساتھ منظور ہوئیں تو ایک آدمی کے حصے میں پانچ ضلعے تو آئے۔ ان میں اردو لڑکوں کی تعداد کتنی ہے۔ اگر پانچ ضلعے مل کر رہ گئے تو البتہ نقصان ہوجاتا ہے۔ معلوم نہیں آپ کس کے لیے لکھ رہے ہیں۔ آپ کا ذاتی اثر یقیناً کتابوں کی منظوری اور اشاعت میں معاون ہوگا۔ اس میں شک نہیں۔

میرا معاملہ شاید اڑا جارہا ہے۔ تعلقہ دار پریس فاقہ مست پریس ہے۔ اماناتھ بلی

صاحب نام کے تعلقہ دار ہیں۔ پریس کے پاس اثاثہ کچھ نہیں۔ ابھی تک کتابوں کی چھپائی شروع نہیں ہوئی۔ مصنفین میں دو صاحب الٰہ آباد میؤر کالج کے ہیں۔ ایک صاحب تو منصوری میں تشریف رکھتے ہیں۔ دوسرے صاحب رائے پور میں یا نرسنگھ پور میں۔ تیسرا میں ہوں۔ خیر چونکہ میں سب سے زیادہ غرض مند ہوں۔ اس لیے میں نے پروف وغیرہ دیکھنے کا ذمہ لے لیا تھا۔ مگر ابھی تک طباعت شروع نہیں ہوئی۔ جولائی میں تینوں کتابیں تیار ہو جائیں گی۔ مجھے اس میں شبہ ہے۔

ناٹکوں کے متعلق مجھے کچھ لکھیے۔ ڈر لگتا ہے کہیں آپ یہ نہ سمجھیں کتنا بے صبر آدمی ہے۔ لیکن جب ہر پرشاد صاحب کی یاد دہانی آجاتی ہے، تو میں مجبور ہو جاتا ہوں۔ اس وقت انھیں سو روپے لاکھ روپے کے برابر ہیں۔ میرے لیے بھی سو تو سو کے برابر نہ سہی۔ آپ کے لیے بھی غالباً سو پچاس کے برابر نہ ہوں گے۔ خدا کرے آپ کی ریڈریں ختم ہوں۔ اور آپ ادھر متوجہ ہوں۔ کہاں تک وعدہ کروں۔

'ہنس' کا خاص نمبر نکالنے کا ارادہ ہے۔ لیکن ضمانت کا مسئلہ ہے۔ آرڈیننس کا اعادہ ہوگیا اور ہمارے ہاتھ پاؤں پھر بندھ جائیں گے۔ دیکھیے چہ می شود۔ بال بچے اچھی طرح ہیں۔ کیا بابو بشن نرائن مستقل طور پر نینی تال چلے گئے ہیں؟

مخلص، دھنپت رائے

(512)

بنام جینندر کمار

سرسوتی پریس، بنارس، 3-7-1933

پریہ جینندر،

پتر ملا۔ کہانی پھر نہ بھیجی۔ جون کا انک چھپ رہا ہے۔ 3 دن کے اندر کہانی آجانی چاہیے۔ چتر پٹ دیکھا۔ اچھا ہے۔ بٹی اچھی ہو رہی ہے۔ دس دن میں یہاں آجائے گی (............ یہ الفاظ اصل خط میں مٹ گئے ہیں) تیار ہو رہا ہے۔ بڑے ہرش

کی بات ہے۔ کب دیکھوں گا۔ پریم کی ویدی کی جلد بن رہی ہے۔ سوموار کو بھیجا جائے گا۔

تمھارا، دھنپت رائے

(513)

بنام بنارسی داس چترویدی

سرسوتی پریس، بنارس شہر، 17 جولائی 1933

برادر عزیز،

میں یہ قیاس لگا رہا تھا کہ یہ منی رام کون ہیں؟ ان صاحب کے بارے میں مجھے کچھ شبہ تھا۔

خیر۔ اب یہ معاملہ صاف ہوگیا۔ یہ صاحب آج کل کہانیاں لکھ رہے ہیں۔ اور ہندی کی دُنیا میں طوفان لانے کی کوشش کررہے ہیں۔ لیکن اب تک ان کی کوششیں ناکام ہوتی نظر آرہی ہیں۔

'اسلام کا وِش ورِکش' میں نے ابھی تک نہیں دیکھا۔ لیکن 'چترپٹ' میں اس کا جو اشتہار چھپا ہے اس سے میں بخوبی بھانپ سکتا ہوں کہ وہ کیا ہے۔ فرقہ پرستی پھیلانے کی یہ انتہائی شرانگیز اور سستی کوشش ہے جس کا پول کھولنا ضروری ہے۔ میں خود یہ سوچ رہا تھا کہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اس بارے میں کچھ لکھوں گا۔ اور اب جب کہ آپ نے اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا، میں دل و جان سے آپ کے ساتھ ہوں۔ ہم اقلیت میں ضرور ہیں۔ لیکن ہمیں اس کی پروا نہ کرنی چاہیے۔ ہمارا مقصد مقدس ہے۔ میں آپ کا نوٹ 'جاگرن' میں شائع کررہا ہوں۔ کیونکہ جولائی کا 'ہنس' مکمل ہوچکا ہے۔اگر آپ یہ کتاب مجھے بھیج دیں تو میں اس موضوع پر پورا ایڈیٹوریل لکھوں گا۔ ایک بات اور۔ میرے پاس آپ کی زندگی کے مختصر حالات ہیں اور میں ان کو 'ہنس' میں شائع کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ اپنی تصویر کا بلاک مجھے بھیج سکتے ہیں۔ یا اگر یہ ممکن نہ ہو تو اپنی کوئی حالیہ تصویر ہی بھیج دیں۔ بہت ممنون ہوں گا۔

آپ کا مخلص، دھنپت رائے

(514)

بنام اُوشادیوی

پریہ اوشادیوی، آشیرواد

تمہاری کہانی پڑھ کر چت پرسنّ ہوگیا۔ میں نہیں سمجھتا تھا تم اتنا سندر گلپ لکھ سکو گی۔ شیلی، بھاؤ تتھا چرِتر، سبھی درشٹی سے کہانی اچھی ہے۔ ہاں، بھاشا میں کہیں کہیں اشدّھی ہے وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ یدی کہانی اتنی لمبی نہ ہوتی، آدی کا بھاگ کچھ کم کر دیا جاتا تو اچھا ہوتا۔ نام بھی بدلنا ہوگا۔ 'شاتی' تو کوئی نام نہیں ہے۔ اُس کا سکینہ کر دینا ہوگا اور سندر پرساد کی جگہ اگر کوئی مسلمان چرِتر ہی رہے تو کیا بُرا ہو۔ کہانی کا اَنت اگر اس طرح ہوتا کہ سندر کی اِستری مر گئی ہوتی اور ساقی کا پریم اُس کے سُوار تھی ہردے پر وِجے پا لیتا۔ لیکن تم نے جو اَنت کیا ہے وہ بھی اپنی ڈھنگ سے اچھا ہے۔ میں اس میں کوئی پریورتن نہ کروں گا۔ ایسی دس کہانیاں بھی لکھ دی تو ہندی کے گلپ لیکھکوں میں تمہارا استھان سروچ ہو جائے گا۔ یہ شیلی مجھے پسند آئی۔

شُبھابھیلاشی، پریم چند

(515)

بنام جینندر کمار

بنارس سٹی، 17-7-1933

پریہ جینندر، آداب عرض۔

بھئی واہ۔ مانتا ہوں جون گیا جولائی آگیا اور اگست کا مَیٹر بھی جانے والا ہے۔ جولائی 20 تک نکل جائے گا۔ لیکن حضور کو یاد ہی نہیں۔ کیوں یاد آئے۔ بڑے آدمی ہونے میں یہی تو عیب ہے۔ روپے تو ابھی کہیں ملے نہیں۔ لیکن یَش تو مل ہی گیا ہے۔ اور لیس کے دھنی دھن کے دھنی سے کیا کم مغرور اور بھلکّر ہوتے ہیں۔

اچھا دل لگی چھوڑو۔ یہ بات کیا ہے؟ تم کیوں مجھ سے تنے بیٹھے ہو؟ نہ کہانی

بھیجتے ہو نہ خط بھیجتے ہو۔ کہانی نہ بھیجو، خط تو بھیجتے رہو۔ میں تو ادھر بہت پریشان رہا۔ یاد نہیں آتا۔ اپنی کہانی کتھا کہہ چکا ہوں۔ بٹی کے پُتر ہوا اور اُسے پرسوت جُور نے پکڑ لیا۔ مرتے مرتے بچی۔ ابھی تک ادھ مرئی سی ہے۔ بچہ بھی کسی طرح بچ گیا۔ آج 20 دن ہوئے یہاں آگئی ہے۔ اس کی ماں بھی دو مہینے اس کے ساتھ رہی۔ میں اکیلا رہ گیا تھا۔ بیمار پڑا۔ دانتوں نے کشٹ دیا۔ مہینوں اس میں لگ گئے۔ دست آئے اور ابھی تک کچھ نہ کچھ شکایت باقی ہے۔ دانتوں کے درد سے بھی گلا نہیں چھوٹا۔ بڑھاپا سویم روگ ہے اور اب مجھے اس نے سویکار کرا دیا کہ اب میں اس کے پنجے میں آگیا ہوں۔

کام کی کچھ نہ پوچھو۔ بے ہودہ کام کررہا ہوں۔ کہانی کیول دو لکھی ہیں۔ اردو اور ہندی میں ہاں کچھ انوواد کا کام کیا ہے۔

تم نے کیا کرڈالا۔ اب یہ بتاؤ 'رنگ بھومی' سے کیا رہا۔ نبھا جاتا ہے یا نہیں۔ کوئی نئی چیز کب آرہی ہے؟ بچہ کیسا ہے؟ بھگوتی دیوی کیسی ہیں؟ ماتا جی کیسی ہیں؟ مہاتما جی کیسے ہیں؟ ساری دنیا لکھنے کو پڑی ہے۔ تم خاموش ہو۔

'سرسوتی' میں وہ نوٹ تم نے دیکھا؟ آج پنڈت بنارسی داس جی کے پتر سے معلوم ہوا کہ یہ شاستری جی کی دَیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں تو خیر بوڑھا ہوگیا ہوں اور جو کچھ لکھ سکتا ہوں لکھ چکا اور متروں نے مجھے آسمان پر بھی چڑھا دیا۔ لیکن تمھارے ساتھ یہ کیا وِوہار؟ بھگوتی پرساد باجپئی کی کہانی بہت سندر تھی۔ اور ان چتر سین کو کیا ہوگیا کہ اسلام کا وِش برِکش لکھ ڈالا۔ اس کی آلوچنا تم لکھو اور وہ پُستک میرے پاس بھیجو۔ میں نے چترویدی جی سے پرستاؤ مانگا ہے۔ اس کمیونل پراپیگنڈہ سے دھن کمانا چاہتا ہے۔

یہاں ایک کوی سمیلن کل ہوا۔ آج دوسرا ہے۔ شیگھر پتر لکھو۔ کہانی پیچھے بھیجنا۔

تمھارا، دھنپت رائے

(516)

بنام جینندر کمار

سرسوتی پریس، 1-8-1933

پریہ جینندر،

تمارا پتر ملا۔ بچے کا حال سن کر چنتا ہوئی۔ اب تو اچھا ہورہا ہوگا۔ ادھر میں بھی سوستھ نہیں ہوں۔ لیکن کام کیے جاتا ہوں۔

آج کل ہندی میں عجیب دھاندلی ہے۔ جس کی پستک کی بُری آلوچنا کردو وہ لڑنے پر تیار ہوجاتا ہے۔ اس لیے میں نے ارادہ کیا ہے کہ کہانی اور اپنیاس کی آلوچنا کرنا ہی چھوڑ دوں۔ جس کی تعریف کرسکوں گا اس کی آلوچنا کروں گا۔ جس کی تعریف نہ کرسکوں گا، اسے کنارے رکھ دوں گا۔ سرسوتی نے تو وہ لیکھ چھاپا ہی تھا۔ اب سدھا اور ہست ریکھا کی آلوچنا اچھی ہو تو کروا دینا۔

بچہ اچھا ہوگا۔ بھگوتی کو آشیرواد کہنا۔ بٹی اچھی ہے۔ اور سبھی چلے جارہے ہیں۔

تمھارا، دھنپت رائے

(517)

بنام بنارسی داس چترویدی

دفتر جاگرن، سرسوتی پریس، بنارس

مورخہ 9 اگست 1933

محترم بنارسی داس جی،

’جاگرن‘ میں جو مزاحیہ نوٹ شائع ہوا ہے اس کا مجھے بالکل علم نہ تھا۔ یقین جانیے ’سرسوتی‘ میں جو لغو چیزیں لکھی گئی ہیں۔ میں ان سے ایک لمحہ کے لیے بھی متاثر نہیں ہوا۔ میں فوراً سمجھ گیا تھا کہ یہ سراسر بددیانتی ہے۔ اس کے مصنف نے

ساری دنیا کو آپ کا دشمن بنانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن معاف کیجیے گا آپ کو بھی ایسے بے اصولے خودغرض لوگوں سے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیے۔ کبھی کوئی ایسی بات نہ کہیے جو آپ سنجیدگی سے کہنا نہ چاہتے ہوں۔ میں اس انٹرویو کے متعلق 'ہنس' میں ایک نوٹ لکھنے والا ہوں۔ آپ کو عدالت میں قانونی چارہ جوئی کرنی چاہیے۔ صورت حال کا یہی تقاضا ہے۔ جب ان صاحب نے صاف طور پر آپ کو یہ نہیں بتایا کہ وہ آپ سے انٹرویو لے رہے ہیں اور انٹرویو کا مسودہ بھی آپ کو نہیں دکھایا تو پھر وہ ایسی غلط اور بے تکی باتیں کس طرح آپ سے منسوب کرکے آپ کی شہرت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاسکتے ہیں۔

کیا آپ پسند کریں گے کہ میں آپ کے خط کا ترجمہ شائع کردوں۔

آپ کا مخلص، دھنپت رائے

(518)

بنام اندر بساوڑا

سرسوتی پریس، کاشی، 15 اگست 1933

پریہ ور،

آپ کی کہانی اگست کے 'ہنس' میں چھپ گئی ہے اور 20 تک آپ کے پاس پہنچے گی۔ یاد آتا ہے کہ آپ کو اس کی سُوچنا دے چکا ہوں۔

بھودیہ، پریم چند

(519)

بنام للت شنکر اگنی ہوتری

سرسوتی پریس، کاشی، 19 اگست 1933

پریہ ور،

Journalism پر بابو رام چندر چٹرجی کے وِچار ملے۔ 29 اگست کے جاگرن میں

جائے گا۔

ہاں، آپ شانتی نکیتن کے سماچار اور انیہ وِشے پر سَمے سَمے پر لکھتے رہیں۔ میں سہرش چھاپوں گا۔ پر جو کچھ لکھو کافی چھان بین کے بعد۔

شُبھ کانچھی، پریم چند

(520)

بنام جینندر کمار

16 اگست 1933

عزیز جینندر!

آپ کی کہانیاں اور خطوط ملے۔ شکریہ۔ ٹھاکر شری ناتھ جی کا انٹرویو نہایت لغو اور مبالغہ آمیز ہے۔ میں نے 'ہنس' میں ایک نوٹ شائع کیا ہے۔ یہ لوگ سستی شہرت کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ جسے حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ سستی قسم کی صحافت ہے۔ امید ہے کہ شری سنگھ دوبارہ ایسی حرکت نہیں کریں گے۔

مجھے یہ جان کر افسوس ہوا کہ آپ کے حالات آپ کے لیے تشویش کا باعث بن رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ 'رنگ بھومی' کا کاروبار ٹھیک سے چل نہیں سکا۔ ادبی کاوشوں کا پھل اِس کے سِوا اور کیا ہے؟ ہر جگہ یہی کیفیت ہے۔ کتابوں کی فروخت اتنی حوصلہ شکن ہے کہ مستقبل بھیانک نظر آتا ہے۔ آپ نے مجھے 'جاگرن' بند کر دینے کا مشورہ دیا ہے۔ میں نے اس مسئلہ پر بہت غور کیا۔ اب جبکہ کاغذ پر تین ہزار روپیہ کا نقصان اٹھا چکا ہوں اُسے بند کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ ادبی تخلیق ایک غیر یقینی معاملہ ہے اور اُس پر دارو مدار نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے علاوہ ادبی کام کے لیے جس ذہنی سکون اور سازگار ماحول کی ضرورت ہے وہ مجھے میسّر نہیں۔ پریس کو بہرحال چلانا ہے۔ اُس میں مَیں نے اپنے بھائی کا روپیہ لگایا ہے اور اب میرے لیے اپنی ذمہ داریوں سے بچنا ناممکن ہے۔ یہاں کام بہت کم ہے۔ جو کچھ تھوڑا بہت ہے اسے سستا کام کرنے والے ادارے لے اڑتے ہیں۔ پریس کے لیے کچھ نہ کچھ کام

ضروری ہے، 'جاگرن' سے اوسطاً چار سو روپیہ حاصل ہوجاتے ہیں جس سے پریس کا خرچ ہی پورا ہوجاتا ہے۔ 'جاگرن' میں تقریباً ایک سو پچاس روپے کا کاغذ لگتا ہے اور اس کا خرچ ہر مہینے 'ہنس' اور کتابوں کی بکری سے پورا کیا جاتا ہے۔ اگر کتابوں کی نکاسی اطمینان بخش ہوجائے تو سب ٹھیک ہوجائے گا۔ ہم نے 'پھانسی'، 'روپ راشی'، 'بکھرے پھول' اور 'پریم کی بیری' چھاپی ہیں۔ اب 'پرتگیا' چھاپ رہے ہیں۔ اُس کے بعد 'کایا کلپ' کی چھپائی شروع کردی جائے گی۔ اس طرح آپ دیکھیں گے کہ جہاں تک اثاثہ کا تعلق ہے ہم نفع میں کام کررہے ہیں لیکن پھر بھی روپیہ کی کمی ہے۔ کوئی کتاب نہیں بک رہی ہے۔ میری ایک دو کتابوں سے جو اسکولوں کے لیے منظور کی گئی ہیں حالت کچھ سنبھلی ہوئی ہے۔ 'کرم بھومی' کی بکری بھی اچھی ہے۔ اگر میں صبر سے کام لوں تو 'جاگرن' سے بھی فائدہ ہوسکتا ہے۔ اگر اس سے ایک سو روپیہ مہینہ بھی مل جائے تو کافی ہے۔ توقع ہے کہ دوسرے سال کے آخر تک 'جاگرن' بوجھ نہیں رہے گا۔

'کایاکلپ' کا کام ختم ہوتے ہی آپ کی Magdalene شروع کردوں گا۔ کاش میں آپ کی تمام تصانیف شائع کرسکتا۔ اور آپ کو پریشانیوں سے نجات دلا سکتا۔

آپ نے 'مایا' کا ترجمہ شروع کردیا اچھا کیا۔ میری 'تاریخ عالم' بھی ختم ہوگئی ہے۔ اب میں پھر 'گئودان' شروع کروں گا۔

امید ہے کہ میں بہت جلد آپ کو کچھ روانہ کردوں گا۔ مہابیر کے بارے میں اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ وہ اچھا 'سیلزمین' ہے اور کچھ کاروبار کرسکتا ہے تو میں اسے بخوشی رکھ لوں گا۔ لکھنے پڑھنے کا کام نہیں ہے۔ اُسے بہار، راجستھان اور دوسرے مقامات کا دورہ کرنا پڑے گا۔ اگر وہ حساب کتاب سے واقف ہوجائے تو ہم مستقل طور پر اسے اپنا 'سیلزمین' بنالیں گے۔ ابتدا میں اس کی ناتجربہ کاری کا خیال کیے بغیر اُسے چھ مہینے کا موقع دینے کے لیے تیار ہوں۔ اگر وہ ماہانہ دو سو روپیہ کی کتابیں بیچنے یا ایک سو روپیہ کی کتابیں بیچنے اور 'ہنس' اور 'جاگرن' کے لیے بیس بیس خریدار فراہم کرنے کے قابل ہوجائے تو اُس کی تنخواہ اور سفر کے اخراجات نکل آئیں گے اور وہ

بوجھ بنے رہنے کی بجائے ایک کمانے والا فرد بن جائے گا۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وہ یہ سب کچھ کرسکتا ہے تو اُسے یہاں بھیج دیجیے یا پھر میرے روپیہ بھیجنے کا انتظار کیجیے۔

آپ میری کچھ مدد کیوں نہیں کرتے؟ ہفتہ وار اخباروں سے نفع ہوسکتا ہے۔ بلکہ دو ایک اخبار ایسے ہیں جو نفع میں چل رہے ہیں اگر ہم اچھا مواد پیش کریں اور اشتہارات حاصل کرنے کے لیے اپنا اثر رسوخ استعمال کریں تو مطبوعات کا سلسلہ جاری رکھا جاسکتا ہے اور پھر پبلیشر کی تلاش کی ضرورت بھی باقی نہیں رہے گی۔

دنیا مستعد اور محنتی انسانوں کے لیے ہے جو موقع سے فائدہ اٹھانا جانتے ہوں۔ آپ روزمرہ کے موضوعات پر مختصر تبصرے، نوٹ کی صورت میں ایک دو کالم لکھا کیجیے۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ ہم اچھی صلاحیتوں کے باوجود ایک ہفتہ وار اخبار کو کامیابی سے نہیں چلا سکتے۔ آپ مسٹر برلا سے ملاقات کیجیے اور انھیں بتایئے کہ ہم کتنا اہم کام انجام دے رہے ہیں اور کن دشواریوں سے دو چار ہیں۔ وہ بڑے بڑے اشتہارات دیتے ہیں۔ یہ ان کے کپڑے اور پٹن کے کارخانوں اور بیمہ کے کاروبار کے متعلق ہوتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ وہ ہم جیسوں کی اپنی سرپرستی نہ کریں؟ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ دولت اور آرام خود بخود حاصل ہوجائیں گی یا لکشمی آپ کی صلاحیتوں پر فریفتہ ہوکر آپ کے قدموں پہ آگرے گی تو آپ کو بڑا مغالطہ ہے۔ یاپھر سنیاسی بن جایئے اور تمام دنیاوی خواہشات کو ترک کردیجیے۔ لیکن چونکہ ہم گرہست ہیں اور ہمیں اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنا ہے۔ اس لیے تمھیں ہاتھ پیر چلانے ہی ہوں گے۔ جب مجھ جیسا کمزور و ناتواں شخص زیادہ بڑی گھریلو ذمہ داریوں کے باوجود یہ سب کچھ کرسکتا ہے تو پھر آپ جیسا باصلاحیت انسان تو معجزے دکھا سکتا ہے۔

ہم سب بخیر وعافیت ہیں۔ نیک تمناؤں کے ساتھ۔ (اصل خط انگریزی میں ہے)

آپ کا خیر طلب،

دھنپت رائے

ضروری ہے، 'جاگرن' سے اوسطاً چار سو روپیہ حاصل ہوجاتے ہیں جس سے پریس کا خرچ ہی پورا ہوجاتا ہے۔ 'جاگرن' میں تقریباً ایک سو پچاس روپے کا کاغذ لگتا ہے اور اس کا خرچ ہر مہینے 'ہنس' اور کتابوں کی بکری سے پورا کیا جاتا ہے۔ اگر کتابوں کی نکاسی اطمینان بخش ہوجائے تو سب ٹھیک ہوجائے گا۔ ہم نے 'پھانسی'، 'روپ راشی'، 'بکھرے پھول' اور 'پریم کی بیری' چھاپی ہیں۔ اب 'پرتگیا' چھاپ رہے ہیں۔ اُس کے بعد 'کایا کلپ' کی چھپائی شروع کردی جائے گی۔ اس طرح آپ دیکھیں گے کہ جہاں تک اثاثہ کا تعلق ہے ہم نفع میں کام کررہے ہیں لیکن پھر بھی روپیہ کی کم ہے۔ کوئی کتاب نہیں بک رہی ہے۔ میری ایک دو کتابوں سے جو اسکولوں کے لیے منظور کی گئی ہیں حالت کچھ سنبھلی ہوئی ہے۔ 'کرم بھومی' کی بکری بھی اچھی ہے۔ اگر میں صبر سے کام لوں تو 'جاگرن' سے بھی فائدہ ہوسکتا ہے۔ اگر اس سے ایک سو روپیہ مہینہ بھی مل جائے تو کافی ہے۔ توقع ہے کہ دوسرے سال کے آخر تک 'جاگرن' بوجھ نہیں رہے گا۔

کایاکلپ' کا کام ختم ہوتے ہی آپ کی Magdalene شروع کردوں گا۔ کاش میں آپ کی تمام تصانیف شائع کرسکتا۔ اور آپ کو پریشانیوں سے نجات دلا سکتا۔

آپ نے 'مایا' کا ترجمہ شروع کردیا اچھا کیا۔ میری 'تاریخ عالم' بھی ختم ہوگئی ہے۔ اب میں پھر 'گئودان' شروع کروں گا۔

امید ہے کہ میں بہت جلد آپ کو کچھ روانہ کردوں گا۔ مہابیر کے بارے میں اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ وہ اچھا 'سیلزمین' ہے اور کچھ کاروبار کرسکتا ہے تو میں اسے بخوشی رکھ لوں گا۔ لکھنے پڑھنے کا کام نہیں ہے۔ اُسے بہار، راجستھان اور دوسرے مقامات کا دورہ کرنا پڑے گا۔ اگر وہ حساب کتاب سے واقف ہوجائے تو ہم مستقل طور پر اسے اپنا 'سیلزمین' بنالیں گے۔ ابتدا میں اس کی ناتجربہ کاری کا خیال کیے بغیر اُسے چھ مہینے کا موقع دینے کے لیے تیار ہوں۔ اگر وہ ماہانہ دو سو روپیہ کی کتابیں بیچنے یا ایک سو روپیہ کی کتابیں بیچنے اور 'ہنس' اور 'جاگرن' کے لیے بیس بیس خریدار فراہم کرنے کے قابل ہوجائے تو اُس کی تنخواہ اور سفر کے اخراجات نکل آئیں گے اور وہ

بوجھ بنے رہنے کی بجائے ایک کمانے والا فرد بن جائے گا۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وہ یہ سب کچھ کرسکتا ہے تو اُسے یہاں بھیج دیجیے یا پھر میرے روپیہ بھیجنے کا انتظار کیجیے۔

آپ میری کچھ مدد کیوں نہیں کرتے؟ ہفتہ وار اخباروں سے نفع ہوسکتا ہے۔ بلکہ دو ایک اخبار ایسے ہیں جو نفع میں چل رہے ہیں اگر ہم اچھا مواد پیش کریں اور اشتہارات حاصل کرنے کے لیے اپنا اثر رسوخ استعمال کریں تو مطبوعات کا سلسلہ جاری رکھا جاسکتا ہے اور پھر پبلیشر کی تلاش کی ضرورت بھی باقی نہیں رہے گی۔

دنیا مستعد اور محنتی انسانوں کے لیے ہے جو موقع سے فائدہ اٹھانا جانتے ہوں۔ آپ روزمرہ کے موضوعات پر مختصر تبصرے، نوٹ کی صورت میں ایک دو کالم لکھا کیجیے۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ ہم اچھی صلاحیتوں کے باوجود ایک ہفتہ وار اخبار کو کامیابی سے نہیں چلا سکتے۔ آپ مسٹر برلا سے ملاقات کیجیے اور انھیں بتایئے کہ ہم کتنا اہم کام انجام دے رہے ہیں اور کن دشواریوں سے دو چار ہیں۔ وہ بڑے بڑے اشتہارات دیتے ہیں۔ یہ ان کے کپڑے اور پٹن کے کارخانوں اور بیمہ کے کاروبار کے متعلق ہوتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ وہ ہم جیسوں کی اپنی سرپرستی نہ کریں؟ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ دولت اور آرام خود بخود حاصل ہوجائیں گی یا لکشمی آپ کی صلاحیتوں پر فریفتہ ہوکر آپ کے قدموں پہ آگرے گی تو آپ کو بڑا مغالطہ ہے۔ یاپھر سنیاسی بن جایئے اور تمام دنیاوی خواہشات کو ترک کردیجیے۔ لیکن چونکہ ہم گرہست ہیں اور ہمیں اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنا ہے۔ اس لیے تمھیں ہاتھ پیر چلانے ہی ہوں گے۔ جب مجھ جیسا کمزور و ناتواں شخص زیادہ بڑی گھریلو ذمہ داریوں کے باوجود یہ سب کچھ کرسکتا ہے تو پھر آپ جیسا باصلاحیت انسان تو معجزے دکھا سکتا ہے۔

ہم سب بخیر وعافیت ہیں۔ نیک تمناؤں کے ساتھ۔ (اصل خط انگریزی میں ہے)

آپ کا خیر طلب،

دھنپت رائے

بنام بنارسی داس چترویدی

'جاگرن آفس' سرسوتی پریس، بنارس

18 اگست 1933

محترم بنارسی داس جی،

آپ کے عنایت نامہ کا شکریہ۔ یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ 'وشال بھارت' کی مشکلات ختم ہوچکی ہیں اور اب وہ خطرے سے باہر ہے۔ اس کے لیے مبارک باد قبول فرمایئے۔

میں نے 'ہنس' کے ادارتی کالموں میں ایک نوٹ لکھا ہے۔ جو آپ کو ایک دو دن میں مل جائے گا۔ میں نے بڑے خلوص اور احساسات سے یہ نوٹ لکھا ہے۔ اس کا لب و لہجہ آپ کو پسند آئے تو مجھے لکھیے گا۔

افسوس اس بات کا ہے کہ مجھے اپنی کاوشوں سے اب تک کوئی مالی منفعت نہیں پہنچی ہے۔ 'ہنس' کا تو خیر کوئی زیادہ خرچ نہیں ہے لیکن 'جاگرن' کے اخراجات ناقابلِ برداشت ہوتے جارہے ہیں۔ میرے دماغ پر یہ بڑا بار ہے کہ اس مصیبت سے کیسے چھٹکارا پاؤں۔ مجھے تقریباً دو سو روپے مہینہ کا نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ یہ کب تک چلتا رہے گا؟ ایک مرتبہ اسے جاری کرنے کی حماقت کرچکنے کے بعد بند کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ یہ سوچتا ہوں کہ دوسرے لوگ خوب خوش ہوں گے۔ اور میرا مذاق اڑائیں گے۔ اگر مجھے کچھ اشتہار مل جائیں تو اس مشکل پر قابو پاسکتا ہوں۔ کیاآپ اس سلسلہ میں میری کچھ مدد کریں گے؟ بنگال کیمیکلز والے خوب اشتہار دیاکرتے ہیں۔ اُن سے 'جاگرن' کے لیے اشتہار حاصل کرنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ میں آپ کا بہت ممنون ہوں گا۔ اگر آپ اپنے کسی دوست کی وساطت سے مجھے کچھ اشتہار دلوادیں۔ اس کے علاوہ برلا برادرز بھی ہیں جن کی پٹ سن کی ملیں ہیں۔ یہ لوگ بھی خوب اشتہار دیا کرتے ہیں۔ آپ میری طرف سے ان لوگوں سے اپیل کیجیے۔ اگر

مجھے ماہانہ صرف سو روپے کے اشتہار بھی مل جائیں تو حالات بہتر سکتے ہیں۔ مجھے اپنی ذاتی ضرورتوں کی پرواہ نہیں ہے۔ کتابوں اور کہانیوں وغیرہ سے گزر بسر کا تو سامان ہو ہی جاتا ہے۔ لیکن ان رسالوں کو کیسے جاری رکھا جائے۔ مسئلہ یہ ہے؟ اگر مجھ میں ان رسائل کو بند کرنے کی ہمت ہوتی تو ان ساری جھنجھٹوں سے نجات پالیتا۔ لیکن یہ ہمّت مجھ میں نہیں ہے۔ ایک طرح میں اپنی کمزوری کا اقبال کررہا ہوں جسے اب تک پوری طاقت سے چھپاتا رہا تھا۔ میں نے تو آپ کو دوست سمجھ کر آپ کے آگے اپناسینہ چیر کر رکھا دیا ہے۔ اور امید ہے کہ یہ راز آپ تک ہی رہے گا۔

اگر آپ سمجھتے ہوں کہ میں نے آپ پر ضرورت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا ہے تو پھر آپ کوئی فکر نہ کریں۔

امید ہے کہ آپ بخیر و خوبی ہوں گے۔ (اصل خط انگریزی میں ہے)

آپ کا مخلص، دھنپت رائے

(522)

بنام بنارسی داس چترویدی

سرسوتی پریس، بنارس، 24 اگست 1933

عزیز برادرم،

شکریہ، آپ اپنے مضمون کے لیے تین، چار، پانچ صفحے لے لیں۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ آپ اپنی بات کہیے۔ اس قید کو اپنے خیال میں مت لائیے۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ ہم لوگ جو کام شروع کرنے جارہے ہیں آپ اُس کے وسیع دائرہ کو سمجھ رہے ہیں۔

آپ کے انتہائی دوستانہ مشورہ کے لیے میں سچ مچ آپ کا شکرگزار ہوں۔ اس آدمی کے خلاف میرے دل میں ذرا بھی برائی نہیں ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے اس کے لیے دکھ ہے۔ لیکن ہندی ناظرین اتنے اُتھلے اور تنقیدی صلاحیت سے خالی ہیں کہ وہ اوٹ پٹانگ سے اوٹ پٹانگ بات کو جو بار بار ان کے کان میں ڈالی جاتی ہے مان

لینے کے لیے ہر دم تیار رہتے ہیں۔ مگر آئندہ میں زیادہ ضبط سے کام لوں گا۔

'مستقبل کن کا ہے' ایک بڑا موضوع ہے اور میں نے کبھی اس کے بارے میں سوچا ہی نہیں۔ اتنے لکھنے والے ہیں کہ ان میں سے کچھ کا خاص طور پر انتخاب کرنا ذرا مشکل ہے۔ ادب صرف افسانہ تک محدود نہیں ہے۔ اُس میں ڈرامہ، شاعری، تنقید، ناول اور مضمون بھی شامل ہیں۔ ہمیں ان سب کو موضوع وار لینا پڑے گا۔ 'مادھوری' کے دو شماروں میں دو سال سے زیادہ کا عرصہ ہوا عمر خیام پر ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ ہندی میں اس سے بہتر تنقید میری نظر سے نہیں گزری اس مضمون کے مصنف کا نام شاید رام دیال تیواری تھا۔ جب میں ایڈیٹر تھا اُس زمانہ میں بھی 'مادھوری' میں ایک بے مثال تنقید کالیداس کے 'رتو سمہار' پر شائع ہوئی تھی۔ اس کے مصنف کا نام بھول گیا ہوں لیکن اگر وہ وہی صاحب ہیں تو وہ آج کل متھرا کے عجائب گھر کے مہتمم ہیں۔ نند دلارے باجپئی میں بھی غیر معمولی زورِ بیان اور تجزیہ کرنے کی صلاحیت ہے۔ ڈرامے ہمارے پاس بہت ہی کم ہیں۔ رومانی اسکول کے (جے شنکر) پرساد ہیں۔ اقلیتی مکتبہ کے پنڈت لکشمی نرائن مصرا ہیں، مزاحیہ کے شری جی. پی. سری واستو ہیں۔ سب سے نیا آدمی اس لائن میں بھونیشور ہے جس نے حال ہی میں اپنے چھوٹے چھوٹے ایک ایکٹ کے ڈراموں کا مجموعہ 'کاروان' کے نام سے چھاپا ہے۔ میرے دیکھنے میں بھونیشور سب سے زیادہ ذہین ہے۔ اگر وہ اپنی صلاحیتوں کو کاہلی، بے سر پیر کے خواب دیکھنے، سگریٹ پینے اور عشق بازی میں برباد نہ کردے۔ اس میں زورِ بیان بہت ہے اور آسکر وائلڈ اور شا کا رنگ لیے ہوئے ہے۔ مصرا جی کو میں پسند نہیں کرسکا۔ ان کے پاس خیالات ہوسکتے ہیں مگر بیان کی طاقت اور صلاحیت نہیں ہے۔ ملند اور ہری کرشن دونوں پریمی ہیں۔ دونوں میں ڈرامائی طاقت ہے لیکن ڈرامہ کی موجودہ پکڑ اور سوجھ بوجھ نہیں ہے۔

ناول نگاروں میں ورنداون لال ورما، بھگوتی چرن ورما، نرالا، سیارام شرن گپت، پرساد، پرتاپ نرائن سری واستو وغیرہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان میں ورنداون لال ورما سب سے زیادہ قابلِ ذکر ہیں اگرچہ اب انھوں نے وکالت شروع کردی ہے اور

لکھنا شاید بند کر دیا ہے۔

افسانہ نویسوں میں انتخاب اور بھی زیادہ مشکل ہے۔ جینندر سب سے الگ اپنی ایک ہستی رکھتے ہیں۔ نئے لوگوں میں اگیہ، چندر گپت، کملا دیوی، سبھدرا اُوشا جیون، بھونیشور، جناردھن جھا، جناردن رائے نگر، انچل، اُوجھا، رادھا کرشن، ویریندر کمار، (جنھوں نے 'ہنس' میں 'چونری کے آنچل میں' لکھا تھا) اور بھی بہت سے لوگ ہیں۔ ان میں اگیہ، ویریندر کمار اور ستیہ جیون میں سب سے زیادہ ترقی کے امکانات ہیں۔

مزاحیہ لکھنے والوں میں انپورنانند بے مثال ہیں۔ لیکن وہ بہت کم لکھتے ہیں۔ جناردن جھا بھی لائق مصنّف ہیں لیکن ان میں ذہنی پختگی یا بصیرت نہیں ہے۔ جانبازی کی کہانیوں کے میدان میں پنڈت شری رام شرما اکیلے ہیں۔

تخلیقی قوت ہی اصل اور بنیادی چیز ہے۔ تخلیقی صلاحیتیں ہمارے یہاں بہت کم ہیں۔ افسانہ نویسوں میں جینندر میدان سنبھالے ہوئے ہیں۔ دوسری صف میں بہت سے لوگ ہیں۔

جہاں تک مضامین کا معاملہ ہے، پنڈت رام چندر شُکل سب سے آگے ہیں۔ ہیم چندر جوشی نے بھی کچھ خوب صورت مضامین لکھے ہیں۔ آپ کے دوست بابو برج موہن ورما بھی طنز و مزاح کی بڑی پیاری چیزیں لکھتے ہیں۔ 'دویدی گرنتھ' میں ان کا 'شیخ' شاہکار تھا۔

یہ ایسی رائیں ہیں جن سے آپ کو کوئی نئی بات معلوم نہ ہوگی لیکن میں کوئی تنقید نگار تو نہیں ہوں۔سچ تو یہ ہے کہ مجھ میں نقد و تبصرہ کی ذرا بھی صلاحیت نہیں ہے۔

آپ نے جس موضوع کاانتخاب کیاہے اُس کے دائرہ میں سارا ادب آجاتا ہے۔ آپ اس میں کوئی پیشین گوئی نہیں کرسکتے۔ جن میں آج آگے بڑھنے کے سب سے زیادہ امکانات دکھائی دیتے ہیں ہوسکتا ہے کہ وہ بالکل بودے ثابت ہوں اور جو بودے نظر آتے ہیں وہ چمک جائیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

عبارت مزید :

آپ اپنا گھر کیوں نہیں بساتے، سنیاس لے رہیں جب کہ آپ کو گرہست ہونا چاہیے۔ بھلا ہو شادیٔ بیوگاں کا۔ آپ کو اپنے لیے لڑکی پانے میں کوئی مشکل نہ ہوگی۔ ضبطِ نفس ایک نعمت ہے لیکن ہتیا کرنا لعنت ایک تھوڑی بہت پڑھی لکھی، شائستہ، ادھیڑ عمر خاتون آپ کے لیے مثالی بیوی ہوگی۔ تب آپ کو یہاں وہاں جھکی ہوئی، شرمائی ہوئی، بھیک سی مانگتی ہوئی نظریں ڈالنے کی ضرورت نہ رہے گی۔وہ ذہنی اور جذباتی دونوں طور پر آپ کی حفاظت کرے گی۔ (اصل خط انگریزی میں ہے)

(523)

بنام جینندر کمار

جاگرن کاریالیہ، 1933-9-1

تمھارا پتر ملا۔ ہاں بھائی تمھاری کہانی بہت دیر سے پہنچی۔ اب ستمبر میں تمھاری اور 'اجے جی' کی دونوں ہی جارہی ہیں۔ جولائی میں 'کرانتی کاری کی ماں' نام کی کہانی 'ہنس' میں چھپی تھی۔ اس پر سرکار نے ضمانت کی دھمکی دی۔ آج کل اتنی مندی ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا، کام کیسے چلے گا۔ مزدوروں کو ویتن چکانے میں کٹھنائی پڑ رہی ہے۔ اس لیے تمھاری پاس کچھ بھیج نہ سکا۔ جن کے ذمے باقی ہے وہ سانس ہی نہیں لیتے۔ روپے ملتے ہی مہابیر کے خرچ کے لیے بھی روپے بھیجوں گا اور تم ان سے تاکید کردیناکہ میرٹھ اور دو تین شہروں کا دورہ کرتے اور ایجنٹوں سے بات چیت کرتے ہوئے آویں۔ یہاں آنے پر میں انھیں بہار کی اُور بھیجوں گا۔ میگڈالین تمھارے آدیش انوسار کاریالیہ کو پہلے ہی لگائے دیتا ہوں۔

میرا جی اتنے چھوٹے سے کام میں ہار نہیں ماننا چاہتا۔ 'جاگرن' اب تک نفع دیتا۔ یدی میں 'ہنس' اور سندر نکال سکتا۔ اس کی سامگری اور سُندر بنا سکتا۔ اس میں دوچار چتر دے سکتا۔ لیکن دھن کا کام اب نئے سے لیناپڑے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم یہ سمجھو کہ تمھیں یہ پتر نکال رہے ہو اور اس کے نقصان میں نہیں نفع میں تم بھی

اتنے ہی شریک ہو جتنا میں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ یہاں کاریالیہ اتنا سمپنّ ہو جاوے کہ ہمیں کسی پرکاشک کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔ ہم دونوں مل کر اسے سپھل نہ بنا سکیں تو کھید کی بات ہوگی۔ اسٹیٹسمین، نیشنل کال، اور کتنے ہی انگریزی پتر وہاں مل سکتے ہیں۔ ان میں سے Informative سامگری لی جاسکتی ہے۔ دو چار نوٹ لکھنا مشکل نہیں۔ ہاں اچھا ہونی چاہیے۔ میٹر اچھا ہونے پر اس پر جنتا کی نگاہ جمے گی۔ میں ایک پرشٹھ چتروں کے دینے کی فکر میں بھی ہوں۔ پستکیں لگاتار لکھتے رہنا اپنے بس کی بات نہیں ہے۔ کبھی کبھی مہینوں کام نہیں ہوتا۔ اور نہ پستکوں سے اتنے روپے مل سکتے ہیں کہ اس پر Depend کیا جاسکے۔ یہ بھی تو چنتا رہتی ہے کہ اوٹ پٹانگ چیز نہ لکھ دی جائے۔ ساچار پتر تو دُکان ہے۔ ایک بار چل نکلے تو اس سے تھوڑے پرشرم میں آمدنی ہو سکتی ہے۔ اور تب پُستک بھی لکھی جاسکتی ہے۔ یہ ٹھیک بات ہے کہ میری عمر ایک نئے ودسائے میں پڑنے کی نہیں ہے۔ لیکن میں عمر کو اور سواستھ کو بادھک نہیں بنانا چاہتا۔ تم کم سے کم دو کالم کا ایک لیکھ اوشیہ دے دیا کرو۔ کسی معاملے پر ٹپّنیاں کرنا چاہو تو وہ بھی بیرنگ برہسپت تک مجھے دے دو۔

ساچار پتروں کی آمدنی کا دارو مدار وِگیاپنوں پر ہے۔ مَیں نے تم سے برلا سے ملنے کو کہا تھا۔ اپنی غرض سے مت ملو۔ میری غرض سے مِلو۔ پتر دکھاؤ اس کی چرچا کرو۔ اور اس سے خیرات تو کچھ مانگتے نہیں وِگیاپن دلا دینے کا انورودھ کرو۔ یہ کہہ سکتے ہو کہ اس پتر کو گھاٹا ہو رہا ہے۔ اور تھوڑے سہارے سے یہ بہت اُپ یوگی ہو سکتا ہے۔ ان کے پاس کئی مِل ہیں۔ ایک آدھ پرشٹھ کا وگیاپن ان کے لیے تو کچھ نہیں ہے۔ لیکن میرے لیے اور تمھارے لیے وہ پچاس روپے مہینہ کا سہارا ہے۔ بھائی! یہ سنسار چپکے رام بھروسے بیٹھنے والوں کے لیے نہیں ہے۔ یہاں تو اُنت سَمے تک کھٹنا اور لڑنا ہے۔ ان سے کچھ مدد پاسکتے ہو۔ یہاں جھینپو اور میرے جیسے شرمیلے آدمیوں کا گزارہ نہیں۔ ان کے لیے تو کوئی استھانہی نہیں۔ تم اپنے میں یہ عیب نہ آنے دو۔ ہے بھی نہیں۔ میں تو کوڑی دام کا نہیں ہوں۔ اخبار نکالنا میری ہٹ دھرمی ہے۔ کچھ ضدّی ہوں۔ اور ہمّت نہیں ہارنا چاہتا۔ کھیتی کرنا نِس میں بھی اسی طرح چِمٹتا۔

یہاں برشا کم ہوئی۔ گھر کے اور سب لوگ مزے میں ہیں۔ دلیپ تو اچھا ہے۔ بھگوتی سے میرا آشیرواد کہنا۔•

بھودیہ، دھنپت رائے

(524)

بنام جینندر

سرسوتی پریس، 3 ستمبر 1933

پریہ جینندر،

پتر ملا۔ کہانی پھر نہ بھیجی۔ جون کا انک چھپ رہا ہے۔ تین دن کے اندر کہانی آجانی چاہیے۔

'چترپٹ' دیکھا۔ اچھا ہے۔ بنی اچھی ہو رہی ہے۔ دس دن میں یہاں آجائے گی۔ .... تیار ہو رہا ہے۔ بڑے ہرش کی بات ہے۔ 'پریم کی ویدی' کی جلدیں چل رہی ہیں۔ سوموار کو بھیجا جائے گا۔

تمھارا، دھنپت رائے

(525)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 6 ستمبر 1933

بھائی جان، تسلیم

میرے پاس ایک مضمون راجا رام موہن رائے پر آیا ہوا ہے۔ مجھے یاد ہے آپ کے یہاں ان کا بلاک موجود ہے۔ براہِ کرم روانہ کردیں تو دے ڈالتا۔ اسی ماہ میں غالبًا ان کی برسی ہے۔ اس لیے زیادہ مہلت نہیں ہے۔

آزاد میں ایک میری کہانی اور ایک اہلیہ صاحبہ کی کہانی نکلی۔ معلوم نہیں آپ نے کس رسالے سے لیا۔ کسی کا نام نہ تھا۔ لاہوری پرچے کی یہ ادنیٰ حرکت ہے۔

امید ہے آپ خوش ہیں۔ کتابوں کے حساب اور مبلغات کا، اگر کچھ بکری ہوئی ہو، منتظر ہوں۔

احقر، دھنپت رائے

(526)

بنام للیتا شنکر اگنی ہوتری

سرسوتی پریس، کاشی، 9 ستمبر 1935

پریہ ور، دھنیہ واد!

آپ کے یہاں سے لیکھ کا انوواد میں دیر ہوجانے کے کارن میں نے اُسے 'آج' کے منشی کالکا پرساد سے کرا لیا۔ سندر انوواد ہوا ہے۔ وہ 'ہنس' کا پہلا لیکھ تھا اور اس کا سات کو پریس میں جانا ضروری تھا، نہیں ہمارے لیے بنا کسی سہکاری سمپادک کے اکیلے 120 پرشٹھ کی پتریکا نکالنا کٹھن ہوجاتا۔

آپ Quarterly بھجوا دیں۔ میں اس کی بڑے شوق سے آلوچنا کروں گا۔

بھودیہ، پریم چند

(527)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 13 ستمبر 1933

بھائی جان، تسلیم

حد درجہ ممنون!

آپ سے میں نے استدعا کی تھی کہ راجا رام موہن رائے کا بلاک بھجوا دیں۔ آپ کے خط میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ شاید وہ خط نظرانداز ہوگیا۔ براہِ کرم وہ بلاک بواپسی بھجوا دیں۔ اسی ماہ میں وہ مضمون چھپوانا چاہتا ہوں۔ اور آج 13 ہوگیا۔

بڑا لڑکا تو ابھی سیکنڈ ایر میں ہے، چھوٹا آٹھویں میں۔ لڑکی اچھی طرح ہے۔
مخلص، دھنپت رائے

(528)
بنام جینندر کمار

سرسوتی پریس، بنارس سٹی، 27-9-33

پریہ جینندر،

تم بگڑ رہے ہوگے کہ پتر کیوں نہیں لکھا۔ میں نے سوچا تھا کہ مہابیر کے لیے گراہک سوچی سے پروگرام بنا کر کچھ سَمے کے ساتھ پتر لکھوں گا۔ پر نہ سُوچی دیکھنے کا اوسر ملا۔ نہ روپیہ کہیں سے آئے۔ اور میں ایک سپتاہ کے لیے پریاگ چلا گیا۔ وہاں سے آیا تو گھر کے لوگ پریاگ چلے گئے۔ میں پریس نہ آسکا۔ 'چاند' کے لیے ایک کہانی لکھنی تھی۔ اِدھر اُدھر کے جھنجھٹ۔ رہ گیا۔ مُہاں بیر آگئے ہیں۔ ابھی میرا وِچار ہے۔ انھیں آس پاس کے شہروں میں بھیجوں گا۔ ذرا باہر جانے کا ابھیاس ہو جائے۔ تو سی.پی.، بہار کی اُور بھیجوں۔ آج کل نہ جانے کیوں پُستکوں کی بکری بند ہے۔ اب ستمبر میں جو میلہ لگنے والا ہے اس کے کارن دو ایک اُدھار آرڈر ملے ہیں۔ 'ہنس' کاشی انک نکل رہا ہے۔ ستمبر کے انک میں پھر دیر ہوگئی۔ اب اکتوبر کے پہلے سپتاہ میں جائے گا۔ دو دن پریس بند ہے۔ اگیّہ کی وہ کہانی بہت اچھی تھی۔ ان کو کویتاؤں کے وِشے میں یہاں یہ رائے ہے کہ بھاؤ تو اُتکرشٹ ہیں۔ پر ہاتھ منجھا ہوا نہیں ہے۔ لوگ کہتے ہیں، کویتاؤں سے ان کی کہانیاں اور گدکاویہ بڑھ کر ہیں۔

دھنپت رائے

(529)
بنام دیانرائن نگم

امین الدولہ پارک، لکھنؤ، 30 ستمبر 1933

بھائی جان، تسلیم

کارڈ کے لیے شکریہ۔ پریم بتیسی حصہ اوّل منظور ہوئی، مسرت کی بات ہے۔

اب شاید بقیہ جلدیں نکل جائیں۔ جلوۂ ایثار کے نکل جانے کا مجھے افسوس نہیں۔ مجھے تو اس کے داخل ہونے پر ہی تعجب ہوا تھا۔ ہاں اگر باکمالی کے درشن منظور ہو جائے تو اپنا فائدہ ہے کیونکہ اس پر میری رائلٹی ہے۔ دیکھیے کمیٹی کیا کرتی ہے۔ میں نے دو ڈراموں کے ترجمے بھیج دیے تھے، سلور باکس اور جسٹس۔ ان ترجموں میں مجھے بڑی جگرسوزی کرنی پڑی۔ ایک طرف یہ خیال کہ سنسکرت الفاظ نہ آنے پائیں۔ اس کے ساتھ فارسی کے غیر مانوس الفاظ سے معترض رہنے کا خیال۔ ایک ایک جملے کے لیے گھنٹوں سوچنا پڑا۔ اس پر بھی ڈاکٹر صاحب کو پسند نہ آئے تو مجبوری ہے۔ ابھی اسٹرائف میرے پاس ہی ہے۔ ختم کرچکا ہوں، نظرثانی کررہا ہوں۔ آپ سے ڈاکٹر صاحب سے اس مسئلے پر کچھ گفتگو نہیں ہوئی؟ کیسی زبان ہو؟ آپ کب تک بھیجنے کا قصد کرتے ہیں؟ یا بھیج دیا؟

بقیہ سب خیریت ہے۔ بچوں کی دُعا۔

نیازمند، دھنپت رائے

(530)

بنام اُوشا دیوی مترا

سرسوتی پریس، کاشی، 1 اکتوبر 1933

پریہ دیوی جی،

'ہنس' میں آپ کی کہانی کب کی نکل گئی۔ کیا آپ نے پڑھی نہیں۔ کھید یہ ہے کہ وہ انک یہاں کاریالیہ میں بچا بھی نہیں۔ میں تو سمجھتا تھا آپ کے پاس 'ہنس' جاتا ہوگا۔ وھیلر کے اسٹال پر شاید وہ انک مل جائے۔ اگست انک میں کہانی چھپی تھی۔ کوئی دوسری کہانی لکھیے۔

شُبھ ابھیلاشی،

پریم چند

(531)

بنام بہادر چند چھابرا

سرسوتی پریس، کاشی، 15 اکتوبر 1933

پریہ بہادر جی، وندے ماترم!

یہ جان کر بڑا ہرش ہوا کہ آپ لائڈن وشوودیالے میں ادھیاپن کاریہ کرر ہے ہیں۔ آپ لوگوں کو دھنیہ ہیں جو ودیشوں میں بھارت کا نام روشن کرر ہے ہیں۔ میں یہاں سے 'ہنس' نامک ایک ماسِک پتریکا نکالتا ہوں۔ یدی اوکاش ملے تو کبھی کبھی وہاں کا کچھ حال اس کے لیے لکھنے کی کرپا کیجیے۔ چتر ہو تو اور بھی اچھا۔

یہ ڈچ پریمیوں کو میری کہانیاں کچھ اچھی لگتی ہوں تو آپ بڑی خوشی سے جن کہانیوں کا انوواد کرنا چاہیں کریں۔ ہاں، ان کی بھاشا کسی ڈچ ساہتیہ پریمی کو دکھا لیجیے گا جس میں آپ کی اور میری اُپکرتی نہ ہو۔ میری بھاشا بول چال کی ہوتی ہے اور اس کا انوواد تو کٹھن نہ ہونا چاہیے۔ میری یہی کامنا ہے کہ آپ اپنے ادیوگ میں سپھل ہوں اور مجھے بھی یَش ملے۔

کبھی کبھی پتر لکھتے رہا کیجیے۔

بھودیہ، پریم چند

(532)

بنام جینندر کمار

جاگرن کاریالیہ، 24-10-1933

پریہ جینندر

معلوم نہیں مہاں بیر نے تمھارے پاس کوئی خط لکھا تھا یا نہیں۔ یہاں تو ان کی کوئی خبر نہیں۔ جس دن یہاں سے گئے اس کے تیسرے دن پریاگ سے خط آیا تھا۔ پھر کچھ نہ معلوم ہوا۔ وہاں گئے یا وہیں ہیں۔ آج 24 دن ہوگئے کپڑے لتے سب یہاں

ہیں۔ پستکیں جو وہ دلّی سے لائے تھے سب یہاں رکھی ہوئی ہیں۔ وچتر آدمی ہے۔ اگر ایشور نہ کرے کہیں بیمار ہوگئے تو ایک کارڈ تو لکھ دینا تھا۔ مجھے تو معلوم ہوتا ہے وہ سپھل نہ ہوئے اور شرم کے مارے چپ سادھے بیٹھے ہیں۔ ہمیں کام میں سپھل ہونے کے لیے بڑے انوبھو اور بے حیائی کی ضرورت ہے۔ اور آدمی بھی ایسا چاہیے جو گرمی سردی، بھوک پیاس سہہ سکے۔ اتنا بڑا کاریالیہ تو ہے نہیں کہ اپنے ایجنٹوں کو اچھا الاؤنس یا ویتن دے سکے۔ اور جتنا وہ دے سکتا ہے اس میں روز پردیس میں نہیں رہا جاسکتا۔ ہوٹل تو شہروں میں ہوتے نہیں اور اکثر پوریوں پر گزارہ کرنا پڑتا ہے۔ مہاں بیر کا سواستھ شاید ان دِقتوں کو نہ جھیل سکے۔

تم نے کئی بار روپے کے لیے لکھا ہے۔ میں دل مسوس کر رہ گیا۔ جو کچھ آمدنی ہوتی ہے وہ اوپر ہی اوپر اڑ جاتی ہے۔ وِیتن تو پورا نہیں پڑتا۔ کاغذ کے کئی سو روپے باقی پڑے ہوئے ہیں۔ خرچ 500 روپے مہینے کا، آمدنی کل ملا کر 400 روپے سے زیادہ نہیں۔ میں اپنی خامیوں کو سمجھ رہاہوں۔ اپنی غلطیوں کو دیکھ رہا ہوں۔ پر یہ آشا کہ شاید کچھ ہو جائے۔ ہمت باندھے ہوئے ہے۔ ادھر ایک مہاشے پھر ایک لمیٹڈ پرکاشن سنگھ کھولنے کا وِچار کررہے ہیں۔ میں بھی شریک ہوگیا۔ کچھ لوگوں نے حصّے لینے کا وچن بھی دیا۔ مگر وہ مہاشے ایسا غائب ہوئے کہ کچھ پتہ ہی نہیں کہاں ہیں۔ اکتوبر کا 'ہنس' کاشی انک ہوگا۔ مگر 20 فارم کا نکالنا پڑا اور نومبر کا انک بھی اس میں ملانا پڑے گا۔ ان دونوں انکوں سے ناک میں دم ہے۔ مگر پرتھا ایسی چلی ہے کہ موٹوں کے ساتھ دُربل بھی پسے جارہے ہیں۔ 'چاند' اور 'سرسوتی' وشیش انک نکال سکتے ہیں، ہنس میں دم نہیں ہے۔ پھر بھی شہیدوں میں شامل ہونا چاہتا ہے میں نے سوچ لیا ہے جنوری تک اور دیکھوں گا۔ اگر اس وقت تک جاگرن کچھ ڈھنگ پر نہ آیا تو اسے بند کردوں گا۔ جی تو چاہتا ہے کہ 'ہنس' کا دام بڑھاکر 5 روپے کردوں اور 100 پرشٹھوں کا نکالوں اور تم اس کا سمپادن کرو۔ میں الگ بیٹھ کر پستکیں لکھوں۔ زیادہ کام بھی تو نہیں کرسکتا۔ لیکن شاید میری کامنائیں سب یوں ہی رہ جائیں۔ مشکل تو یہ ہے کہ وِوسائے میں جتنا کچّاہوں۔ اس میں ہی تم بھی کچّے ہو۔ ورنہ کیا بات ہے کہ رشبھ چرن

تو سمجھل ہو اور ہم لوگ اسمجھل ہیں۔ اُپنیاس میں لکھتا تھا۔ وہ بھی بند ہے لیکن اب زیادہ پرتیکشا نہ کروں گا۔ جنوری تک اور دیکھتا ہوں۔ تمھاری صلاح نہ مانی ورنہ اتنا گھاٹا کیوں اٹھاتا۔ لیکن کوئی کام بند کرتے بدنامی ..تی ہے اور وہی لاج ڈھورہا ہوں۔

'ہنس' کا وشیش انک نکل رہا ہے۔ شاید اس سے کچھ روپے بچ جائیں گے۔ اس وقت جو بھی کچھ ہو سکے گا تمھارے پاس بھیجوں گا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ پریس اور پتروں پر میں مرا جارہا ہوں۔ کچھ لیکھوں سے کچھ رائلٹیوں سے کچھ اردو پُستکوں سے اپنا گزارہ کررہاہوں۔ لیکن بہت دیکھ چکا۔ اب یہ تمام بند کروں گا۔

گھر میں سب لوگ کُشل سے ہیں۔ کرم بھومی کا اُردو انوواد جامعہ ملیہ سے شاید نکل جائے۔ اور کیا لکھوں۔ آشا ہے تم پرسن ہو۔

سپریم، دھنپت رائے

(533)

بنام سری رام شرما

دفتر 'جاگرن'، سرسوتی پریس، بنارس

28 اکتوبر 1933

عزیزم سیر رام جی،

امید ہے کہ آپ بالکل اچھے ہوں گے اور بدہضمی کا ہمت دار مقابلہ کررہے ہوں گے۔

یہ (منسلکہ) خط آپ کے چھوٹے بھائی نے میرے پاس بھیجا ہے تاکہ میں اسے آپ کے پاس روانہ کردوں کیونکہ انھیں آپ کے موجودہ پتہ کا علم نہیں ہے۔

شاید یہ میں آپ کو بتا چکاہوں کہ ہم اکتوبر میں 'ہنس' کا کاشی نمبر نکال رہے ہیں۔

آپ کا مخلص، دھنپت رائے

(534)

بنام اندرا بساوڑا

بنارس، 1 نومبر 1933

پریہ اندر،

تمھارا پتر ملا۔ ابھی ابھی تمھارا 'منیر خاں' پڑھ رہا تھا۔ اچھا ہے۔ چھاپوں گا لیکن بات یہ ہے کہ اتنے دوستوں کی رچنائیں آتی ہیں اور ان کا ایسا آگرہ ہوتا ہے کہ اکثر اچھی رچنائیں بھی دیر سے چھپتی ہیں۔ ہر ایک ڈاک سے دس بیس لیکھ آجاتے ہیں اور اُن سب کو پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مُنیر کا چِتر سُندر اور سُوابھاوک ہے۔ میں نے بھی ایسے بڈھے دیکھے ہیں۔

شیش کُشل

تمھارا، پریم چند

(535)

بنام اُوشا دیوی

'ہنس' آفس، کاشی، 11 نومبر 1033

پریہ دیوی جی،

'پیئو کہاں' ملی۔ مجھے بڑا کھید ہے کہ اگست کی ایک کاپی بھی کاریالیہ میں نہیں بچی۔ آپ کا لیکھ اُسی میں تھا۔ اب اکادھ مہینے میں وھیلر کے اسٹالوں سے کچھ کاپیاں لوٹیں گی۔ میں اُس وقت آپ کے پاس اَوشیہ وہ کاپی بھیجوں گا۔ یا آپ وھیلر کے اسٹال سے منگا سکیں تو منگا لیں۔ شاید ابھی اسٹال پر مل جائے۔ کاریالیہ کی بھول سے آپ کے پاس انک نہ بھیجا جاسکا۔ چھما کیجیے۔

پریم چند

(536)

بنام جینندر کمار

سرسوتی پریس، 28-11-1933

پریہ جینندر،

تمھارا پتر ابھی ملا۔ پریاگ سے تم نے کیا بونڈ پتر لکھا تھا۔ بات یہ ہے کہ میں کئی دن سے پریس نہیں آیا کام پرائے بند تھا۔ اب سب کام ٹھیک ہوگیا ہے۔

'جاگرن' کا بھار میرے سر سے اترا جارہا ہے۔ یہاں سے بابو سمپورنانند جی اُسے اَردھ سپتاہک روپ میں نکالنے جارہے ہیں۔ آشا ہے 2, 3 دن میں سب بات طے ہوجائے گی۔ 'ہنس' بھی اب 3 فارم اور رہ گیا ہے۔ اب یدی ہم انک کو 6 روپے کا وی. پی. کریں تو بھئے ہوتا ہے کہ بہت سے پتر واپس آئیں گے۔ اس انک پر لگ بھگ 800 روپے سے اَدھک خرچ ہوگئے۔ 'جاگرن' کے گاہک تو اب 'ہنس' میں ملنے سے رہے۔ 'ہنس' کے گاہکوں پر ہی سنتوش کرنا پڑے گا مگر 1000 پرچوں میں سے آدھے نکل گئے تو مشکل پڑجائے گی۔ اس لیے میں پھر دُبدھے میں پڑ گیا ہوں۔ پرساد جی کی رائے ہے کہ جاگرن کے آدھار پر اُسی آکار کا اَردھ ماسِک نکالا جائے اور 6 روپے دام رکھا جائے۔ اس میں تمھاری کیارائے ہے؟ یہاں لوگوں کی رائے میں بنا چتروں کا پتر بڑی مشکل سے چلے گا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ نقصان سے جی ڈرتا ہے۔ سہنے کی شکتی نہیں رہی۔ اگر 'جاگرن' میرا پلہ چھوڑتا ہے تو ابھی 'ہنس' رہ جائے گا۔ اس میں تھوڑے سے اور پرشٹھ بڑھا کر جیوں کا تیوں نکالتا رہوں گا۔

جیسے تمھاری رائے ہے ویسی ہی میری رائے ہے۔ لیکن جنتا کی رائے شاید ایسی نہیں۔ وہ تو چتر چاہتی ہے۔ ساہتیک پاٹھکوں کی سنکھیا اتنی ہے نہیں جو ہمارے پتر کا آدر کریں۔ اس وِشے میں بڑا مت بھید ہورہا ہے جو کچھ بھی ہو میں ایک سپتاہ کے اندر نرنے کرسکوں گا۔ اس وِشے پر پھر جلد ہی لکھوں گا۔

دھنپت رائے

(537)

بنام جینندر کمار

سرسوتی پریس، بنارس سٹی، 7-12-1933

پریہ جینندر،

کل ایک پتر لکھ چکا ہوں۔ پرساد جی کے ایک بتر یہ جاننے کے لیے بڑے اُتشک ہیں کہ 'دھاورشن' نکل رہا ہے یا نہیں۔ اور یدی نہیں نکل رہا ہے تو کیوں؟ پہلے انک میں اس کا جیسا سواگت ہوا کیا اس کے سنچالک اسے نکالنا چاہتے ہیں۔ اگر کسی کارن سے وہ نہ نکالنا چاہتے ہوں۔ تو کیا وہ اس کے نکالنے کا اَدھیکار کسی دوسرے کو دیں گے۔

کرپا کرکے اس کا جواب لوٹتی ڈاک سے دینا۔ وہ مہاشے دلّی سے ایک پتریکا نکالنے کی بات سوچ رہے ہیں۔ اور دھاورشن مل جائے تو اسے ہی لے لیں گے۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(538)

بنام بنارسی داس چترویدی

سرسوتی پریس، کاشی

13-12-1933

محترم بنارسی داس جی، پائے لاگن

آپ کے عنایت نامے کا بے حد شکریہ۔ میں اُن دنوں کی خوشگوار یاد کو کبھی نہیں بھلا سکوں گا جنھیں آپ کے ساتھ گزارنے کا موقع ملا ہے۔ کاش وہ دن اکثر آتے رہیں۔

میں نے آپ کے کہانی نمبر پر تبصرہ کیا ہے۔ لیکن جگہ کی تنگی کی وجہ سے اُسے

مختصر کرنا پڑا۔ آپ کا انٹرویو مجھ کو سب سے زیادہ پسند آیا اور مجھی کو نہیں، میری طرح آپ کے انٹرویو کو نکرو، جنار دھن اور دوسروں نے بھی بے حد سراہا ہے۔ میں نے اس کی تعریف محض اس لیے نہیں کی کہ اس میں میری تعریف کی گئی ہے بلکہ واقعی یہ انٹرویو نہایت خوشگوار انداز میں لکھا گیا ہے۔ میں نے بڑے ذوق و شوق سے آپ کی 'سادھی' کا مطالعہ کیا۔ اس میں آپ سادھو کا کردار کیوں لے آئے؟ اگر آپ اپنے طنزیہ انداز میں اڈیٹر کی بھیانک زندگی کا حال بیوی کی برج بھاشا میں بیان کرتے تو کہانی اور زیادہ دلچسپ ہو جاتی۔

میری بیوی آپ کا تبصرہ بہت پسند کریں گی۔ اب تک ادبی دنیا نے ان کے ساتھ انصاف نہیں برتا ہے۔ شاید اس لیے کہ وہ میرے سامنے ماند پڑ جاتی ہیں یا بعض برخود غلط قسم کے لوگ یہ سوچتے ہوں کہ میں ان کی طرف سے لکھا کرتا ہوں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ سوائے ان کی کاوشوں کو ادبی جلا دینے کے میں کچھ نہیں کرتا۔ بنیادی خیال اور اظہار بیان اُسی کا ہوتا ہے۔ اس کی ہر سطر سے ایک لڑاکا عورت کی تصویر جھلکتی ہے۔ آپ خود سوچیے کہ مجھ جیسا پُر امن قسم کا آدمی ایسی جارحانہ عورتوں کے پلاٹ کہاں سوچ سکتا ہے۔ میں اس کے خاکوں کا جواب دے سکتا ہوں۔ اسے کوئی اعتراض بھی نہیں ہے۔ جہاں تک اِس کے لیے دستی گھڑی کا سوال ہے، اُسے وہ اُس وقت طے کرے گی۔ جب کوئی باہمت صحافی اُسے معاوضہ دینے لگے گا۔ یا کوئی اُسے بطورِ تحفہ پیش کردے گا۔ آپ جب بھی چاہیں میں کلکتہ آنے کے لیے تیار ہوں۔ کوئی ایسا موقع تو آنے دیجیے۔ میں تفریح کی غرض سے آؤں اور اس کا بار کوئی دوسرا برداشت کرے۔ مضحکہ خیز بات ہے۔ جب بھی کوئی مناسب موقع آئے گا میں وہاں اپنی بیوی کے ساتھ آموجود ہوں گا۔

صرف نظر چوک جانے کی غرض سے چھ سودیش انک Swadesh Anks نہ بھیجے جاسکے۔ جس کا بے حد قلق ہے۔ اب وہ پیکٹ تیار ہے اور کل روانہ کردیا جائے گا۔

بہترین تمناؤں کے ساتھ

آپ کا، دھنپت رائے

(پنچ پرمیشور سپت سروج کی ایک کہانی ہے۔ آپ براہِ کرم ہندی پستک ایجنسی سے کہیے وہ بخوشی مہیا کردیں گے)

(539)

بنام جینندر کمار

سرسوتی پریس، 16-12-1933

پریہ جینندر،

تمھارا پتر کئی دن ہوئے مل گیا تھا۔ اس کے پہلے والا پتر بھی کاغذوں میں کھوجنے سے مل گیا۔

'جاگرن' سابق دستور چل رہا ہے۔ بابو سمپورنانند کو شاید ان کے مِتروں نے مدد نہیں دی۔ اب میں اس کو بند کرنے کی فکر میں ہوں۔ اس کے پرشٹھ گھٹا دیے ہیں۔ اس روپ میں شاید اس سے زیادہ نقصان نہیں ہو۔ پھر بھی جھنجھٹ تو ہے ہی۔

'ہنس' کی تمہاری اسکیم ساہس چاہتی ہے اور جو اس وقت حالت ہے اس میں وہ اسکیم بڑی مشکل سے چلے گی۔ کاغذ والوں کے کافی روپے باقی ہیں۔ اور کوئی نئی چال چلنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ نئی اسکیم کے انوسار ترنت ہی 3000 روپے مہینے کا خرچ بڑھ جاتا ہے۔ پہلے سے پاٹھکوں کو کچھ کہا بھی نہیں گیا۔ اور ایک بار کے کہنے سے کوئی اثر بھی نہ پڑے گا۔ بار بار کہنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے اس 6 مہینوں میں تو ہمیں زمین تیار کرنی چاہیے۔ ابھی مجھے کوئی اسکیم پیش لرنے کا منہ بھی تو نہیں ہے۔ اکتوبر، نومبر کا سن ئیکت انک ابھی نہیں نکلا۔ آج 6 دسمبر بھی ہوگئی۔ ابھی 5.6 دن سے کم نہ لگیں گے۔ ایسی دِشا میں پاٹھکوں نے سہانوبھوتی یا سہیوگ کی بھاونا میں نہیں کرتا۔ آدھے وی. پی. کہیں لوٹ آدیں۔ بھئے تو یہ ہے۔ سارا دارومدار وی. پی. پر ہے۔ اگر اس سے کچھ بوجھ ہلکا ہوگا تو پھر ساہس بڑھے گا۔ دسمبر کا انک اسی مہینے میں نکل جائے گا۔ جنوری کا انک اَدِھک سے اَدِھک 10 تک نکال دینا چاہتا ہوں۔ یہ سب ہوجائے تو اپریل سے آکار بڑھانے کی بات چلے۔

مہاں بیر ابھی پٹنے میں ہی ہے۔ اُس نے پُستکوں کے آرڈر بھیجے تھے۔ پر سب باہر کی پُستکیں ہیں اور کتنی ہی یہاں ملتی بھی نہیں۔ اور ان پر کمیشن بھی بہت کم ملتا ہے۔ میں نے اُن سے پوچھا ہے کیا کمیشن دینے کا وچن دے چکے ہیں۔ جواب آنے پر پستکیں جمع کر کے بھیجی جائیں گی۔

'سیواسدن' کے وِشے میں تم نے پوچھا۔ بمبئی کی ایک کمپنی نے کچھ بات چیت کی تھی۔ اسی کا یہ طومار باندھ دیا۔ انھوں نے مجھے 750 روپیہ آفر بھی کیا تھا۔ میں نے 750 روپیہ ہی بہت غنیمت سمجھا۔ منظور کرلیا۔ لیکن روپے نہیں ملے۔

'کرم بھومی' کے انوواد کے 400 روپے ایک گجراتی پرکاشک سے طے ہوئے تھے۔ دیوالی کے بعد روپے بھیجنے کا وعدہ تھا۔ مگر وہ بھی چُپ سادھ گئے۔ دو خط بھی لکھے جواب ندارد۔

اور بھی کئی جگہ سے روپیہ ملنے کی آشا تھی۔ پر کہیں سے کوئی خبر نہیں ہے، اس سے کوئی Risky کام کرتے اور بھی ہچکتا ہوں۔

اور تو کوئی نئی بات نہیں ہے۔ سٹر پٹر چلا جاتا ہوں۔

تمھارا، دھنپت رائے

(540)

بنام مانک لعل جوشی

سرسوتی پریس بنارس شہر، 20 دسمبر 1933

جنابِ من!

آپ کا خط اور 'کومدی' کا شمارہ دونوں ملے۔ میرے اور 'کرم بھومی' کے متعلق جو مضمون چھپا ہے اسے میں پڑھ چکا ہوں۔ ہر مضمون نگار کو کسی بھی مصنف کو پسند یا ناپسند کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ اس سلسلے میں مجھے کچھ نہیں کہنا ہے۔ مسٹر کشن سنگھ کو شاید یہ خیال ہوگیا ہے کہ میں نے اپنے نام کے ساتھ 'اُپنیاس سمراٹ' کالقب خود جوڑا ہے حالانکہ مجھے اس لقب سے جتنی سخت نفرت ہے اُتنی کسی اور کو نہیں ہوگی۔ میں نے کبھی کسی کو مجھے اس نام سے پکارنے کے لیے ترغیب نہیں دی اور مجھے

نہیں معلوم کہ یہ لقب کس طرح میرے نام کے ساتھ وابستہ ہوگیا۔ اور اسے کیوں بار بار دہرایا جاتا ہے؟ موازنے ہمیشہ غیر منصفانہ اور ناگوار ثابت ہوتے ہیں۔ مسٹر کشن سنگھ کا یہ کہنا حق بجانب ہے کہ جو لوگ گالز ورردی Galsworthy اور ٹالسٹائے اور دوسرے بڑے ادیبوں سے میرا مقابلہ کرتے ہیں وہ یقیناً میرے ساتھ ناانصافی کرتے ہیں۔ مجھے اپنے متعلق اس طرح کی کوئی خوش فہمی نہیں ہے۔ لیکن اگر دوسرے اس طرح کی باتیں کریں تو انھیں میں کیسے روک سکتا ہوں؟

مسٹر کشن سنگھ کی رائے شاید دُرست ہو کہ میری اکثر کہانیاں دبی دبی سی ہوتی ہیں اور ان میں کوئی حسن نہیں ہوتا۔ شاید انھوں نے ترجمہ کے لیے جو کہانیاں منتخب کی ہوں وہ ایسی ہوں اس کے بارے میں میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو وکٹر ہیوگو اور ٹالسٹائے کو بھی گوارا نہیں کرسکتے۔ میں انکسار سے صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ اپنی صلاحیتوں کے مطابق جو کچھ لکھ سکتا تھا لکھا ہے۔ اس سے زیادہ میرا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔

مسٹر کشن سنگھ کا بڑا اعتراض یہ ہے کہ 'کرم بھومی' ایک قومی تحریک کے پس منظر میں لکھی گئی ہے۔ وہ شاید بھول گئے ہیں کہ دُنیا کی تقریباً تمام عظیم ناولوں کا ایک سماجی مقصد رہا ہے یا وہ کسی عظیم تحریک کے پس منظر میں لکھی گئی ہیں۔ ٹالسٹائے کے ناول 'وار اینڈ پیس' ہی کو لیجیے ماسکو پر نپولین کے حملہ کی تاریخ کے سوائے کیا ہے؟ لیکن ٹالسٹائے نے اپنے ناول کے صفحات سے اس جنگ کو زندۂ جاوید کردیا ہے۔ اُس نے کردار اور واقعات اس طرح پیش کیے ہیں کہ انسانی فطرت کے پوشیدہ گوشے سامنے آجاتے ہیں۔ ناول میں کرداروں کے ارتقاء کی سب سے زیادہ اہمیت ہے۔ اور اگر ناول نگار اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوجائے تو پھر اُسے نقاد کے قلم کا ڈر نہیں رہ جاتا۔ اگر مصنف لطیف و عمیق جذبات کی عکاسی کرے تو وہ مدّت مدید تک زندہ رہنے کا مستحق ہے۔ کیونکہ لطیف و عمیق انسانی احساسات ابدی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ مصنف کا پس منظر کیا ہے؟

کچھ عرصہ ہوا مسٹر آرڈکپاڈیا نے مجھے لکھا تھا کہ انھوں نے 'کومدی' میں میری

تحریروں کے متعلق ایک مضمون لکھا ہے۔ تعجب ہے کہ یہ مضمون نظر سے نہیں گزرا۔ کئی گجراتی دوستوں نے 'کرم بھومی' کی تعریف کی ہے۔ مراٹھی اخباروں نے بھی اچھے تبصرے کیے ہیں۔ 'کیسری' نے تو بہت تعریف کی ہے۔ میرے خیال میں ان لوگوں نے صرف میری خوشنودی کے لیے میری تعریف نہیں کی ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے شروع ہی میں کہا ہے کہ ہر شخص کو اپنی رائے لکھنے اور اسے ظاہر کرنے کا حق ہے۔ دُنیا کی کوئی اچھی تصنیف اعتراضات سے نہیں بچی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی گجراتی ادیب میرے ساتھ انصاف کرے گا اور مجھے بہتر طور پر گجراتی عوام کے سامنے پیش کرے گا۔ ہندی کے ایک دو اخباروں نے میرے خلاف ایک مہم شروع کردی ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ادبی حلقہ بھی ذاتی تعصبات کا شکار ہوگیا ہے۔ یہاں بھی پارٹیاں اور گروہ بندیاں ہیں۔ اگر آپ ایک پارٹی کے مداح ہیں تو یقین جانیے کہ دوسرا فریق آپ کو اس ممنوعہ میدان میں قدم رکھنے کی سزا دے گا۔ الہ آباد کے رسالہ 'سرسوتی' نے میرے خلاف ایک مضمون لکھا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر کشن سنگھ اس مضمون سے متاثر ہوئے ہیں۔ آپ 'کرم بھومی' کے ترجمہ کا کام مسٹر کشن سنگھ کو سونپ دیں شاید انھیں سکون حاصل ہوجائے۔ بالکل ممکن ہے کہ یہ کام نہ ملنے کی وجہ سے وہ خفا ہوگئے ہوں۔ اچھی تشہیر پر ہی کامیابی کا دارومدار ہے۔ اس لیے آپ کو ایسا انتظام کرنا چاہیے کہ جیسے ہی 'کرم بھومی' چھپ کر آئے۔ کئی رسالے اور ادیب اُس پر تبصرے کریں۔ اس طرح اس کی کامیابی یقینی ہے اور اس کا تجربہ تو خود آپ کو بھی ضرور ہوگا۔

مخلص، پریم چند

(541)

بنام اندر بساوڑا

بنارس، جنوری 1934

پریہ بھائی،

تمھاری پُستک مجھے بمبئی سے ملی۔ میں پڑھ چکا۔ مجھے بہت پسند آئی۔ سچ ہے

تمھارے دل میں اچھوتوں کے پرتی کتنا پریم بھرا ہے۔

کلا، کہانی، چرتر چترن سب درشٹی سے پُستک عام ہے۔

وِنیت، پریم چند

(542)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 9 جنوری 1934

بھائی جان، تسلیم

محبت نامہ ملا۔ میں آج ہی آپ کو لکھنے جارہا تھا۔ عزیز برج نرائن کی کامیابی پر تہِ دل سے مبارکباد۔ میں گزشتہ نومبر میں جس وقت لکھنؤ گیا ہوا تھا۔ تو میری ماسٹر کرپاشنکر صاحب سے ملاقات ہوئی تھی جو ڈاکٹر صاحب کے چچیرے بھائی ہیں۔ اس وقت انھوں نے کہا تھا کہ ڈاکٹر صاحب اپنی صاحبزادی کو بی. اے. تک لے جانا چاہتے ہیں۔ تب سے نہ میں لکھنؤ گیا۔ نہ موقع آیا۔ اب میں کنایتاً ماسٹر کرپاشنکر سے دریافت کرکے آپ سے عرض کروں گا۔ واہ آپ بھی کیا کہتے ہیں۔ میں اس طرح ذکر کروں گا جس پر کسی طرح کا گمان نہ ہو۔

میری حالت بدستور ہے۔ 'ہنس' کا کاشی نمبر تو آپ کو مل گیا ہے؟ آپ ذرا اس کی تنقید کروا دیجیے گا۔ اس نمبر پر میرے تقریباً بارہ سو روپے خرچ ہوگئے۔ چار سو روپے کا تو کاغذ لگ گیا۔ دو سو کے بلاک اور ساڑھے چار سو چھپائی۔ محصول ڈاک وغیرہ میں دو سو خرچ ہوگئے۔ خیال یہ تھا کہ اس نمبر سے پرچہ کی اشاعت میں معقول اضافہ ہوگا۔ اندازہ تھا کہ دو ڈھائی سو خریدار بڑھ جائیں گے مگر نتیجہ بالکل برعکس۔ پانچ سو وی. پی. گئے تھے ان میں تین سو واپس آگئے۔ دفتر میں خستہ حال رسالوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ سات سو روپے ملے مگر کاغذ والوں کے دو ہزار باقی تھے۔ بمشکل پانچ سو دے سکا۔ ڈیڑھ ہزار کاغذ کا باقی پڑا ہوا ہے۔ پس یوں سمجھ لیجیے کہ بدھیا بیٹھ گئی۔ بڑی کراری چیت پڑی چوندھیا گیا ہوں۔ لیڈر پریس والوں سے گفتگو کررہا ہوں کہ وہ

میرے سارے کاروبار کو اپنے میں شامل کرلیں۔ دو دفعہ رائے کرشن جی سے مل بھی چکا ہوں۔ ہمت پست ہوگئی ہے۔ اس چار سال میں دونوں رسالوں کے پیچھے چار ہزار سے زیادہ نقصان اٹھا چکا۔ محنت جو صرف کی وہ الگ، پریس کو جو خسارہ ہوا وہ الگ۔ بات یہ ہے کہ میں اس کام میں بلا سوچے سمجھے کود پڑا۔ جہاں سے روپیہ مل سکا وہ لگا دیا۔ بابو رگھوپت سہائے سے روپے لیے تھے۔ ابھی تک ان کے چار سو روپے مجھ پر آرہے ہیں۔ جس کا وہ سخت تقاضا کررہے ہیں۔ عجیب پریشانیوں میں مبتلا ہوں۔ اس لیے جس توجہ سے کام کرنا چاہیے وہ نہ دے سکا۔ گھر پر لٹریری کام کرتا ہی ہوں اس کام کو تفریح کے طور پر کرتا رہا۔ اور تفریح تو خرچ کی چیز ہے ہی۔ تجارت تو دل و جان دونوں چاہتی ہے۔ کئی بار جی میں آیا کہ آپ کو تکلیف دوں۔ لیکن محض اس خیال سے کہ آپ خود اپنی پریشانیوں میں مبتلا ہوں۔ جرأت نہ ہوئی۔ لیکن اب اپنے وسائل کی آخری سیڑھی پر ہوں اور مجھے انتہائی مجبوری کی حالت میں لکھنا پڑتا ہے کہ میری ضرورت کو اتنا ہی شدید سمجھیے۔ جتنا آپ خود اپنی ضرورت کو سمجھتے ہیں۔ آئندہ اکتوبر میں آپ روپے دیں گے ہی۔ اگر جنوری فروری میں پانچ سو روپے ہی دے سکیں تو میں شرمندگی سے بچ جاؤں۔ باقی اکتوبر میں دے دیجیے گا۔ آپ اس حالت میں ہیں کہ آپ کچھ انتظام کرسکتے ہیں کہ آپ کا کریڈٹ اب بدرجہا زیادہ ہوگیا ہے۔ میرا کہیں کریڈٹ نہیں۔ مجھ پر تو چرنجی لال کی ڈگری ہوچکی ہے۔ جس کی اطلاع میں دے چکا ہوں۔ اسی کاشی نمبر پر ٹالتا آتا تھا۔ مگر وہ نمبر آیا اور نکل گیا۔ مگر روپوں کی بارش تو کیا اوس بھی نہ ٹپکی۔ کل ملاکر غالباً ایک ہزار سے زائد کا معاملہ ہے۔ اگر اس وقت نصف بھی مل جاتا تو چار پانچ مہینے کے لیے مہلت مل جاتی۔ اس درمیان میں شاید لیڈر پریس سے معاملہ ہوجائے۔ مگر اس حالت میں بھی تو مجھے اپنے مطالبات ادا کرنے ہی پڑیں گے۔ میں یہ نہیں مان سکتا کہ آپ میری مدد کرنا چاہیں، تو نہ کرسکیں۔ ہاں میری ضرورت کو محسوس ہی نہ کریں تو دوسری بات ہے۔

اور کیا عرض کروں۔ بیٹی یہیں ہے۔ دسمبر کی چھٹیوں میں اس کا شوہر آیا تھا۔ مگر ہم لوگوں نے اسے رخصت نہیں کیا۔ غالباً مارچ میں جائے گی۔ بڑے صاحبزادے

اب کی ایف.اے. کا امتحان دے رہے ہیں۔ لیکن اوسط درجہ میں ہیں۔ ذہانت کی کوئی خاص علامت نظر نہیں آتی۔ چھوٹا زیادہ ذہین ہے۔ مگر ابھی آٹھویں میں ہے۔ آپ لڑکیوں کے اعتبار سے پدرریت کے جس درجہ میں ہیں۔ میں لڑکوں کے اعتبار سے اسی درجہ میں ہوں۔ اس وقت مجھے ان خرخشوں سے نجات مل جانا چاہیے تھا تاکہ کسی گوشہ میں بہ اطمینان پڑا ہوا کچھ لکھا پڑھا کرتا۔ مگر یہاں ابھی بچے پال رہا ہوں۔ جو کام چالیس کی عمر میں ہونا چاہیے تھا وہ اب پچپن سالے میں ہورہا ہے۔ جب آدمی پنشنر ہوجاتا ہے۔

امید ہے آپ میری داستانِ غم پر آنسو کی دو ننھی بوندیں گرادیں گے۔

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ دانت وانت میں درد نہیں ہورہا ہے اور بچے خوش ہیں۔

احقر، دھنپت رائے

(543)

بنام بنارسی داس چترویدی

دفتر 'جاگرن'، بنارس، 18 جنوری 1934

محترم بنارسی داس جی، شکریہ

وہ اقتباس میں نے 'جاگرن' میں دے دیا ہے اور پرسوں سنیچر کو شائع ہوجائے گا۔ کیا آپ نے وہ مضمون دیکھا جو میں نے مسٹر نرمل کے جواب میں 'جاگرن' میں شائع کیا تھا۔ جس وقت بابو شیوپوجن سہائے پندرہ روزہ 'جاگرن' نکالتے تھے جاگرن سے میرا کچھ اختلاف ہوگیا تھا۔ پنڈت نند دُلارے باجپئی نے کچھ لکھا تھا اور یہ اختلاف اس سلسلہ میں پیدا ہوا تھا۔ اُس وقت مسٹر نرمل نے 'جاگرن' میں اشاعت کے لیے ایک مضمون لکھا تھا جس میں انھوں نے میری تصنیفات کا مذاق اڑاتے ہوئے مجھے مشورہ دیا تھا کہ میں مزید لکھنا بند کردوں کیونکہ میں فرسودہ قسم کا آدمی ہوں۔ اور میرا دَور گزر چکاہے۔ شیوپوجن سہائے نے یہ مضمون شائع نہیں کیا تھا۔ بعد میں 'جاگرن' جب

میرے ہاتھ میں آیا تو ان ہی نرمل صاحب نے اپنے ایک مضمون میں مجھے آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ میں نے وہ مضمون شائع کردیا۔ اس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ حضرت کس قسم کے انسان واقع ہوئے ہیں۔ انھوں نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میں برہمنوں کے طبقہ کا مذاق اڑاتا ہوں جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں نے نام نہاد پجاریوں، مہنتوں اور مذہبی آوارہ گردوں کی مکاریوں کا مذاق اڑایا تھا۔ نرمل صاحب ایسے لوگوں کو برہمن کہتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ ایسے لوگوں سے شریف اور معزز برہمنوں کی کس قدر بدنامی ہوتی ہے۔ میرے نزدیک برہمن وہ ہے جو سیوا اور تیاگ کو اپنا شیوہ بنائے خواہ وہ کسی ذات میں پیدا ہوا ہو میں ان پجاریوں اور پنڈتوں کے جو تصنع اور اندھی اصول پرستی کو اپنا شعار بناکر سادہ لوح ہندوؤں کے عقائد سے کھیلتے ہیں۔ ہندو سماج پر ایک لعنت سمجھتا ہوں اور میرے خیال میں یہی لوگ ہمارے زوال کا سبب ہیں۔ ایسے لوگ مذاق اڑائے جانے ہی کے مستحق ہیں۔ اور میں نے یہی کیا ہے۔ مسٹر نرمل اور ان پنڈوں اور مہنتوں کی تمام کمزوریوں سے آلودہ ہیں اور ہم جیسے لوگوں کو کوستے ہیں جو ایک بہتر نظامِ زندگی وجود میں لانے کی کوشش کررہے ہیں۔

میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کس معاملہ میں ثالثی کرنے والے ہیں۔ اور میرے خلاف کیا الزامات ہیں؟ کیا یہ معاملہ ان ہی کہانیوں سے متعلق تو نہیں جن میں مَیں نے ان مکاّر لوگوں کا مذاق اڑایا تھا۔ آپ ان کہانیوں کو ضرور پڑھیے۔ کہانیاں بہت زیادہ نہیں ہیں۔ مذاق اڑانے کے لیے مبالغہ ضروری ہے اور میں نے یہی کیا ہے۔ یہ اچھے مزاح کی مثال ہے جس میں بغض، عداوت یا نفرت کا نام بھی نہیں ہے۔

میرا کام کچھ اچھا نہیں چل رہا ہے۔ اس سال کوئی دو ہزار روپیہ کا گھاٹا رہا جس سے میری ہمت بالکل ٹوٹ گئی ہے۔ میں اس پریس اور اشاعت کے کام کو 'لیڈر' پریس کے حوالے کرنے کے لیے بات چیت کررہا ہوں۔ دیکھیے کیا ہوتا ہے۔

امید ہے کہ آپ اچھے ہوں گے۔

آپ کا مخلص، دھنپت رائے

(544)

بنام اُوشا دیوی

بنارس سٹی، 22 جنوری 1934

پریہ اوشا،

تمھارا پتر ملا۔ پڑھ کر پرسنّ ہوا۔

'پیو کہاں' دسمبر کے 'ہنس' میں نکل گئی۔ اس کی ایک پرتی بھیجی جا رہی ہے۔

مجھے آشا ہے کبھی کبھی اسی طرح دَیا کرتی رہوگی۔

'پیو کہاں' کے درِشیہ بڑے ہی سُندر تھے۔

شبھاکانچھی، پریم چند

(545)

بنام اپیندر ناتھ اشکؔ

سرسوتی پریس، کاشی، 14 فروری 1934

پریہ اپیندر ناتھ جی، آشیرواد

ایک مدت کے بعد تمھارا خط ملا جسے پڑھ کر دُونی چنتا پیدا ہوگئی۔ لیکھکوں کے لیے یہ بڑی آزمائش کا زمانہ ہے۔ خاص کر جب صحت خراب ہوجائے۔ ہندی میں اخباروں کی حالت اردو سے بہتر نہیں ہے۔ میں خود دو اخبار نکال رہا ہوں اور دونوں میں برابر گھاٹا آرہا ہے یہاں تک کہ اب جی بے زار ہوگیا ہے۔ چاہتاہوں کہ کسی طرح خوب صورتی سے نجات پاجاؤں۔ آپ کو میں اس کے سوا اور کیا مشورہ دے سکتا ہوں کہ دس پانچ افسانے ہندی میں نکل جانے دیجیے۔ اس کے بعد غالبًا آپ سے ایڈیٹر صاحبان افسانے مانگنے لگیں گے۔ اور شاید کچھ ملنے بھی لگے۔ مگر حالت نہایت حوصلہ پست کرنے والی ہے۔ بک سیلروں کا تجربہ آپ کو جیسا کڑوا ہو اس سے زیادہ

کڑوا مجھے ہورہا ہے۔ وہ تیرتھ رام میرے ڈیڑھ سو روپے دبائے بیٹھا ہے، پچاس روپیہ محض اخبارات کے اس کے ذمہ نکلتے ہیں۔ مگر دینے کا نام نہیں لیتا۔ اک دوسرا بک سیلر لاہور ہی میں میرے قریب سات سو روپے ہضم کرنا چاہتا ہے۔ اخبارات کا یہ حال ہے اور بک سیلروں کا یہ حال۔ بیچارا لیکھک کیا کرے۔ میں نے تمھارا افسانہ 'ہنس' میں دے دیا ہے۔ کہیں کہیں زبان کی اصلاح کرنی پڑی مگر دس پانچ افسانے نکلے بغیر کتاب کے نکلنے میں دقت ہوگی اور کیا لکھوں۔ ہنس سے تمھاری جو کچھ امداد ہوسکتی ہے اس کے لیے حاضر ہوں۔

شُبھ آکانکشی، پریم چند

(546)

بنام ایڈیٹر 'نیرنگِ خیال'

سرسوتی پریس، بنارس، فروری 1934

میرے قصے اکثر کسی نہ کسی مشاہدہ یا تجربہ پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس میں میں ڈرامائی کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہوں مگر محض واقعہ کے اظہار کے لیے میں کہانیاں نہیں لکھتا۔ میں اس میں کسی فلسفیانہ یا جذباتی حقیقت کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ جب تک اس قسم کی کوئی بنیاد نہیں ملتی میرا قلم ہی نہیں اٹھتا۔ زمین تیار ہونے پر میں کریکٹروں کی تخلیق کرتا ہوں۔ بعض اوقات تاریخ کے مطالعہ سے بھی پلاٹ مل جاتے ہیں۔ لیکن کوئی واقعہ افسانہ نہیں ہوتا تاوقتیکہ وہ کسی نفسیاتی حقیقت کا اظہار نہ کرے۔

میں جب تک کوئی افسانہ اول سے آخر تک ذہن میں نہ جمالوں، لکھنے نہیں بیٹھتا۔ کیرکٹروں کا اختراع اس اعتبار سے کرتا ہوں کہ اس افسانے کے حسبِ حال ہوں۔ میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ افسانے کی بنیاد کسی پُرلطف واقعہ پر رکھوں۔ اگر افسانے میں نفسیاتی کلائمکس موجود ہوں تو خواہ مخواہ وہ کسی واقعہ سے تعلق رکھتا ہو میں اس کی پروانہ نہیں کرتا۔ ابھی میں نے ہندی میں ایک افسانہ لکھا ہے جس کا نام ہے 'دل کی رانی'۔ میں نے تاریخ اسلام میں تیمور کی زندگی کا ایک واقعہ پڑھا تھا جس

میں حمیدہ بیگم سے اس کی شادی کا ذکر ہے۔ مجھے فوراً اس تاریخی واقعہ کے ڈرامائی پہلو کا خیال آیا۔ تاریخ میں کلائمکس کیسے پیدا ہو۔ اس کی فکر ہوئی۔ حمیدہ بیگم نے بچپن میں اپنے باپ سے فنِ حرب کی تعلیم پائی تھی اور میدانِ جنگ میں کچھ تجربہ بھی حاصل کیا تھا۔ تیمور نے ہزارہا ترکوں کو قتل کردیا تھا۔ ایسے دشمنِ قوم سے ایک ترک عورت کس طرح مانوس ہوئی؟ یہ عقیدہ حل ہونے سے کلائمکس نکل آتا تھا۔ تیمور وجیہہ نہ تھا۔ اس لیے ضرورت ہوئی کہ اس میں ایسے اخلاقی اور جذباتی محاسن پیدا کیے جائیں جو ایک عالی نفس خاتون کو اس کی طرف مائل کرسکیں۔ اس طرح وہ قصہ تیار ہوگیا۔

کبھی کبھی سنے سنائے واقعات ایسے ہوتے ہیں کہ ان پر افسانہ کی بنیاد آسانی سے رکھی جاسکتی ہے۔ لیکن کوئی واقعہ محض لچھے دار اور چست عبارت میں لکھنے اور انشاپردازانہ کمالات کی بنا پر افسانہ نہیں ہوتا۔ میں ان میں کلائمکس لازمی چیز سمجھتا ہوں اور وہ بھی نفسیاتی۔ یہ بھی ضروری ہے کہ افسانے کے مدارج اس طرح قائم کیے جائیں کہ کلائمکس قریب تر آتا جائے۔ جب کوئی ایسا موقع آجاتا ہے جہاں ذرا طبیعت پر زور ڈال کر ادبی یا شاعرانہ کیفیت پیدا کی جاسکتی ہے تو میں اس موقع سے ضرور فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ یہی کیفیت افسانہ کی روح ہے۔

میں سست رفتار بھی ہوں۔ مہینے بھر میں شاید میں نے دو افسانوں سے زائد نہیں لکھے۔ بعض اوقات تو مہینوں کوئی افسانہ نہیں لکھتا۔ واقعہ اور کیریکٹر تو سب مل جاتے ہیں۔ لیکن نفسیاتی بنیاد بمشکل ملتی ہے۔ یہ مسئلہ حل ہوجانے پر افسانہ لکھنے میں دیر نہیں لگتی۔ مگر ان چند سطور سے افسانہ نویسی کے حقائق نہیں بیان کرسکتا۔ یہ ایک ذہنی امر ہے۔ سیکھنے سے بھی لوگ افسانہ نویس بن جاتے ہیں۔ لیکن شاعری کی طرح اس کے لیے بھی اور ادب کے ہر شعبہ کے لیے کچھ فطری مناسبت ضروری ہے۔ فطرت آپ سے پلاٹ بناتی ہے۔ ڈرامائی کیفیت پیدا کرتی ہے، تاثیر لاتی ہے، ادبی خوبیاں جمع کرتی ہیں۔ نادانستہ طور پر آپ ہی آپ سب کچھ ہوتا رہتا ہے۔ ہاں قصہ ختم ہوجانے کے بعد میں اسے خود پڑھتا ہوں۔ اگر اس میں مجھے کچھ ندرت، کچھ جدت، کچھ حقیقت کی تازگی، کچھ حرکت پیدا کرنے کی قوت کا احساس پیدا ہوتا ہے تو میں اسے کامیاب افسانہ

سمجھتا ہوں ورنہ سمجھتا ہوں فیل ہوگیا۔ حالانکہ فیل اور پاس دونوں افسانے شائع ہوجاتے ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جس افسانے کو میں نے فیل سمجھا تھا اُسے احباب نے بہت زیادہ پسند کیا اس لیے میں اپنے معیار پر زیادہ اعتبار نہیں کرتا۔

پریم چند

(547)

بنام جینندر کمار

'جاگرن' آفس، 14-2-1934

پریہ جینندر،

نہیں جانتا۔ تم سے کن شبدوں میں چھما مانگوں۔ اور اپنی چُپی کا کیا بہانہ کروں۔ کاشی انک نکلا۔ 400 وی پی گئے 175 وصول ہوئے، 225 واپس آئے۔ بس بدھیا بیٹھ گئی۔ میرا اندازہ تھا کہ 300 وی.پی. ضرور وصول ہوں گے۔ اس واپسی کا نتیجہ یہ کہ کاغذ والے کو 1300 روپے میں کل تین سو دے سکا۔ ایک ہزار روپے اس کے سر پر سوار ہیں۔ جو جو باتیں سوچی تھیں وہ سب غائب ہوگئیں۔ ایسی مالی حالت میں کیا کوئی پروگرام باندھوں؟ کیا کروں؟ تمھیں معلوم ہوگا کہ کچھ دنوں سے لیڈر پریس والوں سے اس سارے سنکٹ کو مٹا دینے کا پرستاؤ تھا۔ بیچ میں وہ پرستاؤ استھگِت کردیا تھا۔ پر جب ایسی پرستھتی آپڑی ہے تو اب اس کے سوا کوئی راہ نہیں کہ کس طرح اس جھگڑے سے گلا چھڑاکر بھاگ نکلوں۔ لیڈر کو ایک پرستاؤ لکھ بھیجا ہے۔ وہ یہاں 18 کو آنے والے ہیں۔ آشا کرتاہوں کہ اس دن یہ معاملہ طے ہوجائے گا۔ پہلے ارادہ تھا 'ہنس' انھیں دے دوں اور پریس چلاتا رہوں۔ لیکن وِپتّی کی جڑ تو یہ پریس ہے۔ نہ جانے کس بُری ساعت میں اس کی بنیاد پڑی تھی۔ 10 ہزار روپے اور گیارہ سال کی محنت اور پریشانی اکارت گئی۔ اس پریس کے پیچھے کتنے متروں سے بُرا بنا۔ کتنوں سے وعدہ خلافی کی۔ کتنا بہومولیہ سَمے جو لکھنے پڑھنے میں کٹتا، بیکار پروف دیکھنے میں کاٹا۔ میری زندگی کی یہ سب سے بڑی غلطی ہے۔

مہاویر پرساد نے کچھ کتابیں بیچیں۔ 130 روپے لائے تھے۔ پھر پٹنہ واپس گئے۔ اور اِدھر کچھ حال احوال نہیں لکھا۔ معلوم ہوا کہ ریلیف کے کام میں شریک ہیں۔ 300 کی نئی کتابیں بک سیلروں کو دے چکے ہیں۔ وصول کر پاتے ہیں یا وہ بھی ڈوبتا ہے رام جانے۔

لاہور میں میرے لگ بھگ 1000 اردو کتابوں کے باقی تھے۔ برسوں کے تقاضے کے بعد اب معلوم ہوا کہ ان سے روپے وصول نہیں ہوسکتے۔ نالش کرنے پر شاید کچھ نکلے۔

ایک خوشخبری یہی ہے کہ سیواسدن کا فلم ہورہا ہے۔ اس پر مجھے 750 روپے ملے۔ اگر اس تنگی میں بھی روپے نہ مل جاتے تو نہ جانے کیا دَشا ہوتی۔ ایشور ہی جانے۔ لیکن تنگی میں جب کوئی رقم ہاتھ آجاتی ہے تو وہ ساری ضرورتیں جو مُنہ دبائے پڑی تھیں، یکایک چیخ مارنے لگتی ہیں۔ کسی کے پاس کپڑے نہیں ہیں، کسی کے پاس جوتے نہیں ہیں۔ فلاں کی لڑکی کی شادی کے لیے کچھ دینا چاہیے۔ غرض وہ روپے دو چار دن میں ہوا ہوجاتے ہیں۔ وہی یہاں ہورہا ہے۔ اسی میں تمھارا بھی تھوڑا سا حصہ ہے۔ لیڈر سے اگر بات چیت طے ہوگئی تو میں پرستاؤ کروں گا۔ کہ وہ تمھیں ہنس کا ایڈیٹر بنادیں۔ وہ لوگ اسے زیادہ شان کے ساتھ نکال سکیں گے اور تمھیں اپنے وِچاروں کا کاریہ روپ میں لانے کا اَوسر مِل جائے گا اور میں ایکانت میں بیٹھ کر کچھ تھوڑا بہت لِکھ لیا کروں گا۔ اس جھمیلے میں تو لکھنا ایک طرح سے بند ہی ہوگیا ہے۔ تب تمھاری پستکیں جھٹ سے نکلیں گی اور ان پر رائنٹی ملے گی۔

اور کیا لکھوں۔ 12 دن بمبئی رہا۔ پریمی جی سے مِلا۔ ان کے یہاں بھوجن کیا۔ بے چارے بہت بیمار تھے۔ مر کر جیے۔ اب بھی بہت کمزور ہیں۔ اس کے بعد جو پتر لکھوں گا اس میں یہاں کے Development کا پورا برتانت ہوگا۔ بھونیشور جی خوب لکھتے ہیں۔ اور ساہتیہ کے رسک ہیں۔

تمھارا، دھنپت رائے

(548)

بنام جینندر کمار

'ہنس'، آفس، سرسوتی پریس، بنارس سٹی

16-4-1934

پریہ جینندر،

پتر لکھنے ہی جارہا تھا کہ تمھارا خط مل گیا۔ میں نے .... جی کو پتر لکھا تھا اور جس روپ میں انھوں نے اسکیم کو میرے سامنے رکھا تھا وہ مجھے اس وجہ سے پسند آئی تھی کہ اس میں .... کی کوئی پریشانی نہیں تھی۔ جما جمایا کام تھا۔ کیول ذمہ داری میرے سر سے ہٹ جاتی تھی۔ لیکن ان کا جو جواب آیا ہے وہ کچھ سنتوش کے لائق نہیں ہے۔ خیر، میں تو اس کام سے تنگ آگیا ہوں۔ اور کوئی سہیوگی کھوج رہا ہوں۔ کیول ساہتیک سہیوگی نہیں۔ بلکہ کاروباری سہیوگی بھی۔ اگر تمھارا ساہتیک اور کسی بزنس مین کا کاروباری سہیوگ پراپت ہوجائے تو میں اپنے سر سے بوجھ ٹال کر ہٹ جاؤں۔ اگر واتسائن جی بھی مل جائیں تو اور بھی اچھا۔ ڈرتا یہی ہوں کہ یہاں سے بھاگ کر دہلی پہنچوں اور وہاں پھر یہی رونا رہے تو افسوس ہو کہ ناحق آئے۔

دیش بندھو جی والے پروپوزل کو کیوں تم نے اسویکار کردیا۔ اگر پکے (کاغذ) کے شرطوں پر کام کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمیں دھوکا ہو۔ کسی کی Personality سے کیوں جھجھک؟ ہمیں تو کام کرنے کے لیے سہیوگ چاہیے۔ وہ جہاں سے بھی ملے۔ اسے لے لو۔ دیش بندھو بزنس مین ہیں۔ اس میں تو سندیہہ ہے ہی نہیں۔

لیڈر والوں نے ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا۔ یہی 20 تاریخ ان کے فیصلے کی ہے۔ اگر ڈائریکٹروں نے انوکول رائے دی تو کام ہوجائے گا۔ اسی لیے ابھی تک اپریل کا 'ہنس' پریس میں نہیں دیا۔ ان کا جواب مل جانے پر 'ہنس' پریس میں جائے گا۔

علی گڈھ میں دعوتیں کھانے کے سوائے اور کچھ نہ ہوا۔ ہماری اسکیم کو لوگوں نے پسند تو بہت کیا مگر ان دِنوں یونیورسٹی بند تھی اور اولڈ بوائز ایسوسی ایشن (Old

(Boys Association کے جلسے ہورہے تھے۔ اس سے کچھ بولنے کا اُوسر نہ ملا۔ ہاں ان لوگوں نے جس طرح میرا سواگت کیا۔ اس سے میرا چت بہت پرسنّ ہوا۔ مجھے آشچریہ ہوا کہ وہاں کتنی ہی مسلم لڑکیاں پردہ نہیں کرتیں اور وہ سب میری نئی سے نئی اردو پرکاشِت کتاب 'غبن' پڑھ چکی تھیں۔ میں نے پلاؤ اور گوشت کھایا۔ انھیں کے دسترخوان پر۔ اور یہاں آکر دو تین دن Nux Vomica کھانا پڑا۔

اور کیا لکھوں۔ کام چلا جارہا ہے۔ 'ہنس' کے لیے کچھ لکھ بھیجو۔ اگر یہاں سے نکلا تو دے دوں گا۔ پریاگ نکلا تو وہاں بھیج دوں گا۔

مہاویر پرشاد کا کوئی پتر نہیں آیا۔ چار مہینے ہوگئے۔ کئی سو کی پستکیں اِدھر اُدھر ڈال دی ہیں۔ نہ کچھ پتہ لکھا کہ یاددہانی کرتا۔ کچھ کتابیں پٹنے میں ڈال دی ہیں۔ کچھ کہیں کچھ کہیں۔ انھیں کتابوں کے لیے پٹنہ سے یہاں آئے تھے۔ یہاں سے پریاگ گئے تھے۔ پھر پٹنے گئے تھے۔

جلدی جلدی کتابیں جمع کیں۔ لیکن وہ خاموش ہوگئے۔ ریلیف ورک تو بہت اچھا ہے۔ لیکن کچھ اپنی ذمہ داری کا خیال بھی تو ہونا چاہیے۔ میرے روپے 'چاند' پر آتے ہیں۔ کچھ ان سے تقاضا کرتا۔ لیکن اب الٹے میں ان کا دیندار ہوں۔ تم انھیں ایک پتر لکھ کر تاکید کردو کہ جو پستکیں نہ بک سکی ہوں ان کا حساب لکھ بھیجیں۔ حساب بڑا گول مال ہے۔ 300 روپے سے اوپر کی پستکیں ان کے پاس ہوں گی۔ آشا تھی کچھ ادھر سے آئے گا تو کاغذ کا بل کم ہوگا مگر وِپریتھ۔

لاجپت رائے کو میں نے خط لکھا۔ اس نے جواب نہیں دیا۔ میں نے یہاں تک لکھا تھا کہ تھوڑا تھوڑا دے دو لیکن جب کوئی پتروں کا جواب ہی نہ دے تو کیا کیا جائے۔ اگر تم جاؤ تو پتر دکھا کر ان سے صاف صاف جواب لینا۔ وہ کس طرح صفائی چاہتے ہیں۔ 800 روپے کا معاملہ ہے، یہاں میرے سر پر قرض ہے۔ اور وہاں ایک ایک آسامی اتنی اتنی رقمیں دبائے بیٹھے ہیں۔ کیا وہ یہی چاہتا ہے کہ ہم لوگ عدالت میں آمنے سامنے کھڑے ہوں۔ بھلا آدمی خط کا جواب نہیں دیتا۔ مجبور ہوکر رجسٹرڈ

نوٹس دینا پڑے گا۔ شیش کشل

تمھارا، دھنپت رائے

(549)

بنام جینندر کمار

'ہنس' آفس، 30-4-1934

پریہ جینندر،

تمھارا پتر ایسے انتظار کی حالت میں ملا۔ تم سے صلاح کرنے کی ایک خاص ضرورت آپڑی ہے۔ ابھی نہ بتاؤں گا جب آؤگے تبھی اس وِشے میں باتیں ہوں گی مگر اب تمھیں کیول Suspense کی حالت میں رکھوں۔ بمبئی کی ایک فلم کمپنی مجھے بلا رہی ہے۔ ویتن کی بات نہیں۔ کنٹریکٹ کی بات ہے۔ 8000 روپے سال میں اس اوستھا کو پہنچ گیا ہوں جب میرے لیے ہاں کے سوا کوئی اُپائے نہیں رہ گیا کہ یا تو وہاں چلا جاؤں یا اپنے اُپنیاس کو بازار میں بیچوں۔ میں اِس وِشے میں تمھاری رائے ضروری سمجھتا ہوں۔ کمپنی والے حاضری کی کوئی قید نہیں رکھتے۔ میں جو چاہے لکھوں۔ ان کے لیے چار پانچ سینیریو تیار کردوں۔ میں سوچتا ہوں کیوں نہ ایک سال کے لیے چلا جاؤں۔ وہاں سال بھر رہنے کے بعد کچھ ایسا کنٹریکٹ کرلوں گا کہ میں یہیں بیٹھے بیٹھے تین چار کہانیاں لکھ دیا کروں اور چار پانچ ہزارروپیہ مل جایا کریں۔ اس سے 'جاگرن' اور 'ہنس' دونوں مزے سے چلیں گے۔ اور پیسوں کا سنکٹ کٹ جائے گا۔ پھر ہماری دونوں کی چیزیں دھڑلّے سے نکلیں گی۔ لیکن تم یہاں آجاؤگے تو قطعی رائے ہوگی۔ ابھی تو من دوڑا رہا ہے۔

تمھاری اسکیم مجھے بالکل پسند ہے۔ خوب پسند ہے۔ خوب پسند ہے۔ لیڈر سے جواب مل گیا۔ وہ لوگ ہندی کام کو نہیں بڑھانا چاہتے۔ ان کے جواب کے انتظار میں اپریل کا 'ہنس' 22 تک رکا رہا۔ 28 کو جواب ملا۔ تب لیکھ جٹائے گئے اور اب اپریل اور مئی کا 'ہنس' ایک ساتھ چھپ کر 15 اور 20 مئی تک روانہ ہوگا۔

لیڈر والوں سے بات چیت اسی آدھار پر تھی کہ 'ہنس' کا اور پستکوں کا مولیہ جوڑ لیا جائے اور اتنے حصے مجھے لیڈر کمپنی میں مل جائیں۔ 'ہنس' کے لیے میں نے دو ہزار مانگے تھے۔ حالانکہ اس پر میں چار ہزار سے زیادہ بھینٹ کرچکا ہوں۔ پستکوں کا معاملہ صاف ہے۔ پستکوں کی اصلی لاگت نکال لی جائے۔ 'جاگرن' کو چلانا منظور ہو تو اسے چلایا جائے۔ اچھا سوشلسٹ پتر بنا دیا جائے۔ رہا یہ پریس۔ یہاں رہے یا کہیں اور مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ ہاں کام ایسے ہاتھوں میں ہو جو نِرے Dreamers نہ ہوں۔ جیسا میں ہوں اور تم ہو بلکہ کچھ وِیوسائیک بُدھی بھی رکھتے ہوں۔ کاشی میں بھی سُمجھتا ہے کیونکہ پریس چلا چلایا ہے۔ یہاں لوگوں سے بڑی آسانی سے سہیوگ مل سکتا ہے۔ کچھ بندھے بندھائے گاہک بھی ہیں۔ سمبھَو ہے دَھن آتے دیکھ کر یہاں کچھ لوگ بھی روپے لگانے پر تیار ہوجائیں۔ اگر ہم تین آدمی اور کرشن چندر جی ہی مل جائیں تو کیا کہنا۔ میں ہر طرح سے سہیوگ دینے کو تیار ہوں۔ شیش کُشل ہے۔ بچے مزے میں ہیں۔

بچوں کو آشیرواد،

تمھارا، دھنپت رائے

(550)

بنام اُوشا دیوی

بنارس، 14 مئی 1934

پریہ دیوی جی،

'پتھک' کے لیے دھنیہ واد۔ پڑھ لیا۔ سندر ہے۔

سنگرہ کے لیے کیا کہانیاں کافی ہوگئی ہیں؟ اگر کوئی پرکاشک تیار ہوجائے تو بڑا سُندر۔

شُبھ ابھیلاشی، پریم چند

(551)

بنام جینندر کمار

سرسوتی پریس، 8-5-1934

پریہ جینندر،

بھلے آدمی مکان چھوڑا تھا تو ڈاکیے سے اتنا تو کہہ دیا ہوتا کہ میری چٹھیاں فلاں پتے پر بھیج دینا۔ بس بوریا بقچہ سنبھال اور چل کھڑے ہوئے۔ میں نے تمھارے جواب میں ایک بڑا سا Detailed خط لکھا تھا۔ وہ شاید مردہ چٹھیوں کے دفتر میں پڑا ہوگا۔ لیڈر والوں سے سودا ٹھیک نہیں ہوا۔ وہ لوگ ہندی کا کام لابھ کی بات نہیں سمجھتے۔ اور کاروبار بڑھانا نہیں چاہتے۔ 'ہنس' کو روکے رہا۔ مگر اب اپریل اور مئی کا (سنیکت انک) نکل رہا ہے۔ تمھاری کہانی کا انتظار ہے۔

میں واتسائن جی کے پرستاؤ کو دل سے سُویکار کرتا ہوں۔ اگر 5000 روپے اور واتسائن جی اور تم آملو تو بہت بڑا کام ہوجائے گا۔ میں ہر طرح سے تیار ہوں۔ یہی چاہتا ہوں کہ جو کام شروع کیا گیا ہے وہ بند نہ ہو۔ اس کی اُپیوگتا بڑھے اور وہ ایک سنستھا بن جاوے۔ تم نے آنے کی بات لکھی تھی۔ بہت ضروری ہے۔ لکھا پڑھی سے طے نہ ہوگی۔ میری طرف سے بالکل ہچک نہیں ہے۔ ہاں اگر کاشی سے کام چلے تو کئی طرح سُبھیتا ہے۔ یہاں پریس چلا چلایا ہے۔ کچھ پتروں کا پرچار بڑھ جائے اور آمدنی زیادہ ہوجائے تو پریس کو باہری کام کرنے کی زیادہ فرصت ہی نہ رہے گی اور پریس کو بڑھانا پڑے گا۔ 'ہنس' اگر 2000 چھپے اور 'جاگرن' چار ہزار (4000) تو پریس کو اور کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں۔ اپنی کتابیں سال بھر میں 50, 60 فارم چھاپ لے گا۔ ہاں بجلی لگا دی جائے تو زیادہ کام ہوسکے گا۔ یہاں سہوگ بھی مل سکتا ہے۔ بس ایک Private Limited Company بنا لو۔ ہم تینوں اپنے اپنے حصے کا کام کریں۔ اَوستھا انوسار کام بانٹ دو۔ میں اس میں جیت میں رہوں گا۔ آؤ۔ جلد۔ لیکن کچھ نشچے ہوگیا ہو تب۔ مفت میں کرایہ دینے کے پکش میں مَیں نہیں ہوں۔ ملاقات تو پتروں سے

ہی ہو جاتی ہے۔ اور پتر نہ بھی آئے تو بھی میں تمھیں اپنے سَمیپ پاتا ہوں۔

مجھے ایک بمبئی کی کمپنی بلا رہی ہے۔ کیا صلاح ہے؟ مجھے تو کوئی ہرج نہیں معلوم ہوتا۔ گر ویتن 7، 8 سو ملے۔ سال دو سال کرکے چلا آؤں گا۔ مگر ابھی مَیں نے جواب نہیں دیا ہے۔ اس کے دو تار آچکے ہیں۔ پرساد جی کی صلاح ہے آپ بمبئی نہ جائیں۔ تمھاری بھی اگر یہی رائے ہے تو میں نہ جاؤں گا۔ جوہری جی کہتے ہیں ضرور جایئے۔ چرِ سنگنی درِدرتا بھی کہتی ہے چلو۔ جیون کا یہ بھی ایک انوبھو ہے۔

مہاویر کا کوئی پتہ نہیں۔ ایک بمبئی کے سجن بھی .... سے یہاں آئے تھے۔ مہاویر سے ان کا سمپرک رہتا تھا۔ وہ تو ان سے کچھ Impressed نہیں ہوئے۔

مجھے کل بخار آگیا۔ آج بھی تھوڑا ہے۔ مگر یوں چنگا ہوں۔ چنتا کی بات نہیں۔

اور تو کوئی نئی بات نہیں۔ .... نے صلاح مشورہ اس معاملے کو طول دیا۔ خیر تمھاری .... مجھے پسند آئی۔

تمھارا، دھنپت رائے

(552)

بنام شیورانی دیوی

کاشی

پریہ رانی،

میں تمھیں چھوڑ کر کاشی آیا مگر یہاں تمھارے بنا سُونا سُونا لگ رہا ہے۔ کیا کہوں تمھاری بہن کی بات کیسے نہ مانتا۔ نہ ماننے پر تمھیں بھی بُرا لگتا جس سَمے پر تمھیں انھوں نے روکا مَیں جی مسوس کررہ گیا۔ تم تو اپنی بہن کے ساتھ وہاں خوش ہوگی۔ مگر میں یہاں پریشان ہوں۔ جیسے ایک گھونسلے میں دو پکشی رہ رہے ہوں اور ان میں سے ایک کے نہ رہنے پر ایک پریشان ہو۔ تمھارا یہی نیائے ہے کہ تم وہاں مَوج کرو اور میں تمھارے نام کی مالا پھیروں۔ تم میرے پاس رہتی ہو تو میں بھرسک کہیں باہر

جانے کا نام نہیں لیتا۔ تم آنے کا نام نہیں لیتیں۔ میں 15 تاریخ کو پریاگ یونیورسٹی میں بلایا گیا ہوں۔ یہی بات ہے کہ میں ابھی تک نہیں آیا۔ نہیں تو اب تک کبھی کا پہنچ گیا ہوتا۔ اسی لیے میں صبر کیے بیٹھا ہوں۔ اب تم پندرہ تاریخ کو آنے کے لیے تیار رہنا۔ سچ کہہ رہا ہوں کہ گھر مجھے کھائے جارہا ہے۔ کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں کہ کیا سبھی کی طبیعت اسی طرح چنتت ہوجاتی ہے یا میری ہی۔ تمھارے پاس روپے پہنچ گئے ہوں گے۔ اپنی بہن کو میرا نمستے کہنا۔ بچوں کو پیار۔ کہیں ایسا نہ ہوکہ اس پتر کے ساتھ ہی میں بھی پہنچوں۔ جواب جلد لکھنا۔

تمھارا، دھنپت

(553)
بنام وِنود شنکر ویاس

بنارس، 21 مئی 1934

پریہ وِنود شنکر جی،

پتر ملا۔ 'جاگرن' کے بند کرنے کا کارن میرے یہاں بھی وہی تھا جو آپ کے یہاں تھا۔ آپ نے چھ مہینے میں زیادہ سے زیادہ ایک ہزار کا نقصان اٹھایا۔ میں چار ہزار کے لپیٹے میں آگیا۔ آپ نے جو لمبے چوڑے وعدے کیے تھے وہ آپ نے ایک بھی پورے نہ کیے۔ میں آپ کے چکمے میں آگیا۔ خیر۔ آپ تو جاگرن کو بند کر چکے تھے۔ اُسے میں نے پھر چلایا۔ آپ نے ایک سو گراہک دیے تھے۔ وہ سب ٹوٹ گئے۔ میرے لیے 'جاگرن' نام سے کوئی وشیش لابھ کیا، بالکل لابھ نہیں ہوا۔ میں نے اس پر چار ہزار چالیس ڈوبایا ہے اور اسے پھر نکالوں گا چاہے خود یا کسی کے ساجھے میں۔ آپ ساجھا کرنا چاہیں کرسکتے ہیں۔ اگر آپ بالکل اسے لینا چاہتے ہیں تو مجھے چار ہزار نقد دے دیجیے یا بیس مہینے سود کا پربندھ کیجیے ورنہ کچھ دن انتظار کیجیے اور دیکھیے کہ میں اسے نکالتا ہوں یا نہیں۔ بہرحال مجھے اس کو اپنے ہاتھ میں رکھ کر کسی کے ساجھے میں نکالنے کا پورا اختیار ہے۔ آپ ساجھا کریں شوق سے آئیے۔ لیکن نہیں ہوسکتا کہ میں

دو سال کا پَرِشرم اور چار ہزار کا گھاٹا یوں ہی نکل جانے دوں۔ آیئے آپ نے جو گھاٹا دیا ہے اور میں نے جو گھاٹا دیا ہے اس کا حساب لگا کر اس گھاٹے کے پرتے سے جاگرن میں ہمارا اور آپ کا حساب ہوجائے اور آگے کے لیے آپ بھی دھن نکالیں اور میں بھی نکالوں۔ پھر اسے اچھے روپ میں چلاؤں۔ آپ خود آٹھ گھنٹے کام کیجیے۔ میری طرف سے پرواسی لال جی کام کریں گے۔ ہاں اگر آپ خود نکالنا چاہیں تو آپ کیا یہ اُچت نہیں سمجھتے کہ میرے پَرِشرم اور گھاٹے کا مجھے کچھ بدلہ مِلنا چاہیے۔

بھوَدِیہ، دھنپت رائے

(554)

بنام اُوشا دیوی

'جاگرن' کاریالیہ، سرسوتی پریس، کاشی

21 مئی 1934

پریہ دیوی جی، آشیرواد

تمھارا ایک چھوٹا سا سپنا ملا۔ اُسے دے رہا ہوں۔ لیکن ایک کہانی کی ضرورت ہے۔ اگر ایک کہانی لکھ بھیجو تو بڑی دَیا کرو۔ میرے پاس اچھی کہانیاں بہت کم رہ گئی ہیں اس لیے بار بار تمھیں کشٹ دے رہا ہوں۔ چھما کرنا۔

شبھابھیلاشی، پریم چند

(555)

بنام ونود شنکر ویاس

'ہنس' آفس، 24 مئی 1934

پریہ وِنود جی،

پتر ملا۔ میں نے 'جاگرن' بند نہیں کیا ہے اور نہ کروں گا۔ استھگِت کیا ہے۔ سمادھی کے بعد وہ پُنرجیون لابھ کرکے اُٹھے گا اور اس سے اچھے روپ میں نکلے گا۔

کب تک وہ شُبھ مہورت آئے گا۔ میں نہیں جانتا۔ روپیہ جب جمع ہو جائے گا تب نکلے گا۔ میں بمبئی جارہا ہوں۔ جب میں جاگرن کو سدا کے لیے بند کردوں گا۔ تب آپ اس کا شو اٹھا لے جایئے گا۔ سادھی تو موت نہیں ہے۔

دھنپت رائے

(556)

بنام شیورانی دیوی

بمبئی، 4 جون 1934

پریہ رانی، شُبھ پیار

میں تم سے بدا ہو کر بمبئی خیریت سے پہنچ گیا ہوں۔ یہاں اسٹوڈیو کام بھی دیکھنا شروع کردیا ہے۔ تم بھی معہ بچوں کے غالباً سداما تو خیریت سے پہنچ ہی گئی ہوگی۔ غالباً بٹی کو لینے بھی کوئی نہ کوئی گیا ہوگا۔ اب تمھارے پاس بٹی اور گیانو بھی پہنچ جائے گا۔ تمھارے پاس تو سبھی ہوں گے۔ بھائی بند، لڑکے لڑکی، سبھی ہیں اور مجھے تو تم لوگوں کے بنا اتنی بڑی بمبئی ہوتے ہوئے بھی سُونی ہی معلوم ہوتی ہے۔ یہی بار بار اِچھا ہوتی ہے کہ چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوں۔ بار بار یہ جھنجھلاہٹ ہوتی ہے۔ کہاں سے کہاں یہ بلا بھی لے لی۔ میں نے مکان نہیں لیا ہے۔ مکان لے لوں گا تو وہ سُونا گھر مجھے اور کھانے دوڑے گا۔ اس خیال سے میں مکان کے لیے سوچتا ہی نہیں ہوں۔ مکان تو اُسی سَمے لوں گا جب تمھارا پتر آنے کے لیے آجائے گا۔ اور مکان ہی لے کر کے سیدھا تمھارے پاس لینے کو آؤں گا۔ میری طرف سے بچوں کو پیار کرلینا۔ اپنی بہن جی کو میرا سلام کہنا اور اور لوگوں سےتھایوگیہ۔ میں آرام سے ہوں۔ تم کسی بات کی چنتا نہ کرنا۔

تمھارا، دھنپت رائے

(557)

بنام شیورانی دیوی

بمبئی، 15-6-1934

پریہ رانی،

میں یہاں خیریت سے ہوں۔ تم لکھتی ہو کہ 22 جون کو شادی ہے۔ اور دوسری بہن کے یہاں جو شادی ہے وہ 28 جون کی ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ شادیاں ان لوگوں کے گھر ہوں تو اس کا تاوان اکیلا میں دوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم جولائی کے پہلے آنے کا شاید نام بھی نہ لوگی۔ اچھا بٹی اور گیانو آگیا ہے۔ یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی تم تو ان سبھوں کے ساتھ خوش ہو۔ ادھر میں سوچتا ہوں کہ ایک ڈیڑھ مہینے کیسے بیتیں گے۔ اسے سمجھ ہی نہیں پاتا ہوں۔ آخر کام ہی کروں تو کتنا کروں۔ آخر بیل تو نہیں ہوں۔ پھر آدمی کے لیے منورنجن بھی تو کوئی چیز ہوتی ہے۔ میرا منورنجن تو سب سے ادھک گھر پر بال بچوں سے ہی ہوسکتا ہے۔ میرے لیے دوسرا کوئی منورنجن ہی نہیں ہے۔ کھانا کھانے کو بیٹھتا ہوں تب بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ کیوں کہ یہاں صاحبی ٹھاٹھ باٹ ہے اور صاحب بننے سے میری طبیعت گھبراتی ہے۔ وہاں ہوتا گیانو آیا تھا اس کو کھلاتا۔ اب تو وہ خوب صاف بولتا ہوگا۔ اچھا بنّو اور دھنّو کا کیا حال ہے۔ بٹی تو اچھی ہے نہ۔ ان سبھوں کو میری طرف سے پیار کرلینا۔ یہ سب تو خوش ہوں گے کیونکہ شادی ہے۔ میری تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جو لوگ گھر بار سے الگ رہتے ہوں گے وہ کیسے رہتے ہیں۔ مجھے تو یہ مہینہ ڈیڑھ مہینہ یاد کرکے میری نانی مرتی ہے کہ کس طرح یہ دن کٹیں گے۔ کیا کروں کسی طرح سے کاٹنا ہوگا۔ تمھارے پاس منیجر نے روپے بھیجے کہ نہیں، لکھنا۔ اور حال چال بعد کو لکھوں گا۔ تم اپنی طبیعت کا حال لکھنا۔

تمھارا، دھنپت رائے

(558)

بنام جینندر کمار

اجنتاسائن ٹون، پریل بمبئی

15-6-1934

پریہ جینندر،

کارڈ ملا۔ میں کچھ ایسا پریشان سا رہا کہ اچھا ہونے پر بھی پتر نہ لکھ سکا۔ پہلی کو آگیا۔ مکان لے لیا۔ دادر میں ہوٹل میں کھاتا ہوں اور پڑا ہوں۔ یہاں دُنیا دوسری ہے۔ یہاں کی کسوٹی دوسری ہے۔ ابھی تو سمجھنے کی کوشش کررہا ہوں۔ اس وِشے کی کتابیں پڑھ رہا ہوں۔ لکھا کچھ نہیں۔ جولائی میں گھر کے لوگ دھنو کو چھوڑ کر آجائیں گے۔ سال بھر کسی طرح کاٹوں گا۔ آگے دیکھی جائے گی۔

تم نے تو جیسے لکھنے کی قسم کھالی۔ 'ہنس' میں کچھ نہ لکھا۔ مہینے میں دو تین کہانیاں لکھنا تمھارے لیے کیا مشکل ہے۔ ایک 'ہنس' کو دے دو۔ ایک 'بھارتی' کو دے دو۔ اور ایک 'چاند' یا 'وشال بھارت' کو۔ بھائی آئیڈیلسٹ بننے سے کام نہ چلے گا۔ چڑیاں اڑتی آسمان پر ہیں۔ لیکن بھوجن کے لیے دھرتی پر ہی آتی ہیں۔ جولائی کے لیے ایک کہانی اوشیہ بھیجو۔ یہاں ورشا ہوگئی اور بڑا اچھا موسم ہے۔ ہاں 'ہنس' کے لیے کچھ ساہتیہ کے نوٹ کیوں نہیں لکھ دیا کرتے۔ 'ہندستان ٹائمز' میں ساری دنیا کے پتر پتریکائیں آتی ہیں۔ ان میں ساہتیہ اُتیجک چیزیں مل سکتی ہیں۔ چھ سات پرشٹھوں کی کہانی۔ تین چار پرشٹھوں کی ٹپنیاں۔ اتنا 'ہنس' کے لیے کرتے جاؤ۔ اور ماہوار حساب صاف کردیا کروں گا۔ آج نہیں تو کل یہ پتر تمھارے ہاتھ میں آجائے گا ہی۔

شیش کُشل،

دھنپت رائے

(559)

بنام شیورانی دیوی

بمبئی، 24-6-1934

پریہ رانی،

میں خیریت سے ہوں۔ آشا ہے کہ تم سب لوگوں کے ساتھ خیریت سے ہوگی۔ اب تو دو ہی تین دن میں تمھارے یہاں شادی ہوگی۔ ہاں دوسری شادی جو تمھارے یہاں ہونے والی ہے اس میں تو شاید ابھی دیر ہے۔ آج میں نے مکان بھی لیا ہے۔ شاید میں کل اپنے مکان میں آجاؤں گا۔ پچاس روپے مہینے کا مکان لیا ہے۔ ایک نوکر 12 روپے اور خوراک پر رکھا ہے، وہ سب کام کرلیتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ پہلی جولائی کو تمھارے یہاں پہنچ جاؤں گا۔ تمھارے یہاں تو کافی چہل پہل ہوگی اور دھنو تو فیل ہوگیا۔ خیر کوئی افسوس کی بات نہیں ہے۔ فیل پاس تو لگا ہی رہتا ہے۔ پھر بھی اپنے بچوں کا فیل ہونا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ رنجیدہ ہو تو سمجھا دینا۔ غلطی اسی کی ہے یہ ایک پتر اس کے لیے بھی لکھ رہا ہوں اسے دے دینا۔ اچھا بنا اور بیٹی آدی کو پیار کہنا۔ میں نے اس پتر میں پوچھا تھا کہ گیانو بولتا ہے یا نہیں۔ تم نے کچھ لکھا نہیں۔ اب کے لکھنا۔ اپنی بہن جی اور لوگوں کو میرا سلام کہنا۔ بچوں کو پیار

تمھارا، دھنپت رائے

(560)

بنام دیانرائن نگم

اجنتا سینے ٹون لمیٹڈ، بمبئی، 25 جون 1934

بھائی جان، تسلیم

'دیر و حرم' پڑھا۔ میرا ہی افسانہ ہے مگر شاید اردو میں کسی اور نام سے چھپا تھا۔ ہاں 'زندگی' سے نقل کرنے میں اصل کا خون کیا ہے۔ اور آزاد کے کاتب صاحب نے

موئے پر اور دُرّے لگائے ہیں۔ مگر اس مضمون میں کسی کو شکایت کا کیا موقع ہے۔ فرقہ پرستی کی ذہنیت کا پردہ فاش کیا گیا ہے۔ بنا کسی رو رعایت کے۔ ایک طرف ہندو پنڈتوں اور پجاریوں کی مذہب پرستی کا نظارہ ہے۔ دوسری جانب ملّوں کی مذہب پروری کا۔ دونوں مذہب کے پردے میں اپنی اپنی نفس پروری کے شکار ہو رہے ہیں۔ اگر کچھ لوگوں کو برا لگتا ہو تو میرا کیا اختیار ہے۔

لڑکے کانستھ پاٹھ شالا ہوسٹل میں ہیں۔ وہیں جہاں ہندستانی اکیڈمی ہے۔ بیس نمبر کے کمرے میں رہتے ہیں۔ ایک کا نام دھنّو یا شری پت رائے دوسرے کا بنّو یا امرت رائے۔ ابھی دونوں آئے تھے۔ 22 کو گئے ہیں۔ آپ کو اکیڈمی آئیں گے ہی، انھیں بھی درشن دے دیجیے گا۔ میں تو یہ لمبا سفر کرنے سے رہا۔ 27 گھنٹے لگتے ہیں۔ مرن ہو جاتی ہے۔

میں نے منیجر 'ہنس' کو تاکید کردی ہے کہ جب میرا افسانہ چھپے وہ اس کا پروف زمانہ کو بھیج دیا کریں اور ہنس میں لکھ دیا کریں۔ اردو ترجمے کا حق زمانہ کے لیے محفوظ۔ سال میں پانچ چھ سے زائد نہیں لکھتا۔ ہاں سحر صاحب اس کام کے لیے بہت موزوں ہے۔ اور سب خیریت ہے۔

مخلص، دھنپت رائے

(561)

بنام پرواسی لال ورما

غالباً جولائی 1934

پریہ ور،

'ویشیا کی بیٹی' فروری، 33 میں چھپی ہے۔ میرے پاس وہ نمبر ہے، پر اس میں سے وہ کہانی میں نے کاٹ لی ہے۔ میرا خیال ہے کہ انھیں کٹنگ میں ہوگی جو میں نے دی تھی۔ 'وفا کا جال' کسی اور نام سے 35 میں نکلا ہے۔ تب سے میری شاید کوئی کہانی نہیں نکلی۔ اس کی آپ چنتا نہ کیجیے۔ وہ 35 میں ہے اور اَنت تک مل جائے گی۔

'چمتکار' بھیج رہا ہوں۔

مکان کا پرشن طے کرڈالنا چاہیے۔ شہر کے اندر دو تین سال سے کھوج رہا ہوں۔ کوئی مکان نہیں ملتا۔ آپ نے کہا ہے، ٹاؤن ہال کے پیچھے کوئی مکان ہے، مگر معلوم نہیں کب تک خالی ہو۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر اسی مکان میں یہ سال گزر جائے گا اور اس کی نحوست جیوں کی تیوں بنی رہے گی۔ لکشمی پتی کا مکان خالی ہوگیا ہے۔ آج رویوار ہے۔ آپ ان سے بات چیت پکّی کرلیں تو اچھا ہو۔ شرط یہی ہوگی کہ کم سے کم دو سال تک وہ کرایہ بڑھائیں گے نہیں اور ہم سے مکان نہیں خالی کرائیں گے۔

ہم اپنی طرف سے یہی شرط کریں گے کہ سال بھر تک ہم مکان نہ چھوڑیں گے۔ مگر ہمیں کسی شیڈ کی ضرورت ہوئی تو وہ بنوا دیں گے۔ پیشگی کیول ایک مہینے کا کرایہ دیا جائے گا۔

کرایہ وہی 45 روپے یا بالکل نہ مانیں تو اکادھ روپیہ اور۔ بامہن ہے نہ۔

دھنپت رائے

(562)

بنام شیورانی دیوی

بمبئی، یکم جولائی 1934

پریہ رانی،

میں خیریت سے ہوں آشا کرتا ہوں کہ تم بھی خیریت سے ہوگی۔ مجھے امید ہے کہ میں 16 جولائی کو تمھارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ بٹی کو ابھی وِداع نہ کرنا۔ مَیں اس کو اپنے ساتھ لیتا آؤں گا۔ بچوں کو پڑھنے کے لیے میرے خیال سے پریاگ میں اچھا ہوگا۔ بچوں کا وہاں نام لکھا دینا۔ وہ دونوں آرام سے وہیں پڑھیں گے۔ تم کو اور بٹی کو یہاں لے آؤں گا۔ بچوں کے یہاں نام لکھنے سے میں یہیں بندھ جاؤں گا۔ اور میں کہیں بندھنا نہیں چاہتا۔ ابھی میں یہاں رہنے کا نشچے نہیں کرسکا ہوں۔ اس لیے

یہاں لڑکوں کا نام لکھانا ٹھیک نہیں ہوگا۔ ان کا وہیں رہنا زیادہ ٹھیک ہے۔ بعد کو ان کی پڑھائی میں گڑبڑی ہوجانے کا ڈر ہے۔ تم اپنے خط میں یہ لکھوگی کہ میں خود رہ کرکے بچوں کو یہیں پڑھاؤں۔ اس کے لیے میں یہ لکھتا ہوں کہ بچوں کو سب سے زیادہ روپوں کی خواہش ہوتی ہے۔ میں ان کو سو روپیہ مہینہ دیتا رہوں گا وہ آرام سے یہیں رہیں گے۔ ان کو ضرورت نہ میری ہے نہ تمھاری۔ اب اس کے جواب میں تم لکھوگی کہ تمھیں مجھے کیوں چاہتے ہو۔ اب اس کے اُتر میں لکھتا ہوں کہ میں خود ہی نہیں جانتا کہ تمھیں کیوں چاہتا ہوں۔ مگر چاہتا ہوں۔ یہ جانتا ہوں بلکہ یہ کہتا ہوں کہ اُپاسک ہوں۔ تمھارے بنا مجھے اکیلے رہنا دُوبھر ہورہا ہے۔ تم دونوں بچوں کا الہٰ آباد میں 9 تاریخ کو نام لکھا دو۔ اور حال بعد کو لکھوں گا۔

تمھارا، دھنپت رائے

(563)

بنام جینندر کمار

اجنتا سنے ٹون لمیٹڈ، پریل بمبئی۔ 12

1-7-1934

پریہ جینندر،

پتر ملا تھا۔ آشا ہے تم نے اپنی اور اکشے جی کی کہانیاں بھیج دی ہوں گی۔ اگر نہیں بھیجی ہوں تو اب جولائی نمبر کے لیے جلد سے جلد بھیج دو۔ وِلمب بھی ان کارنوں میں ایک ہے جو 'ہنس' کو اٹھنے نہیں دیتے۔

میں مزے میں ہوں۔ ایک اسٹوری لکھ ڈالی۔ جارہی ہے۔ دوسری شروع کررہا ہوں۔ تمھارے ذہن میں کوئی پلاٹ ہو تو ایک خلاصہ بھیج دو یہاں کئی ڈائریکٹروں سے جان پہچان ہوگئی ہے۔ سمبھو ہے کہیں نکل جائے۔ بہت سے سڑیل لوگوں کی چیزیں نکلتی ہیں تو پھر تمھاری کیوں نہ نکلے گی۔

رات دن برکھا۔ ناکوں دم ہے۔ مہادیر پہنچ گیا ہے یا نہیں؟ پرباشی لال نے لکھا

تھا کوئی حساب نہیں دیا۔ ذرا یاد دلا دینا۔ کاغذ کا پیٹ تو بھرنا ہی چاہیے۔

سپریم، دھنپت رائے

(564)
بنام شیورانی دیوی

بمبئی، 15-7-1934

پریہ رانی، پیار

میں اچھا ہوں۔ آشا کرتا ہوں کہ تم لوگ بھی سب اچھے ہوگے۔ بچوں کا نام کانستھ پاٹھ شالا میں لکھا دیا۔ یہ ٹھیک ہے۔ ان کا بورڈنگ ہاؤس کا بھی تو انتظام ہوگیا۔ دھنو کا پتر آیا تھا۔ تم نے جو روپے اس کو دیے تھے کم پڑگئے۔ آج میں نے اس کو 100 روپے بھیجے ہیں۔ میں شاید 20 تک آؤں۔ اور تم لوگوں کو لینے آؤں گا۔ اُس سمے تک تم تیار رہنا۔ بنی اور بنو تو شاید تمھارے ہی پاس ہوں گے۔ ان لوگوں کو میرا پیار کہنا۔ اور سب باتیں تو جب آؤں گا تب بتاؤں گا۔ یہ پتر جب تک تمھارے پاس پہنچے گا تب تک میں بھی شاید تمھارے پاس پہنچ جاؤں گا۔

تمھارا، دھنپت رائے

(565)
بنام پرواسی لال ورما

(غالباً 7-1 اگست، 1834)

پریہ ور،

'چمتکار' بھیجتا ہوں۔

مکان اگر گودولیا اور بلاتالا تک مل جائے تو کیا پوچھنا، مگر کہیں ہے نہیں۔ رام سنگھ والا مکان ایک تلہ ہے، معلوم نہیں کب خالی ہوگا، کیا کرایہ ہے، کتنی جگہ ہے، رہنے کے لیے اور پریس کے لیے کافی جگہ ہے یا نہیں اور دوری کے لحاظ سے دونوں مکان برابر ہیں۔ رام سنگھ والا زیادہ دور ہے اور جب اگروال پریس اور نیشنل پریس اور بھوکھلی بازار تک میں پریس چلا رہے ہیں تو لکشمی پتی کا مکان تو کبیر چوڑا کے

پچھواڑے ہے، اور 1 کو خالی ہوجائے گا۔ پھر اٹھ جانے پر یہی پریشانی ہوگی۔ مجھے 25 روپے کرایہ کے اگست سے ملیں گے اسے کیوں چھوڑیں۔ رہ گئی پریس اٹھانے کی وقت، یہ تو آپ جب پریس اٹھاویں گے تبھی ہوگی۔ تو کیا ہمیشہ اس ڈر سے اُسی مکان میں پڑے رہوں جو شاید بیٹھ بھی جائے اور جس میں بیٹھنا بھی بُرا لگتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں، مستعدی سے کام لیا جائے تو ایک سپتاہ میں اسباب — پہلے کمپوزنگ اٹھوایئے۔ نئے مکان میں کمپوزنگ ہوتی رہے۔ مشین کے فٹ ہونے میں چھ دن لگیں گے، لگنے دیجیے۔ اگر فرمے تیار ہوں گے تو دوسرے پریس سے چھپوا لیے جاسکتے ہیں۔ کاغذ کا اسٹاک ہفتے بھر کے لیے رکھا جاسکتا ہے۔ روز منگوانے کی ضرورت نہیں۔ مہینے بھر میں جتنا کاغذ خرچ ہونے کا حساب ہو، اتنا ایک دن منگوا لیا جائے گا۔ بیل گاڑی رکھ لی جائے گی اور اس پر سامان ڈھلوا لیا جائے گا۔ اگر 'ہنس' میں آپ 10 کو بھی ہاتھ لگاویں تو 14 فرمیں اِدھک سے اَدِھک 16 دن میں چھپ جائیں گے اور 1 ستمبر تک ڈسپیچ ہوجائے گا۔ دو سال تک اس نئے مکان میں رہنے کے بعد پھر آگے کیا ہوگا، کون جانے! اس لیے اب زیادہ سوچ وِچار میں یہ گھر بھی ہاتھ سے نہ کھویئے، نہیں، میں شہر نہ آسکوں گا اور کام جتنی خوبی سے میں چلانا چاہتا ہوں، نہ چل سکے گا۔ گرو رام بھکت کو میں نے 'ہنس' کا حساب کتاب، پروف، پتر ویوہار آدی میں سہایتا دینے کے لیے تاریخ 1 سے رکھ لیا ہے۔ 'ہنس' سے 25 روپے ان کو دیا جائے گا۔ یہ 50 روپے ملتے ہیں، تو کیوں نہ لیں؟

دھنپت رائے

(566)

بنام جینندر کمار

اجنتا سِنے ٹون، پریل بمبئی 12، 3-8-1934

پریہ جینندر،

پتر ملا۔ میں 23 کو بنارس گیا تھا۔ 31 کو واپس آیا۔ بٹی اور اس کی ماں کو لیتا آیا۔ لڑکوں کو پریاگ کائستھ پاٹھ شالہ میں بھرتی کرادیا۔ تمھارا لیکھ 'کہانی' اگیہ جی کی کہانی

اور میری کہانی سب چھپ رہی ہیں۔

سنیما کے لیے کہانیاں لکھنا مشکل نہیں ہے۔ لیکن ضرورت ایسی کہانیوں کی ہے جو کھیلی بھی جاسکیں۔ جو ایکٹروں کے لیے سُلبھ ہوں۔ کتنی ہی اچھی کہانی ہو اگر یوگیہ پاتر نہ ملے تو وہ کون کھیلے گا؟ اَدبھت کی ضرورت میں نہیں سمجھتا۔ میری دونوں کہانیاں سادھارن ہیں۔ اگر تم کوئی چیز لکھو تو یہاں کچھ پربندھ ہوسکتا ہے۔ پہلے سناپسس ہی لکھ بھیجو۔ اس سے کہانی کے پلاٹ کا اندازہ ہوجائے گا۔

'جاگرن' (سوشلسٹ) پیپر ہوگیا ہے۔ کاشی میں بابو سمپورنا نند سے جو باتیں ہوئیں، ان سے معلوم ہوا کہ وہ ایک سوشلسٹ پیپر نکالنا چاہتے ہیں۔ بڑا اچھا ہے۔ کسی طرح جائے تو میرے سر سے ایک بلا ٹلے۔ تم نے اگیہ جی کے ساتھ پتر نکالنے کا وِچار کیا چھوڑ دیا۔ میں کشل ہوں۔

تمھارا، دھنپت رائے

(567)

بنام دیانرائن نگم

اجنتا سینے ٹون لمیٹڈ، بمبئی، 11 اگست 1934

بھائی جان، تسلیم

میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ خط سے میرا مقصود آپ کی دل آزادی نہ تھی۔ اگر آپ کو صدمہ ہوا تو مجھے اس کا ملال ہے اور میں آپ سے معافی کا خواست گوار ہوں۔ آپ نے ستمبر میں کچھ بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر آپ بغیر کسی خاص تردّد کے بھیج سکتے ہوں تو بھیج دیں ورنہ قرض لے کر نہ بھیجیں۔ مجھے یہ گمان نہ تھا کہ آپ اب کی بھی اُسی چپقلس میں ہے جس میں میں ہوں۔ میں نے تو سمجھا تھا اس کا باعث میری مشکلات کا احساس نہ ہونا ہے۔ اگر آپ کی حالت اتنی ہی خراب ہے جیسی میری تو آپ اُسے اور خراب نہ کریں۔ میں نے آپ کا چیک براہِ راست رگھوپتی سہائے کو بھیج دیا۔ اب وہ خاموش رہیں گے۔ نرنجن لال کو میں نے یہ اقساط یہاں سے بھیجتا

رہوں گا۔ بات یہ ہے کہ میں کبھی بزنس مین نہیں رہا۔ آپ بھی نہیں رہے۔ مگر میں نے آپ سے کچھ سبق نہ سیکھا اور نہ جانے کیوں کر یہ حماقت سوار ہوگئی کہ جہاں آپ ناکام رہے وہاں میں کامیاب ہو جاؤں۔ 'ہنس' کم بخت چار پانچ ہزار کا گھاٹا دے چکا ہے۔ اس پر شامت سوار ہوئی ایک ہفتہ وار بھی نکال بیٹھا۔ اس پر بھی تین ہزار کا گھاٹا دے چکا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ تھوڑی سی مستقل آمدنی ہوتی رہے اور اپنے گوشۂ عافیت میں بیٹھ کر کچھ تھوڑا سا لٹریری کام کر لیا کروں۔ لیکن پیر آئے اور گھر سے بھی لے گئے۔ دو میں ایک پرچہ بھی کامیاب نہ ہوا۔ پریس اور کتب کے دو ہزار روپے سر پر سوار ہوگئے۔ آخر مجھے یہاں بھاگ کر آنا پڑا۔ یہاں سال دو سال رہ گیا تو شاید قرض سے سبکدوش ہو جاؤں۔ مگر قسمت ایسی نہیں ہے کہ زیادہ قیام کر سکوں۔ 'جاگرن' کی بابت امید ہے کہ سوشلسٹ پارٹی والے اسے لے لیں۔ آج کل اسے بابو سمپورنانند نکال رہے ہیں اور وہ سوشلسٹ اخبار ہے۔ اگر وہ ادھر چل گیا تو ڈیڑھ سو کی ماہوار چپت پڑ رہی ہے وہ بند ہوجائے گی۔ پھر اکیلا 'ہنس' رہ جائے گا۔ اس پر اگر سال میں پانچ سات سو کا خسارہ ہوا بھی تو مذائقہ نہیں۔ کتابوں کا اشتہار تو ہوتا ہی ہے۔ اگر آپ اسکرین کے قابل کوئی سنیریو لکھ سکیں، اوریجنل نہ ہو کسی انگریزی ناول سے ہی ماخوذ ہو مذائقہ نہیں۔ میں یہاں کمپنیوں میں اس کی نسبت گفتگو کر سکتا ہوں۔ اسکرین کی ضروریات کیا ہے یہ آپ مجھ سے بدرجہا زیادہ جانتے ہیں کیونکہ آپ سنیما کے شائقین میں ہیں۔ میں نے تو یہاں آکر کچھ سیکھنا شروع کیا ہے۔ ایسا کوئی قصہ نہ بھیجیے جس میں کاپی رائٹ کا قضیہ ہو۔ پرانی کتابوں میں بھی بہت کچھ مل سکتا ہے یا کوئی تاریخی افسانہ ہو مگر سوشل ہو تو بہتر کیونکہ آج کل سوشل قصوں کی طرف عام رجحان ہے۔ آپ کے قلم سے جو سنیریو نکلے گا وہ لاجواب ہوگا۔ پہلے آپ جو قصہ لکھنا چاہیں اس کا ایک خلاصہ لکھیں۔ اسی پر سارا دارو مدار ہے۔ اگر وہ کمپنی نے پسند کرلیا تو سکوینس اور سنیریو لکھنا مشکل نہیں۔ ایک بار یہاں آیئے۔ موسم خوشگوار صرف ریل کا خرچ۔ دس پانچ روز یہاں گھوم گھام کر سنیما کمپنیوں سے بات چیت کی جائے۔ ممکن ہے کوئی مستقل صورت نکل آئے۔ مگر دو ایک سناپسس کے بغیر خالی گفتگو سے

کچھ نہ ہوگا۔ یہ لوگ لٹریری شہرت سے مرعوب نہیں ہوتے۔ گوری شنکر اختر یہاں مقیم ہیں اور چار پانچ سو ماہوار پھٹکار لیتے ہیں۔ اگر آپ دو افسانے بھی سال کا کسی سے کنٹریکٹ کر سکیں تو ہزار ڈیڑھ ہزار وہیں بیٹھے بیٹھے آمدنی میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ اور دو افسانے زیادہ سے زیادہ دو مہینے کا کام ہے۔

اور کیا عرض کروں۔ میں پھر آپ سے معافی مانگتا ہوں۔ وہ محض پریشان اور مضطرب دل کا اُبال تھا۔ اشتہار والوں کی بدمعاملگی کا مجھے بہت تلخ تجربہ ہوا ہے۔ 'جاگرن' کے تقریباً آٹھ سو روپے دو سال کے دوران میں ڈوب گئے۔ بظاہر مشتہر صاحب معتبر آدمی معلوم ہوتے تھے لیکن جب مہینے دو مہینے اشتہار نکلنے کے بعد بل گیا تو خاموش اور خاموشی بھی ایسی جو ٹوٹنا نہیں جانتی۔ دو صاحب کلکتے کے ہیں، تین صاحب بمبئی کے ہیں۔ یہاں ان کا پتہ لگانا چاہا مگر معلوم ہوا بوگس تھے۔ ایک دن مسٹر ضیاء الدین برنی صاحب تشریف لائے تھے۔ آپ کو بہت یاد کرتے تھے۔ اب تو مسٹر سیتل واد بھی دو کمپنیوں کے مالک ہیں۔ ان سے تعرف ہوجائے تو آپ کے فائدے کی بہت اچھی صورت ہوسکتی ہے۔ میں تو ان سے نہیں معلوم کیونکہ اس کمپنی کے سال بھر کے کنٹریکٹ میں ہوں اور اس دوران میں اور کہیں فلم کے لیے نہیں لکھ سکتا۔ معاوضہ تو اچھا نہیں ہے لیکن اتنا انتخاب کا موقع کہاں تھا۔ ڈوبتے کو سہارا ملا۔ چل کھڑا ہوا۔

آپ اگر بلا کسی زور کے ستمبر میں ایفائے وعدہ کر سکیں تو میں مشکور ہوں گا لیکن تردّد ہو تو میں آپ کو پریشان کرنا نہ چاہوں گا۔ زندگی میں کبھی فراغت نہ ہوئی، اب کیا نصیب ہوگی۔ جب خانہ نشینی کا زمانہ ہے تو یہاں بمبئی میں ہوں۔ ناکام زندگی (مالی اعتبار سے، دیگر اعتباروں سے تو میں بُری نہیں کہہ سکتا) کا اس سے بڑھ کر اور کیا پھیٹ ہوسکتا ہے۔ بے فکری میں کچھ عملی قومی خدمت کرتا مگر وہ آرزو نہ پوری ہوئی نہ ہوگی۔ آپ پریشان ہوئے تو کیا اور میں پریشان ہوں تو کیا، ایک ہی بات ہے۔

مخلص، دھنپت رائے

(568)

بنام جینندر کمار

اجنتا سائن ٹون، پریل، بمبئی

8 ستمبر 1934

پریہ جینندر،

آشا ہے۔ تم کُشل سے ہو۔ آج کل کیا کررہے ہو؟ لکھنے پڑھنے کی کیا خبریں ہیں؟ میں تو جیسے اپاہج ہوگیا ہوں۔ 'ہنس' کے لیے ایک چیز لکھنا بھی مشکل ہے۔ تم نے اپنی کہانی اور آتّیہ جی کی بھیج دی ہوگی۔ ستمبر کا انک 15 تک نکال دینے کا ارادہ ہے۔ ایک دن پریمی جی کے بیٹے ہیم چند آئے تھے۔ اچھی اچھی پستکوں کے بہت سستے ایڈیشن نکالنے کی اسکیم سوچ رہے ہیں۔ چار پانچ آنے میں 10 فارم کی کتابیں دیں گے اور 10,000 کے ایڈیشن نکالیں گے۔ دیکھیں اسکیم پوری ہوتی ہے یا یوں ہی رہ جاتی ہے۔ میں نے سُنا ہے جوشی بندھوؤں نے وِشوامتر سے سمبندھ توڑ لیا ہے۔

اگر تم نے اپنی کہانی نہ بھیجی ہو تو اب اوشیہ بھیج دو۔ اور تو کُشل ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(569)

بنام پرواسی لال ورما

اجنتا سینی ٹون لمیٹڈ، بمبئی 12

9-9-1934

پریہ وَندھوَر،

آج دو دن بعد اسٹوڈیو آیا۔ آپ کا پتر ملا۔ اس پرستھتی میں سوا اس کے پریس بند کردیا جائے، میں اور کیا صلاح دے سکتا ہوں۔ بند کردیجیے۔ 3 مہینے کی مزدوری 1000 روپے سے کم نہ ہوگی، اُدھر نرنجن کا تگادا آیا، 900 روپے ان کا بھی باقی ہے،

900 روپے کاشی پیپر کا باقی ہے۔ اس کا بھی تگادا آچکا ہے۔ اس طرح آپ کے اوپر 3000 روپے کا دینا ہے۔ اسٹاک بھی لگ بھگ 6-5 ہزار کا ہوگا۔ آپ کے پاس جو 250 روپے ہیں، ان میں سے 200 روپے کاغذ والے نرنجن لال کو دے دیجیے۔ اس نے نالش کردی تو 1000 روپے کی ڈگری ہو جائے گی۔ 'ہنس' کسی دوسرے پریس میں چھپوا کر چلتا کیجیے۔ ایک دو مہینے چاہے پریس بند رہے۔ 'ہنس' چھپنے کی بیوستھا نہ ہو تو اُسے بھی بند کیجیے۔ 'جاگرن' بھی بند ہورہا ہے۔ اس لِکھ کھٹ سے لگ بھگ 10 ہزار کی ہانی ہوگئی۔ اب یہ تماشہ ختم ہوجائے، یہی اچھا ہے۔ مکان کا کرایہ بھی میں یہاں سے بھیج دیا کروں گا۔ آپ 200 روپے دے دیں گے اور اب کی میں 200 روپے یا 150 روپے دے دوں گا، تو کاغذ کا 350 روپے پہنچ جائے گا۔ 500 روپے اور رہ جائیں گے۔ آپ بھی اپنے لیے کوئی مارگ نکالنے کا پریتن کیجیے، کیونکہ جب کوئی کام ہی نہیں رہے گا تو آپ بیٹھے کیا کریں گے؟ 'ہنس' کے گراہکوں میں مشکل سے چھ ماہی چندہ باقی ہوگا۔ اس کے پیچھے مجھے اپنے سَمے اور دھن کا بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ یہ اچھا اَوسَر آیا ہے۔ اس سے لابھ اٹھاکر کنارے ہٹ جائیے۔ آپ کے لیے کہیں نہ کہیں کوئی استھان مل ہی جائے گا۔ میں کسی نہ کسی طرح اپنی روزی کما ہی لوں گا۔ پریس نہ رہے گا تو نشچنت رہ سکوں گا۔ رہی مزدوروں کی مزدوری، وہ تو اب عدالتی فیصلے سے ہی دی جائے گی، جب وے کاریالیہ کی ہانی کا تاوان بھی دیں گے۔ رشبھ چرن جین میرا سارا کاریالیہ اور پرکاشن لینے کو تیار ہیں۔ آپ کو بھی رکھنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ بکھیڑا سر سے ٹال دیا جائے۔ یا کہیے تو 'چاند' والوں سے بات چیت کروں؟ 'چاند' والے راضی ہوجائیں تو زیادہ اچھا ہے۔ مگر کچھ بھی ہو، پریس تو بند ہی کر دیجیے اور روپے نرنجن لال کو دے کر اُسے ٹھنڈا کیجیے، ورنہ جو تھوڑا بہت اسٹاک بچا ہے وہ بھی کُرک ہوجائے گا، اور کوڑیوں کے مول۔ پھر سارا تاوان مجھے منظور کرکے چکانا پڑے گا۔ اگر بابو سمپورنانند کانپور سے کچھ طے کرکے آئیں تو شاید کچھ روپے دے سکیں اور مجوروں کی مجوری اکادھ مہینے کی نکل آوے، لیکن وہ اَسپھل ہوئے تو پھر مزدوروں کی مزدوری تبھی ملے گی جب پُستکیں کسی کو دی جائیں گی اور اس سے کچھ روپے مل سکیں گے۔

شیش کیا لکھوں — 'ہنس'، 'جاگرن' اور پریس میں ایک بھی کاریہ سپھل نہ بنا سکا۔ دُربھاگیہ!

بھودِیہ، دھنپت رائے

(570)

بنام پرواسی لال ورما

اجنتا سینے ٹون لمیٹڈ، بمبئی 12

21-9-1934

پریہ بندھو،

مجھے یہ سن کر ہارِدک خوشی ہوئی کہ ہڑتال سماپت ہوگئی۔ آدمیوں سے ایسا متروَت بیوہار رکھیے کہ اگر ویتن دیر میں بھی ملے تب بھی ان کی سہانوبھوتی آپ کے ساتھ بنی رہے۔ گھڑکیوں کا زمانہ اب نہیں رہا، یہ تو آپ سمجھتے ہی ہیں۔ آدمیوں سے میری طرف سے کہہ دیجیے کہ میں ان سبھی کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں اور ان کی تکلیف دیکھ کر مجھے دُکھ ہوتا ہے، لیکن مجبور ہوں کہ کام جیسا چاہیے ویسا نہیں چل پا رہا ہے۔ اگر ایشور کبھی وہ سَمے لایا کہ کام سپھل ہوگیا تو پیشگی دوں گا، باقی رکھنے کی بات ہی کیا! ہاں، جب تک وہ دن نہیں آتا تب تک لجِّت بھی ہونا پڑتا ہے اور گالیاں بھی کھانی پڑتی ہیں۔ میں نے ہمیشہ اس ہانی کو اسی خیال سے برداشت کیا ہے کہ اتنے بھائیوں کو روٹی کا سوال ہے۔ مجھے نہیں کچھ ملتا نہ سہی۔

چیک سہی کرکے بھیج رہا ہوں۔ بابو سمپورنانند سے 'جاگرن' کی بات چیت طے ہوگئی؟ اگر آپ ایک دن کے لیے پریاگ چلے جائیں تو سارا کام بن جائے۔ دو سو روپے اگر ابھی دے دیے جائیں تو میں اکتوبر میں 200 روپے اور دے دوں گا۔ مگر وے 900 روپے بتاتے ہیں۔ مجھے خیال آتا ہے کہ مئی میں 700 سات سو روپے کا لیکھا آیا تھا۔

میں اپنی اور بھونیشور کی کہانی کل اوَشیہ بھیج دوں گا۔ گھر پر ہے۔ میں اجنتا میں

بیٹھا لکھ رہا ہوں۔ شیش کُشل۔

بھودیہ، پریم چند

اس مہینے میں نے 150 روپے رگھوپتی سہائے کو اور 50 روپے منشی نندکشور کو بھیجا ہے۔ وہ سب پریس کا قرض ہے، یہ آپ جانتے ہی ہیں۔

(571)

بنام پرواسی لال ورما

اجنتا سینی ٹون لمیٹڈ، بمبئی 12

23-9-1934

پریہ بندھو،

پتر کا جواب دے چکا ہوں۔ ابھی آپ کا پتر ملا۔ لاجپت رائے نے ایک ڈرافٹ 100 روپے کا بھیجا ہے، اُسے بھیج رہا ہوں۔ نرنجن لال کو دے دیجیے 100 روپے کا چیک۔ میں نے 'چاند' کو پتر لکھا ہے۔ آپ وہیں جاکر ان سے روپے لے آسکیں تو بڑا اُتم۔ کٹرے میں ان کی دُکان ہے۔

'جاگرن' میں اگر ایسی باتیں چھپیں جن سے پریم کی اور کہانی بدنامی ہو تو اس کو بند کردینا ہی اچھا۔ ہم نے تو سمجھا تھا، بندھ ۰' کام مل جائے گا، اس سے سمپورنانند کو اُسے دے رہا تھا۔ اگر وہ اس کے دوارا ہماری ہی جڑ کھود رہے ہیں تو اُسے بند ہی کردیجیے۔ ہم خود تو اسے اب کسی طرح نہیں چھاپ سکتے۔

'ہنس' کا میٹر بھیج رہا ہوں۔ ہاں، اس کا کور ضرور بدل دیجیے۔

وھیلر والوں کا چیک اب بھی بہت تھوڑا رہا۔ ہمیں اب پرکاشن پر زور دینا ہے۔ اگلے مہینے میں کچھ روپے بھیجوں گا۔ آپ کاغذ لے کر 'کایاکلپ' شروع کردیجیے۔ اس کے بعد میں ہر مہینے اگر ضرورت ہوئی تو 100 روپے کاغذ والوں کو دیتا رہوں گا اور آپ 'مان سرووَر' کہانیوں کا سنگرہ نکالیے گا۔ اس کے پیچھے 'گودان' نکلے گا۔ تب تک تو شاید میں آ ہی جاؤں گا۔ میرا سواستھ یہاں کچھ ٹھیک نہیں رہتا ہے۔

جھانسی والوں پر نالش کرنی ہوگی۔ لاجپت رائے نے بھی 100 روپے دسمبر اور دوسرے مہینے میں 100 روپے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ شاید اس پر ابھی نالش نہ کرنی پڑے۔

کاشی پرساد سنگھ جی نے آرڈر بھیجا ہے۔ کانگریس سپتاہ میں اچھی بکری ہونے کی آشا ہے۔ کتابیں جلد بھیجنے کا پربندھ کیجیے۔ شیش کُشل۔

اگر 'جاگرن' بند کیا گیا تو کچھ آدمی بھی گھٹانے پڑیں گے۔ یہ لوگ یہ تو نہ سمجھیں گے کہ ہم بدلا لے رہے ہیں اور پھر ہڑتال پر بیٹھیں۔ مگر جس کو جواب دیجیے، اس کی پوری مزدوری دے کر اور نوٹس کے بعد۔

آپ کا، دھنپت رائے

(572)

بنام 'بھارت' سمپادک

اجنتا سائن ٹون لمیٹڈ، بمبئی 12

غالبًا 25 ستمبر 1934

پریہ ۆر،

آپ نے اپنے سمانت پتر کے 22 ستمبر کے انک میں سرسوتی پریس کی ہڑتال کے وِشے میں پریس کرمچاریوں کی شاندار فتح کا جو حال چھاپا ہے اس کے بارے میں میں بھی کچھ نویدن کرنے کی آپ سے انومتی چاہتا ہوں اور مجھے آشا ہے آپ مجھے نراش نہ کریں گے۔ سرسوتی پریس کے پروپرائٹر ہونے کے ناطے ہڑتال کی کتنی ذمہ داری مجھ پر آتی ہے اُسے اسپشٹ کرنا آوشیک ہے تاکہ آپ کے پاٹھکوں کو اس سے میرے بارے میں غلط فہمی ہو سکتی ہے وہ دور ہو جائے۔

سرسوتی پریس لگاتار کئی سال سے گھاٹے پر چل رہا ہے۔ پہلے 'ہنس' نکلا اور اس سے تین سال تک برابر گھاٹا ہوتا رہا۔ اب بھی کچھ نہ کچھ گھاٹا ہی ہے۔ اس کے بعد پریس میں کام کی کمی کو پورا کرنے اور جاتی کی کچھ سیوا کرنے کے لیے میں نے 'جاگرن' نکالنے کا بھار بھی لے لیا۔ یدپی میرے بوتے کا نہ تھا لیکن اس آشا سے کہ

شاید یہ ادیوگ سپھل ہو جائے اور پریس میں رھنا بھاؤ کا جو روگ لگا ہوا ہے وہ دور ہو جائے۔ میں نے یہ بھار بھی اپنے سر پر لے لیا اور دو سال اپنے سَمے کا بہت بڑا بھاگ خرچ کر کے اُسے چلاتا رہا لیکن تو بھی برابر گھاٹا ہی رہا یہاں تک کہ پریس پر کوئی چار ہزار کا رِن ہو گیا جس میں کرمچاریوں کا دینا اور کاغذ والوں کا بقایہ دونوں شامل ہے۔ پھر بھی میں نے ہمّت نہیں ہاری اور جب اپنی بگڑی آرتھِک دَشا سے تنگ آکر میں کاشی سے چلنے لگا تو میں نے 'جاگرن' کا سمپادن بھار بابو سمپُورنانند کو سونپا جسے انھوں نے سہیردے کے ساتھ سُویکار کیا۔ مگر گھاٹا برابر ہوتا رہا۔ میری پُستکوں کی بکری کے روپے بھی پریس میں خرچ میں آتے رہے، پھر بھی خرچ پورا نہ پڑتا کیونکہ اِدھر پُستکوں کی بکری بھی گھٹ گئی ہے۔ بابو سمپُورنانند جی کے ہاتھوں میں 'جاگرن' نے سوشلسٹ نیتی کی جیسی زوردار وکالت کی وہ ہندی سنسار بھلی بھانتی جانتا ہے۔ میں خود سوشلسٹ وِچاروں کا آدمی ہوں اور میری ساری زندگی غریبوں اور دلِتوں کی وکالت کرتے گزری ہے۔ ہندی میں 'جاگرن' ایک ایسا پتر تھا جس نے گھاٹے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ویرتا کے ساتھ سوشلزم کا پرچار کیا۔ جب پریس کی آمدنی کا یہ حال تھا تو کرمچاریوں کا ویتن کہاں سے پابندی کے ساتھ دیا جاسکتا تھا؟ میری کتابوں سے جو کچھ آمدنی ہوتی ہے وہ اتنی بھی نہیں ہے کہ اس سے میرا نباہ ہوسکتا۔ نہ مجھ میں یہ فن ہے کہ دھنِکوں سے اپیل کر کے کچھ دھن سنگرہ کرسکتا، ایسی دَشا میں پریس کرمچاریوں اور کاغذ والوں دونوں ہی سے مجھے مجبوراً وعدہ خلافی کرنی پڑی۔ مجھے ایسی دَشا میں 'جاگرن' کو اوشیہ بند کر دینا چاہیے تھا، جیسا میرے انیک مِتروں نے کہا، لیکن دنیا امید پر قائم ہے اور میں برابر یہی سوچتا رہا کہ شاید اب پتر کا پرچار بڑھے۔ اس کے پیچھے کئی ہزار کا نقصان اٹھا چکنے کے بعد اُسے بند کرتے موہ آتا تھا۔ میرے کئی مِتروں نے پریس کو ہی بند کرنے کی صلاح دی، کیونکہ پریس کے بندھن سے مُکت ہو کر میں اپنی پُستکوں اور لیکھوں سے لستم پستم اپنا نِرواہ کرسکتا ہوں۔ کم سے کم اُس دَشا میں مجھ پر کسی کا قرض تو نہ رہتا۔ لیکن مجھے یہ سنکوچ ہوتا تھا کہ یہ 30-25 آدمی بیکار ہو کر کہاں جائیں گے۔ بلا سے مجھے کچھ نہیں ملتا، محنت بھی مفت میں کرنی پڑتی ہے، مگر اتنے آدمیوں کی روزی تو لگی ہوئی ہے۔ محض اس خیال سے میں ہر طرح کی

زیرباری اٹھاکر پریس اور پتر چلاتا رہا۔ دل میں سمجھتا تھا، کرمچاریوں کو پریس کا گیان ہے ہی، کیا وہ میری مجبوری نہیں سمجھتے؟ جب انھیں معلوم ہے کہ میں نے آج تک پریس سے ایک پیسہ کا لابھ نہیں اٹھایا اور جائز کمائی سے کم سے کم دس ہزار روپے پریس اور پتروں کے پیچھے پھونک دیے تو ان کو میرے نادہند ہونے کی کوئی شکایت نہیں ہونی چاہیے۔ میں تو اُلٹے اپنے کو ان کی ہمدردی کا پاتر سمجھتا تھا۔ میں مانتا ہوں کہ غریبوں کو سمے پر ویتن نہ ملنے سے بڑا کشٹ ہوتا ہے، لیکن کیا یہ خود ہی اس پریس کے مالک ہوتے تو وے بھی میری ہی طرح سر پیٹ کر نہ رہ جاتے؟ انھیں کرمچاریوں میں کتنے ہی کسان ہیں۔ کیا انھیں کسانی میں گھاٹا نہیں ہو رہا ہے اور وے پریس کی مزدوری کرکے لگان نہیں ادا کررہے ہیں؟ کرمچاریوں کو مالک سے اسنتوش تب ہوتا ہے جب مالک خود تو آمدنی ہضم کرجاتا ہے اور انھیں بھوکا رکھتا ہے۔ جب انھیں معلوم ہے کہ مالک خود بیگار میں رات دن پس رہا ہے، اس کی جیب میں ایک پائی بھی نہیں جاتی تو ان کو مالک سے شکایت کرنے کا کوئی جائز موقع نہیں ہے۔ پھر بھی ان پرستھیوں پر ذرا بھی وچار نہ کرکے پریس سنگھ میں ہڑتال کروا دی۔ میں نے خبر پاتے ہی سنگھ کے سبھاپتی مہودیہ کو سارا حال سمجھا دیا اور نویدن کیا کہ میں کرمچاریوں کو exploit نہیں کررہا ہوں بلکہ خود ان کے دوارا exploit کیا جارہا ہوں، اور پریس میں جو کچھ آئے گا وہ کرمچاریوں کو دیا جائے گا، میں نے خود نہ پریس سے کبھی ایک پیسہ نہیں لیاہے، نہ اب لوں گا، لیکن انھیں تو اپنی شاندار فتح کی پڑی تھی، میری گذارشوں پر کیوں دھیان دیتے؟ انھیں یہاں تک وِچار نہ ہوا کہ اس پریس کو ساہتیہ یا سماج کی سیوا ہی کے کارن یہ گھاٹا ہورہا ہے اور یہی پریس ہے جو مزدوروں کی وکالت کررہا ہے، اور اس لحاظ سے مزدوروں کی ہمدردی کا حق دار ہے، ایسی کوشش کریں کہ وہ سپھل ہو، اور زیادہ اکاگرتا سے ان کی وکالت کرسکے۔ ان کے سوشلزم میں ایسے تُچھ وِچاروں کے لیے استھان ہی نہیں تھا۔ وہاں تو سیدھا سادا کھلا ہوا سدھانت تھا کہ پریس نے مزدوری باقی لگا رکھی ہے اس لیے ہڑتال کروا دی۔ میں اب بھی پریس کو بند کرسکتا تھا کیونکہ میں پہلے ہی کئی بار کہہ چکا ہوں کہ پریس سے مجھے کوئی آرتھک لابھ نہیں ہے، بلکہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ گھر سے دینا پڑتا ہے، لیکن پھر یہی خیال کرکے

کہ اتنے آدمی اسی پریس سے کچھ نہ کچھ پارہے ہیں، اُسے بند کردینے سے انھیں کا نقصان ہوگا، اور انھیں اپنی باقی ویتن کے لیے کئی مہینوں کا انتظار کرنا پڑے گا، پریس کو جاری کردیا۔ یہ ہے اس شاندار وِجے کا ورتّانت جو سنگھ کو سرسوتی پریس سے پراپت ہوئی ہے۔ اپنے وکیل کا گلا گھونٹنا اگر وِجے ہے تو بیشک اُسے وِجے ہوئی، کیونکہ اس جھمیلے میں 'جاگرن' بند ہوگیا۔ جن مزدوروں کے لیے وہ سینکڑوں کا ماہوار گھاٹا سہہ رہا تھا، اب انھیں مزدوروں کو اس پر دَیا نہیں آتی تو پھر اس کا بند ہوجانا ہی اچھا تھا۔

رہ گئی اَنیہ شرطیں۔ وے سب اچھی ہیں اور میں ہمیشہ سے ان کی پابندی کرتا آیا ہوں۔ میرے کرمچاریوں میں سے کسی کا ساہس نہیں ہے کہ وہ میرے وِرُدّھ اپ شبد یا ڈانٹ ڈپٹ کا آکچھیپ کرسکیں۔ میں خود مزدور ہوں اور مزدوروں کا دوست ہوں۔ ان کے ساتھ کسی طرح کا انیائے یا سختی دیکھ کر مجھے دُکھ ہوتا ہے۔ اور میرے منیجر نے مار پیٹ کی تھی تو کرمچاریوں کو مجھ سے کہنا چاہیے تھا، اگر میں منیجر کی تمبید نہ کرتا تو ان کا جو جی چاہتا وہ کرتے۔ لیکن سنگھ نے اپنی شاندار فتح کی دُھن میں مجھے سُوچنا دینے کی ضرورت نہ سمجھی اور ہڑتال کرکے پریس کا نقصان اور بڑھایا۔ پریس کو 13 دن کی کمائی مزدوروں کے منھ سے چھین لی۔ ان شرطوں میں ایک بھی ایسے نہیں ہیں جو میں سچے ہردے سے نہ مان لیتا، بلکہ میں تو مزدوروں کو آدھے مہینے کی پیشگی دینے کی شرطیں بھی مانتا، اگر کوش میں روپے ہوتے۔ میں خود چاہتا ہوں کہ وہ سَمے آوے جب مزدوروں کو (جن میں میں بھی ہوں) کم سے کم کام کرکے اَدِھک سے اَدِھک مزدوری ملے، خوب چھٹیاں ملیں، اور جِتنی سووِدھائیں دی جاسکیں دی جائیں، مگر شرط یہی ہے کہ آمدنی کافی ہو۔ گھاٹے پر چلنے والے اُدیوگ کو بڑی بڑی سدِاِچھائیں رکھنے پر بھی بدنام ہونا پڑتا ہے اور اس پر کوئی بھی بڑی آسانی سے شاندار فتح پاسکتا ہے۔

پریم چند
اجنتا سِنے ٹون، پریل، بمبئی
25 ستمبر 1934

(573)

بنام بنارسی داس چترویدی

اجنتا سنے ٹون لمیٹڈ، بمبئی 12

27 ستمبر 1934

محترم بنارسی داس جی، شکریہ

آپ کے خط کی دونوں نقلیں ملیں۔ ایک ڈاک سے اور دوسری ہمارے مشترکہ دوست کی معرفت۔

پرنٹ ابھی نہیں ملے۔ جیسے ہی موصول ہوں گے۔ آپ کا حکم بجا لانے کی کوشش کروں گا۔

یہاں کا ماحول میرے مزاج کے موافق ہے۔ اس عمر میں مجھے گمراہ ہونے کا اندیشہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برعکس میری یہاں موجودگی شاید بریک کا کام دے سکے۔

امید ہے کہ آپ بخیر وخوبی ہوں گے۔ دعائے خیر،

آپ کا، دھنپت رائے

(574)

بنام جینندر کمار

اجنتا سنے ٹون لمیٹڈ، بمبئی 12

29-9-1934

پریہ جینندر،

ابھی تمھارا پتر ملا۔ جواب دے دیا ہے۔ ناحق پیسے خراب کیے۔ میں تمھاری رائے کے بغیر کبھی یہ سودا نہ کرتا۔ بات یوں ہے کہ پریس میں گھاٹا تو ہے ہی، 3 مہینوں کی پریس والوں کی مزدوری باقی پڑی ہے۔ جون کی تو اگست میں دے رہے تھے اور جولائی اور اگست کے لیے اکتوبر کا وعدہ تھا۔ جب 'ہنس' کے وی.پی. جائیں گے۔

اسی بیچ میں پریس والوں نے پریس کرمچاری سنگھ کا زور پاکر ہڑتال کردی۔ میں نے سوچا تین مہینے کی مزدوری ایک ہزار روپے سے کم نہ ہوگی۔ کاغذ والوں کے بھی دو ہزار روپے دینے ہیں۔ کیوں نہ 'ہنس' اور اسٹاک کسی کو دے کر اس سے روپے لے لوں۔ اور سب بقایا چکا کر پریس سے ہمیشہ کے لیے پنڈ چھڑا لوں۔ تبھی دو تین جگہ پتر لکھے۔ ایک پتر رشبھ جی کو بھی لکھا۔ اسٹاک لینا تو سب نے سویکار کیا۔ پر 'ہنس' پر کوئی نہ کھڑا ہوا۔ اس بیچ میں ہڑتال ٹوٹ گئی۔ ایک مہینے کا ویتن لے کر کام کرنے آگئے۔ اب دو مہینے کا نومبر میں لیں گے۔ کاغذ والوں کو بھی کچھ روپے دے دیے۔ 'جاگرن' بند کردیا۔ اب آشا ہے کام سادھارن طور پر چلتا رہے گا۔ 'ہنس' کے 450 وی پی جائیں گے۔ اگر 300 وصول ہوجائیں تو مزدوری پاک ہوجائے۔ اور کچھ کاغذ والوں کو بھی دے دوں۔ 'جاگرن' نے کم سے کم 4000 روپے کی چپت دی۔ محنت چھوڑ کر۔ 'ہنس' کا اکتوبر نکل رہا ہے۔ تمھاری اور اتیہ جی کی کوئی کہانی اب تک نہیں آئی۔ کیوں؟ جلد سے جلد بھیجو تو اس سال 'ہنس' کو ٹھیک کرکے اگلے سال سے 6 روپے کا کردوں۔ دام بڑھانے کے پہلے سال بھر تک پتر کو ٹھیک سَمے پر اور اچھے روپ میں نکالنا چاہیے۔ اگر 1000 گاہک 5 روپے کے ہوجائیں تو پھر ادھر سے نشچنت ہوجاؤں۔ دِلّی میں کئی مہلائیں لکھتی ہیں۔ ایک آدھ سے 'ہنس' کے لیے لیکھ لیں۔

یہاں کانگریس میں آرہے ہو نا؟ کانگریس اب تو بے جان سی چیز ہوتی جارہی ہے مگر تماشا تو رہے گا ہی۔

ایک دن ہمانسو رائے سے ملا تھا۔ وہ کوئی اسٹوری چاہتے تھے۔ پورا انک ہو یا ساماجک۔ اگر کوئی اسٹوری خیال میں ہو تو اس کا دو پیج کا Synopsis لکھ بھیجو۔ میں ان سے جاکر ملوں گا۔ اور دے دوں گا۔ اگر بیچ گئی تو بڑا کام ہوجائے گا۔

شیش کشل۔ بچوں کو پیار، بھگوتی دیوی سے میرا آشیرواد کہنا اور کہانی ضرور بالضرور لکھنا۔ پرساد جی سے بھی کہانی مانگی ہے۔ شاید دے بھی دیں۔

تمھارا، دھنپت رائے

(اصل خط انگریزی میں ہے)

بنام پرواسی لال ورما

اجنتا سائن ٹون لمیٹڈ،

30 گورنمنٹ گیٹ روڈ، پریل، بمبئی-12

29-9-1934

پریہ بندھوور،

کل لیکھوں کا پُلندہ ملا۔ 'ہنس' بھی ملے۔ یہ انک لیکھوں کے اعتبار سے بڑا سندر ہے۔ اکتوبر-انک کے لیے کچھ لیکھ اور منگانے کی ضرورت ہے۔ میں نے جن لیکھوں کو چھپنے یوگیہ سمجھا ہے، ان کو لوٹا رہا ہوں۔ شیش پھر لوٹا دوں گا۔ اوشا دیوی کا اُپنیاس ابھی میں نے نہیں پڑھا۔ نئے انک کے لیے جے شنکر جی کی ایک کہانی ہونا بہت ضروری ہے۔ انھیں گھیر گھیر کر لکھائیے، گوزی سے بھی۔ دو تین لیکھیکاؤں سے بھی لکھائیے۔ چندراوتی اور سشیلا آغا اور اَنیہ لیکھیکاؤں کے پاس پتر بھیجئے۔ ٹیل اوشیہ بدلیے۔ اکتوبر انک سندر ہونا چاہیے۔ نوٹوں کے لیے میں نے مسالہ جمع کرلیا ہے۔ یہ خیال رکھیے کہ لیکھوں کی پہنچ ضرور سُویکاری جائے اور شکایتی پتروں کا جواب ڈاک وِیہ کا خیال نہ کرکے اوشیہ دیا جائے۔ تب آپ کی پتریکا کا پرچاراوشیہ بڑھ جائے گا۔

آپ پُرسکار کے لیے کہتے ہیں۔ میری سمجھ میں اگر ہم لوگ دے سکیں گے تو 20 روپے مہینہ پُرسکاروں میں غریب لیکھوں کو دینا چاہیے، جیسے پنڈت آنندراؤ جوشی، جینندر یا شیام نارائن کپور یا بھونیشور پرساد اَتھوا رادھا کرشن۔ جینندر کو ہم 2 روپے پرشٹھ دیتے ہی ہیں۔ ان سجنوں میں جس کا لیکھ چھپے، اُسے ایک روپیہ پرشٹھ دینا چاہیے۔ 50 روپے کا ایک پُرسکار سال بھر میں 'ہنس' کی سب سے سندر کہانی پر دینا چاہیے۔

میں روپے ملتے ہی 100 روپے کا چیک کاغذ کے لیے بھیجوں گا۔ 'کایاکلپ' شروع کردیجیے گا۔ 'اچھوت'، 'ہردے کی لہر' اور جناردن رائے کا اپنیاس یہ تین اپنیاس بھی چھاپنے یوگیہ ہیں۔ جیسے جیسے روپے ملیں، ان پُستکوں کو نکالیں۔ جناردن کی پُستک بہت بڑی ہے، یہی بھئے ہے۔

'جاگرن' کے لیے جیسا آپ نے فیصلہ کیا ہے، وہ بالکل ٹھیک ہے۔ ہمارا سوارتھ اتنا ہی ہے کہ ہمارے پریس میں چھپے اور ہمیں 1/2 پیج کا وگیاپن ملے۔ لابھ ہونے پر جو کچھ دے دیں، 1/4، 1/5 یا 1/6 منظور ہوگا۔

کاشی پرساد سنگھ کی پستکیں بھیجیے گا۔ شاید سُریندر بالوپوری اپنی 'وِدھا' پتریکا آپ کے پریس میں چھاپیں گے۔ نقد سودہ رکھیے گا، چاہے ریٹ کم ہی ہو۔ مگر انھیں جانے نہ دیجیے گا۔ میں نے ابھی جینندر جی کو لیکھ کے لیے لکھا ہے۔ پرساد جی کو بھی آپ ٹھیک کیجیے۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(576)

بنام جے شنکر پرساد

اجنتا سائن ٹون لمیٹڈ، بمبئی۔ 12

1-10-1934

پریہ بھائی صاحب، بندے!

میں کشل سے ہوں اور آشا کرتا ہوں آپ بھی سوستھ ہیں اور بال بچے مزے میں ہیں۔ جولائی کے اَنت میں بنارس گیا تھا، دو دن گھر سے چلا کہ آپ سے ملوں، پر دونوں ہی دن ایسا پانی برسا کہ رُکنا پڑا۔ جس دن بمبئی آیا ہوں، سارے راستے بھر بھیگتا آیا اور اس کا پھل یہ ہوا کہ کئی دن کھانسی آتی رہی۔

میں جب سے یہاں آیا ہوں، میری کیوں ایک تصویر فلم ہوئی ہے۔ وہ اب تیار ہوگئی ہے اور شاید 15 اکتوبر تک دکھائی جائے۔ تب دوسری تصویر شروع ہوگی۔ یہاں کی فلم دنیا دیکھ کر چِت پرسنّ نہیں ہوا۔ سب روپے کمانے کی دُھن میں ہیں، چاہے تصویر کتنی ہی گندی اور بھرسٹھ کیوں نہ ہو۔ سب اس کام کو سولہوں آنا بیوسائے کی درشٹی سے دیکھتے ہیں، اور جن رُوچی کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ کسی کا کوئی آدرش، کوئی سدّھانت نہیں ہے۔ میں تو کسی طرح یہ سال پورا کرکے بھاگ آؤں گا۔ شکچھت رُوچی

کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ وہی عورتوں کو اٹھا لے جانا، بلاتکار، ہتیا، نقلی اور ہاسیہ جنک لڑائیاں سبھی تصویروں میں آجاتی ہیں۔ جو لوگ بڑے سپھل سمجھے جاتے ہیں، وے بھی اس کے سوا اور کچھ نہیں کرتے کہ انگریزی فلموں کے سین نقل کرلیں اور کوئی انٹ سنٹ کتھا گڑھ کر ان سبھی سینوں کو اس میں کھینچ لائیں۔

کئی دن ہوئے مسٹر ہمانشو رائے سے ملاقات ہوئی۔ وے مجھے کچھ سمجھدار آدمی معلوم ہوئے۔ فلموں کے وِشے میں دیر تک ان سے باتیں ہوتی رہیں۔ وہ سیتا پر کوئی نئی فلم بنانا چاہتے ہیں۔ ان کی ایک کمپنی قائم ہوگئی ہے اور شاید ستمبر سے کام شروع کردیں۔ سیتا پر دو ایک چتر بن چکے ہیں، لیکن ان کے خیال میں ابھی اس وِشے پر ایک اچھے چتر کی مانگ ہے۔ کلکتے والوں کی 'سیتا' کچھ چلی نہیں۔ میں نے تو نہیں دیکھا، لیکن جن لوگوں نے دیکھا ہے ان کے خیال میں چتر اسپھل رہا۔ اگر آپ سیتا پر کوئی فلم لکھنا چاہیں تو میں ہمانشو رائے سے ذکر کروں۔ میرے خیال میں سیتا کا جتنا سُندر چتر آپ کھینچ سکتے ہیں، دوسرا نہیں کھینچ سکتا۔ آپ نے تو 'سیتا' دیکھی ہوگی۔ اس میں جو کمی رہ گئی ہے، اس پر بھی آپ نے وِچار کیا ہوگا۔ آپ اس کا کوئی اُس سے سندر روپ کھینچ سکتے ہیں تو کھینچیے۔ اس کا سواگت ہوگا۔

پریس کا حال آپ کو معلوم ہی ہے۔ میں نے 'جاگرن' بند کردیا۔ گھاٹا تو میرے سامنے ہی کم نہ تھا، پر اِدھر اس کی بکری بہت گھٹ گئی تھی۔ اب میں 'ہنس' کو سدھارنا چاہتا ہوں۔ جیسی کہ آپ سے کئی بار بات چیت ہوچکی ہے، اس کا دام 5 روپے کردینا چاہتا ہوں اور 100 پرشٹھ کا میٹر دینا چاہتا ہوں۔ مگر ابھی سال بھر پابندی سے وقت پر نکال کر پاٹھکوں میں وِسواس پیدا کرنا پڑے گا۔ 'جاگرن' کے کارن اس کی اور دھیان دینے کا اَوسر ہی نہ ملتا تھا۔ اب کوشش کروں گا کہ اس کی سامگری اس سے اچھی رہے، کہانیوں کی سنکھیا اَدھک ہو اور برابر وقت پر نکلے۔ آپ اکتوبر کے لیے ایک کہانی لکھنے کی اَوشیہ کرپا کیجیے۔ ہاں، میں نے 'تتلی' نہیں دیکھی۔ اس کی ایک پرتی بھجوا دیجیے گا۔

میرا سواستھ تو کبھی اچھا نہ تھا، اب اور خراب ہورہا ہے۔ قبض کی شکایت بڑھی

جاتی ہے۔ صبح کو سوکر اٹھتا ہوں تو کمر بالکل اکڑی رہتی ہے۔ سیدھا کھڑا نہیں ہوسکتا، جھکنا تو دور رہا۔ پیٹ میں وایو بھری رہتی ہے، جب دو تین میل چل لیتا ہوں تو وایو کم ہوجاتی ہے، کمر سیدھی ہوتی ہے اور تب سوچ جاتا ہوں۔ میرا وِشواس ہومیوپیتھی پر ہی ہے، پر یہاں ہومیوپیتھی کو کوئی نہیں جانتا۔ دو ایک ڈاکٹر ہیں تو وے میرے گھر سے چھ میل پر رہتے ہیں جہاں جانا مشکل ہے۔ یدی آپ ڈاکٹر سنہا سے کوئی چیز تجویز کراکے میرے پاس وی.پی. دُوارا بھجوا دیں تو آپ کا تھوڑا سا احسان مانگوں گا، اگر آپ کی اچھا ہوگی۔ اپنی جو ترکیبیں تھیں، ان کو آزما کر ہار گیا۔ وزن بھی دو پونڈ گھٹ گیا۔ جو دیکھتا ہے پوچھ بیٹھتا ہے — آپ بیمار ہیں کیا؟ ایک بڑے ڈاکٹر سے کنسلٹ کیا۔ اس نے کوئلے کا بسکٹ کھانے کی صلاح دی۔ ایک دن کھا گیا، کوئی لابھ نہ ہوا۔ ہینگ، اجوائن، سونٹھ سب دیکھ چکا ہوں۔ کبھی کبھی تو رات کو نیند کھلتی ہے تو کمر میں درد ہوتا پاتا ہوں اور لیٹنا تکلیف دہ ہوجاتا ہے۔ تب کمر پکڑ کر دھیرے دھیرے ٹہلتا ہوں۔ آپ ڈاکٹر صاحب سے ضرور کچھ بھجوائیے۔

اور کیا لکھوں؟ بمبئی سُندر ہے، اگر سواستھ ٹھیک ہو، زیادہ مہنگا بھی نہیں، بہت سی چیزیں تو وہاں سے بھی سستی ہیں۔ چمڑے کی چیزیں، کمبل، ولایتی سامان وغیرہ وہاں سے بہت سستا۔ بجلی 4 آنے یونٹ۔ کھانے پینے کی چیزوں میں بھی گھی اور مکھن خراب، دودھ بُرا نہیں، شاک بھاجی سستی اور افراط۔ آپ چار پیسے میں میٹھا ابھی تک لے لیجیے۔ سنترے روپے کے بیس پچیس، کیلے بہت سستے، مٹر یہاں کے سیر سے 4 آنے سیر۔ یہاں سیر کیول سات گنڈے کا ہے۔

شیش کشل ہے۔ گوڑ جی سے میرا آداب عرض کہیے گا۔ چکر تو لگتے ہی ہوں گے اور میری طرف سے اور اپنی طرف سے بھی 'ہنس' کے اکتوبر نومبر کے لیے کوئی ہنسانے والی چیز لکھنے کے لیے آگرہ —

بھودیہ،

دھنپت رائے

(577)

بنام پرواسی لال ورما

دھنپت رائے، بی.اے. (عرف پریم چند)

بمبئی، 5-11-1934

پریہ بندھووَر،

کہانی بھیج رہا ہوں۔ ٹپّیاں 8 کو بھیجوں گا۔ 10 کو پہنچے گی اور 15 تک آپ پتریکا روانہ کر سکیں گے۔ جب تک وی.پی. نہ وصول ہو، آپ سب کے پاس بھیج بھی تو نہیں سکتے۔ جن کے روپے آجائیں گے، انھیں کے پاس تو بھیجئے گا۔

سہگل کے پاس بل بھیج دیا ہوگا۔ 75 روپے کاٹ کر باقی کا تقاضہ کیجیے۔ 75 روپے آپ کو مل چکے ہیں۔ منگل سنگھ سے بھی تقاضہ کیجیے۔

لاہور کے سہگل سے بھی سخت تقاضہ ہو۔ جوہری کے ذمّے آپ کے روپے آتے ہیں۔ 40 روپے انھوں نے میرے کاٹ لیے تھے۔ اس کی رسید دے چکے ہیں۔ شیش کا بل ان سے وصول کیجیے۔ بل فوراً بنا لینا چاہیے، اور وصول کرنا چاہیے۔

باسودیو پرساد، بٹی— سب پرسوں گئے۔

پُستکوں کی بکری میں اِدھر ہمارے نیم کچھ انشچت سے ہو رہے ہیں۔ کانگریس کے اَوسر پر بمبئی کو ہم نے 33% اور بھاڑا دے دیا۔ آگے سے ایسی کوشش کرنی چاہیے کہ نقد خریدنے والوں کو وِشیش سووِدھا دی جائے۔ جو لوگ سال بھر میں کم سے کم 500 روپے کی پُستکیں اُٹھا لیں اور نقد خریدتے جائیں انھیں فری ڈلیوری نہ دے کر 35% دے سکتے ہیں۔ 500 روپے سے کم کے آرڈر پر 30% سے اَدِھک نہ دیجیے۔ سال میں یدی 500 روپے ہوجائیں تو 35% کاٹ دیجیے۔ یہ شرط رہے کہ ابھی آپ کو 30% دیتے ہیں۔ اگر آپ سال بھر میں 500 روپے کی پُستکیں اٹھا لیں گے اور نقد خریدتے رہیں گے تو ہم 35% کے حساب سے کاٹ دیں گے۔ کمیشن سیل پر کسی کو مت دیجیے، ہاں جن پر پورا وِشواس ہو کہ ان سے جب چاہیں روپے مل سکتے ہیں، انھیں

دے سکتے ہیں اور 25% کمیشن دے سکتے ہیں۔ اِدھر جے نارائن، مہاویر آدی کو پستکیں دے کر دھوکا کھایا۔ یہاں ایودھیاسنگھ جی آئے تھے۔ آپ کے پاس بھی جائیں گے۔ ان سے بھی یہی نیم رکھنا ہوگا۔

میں نے جوہری جی کو سویکرت لیکھوں کا ایک بنڈل دے دیا ہے۔ آپ ان سے منگوا لیجیے گا۔ غلطی سے کیسری کشور کا لیکھ اور ایک اور لیکھ، جو میں نے پڑھا نہیں تھا، اس میں چلے گئے ہیں۔ کیسری کشور کا پتر بھی اُسی میں ہے۔ وہ پتر اور لیکھ میرے پاس بھیج دیجیے گا۔ انھیں جواب دینا ہے۔ شیش کشل ہے۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(578)

بنام حسام الدین غوری

اجنتا سینے ٹون، بمبئی،

13 نومبر 1934

مکرم بندہ، تسلیم

نگارستان میں جناب کا مضمون 'ہندستانی فلموں سے بتدریج اصلاح' بڑے شوق سے پڑھا اور مستفید ہوا۔ مجھے آپ کے خیال سے لفظ بہ لفظ اتفاق ہے۔ مگر جن ہاتھوں میں فلم کی قسمت ہے وہ بدقسمتی ہے اُسے اِنڈسٹری سمجھ بیٹھے ہیں۔ اِنڈسٹری کو مذاق اور اصلاح سے کیا نسبت۔ وہ تو اکسپلائٹ کرنا جانتی ہے۔ اور یہاں انسان کے مقدس ترین جذبات کو اکسپلائٹ کررہی ہے۔ برہنہ اور نیم برہنہ تصاویر، قتل اور خون اور جبر کی وارداتیں، مارپیٹ، غصہ اور غضب اور نفسانیت ہی اس اِنڈسٹری کے اوزار ہیں۔ اور اسی سے وہ انسانیت کا خون کررہی ہے۔ امید ہے کہ آپ یوں ہی اپنے بیش بہا خیالات سے پبلک کو فیض پہنچاتے رہیں گے۔

نیازمند، پریم چند

(579)
بنام جینندر کمار

اجنتا سائن ٹون لمیٹڈ، پریل، بمبئی 12

28 نومبر 1934

پریہ جینندر،

اِدھر بہت دنوں سے تمھارا کوئی پتر نہیں ملا۔ آشا ہے اب تم سوستھ ہوگئے ہو۔ پرواسی لال جی سے معلوم ہوا۔ تمھاری کوئی کہانی 'ہنس' کے لیے آئی ہے۔ بڑی خوشی ہوئی۔

ساہتیہ سمّیلن والوں نے مجھ سے اُپنیاس کلا پر ایک لیکھ لکھنے کو کہا۔ جو ساہتیہ پریشد میں پڑھا جائے۔ میں نے تو لکھ دیا۔ مجھے ایسے لیکھوں کی اُپیوگتا میں وِشواس نہیں۔ جن میں پرتھیبا وہ آپ لکھنے لگے ہیں۔ جیسے بطخ کا بچہ تیرنے لگتا ہے۔ جن میں پرتھیبا نہیں انھیں لاکھ کلا کا اُپدیش کیجیے، کچھ نہیں کرسکتے۔

رُودنارائن اگروال کو تو جانتے ہو۔ وہی یووَک جو دہلی میں کئی بار مجھ سے ملنے آیا تھا۔ جس کے گھر ایک دن میں نیوتا کھانے بھی گیا تھا۔ پرسوں اس کا پتر ملا۔ تپ دق ہوگیا ہے۔ اور لکھنؤ کے ٹی.پی. اسپتال میں پڑا ہے۔ کوئی سہایک نہیں۔ کوئی ہمدرد نہیں۔ ایسے محنتی اور گنی آدمی کم ہوں گے۔ وار اینڈ پیس ریسریکشن، اینٹی فیر آدی پُستکوں کے انوواد کر ڈالے لیکن ریسریکشن کے سوا کوئی پُستک نہ چھپی۔ پرکاشکوں کے پاس پڑی ہوئی ہے۔ اور آج وہ غریب مررہا ہے۔ یہ ابھاگے ساہتیہ سیویوں کا حال۔

پریاگ میں 'لیکھن سنگھ' کا وِورن تمھیں ملا ہوگا۔ بہت سے ساہتیک اس میں مل گئے ہیں۔ لیکن کوئی دماغ والا آدمی ابھی نظر نہیں آیا۔ یوں ہمارے ہاں دماغ والے آدمی ہیں ہی کتنے۔ تم اس سنگھ میں آملو اور ایکٹو اِنٹرسٹ لو تو شاید کچھ ہو۔ میرا نام سبھاپتی کے لیے پیش کیا گیا ہے۔ میرے جیسا سبھاپتی جس سنستھا کا ہو وہ کیا ہوگی۔ میں نے بھگوان دین داس، پنڈت وِینکٹیش نارائن تِواری یا پنڈت نریندر دیوجی کا نام پروپوز کیا ہے۔

فلمی حال کیا لکھوں۔ 'مِل' یہاں پاس نہ ہوا۔ لاہور میں پاس ہوگیا۔ دکھایا جارہا

ہے۔ میں جن ارادوں سے یہاں آیا تھا اُن میں سے ایک بھی پورا ہوتے نظر نہیں آتا۔ یہ، پروڈیوسر جس ڈھنگ کی کہانیاں بناتے آئے ہیں اُس لیک سے بُو بھر بھی نہیں ہٹ سکتے۔ ولگریٹی کو یہ لوگ اِنٹرٹینمنٹ ویلیو کہتے ہیں۔ اَدبھُت ہی میں اُن کا وِشواس ہے۔ راجا رانی ان کے منتریوں کے سڑیئنتر۔ نقلی لڑائی، بوسے بازی میں ان کے مکھیہ سادھن ہیں۔ میں نے ایسی ساماجِک کہانیاں لکھی ہیں جنھیں شکچھِت سماج بھی دیکھنا چاہے لیکن اس کو فلم کرتے ہم لوگوں کو سندیہہ ہوتا ہے کہ چلے یا نہ چلے۔ یہ سال تو پورا کرنا ہی ہے۔ قرض دار ہوگیا تھا۔ قرضہ نپٹا دوں گا۔ مگر اور کوئی لابھ نہیں۔ اُپنّیاس کے اَنتم پرِشٹھ لکھنے باقی ہیں۔ اِدھر من ہی نہیں جاتا۔ یہاں سے چھٹی پاکر پھر اپنے پُرانے اڈّے پر بیٹھوں۔ وہاں دھن نہیں ہے مگر سنتوش اَوشیہ ہے۔ یہاں تو جان پڑتا ہے جیون نشٹ کر رہا ہوں۔

سیٹھ گوبند داس جی یہاں آئے ہوئے ہیں۔ ان کی بھی سینما کمپنی کھلی ہے۔ مہاویر کہاں ہے۔

اور سب تو کُشل ہے۔

سپریم، دھنپت

(580)

بنام رام چندر ٹنڈن

30 گورنمنٹ گیٹ روڈ، پریل، بمبئی۔ 12

4 دسمبر 1934

پریہ رام چندر جی، بندے!

پتر کا کٹنگ ملا۔ اس کے لیے دھنیہ واد۔ میرے خیال میں لیکھک سنگھ کا ایک کرتبیہ یہ بھی ہوگا کہ وہ لیکھکوں کے سوتیوں کی رکچھا کرے، پرکاشکوں کو زیادہ نیائے کا بیوہار کرنے پر مجبور کرے۔ مگر جب تک پرکاشکوں اور پتر نکالنے والوں کی دشا ایسی نہ ہو کہ وے لیکھکوں کا پارِشرمِک دے سکیں تب تک آپ انھیں مجبور کرکے اس کے سِوا اور کیا کر سکتے ہیں کہ وے پتر کا پرکاشن بند کردے۔ جہاں تک میرا خیال ہے

ساہتیک پرکاشکوں میں کوئی بھی نفعے کا اپنا کام نہیں کررہا ہے۔ ادھیکانش ایسے ہیں جو نفع میں خیال سے پرکاشن کا کام شروع کرکے اب کیول اس لیے پڑے ہوئے ہیں کہ ان کا بہت سا دھن پریس اور پُستکوں میں پھنس گیا ہے اور وے اُسے چھوڑ نہیں سکتے۔ ہاں، اسکولی پُستکیں چھاپنی بند کردی ہیں۔ یہی کارن ہے کہ پُستکوں کی کھپت نہیں ہوتی۔ کاغذ اور چھاپنے والوں کی بات الگ ہے۔ اِدھر پرایہ سبھی پرکاشکوں نے ساہتیہ کی پُستکیں چھاپنی بند کردی ہیں۔ یہی کارن ہے کہ پستکوں کی کھپت نہیں ہوتی۔ کاغذ اور چھپائی نہیں نکلتی تو لیکھک کو کہاں سے دیں۔ ہاں، جن پرکاشکوں کو لابھ ہو رہا ہے انھیں سنگھ اس کی پریرنا کرے گا کہ وے لیکھکوں کے ساتھ نیائے کریں اور جب ایسا سَمے آوے گا کہ ہندی میں پتروں اور پُستکوں کے پرکاشن سے نفع ہونے لگے گا تو سنگھ اس پرشن کو اوشیہ ہاتھ میں لے گا۔ میں آپ سے بالکل سہمت ہوں کہ سنگھ کو لیکھکوں کے آرتھِک ہتوں کی رکچھا کے لیے لڑنا پڑا، پر پہلے یہ سَمے تو آویں۔ لیکھکوں ہی کا یہ کام ہوگا کہ وہ اُس سَمے کو جلد نکٹ لاسکیں۔

کچھ سَمے ہوا ہم نے (آپ نے اور میں نے) ہندی میں اچھے لیکھکوں کے انوواد کی ایک یوجنا بنائی تھی۔ کیوں نہ سنگھ میں وہ یوجنا بھی شامل کردی جائے۔

روس میں بھی سوویت رائٹرس یونین ہے۔ اور دیشوں میں ہے یا نہیں مجھے معلوم نہیں۔ لیکن مجھے لیکھکوں کو کیول قلمی مزدور سمجھنے میں کشٹ ہوتا ہے۔ لیکھک کیول مزدور نہیں بلکہ اور کچھ ہے — یہ وِچاروں کا اوِشکارک اور اُتیجک اور پرچارک بھی ہے۔ جس طرح آپ لیکھکوں کو بھی اس روپ میں نہیں باندھ سکتے۔ ہاں، سنگھ یہ کرسکتا ہے کہ لیکھکوں اور پرکاشکوں کے بیچ میں بھکچھ اور بھکچھک کے بیوہار کو بند کرنے کا اُدیوگ کرے، لیکھکوں میں اونچے آدرش، اونچے آچرن اور کلا کی اُنتی کی بیوستھا کرے۔

میں اس وِشے میں ملنے پر آپ سے بات کروں گا۔ آشا ہے، آپ پرسنّ ہیں۔ میں تو ٹھیلے جاتا ہوں۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(581)

بنام ویریندر کمار جین

بمبئی، 14-12-1934

پریہ ویریندر،

تمھاری 'کہانی' مل گئی تھی۔ اُسے 'ہنس' میں جلد دوں گا۔

شبھاکانکچھی، پریم چند

(582)

بنام اِندرناتھ مدان

دھنپت رائے، بی۔اے۔ (عرف پریم چند)

168، سرسوتی سدن، دادر، بمبئی 14

26 دسمبر 1934

مائی ڈیر مسٹر اِندرناتھ۔

آپ کا خط مورخہ 16 مِلا۔ بے حد مسرّت ہوئی۔ آپ کے سوالات کے جوابات سلسلے وار دینے کی کوشش کررہا ہوں۔

(1) 'رنگ بھومی' میرے خیال میں میری تمام تصانیف میں سے بہترین ہے۔

(2) میرے ہر ایک ناول میں ایک معیاری کیریکٹر ہوتا ہے۔ جس میں انسانی صفات بھی ہوتی ہیں اور کمزوریاں بھی۔ مگر ان کا معیاری ہونا ضروری ہے۔ 'پریم آشرم' میں گیان شنکر اور رنگ بھومی میں 'سورداس' ہے۔ اسی طرح کایا کلپ میں چکردھر اور کرم بھومی میں امرکانت ہے۔

(3) میرے مختصر افسانوں کی کل تعداد لگ بھگ 250 ہے۔ غیر مطبوعہ کہانی میرے پاس کوئی نہیں۔

(4) بیشک ٹالسٹائے، وکٹر ہیوگو اور رومن رولاں کا مجھ پر اثر پڑا ہے۔ مختصر

افسانوں میں شروع میں ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور سے روشنی حاصل کی ہے۔ اس کے بعد میں نے اپنا اسٹائیل بنا لیا ہے۔

(5) میں نے کبھی سنجیدگی سے ڈرامہ کی طرف رجوع نہیں کیا۔ میں نے ایک دو پلاٹ سوچے ہیں۔ جن سے ڈرامے کے سلسلے میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اگر ڈرامے کو اسٹیج پر نہ دکھایا جائے تو یہ اپنی اہمیت کھو بیٹھتا ہے۔ ہندستان میں اسٹیج کے مناسب انتظامات نہیں۔ خصوصاً ہندی اور اردو ڈراموں کے لیے جو برائے نام اسٹیج ہے وہ پارسیوں کا ضعیف اور بے جان سا ہے۔ جس سے مجھے سخت نفرت ہے۔ نہ ہی مجھے ڈرامے کے ٹیکنیک اور اسٹیج کے ہُنر سے کبھی تعلق پڑا ہے۔ میرے ڈرامے محض پڑھنے کے لیے تھے۔ میں ناولوں تک ہی کیوں محدود ہوں۔ جہاں میں کرداروں کو ڈرامے کے مقابلے میں زیادہ نمایاں کرسکتا ہوں۔ اسی لیے میں نے اپنے خیالات کے اظہار کے لیے ناول کو ترجیح دی ہے۔ پھر بھی میں ایک دو ڈرامے لکھنے کی امید رکھتا ہوں۔ جہاں تک مالی لحاظ سے کامیابی کا سوال ہے یہ اردو اور ہندی میں بہت کمیاب سی شے ہے۔ آپ شہرت پاسکتے ہیں مگر مالی اعتبار سے مطمئن نہیں ہوسکتے۔ ہمارے لوگوں کو کتابیں خریدنے کی عادت نہیں ہے۔ یہ سُستی اور کم عقلی اور ذہنی غفلت کی دلیل ہے۔

(6) ایک ادیب کے لیے سنیما مناسب جگہ نہیں۔ میں اس لائن میں اس لیے آیا تھا کہ شاید مالی اعتبار سے کچھ مطمئن ہوسکوں مگر اب میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ میری خام خیالی تھی۔ اس لیے میں پھر ادبی خدمت میں لگ رہا ہوں۔ دراصل میں نے ادبی کام کو کبھی بھی بند نہیں کیا۔ اور اسے ہی میں اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا ہوں۔ سنیما شاید وکالت کی طرح ہی میرے لیے محض تفریح کا سامان ہوسکتی ہے۔

(7) میں کبھی جیل نہیں گیا۔ میں باعمل انسان نہیں ہوں۔ میری تحریروں سے کئی دفعہ حکومت ناراض ہوئی اور میری ایک دو کتابیں قابل ضبطی بھی قرار دی گئیں۔

(8) میں ساماجک سدھار پر یقین رکھتا ہوں۔ ہمارا مقصد رائے عامہ کو بیدار کرنا ہونا چاہیے۔ انقلاب سنجیدہ طریقوں کے ناکامی کی دلیل ہوتا ہے۔ میرے نقطۂ نظر سے معیاری سوسائٹی وہ ہے جہاں ہر ایک کو یکساں مواقع میسر ہیں۔ ہم اس منزل پر کس

طرح پہنچ سکتے ہیں۔ صرف سدھار اور ارتقا کے؟ لوگوں کا کردار ہی اس سلسلے میں فیصلہ کن ہوتا ہے۔ کوئی ساماجک سدھار کامیاب نہیں ہوسکتا اگر ہم انفرادی طور پر ترقی نہ کریں۔ ہمارے انقلاب کا انجام کیا ہوگا کوئی پختہ طور پر نہیں کہہ سکتا۔ اس کا نتیجہ بہترین قسم کی ڈکٹیٹرشِپ ہوسکتا ہے۔ جس میں انفرادی آزادی بالکل ختم ہو جائے۔ میں اصلاح چاہتا ہوں۔ تباہی نہیں۔ اگر مجھے کسی طرح یہ پہلے ہی پتہ لگ جائے کہ تباہی کا نتیجہ ہمارے لیے اچھا ہوگا تو میں تباہی کی بھی مخالفت نہ کروں گا۔

(9) غربا اور مزدور پیشہ لوگوں میں طلاق کا رواج عام ہے۔ اس مسئلہ نے ان نام نہاد اونچی ذاتوں اور طبقوں میں خوف ناک صورت اختیار کی ہے۔ شادی دراصل سمجھوتے اور سپردگی کا ہی دوسرا نام ہے۔ اگر جوڑا خوش رہنا چاہے تو اسے ایک دوسرے کی بات ماننا ہی ہوگی۔ لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کسی حالت میں خوش نہیں ہوسکتے۔ یوروپ اور امریکا میں آزادانہ میل جول اور اظہارِ محبت کے باوجود طلاقوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جوڑے میں سے ایک کا چاہے وہ مرد ہو یا عورت جھکنا ضروری ہے۔ میں یہ نہیں مانتا کہ تمام قصور مردوں کا ہی ہے۔ ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں عورتیں بہت عجیب شکایات کی بنا پر جھگڑے پیدا کردیتی ہیں۔ جب ہمیں یہ یقین ہے کہ طلاق ہماری شادی سے متعلقہ تکلیفوں کا علاج نہیں تو سوسائٹی کے سرا سے کیوں مڑھا جائے۔ بعض حالتوں میں طلاق لازمی ہوسکتا ہے۔ لیکن میری رائے میں یہ کہنا غلط ہوگا کہ کوئی مرد یا عورت نباہ نہیں کرسکتا۔ غریب بیوی کے لیے بغیر کسی انتظام کے طلاق، بیمار افرادیت کا مطالبہ ہے جس سوسائٹی کا انحصار برابری پر ہو اس میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں۔

(10) اس سے پہلے میں ایک خدائے برتر کی ہستی پر اعتقاد رکھتا تھا۔ یہ اعتقاد غور و فکر کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ محض روایتی تھا۔ اب یہ اعتقاد چکناچور ہو رہا ہے۔ بے شک اس تمام عالم کے پیچھے کوئی ہاتھ ہے۔ مگر میرے خیال میں انسانی معاملات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ اسے مکھیوں، مچھروں اور چیونٹیوں کے معاملات سے کوئی سروکار نہیں۔ ہم نے خود کو جو اہمیت دی ہے۔ اس کی کوئی وجہ جواز نہیں۔

میرے خیال میں اس وقت اتنا ہی کافی ہوگا۔ کیوں کہ میں انگریزی کا عالم نہیں۔ اس لیے ہوسکتا ہے کہ میں اپنے خیالات کے اظہار میں ناکام رہا ہوں۔ مگر میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ (اصل خط انگریزی میں ہے)

خیر اندیش، پریم چند

(583)

بنام پرواسی لال ورما

غالبًا 1934

پریہ ورما جی،

مجھے معلوم نہیں، کیا سمے ہے۔ دس سے کام شروع ہوتا ہے اور 5:30 پر ختم ہوتا ہے۔ یہ مجھے یاد ہے۔ ایک بار کچھ یہ طے ہوا تھا۔ اگر آپ نے 7 گھنٹے رکھا ہے تو مجھے کوئی آپتی نہیں۔ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ آپ 10 بجے ضرور ہی آجائیں، لیکن ایسا کچھ ہونا چاہیے کہ 10 بجے ٹھیک کام شروع ہوجائے۔ اگر آپ ابھی نہیں آسکتے تو چلنے دیجیے۔ میں آیا جاتا ہوں اور اس کی دیکھ بھال کرلوں گا۔ تب تک ایسا کیجیے کہ رام پرساد سے کہہ دیجیے یا منیم کو تاکید کردیجیے کہ آپ کے یہاں سے 10 بجے سے پہلے، ارتھات 9:30 پر، کنجی لے لیا کرے جس میں 10 پر کام شروع ہوجایا کرے۔ اور جب تک میں نہیں آجاتا، اس وقت تک یہی انتظام چلنے دیجیے۔ چھتیں ٹپکنے لگی ہے۔ ان کی مرمّت کرانی پڑ گئی ہے۔ نہیں اب تو پانی کھل گیا ہے۔ آجاتا ہے۔ دو تین دن اور لگ جائیں گے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(584)

بنام ....

مدراس، 1-1-1935

ہندی ایسوسی ایشن نے ہندی پرچار سبھا کے وارشک اُتسو پر جنتا کو 'درگاداس' ناٹک اور 'چندرگپت موریہ' کے چار سین دکھائے۔ یدپی ایسوسی ایشن نے پہلے سے

وِشیش تیاری نہ کرپائی تھی، پھر بھی ان درشیوں کو دیکھ کر مجھے ایسا لگا کہ ہمارے یہاں سادھارنتہ جو اَمیچیور لوگ ڈرامے کھیلتے ہیں، ان کی اپیکچھا ان لوگوں کے اَبھِنَے میں کچھ سوابھاوِکتا زیادہ تھی۔ اُچارن تو جیسا چاہیے ویسا نہ تھا، لیکن ابھیاس سے یہ عیب دور ہوسکتا ہے۔ اور لوگوں کے ایکٹنگ میں تو خوبی تھی ہی، لیکن شری لناوا راجاگوپال کرشنیا نے چانکیہ کا جو پارٹ کھیلا، وہ اتنا سوابھاوِک اور مرم اسپرشی تھا کہ میں اُسے دیکھ کر مگدھ ہوگیا۔ جہاں جس طرح سے بھاؤ پردرشن کی ضروری تھی، وہاں انھوں نے ویسا ہی کیا۔ بیکتی کا، جو پاریوارِک اور ویکتِک وِپتیوں سے ایشور اور ستیہ اور دھرم میں اپنا وسواس کھو چکا ہو، اور جس کی آتما پُرتی شودھ کے لیے ترپ رہی ہو، اس کا اتنا سُندر چترن کرنے پر میں آپ کو بدھائی دیتا ہوں۔

مدراس، پریم چند

(585)

بنام ....

بمبئی، 2 جنوری 1935

....

'نشانیاں' لکھنے پر تمھیں بدھائی دیتا ہوں۔ بہت اچھی چیز ہے۔ اس مہینے 'ہنس' میں دے رہا ہوں۔ 'سرسوتی' میں تمھاری کہانی 'پریم کی ویدی' پڑھی۔ تم نے اس میں خواہ مخواہ ہندی الفاظ ٹھونسنے کی کوشش کی۔ میرے خیال سے لفظ چاہے ہندی، اردو، عربی فارسی کہیں سے بھی کیوں نہ لیا جائے، دیکھنا چاہیے کہ خیالات کا تسلط اور تحریر کی روانگی قائم رہے۔

رہی سنیما کی بات! بھئی، میں تو اس زندگی سے اکتا گیا ہوں۔ یہاں ڈائریکٹروں کی ذہنیت ہی انوکھی ہے۔ اپنے سِوا کسی کی سنتے ہی نہیں۔ 'بازارِ حسن' کی مٹی پلید کردی۔ ہاں 'مِل' کچھ اچھی رہی ہے، لیکن سچ پوچھو تو بھائی، مجھے اپنا وہ 'گوشۂ عافیت' ہی زیادہ پسند ہے۔ جلد ہی بمبئی سے نجات حاصل کرلوں گا اور بنارس چلا جاؤں گا۔

بھَودِیہ، پریم چند

(586)

بنام ....

بمبئی، 11 جنوری 1935

آپ کا پتر مدّت دراز کے بعد ملا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ میں مدراس گیا تھا۔ ہندی پرچار سبھا کا دیکھچانت بھاشن تھا۔ وہاں سے بنگلور، میسور کی سیر کرتا ہوا کل تیسرے پہر یہاں پہنچا۔ اس لیے اُترّ میں دیر ہوئی۔ یہ صفائی دے چکنے پر وِلمب کا اُپرادھ تو آپ نہ لگائیں گے۔

بالک کا بھار تیندو انک نکل رہا ہے۔ اچھی بات ہے۔ ورما جی 'ہنس' کا بھار تیندو انک نکالنے کا پرستاؤ کر رہے ہیں۔ دیکھیے کیا ہوتا ہے۔

بالکوں کے لیے میرا یہی سندیش ہے کہ ہمارا گھر ہی ہمیں منشیتا سکھانے کو سب سے بڑی پاٹھ شالہ ہے۔ اسنیہ اور تیاگ اور چھما اور شالینتا کو بھاوناؤں کے وِکاس کے جتنے سُندر اَوسر گھر پر مل جاتے ہیں اتنے اور کہیں نہیں مل سکتے۔ بالکوں کے سامنے یہی آدرش ہونا چاہیے کہ وے اپنے گھروں کو سورگ بنا دیں اپنے پریم سے، وِنے سے، سدبیوہار سے۔ اسی پاٹھ شالہ میں کامیاب ہوکر وے سنسار کے وِشال چھیتر کے لیش اور آتم سنتوش لابھ کریں گے۔

آشا ہے آپ سپریوار سانند ہیں۔

پریم چند

(587)

بنام ....

سرسوتی سدن، دادر، بمبئی 14

26 جنوری 1935

پریہ وَندھوَر، بندے!

میری دو تصویریں کھینچی ہیں۔ ایک تو بمبئی میں، دوسری میسور میں۔ ایک آپ

کے پاس بھیجوں گا۔ منگوا رہا ہوں۔

بالک بڑے شوق سے پڑھوں گا اور 'ہنس' میں پیٹھ ٹھونکوں گا۔

میرا بھاشن آیا تو ہے، لیکن آپ 'ہنس' میں پڑھیے گا۔ دو ایک دن میں 'ہنس' بھی پہنچے گا۔

اُگر جی سے میری ملاقات کبھی نہ ہوئی اور ایشور کرے نہ ہو۔ جو آدمی ماں بہن کی گالی دیتا ہے اُسے میں انسان ہی نہیں سمجھتا۔ ہیں، کسی طرح اپنا نِبھاہ کیے جا رہے ہیں۔ ان کا کوئی سنیریو تو اِدھر نظر نہیں آیا۔ مگر سُنتا ہوں بُرا حال ہے۔ مجھے تو یہ لائن پسند نہیں آئی۔ تین چار مہینے کسی طرح اور کٹ جائیں تو گھر کو راہ لوں۔

'ہنس' میں کیوں کوئی دو پیچ کا سلسلہ شروع نہیں کرتے؟

بھَودِیہ، دھنپت رائے

(588)

بنام ہرن مَے

168، سرسوتی سدن، دادر، بمبئی ۔ 14

28-1-1935

پریہ ہرن مَے جی،

آپ کا پتر ملا۔ ہاں، میں بینگلور میں تین دن رہا اور دیوان صاحب سے بھی ملا۔ ہندی کے وِشے میں ان سے دیر تک باتیں ہوئی، لیکن رخ سے ایسا معلوم ہوا کہ وہ سرکاری طور پر کچھ کرنا نہیں چاہتے۔ جب تک جنتا میں خود ہندی کے پرتی کافی پریم نہ ہوجائے اور یہ مانگ اس کی طرف سے نہ ہو، وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کریں گے۔ اردو میں انھوں نے بہت اچھی طرح باتیں کیں اور سادھارن شکچھت مسلمانوں کی طرح اردو کی پرگتی کا بھی انھیں گیان ہے۔ آپ کا ہندو بڑا آدمی ہندی میں کورا رہتا ہے۔ آپ ستیہ مورتی کے پاس جایئے اور ہندی کے کسی لیکھک کا نام لیجیے، وہ آپ کی طرف اس طرح تاکیں گے، مانو آپ نے کسی وِچتر جنتو کا نام لے لیا۔ میں نے مالویہ

جی کو دیکھا، جواہر لال جی کو دیکھا اور کتنوں کو ہی دیکھا، یہ لوگ کچھ جانتے ہی نہیں کہ ان کے ساہتیہ میں کیا ہورہا ہے۔ مسلمان عام طور پر اردو ساہتیہ سے پریچت ہوتا ہے، چاہے وہ کناڑی یا تامل بھاشی ہی کیوں نہ ہو۔ شکچھت مسلمان سے میرا مطلب ہے۔

آپ نے مجھ سے سندیش مانگا ہے۔ اس پتر میں بھی یاد دلایا ہے۔ تم نے جو نوٹ مجھے دیا تھا، اس پر تو ایک لیکھ ہوگا۔ سندیش کے وِشے میں چند پنکتیوں کا قاعدہ ہے۔ کیا کروں، ایک لیکھ لکھوں؟ میں فل اسکیپ کے دو پیج لکھ چکا ہوں اور ابھی کم سے کم دو پیج اور ہوں گے۔ کہو تو یہی لیکھ بھیج دوں۔ اسی کو سندیشہ سمجھ لینا، حالانکہ بڑا لمبا سندیش ہوگا۔

فوٹو ابھی نہیں آیا۔ شاید اسٹوڈیو کے پتے سے بھیجا ہو۔ میں کئی دن سے اسٹوڈیو نہیں گیا۔ ہم لوگوں کی الگ الگ بھی تو ایک سجن نے تصویریں لی تھیں۔ وے کیوں نہیں بھیجی؟ کیا بگڑ گئی؟ میرے پاس کئی لوگوں کا تقاضہ ہے۔ میں نے سمجھا تھا، اُسی کو بھیج دینے پر کام نکال لوں گا۔ اگر وہ نہ ملے گی تو مجھے کھنچوانی پڑے گی۔

کچھ پُستکیں پریمی جی دُوارا بھیجی تھیں۔ ملی ہوں گی۔

تمھارا جواب آنے پر سندیش روپی لیکھ یا لیکھ روپی سندیش بھیج دوں گا۔ اور سب کُشل ہے۔ ورما جی، کرشن جی آدی مِتر کو میرا نمسکار سنانا۔ آپ لوگوں کی اَتتھی سیوا مجھے ہمیشہ یاد رہے گی۔

تمھارا، پریم چند

ابھی ابھی تمھارا پتر دیو.جی کے نام ملا۔ ہمیں تو تم نے اور تمھارے سہکاری بندھوؤں نے جتنا سیوائے سمان دیا، اس کے لیے ہم تمھارے ہمیشہ احسان مند رہیں گے۔

پریمی جی نے تو جو پُستکیں مل سکی، شیوپرساد جی دُوارا ریل سے بھیجی ہیں۔ اب تک پہنچ جانی چاہیے۔ میری اور پُستکیں میں بنارس سے بھجوانے کا پریتن کر رہا ہوں۔ یہاں نہیں ہے۔ تم سب کو آشیرواد کہتی ہے۔ اس وقت کھانا پکا رہی ہیں۔

پریم چند

(589)

بنام ....

سرسوتی سدن، دادر، بمبئی 14

3 فروری 1935

پریہ بندھو،

پتر کے لیے اور اُن کترنوں کے لیے جو آپ نے کرپاپُوروَک بھیجی ہے، دھنیہ واد۔ ڈاکٹر سپرو کا لیکھ میں پڑھ چکا تھا اور اس میں بہت ٹھک کی باتیں کہی گئی ہیں۔ اس میں ایک بھی ایسا شبد نہیں ہے جس پر کوئی آپتّی کر سکے۔ لیکن مسٹر دھیریندر کے وِچار پرتھکتاوادیوں کے ہیں اور میں ان کا سمرتھن نہیں کر سکتا۔ شاید آپ نے اس وِشے پر گارساں د تاسی کے لیکھ پڑھے ہوں۔ 'اردو' انجمن ترقیِ اردو کا مُکھ پتر، انھیں قسطوں میں چھاپ رہا ہے۔ حال میں پرکاشِت لیکھوں میں سے ایک میں نے پڑھا۔ اس میں اتنی تازگی اور صاف گوئی اور دوراندیشی پاکر مجھے تعجب ہوا۔ کون جانے مسٹر ورما نے اس کو پڑھا ہے یا نہیں۔ اس نے اس سمسیا کا سمادھان بہت اُستادی ڈھنگ سے کیا ہے۔ اس کی رائے ہے کہ لپی کو چھوڑ کر ہندی اور اُردو ایک ہی بھاشا ہے۔ ان میں کیول لپی کا بھید ہے۔ کہاں پر بھاشا اردو کی سیما کو لانگھ کر ہندی کے چھیتر میں پہنچ جاتی ہے، ریکھا کھینچ کر بتلانا اسمبھو ہے۔ اردو والے جتنا من چاہے عربی اور فارسی سے لیں۔ ہندی والے بھی ان کا انوکرن کریں۔ ان کی بھاشا پرانتیہ اردو اور ہندی بنی رہے گی۔ ہماری ہندستانی جنتا کے راستے پر چلے گی اور جواب جیسی بولی جاتی ہے ویسے لکھنے کی کوشش کرے گی۔ جنتا سے میرا مطلب سمجھوتہ وے لوگ ہیں جو لکھ پڑھ سکتے ہیں اور جن کے پاس ساہتیک سنسکار ہے۔

ہندستانی اکیڈمی کا کام اسی سمسیا سے جوجھنا تھا۔ ایسے ہی ممبر لیجیے جو ایک ملی جلی بھاشا میں آستھا رکھتے ہوں۔ اُسنے ملی جلی بھاشا میں الگ الگ لپیوں میں ایک پتریکا نکالنی چاہیے تھی۔ یہ ایک سچّی سیوا ہوتی۔ سمپرتی اس کی کارروائیاں سامپردائک ہیں اور اس نے اپنے آستو کو چریتارتھ نہیں کیا۔

نِسندیہہ ہندستانی اپنے روپ اور وبھو اور شبد سمپدا میں ساہتیک بھاشا نہیں ہے۔ ساہتیک بھاشا بول چال کی بھاشا سے الگ سمجھی جاتی ہے۔ میرا ایسا وشواس ہے کہ ساہتیک ابھویکتی کو بول چال کی بھاشا کے نِکٹ سے نِکٹ پہنچنا چاہیے۔ کم سے کم ناٹک، کہانی اور اپنیاس سادھارن بول چال کی بھاشا میں ہم لکھ سکتے ہیں، انھیں میں ہم جیونی اور یاترا ورننوں کو بھی شامل کرسکتے ہیں اور ساہتیہ کی یہ شاکھائیں سمپرن ساہتیہ کا تین چوتھائی ٹھہرتی ہیں اور ایسا تین چوتھائی جو سچ مُچ مہتو رکھتا ہے۔ آپ کا وگیان اور درشن سنسکرت میں لکھا جائے یا پراکرت میں، مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ جیسا کہ گارساں د تاسی کہتا ہے، 'ہندی کو اس کے پرانے آدھاروں کے پاس کھینچ کر لے جانا ایک ویسی ہی بیکار کوشش ہے جیسی کہ ندی کی دھارا کو موڑ کر واپس اُس کے استھل پر لے جانا۔'

کتابوں کے بارے میں میں نے اپنے لڑکے کو لکھا ہے کہ وہ آپ کو جاکر بتلائے کہ وہ کتابیں اس نے کس کے پاس جمع کیں۔ آپ کو شاید پتہ نہ ہو، میرے دونوں لڑکے کائستھ پاٹھ شالہ انٹرمیڈیٹ اسکول میں ہیں اور اُسی عمارت میں رہتے ہیں جس میں ہندستانی اکیڈمی ہے۔ لیکن دونوں بے حد جھینپ ہیں، جو گُن انھوں نے شاید مجھ سے لیا ہے، یعنی اگر یہ مان لیں کہ میں ان کا باپ ہوں۔ اس کا نام شری پت رائے ہے، کیا آپ اُسے بلالیں اور اس سے پوچھیں تو وہ آپ کو بتلائے گا کہ ان کتابوں کا کیا ہوا۔

لیکھک سنگھ! میری رائے میں اس کا ایک ماتر اپیوگی کام سہکاری پرکاشن ہے جس میں کہ ہر لیکھک جو اس کا سدسیہ ہے تیس سے لے کر چالیس فی صدی رائلٹی پانے کے لیے آشوست ہوجائے۔ ہندی کا بازار اتنا مندہ ہے اور لیکھک اپنی پُستکیں چھپوانے کے لیے اتنے آتُر ہیں کہ وے پرکاشکوں کے ساتھ کوئی بھی سمجھوتہ کرلیں گے۔ وے اگر اپنی شرطوں پر اڑے رہیں اور پرکاشک ان کی پُستکیں پَرکاشِت کرنے سے انکار کردے تو پھر بیچارہ کہیں کا نہ رہ جائے گا۔ یہ چیز ویسی ہی ہے جیسی کہ لوگوں کو ور کو دہیز دینے سے روکنا۔ لیکن جب یووَکوں کی کمی ہے اور کنیہ کے پِتا تُرنت اپنی کنیا کا وِواہ کر دینے کے لیے آتُر ہوں تب پھر دُشت دہیز پرتھا کے آگے گھٹنے ٹیک دینے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ یہ تینے تو کس برتے پر۔ لیکن سہکاری پرکاشن کے لیے

روپیہ چاہیے اور سنگھٹن چاہیے اور اسٹاف چاہیے اور یہ کام تبھی ہاتھ میں لیا جاسکتا ہے جب سنگھ کے پاس آوشیک پربھاؤ اور پرتشٹھا ہو۔ لیکن کوئی کارن نہیں ہے کہ وہ لیکھکوں کی، جب پرکاشک انوچت روپ سے ان کا شوشن کرتے ہوں، سہایتا نہ کریں۔ ہماری ورتمان آوشیکتا سدسیتا کو بڑھانا ہے تاکہ سنگھ ساہتیک کام کرنے والوں کی اُور سے ان کے پرتی بِندھی کی حیثیت سے بول سکے۔ ہمیں اس کو پروان چڑھانا ہے اور اس جگہ پر پہنچانا ہے، جہاں وہ اثر کرسکے۔ آپ ہنیتر رہ کر اُسے جس رُوپ میں چاہے وِکِست کرسکتے ہیں یا جدھر چاہے زیادہ آسانی سے موڑ سکتے ہیں۔ جب وہ جَن مَت کو سنگھٹت کرکے اس میں جیسی رد و بدل چاہے کرسکے۔ دھونساتمک آلوچناؤں سے کیول الگ الگ پکچھوں کی کٹر تا اور بھی بڑھتی ہے۔

مجھے رُوسی کہانیوں کا آپ کا سنگرہ نہیں ملا۔ مجھے یقیناً ان میں مزہ آئے گا اور میں ان کی سمالوچنا کروں گا۔

برائے مہربانی میرا آداب مولوی اصغر حسین صاحب کو عرض کردیں۔

آشا ہے کہ آپ پُرن سوستھ ہوں گے۔

آپ کا، دھنپت رائے

پُنشچیہ : میں شاید ماسٹر ورما کے وِچاروں کا کھنڈن کرتے ہوئے ہندستانی میں ایک چھوٹا لیکھ لکھوں گا۔

(590)

بنام جینندر کمار

186، سرسوتی سدن، دادر، بمبئی 14

7-2-1935

پریہ جینندر،

تمھارا پتر ملا۔ ہاں اِدھر میں نے تمھیں کوئی پتر نہ لکھا۔ رشبھ جی (دلی کے متر) آئے تھے۔ ان سے تمھاری خیریت کا حال مل گیا تھا۔ کچھ ایسا وے اَست تو نہیں

رہتا۔ ہاں کام نہیں کرتا۔ 7 بجے اٹھتا ہوں۔ 8:30 پر گھوم کر آتا ہوں۔ ناشتہ کرتا ہوں۔ نو بجے اخبار پڑھتا ہوں۔ کبھی گھنٹہ بھر کبھی اس سے زیادہ سمے لگ جاتا ہے۔ نہا کھا کر اسٹوڈیو جاتا ہوں۔ کچھ کام ہوا تو کیا۔ نہیں اُپنیاس پڑھا۔ 5 بجے لوٹتا ہوں۔ ہندی کے پتروں پترکاؤں کو الٹتا پلٹتا ہوں۔ چٹھی پتر لکھتا ہوں۔ کھاتا ہوں۔ اور سو جاتا ہوں۔ یہی دِنچریا ہے۔ ایک آدھ کہانی مہینے میں لکھتا ہوں۔ اور دو ایک پرشٹھ کے نوٹ 'ہنس' کے لیے۔ بس۔

'مزدور' (فلم جو بمبئی میں بنی، پریم چند نے پنچ کا کام بھی کیا) تمھیں پسند نہ آیا۔ یہ میں جانتا تھا۔ میں اسے اپنا کہہ بھی سکتا ہوں، نہیں بھی کہہ سکتا۔ اس کے بعد ایک رومانس جارہا ہے۔ وہ بھی میرا نہیں ہے۔ میں اس میں بہت تھوڑا سا ہوں۔ مزدور میں بھی مَیں اتنا تھوڑا سا آیا کہ نہیں کے برابر۔ فلم کے ڈائریکٹر سب کچھ ہے۔ لیکھک قلم کا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ یہاں ڈائریکٹر ہی کی عملداری ہے۔ اور اِس کے راجیہ میں اُس کی حکومت نہیں چل سکتی۔ حکومت مانے تبھی وہ رہ سکتا ہے۔ وہ یہ کہنے کا ساہس نہیں رکھتا۔ "میں جَن رُچی کو جانتا ہوں۔ آپ نہیں جانتے"۔

اِس کے وِرودھ ڈائریکٹر زور سے کہتا ہے۔ "میں جانتا ہوں۔ جنتا کیا چاہتی ہے۔ اور ہم جنتا کی اصلاح کرنے نہیں آئے ہیں۔ ہم نے وِوسائے کھولا ہے۔ دھن کمانا ہماری غرض ہے۔ جو چیز جنتا مانگے گی، وہ ہم دیں گے۔" اس کا جواب یہی ہے۔ اچھا صاحب! ہمارا سلام لیجیے۔ ہم گھر جاتے ہیں۔ وہی میں کررہا ہوں۔ مئی کے انت میں کاشی میں بندہ اُپنیاس لکھ رہا ہوگا۔ اور کچھ مجھ میں نئی کلا نہ سیکھ سکنے کی بھی صفت ہے۔ فلم میں میرے من کو سنتوش نہیں ملا۔ سنتوش ڈائریکٹروں کو نہیں ملتا۔ لیکن وہ اور کچھ نہیں کرسکتے۔ جھک مار کر پڑے ہوئے ہیں۔ میں اور کچھ کرسکتا ہوں چاہے وہ بیگار ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے چلا جارہا ہوں۔ میں جو پلاٹ سوچتا ہوں اس میں آدرش واد گھس آتا ہے، اور کہا جاتا ہے، اس میں Entertainment Value نہیں ہوتا۔ اسے میں سویکار کرتا ہوں۔ مجھے آدمی بھی ملے جو نہ ہندی جانیں اور نہ اردو۔ انگریزی میں انوواد کر کے انھیں کتھا کا مرم سمجھانا پڑتا ہے۔ اور کام کچھ نہیں بنتا۔ میرے لیے اپنی

وہی پرانی لائن مزے کی ہے جو چاہا لکھا۔

'ہنس' بدستور چلا جاتا ہے۔ جون سے اب تک آٹھ سو روپے پریس کی نذر کر چکا ہوں۔ دیوپار جانتا نہیں۔ کھول بیٹھا دوکان۔ گھاٹا آپ ہوگا۔ نہ کسی ایسے آدمی کا سہیوگ ہی پاسکا جو ویوپار جانتا ہو۔

رشبھ جی آئے تھے۔ وہ ایسی کوئی آیوجنا بنارہے ہیں جس میں تم ہم، وہ اور انیہ کچھ لوگ مل کر ایک لمیٹڈ فرم بنالیں۔ ایسے ہی ایک سجن کہتے ہیں۔ میں اپنی دوکان اٹھا کر پریاگ لاؤں۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ جیسے چلتا ہے ویسے چلا جاتا ہوں۔

لیکھک سنگھ کی نیماولی تمھیں ملی ہوگی۔ کام کی بات کوئی نہیں۔ سہیوگ سدّھانت پر پرکاشن کیا جائے اور ساہتیہ کا پرچار بڑھایا جائے۔ تبھی لیکھکوں کو روٹی مل سکتی ہے۔ جب تک پرچار نہیں بڑھتا، نہ پرکاشن ہی پنپ سکے گا نہ لیکھک۔ مگر Cooperative Publication کے لیے دَھن کہاں ہے۔ اگر سنگھ یہ نہ کرسکے تو کچھ نہ کرسکے گا۔

تمھاری کئی چیز پڑھیں۔ 'گراموفون ریکارڈ' حال میں پڑھا ہے وہ دماغ میں ہے۔ پرانی شراب چمکدار شیشی میں زیادہ مودک ہوگئی ہے۔ مگر وہ عورت گھر کیوں چلی گئی۔ یہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ بے پڑھی لکھی تھی شاید! مگر بے پڑھی لکھی عورتوں کو سمے کاٹنے کا روگ نہیں ہوتا۔ یہ روگ تو ان انگریزی یا نئی روشنی کی دیویوں کو ہے جن کے لیے جیون میں رات دن کچھ نہ کچھ کمپن اور سنسنی چاہیے۔ جو چھن بھر بھی گھر میں نہیں بیٹھ سکتیں۔ اگر اس طرح سبھی عورتوں کا سمے کاٹنا دوبھر ہوجائے اور من مودن بیرسٹروں کی دنیا میں کمی ہے ہی نہیں۔ تب تو سبھی آتمائیں وشو آتما میں مل جائیں۔ اگر کہیں وہ رہے ہی نہیں جو مُنشیہ کو مُنشیہ بنائے ہوئے ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس کہانی کا کیا مطلب ہے؟ یہ میں نہ سمجھ سکا۔ شاید کوئی مطلب سمجھنے کی بات ہو۔ میری بھول ہے۔ ایک یوتی کے منوبھاووں کا گہرا سجیو چترن ہے۔ بس۔

مدراس گیا تھا۔ وہاں سے میسور اور بنگلور بھی گیا۔ اپنا یاترا برتانت لکھ رہا ہوں۔ کچھ نوٹ تو کیا نہیں۔ جو کچھ یاد ہے وہی لکھتا ہوں۔ ہندی کا پرچار بڑھ رہا ہے۔ یہ

دیکھ کر خوشی ہوئی۔ جو لوگ راشٹر کی اور کوئی سیوا نہیں کر سکتے۔ وہ اسی خیال میں مگن ہیں کہ وہ راشٹر بھاشا سیکھ رہے ہیں اور سکھا رہے ہیں۔ مجھے وہ پردیش بڑا سندر لگا۔ گانے بجانے کا گھر گھر پرچار ہے۔ محلے محلے استریوں کے سماج ہیں۔ اور پرایہ سبھی میں ہندی کی کلاسز ہیں۔ میں بدھو کی طرح مالا پہن کر رہ گیا۔ بول نہ سکنے کی کمی اس وقت معلوم ہوئی۔ جنتا کہتی ہے کہ ہندی کا ایک بڑا لیکھک ہے۔ جانے کیا کیا موتی اگلے گا۔ اور یہاں ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا کہے۔ خیر ٹرپ اچھا رہا۔ پریمی جی بھی ساتھ تھے۔ وہ بے چارے بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔

اور کیا لکھوں۔ میرا جیون یہاں بھی ویسا ہی ہے۔ جیسا کاشی میں تھا۔ نہ کسی سے دوستی، نہ کسی سے ملاقات۔ ملا کی دوڑ مسجد تک۔ اسٹوڈیو گئے، گھر آگئے۔ ہندی کے دو چار پریمی کبھی کبھی آجاتے ہیں۔ بس۔

بھگوتی دیوی کو میرا آشیرواد کہنا۔

تمھارا، دھنپت رائے

(591)
بنام حسم الدین غوری

اجنٹا سِنے ٹون، بمبئی

14 فروری 1935

مکرم بندہ، تسلیم

آپ کا خیال صحیح ہے۔ فلم کو لائق اداکاروں کی ضرورت ہے اور یہاں ایسے مواقع بھی مل سکتے ہیں کہ دو چار سال میں آپ کسی کمپنی کے ڈائریکٹر ہو سکیں۔ لیکن اس کے لیے آپ کو خود آکر سلسلہ جنانی کرنی پڑے گی۔ اچھے آدمیوں کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے۔ میری کمپنی تو اس وقت نازک حالت میں ہے۔ اس کی تصاویر ایک بھی مقبول نہ ہو سکی۔ اور ادھر ایکٹروں کے معتوب ہوجانے سے اور بھی نقصانات ہوئے۔ چنانچہ ان کے آزمودہ کار ایکٹر مثلاً جے راج، بِبّو، نارائی بائی وغیرہ کنارہ کش ہوگئے۔

میں تو زندگی میں ایک نیا تجربہ حاصل کرنے کے لیے یہاں سال بھر کے لیے آیا تھا۔ وہ مدت ختم ہوجائے گی اور میں اپنے وطن بنارس لوٹ جاؤں گا اور حسب سابق ادبی مشاغل میں بقیہ زندگی صرف کردوں گا۔ بمبئی کی آب و ہوا اور فضا دونوں ہی میرے موافق نہیں۔

آپ یہاں آئیں گے تو آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوگی۔ ایک اپنا ہم نوا تو ملے گا یہ تو دنیا ہی نئی ہے۔

نیازمند، پریم چند

(592)

بنام اندر بساوڑا

سرسوتی پریس، بنارس، 20 فروری 1935

عزیزی اندر،

تمھارے خط کا بہت بہت شکریہ۔ شاید تمھیں ہندی مارکیٹ کا حال معلوم نہیں۔ ہندی بولنے والی آبادی یقیناً زیادہ ہے لیکن زیادہ تر غریب لوگوں پر مشتمل ہے۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ دو ہزار کتابوں کے ایک ایڈیشن کے بکنے میں پورے چار سال لگ جاتے ہیں۔ کسی نئے مصنف کے لیے خواہ اس کی تصنیف کتنی ہی اچھی ہو۔ دائرہ اور بھی محدود ہوتا ہے۔ میں ایک ہفتہ وار، ایک ماہنامہ اور اپنی کتابیں ضرور شائع کرتا ہوں۔ ایک دو دوستوں کی کتابیں بھی میں نے شائع کی ہیں۔ لیکن میں کوئی باقاعدہ پبلشر نہیں ہوں۔ میرے نزدیک لکھنے لکھانے کے کام کی نوعیت کم و بیش جنون کی سی ہے۔ میری کتابیں ضرور بکتی ہیں لیکن آمدنی رسالوں کے نذر ہوجاتی ہے۔ چونکہ مجھے تمھاری کتاب بہت پسند آئی ہے اور میری رائے میں تم میں ایک اچھا مصنف بننے کی پوری صلاحیتیں موجود ہیں۔ اس لیے تمھارے لیے ایک پبلشر تلاش کرنے اور بہترین شرائط حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ یہ شرائط زیادہ اچھے نہیں ہوسکتے۔ بہرحال جو شرائط ملیں گے ان سے تمھیں مطلع کروں گا۔ شرائط

اگر تمھیں منظور ہوں گے تو کتاب پبلشر کے حوالہ کردی جائے گی۔ اگر یہ کتاب لوگوں کو پسند آگئی جس کی مجھے قوی امید ہے تو پھر تمھیں اپنی اگلی کتاب کے لیے زیادہ بہتر شرائط مل سکیں گے۔ دوسرے مارکٹوں کی طرح یہ مارکیٹ بھی رفتہ رفتہ بنتا ہے۔ ہندی پبلک کے سامنے جلدی جلدی اپنی تصنیفات پیش کرنے کی کوشش کرو۔ میری رائے میں کامیابی حاصل کرنے کا یہی ایک واحد راستہ ہے۔ میں تمھارے نیک مقصد کی قدر کرتا ہوں اور میری تمنا ہے کہ تمھیں صفِ اوّل کے مصنفوں میں دیکھوں۔ (اصل خط انگریزی میں ہے)

تمھارا مخلص، پریم چند

(593)

بنام حسام الدین غوری

168، سرسوتی سدن، دادر، بمبئی

19 مارچ 1935

برادرم، تسلیم، عید مبارک

میرا تصفیہ ہوگیا۔ میں 25 تاریخ کو بنارس اپنے وطن جارہا ہوں۔ ایجنتا کمپنی اپنا کاروبار بند کررہی ہے۔ میرا کنٹریکٹ تو سال بھر کا تھا اور ابھی تین مہینے باقی ہیں۔ لیکن ان کی زیرباری میں اضافہ نہیں کرنا چاہتا۔ محض اس لیے رُکا ہوا ہوں کہ فروری اور مارچ کی رقم وصول ہوجائے اور جاکر پھر اپنے لٹریری کام میں مصروف ہوجاؤں۔

میری دو کتابیں جامعہ ملیہ دہلی کے اہتمام سے چھپ رہی ہیں۔ ایک کا نام 'میدانِ عمل' دوسری کا نام 'واردات' ہے۔ تیسری زیرِ تصنیف ہے۔ میرے لیے وہی کام زیادہ موزوں ہے۔ سنیما میں کسی اصلاح کی توقع کرنا بے کار ہے۔ یہ صنعت بھی اسی طرح سرمایہ داروں کے ہاتھ میں ہے جیسے شراب فروشی انھیں اس سے بحث نہیں کہ پبلک کے مذاق پر کیا اثر پڑتا ہے۔ انھیں تو اپنے پیسے سے مطلب۔ برہنہ رقص، بوسہ بازی اور مردوں کا عورتوں پر حملہ۔ یہ بس ان کی نظروں میں جائز ہے۔

پبلک کا مذاق اتنا گر گیا ہے کہ جب تک یہ مخرب اور حیاسوز نظارے نہ ہوں اُس تصویر میں مزا نہیں آتا۔ مذاق کی اصلاح کا بیڑا کون اٹھائے۔ سنیما کے ذریعہ مغرب کی ساری بیہودگیاں ہمارے اندر داخل کی جارہی ہیں۔ اور ہم بے بس ہیں۔ پبلک میں تنظیم نہیں نہ نیک و بد کا امتیاز ہے۔ آپ اخباروں میں کتنی ہی فریاد کیجیے۔ وہ بے کار ہے اور اخبار والے بھی تو صاف گوئی سے کام نہیں لیتے۔ جب ایکٹریسوں اور ایکٹروں کی تصویریں دھڑا دھڑ چھپیں اور ان کے کمال کے قصیدے گائے جائیں تو کیوں نہ ہمارے نوجوان پر اس کا اثر ہو۔ سائنس ایک برکت ایزدی ہے مگر نااہلوں کے ہاتھوں میں پڑکر لعنت ہورہی ہے۔ میں نے خوب سوچ لیا ہے اور اس دائرہ سے نکل جانا ہی مناسب سمجھتا ہوں۔

مخلص، پریم چند

(594)

بنام پرواسی لال ورما

غالباً اپریل 1935

بندھوور،

مکان والے معاملے میں — مجھے یاد نہیں کہ ہم نے اس سے کوئی کرایہ نامہ لکھا ہے۔ وکیل سے ساری پرستھتی بتائیے۔ راؤ صاحب کو چھپائی کے روپ میں کرایہ دیا جاتا تھا۔ اس مالک نے آکر یکبارگی کرایہ بڑھا دیا اور چونکہ ہمیں کوئی دوسرا گھر نہ ملا، اس لیے ہم خالی نہ کرسکے۔ یہ بھی بتایئے کہ آپ نے ایک بار ایک چیک بھیجا تھا، اُس پر اس نے اُسے نہیں لیا اور یہ کہا کہ ہم سب یکبارگی لیں گے۔ عدالت میں بھی یہی کہنا ہوگا۔ اگر مل کر اس سے معاملہ طے کر لیجیے تو اچھا ہو۔ پرونوٹ لکھ دیجیے۔

پانچ-چھ مہینے میں شاید ہماری دَشا سُدھر جائے۔

دھنپت رائے

(595)

بنام دیانرائن نگم

ساگر، سی.پی.، 11 اپریل 1935

بھائی جان، تسلیم

میں نے 4 اپریل کو بمبئی کو خیرباد کہہ دیا اور سی.پی. کے اضلاع کی سیر کرتا ہوا 10 کو ساگر آگیا۔ یہاں سے نکل کر بنارس چلا جاؤں گا اور دیوی جی کو وہاں پہنچا کر 17 کو اندور ساہتیہ سمّیلن کے جلسے میں شریک ہونے کے لیے روانہ ہوجاؤں گا۔ میں نے اِندور سمّیلن میں پڑھنے اور تقسیم کرنے کے لیے یہ مضمون لکھا ہے اور چاہتا تھا کہ اپنے خیالات اردو دنیا کے سامنے بھی رکھ دوں۔ ہندستانی کی تحریک میں جب تک اردو اور ہندی دونوں نہ شریک ہوجائیں، کام میں رخنہ پڑے گا۔ میں نے اپنے کئی مسلم دوستوں سے اس معاملے میں تبادلۂ خیال کیا ہے۔ وہ مجھ سے متفق معلوم ہوئے۔ آپ تو اپنی رائے سے مجھے مطلع کیجیے گا۔ میں اِندور سے لوٹ کر آپ کے خط کا انتظار کروں گا۔ یا ممکن ہوا تو کانپور ہوتا ہوا بنارس لوٹوں گا۔ اس مضمون کو آپ جلد شائع کرانے کی عنایت کریں۔ ممکن ہے اس کا کوئی صاحب جواب دیں اور مجھے پھر جواب الجواب لکھنا پڑے۔ دیکھیے اندور میں میری تجویز کو لوگ مانتے ہیں یا نہیں۔ ہاں اگر اس مضمون کی بیس کاپیاں علاحدہ نکلوا دیں تو دیگر اخبارات میں چھپواؤں۔

امید ہے آپ خوش ہیں۔

مخلص، دھنپت رائے

(596)

بنام اندر بساوڑا

سرسوتی پریس، کاشی، 27 اپریل 1935

عزیزم اندر،

تمھارا خط مل کر بہت خوشی ہوئی۔ تمھاری کتاب مکمل ہوگئی ہے۔ آج میں اُس

کے لیے ایک تعریفی تمہید لکھ رہا ہوں۔ اگر تم بھی کوئی پیش لفظ دینا چاہتے ہو تو براہِ مہربانی جلد از جلد بھیج دو۔ کتاب 227 صفحوں پر مشتمل ہے۔ مجھے بمبئی میں تمھارا منی آرڈر اور دو خط ملے۔ لیکن خط گم ہوگئے اور چونکہ تمھارا پتہ میرے پاس نوٹ نہیں تھا اس لیے جواب نہ دے سکا۔ ہم لوگ 3 اپریل کو روانہ ہوکر اِدھر اُدھر گھومتے پھرتے 24 کو یہاں پہنچے۔ بھگوان کرے، امتحان میں تم کامیاب ہو۔ اگر تم ایک ہفتہ کے اندر پیش لفظ بھیج دو تو ہفتہ کے اندر کتاب تمھارے پاس پہنچ جائے گی۔ تمھاری خیریت کی ہم لوگوں کو ہمیشہ فکر رہتی ہے۔ میں تمھیں اپنے بچے کی طرح سمجھتا ہوں اگر میں کسی طرح تمھاری کوئی مدد کرسکتا ہوں تو انتہائی خوشی سے کروں گا۔ تمھاری ماتا جی تمھیں اپنا آشیرواد دیتی ہیں۔

دعاگو، پریم چند

نوٹ : 'ہنس' کے مارچ کے شمارے میں تمھارا مضمون شائع ہوا ہے۔

(597)

بنام اُوشا دیوی مترا

'ہنس' کاریالیہ، کاشی، 27 اپریل 1935

پریہ دیوی جی،

آشا ہے آپ پرسنّ ہوں گے۔

آپ کی رچناؤں کا میں کتنا آدر کرتا ہوں یہ آپ کو معلوم ہے، اور 'پرتھم چھایا' میں آپ نے جتنی مارمکتا سے پُروش اور پرکرتی کا ملن چترت کیا ہے، اس پر میں مُگدھ ہوگیا۔ لیکن وِشے اتنا گمبھیر اور شیلی اتنی جٹِل ہوگئی ہے کہ سادھارن پاٹھک اس کہانی کا آشے ہی نہ سمجھ سکیں گے۔ میں جو سمجھتا ہوں، اس میں سندیہہ ہے۔ اسے چھاپوں تو کون پڑھے گا۔ اس لیے کرپا لکھیے اُسے کیا کروں۔ جیوں کا تیوں چھاپنا تو پاٹھکوں کے سامنے ایک پہیلی رکھ دینا ہوگا۔ پرکرتی کا ورنن جب تک اس میں کچھ رس کا سماویش نہ ہو، رُوکھا ہو جاتا ہے۔ کہیے تو اسے واپس کردوں۔ اس کی جگہ یدی

کوئی دوسری رچنا بھیجنے کی کرپا کریں تو انوگرہ مانوں گا۔

بھودیہ، پریم چند

(598)

بنام رام کرشن مہتا

مئی، 1935

....

فلم میں اکیلا لیکھک کچھ بھی نہیں۔ جنھیں ہندی ساہتیہ کا رَس لینا ہو، انھیں سنیما کو دور سے ہی سلام کرنا چاہیے۔ انھیں تو اپنی کوٹی میں بیٹھ کر ساہتیہ کا آنند لینا چاہیے۔

پریم چند

(599)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، کاشی، 4 مئی 1935

بھائی جان، تسلیم

مجھے اس تقریبِ سعید میں شریک نہ ہونے کا اور لطفِ صحبت کھو دینے کا افسوس ہے۔ مگر یہاں بڑے لڑکے دھنو کو چیچک نکل آئی ہے اور 27 سے ہم سب یہاں الہ آباد میں ہیں۔ کل غالبًا اُسے یہاں سے بنارس لے جائیں، اگر جانے قابل ہوسکے۔ حالانکہ چیچک ہلکی قسم کی تھی، مگر ابھی تک دانے بالکل مندمِل نہیں ہوئے ہیں اور اگر ڈاکٹر کی رائے نہ ہوئی تو دو تین دن یہاں اور رہنا پڑے گا۔ میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ جولائی سے الہ آباد میں ہی رہوں اور یہاں پریس اور کاروبار اٹھا لاؤں۔ دیکھیے کیا ہوتا ہے۔

مبارک باد کے ساتھ رخصت،

مخلص، دھنپت رائے

(600)

بنام جینندر کمار

پریاگ، 4-5-1935

پریہ جینندر،

میں تو اندور جاتے جاتے رہ گیا۔ سب وعدے کرلیے تھے۔ ایک بھی پورا نہ کرسکا۔ اس امید پر کہ تم سے اندور میں گپ شپ ہوگی۔ تمھیں خط بھی نہیں لکھا۔ جب پورا بھوجن ملنے کی آشا ہو تو پانی پی پی کر کیوں بھوک کو دُربل بنایا جائے۔ لیکن کچھ تو پریمی جی کے نہ آنے اور کچھ ناطے داریوں میں جاکر ملنے ملانے کے کارن سارا پروگرام بھرشٹ ہوگیا۔ اب دُھنّو کو چیچک نکل آئی ہے اور 27 سے وہ پڑے ہوئے ہیں۔ ہم بھی اسکے ساتھ ہیں۔ یاترا کرنے کے لائق ہوجائے تو 7 کو یہاں سے اسے لے کر چلے جائیں۔ چیچک ہلکی ہے۔ یہی کُشل ہے۔ دانے مرجھا گئے ہیں۔ مگر ابھی سفر کرنے میں گرمی لگنے سے ممکن ہے ان کے اچھے ہونے میں زیادہ سَمے لگ جائے۔

پرسوں شری کنہیا لال منشی کے پتر سے معلوم ہوا کہ سمیلن نے راشٹر ساہتیہ بورڈ نرمان کے سمبندھ میں ایک پرستاؤ پاس کیا ہے۔ یہ تو مشکل نہ تھا۔ لیکن اس پرستاؤ کو کاریہ روپ دینے کا بھار کس پر سونپا گیا؟ منشی صاحب سے تمھاری کیا بات چیت ہوئی اور کاریہ کرم کا کیا ڈھنگ رہے گا۔ 'ہنس' تو اس کام کے لیے یہاں تک تیار ہے کہ انیہ پرانتیہ لیکھکوں سے پتر ووہار کرکے ان سے ہندی میں لیکھ اور کہانیاں لکھوا کر چھاپے۔ مگر کیا اتنا ہی اس سنستھا کو سجیو بنانے کے لیے کافی ہوگا؟ لکھنا۔ میں نے 'بھارت' میں تمھارے بھاشن کی رپورٹ پڑھی۔ بہت اچھی ہے۔

میں نے ارادہ کیا ہے کہ جون سے 'ہنس' کو اور پریس کو پریاگ لاؤں۔ اور خود بھی یہاں رہوں۔ کاشی میں نہ تو کام ہے اور نہ ساہتیہ والوں کا سہیوگ۔ وہاں جتنے ہیں وہ سبھی سمراٹ ہیں۔ کوئی کوی سمراٹ، کوئی آلوچنا سمراٹ، کوئی پرہسن سمراٹ۔ یہ گورو تو کاشی ہی کو ہے کہ وہاں سبھی سمراٹ موجود ہیں۔ مگر سمراٹوں کی سمراٹوں سے

کیسی پٹے گی؟ ششٹاچار کی بات اور ہے۔ ہاردِک سہیوگ کی بات اور۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں تم بھی سال چھ مہینے میں سمراٹ نہ ہو جاؤ۔ کہیں میرا کام ہی تمام ہوجائے۔ پھر تم سے کوئی لیکھ مانگنے کا ساہس بھی نہ کرسکوں۔ اس لیے اب پریاگ آرہا ہوں۔ جہاں سمراٹ کم ہیں۔

اگر کوئی کہانی بھیج سکو تو بہت اچھا۔ مگر اس آخری کہانی کی طرح پورا اُپنّیاس نہیں۔ اور کیا لکھوں۔ پریمی جی تو نہیں آئے تھے۔ ہاں سمیلن پر اپنے Impressions لکھ دو تو 'ہنس' میں نکال دوں۔ تمھاری کیا صلاح ہے؟ 'ہنس' کو بالکل کہانی پتر بنادوں۔ اور آدھی اَنوواِدت اور آدھی مَولِک کہانیاں دیا کروں۔

ماتاجی کو میرا پرنام کہنا اور بھگوتی کو آشیرواد۔

تمھارا، دھنپت رائے

(601)

بنام جینندر کمار

'ہنس'، کاریالیہ، بنارس کینٹ

10-5-1935

پریہ جینندر،

تم دلّی کب پہنچ گئے؟ میں تو سمجھ رہا تھا۔ چڑگاؤں میں ہی ہو۔ ہاں وہ راشٹر بھاشا والا کٹنگ تھا تو مگر نہ جانے کہاں رہ گیا۔ مل نہیں رہا ہے۔

'گودان' نکل گیا۔ کل تمھارے پاس جائے گا۔ خوب موٹا ہوگیا ہے۔ 600 سے بڑھ گیا۔ اپنا وِچار لکھنا۔

پریشد تو سابق دستور رہا ہے۔ پریشد کا نرمان ہوجانے سے اس میں کچھ نیا جیون تو آیا نہیں۔

آج کل 'ہنس' میں 450 روپے مہینے کی کمی پڑرہی ہے۔ 600 کا خرچ اور 150 کی آمدنی۔ سوچا تھا کاکا صاحب کے آنے سے اس کی دَشا سنبھلے گی۔ مگر ابھی تو کوئی پھل

نہیں ہوا۔ آج جون کی سنکھیا نکل گئی۔ کل بھیجی جائے گی۔

ہاں سیریل شوق سے لکھو۔ مجھے ڈر یہی ہے کہ 'ہنس' کی مالی حالت خراب ہے۔ خیر لکھنا شروع کرو۔ کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے۔ بے کار بیٹھنے سے کیسے کام چلے گا۔ میں ایسا کروں گا کہ دو ہزار ہر مہینے چھاپتا رہوں گا۔ اس طرح پرکاشن میں سُویدھا ہوجائے گی۔ پستک بہت کم خرچ میں تیار ہوجائے گی۔ ہاں یہ چاہتا ہوں کہ منشی جی کا اُپنّیاس ختم ہوجائے تو شروع کرو اور تو سب کُشل ہے۔

تمھارا، دھنپت رائے

(602)

بنام ویریندر

سرسوتی پریس، کاشی، 12-5-1935

پریہ ویریندر، آشیرواد

تمھارا پتر، کویتا اور کہانی ملی۔ میں نے تمھارا لیکھ اس لیے نہیں دیا تھا کہ میں نے تمھارے اوپر کوئی کرپا کی تھی۔ میں اس وِشے میں کٹھور ہوں۔ میں تو تمھاری کہانیوں میں چھلکتا پُروشارتھ، ابلتا ہوا آشاواد دیکھنا چاہتا ہوں۔ 'کوی ہردَے' ایک کوِی کا بڑا مارمِک چترن تھا۔ یہاں تو لوگوں نے یہ مشہور کردیا کہ وہ شانتی پریہ جی دویدی پر لکھا گیا ہے۔ میں کتنا ہی کہتا ہوں ایسا نہیں ہے، کیونکہ اس کا لیکھک شانتی پریہ کو جانتا بھی نہیں۔ مگر لوگ مجھ سے کہتے ہیں، آپ کو نہیں معلوم، اس کا نشانہ انھیں پر ہے۔ بس، ایسی ہی کوئی چیز لکھو جس میں کیول بھاؤکتا اور کلپنا نہ ہو، بلکہ تتھیہ بھی ہو جسے پڑھ کر جیون میں بَل اُتپنّ ہو۔ وہ کہانی کیول ایک یووَک ہردَے کی لہر ہے، کوئی نئی بات نہیں۔ کوئی سُندر کہانی لکھو۔ آج کل تو چھٹیاں ہوں گی، سَمے بھی ہے۔ غلط مستی کے چکّر میں نہ پڑو۔ سچّی مستی جیون کو کرم شیل اور آتما کو بلوان بناتی ہے۔ میں پرتیکچھا کروں گا۔

شبھاکانچھی، پریم چند

(603)

بنام جینندر کمار

سرسوتی پریس، 14-5-1935

پریہ جینندر،

تمھاری کہانی، چھپا ہوا بھاشن اور سمیلن پر پرشن اُتر سب ملے۔ دھنیہ واد۔ پتر تیار ہوگیا ہے۔ اگلے مہینے کام آئیں گے۔

بمبئ سے کیا لایا؟ کل 6300 ملے۔ جس میں 1500 لڑکوں نے لیے، 400 لڑکی نے لیے، 500 پریس نے۔ دس مہینے میں بمبئ کا خرچ بڑی کفایت سے بھی 2500 سے کم نہیں ہوسکا۔ وہاں سے کل 1400 لے کر اپنا سامنہ لیے چلے آیا۔ اب یہ یہاں سے پریس کے اٹھانے میں خرچ ہوجائیں گے۔ پریاگ میں شاید یہاں سے اچھی طرح کام چلے۔ لیکھک سنگھ کے دو ایک سجن کچھ مدد کریں گے۔ ایکاڈمی سے کچھ کام مل جائے گا اور باہر کا کچھ کام ملنے کی امید ہے۔ اگر وہ وِچار پورا پورا ہوگیا تو یہ بَلا سر سے ٹل گئی۔ اس کے سوا مجھے تو کوئی دوسرا اُپائے نہیں سوجھتا۔ اگر دو ایک ساجھے دار مل جائیں جو دس پانچ ہزار روپے لگادیں اور کام اپنے ہاتھ میں لیں۔ مجھ سے کیول اُوپری صلاح کا کام لیتے رہیں تو اور بھی اچھا۔ نہیں لمیٹڈ ہی سہی۔ ان سبھی باتوں کے لیے پریاگ اچھا چھیتر ہے۔ بنارس تو کیول .... (یہ الفاظ اصل خط میں مٹ گئے ہیں) جانتا ہے۔ اگر ایسی صورت نکل آئے تو ہارِدک اِچّھا ہے کہ ہم لوگ ساتھ رہتے۔ ابھی تو یہ حال ہے کہ آج پریس پر مکان کے کرایہ کی نالش ہوئی ہے۔ تین سو روپے باقی ہیں۔ جس کا ریالیہ سے مزدوروں کی مزدوری اور مکان کا کرایہ بھی نہ نکل سکے۔ اس کی حالت کا انومان کرسکتے ہو کسے دوش دوں؟ پرواسی لال جی سے جو سکتا ہے، کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ ایک آدمی اور کیا کرسکتا ہے؟ اگر وہ زیادہ دوڑ دھوپ کرسکتے تو شاید دَشا اتنی خراب نہ ہوتی۔ لیکن جو کام ان سے نہیں ہوسکتا تو شاید انھیں اس کے لیے مجبور بھی تو نہیں کیا جاسکتا۔ میں نے مسٹر کے.ایم. منشی کو پتر لکھا ہے۔

دیکھو کیا جواب دیتے ہیں۔

اِدھر دُھنّو کو چیچک نکلی تھی۔ انھیں پریاگ سے یہاں لائے۔ یہاں بنّو کو بھی نکل آئی اور چھ دن سے یہ پڑا ہوا ہے۔ میں تو شہر گیا بھی نہیں۔ گھر بیٹھا بیٹھا کیول چٹھی پتر لکھ لیتا ہوں۔

پریاگ سے مجھے کچھ سبھاؤں کی رائے ہے کہ 'ہنس' کیول کہانیوں کا پتر بنا دیا جائے۔ تمھاری کیا رائے ہے؟ اس وِشے میں شاید ہماری، بات چیت ہوچکی ہے۔ لیکن یاد نہیں آتا تم نے کیا رائے دی تھی۔

شیش کشل۔

تمھارا، دھنپت رائے

(604)

بنام اندر بساوڑا

سرسوتی پریس، بنارس شہر

18 مئی 1935

عزیزی اندر،

تمھارا خط ملا۔ پچاس جلدیں ریلوے پارسل کے ذریعہ نہیں بھیجی جارہی ہیں۔ ایک جلد بڑودہ کے پتے پر بھیج دی گئی ہے۔ ان دنوں میں اپنے گاؤں میں ہوں۔ میرے یہاں چیچک نکلی ہوئی ہے۔ پہلا شکار بڑا لڑکا ہوا پھر چھوٹا جو ابھی تک ٹھیک نہیں ہوا ہے۔

'گھر کی راہ' میرے دیباچہ کے ساتھ چھپ گئی ہے۔ تمھارا لکھا ہوا پیش لفظ دیر سے پہنچا۔ اور شامل نہیں کیا جاسکا۔ انتساب مجھے پسند نہیں آیا۔ کتاب میری بیوی، بیٹیوں اور دوستوں نے بہت پسند کی۔ جس کسی نے بھی پڑھی اس کی تعریف کی۔ اب اسے تبصرہ کے لیے اخباروں کو بھیجا جارہا ہے۔ امید ہے کہ تبصرے حوصلہ افزا ہوں گے۔ کل دو ہزار کاپیاں چھاپی گئی ہیں۔ تمھیں فروخت شدہ جلدوں پر 15 فی صدی کے حساب سے رائلٹی ملے گی۔

میں اپنا پریس اور دفتر الہ آباد منتقل کررہا ہوں۔ اس پر بڑا خرچ آئے گا۔ ورنہ پیشگی کچھ رقم بھیج دیتا۔ تمھیں اپنا کام سنجیدگی سے جاری رکھنا چاہیے۔ اگر تم اس قسم کی صرف تین کتابیں بھی لکھ دو تو گزر بسر کے لیے کافی کما لوگے۔ تمھارے پاس ذہنی مواد موجود ہے۔ بس عزم کی کمی ہے، اسے پیدا کرو۔

تمھیں 'ہنس' کے لیے پابندی سے لکھنا چاہیے۔ میں اپنے وسائل کے مطابق تمھیں معاوضہ دینے کی کوشش کروں گا۔ بے شک دوسرے رسالوں کے لیے بھی لکھو۔ لیکن تمھاری بہترین تخلیقات حقیر ترین معاوضہ پر 'ہنس' کا اجارہ ہونی چاہئیں۔

بہتری کی امید میں نئے ماحول میں جارہا ہوں۔ میری خوش حالی کے ساتھ تمھاری خوش حالی وابستہ ہیں۔

کوئٹہ میں اس کتاب کو نصاب میں داخل کرانے کی پوری کوشش کرو۔

ہم لوگ اچھی طرح ہیں، سوائے چیچک کے۔ تمھاری اماجی تمھیں یاد کرتی ہیں اور دعا کہتی ہیں۔ (اصل خط انگریزی میں ہے)

دعاگو، پریم چند

(605)

بنام حسام الدین غوری

'ہنس' آفس، بنارس، 12 مئی 1935

محبّی و مخلص، تسلیم

یاد آوری کا ممنون ہوں۔ میں تو بمبئی سے آکر اپنے تصنیف و تالیف میں مصروف ہوگیا۔ میرا ماہوار رسالہ 'ہنس' تو نکلتا ہی تھا۔ اس کا مقصد آپ پر مندرجہ بالا عنوان سے واضح ہوجائے گا۔ یعنی وہ ہندی رسم الخط کے ذریعہ ہندستان کی سبھی زبانوں کی ادبیات سے بہترین مواد فراہم کرکے پبلک کو دے گا اور اس طرح قومی ادب کی بنیاد ڈالے گا۔ جس میں ہر ایک زبان کے مصنف اور ادیب موجود ہوں گے۔ فی الحال ایک زبان والوں کو دوسری زبان سے ایک بے گانگی سے ہوتی ہے۔ بنگلہ

والوں کو گجراتی کی کچھ خبر نہیں اور نہ مرہٹھوں کو بنگلہ کی کچھ خبر ہوتی ہے۔ صوبجاتی ادبیات میں کیا کیا جواہر بھرے ہوتے ہیں اور روز بروز پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ اس کی طرف کسی کی توجہ نہیں۔ 'ہنس' نے یہ خدمت اپنے ذمہ لی ہے۔ اس میں تلگو، کناڈی، بنگلہ، مرہٹی، گجراتی اور ملیالم وغیرہ زبانوں کے باکمالوں کے تخلیقی کارنامے رہتے ہیں اور کوشش کی جاتی ہے کہ سبھی زبانوں کے ادیبوں سے ہم واقف ہوجائیں۔ زبان کی حدود کے باعث کسی باکمال بزرگ کی ادبیات سے فیض اٹھانے سے ہم کیوں محروم رہیں۔ اردو کے لیے بھی ایک قصہ وقف ہے۔ پہلے نمبر کے لیے ہم نے ڈاکٹر اقبال، ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب اور سید محی الدین قادری صاحب زورؔ کے مضامین شائع کیے ہیں۔ میں یہ تفصیل اس لیے دے رہا ہوں کہ میں بمبئی سے آکر بے کار نہیں بیٹھا۔ اور تضیع اوقات نہیں کررہا ہوں۔

اگر مولانا ابوالکلام مکالمے لکھیں تو فلموں میں جان پڑجائے۔ مگر آپ تو جانتے ہیں فلم کی قدر درجہ پنجم کے تماشائیوں پر ہے۔ اور یہ اچھے مکالمے کی قدر نہیں کرسکتے۔ مگر خیر یہ لوگ قدر نہ کریں۔ سمجھنے والے تو کرتے ہیں۔

اس عنایت اور کرم کے لیے آپ کا تہہ دل سے شکریہ۔

مخلص، پریم چند

(606)

بنام پرواسی لال ورما

22-5-1935

بندھووَر،

میں جلدبازی نہیں کررہا ہوں۔ پانچ چھ مہینے سے وِچار کررہا ہوں۔ یہاں 8 سال تک آپ نے جی جان سے کام کیا، مگر اس کا جو نتیجہ نکلنا چاہیے، وہ نہ نکلا۔ آپ کو ہی کیا فائدہ ہوا؟ کسی طرح جیون بیتیت ہوا۔ میں تو یہ سارا جھنجھٹ اسی لیے کررہا ہوں کہ ہم اور آپ دونوں جیویکا کی فکر سے مُکت ہوجائیں۔ آخر آدمی اسٹاک ہی تو

نہیں بڑھانا چاہتا، پیسے چاہتا ہے جس سے اس کی گرہستی چلے۔ اسٹاک کا بڑھنا تو تب اچھا لگتا ہے جب کچھ پیسے بھی ملتے جائیں۔ میں اب اور کیا کروں گا؟ پتر نکالنا، پُستک لکھنا، جب ان سے کچھ ملے ہی نہیں، کیول اسٹاک بڑھے تو جیوں کیسے؟ میری اور کون سی آمدنی ہے؟ اسی پریس اور پتر اور پُستکوں ہی پر تو جیون کا آدھار ہے۔ اس لیے اچھے بھوشیہ کی آشا میں ایک بار اُدیوگ کرنا پڑے گا۔ اگر پریاگ میں بھی یہی دِشا رہی تو آپ سویم نشچے کریں گے کہ اس کھٹ کھٹ کو بند کیجیے۔

آپ اپریل کا وِیتن دے ہی رہے ہیں۔ ابھی کچھ آمدنی ہوگی ہی۔ اگر مئی کا ویتن ہم لوگ پریس سے دیں گے تو پھر لادنے پھادنے کا خرچ 500 روپے سے اُدِھک نہ ہوگا۔ تخمینہ ٹھیک کرنا ہوگا۔

مکان والے معاملے میں یہ کیجیے کہ یا تو کورٹ سے قسط پر روپے ادا کرنے کا معاملہ ہو جائے یا ہینڈنوٹ لکھ کر گلا چھوٹے۔ یہ نتیجہ ہے کاشی واس کا کہ مکان کا کرایہ تک ادا کرنے کی ہم میں سامرتھیہ نہیں۔ 500 روپے پریمی جی نے بھیجے ہیں، لیکن انھیں مکان والے کو دے دوں تو پریس کیسے لدے گا؟ نہ ہو، مکان والے سے مل کر ہینڈنوٹ کا معاملہ طے کر لیجیے۔ منشی کے نام یہ تار بھیجیے، 'ہنس' شاید چمکے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(607)

بنام بنارسی داس چترویدی

سرسوتی پریس، بنارس شہر

25 مئی 1935

محترم بنارسی داس جی،

آپ کو معلوم ہوگا کہ ساہتیہ سمّیلن نے ایک 'بین صوبجاتی ادبی سنگھ' قائم کرنے کے متعلق ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ یہ ادبی سنگھ راشٹر بھاشا (قومی زبان) کے ذریعہ ایک ادبی برادری قائم کرنے کے طریقوں پر غور کرے گا تاکہ آگے چل کر

بھارت کی اپنی ایک قومی زبان اور ایک قومی ادب ہو۔ اس ریزولیوشن کے ذریعہ بہت کچھ حاصل ہوسکتا ہے جیسا کہ آپ پر عیاں ہوگا۔ اس لیے ضروری ہے کہ آپ جیسی شخصیتیں اس مفاد کے لیے ایک مناسب رائے عامّہ پیدا کریں۔ میں نے مئی کے شمارہ میں اس موضوع پر اپنے اداریوں میں تبصرہ کیا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اگر آپ نے ابھی تک اس موضوع پر کچھ نہ لکھا ہو تو اپنے ادارتی کالموں میں اس پر تبصرہ فرمائیں۔ شری منشی نے تجویز کیا ہے کہ 'ہنس' کو بورڈ کا ترجمان بنا دیا جائے اور میں نے ان کی تجویز منظور کرلی ہے۔ وہ یہ کوشش کررہے ہیں کہ دوسرے صوبوں کے لوگ بھی اس تحریک سے دلچسپی لیں۔ اگر لوگوں کا ردِعمل مناسب ہوا تو شاید اگلے سال ایک 'کل ہند ادبی کانفرنس' منعقد کی جائے گی۔

امید ہے کہ آپ حسبِ معمول خوش و خرم ہوں گے۔ (اصل خط انگریزی میں ہے)

آپ کا مخلص، دھنپت رائے

(608)

بنام رام کمار

سمھوتہ مئی جون 1935

پیارے رام کمار،

نہایت افسوس ہے کہ میں دن بھر گھر سے غائب رہا۔ مجھے یقین ہے کہ میری عادت کو جانتے ہوئے تم نے پولس میں رپٹ نہ لکھائی ہوگی۔ میرے وقت پر نہ آنے سے تمھیں اور بہورانی کو بے حد تکلیف ہوئی ہوگی۔ لاچار تھا۔ رات دو بجے لوٹ کر آیا، تم لوگ سو گئے تھے۔ جگانا ٹھیک نہیں سمجھا۔ دیکھا، کمرے میں بہو رانی نے کھانے کی تھالی پروس کر رکھ دی تھی۔ بڑھیا کھیر تھا، لیکن الٰہ آباد کی گرمی میں صبح کی بنی ہوئی کھیر کا دودھ پھٹ گیا تھا۔ گو ایک جگہ کھانا کھا چکا تھا، لیکن کھیر تو میں نے کھا ہی لی۔ اس ڈر سے کہ پھٹے ہوئے دودھ کی کھیر چھوڑ دینے سے کہیں بہورانی کا دل میری اور سے پھٹ نہ جائے۔ خیر، ان کو بہت بہت آشیرواد۔ وہ خوش رہیں۔

فوراً آرہا ہوں۔ چار بجے کی گاڑی پکڑنی ہے۔ بھائی دور مت بھاگنا۔ بغیر ملے جارہاہوں۔

تمھارا، دھنپت رائے

(609)

بنام پرواسی لال ورما

1-6-1935

بندھووَر،

کل میری سمپورنانند جی سے ملاقات ہوئی۔ وہ تیار ہیں۔ آپ Declaration داخل کیجیے۔ اگر بڑی ضمانت مانگی گئی تو مشکل پڑے گی۔ ہلکی ضمانت ہوئی تو شاید وہ لوگ کچھ پربندھ کریں۔ ایڈیٹر کا نام بتانے کی ضرورت نہیں۔ آپ کہ سکتے ہیں شاید پریم چند جی خود ایڈیٹنگ کریں گے، یا کسی کو اپنا سہکاری بنا لیں گے۔

مکان کے وِشے میں — سمپورنانند جی وہیں ٹلا والا مکان اپنی بیما کمپنی کے دفتر کے لیے لے رہے ہیں۔ وہ نیچے کا پورا حصہ دینے کو تیار ہیں۔ شاید 30 روپے میں طے ہوجائے۔ اوپر تیسرے منزل پر رہنے کی جگہ بھی ہے۔ ستیہ نارائن جی نے مجھ سے کہا تھا کہ میں ورما جی سے کہلا بھیجوں گا کہ کل آپ مکان دیکھ سکتے ہیں۔ ان کا آدمی آپ کے پاس آئے تو آپ اس مکان کو دیکھ لیجیے اور مجھے سوچت کیجیے کہ آپ کی ضرورت کے لیے کافی ہے یا نہیں، اور اوپر میرے رہنے کے لیے کتنی جگہ نکلے گی۔ تب میں بھی آکر اُسے دیکھ لوں گا۔ گُرجر پاٹھ شالہ پیچھے گرا دی گئی ہے اور کیول آگے ہے۔ پیچھے کی دیوار میونسپلٹی نے گرا دی ہے۔ ابھی وہ دیوار بنی نہیں ہے۔ اس کا کرایہ بھی اب 40 روپے سے زیادہ نہ ہوگا، لیکن ٹلا والا اس سے بہت اچھا ہے اور میری طبیعت اسی پر جمتی ہے۔

لیٹر پیپر اور لفافے چھپوانے کی فکر کیجیے گا۔ اس دن آپ نے جو لیٹر چھاپا تھا اس کے لیے 100 لفافے اور بھجوا دیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(610)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، 15 جون 1935

بھائی جان، تسلیم

آپ کا خط ملا۔ عزیز بشن نرائن جی اب روبہ صحت ہیں۔ دوچار روز میں چلنے پھرنے کے قابل ہوجائیں گے۔ شکر ہے۔ ٹائیفائیڈ بڑا موذی بخار ہے۔

بھائی میں تو تعلیم یافتہ لڑکوں کے جانب سے خداجانے کیوں بدگمان ہوں۔ ابھی تک تو لڑکوں کی لاپرواہیوں کے باوجود گرہستی چلتی رہتی تھی کیونکہ لڑکیاں عام طور پر دل سے گرہستی کا پالن کرتی تھیں۔ لیکن جب دونوں ایک ہی رنگ میں رنگ گئے تو پھر خدا ہی حافظ ہے۔ لڑکوں کو دیکھتا ہوں تو جی چاہتا ہے یہ یونیورسٹی میں نہ پڑھتے تو اچھا ہوتا۔ مُدمّغ، بدتمیز، کج خلق، مزاج میں حددرجہ رعونت، ناہمدرد، خودپسند اور خودسر، یہ عام روش ہے۔ مستثنیات بھی ہیں۔ لیکن بہت لم لڑکیوں میں بھی یہی نقائص نمایاں ہیں۔ آخر انھوں نے اپنے بھائیوں سے تو سبق لیا ہے۔ میں انھیں متّہم نہیں کرتا۔ وہ سیلاب میں بہہ رہی ہیں تو ان غریبوں کا کیا قصور ہے۔ ایک طرف یہ صدا ہے کہ انھیں شوہروں سے اقتصادی آزادی حاصل ہونی چاہیے۔ خیر، جی۔ ہم لوگ تو چند دن کے اور مہمان ہیں۔ دنیا اپنی رفتار جائے گی۔ دو چار پرانے خیال کے لوگ سرپیٹا کریں۔ مگر قرائن بتلا رہے ہیں، کہ آنے والا زمانہ گرہستی کے لیے قاتل ہوگا۔

زبان کے متعلق میرے خیال سے آپ کو اتفاق ہے۔ یہ باعثِ اطمینان ہے۔ ابھی کل لکھنؤ گیا تھا۔ وہاں ظفرالملک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انھیں اس خیال سے اختلاف ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اب اردو اور ہندی اپنی اپنی شخصیتوں کا اس قدر ارتقا کرچکی ہیں کہ اب ان میں اتحاد کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوسکتی۔ اس خیال میں صداقت ہے۔ اس میں شک نہیں۔

ڈاکٹر نگم کی صاحبزادی کی نسبت میں نے جو سُنا ہے وہ تو یہ ہے کہ وہ بہت ہی

متین، فرخندہ سیرت لڑکی ہے۔ مگر دلارے گھر کی بیٹی ہے اور متمول باپ کی نورِ نظر۔ اور آپ کی گھر میں اسے جو آسائشیں مل سکیں گی وہ مقابلتاً کم ہوں گی۔ اگر اس میں کچھ فراست ہے تو گھر بہشت ہوجائے گا۔ ورنہ کون جانے۔ میں اپنے ایک دوست کو جانتا ہوں۔ جن کی بیوی ایم.اے. ہے۔ وہ خود بی.اے. بھی نہیں ہیں مگر ہیں بڑے ہی Tact Full ان کی ازدواجی زندگی دیکھ کر مجھے رشک آتا ہے۔ ایسی منکر مزاج، سیوابھاؤ سے بھری ہوئی پاکیز عورتیں، پڑھی لکھی میں نے بہت کم دیکھی ہیں۔ اُس سے آپ Free Love اور امتحانی شادیوں پر بے تکلف بحث کرسکتے ہیں۔ وہ اپنے خیالات کا آزادانہ اظہار کرتی ہے۔ مگر فلسفیانہ علاحدگی کے ساتھ یہ مسائل اس کے لیے محض علمی مسائل ہیں۔ جن کا زندگی سے فی زمانہ کوئی تعلق نہیں ہے۔

دھنو تو اب کی تھرڈ ایئر میں گیا ہے۔ چھوٹا دسویں میں آیا ہے۔ میں خود الہٰ آباد جارہا ہوں۔ گو پریس وغیرہ یہیں رہیں گے۔ اس جنجال سے کسی طرح رہائی نہیں ہوتی۔ اس کم بخت جاگرن نے مجھے کوئی چھ سات ہزار کے پنجے میں ڈال دیا۔ اب بھی مجھے کوئی پندرہ سو روپے دینے ہیں۔ پریس سے مجھے اب تک کوئی پندرہ ہزار کا نقصان ہوچکا ہے۔ مگر کیا کروں۔ گلے میں جو ڈھول پڑگئی اسے بجائے جاتا ہوں۔

اور کیا لکھوں۔ الہٰ آباد آنے پر ملاقات کی صورتیں آسان ہوجائیں گی۔ اب کی ستمبر سے 'ہنس' کو 120 صفحات کا کررہا ہوں۔ دیکھوں کیا ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک تجربہ ہے۔ کل بمبئی جارہا ہوں۔ ایک ہفتہ میں لوٹوں گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(611)

بنام دیانرائن نگم

غالباً جولائی 1935

بھائی صاحب، تسلیم!

'ہنس' پر ایک مضمون حسبِ وعدہ روانۂ خدمت ہے۔ مضمون نامکمل ہے۔ ابھی

احساس مضمون بھی پورا نہیں شائع ہوا۔ جب وہ پورا ہوجائے گا تو اس کا دوسرا حصہ بھیج دوں گا۔ خط لکھ رہا ہوں۔ ضرور روانہ کروں گا۔ اگر جب ٹھیک سے ختم ہوگا۔ اب کی 'آزاد' نہیں آیا، معلوم نہیں، کیا بات ہے؟ اس سے پہلے جو خط اور مضمون بھیج چکاہوں، وے پہنچے ہوں گے۔ 'پریم پچیسی' حصہ دوئم کاتب کے پاس گئی یا نہیں؟ اور قصے ڈھونڈنے کی تکلیف آپ کو اٹھانی ہوگی۔ باقی سب خیریت ہے۔ امید ہے آپ بھی بخیریت ہوں گے۔

الراقم، دھنپت رائے

(612)

بنام اُوشا دیوی مترا

سرسوتی پریس، کاشی، 12 جولائی 1935

پریہ بہن،

پتر اور کہانی کے لیے دھنیہ واد۔ 'مادھوری' میں تمھاری کہانی پڑھی، سُندر تھی۔ ابھی یہ کہانی نہیں پڑھ سکا۔ تمھارا اُپنیاس کل پریس میں جارہا ہے۔ اگست کے انت تک چھپ کر تیار ہو جائے گا۔

شبھا بھیلاشی، پریم چند

(613)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، کاشی، 14 جولائی 1935

بھائی جان، تسلیم!

میں نے ایک خط لکھا تھا اور 'ہنس' کے لیے آپ سے استدعا کی تھی اور کچھ ادیبوں کے پتے دریافت کیے تھے۔ آپ نے توجہ نہ فرمائی۔ کیا میرا خط نہیں پہنچا۔ 'ہنس' 1 اکتوبر سے ادبیات کا رسالہ ہوجائے گا اور اس میں سبھی خاص خاص زبانوں

کے خاص خاص اہلِ کمال لکھیں گے۔ آپ سے میں نے استدعا کی تھی کہ اردو کے ماہانہ لٹریچر پر آپ 'ہنس' کے لیے ایک صفحے کا نوٹ لکھنا قبول کریں۔ میں نے ان اصحاب کے پتے پوچھے تھے :

ڈاکٹر اقبال

پنڈت برج موہن ناتھ دتاترے 'کیفی'

مرزا سلیم جعفر

اور چند اور اصحاب جنھیں آپ سمجھتے ہیں کہ اردو کے مختلف شعبوں پر لکھ سکتے ہیں تاکہ میں ان سے خط و کتابت کروں۔

مخلص، دھنپت رائے

(614)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 16 جولائی 1935

بھائی جان، تسلیم!

میں ابھی بمبئی گیا تھا۔ شاید آپ کو اطلاع دے چکا ہوں۔ یہ طے کیا گیا کہ اکتوبر کے 'ہنس' کو اس مقصد کی تکمیل کے لیے وقف کردیا جائے جس کا میں ذکر کروں گا۔ کچھ عرصے سے یہ تحریک ہورہی ہے تھی کہ ہندی میں، جو اب رفتہ رفتہ قومی زبان کا درجہ حاصل کرتی جارہی ہے، ایک ایسا رسالہ شائع ہوجائے جو ہر ایک صوبے کی ادبیات سے ہندی شناس اشخاص کی آشنا کردے۔ ابھی تک ہندستانی کا کوئی قومی ادب نہیں ہے۔ ہر ایک صوبہ فرداً فرداً اپنے ادب کی ترقی کے لیے کوشاں ہیں۔ چنانچہ ایک صوبے کے لوگ دوسرے صوبے کے باکمالوں سے بالکل غیر معترف ہیں۔ اردو میں بہت کم اصحاب کو معلوم ہے کہ بنگلہ، گجراتی، مراٹھی، تامل، کناڑی وغیرہ زبانوں میں کیا ہے۔ لہٰذا ان صوبہ جات میں بھی اردو سے اتنی ہی لاعلمی ہے۔ ہم انگریزی باکمالوں سے واقف ہیں؛ جرمنی، فرانس، انگلینڈ کے ادیبوں کے اسمائے گراں

ہماری نوکِ و زبان پر ہے لیکن ہندستانی میں صوبے جات زبانوں میں کون سے باکمال پڑے ہوئے ہیں اس کی ہمیں بالکل خبر نہیں۔ اسی بیگانگی کو دور کرنے اور ہندستان بھر کے ادیبوں میں برادرانہ ربط ضبط پیدا کرنے اور انھیں ایک دوسرے کو تصانیف سے روشناس کرانے کے لیے ایک انجمن کی بنیاد ڈالی جارہی ہے جس کا پہلا قدم اس رسالے کو شائع کرنا ہے۔ اس سے پبلک میں قومی ادب کا احساس ہوجائے اور ادبی خادموں کو کم سے کم سارے ہندستان میں مقبولیت اور شہرت حاصل ہو اور دوسرے صوبے کے لوگ بھی ان کے خیالات اور کیفیات سے فیض یاب ہوں۔ اس رسالے کی امداد کے لیے میں چند چوٹی کے مسلم ادیبوں کے نام اور پتے چاہتا ہوں۔ براہِ کرم آپ بھجوا دیں۔ اگر آپ کے پاس وقت ہو (حالانکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کے پاس بالکل وقت نہیں ہے) اور آپ چوٹی کے اردو رسائل میں چھپنے والے علمی اور تنقیدی مضامین پر کچھ نوٹ لکھ کر ہر ماہ بھیج دیں تو وہ ایک ادبی خدمت ہوگی۔ دو صفحات سے زائد کی تو گنجائش نہیں ہے۔ ہر ایک زبان کے لیے دو دو صفحات دیے جائیں گے تو بھی سولہ پندرہ صفحات پورے ہوجائیں گے۔ آپ کے پاس رسالے تو سبھی آتے ہیں، ان میں سے چار پانچ مضامین کے مقدے اور اقتباسات جیسے ماڈرن ریویو میں ہوتے ہیں اور جیسے 'ہنس' میں دیے جاتے ہیں، کر دیے جائیں تو کام چل جائے۔ آپ مجھے ان حضرات کے پتے لکھ دیں تو میں ان سے بھی استدعا کروں اور آپ کو سبکدوش کردوں۔ حالانکہ آپ چاہیں تو اس عنوان سے ہر ماہ سارے ہندستان کے باکمالوں کو اپنا ممنون بنا سکتے ہیں۔

1. ڈاکٹر اقبال
2. پنڈت برج موہن ناتھ دتاتے 'کیفی'
3. ڈاکٹر محمد حبیب
4. ڈاکٹر ذاکر حسین
5. مولانا سلیمان ندوی
6. صاحبِ گلِ رعنا

7. مسٹر رام بابو سکسینہ

آپ کا بھائی، دھنپت رائے

(615)

بنام پرواسی لال ورما

16-7-1935

بندھوور،

اُس دن میں آپ سے کہنا بھول گیا۔ مکان والا ڈگری اجراء کرائے گا تو دس پانچ روپے اور خرچ پڑیں گے اور وہ ہمارے سر ٹھوکیں گے۔ اس سے تو یہی اچھا ہے کہ ڈگری کو آنے نہ دیا جائے۔ روز روز ڈگری کا آنا کوئی گورَو کی بات تو نہیں ہے۔ آپ نے 200 روپے کاغذ والے کو دیے ہیں۔ 60 روپے ٹائپ والے کو۔ ابھی ان 500 روپے میں سے ہمارے پاس 200 روپے بچے ہیں۔ یہ 200 روپے مکان والے کو دے آیئے اور آگے سے یہ خیال رکھیے کہ اس طرح کام نہ چلے گا۔ مجھے کچھ نہ ملے، نہ سہی، لیکن پریس کا خرچ تو نکلنا ہی چاہیے۔ اگر آپ پریس کو 8 سال تک چلانے کے بعد مکان کا کرایہ تک نہیں دے سکتے تو یہ دُربھاگیہ کی بات ہے۔ دو بیمہ کمپنیاں ہیں۔ ان سے ایسا راہِ راست رکھیے کہ فُٹکر کام آپ کے یہاں لگاتار آتا رہے۔ جب پریس دیوالیہ پن کی دَشا میں ہے تو ہم نشچنت ہوکر نہیں بیٹھ سکتے۔ یہ تو وہی کرسکتے ہیں جن کا کاروبار مزے سے چل رہا ہے اور انھیں کام کی فکر نہیں ہے۔ اگر مکان کاکرایہ چکانے کے لیے ہمیں کسی کے دُوار پر دس بار دوڑنا بھی پڑے تو دوڑنا چاہیے، ریٹ گھٹاکر بھی کام کرنا پڑے تو کوئی ہرج نہیں۔ جب اپنے پاس کام رہے گا، تو ہم اونچے ریٹ پر بھی کام کریں گے، لیکن اس دَشا میں تو سب کچھ کرنا پڑے گا۔ سوچیے، یہ 500 روپے میں نہ لاتا تو آپ کو کاغذ نہ ملتا، مکان والا ڈگری کراکر آپ کی مشینیں نیلامی کرا لیتا، بس، سارا اُدیوگ شانت ہوجاتا۔ 'ہنس' کو چلانے کی یہ آخری کوشش کررہا ہوں۔ اگر اب بھی نہ چلا تو پھر پریس اور 'ہنس' سب کچھ بند کرنا پڑے گا۔ آخر کب تک نقصان اور اپمان اور چنتا میں پران دیتا رہوں گا؟

میرے پاس تھوڑے سے سادے لفافے بھجوایئے۔ یہاں جو دو چار پرکاشک ہیں ان سے برابر ملتے رہیے، کام ٹھیک سَمے پر دیجیے۔ جس ریتی سے اب تک کام ہوا ہے، اس میں سُدھار ہونا ضروری ہے، نہیں تو یہ سب بیٹھ جائے گا۔

پریم چند

(616)

بنام پرواسی لال ورما

30-7-1935

بندھووَر،

ہاں، جگہ تو جیسی چاہیے ویسی نہیں ہے، تِین سبھی باتیں تو بڑی مشکل سے ملتی ہیں۔ دیکھیے، ارادہ تو ہے کہ ٹیلی فون بھی لگا لیا جائے اور روشنی بھی۔ اس سے بڑی سُودھا ہوجائے گی۔ ایک سائیکل چڑھنے والا آدمی درکار ہوگا۔ سائیکل ابھی نہیں ہے، مگر گُرورام کی رہے گی۔ اس پر چڑھ کر ڈاک خانے یا شہر جتنی بار چاہیں، جایا جاسکتا ہے۔ چھپائی کا کام تو اپنے پاس ہی کافی ہے۔ کیول کتابوں کی نکاسی کا پربندھ کرنا پڑے گا۔ اس کے لیے، کبھی کبھی آپ کو، کبھی مجھے، کبھی گُرو رام کو چھوٹے چھوٹے دورے کرنے پڑیں گے۔ آپ آج مالک مکان کو کرایہ دے کر رسید لے لیجیے۔ 1 تاریخ کو چیک لے لیجیے۔ پرسوں گاڑیوں کا پربندھ کر لیا جائے گا۔ یہاں سے اینٹیں لے کر جو گاڑیاں جاتی ہیں، وہ بارہ ایک بجے تک پریس میں آجائیں گی۔ ایک ایک گاڑی، دو دو تین کھیپ کرلے گی۔ مشین ٹھیلے پر لانی ہوگی۔ گاڑی کا کرایہ میں دے دوں گا، اور کیا خرچ ہوگا؟ پرانے مکان کا کرایہ ادھر کئی مہینوں کا باقی ہے۔ اس سے چاہے ماہوار قسط کرلینا ہوگا یا وہ چاہے گا تو پرونوٹ دے دیں گے۔

اردو میں یہ لیکھ بھیجتا ہوں۔ لیکھ پر پتر کا پتہ درج ہے۔ رجسٹرڈ بھیج دیجیے گا۔ آج چلا جانا چاہیے۔

اور تو کوئی نئی بات نہیں۔

دھنپت رائے

بنام بنارسی داس چترویدی

دفتر 'ہنس' بنارس شہر

2 اگست 1935

محترم بنارسی داس جی،

آپ کا خط موصول ہوا، بہت شکریہ۔ آپ میرے کام میں جو مشفقانہ دلچسپی لیتے ہیں اس کے لیے بہت ممنون ہوں۔ لیکن جب تک مجھے ایسا قابل مترجم دستیاب نہ ہو تب تک فادر اینڈ ریوز کو بلاوجہ تکلیف دینے سے کیا فائدہ۔ شاید ابھی وقت نہیں آیا۔ جب وقت آئے گا۔ مددگار بھی پیدا ہوجائیں گے۔

جہاں تک تلسی جینتی کا تعلق ہے۔ میں اس کام کے لیے بالکل غیر موزوں شخص ہوں۔ کسی ایسی تقریب کی صدارت کرنا جس میں میں نے کبھی دلچسپی نہ لی ہو مضحکہ خیز ہے۔ مجھے ہمت نہیں ہوتی۔ سچ تو یہ ہے کہ میں نے ساری رامائن کبھی نہیں پڑھی۔ اس بات کو تسلیم کرنا باعثِ شرم تو ہے لیکن حقیقت یہی ہے۔

اور ان دنوں تو میں بے حد مصروف ہوں۔ میں اپنا دفتر اور کاروبار دوسری جگہ منتقل کررہا ہوں اور میری یہاں موجودگی بہت ضروری ہے۔ درخواست ہے کہ آپ مجھے معاف فرمائیں۔ جب سب کام ٹھیک طرح سے چلنا شروع ہوجائے گا تب شاید میں آسکوں گا۔

آپ کو میرا خط مل گیا ہوگا۔ 'ہنس' کے لیے آپ سے سورگیہ پنڈت پدم سنگھ شرما جیسی کسی ادبی شخصیت کے متعلق ایک قلمی خاکہ موصول ہونے کا انتظار ہے۔ پہلا شمارہ یکم اکتوبر کو شائع ہوجائے گا۔ اپنا خاکہ براہِ کرم اس مہینہ کے آخر تک بھیج دیں۔

آپ کا مخلص، دھنپت رائے

(618)

بنام امتیاز علی تاج

دفتر 'ہنس' بنارس

6 اگست 1935

مہربان بندہ تسلیم

ممنون ہوں۔ شاہکار کا اب تک منتظر ہوں۔ میں تو سمجھا تھا آپ نے وہ ارادہ ترک کردیا۔ میں غالباً 15 اگست تک اپنا افسانہ خدمت عالی میں ضرور بالضرور حاضر کردوں گا۔ میں تو منتظر تھا اور شاید ایک بار دریافت بھی کیا تھا کہ رسالہ اجرا ہوا کہ نہیں۔ 'ہنس' اب آل انڈیا لٹریری رسالہ ہونے جارہا ہے۔ جس میں گجراتی، مراٹھی، تامل، تیلگو، کناڈی، بنگلہ سبھی زبانوں کے ادیب اپنے مضامین بھیجیں گے۔ چونکہ اس میں ایک حصہ اردو کے لیے لازمی طور پر مخصوص ہے اور نہایت ممتاز حصہ۔ اس لیے میں چند منتخب اور مستند اردو رسائل سے 'ہنس' کا تبادلہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ شاہکار سے 'ہنس' کا تبادلہ منظور فرمائیں اور اگست کا پرچہ بھیج دیں۔ میں بھی اگست کا پرچہ روانہ کردوں گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ پمفلٹ روانہ کرتا ہوں جو آل انڈیا ادبی تحریک کی جانب سے انگریزی میں شائع ہوا ہے اور اس کے ساتھ یہ خط بھی اور آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ آپ اس آل انڈیا تحریک میں شرکت فرمائیں۔ اور اس میں عملی حصہ لیں۔ تحریک کے اغراض اور مقاصد اس پمفلٹ میں جناب پر واضح ہوجائیں گے۔ اس کے ساتھ علاحدہ ایک خط ارسال ہے۔ جس کی نقل اردو کے ادیبوں کی خدمت میں دعوت کے طور پر ارسال کی گئی ہے۔ مجھے امید ہے کہ جناب اس قومی ادبی خدمت میں نہ صرف ذاتی طور پر بلکہ اپنے اثر سے بھی امداد فرمائیں گے۔

احقر، پریم چند

(619)

بنام بنارسی داس

'ہنس' کاریالیہ، جگت گنج، بنارس گینٹ

17 اگست 1935

پریہ بنارسی داس جی،

کرپا پتر کے لیے کرتگیہ ہوں۔ میں خود ایسے جھگڑوں میں پڑنا پسند نہیں کرتا لیکن جب کوئی غنڈا آپ کا گلا دبا رہا ہو تو آپ کو اپنی رکچھا کرنی ہی پڑے گی، چاہے آپ دارشنِک ہی کیوں نہ ہوں۔ اب مجھے پکّا وشواس ہوگیا ہے، کہ اس آدمی کا دماغ اَتی بھاؤک ہے، بھاؤک نہیں دویش پُورن۔ شاید اس کو لگتا ہے کہ دنیا سے اس کو اپنا پراپیہ نہیں مل رہا ہے اور اس لیے اس کو جب تک اپنے آپ کو آگے لانا چاہیے اور اپنی شریشٹھتا کی گھوشنا کرنا چاہیے۔ میں نے جو کچھ محسوس کیا، سیدھے سیدھے شبدوں میں لکھ دیا اور اگر وہ چُپ نہیں ہو جاتا تو میں اس کا سر توڑ دوں گا۔ ذرا اس کی گھرشٹتا تو دیکھیے۔

میں وہاں نہیں آسکا اس کے لیے آپ مجھے گالیاں نہ دیجیے گا۔ اگر آپ نے تلسی اُتسو میرے اوپر نہ لگا دیا ہوتا تو میں آتا۔ لیکن ایک ایسے وِیکتی کا تلسی جینتی میں سبھاپتی کرنا، جس نے کبھی انھیں پڑھا نہیں اور جو ان کے سمبندھ میں کہیں جانے والی اَتی مانوی باتوں میں وِشواس نہیں کرتا، ہاسیہ پد ہے۔ انھوں نے رام اور ہنومان کو دیکھا اور وہ بندر والی گھٹنا، سب خرافات۔ مگر کیا تلسی بھکت لوگ میری کافروں جیسی بات پسند کریں گے؟ اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ وِکرم سموَت دس میں پیدا ہوئے یا بیس میں یا چالیس میں؟ کیوں اپنی بُدّھی خواہ مخواہ اس کے پیچھے برباد کرو جبکہ اور بھی نہ جانے کتنی چیزیں کرنے کو پڑی ہیں۔ وہ ایک مہان کوِی تھے، ان کی بیاکھیا کرو، دارشنِک بیاکھیا، منووگیانک بیاکھیا، پڑنی شاستریہ بیاکھیا، شریر شاستریہ بیاکھا، جو چاہو کرو، مگر انھیں ایشور کاہے بناتے ہو۔

'ہنس' اب ایک کمپنی کے ہاتھ میں دے دیا گیا ہے اور کنہیا لال منک لال منشی اور میں اس کے اونِیتنک سمپادک ہیں۔ دیکھیے یہ بیوستھا کیسی چلتی ہے۔ اس وِچار کو ہمیں سپھل بنانا ہی ہوگا۔ کیا آپ نہیں سوچتے کہ سبھی (بھارتیہ) ساہتیوں کو ہندی کے مادھیم سے اُپلبدھ کرنا ایک ایسا وِچار ہے جسے پریکچھا کرکے دیکھنا چاہیے؟ یہ ٹھیک ہے کہ جب تک ہماری پتریکاؤں میں بنگلہ، مراٹھی، اردو کے انوِواد نکلتے رہتے ہیں۔ کچھ اچھے اور یوگیہ اردو لیکھکوں اور بنگالیوں کو سامنے لاکر 'وشال بھارت' نے ایک اُلّیکھنیہ سیوا کی ہے۔ ہماری ساری شکتی اسی کام میں لگے گی۔ اکیلا سوال یہ ہے کہ اچھی سامگری ہمیں کیسے ملے۔ پارشرمِک ہم دے نہیں سکتے اور کیول انوِوادوں کا سہارا لینا نہیں چاہتے۔ ہم ایسے مولِک لیکھ چاہتے ہیں جو پہلی بار 'ہنس' میں چھپے۔ کوشش کرکے دیکھیں کہ یہ وِچار ہمارے ساہتیک نچھتروں کو کیسا پسند آتا ہے۔ بنگالی اور مراٹھی اور کچھ مسلمان ہوسکتا ہے کہ ہندی کو یہ استھان دیے جانے پر ناک بھَو سکوڑیں مگر شرَت بابو اور رَوِی بابو دونوں کو یہ وِچار پسند آیا ہے۔ اُردو لیکھکوں نے میرے نمنترن پتر کا اُترّ بڑی تتپرتا سے اور سوجنیہ سے دیا ہے۔ اور اِدھر ہندی مہارتھیوں کو لکھے گئے تمام پتروں میں سے شاید ہی کسی پتر کا اُترّ آیا ہو۔ بابو میتھلی شرن جی اکیلے آدمی ہیں جنھوں نے جواب دیا ہے۔ دوسروں نے پتر کی پراپتی کو سویکار بھی نہیں کیا۔ یہ ہے ہمارے ہندی لیکھکوں کی منووِرتی۔ اگر سمبھو ہو تو آپ پہلی ستمبر تک پدم سنگھ جی کا اسکیچ بھیج دیں۔ سنچھیپ میں لکھیے گا۔ دو پرِشٹھ کافی ہوں گے۔

اگر پہلے انک کے لیے آپ، شکلا جی، جینندر اور میں لکھوں اور اور بھی کچھ لوگ، تو جگہ بھر جاتی ہے۔ ہندی کے لیے ہمارے پاس 20 پرِشٹھ سے اُدھک نہیں ہے۔

تُرگنیو کی جو چیز آپ نے بڑی مہربانی سے نقل کی ہے، میں اس کا انوِواد کروں گا اور اسے پرکاشِت کروں گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(620)

بنام اندر بساوڑا

دفتر 'ہنس'، جگت گنج، بنارس کنٹومنٹ

18 اگست 1935

عزیزی اندر،

یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ تمھیں ملازمت مل گئی ہے۔ گو عارضی سہی۔ ممکن ہے یہی مستقل ہوجائے۔ ایک دوست نے حال میں تمھاری کتاب پر تعریفی تبصرہ لکھا ہے۔ دوسرے تبصروں میں کوئی قابل ذکر نہیں ہے۔ بے شک ایک دو تعریفی جملے ہم نے دیکھے اور انھیں اپنے اشتہار میں شامل کرلیے ہیں۔ لوگوں کو یہ پسند آیا ہے لیکن ابھی تک آرڈر بہت کم ملے ہیں۔ ہم 33 فی صدی کتب فروشوں کو دیتے ہیں۔ اگر تم کتاب کے لیے آرڈر حاصل کرلو تو منافع ہم بانٹ سکتے ہیں۔ لاگت 25 فی صدی آتی ہے۔ تم کو 15 فی صدی دیتے ہیں۔ کتب فروشوں کو 33 فی صدی دیتے ہیں۔ اشتہارات پر 5 فی صدی خرچ کرتے ہیں۔ اس طرح 78 فی صدی ہو جاتا ہے۔ اب بچا 22 فی صدی جس کے ساتھ ہماری لگی ہوئی رقم کا جوکھم بھی ہے۔ اس 22 فی صدی میں سے جو کہو میں تمھیں دے سکتا ہوں۔ اُن تمام آرڈروں پر جو ہمیں ملیں تم 85 فی صدی لے سکتے ہو۔ جس میں رائلٹی بھی شامل ہوگی۔ اس 55 فی صدی میں سے 33 فی صدی تم کتب فروشوں کو دے سکتے ہو، 15 فی صدی خود کو اور 7 فی صدی مزید تمھیں مل سکتا ہے۔ 55 فی صدی تمھیں دینے کے بعد جو 45 فی صدی بچے گا اس میں سے 30 فی صدی کتاب کی تیاری اور فروخت کی لاگت ہوگی۔ اس طرح پبلشنگ ایجنسی کو صرف 15 فی صدی بچنے کا امکان ہے۔ کیا اس سے زیادہ مناسب بات کوئی اور ہوسکتی ہے؟ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں، میں کوئی پیشہ ور پبلشر نہیں ہوں۔ کتاب کی ساری جلدیں 55 فی صدی پر تمھیں دینے کو تیار ہوں۔ زائد سے زائد آرڈر حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ ایک یا دو کاپیوں کے آرڈر سے کام نہیں چلے گا۔ چھوٹے آرڈروں پر ہم زیادہ کمیشن نہیں دیتے۔

'شکتی پوجا' تمھیں بھیج دی جائے گی۔ نہ معلوم منیجر صاحب نے اب تک کیوں نہیں بھیجی؟ شاید اس کی فاضل جلدیں نہ بچی ہوں۔

'جلتوری' بہت اچھی ہے لیکن تمھیں معلوم ہے کہ ہندی کے لیے میرے پاس اب گنجائش بہت کم رہ گئی ہے۔ پھر بھی اگر ہوسکا تو اُسے پہلے ہی شمارہ میں شامل کردوں گا۔ ورنہ بعد کے شماروں میں۔

تمھاری ماتا جی بالکل ٹھیک ہیں۔

تمھارا، پریم چند

(621)

بنام شری رام

22-8-1935

پریہ شری رام جی،

آپ اس وِشے پر لیکھ لکھ کر ہندی لیکھکوں کا پردہ کیوں کھول رہے ہیں؟ میں خود لیکھک بھی ہوں، اور ایک پتر کا پروپرائٹر بھی ہوں، لیکن بہت اِچّھا رہنے پر بھی میں لیکھکوں کی کوئی سیوا نہیں کرسکتا۔ جو آمدنی ہوتی ہے، وہ اتنی بھی نہیں ہوتی کہ کاغذ اور چھپائی کا پورا خرچ نکل آوے۔ لیکھوں پر مجھے اَدِھک سے اَدِھک ایک لیکھ پر 30 روپے ملے ہوں گے، اور لیکھوں سے میری اوسط آمدنی 30 روپے مہینے سے زیادہ کبھی نہ ہوئی۔ سال کا اوسط اتنا بھی شاید نہیں پڑتا۔ 'ہنس' سے کچھ ملتا نہیں۔ 'مادھوری'، 'سرسوتی'، 'وشال بھارت' میں میں نے چار سال سے کچھ لکھا ہی نہیں۔ بس،...... سے تیسرے چوتھے مہینے پچیس تیس روپے مل جاتے ہیں، اور اردو والوں سے بھی سال میں 100 روپے مل جاتے ہوں گے۔ کل ملا کر 300 روپے سالانہ سے کسی حالت میں زیادہ نہیں، اس سے کم ہونا بہت سمبھو ہے۔ پُستکوں کی بکری 200 روپے ماسِک کی ہے، مگر وہ سب پریس اور 'ہنس' کے گھاٹے کی بھینٹ ہو جاتا ہے اور مجھے اِدھر اُدھر•نوکری کرکے پیٹ پالنا پڑتا ہے۔ میں تو اُچّھل لوگوں میں ہوں، اور لوگ

شاید مجھ سے اچھے ہوں......

سرسوتی پریس، بنارس کینٹ

بھودیہ، دھنپت رائے

(622)

بنام ویریندر کمار جین

'ہنس' آفس، بنارس کینٹ

27-5-1935

پریہ ویریندر کمار، آشیش!

تمھاری کہانی ملی۔ یہ تو بڑی 'سینٹی مینٹل' ہو گئی ہے، اور پتہ نہیں چلتا، کس منووگیانک ستیہ کا چترن کرنا چاہتے ہو۔ کہانی کی سب سے مکھیہ وستو گجراتی پتر ہے، مگر میں اس کا آشے نہ سمجھ سکا۔ اس کا ہندی انوواد ہو جانے سے کداچت کہانی میں کچھ تتو آجائے۔ سبھی کے بچپن میں پرایہ ایسی گھٹنائیں ہوا کرتی ہیں۔ اس کا ہمارے جیون پر کیا پربھاؤ ہوتا ہے، ہمیں یہ دیکھنا ہے۔ یووتی کے پتر سے اس کے منوستیہ تو پرکٹ ہو جائیں گے، لیکن نائک کے جیون نے آگے چل کر اس پریم کے پھلسوروپ کیا رنگ پکڑا؟ آخر اس پریم کی کتھا کیوں سب کو سنائی جائے، جب تک اس میں کوئی خاص بات یا وِشیشتا یا نیاپن نہ ہو۔ اگر ہم سبھی اپنی جوانی کی پریم کتھائیں لکھنے بیٹھیں تو سوچو، کتنا بڑا دفتر ہو جائے۔

تم پہلے گجراتی پتر کا انوواد بھیج دو۔

1 اکتوبر کو 'ہنس' نئے روپ میں نکل رہا، یہ تو تمھیں معلوم ہے۔

شری پربھاکر ماچوے نے تمھاری دونوں پرکاشت کہانیوں کی سراہنا کی ہے۔

شبھابھیلاشی، پریم چند

(623)

محی الدین قادر 'زور'

'ہنس کاریالیہ'، بنارس

31 اگست 1935

جناب مکرم بندہ، تسلیم !

'دکن کا اردو شاعری' کے لیے شکریہ۔ چونکہ بمبئی میں دفتر میں کوئی اردوخواں آدمی نہیں ہے، اردو مضامین کے ترجمے کی ذمے داری مجھ پر عاید کی گئی ہے۔ میں بہت جلد مضمونِ ہٰذا کا ہندی ترجمہ آپ کی خدمت میں بھیج دوں گا۔ خیال یہی ہے کہ دیر نہ ہو جائے کیونکہ پہلی ستمبر سے پرچے کی طباعت شروع ہوجائے گی۔ اگر مجھ پر اعتبار کر سکیں تو میں اس کا ذمہ لے لوں گا کہ آپ کے مضمون کا بہترین ترجمہ ہوگا اور اصل سے کسی طرح انحراف نہ ہوگا۔ ہاں، اصل کی خوبیاں ترجمے میں آنی مشکل ہے جو شاید آپ خود تسلیم فرمائیں گے۔

'ہنس' کے ادب میں اس وسیع میدان میں قدم رکھنے کی جرأت کی ہے، دیکھیں اُسے کہاں تک کامیابی ہوتی ہے۔

پریم چند

(624)

بنام اندر ناتھ مدان

31 اگست 1935

مائی ڈیر اندرناتھ جی،

آپ کا خط ملا۔ اسے پاکر اور یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ ہندی ادب کی تاریخ لکھنے کی فکر میں ہیں۔ آپ کی کتاب ہندی زبان میں ہوگی یا انگریزی میں؟ مسٹر منشی نے حال ہی میں گجراتی ادب کی تاریخ لکھی ہے۔ میں آج کل اسے پڑھ رہا ہوں۔ اگر آپ اس کا مطالعہ کر سکیں تو شاید آپ کو کچھ باتوں کا پتہ چلے کہ کس طرز پر

آپ کی کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ یہ کتاب جامع اور مکمل ہے، سوانح سے زیادہ تنقیدی ہے اور غیر جانب داری کے ساتھ لکھی گئی ہے۔

جن امور کے بارے میں آپ نے مجھ سے پوچھا ہے۔ ان کو لکھنے کے لیے وقت درکار ہے۔ میں کچھ عرصہ کے بعد ان کا مفصل جواب دوں گا۔

آج کل میں 'ہنس' کے لیے مواد اکٹھا کررہا ہوں۔ شاید آپ کو پتہ ہوگا کہ اگلے مہینے سے یہ ہندستانی ادب کا رسالہ بن کر شائع ہونے جارہا ہے۔ اس میں ہندستان کی مختلف زبانوں کے سرکردہ ادیبوں کے مضامین ہوں گے ان کے اپنے ادب کے بارے میں۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ ہندی میں تخلیقی ذہن رکھنے والے نقادوں اور عالموں کی کمی ہے۔ گر آپ 'ہنس' کے پہلے شمارے کے لیے کچھ لکھ سکیں تو ممنون ہوں گا۔ یہ مضمون ہندی ڈرامہ کے ارتقا پر ہوسکتا ہے یا کسی اور موضوع پر جسے آپ موزوں سمجھیں۔ اس خط کے ساتھ میں چھپا ہوا سرکلر بھیج رہا ہوں۔ جس سے آپ کو اندازہ ہوسکے گا کہ کس طرح کے مضامین کی ہمیں ضرورت ہے۔ ہم اس کوشش میں ہیں کہ ایک مشاورتی بورڈ ہو جس میں تمام زبانوں کے ادب کے نمائندے ہوں اور اگر ممکن ہوسکے تو مہاتما گاندھی اس کے صدر ہوں۔ اگر آپ کا اپنا مضمون 7 ستمبر تک بھیج سکیں تو اسے بخوشی پہلے شمارہ میں شائع کردیا جائے گا۔ (اصل خط انگریزی میں ہے)

نیاز مند، پریم چند

(625)

بنام جناردن پرساد جھا

سرسوتی پریس، کاشی

1246/31-8-1935

پریہ جناردن،

مجھے وِشواس نہیں آتا کہ تمھیں میرا پتر ملا اور 'ہنس' کی نئی آیوجنا کی سوچنا ملی، پھر بھی تم نے نہ اُتر دیا، نہ اپنا لیکھ بھیجا۔ یہ مہتوپورن اسکیم ہے اور بھارت کے بڑے بڑے دماغ اس میں سہیوگ کررہے ہیں۔ پہلے انک کے لیے مہاتماجی بھی ایک لیکھ

دے رہے ہیں۔ میرے متروں کا لیکھ اس انک میں نہ ہو، ایسا سوچ کر نراشا ہوتی ہے۔ تم ہندی ڈراما کے وِکاس پر یا ویسا ہی ایک شبدچتر، جیسا تم نے 'جاگرن' میں لکھا، لکھ دو اور وِلمب نہ کرو۔ اگر 10 تاریخ تک بھی تمھارا لیکھ آجائے گا تو میں دے دوں گا۔ تم اپنی رچناؤں کے لیے چھیتر بڑھا رہے ہو، یہ سوچ لو۔ میں اگر اس اسکیم کو بیرتھ سمجھتا تو خود کیوں پڑتا! لکھو، جلد لکھو۔

تمھارا، پریم چند

(626)
بنام پنڈت مکھن لال چترویدی

سرسوتی پریس، کاشی، 31-8-1935

پریہ بھائی صاحب،

میں تو آپ سے ہار گیا۔ منشی جی بار بار لکھتے ہیں، کھنڈوا کے پیر سے اُوشیہ لیکھ منگوایئے اور کھنڈوا کے پیر بے پیر ہورہے ہیں۔ نہ یاچنا پر دھیان دیتے ہیں اور نہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہندی کی لاج کون بنا ہے گا۔ کاکاجی اور مہاتما جی آدی مہانو بھاؤں کے لیکھ آگئے ہیں۔ ڈاکٹر اقبال تک نے لیکھ بھیجا، پر جن کے نام پر ہم اچھلتے تھے وہ معلوم نہیں کیوں ناراض ہیں۔ ارے بھیا! کچھ تو لکھو، کوئی کہانی ہی سہی، پراکرتِک ورنن ہی سہی، بھاواتمک گد ہی سہی!

بھودیہ، پریم چند

(627)
بنام اندرناتھ مدان

7 ستمبر 1935

مائی ڈیر اندرناتھ جی،

آپ کا خط ابھی ابھی ملا۔ بے حد خوشی ہوئی۔ ہندی ادب کی تاریخ انگریزی میں لکھنا کوئی شرم کی بات نہیں ہے۔ مسٹر منشی نے گجراتی ادب کی تاریخ لکھ کر دوسروں کو راستہ دکھا دیا ہے۔ آپ انگریزی میں لکھیے اور ہماری خام زبان کو مالا مال کیجیے۔

میں جلد ہی آپ کو منشی کی کتاب بھیجوں گا۔ اس وقت یہ مسٹر رام پیاری شکلا ایم.اے. کے پاس ہے جو کوئنز کالج بنارس میں ہندی کے پروفیسر ہیں۔ وہ اس کتاب پر تبصرہ لکھ رہے ہیں۔

کوئی مذائقہ نہیں۔ آپ رسالے کے دوسرے شمارے کے لیے لکھ سکتے ہیں۔ ایک پرچہ آپ کو باقاعدگی سے روانہ کیا جائے گا۔ جن باتوں کے متعلق آپ لکھنا چاہتے ہیں وہ تو آج کل ہندی میں بحث مباحثے کا موضوع ہیں۔ ان پر صحیح معنوں میں تنقیدی مضمون لکھنا اشد ضروری ہے۔ مجھے امید ہے آپ کے مضامین ہر مہینہ چھاپا کروں گا تاکہ ہندی ادب کو ہندستان کی دوسری زبانوں کے ادب میں نمایاں مقام حاصل ہو۔

یورپی ادب کی جو کتابیں میں نے پڑھی ہیں ان میں روماں رولاں کی تصنیف 'کرسٹوفر' اعلیٰ ترین کتاب ہے۔ میرے خیال میں اس کا ترجمہ محال ہے۔ یہ بات قابل مبارکباد ہے کہ آپ نے اس کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی۔ میں اسے سلسلہ وار چھاپ سکتا ہوں۔ لیکن یہ بے کار ہوگا کیونکہ اسے چھاپتے چھاپتے تو ایک زمانہ گزر جائے گا۔ اس کی چاروں جلدیں ہندی میں کم از کم 3 ہزار صفحوں سے کم کی نہ ہوں گی جو زندگی بھر کا کام ہے۔ آپ مجھے چند صفحے بھیج دیجیے تاکہ میں اندازہ کرسکوں کہ آپ کس ڈھنگ سے ترجمہ کررہے ہیں۔ اس کام کو پورا کرنے کے لیے ایک بھگت کی سی لگن درکار ہے۔ (اصل خط انگریزی میں ہے)

آپ کا، پریم چند

(628)

بنام اندرناتھ مدان

'ہنس'

ہندوستان میں ادب کی دولت مشترکہ کا علمبردار رسالہ

111، اسپلینڈ روڈ، بمبئی
پروپرائٹر: دی ہنس لمیٹڈ

ہنس کاریالیہ، بنارس
ایڈیٹر: پریم چند اور کنہیا لال منشی

مائی ڈیر اندرناتھ جی،

'ہنس' کے دوسرے شمارے کے لیے آپ کے مضمون کا انتظار کررہا ہوں۔ پہلا شمارہ 4 تاریخ کو نکل آیا لیکن مجھے آپ کا پتہ صحیح طور پر معلوم نہ تھا۔ پتہ نہیں آپ چمینہ میں ہیں یا لاہور میں۔ یہ خط صرف آپ کا پتہ دریافت کرنے کی غرض سے لکھ رہا ہوں۔ آپ کا جواب آتے ہی 'ہنس' بھیج دیا جائے گا۔

دریں اثنا آپ جلد از جلد ہندی ادب کے بارے میں اپنا تنقیدی مضمون یا اس کا کوئی حصہ ضرور بھیج دیجیے۔ آپ ہندی ڈرامے ہندی شاعری یا ناول پر لکھیے۔ کوئی مضمون یا کوئی ادبی مقالہ یا اگر ادب کی تاریخ کے متعلق کچھ لکھا ہو تو وہ ارسال کیجیے۔ میں آپ پر انحصار کیے ہوئے ہوں۔ امید ہے کہ آپ جواب جلد دیں گے۔

نیازمند، پریم چند

مائی ڈیر اندرناتھ جی،

اب آپ کے سوالوں کی باری آتی ہے۔

(1) میرے اپنے گھر کے بارے میں بچپن کے تاثرات معمولی نوعیت کے ہیں۔ نہ زیادہ خوشگوار، نہ زیادہ دل شکن۔ آٹھ سال کا تھا کہ ماں کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اس سے پہلے کے واقعات کی یاد دھندلی سی ہے۔ یعنی اپنی والدہ کو جو دن بدن کمزور ہوتی جارہی تھیں، دیکھتا رہتا۔ وہ ایک اچھی ماں کی طرح مجھ سے محبت بھی بہت کرتی تھیں اور ضرورت پڑنے پر سختی بھی برتتی تھیں۔

(2) میں نے اردو ہفتہ وار اخبارات میں لکھنا شروع کیا جو اس وقت ماہوار شائع ہوا کرتے تھے۔ مضمون نویسی کا مجھے شوق تھا۔ میں نے کبھی سوچا تک نہ تھا کہ میں مصنف بنوں گا۔ میں سرکاری ملازم تھا اور فرصت کے وقت کچھ نہ کچھ لکھ لیتا تھا۔ ناول پڑھنے کا مجھے ایسا خبط تھا کہ طبیعت نہ بھرتی تھی۔ بغیر سوچے سمجھے اور انتخاب کے جو بھی ناول ہاتھ لگ جاتا اُسے پڑھ ڈالتا۔ میرا پہلا مضمون 1901 میں چھپا اور پہلی کتاب 1903 میں۔ اپنے ذوق کی سیری کے علاوہ مضمون نویسی سے اور کوئی فائدہ

نہ ہوتا تھا۔ شروع شروع میں مَیں حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ کیا کرتا تھا۔ پھر ماضی اور حال کی سرکردہ ہستیوں اور ان کی کامیابی سے حوصلہ پاکر اس سلسلے کو جاری رکھا۔ 1914 میں میرے افسانوں کادوسروں نے ترجمہ کیا اور وہ ہندی رسالوں میں شائع ہوئے۔ تب میں ہندی کے رسالہ سرسوتی میں لکھنے لگا۔ پھر میرا ناول 'سیوا سدن' شروع ہوا اور میں نے ملازمت چھوڑ کر اپنی زندگی کا آزاد ادبی دور شروع کیا۔

(3) نہیں، مجھے کسی سے عشق نہیں رہا۔ زندگی اس قدر مصروف اور روٹی کمانے کا دھندا اس قدر سخت تھا کہ رومانسوں کے لیے گنجائش ہی نہ تھی۔ کچھ معمولی واقعات عمومی نوعیت کے ضرور پیش آئے مگر انھیں معاشقے نہیں کہا جا سکتا۔

(4) میری نظر میں عورت کا آدرش ایثار، خدمت اور پاکدامنی کا عکاس ہونا چاہیے۔ ایثار ہو مسلسل، خدمت بلا شکوہ اور پاکدامنی سیزر کی بیوی کے ہم پلہ، جس پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکتا ہو۔

(5) میری شادی شدہ زندگی رومان سے قطعی بے بہرہ تھی۔ اس میں کوئی قابل ذکر بات نہیں۔ میری پہلی بیوی 1904 میں انتقال کرگئی۔ بیچاری بدقسمت اور معمولی شکل و صورت کی عورت تھی۔ گوکہ اس سے مطمئن نہ تھا تاہم روایتی شوہروں کی طرح اُس سے بناہ کرتا رہا۔ اس کی وفات کے بعد میں نے ایک بال وِدھوا سے شادی کرلی، اور اس کے ساتھ کافی خوشی کی زندگی گزر رہی ہے۔ اس نے کچھ ادبی ذوق بھی پیدا کرلیا ہے۔ اور کبھی کبھی کہانیاں لکھ لیتی ہے۔ وہ نڈر، دلیر، مخلص اور سمجھوتہ نہ کرنے والی عورت ہے۔ اس سے غلطی ہوجانے کا امکان رہتا ہے اور وہ جذبات سے مغلوب ہوکر کام کرتی ہے۔ تحریک عدم تعاون میں شریک ہوکر جیل بھی ہو آئی ہے۔ میں اس سے خوش ہوں اور اس سے ایسی کوئی چیز حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا جسے دینے کی وہ اہل نہ ہو۔ اُسے آپ جھکنے پر مجبور نہیں کرسکتے۔

(6) زندگی میرے لیے مسلسل کام ہی رہی ہے۔ جب میں سرکاری ملازم تھا اس وقت بھی تمام وقت ادبی مشاغل میں گزارتا تھا۔ مجھے کام کرنے سے خوشی ہوتی ہے۔ مالی مشکلات سے دوچار ہونے پر افسردگی کے اوقات بھی آتے ہیں۔ مگر میں اپنے

مقدر سے مطمئن رہا ہوں۔ اور جتنا کچھ پارہا ہوں اس سے کہیں کم کا مستحق ہوں۔ مالی لحاظ سے میں ہمیشہ ناکام رہا ہوں، کاروبار مجھے آتا نہیں اور ضروریات بنی رہتی ہیں۔ میں کبھی جرنلسٹ نہیں رہا۔ لیکن حالات نے مجھے جرنلسٹ بننے پر مجبور کردیا۔ چنانچہ میں نے ادب میں جو کچھ تھوڑا بہت کمایا وہ سب اخبار نویسی میں کھودیا۔

(7) افسانوی کردار کے محاسن کے اظہار کے لیے میں ہمیشہ افسانوں کے پلاٹ سوچتا ہوں۔ یہ ایک پیچیدہ طریقہ ہے۔ مجھے ایسا کرنے کی تحریک بعض اوقات کسی آدمی یا کسی حادثے یا خواب سے ہوتی ہے۔ لیکن میرے افسانے کی بنا ہمیشہ نفسیاتی ہوتی ہے۔ میں دوستوں کی تجاویز خندہ پیشانی سے قبول کرتا ہوں۔

(8) میرے اکثر کردار حقیقی زندگی سے لیے گئے ہیں گو ان کی اصلیت پر پردہ پڑا رہتا ہے۔ جب تک کردار کی بنیاد حقیقت پر مبنی نہ ہو، وہ غیر حقیقی، غیر یقینی اور قابل اعتبار ہوتا ہے۔

(9) رومین رولاں کی طرح باقاعدگی سے کام کرنے میں یقین رکھتا ہوں۔

(10) ہاں میرا ناول 'گودان' جلد ہی پریس میں جارہا ہے۔ کوئی 600 صفحوں کا ہوگا۔ (اصل خط انگریزی میں ہے)

خیراندیش، پریم چند

(629)

بنام پربھاکر ماچوے

'ہنس' کاریالیہ، بنارس، 15-9-1935

پریہ پربھاکر،

میں تمھیں کئی دنوں سے پتر لکھنے کا ارادہ کررہا تھا، پر تمھارے پہلے پتر میں تمھارا پتہ نہیں تھا۔ کل تمھارے دونوں لیکھ مل گئے ہیں۔ میں نے شری کھانڈیلکر جی کی کہانی پڑھی۔ واستو میں بہت سُندر چیز ہے۔ ہاں، اَنت میں یا تو انوواد میں کچھ رہ گیا ہے یا اور کوئی بات ہے۔ جمنا میں تاج کا پرتی بمب کیسے کچھ اور ہوگیا، یہ میں نہ سمجھ

میں جلد ہی آپ کو منشی کی کتاب بھیجوں گا۔ اس وقت یہ مسٹر رام پیاری شکلا ایم.اے. کے پاس ہے جو کوئنز کالج بنارس میں ہندی کے پروفیسر ہیں۔ وہ اس کتاب پر تبصرہ لکھ رہے ہیں۔

کوئی مذائقہ نہیں۔ آپ رسالے کے دوسرے شمارے کے لیے لکھ سکتے ہیں۔ ایک پرچہ آپ کو باقاعدگی سے روانہ کیا جائے گا۔ جن باتوں کے متعلق آپ لکھنا چاہتے ہیں وہ تو آج کل ہندی میں بحث مباحثے کا موضوع ہیں۔ ان پر صحیح معنوں میں تنقیدی مضمون لکھنا اشد ضروری ہے۔ مجھے امید ہے آپ کے مضامین ہر مہینہ چھاپا کروں گا تاکہ ہندی ادب کو ہندستان کی دوسری زبانوں کے ادب میں نمایاں مقام حاصل ہو۔

یورپی ادب کی جو کتابیں میں نے پڑھی ہیں ان میں روماں رولاں کی تصنیف 'کرسٹوفر' اعلیٰ ترین کتاب ہے۔ میرے خیال میں اس کا ترجمہ محال ہے۔ یہ بات قابل مبارکباد ہے کہ آپ نے اس کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی۔ میں اسے سلسلہ وار چھاپ سکتا ہوں۔ لیکن یہ بے کار ہوگا کیونکہ اسے چھاپتے چھاپتے تو ایک زمانہ گزر جائے گا۔ اس کی چاروں جلدیں ہندی میں کم از کم 3 ہزار صفحوں سے کم کی نہ ہوں گی جو زندگی بھر کا کام ہے۔ آپ مجھے چند صفحے بھیج دیجیے تاکہ میں اندازہ کرسکوں کہ آپ کس ڈھنگ سے ترجمہ کررہے ہیں۔ اس کام کو پورا کرنے کے لیے ایک بھگت کی سی لگن درکار ہے۔ (اصل خط انگریزی میں ہے)

آپ کا، پریم چند

(628)

بنام اندرناتھ مدان

'ہنس'

ہندوستان میں ادب کی دولت مشترکہ کا علمبردار رسالہ

111، اسپلینڈ روڈ، بمبئی — پروپرائٹر: دی ہنس لمیٹڈ

ہنس کاریالیہ، بنارس — ایڈیٹر: پریم چند اور کنہیا لال منشی

مائی ڈیر اندرناتھ جی،

'ہنس' کے دوسرے شمارے کے لیے آپ کے مضمون کا انتظار کررہا ہوں۔ پہلا شمارہ 4 تاریخ کو نکل آیا لیکن مجھے آپ کا پتہ صحیح طور پر معلوم نہ تھا۔ پتہ نہیں آپ چممبہ میں ہیں یا لاہور میں۔ یہ خط صرف آپ کا پتہ دریافت کرنے کی غرض سے لکھ رہا ہوں۔ آپ کا جواب آتے ہی 'ہنس' بھیج دیا جائے گا۔

دریں اثنا آپ جلد از جلد ہندی ادب کے بارے میں اپنا تنقیدی مضمون یا اس کا کوئی حصہ ضرور بھیج دیجیے۔ آپ ہندی ڈرامے ہندی شاعری یا ناول پر لکھیے۔ کوئی مضمون یا کوئی ادبی مقالہ یا اگر ادب کی تاریخ کے متعلق کچھ لکھا ہو تو وہ ارسال کیجیے۔ میں آپ پر انحصار کیے ہوئے ہوں۔ امید ہے کہ آپ جواب جلد دیں گے۔

نیازمند، پریم چند

مائی ڈیر اندرناتھ جی،

اب آپ کے سوالوں کی باری آتی ہے۔

(1) میرے اپنے گھر کے بارے میں بچپن کے تاثرات معمولی نوعیت کے ہیں۔ نہ زیادہ خوشگوار، نہ زیادہ دل شکن۔ آٹھ سال کا تھا کہ ماں کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اس سے پہلے کے واقعات کی یاد دھندلی سی ہے۔ یعنی اپنی والدہ کو جو دن بدن کمزور ہوتی جارہی تھیں، دیکھتا رہتا۔ وہ ایک اچھی ماں کی طرح مجھ سے محبت بھی بہت کرتی تھیں اور ضرورت پڑنے پر سختی بھی برتتی تھیں۔

(2) میں نے اردو ہفتہ وار اخبارات میں لکھنا شروع کیا جو اس وقت ماہوار شائع ہوا کرتے تھے۔ مضمون نویسی کا مجھے شوق تھا۔ میں نے کبھی سوچا تک نہ تھا کہ میں مصنف بنوں گا۔ میں سرکاری ملازم تھا اور فرصت کے وقت کچھ نہ کچھ لکھ لیتا تھا۔ ناول پڑھنے کا مجھے ایسا خبط تھا کہ طبیعت نہ بھرتی تھی۔ بغیر سوچے سمجھے اور انتخاب کے جو بھی ناول ہاتھ لگ جاتا اُسے پڑھ ڈالتا۔ میرا پہلا مضمون 1901 میں چھپا اور پہلی کتاب 1903 میں۔ اپنے ذوق کی سیری کے علاوہ مضمون نویسی سے اور کوئی فائدہ

نہ ہوتا تھا۔ شروع شروع میں مَیں حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ کیا کرتا تھا۔ پھر ماضی اور حال کی سرکردہ ہستیوں اور ان کی کامیابی سے حوصلہ پاکر اس سلسلے کو جاری رکھا۔ 1914 میں میرے افسانوں کا دوسروں نے ترجمہ کیا اور وہ ہندی رسالوں میں شائع ہوئے۔ تب میں ہندی کے رسالہ سرسوتی میں لکھنے لگا۔ پھر میرا ناول 'سیوا سدن' شروع ہوا اور میں نے ملازمت چھوڑ کر اپنی زندگی کا آزاد ادبی دَور شروع کیا۔

(3) نہیں، مجھے کسی سے عشق نہیں رہا۔ زندگی اس قدر مصروف اور روٹی کمانے کا دھندا اس قدر سخت تھا کہ رومانسوں کے لیے گنجائش ہی نہ تھی۔ کچھ معمولی واقعات عمومی نوعیت کے ضرور پیش آئے مگر انھیں معاشقے نہیں کہا جا سکتا۔

(4) میری نظر میں عورت کا آدرش ایثار، خدمت اور پاکدامنی کا عکاس ہونا چاہیے۔ ایثار ہو مسلسل، خدمت بلا شکوہ اور پاکدامنی سیزر کی بیوی کے ہم پلہ، جس پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکتا ہو۔

(5) میری شادی شدہ زندگی رومان سے قطعی بے بہرہ تھی۔ اس میں کوئی قابل ذکر بات نہیں۔ میری پہلی بیوی 1904 میں انتقال کرگئی۔ بیچاری بدقسمت اور معمولی شکل و صورت کی عورت تھی۔ گوکہ اس سے مطمئن نہ تھا تاہم روایتی شوہروں کی طرح اُس سے بناہ کرتا رہا۔ اس کی وفات کے بعد میں نے ایک بال وِدھوا سے شادی کرلی، اور اس کے ساتھ کافی خوشی کی زندگی گزر رہی ہے۔ اس نے کچھ ادبی ذوق بھی پیدا کرلیا ہے۔ اور کبھی کبھی کہانیاں لکھ لیتی ہے۔ وہ نڈر، دلیر، مخلص اور سمجھوتہ نہ کرنے والی عورت ہے۔ اس سے غلطی ہوجانے کا امکان رہتا ہے اور وہ جذبات سے مغلوب ہوکر کام کرتی ہے۔ تحریک عدم تعاون میں شریک ہوکر جیل بھی ہو آئی ہے۔ میں اس سے خوش ہوں اور اس سے ایسی کوئی چیز حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا جسے دینے کی وہ اہل نہ ہو۔ اُسے آپ جھکنے پر مجبور نہیں کرسکتے۔

(6) زندگی میرے لیے مسلسل کام ہی رہی ہے۔ جب میں سرکاری ملازم تھا اس وقت بھی تمام وقت ادبی مشاغل میں گزارتا تھا۔ مجھے کام کرنے سے خوشی ہوتی ہے۔ مالی مشکلات سے دوچار ہونے پر افسردگی کے اوقات بھی آتے ہیں۔ مگر میں اپنے

مقدر سے مطمئن رہا ہوں۔ اور جتنا کچھ پارہا ہوں اس سے کہیں کم کا مستحق ہوں۔ مالی لحاظ سے میں ہمیشہ ناکام رہا ہوں، کاروبار مجھے آتا نہیں اور ضروریات بنی رہتی ہیں۔ میں کبھی جرنلسٹ نہیں رہا۔ لیکن حالات نے مجھے جرنلسٹ بننے پر مجبور کردیا۔ چنانچہ میں نے ادب میں جو کچھ تھوڑا بہت کمایا وہ سب اخبار نویسی میں کھودیا۔

(7) افسانوی کردار کے محاسن کے اظہار کے لیے میں ہمیشہ افسانوں کے پلاٹ سوچتا ہوں۔ یہ ایک پیچیدہ طریقہ ہے۔ مجھے ایسا کرنے کی تحریک بعض اوقات کسی آدمی یا کسی حادثے یا خواب سے ہوتی ہے۔ لیکن میرے افسانے کی بنا ہمیشہ نفسیاتی ہوتی ہے۔ میں دوستوں کی تجاویز خندہ پیشانی سے قبول کرتا ہوں۔

(8) میرے اکثر کردار حقیقی زندگی سے لیے گئے ہیں گو ان کی اصلیت پر پردہ پڑا رہتا ہے۔ جب تک کردار کی بنیاد حقیقت پر مبنی نہ ہو، وہ غیر حقیقی، غیر یقینی اور قابل اعتبار ہوتا ہے۔

(9) رومین رولاں کی طرح باقاعدگی سے کام کرنے میں یقین رکھتا ہوں۔

(10) ہاں میرا ناول 'گودان' جلد ہی پریس میں جارہا ہے۔ کوئی 600 صفحوں کا ہوگا۔ (اصل خط انگریزی میں ہے)

خیراندیش، پریم چند

(629)

بنام پربھاکر ماچوے

'ہنس' کاریالیہ، بنارس، 15-9-1935

پریہ پربھاکر،

میں تمھیں کئی دنوں سے پتر لکھنے کا ارادہ کررہا تھا، پر تمھارے پہلے پتر میں تمھارا پتہ نہیں تھا۔ کل تمھارے دونوں لیکھ مل گئے ہیں۔ میں نے شری کھانڈیلکر جی کی کہانی پڑھی۔ واستو میں بہت سُندر چیز ہے۔ ہاں، اَنت میں یا تو انوواد میں کچھ رہ گیا ہے یا اور کوئی بات ہے۔ جمنا میں تاج کا پرتی بمب کیسے کچھ اور ہوگیا، یہ میں نہ سمجھ

سکا۔ مگر اس کہانی کو چھاپنے کے لیے مجھے شری کھانڈیلکر جی سے اُنومَتی لینی پڑے گی۔ مجھے ان کا ایڈرس معلوم نہیں۔ تم لکھ دو تو میں انھیں پتر لکھوں۔ یدی وہ انومتی نہ دیں گے تو کیسے چھپے گی؟ 'مراٹھی کے تین اُپنیاسکار' مارمِک آلوچنا ہے۔ وہ میں اکتوبر کے انک میں دے رہا تھا۔ تمھیں دھنیہ واد دوں تو گویا یہ میرا کام ہوگا، تمھارا کام نہیں۔ اس لیے دھنیہ واد نہ دوں گا، پر تمھارا کام سراہنیہ ہے۔ دوسرے تیسرے مہینے 'ہنس' کے لیے کچھ دیا کرو۔ میں تو سمجھتا ہوں، اگر انوواد کرکے تم مراٹھی کے اچھے اُپنیاسوں کی وِستار سے آلوچنا کر دیا کرو تو وہ ایک چیز ہوجائے گی اور سمجھو ہے وہ پُستک بن جائے۔ مسٹر پھڑکے، دیش پانڈے اور کھانڈیلکر تینوں مسٹروں کی سرؤتم کِرتیوں کی آلوچنا تین مہینے میں کر ڈالو۔ اس میں تمھیں پرِشرم کم پڑے گا اور تمھاری پڑھائی میں بادھا نہ پڑے گی۔

تمھاری کہانی 'دودھ کا پانی' مجھے بہت اچھی لگی، لیکن تم جانتے ہو، میں خالی بھاؤ کتھا نہیں چاہتا، کہانی میں کچھ مطلب کی بات بھی چاہتا ہوں۔

ویریندر کمار نے ابھی ایک اور سنسمرن بھیجا ہے۔ کسی گجراتی یُوَتی کی پریم کتھا ہے۔ میرا وِشواس آتم لگن میں نہیں ہے۔ وِواہ ایک کانٹراکٹ سہی، لیکن اب کنٹراکٹ پورا ہوگیا تو بنا وِشیش کارن کے اس کی اُپیکشا کو میں بے ایمانی سمجھتا ہوں۔ اس کا ہردے سے پالن ہونا چاہیے۔ مگر ان کا آگرہ ہے کہ کہانی اَوشیہ چھپے۔ اس لیے چھاپوں گا۔
شبھاکانکشی، پریم چند

'ہنس' میں بنگلہ، کنڑ، ملایالم، مراٹھی، گجراتی، اردو آدی کے لیکھ چھپ رہے ہیں۔ ہمارا ساہتیہ چھیتر کتنا وِسترت ہوا جارہا ہے۔

(629)

بنام دیانرائن نگم

بنارس، 17 ستمبر 1935

بھائی جان، تسلیم!

امید ہے آپ خوش ہوں گے۔ میرے اس مضمون نے تو خاصی چہل پہل پیدا

کردی۔

'ہنس' کا اکتوبر نمبر یعنی پہلا نمبر زیرِ طبع ہے۔ پہلی اکتوبر کو مکمل ہوجائے گا ایسا یقین کرتا ہوں۔ ہندستان کے مختلف حصوں سے مضامین آرہے ہیں اور امید ہے کہ کوشش سرسبز ہوگی۔ اردو میں ابھی ڈاکٹر ذاکر حسین، محی الدین زور اور محمد عاقل صاحب کے مضامین آئے ہیں جن میں صرف دو کی گنجائش نکل سکی۔ ڈاکٹر اقبال کی ایک نظم بھی آئی ہے۔ ڈاکٹر ٹیگور کا بھی ایک مضمون آیا ہے جو ہندی میں مترجم ہوکر نکل رہا ہے۔ مہاتما گاندھی کا مضمون بھی عنقریب آنے والا ہے۔ مضمون کیا ہوا، دعاگو پیغام ہوگا۔ حضرت جوش ملیح آبادی نے بھی یاد فرمایا ہے۔ میں نے سوچا ہے اس نئے ادبی تحریک کے متعلق اس کے لیے کچھ لکھ دوں۔ ہمیں تو اس تحریک کو مقبولِ عام بنانا ہے۔ آپ کی امداد کی ضرورت درپیش ہے۔ بس کل دو صفحات کا ایک اردو رسالوں کا تبصرہ چاہتا ہوں۔ بالکل ماڈرن ریویو کے ڈھنگ سے۔ میرے پاس 'زمانہ' کے علاوہ اور کوئی رسالہ بہ التزام نہیں آتا۔ تبادلہ کروں گا۔ نئے ہنس سے۔ ابھی تو کسی رسالے کی ضرورت نہ محسوس ہوتی تھی، اس لیے تبادلے کی ضرورت نہ سمجھتا تھا۔ جو آگیا اُسے پڑھ لیا، نہ آیا تو چنداں غم نہیں۔ مگر اب منگواکر پڑھنا پڑے گا۔ آپ ڈیڑھ دو صفحات کا ایک تبصرہ، خاص رسالوں کے خاص علمی مضامین کا، ضرور کردیں۔ ہندی میں کروں گا۔ بنگلہ، گجراتی، مراٹھی، کنڑی، تامل، تیلگو، ملایالم وغیرہ کا بمبئی میں انتظام ہوگیا ہے۔ آپ کے سوا اور کسے ستاؤں۔

مخلص، دھنپت رائے

(631)

بنام جینندر کمار

111 ایسپلینڈ روڈ، بمبئی، بنارس 27-9-1935

پریہ جینندر،

تمھارا کارڈ ملا۔ چنتا ہورہی تھی کیوں کوئی پتر نہیں آرہا ہے۔ ماتاجی بیمار ہیں۔ یہ تو بُری خبر ہے۔ اب تو تم وہاں پہنچ گئے۔ شیگھر لکھنا ان کی طبیعت کا کیا حال ہے۔

کلارک کا روگ تم نے بُرا پال لیا۔ دلی کے لیکھکوں کو ہی مشکل پڑ رہی ہے۔ کلارکو کے لیے کہاں سے پربندھ ہو۔ میری آمدنی تو ساچار پتر میں سے پرایہ بند ہوگئی۔ چھ مہینے میں کُل -/35 کا کام کیا۔ 'چاند' میں ایک کہانی لکھی۔ مگر روپے وہ بھی نہیں دے رہے ہیں۔ کہتے ہیں چاند کی مالی حالت خراب ہے۔ اور میں نے کہیں کچھ نہیں لکھا۔ 'ہنس' تو اپنا ہے۔ اور اپنے تو لیتے ہیں دیتے کبھی نہیں۔

روپے کے وِشے میں مَیں کیا لکھوں۔ تم نے کچھ ٹیڑھا سیدھا کام کیا بھی۔ میں تو پانچ مہینے میں ایک پیسہ بھی نہ کما سکا۔ بمبئ سے تھوڑے سے پیسے لایا تھا۔ وہ پانچ مہینے میں کھا گیا۔ اور کچھ قرض چکا دیا اور ایسا تھا ہی کیا۔ اب ایسی چنتا میں گُھل رہا ہوں کہ آگے کیا ہوگا۔ 'کرم بھومی' اور 'غبن' دونوں قریب قریب سماپت ہیں۔ مجھے کوڑی نہ ملی۔ انھیں دوبارہ چھپوانے کی چنتا البتہ ہو رہی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم یہاں آکر 'جاگرن' کو پاکشک روپ میں نکالو اور وہ واستو میں 'جاگرن' کے نام کو چَریتارتھ کرے۔ میرا خیال ہے 32 پرشٹھوں کا پاکشِک پتر جس کا دام دو آنے ہو اور تمھارے سَمپادَکتو میں نکلے۔ تو چھ مہینے میں اس کا کچھ نہ کچھ نکلنے لگے گا۔ میں نے جو تخمینہ کیا ہے اس کے حساب سے پرتی سنکھیا ایک سو روپیہ خرچ پڑے گا اور آمدنی کا انومان 130 روپے پرتی سنکھیا کا ہے۔ ایک ہزار چھپے گا۔ اگر چھ مہینے چلالے جائیں تو آشا ہے۔ اس سے -/60، -/70 ماہوار نکلنے لگے۔ جب پرچار بڑھے گا اور دو ہزار تک پہنچ جائے گا تب تو اور بھی مل سکتا ہے۔ مجھے کیول کاغذ اور پوسٹیج خرچ کرنا پڑے گا۔ اتنی آمدنی وِگیاپنوں سے ہوسکتی ہے۔

لیکن ابھی تو تم پریشان ہو۔ ماتاجی اچھی ہو جائیں تو اِس وِشے پر کچھ سوچنا پڑے گا۔ پتروں سے آمدنی کے بھروسے پر تو ایکادشی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ 'بھارت' کی دَشا اچھی نہیں ہے۔ 'چاند' کا حال کہہ ہی چکا۔ اب رہے 'وشال بھارت'، 'مادھوری' اور 'سرسوتی' ان سے 20 روپے مہینہ ملنا بھی مشکل ہے۔ 'ہنس' شاید پہلی تک تیار ہوجائے۔

بھوَدِیہ، دھنپت رائے

(632)

بنام اوشا دیوی

سرسوتی پریس، کاشی، 9 اکتوبر 1935

پریہ دیوی جی، بندے !

انیک دھنیہ واد۔

میری شُبھا اچّھائیں سویکار کیجیے۔

'ہنس' کا نیا انک مل گیا ہوگا، یا مل جائے گا۔ اس کے لیے وِجے دشمی کا اُپہار بھیجو۔

پتر پسند آیا ؟

شُبھاکانکچھی، پریم چند

(633)

بنام للت شنکر

'ہنس' کاریالیہ، بنارس، 14 اکتوبر 1935

پریہ للت شنکر جی،

آپ کا پتر ملا۔ دھنیہ واد۔ میں نے شری نہرو جی کا لیکھ پرتاپ میں دیکھا تھا پر اُن کا پتہ معلوم نہ ہونے کے کارن اُن کے پاس 'ہنس' نہ بھیج سکا تھا۔ آپ کے پتر سے پتہ معلوم ہوگیا اور 'ہنس' ان کے پاس بھیج دیا گیا۔ پمفلٹ آپ نے بھیج دیے تھے۔ میں نے بھی بھجوا دیے۔

'ہنس' میں مَیں نے وِشو بھارتی کی آلوچنا کردی ہے۔ آپ نے دیکھی ہوگی۔

شری چندولا جی کا اَنوواد واپس بھیج رہا ہوں۔ کئی دن دیر میں پہنچا نہیں اَوشیہ چھاپتا۔ انوواد مجھے بہت اچھا لگا۔ کالکاپرساد جی نے شابدِک انوواد کیا ہے، چندولا جی نے بھاوانوواد کیا ہے۔ میں نے دونوں انوواددوں کو ملایا۔ کہیں یہ اچھا معلوم ہوا، کہیں وہ۔

مجھے اس کے نہ چھاپ سکنے کا کھید ہے۔

آشا ہے، آپ پرسنّ ہیں۔

آپ یہاں تک آکر چلے گئے اور مجھ سے نہ ملے، اس کی آپ سے شکایت کرنے کا اُدھیکار آپ مجھے دینا سُویکار کریں تو اُوشیہ کروں گا۔ آگے اتنی غلطی نہ کیجیے گا۔ بنارس پُرانے ڈھنگ کا کیندر ہے۔ باہر سے پرکاش ملتا رہتا ہے تو معلوم ہوتا ہے ہم بھی زندہ ہیں۔

بھَوَدِیہ، پریم چند

(634)

بنام اُوشا دیوی

سرسوتی پریس، بنارس کینٹ

20 اکتوبر 1935

پریہ بہن،

پتر ملا۔ 'ہنس' تمھیں پسند آیا یہ جان کر پرسنّتا ہوئی۔ تمھاری کہانی کا انتظار کررہا ہوں۔ اُپنیاس بھی چھاپنے جارہا ہوں پر تھوڑا سا بھاشا سمبندھی کام تھا، اس کے لیے اوکاش نہیں مل رہا۔ اکیلا ہی تو یہ سب کررہا ہوں۔

بنگالی لیکھکوں نے ابھی تک کرپا نہیں کی۔ میرا کسی سے پرِچے بھی نہیں ہے۔ چاہتا ہوں کوئی سجّن بنگلہ ساہتیہ پر کچھ لکھیں — اس کے ساہتیہ کا اتیہاس، ساہتیہ کے وِبھِنّ اَنگوں کی آلوچنا، سلیکھکوں کے چرِتر، مگر کوئی ایسا وِیکتی نظر نہیں آتا۔ تمھاری پرِچتوں میں اگر کوئی ساہتیہ پریمی سجّن ہوں تو پریرنا کرو اور اگر تم خود لکھ سکو تو کیا کہنا۔ سوچتا ہوں ایک بار بنگال پرِچے پراپت کروں۔

بھَوَدِیہ، پریم چند

(635)

بنام جناردن پرساد جھا

بھارتی ساہتیہ کا مکھیہ پتر 'ہنس'
سمپادک : پریم چند، کنہیا لال منشی
پرکاشک : دی ہنس لمیٹڈ
سرسوتی پریس، بنارس کینٹ
1937/27-11-1935

پریہ جناردن،

تمھارا پتر بہت دنوں کے بعد ملا۔ معلوم ہوا تم مجھے بالکل نہیں بھولے۔ کیا کرتا، پریمی نہ ملے تو اس کی اسرتی سے ہی من کو سمجھانا پڑتا ہے۔

ہاں، اَوشیہ وہ مالا شروع کرو۔ ایسا ہو کہ ہندی کا گورَو بڑھے۔ اب کی (دسمبر میں) دو جیون چرتر جا رہے ہیں۔ ہمارا اسٹینڈرڈ ان سے اونچا رہنا چاہیے۔

تمھیں یہ جان کر خوشی ہوگی کہ ہماری آیوجنا کا آدر ہو رہا ہے۔ اور تمھیں اس کی سہایتا کرنے کا اَوسر بھی ہے۔ ہم نے تیس چار متروں کے لیے پُرسکار کی بھی انومَتی لے لی ہے، جن میں ایک تم ہو۔

مجھے تو وِدرُوتا بھرا لیکھ لکھنا ہی نہیں آتا۔

سپریم، دھنپت رائے

(636)

بنام بنارسی داس چتروید ی

یکم دسمبر 1935

محترم بنارسی داس جی

آپ کا کارڈ ملا۔ جس کے لیے شکریہ قبول کیجیے۔ کاش مَیں بھی Noguchi کے

لیکچروں میں شرکت کرسکتا۔ لیکن مجبوری ہے کہ گھر چھوڑ کر کس طرح چلا آؤں۔ میرے بچے الہٰ آباد میں ہیں۔ اگر میں چلا تو میری بیوی بالکل اکیلی اور بے بس ہوکر رہ جائے گی۔ اگر انھیں ساتھ لاؤں تو اخراجات کافی ہوجائیں گے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ گھر میں پڑا رہوں۔ گھر ہی کے بارے میں سوچوں اور پیسہ کی کمی کا سامنا کروں۔

خود کو جوان رکھنا اپنے مزاج پر منحصر ہے۔ ایسے بھی نوجوان ہیں جو عمر میں مجھ سے بڑے ہیں اور ایسے بڈھے ہیں جو عمر میں مجھ سے چھوٹے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں روز بروز جوان ہوتا جارہا ہوں۔ میں دوسری دنیا پہ ایمان نہیں رکھتا۔ اس لیے عقبیٰ کی فکر سے محفوظ ہوں جو کہ واقعتاً جوانی کی سب سے بری قاتل ہے۔ بے شک جوانی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک صحت مند جوانی اور دوسری پاگل جوانی۔ صحت مند جوانی وہ ہے جو زندگی کو ترقی پسندی اور رجائیت کے زاویوں سے دیکھے اور ساتھ ہی لغزشوں سے بچتی رہے۔ پاگل جوانی میں جلد بازی ہوتی ہے۔ اپنی صلاحیتوں کے بارے میں اس کی رائے بڑی مبالغہ آمیز ہوتی ہے اور بڑے اونچے اونچے خواب دیکھتی ہے۔ میں نے ابھی خواب دیکھنے کی عادت نہیں چھوڑی ہے اور کسی حد تک عجلت پسند بھی واقع ہوا ہوں۔ البتہ اپنی صلاحیتوں کے متعلق مبالغہ آمیز خیالات ضرور ختم ہوگئے ہیں۔ اس طرح پاگل جوانی کے بہتر عناصر باقی ہیں۔

مجھے اب احساس ہوگیا ہے کہ ایک مطمئن گھرانہ بہت بڑی نعمت ہے جہاں خوشیوں اور مسرتوں کا انبار لگا رہتا ہے۔ جھوٹی اور حقیقی عظمت کے درمیان تمیز کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ میں کسی ایسے عظیم شخص کا تصور ہی نہیں کرسکتا جو موتی رولتا ہو۔ جب میں کسی ایسے شخص کو دیکھتا ہوں تو اس کے آرٹ اور علم و دانش کی میری نظر میں وقعت باقی نہیں رہتی۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ اُس نے خود کو موجودہ سماجی نظام کے سامنے سرنگوں کردیا ہے جس میں دولت مند طبقہ قلم کی طاقت کو اپنی مقصد برآری کے لیے استعمال کرتا ہے۔ بہرحال میں کسی بھی دولت مند شخص کی عظمت سے متاثر نہیں ہوسکتا۔ بالکل ممکن ہے میرا یہ نقطۂ نظر میری ناکام زندگی کی وجہ سے ہو۔ ہوسکتا ہے کہ اگر میرے پاس دولت ہوتی تو میں بھی دوسروں جیسا بن

جاتا اور دولت کی دل کشی کا مقابلہ نہ کرپاتا۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ فطرت اور قسمت نے میری مدد کی اور میں غریب ہی رہا۔ مجھے اس سے روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے۔

آپ مغل سرائے سے کئی بار گزرے لیکن ایک آدھ دن کے لیے بھی رُکنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ اِس کے باوجود آپ چاہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کی ناراضگی مول لے کر وہاں چلا آؤں۔ گھر کا سکون میرے فلسفۂ زندگی میں سب سے مقدم ہے۔
(اصل خط انگریزی میں ہے)

آپ کا، پریم چند

(637)

بنام جینندر کمار

111 ایسپلینیڈ روڈ، بمبئی، 'ہنس' کاریالیہ، بنارس

9-12-1935

پریہ جینندر،

کل تمھارا پتر ملا۔ مجھے یہ شنکا پہلے ہی تھی۔ اس مرض میں شاید ہی کوئی بچتا ہے۔ پہلے ایسی اِچھا تھی کہ دہلی آؤں۔ لیکن میرے داماد تین دن سے آئے ہوئے ہیں اور شاید بیٹی جارہی ہے۔ پھر یہ بھی سوچا کہ تمھیں سمجھانے کی تو کوئی بات ہے نہیں۔ یہ تو ایک دن ہونا ہی تھا۔ ہاں جب یہ سوچتا ہوں کہ وہ تمھارے لیے کیا تھی۔ اور تم نے ان کے کال میں آج بھی لڑکے بنے پھرتے تھے۔ تب جی چاہتا ہے تمھارے گلے مل کر روؤں۔ ان کا وہ سنہیہ وہ تمھارے لیے جو کچھ تھیں۔ وہ تو تھی ہیں مگر ان کے لیے تو تم پران تھے، آنکھ تھے، سب کچھ تھے۔ وِرلے ہی بھاگوانوں کو ایسی ماتا ملتی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں تم دکھی ہو۔ اور چاہتا ہوں یہ دکھ آدھا بانٹ لوں۔ اگر تم دو۔ مگر دو گے نہیں۔ اسے تو تم سارے کا سارا اپنے سب سے نِکٹ استھان میں سَورکشِت رکھو گے۔

کام سے چھٹی پاتے ہی، اگر کام آسکو تو ضرور آؤ۔ ملے بہت دن ہوگئے۔ من تو میرا بھی آنے کو چاہتا ہے۔ لیکن میں آیا تو تیسرے دن رسّی تڑا کر بھاگوں گا۔ تم مگر اب تم بھی میرے جیسے ہو بھائی۔ اب وہ بے فکری کے مزے کہاں!

اور سچ پوچھو تو میری اِیرشا نے تمھیں اناتھ کردیا۔ کیوں نہ اِیرشا کرتا۔ میں سات وَرش کا تھا جب ماتاجی چلی گئیں۔ تم 27 کے ہوکر ماتا والے بنے رہے۔ پر مجھ سے کب دیکھا جاتا۔ اب جیسے ہم ویسے تم۔ بلکہ میں تم سے اچھا۔ مجھے ماتا کی صورت بھی یاد نہیں آتی۔ تمھاری ماتا تمھارے سامنے ہے۔ اور بولتی ملتی نہیں۔

مہاتما جی تو وہاں ہوں گے۔ اور تو سب ٹھیک ہے۔ چترویدی جی نے کلکتے بلایا تھا کہ آکر نوگوچی جاپانی کوی کا بھاشن سُن جاؤ۔ یہاں نوگوچی ہندو یونیورسٹی آئے۔ ان کا ویاکھیان بھی ہوگیا۔ مگر میں نہ جاسکا۔ عقل کی باتیں سنتے اور پڑھتے عمر بیت گئی۔ ایشور پر وِشواس نہیں آتا۔ کیسے شردھا ہوتی ہے۔ تم آستکتا کی اور جارہے ہو۔ جا نہیں رہے، پکے بھگت بن رہے ہو۔ میں سندیہہ سے پکا ناستک ہوتا جارہا ہوں۔

بے چاری بھگوتی اکیلی ہوگئی۔ سونیتا جانے کہاں راستے میں رہ گئی۔ یہاں کہیں بازار میں بھی نہیں۔ چترپٹ کے پرانے انک اٹھاکر پڑھنے پر مشکل سے تین ادھیائے ملے۔ تم نے بڑا زبردست Ideal رکھ دیا۔ مہاتما جی کے ایک سال میں سوراجیہ پانے والے اندولن کی طرح۔ مگر تلوار پر پاؤں رکھنا ہے۔

تمھارا، دھنپت رائے

(638)

بنام جینندر کمار

'ہنس' کاریالیہ، بنارس، 24-12-1935

پریہ جینندر،

'سونیتا' پڑھ گیا۔ آدھی دور تک تو کچھ رس نہ آیا۔ لیکن پچھلا آدھا سندر ہے۔ نارتیو کا جو آدرش تم نے رکھا ہے۔ وہ سچا آدرش ہے۔ ناری کیول گرہنی کیوں ہو۔

گرہنی سے الگ بھی اس کا جیون ہے۔ اگر اس میں گرہنی تُو سے آگے بڑھنے کی سامرتھ ہے تو وہ کیوں نہ آگے بڑھے۔ 'سونیتا' کے من میں اس نئے چھیتر میں آنے سے جو سنگھرش ہوا ہے وہ اُس کے رَکت میں سَنے ہوئے گرہنی جیون کے انوکول ہے۔ مگر تمھارا ہری پرسنّ انت میں جاکر مجھے کچھ .... (خط میں یہ الفاظ مٹ گئے ہیں) ہوتا جان پڑتا ہے۔ شاید مجھے بھرم ہو۔ لیکن شری کانت سے چھپ کر وہ کرت کیوں کیا گیا؟ اس میں مجھے تنِک دُربلتا کا بھے ہوتا ہے۔ شری کانت کی پوری انومتی سے یہ کام کیا جاسکتا تھا۔ شری کانت جیسا اُدار چِیتا، منشیہ سونیتا کے اس نئے مارگ میں بادھک نہ ہوتا۔ اور ہوتا تو سونیتا کو اپنے نشّے پر دِرڑھ رہنا اور اس کے نتیجے برداشت کرلینا چاہیے تھا۔ ہری پرسنّ نے سونیتا کو Seduce کیا۔ کچھ ایسا بھاسِت ہوتا ہے۔ سونیتا دھوجادھارنی بنے۔ اس میں کوئی ہرج نہیں۔ نہیں وہ گورَو کی بات ہے۔ اس کے لیے بھی اور دیش کے لیے بھی۔ لیکن ہری پرسنِ کے من میں یہ کُتسِت بھاونا کیوں؟ دھوجادھارنی کے پد سے گرا کر اُسے وِبھچارنی کے پد پر کیوں لانا چاہتا ہے؟ اگر سونیتا وِواہت نہ ہوتی اگر یہ پریم ستیہ کے ساتھ نبھاتا تو کوئی بات نہ تھی۔ لیکن جب شری کانت اور سونیتا میں ایک معاہدہ ہوچکا ہے اور وہ معاہدہ اسے سویکار ہے تو پھر یہ وِوہار کیوں؟ اگر سونیتا ہری پرسنِ کو جی سے چاہتی ہے تو اسے اپنے پتی سے سویم کہہ دینا چاہیے تھا۔ یہ دھوکا اور فریب کیوں؟ مگر سونینؔ کہیں بھی ہری پرسنّ کو چاہتی نہیں دکھائی دیتی۔ وِدرَوھ یا اَسنتوش کی وہاں گندھ بھی نہیں۔ پھر وہ کیوں ہری پرسنّ کے سامنے اس طرح نت ہوجاتی ہے۔ کیا ہری پرسنّ کا Personal magnetism اس پر اثر کرتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ بھی ہری پرسنّ کی نچتا اور لاپرواہی ہے۔ متر کے ساتھ دغا ہے۔ اس متر کے ساتھ جو اپنے بھائی سے بھی پریہ رکھتا ہو۔ کرانتی کاری نیتی میں وِواہ ہیچ وستو ہوسکتی ہے۔ مگر اس ساماجِک بندھن کا مہتو کیوں بھول جائیں۔ استری پتنی ہوتے ہوئے بھی ابھی نیتری بن سکتی ہے اور اگر پتی دُرآچار کرے تو اسے لے کر مار سکتی ہے۔ لیکن اس طرح ایک یووَک کے پنجے میں پھنس جانا نہ اس کرانتی کاری یووَک کو شوبھا دیتا ہے، نہ ناری کو۔

اگر میرے سمجھنے میں غلطی ہو تو سدھار دینا۔

میرے کرم بھومی کا اردو ایڈیشن جامعہ ملیہ نے نکالا ہے۔ ہو سکے تو کاشی نمبر 'ہنس' کے لیے کچھ لکھنا۔

تمھارا، دھنپت رائے

(639)

بنام سدگرو شرن

'ہنس' کاریالیہ، بنارس کینٹ، 15 دسمبر 1935

پریہ سدگرو شرن جی،

آشا ہے، آپ پرسن ہیں۔ ان پُستکوں کی آلوچنا آپ نے ابھی تک بھیجنے کی کرپا نہیں کی۔ مصر جی کا تقاضہ ہے اور کابیانگ کومودی کی آلوچنا بھی اس جنوری کے انک میں جانی چاہیے۔ یہ تو آپ کو میونسپل چناؤ سے فرصت مل گئی ہوگی۔

آپ کا آلوچنا سمبندھی لیکھ جنوری انک میں جارہا ہے۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(640)

بنام بی. سی. رائے

'ہنس' کاریالیہ، بنارس، 17 دسمبر 1935

پریہ مہودیہ،

کرپاپتر کے لیے دھنیہ واد۔ مجھے بڑا کھید ہے کہ 'ہنس' کی اکتوبر سنکھیا بالکل سماپت ہوگئی ہے۔ ہم نے بہت سی پرتیاں نمونے کے طور پر بھیجی۔ اب ہمیں وہ انک گراہکوں کو بھیجنے میں، جو ہمیشہ پہلے انک سے شروع کرنا چاہتے ہیں، دقّت ہورہی ہے۔ ہماری اکیلی امید اب یہ ہے کہ وھیلر اینڈ کمپنی کافی پرتیاں بنا بکری لوٹا دیں۔ جیسے ہی یہ پرتیاں ملیں گی، میں ایک آپ کے پاس اُوشیہ بھیجوں گا۔

ان دنوں میں اپنے اُپنیاس میں ویست ہوا ، جسے میں نے تین سال ہوئے شروع کیا تھا، مگر دوسری مصروفیتوں کی وجہ سے ختم نہیں کرسکا۔ اس کے ختم ہو جانے پر مجھے امید ہے کہ دو مہینے میں کم سے کم ایک کہانی لکھ سکوں گا۔ میں ہندی کا اکیلا کہانی لیکھک نہیں ہوں۔ کم سے کم آدھے درجن لوگ اور ہیں جو مجھ سے اچھا لکھتے ہیں اور میرا کوئی اجارہ نہیں ہے۔ آپ کو میری جو بھی کہانی سب سے اچھی لگی، اس کا بنگلہ میں انوواد کرلیں۔ 'ہنس' کے لیے میں آپ سے بنگلہ ساہتیہ پر لکھنے کے لیے پرارتھنا کروں گا، یا تو ساہتیک اسکیچ یا آلوچناتمک لیکھ۔ بڑے دُکھ کی بات ہے کہ بنگالی ساہتیہ کار میرے پریچت نہیں ہیں اور میں خود ان تک نہیں پہنچ سکتا۔ سادھارن پرپتروں کا کوئی جواب نہیں آیا۔ ہمیں امید ہے کہ 'ہنس' دھیرے دھیرے سچ مُچ ویسا ہو جائے گا جیسا کہ ان کے سامنے آدرش ہے، بھارتیہ ساہتیہ کا ایک پرتینِدھی پتر۔

شُبھ کامناؤں کے ساتھ،

آپ کا، پریم چند

(641)

بنام للت شنکر

سرسوتی پریس، بنارس، 23 دسمبر 1935

پریہ للت شنکر جی،

آپ کا پتر ملا۔ شری گوپال ریڈی کا لیکھ اَوشیہ بھیج دیجیے گا۔ یا بہتر ہو میرے پاس نہ بھیج کر بمبئی کے پتے پر بھیجیے۔ اَرتھات 111 اسپلینڈ روڈ، فورٹ، بمبئی۔ کیونکہ دکچھن بھاشاؤں کے لیکھ بمبئی سے ایڈٹ ہوکر یہاں آتے ہیں۔

'وشو بھارتی' تو یہاں نہیں آئی اس لیے آلوچنا کیسے دیکھتا۔

شری جواہرلال نہرو جب یہاں آجائیں تے تب لیکھک سنگھ والے انھیں لانے کی چیشٹا کریں گے۔

بھودیہ، پریم چند

(642)

بنام پری رنجن سین

غالباً 1935

....

بنگلہ ساہتیہ اب کیول پرانتیہ نہیں رہ گیا ہے۔ وہ بہت دنوں پہلے ہی پرانتیتا والی اَوَستھا پار کر چکا ہے، پرنتو پھر بھی اس کے آدھونک وِکاس سے ہم لوگ بھلی بھانتی پریچت نہیں ہیں۔ ہندی ساہتیہ جیوں جیوں اُنّت ہوتا جاتا ہے، تیوں تیوں اُسے تھوڑا بہت اپنے مہتو کا پریچیہ ہوتا جاتا ہے اور اب پہلے کی طرح بنگلہ پُستکوں کے اُتنے اَدِھک ہندی اَنوواد نہیں ہوتے۔ بنکم، رمیس، ڈی.ایل.رائے، شرت اور گرودیو سمست بھارت کے ہیں، اور ان میں سے کچھ تو سارے سنسار میں پرسِدھ ہو چکے ہیں، لیکن ہم لوگوں میں ایک دوسرے کے ساتھ جو دلچسپی ہے، وہ کم نہیں ہونی چاہیے۔ بڑے بڑے لیکھک کسی ایک ہی پرانت یا دیش کے نہیں ہوتے۔ جب ہم لوگ ایک راشٹر کے روپ میں ہیں، تب ہمیں بنکم کا بھی اتنا ہی اَدِھک ابھیمان ہونا چاہیے، جتنا اقبال یا جوشی کا۔

پریم چند

(643)

بنام پرواسی لال ورما

15-12-1935

پریہ ورما جی،

آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اتنے دنوں تک آپ میرے ساتھ رہے، میں نے آپ کے کارن بدنامی سہی، ہانی اٹھائی، لیکن آپ پر وشواس کیا۔ اُس کا مجھے یہ پُرسکار مل رہا ہے۔ میں اب بھی نہیں چاہتا کہ شہر میں آپ کی بدنامی ہو، میں سارا معاملہ دبا رکھوں گا، لیکن آپ میرے ایک ہزار روپے ادا کر دیں، انیتھا مجھے وِوَش ہو کر

آپ کے ساتھ سمبندھ توڑنا پڑے گا اور اس کے ساتھ ہی آپ کو اور بھی ہانی اٹھانی پڑے گی۔ میں نہیں چاہتا، آپ کا ایمان ہو اور آپ اپنے ماتحتوں کی نظر میں گریں۔ لیکن جب میں نے پریس سے کبھی ایک پیسہ نہیں پایا تو میں یہ سہن نہیں کرسکتا کہ میرے ایک ہزار روپے مجھے بیوقوف بنا کر لے لیے جائیں۔ آپ کے روپے ہیں۔ یہ روپے آپ نے جمع کرر کھے ہیں۔ میں آپ کو کل تک کا سمے دیتا ہوں۔ سوچ لیجیے اور مجھے بے مروّتی کرنے کے لیے مجبور نہ کیجیے۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(644)

بنام پرواسی لال ورما

16-12-1935

پریہ ورما جی،

آپ کا پتر پڑھا۔ میں یہ سب کہتا ہوں کہ آپ نے کوشش اور دلچسپی سے کام نہیں کیا، لیکن جہاں تک نفع کا سوال ہے، وہاں تک تو آپ کی کوشش میرے کام نہ آئی۔ آپ کی کوشش نے کچھ نہ کچھ تو آپ کو دیا۔ میں نے پریس یا پرکاشن سے کیا پایا؟ جب پریس میں ویتن نہ ملنے پر ہڑتال ہو، جب ویتن نہ دینے پر دعوے ہوں اور ڈگریاں ہوں، جب مکان یا کاغذ کا دام نہ دینے پر نالش اور ڈگری ہو اور مجھے خرچ کے ساتھ بھرنا پڑے اور آپ کے ہاتھ میں روپے ہوں، تو میں کس دھیریہ سے شانت ہوجاؤں؟ پریس کی آمدنی وہی لکھی گئی ہے جو ہوئی۔ زیادہ نہیں لکھی جاسکتی۔ خرچ بھی آپ روز کا روز دیکھ لیتے ہیں۔ پھر یہ رقم کیوں دبی؟ جب میں نے بمبئی سے کاغذ کے لیے روپے بھیجے تب بھی آپ کے پاس 500 روپے سے اَدھک تھے۔ مئی، 33 میں آپ کے پاس 12 روپے تھے۔ مئی 34 میں آپ کے روکڑ میں 700 روپے سے اَدھک تھے۔ سال بھر میں اتنے روپے کیا خرچ میں کمی درج ہونے کے کارن ہوئے؟ ایک مہینے میں یہ بھول ہوسکتی تھی، مگر لگاتار تو ایسی غلطی نہیں ہوسکتی۔ میں اس بھرم میں پڑا ہواہوں کہ پریس میں ایک پیسہ بھی نہیں ہے۔ اپنی کتاب دوسروں کو بیچ کر پریس

کے لیے روپے لاتا ہوں اور پریس کے پاس روپے بچت میں پڑے ہوئے ہیں تو کیسے مجھے بُرا نہ لگے؟ میں نے کیوں پریمی جی کو 'مان سروور' میں ساجھی دار بنایا؟ اسی لیے کہ میں جانتا تھا کہ پریس میں روپے نہیں ہیں۔ اور آپ کے پاس روپے تھے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ آپ کی بے احتیاطی ہو سکتی تھی؛ مگر بے احتیاطی مان لوں تو آمدنی کے درج کرنے میں بھی بے احتیاطی ماننی پڑے گی اور میں اُس بھرم کو اور بڑھانا نہیں چاہتا۔ میں تو اتنا ہی جانتا ہوں کہ بیاپار میں حساب پائی پائی کا صاف رہنا چاہیے۔ آپ کی ایمانداری کس کام کی جب اس کا یہ نتیجہ ہو؟ آخر ایمانداری نہ ہوتی تو اس کے سوا کیا ہوتا؟ کتنے دُکھ کی بات ہے کہ میں بھائی صاحب کی وِدھوا استری کو 10 روپے ماہوار بھی نہ دے سکا جس کے 2000 روپے پریس میں لگے۔ اور پریس میں ایک ہزار روپے بٹے کھاتے میں چلے جائیں۔ سوچیے' مجھے دُکھ ہوتا ہے تو کیا آشچریہ کی بات ہے۔ اگر پریس سے میں نے آپ کے پُروشارتھ سے دس پانچ ہزار پایا ہوتا تو سمجھتا، ایک ہزار یوں ہی سہی۔ مگر پریس سے پانے کا کیا ذکر، میں نے 34 اور 35 میں پریس کو 600 روپے اپنے پاس سے دیے۔ ایسی دَشا میں پریس کی ایک پائی رقم بھی کہیں دب جائے تو میری درشٹی میں یہ اُلجھن ہے۔ اسی سال میں نے بابو رگھوپتی سہائے کے حصے کے 244 روپے دیے جو میرے چیک بُک میں درج ہے اور آج بھی ان کا خط اپنے باقی 160 روپیوں کے لیے کل آیا ہے جسے آپ دیکھ سکتے ہیں۔ ایسی دَشا میں پریس کی ایک ایک پائی کا حساب مجھے ملنا چاہیے، اور اس کے نہ ملنے پر مجھے دُکھ بھی ہوتا ہے اور سندیہہ بھی ہوتا ہے۔

آپ ساجھے کی بات کہتے ہیں۔ ساجھے کی بیوستھا یہی تھی کہ پریس کا 50 روپے سود نکال کر پرکاشن اور پریس میں آدھا آدھا ہم آپ لے لیں گے۔ وہ بات کہاں رہی؟ مجھے 4200 روپے تو 11 روپے سیکڑے سود کے حساب سے سود ہی کے ملنے چاہئیں۔ اتنا سود ملے تو اوپر سے 4000 روپے اور ملنے چاہئیں جو آپ کو 7 سال میں ملے۔

پرکاشن میں مجھے 3000 روپے تو 'غبن' اور 'کرم بھومی' پر ہی ملنا چاہیے۔ ان کی تھوڑی پرتیاں اسٹاک میں رہ گئی ہیں۔ 'پرتیگیا' کا ایک ایڈیشن بِک گیا۔ اس پر بھی 400

روپے ہوئے۔ 'پریم دوادشی' 6 ایڈیشن ہوئی اس پر بھی 1000 روپے سے کم رائلٹی نہیں ہوئی۔ 'گلپ سُچیہ'، 'پریم تیرتھ'، 'پانچ پھول'، 'پریرنا'، 'گلپ رتن' آدی پر بھی مجھے کم سے کم 1500 روپے اور ملنے چاہئیں۔ اس طرح میری رائلٹی کے 6000 روپے ہوتے ہیں۔ مجھے 1400 روپے مل جائیں تو پرکاشن میں میں آدھا نفع دینے کو تیار ہوں، لیکن جب آپ جانتے ہیں مجھے پرکاشن سے ابھی تک 1000 روپے سے زیادہ نہیں ملا اور اتنا میں پریس کو اپنی جیب سے رِن کے روپ میں دے چکا ہوں تو آپ کیسے ساجھے کی بات کہہ سکتے ہیں؟ وہ تو ختم ہوگئی اور پھر تبھی اُٹھ سکتی ہے جب میرے گھاٹے پورے کرنے کا کوئی ذمہ دار ہو۔ اسٹاک میں کل 14000 یا 15 ہزار کی پُستکیں ہوں گی، جس کا اس سَمے اگر مجھے 5 ہزار بھی مل جائے تو میں دینے کو تیار ہوں۔ اسی اسٹاک میں میرے پریس کا سود، پریس کا نفع اور رائلٹی سب ملے ہوئے ہیں ارتھات اپنے 14000 روپے میں مجھے 14000 کا اسٹاک ملتا ہے جس کا موجودہ قیمت 5000 سے زیادہ نہیں۔ تب بھی مجھے 9000 کا گھاٹا ہے۔ اس لیے آپ زیادہ سے زیادہ 'وِرکچھ وگیان' کی رائلٹی کا مطالبہ کرسکتے ہیں۔ اس میں آپ کچھ لے چکے ہیں۔ جو ابھی بچے، اُسے آپ اپنے نام خرچ میں ڈلوا لیجیے۔ کچھ تو آپ کا بھار کم ہو۔

آپ کہتے ہیں آپ کے پاس کیول 100 ہے۔ 100 اُس دن میں نے لیے تھے۔ 1191 میں 200 نکال کر 991 رہ جاتے ہیں۔ اس میں سے آپ 'ورکچھ وگیان' کی رائلٹی، جتنی پرتیاں بک چکی ہوں، اس پر لے لیجیے۔ شیش آپ 20 روپے ماہوار کے حساب سے اپنے ویتن سے کٹواتے جایئے۔ جس دن مجھے پریس سے 50 روپے سود ماہوار اور پُستکوں کی بِکری کے پورے روپے ملنے لگیں گے، میں آپ کو ترقی دے دوں گا؛ لیکن جب کاروبار میں گھاٹا ہو تو ترقی کا سوال نہیں رہتا۔ اور آج سے روزانہ شام کو آپ منیم کے ہاتھ روز کی آمدنی میرے پاس بھیج دیا کریں جس میں بھَوِشیہ میں ایسی سمبھاونا نہ رہے۔ نفع یا پرکاشن میں آپ کا ساجھا ٹوٹ گیا، کیونکہ اس کی شرطیں پوری نہیں ہوئی، اور آپ کے اوپر میں وہ بھار نہ رکھوں گا۔ آپ کا یہ کہنا کہ پرکاشن میں لابھ ہوا ہے، ٹھیک نہیں ہے۔ پرکاشن میں لابھ یہی ہوا ہے کہ میرے 14000

نقد روپے کے بدلے 14000 کے چھپے ہوئے فارم پڑے ہوئے ہیں جن میں سے آدھے کوڑیوں کے مول بھی نہ بکیں گے۔ ان پرستھتیوں میں میں اس سے اچھا اور سمان پورن سمجھوتہ نہیں کرسکتا۔

بھودیہ، دھنپت رائے

ہاں،

1. جرمانہ کا طریقہ بند کیجیے۔ (1 یا 2) ماہوار جرمانے کی رقم سے پریس دھنی نہیں ہوتا۔ آدمیوں کو سمجھا دیجیے یا میرے پاس بھیج دیجیے۔

2. جس تاریخ کو ویتن کا ایڈوانس دینا ہو، اس کے ایک دن پہلے حساب بنا کر مجھے دے دیجیے۔ میں بینک سے روپے منگواکر بانٹ دیا کروں گا۔

3. پھٹکل خرچ کے لیے آپ منیم کے پاس 10 رکھ دیجیے۔ جب وے خرچ ہوجائیں تو مجھے دکھاکر اور لے لیں۔

دھنپت رائے

(645)

بنام پرواسی لال ورما

(غالباً دسمبر 1935)

بندھووَر،

حساب کتاب سب کچھ آپ دیکھ لیجیے۔ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ پریس سے آج تک مجھے کچھ نہیں ملا۔ اب میں حساب دیکھ کر کیا کروں؟ مجھے پریس سے اب تک بڑی رقم مل جانی چاہیے تھی، ملا کچھ نہیں۔ پریس سے کچھ مل تو سکتا نہیں۔ کاغذ کو دیکھ کر کیا ہوگا؟ میں نے پریس سے جو لیا ہے وہ مجھے زبان پر ہے۔ کاغذ کچھ پڑا ہوا ہے، اس کا کوئی بھروسہ نہیں۔ پانچ چھ سال میں شاید کچھ ملے۔

آپ نے پریشرم کیا، میں نے بھی کیا؛ مگر پریس اس یوگیہ ہے کہ 60 روپے پرتی ماس دے سکے؟ پریس آپ کے کتھنانوسار اب 8 ہزار کا ہے کیونکہ آپ نے 3

ہزار روپے لگایا ہے کماکر، ارتھات جو سود تھا، وہ اس میں لگ گیا۔ ٹھیک، تو مجھے اس پر آٹھ آنے کا بیاج ملے گا۔ 40 روپے یوں ہوئے۔ 60 روپے آپ کو اور 60 روپے مجھے۔ 120 روپے یوں ہوئے۔ پریس سے اگر آپ پرتیماس 160 روپے نکال سکیں تو نکالیے، مجھے کوئی آپتی نہیں۔ میں خوش ہوں گا اگر آپ 160 روپے ماسِک نکالتے رہیں گے۔ بہت خوش اور آپ کا احسان مانوں گا۔ پریس میں مزدوری دینے کے بعد جو کچھ بچے، اس پر 160 روپے نکل جائے تو کیا کہنا! بُک ڈپو سے آپ کا کوئی سمبندھ نہیں۔ آپ کی جو پُستک چھپے، اس پر آپ رائلٹی کے حقدار ہیں۔ اگر کسی مہینے میں مزدوری آدی دینے کے بعد 50 روپے بچے، تو اُسی پر ہمیں اور آپ کو سنتشٹھ ہونا پڑے گا۔

اُس کے ساتھ ہی جرمانہ وغیرہ سے مجھے چڑھ ہے۔ ہم سب مزدور ہیں اور سب کے ساتھ پریم سے کام لینا چاہیے۔ مجھے تو بھے ہے کہ آپ پریس کو اس سپھلتا پر پہنچا سکیں گے۔ جب ابھی تک کیول آپ نے کسی طرح اپنا گزر کیا ہو تو اب کہاں سے آئے گا؟ لیکن میں یہ کب چاہتا ہوں کہ آپ رہیں یا نہیں؟ اب تک میں نے پریس سے کچھ نہیں لیا۔ اب اُسی پر میری گزربسر بھی ہے۔ سود کے بعد آدھا آدھا۔ بُک ڈپو سے مطلب نہیں۔ ویتن کا کوئی پرشن نہیں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(646)

بنام پرواسی لال ورما

18-12-1935

پریہ ورما جی،

(1) 'ہنس' کے لیے مجھے کوئی حصہ نہیں ملا۔ مہاتما جی نے سویکار نہیں کیا۔ مجھے بغیر معاوضے کے 'ہنس' دینا پڑا۔ آپ شری منشی سے پوچھ سکتے ہیں۔

(2) پریس پر ہماری لاگت 10 ہزار پڑی۔ آپ کے ہاتھ میں جس وقت وہ آیا، 6 ہزار اس کا مولیہ آنکا گیا تھا۔ میں نے 10 ہزار پر آٹھ آنا کا بیاج لگایا ہے، اس لیے کہ

مولیہ واستو میں زیادہ تھا۔ 6 ہزار پر تو بارہ آنا کا بیاج لگانا پڑے گا۔ آٹھ آنا پر کوئی بیاپاری روپے نہیں لگاتا۔ بارہ آنا بھی کم سے کم بیاج ہے۔ اس حساب سے 7 ورش کا بیاج لگ بھگ 4 ہزار ہوتا ہے۔ گھسائی 5% کے حساب سے 3000 ہوتی ہے۔ پریس میں جو چیزیں بڑھی ہیں، 3 ہزار سے زیادہ کے ہیں میں نہیں کہہ سکتا، مگر کسی طرح ایک ہزار سے زیادہ کا نہیں ہے۔ نفع بھی 4 ہزار ہوتا ہی ہے۔ اس طرح پریس سے مجھے 8000 ملنے چاہیے تھا۔ اس کے بدلے مجھے کیا ملا؟ اگر یہ 8 ہزار پرکاشن میں سمجھ لوں تو 'ہنس' اور 'جاگرن' دونوں گئے، اب کیول 12 ہزار کا اَدِھک سے اَدِھک اسٹاک ہے جس کی بائنڈنگ میں سینکڑوں خرچ کرنے پر بھی وہ روپے کے روپ میں کب آئے گا، کون جانے۔ پریس سے —

1700	غبن بکا	5100 روپے
1700	کرم بھومی بکا	5100 روپے
1100	پرتیگیا بکی	1650 روپے
5000	پریم دوادشی	3750 روپے
1200	گلپ سمچیہ	3000 روپے
2000	پریم تیرتھ	3000 روپے
2000	گلپ رَتن	2000 روپے

اَنیہ پُستکیں بھی 500 روے سے کم کی نہ بکی ہوں گی۔ اس طرح کل بکری 24000 روپے کی ہوئی جس میں سے 1/4 کمیشن کاٹ دیجیے، تب بھی 18 ہزار روپے ہوتے ہیں۔ 18 ہزار روپے نہ رکھ کر آپ 16 ہزار روپے بھی رکھ لیں تو مجھے 4 ہزار روپے رائلٹی دے کر بھی پریس کے پاس 12 ہزار روپے کا نفع ہونا چاہیے۔ مگر ہمارے پاس 12 ہزار روپے کا اسٹاک ہے جو 6-5 سال میں شاید پانچ چھ ہزار روپے دے سکے۔ ابھی تو ردّی ہے۔ اسے آپ نفع سمجھتے ہیں۔

پریس کی اس حالت میں آپ کو اپنا گزارہ ملتا جاتا تھا، وہی بہت تھا۔ آپ کو اس پر سنتشٹ ہونا چاہیے تھا، مگر آپ نے وہ رقم اپنے خرچ میں لے لی جو اس وقت کاغذ

والوں کی جیب میں ہونی چاہیے تھی۔

میں نے پریس سے 1000 روپے پایا ہے اُوشیہ، مگر 600 روپے لوٹا بھی چکا ہوں۔ میرے ہاتھ کل 400 روپے آئے۔ پریس کا لینا سمجھو ہے ایک ہزار ہو، تو دینا بھی اس سے کچھ زیادہ ہی ہے۔

آپ اب یہاں ہیں ہی۔ جب مجھے 4000 روپے سود کے، 4000 روپے نفع کے، 4000 روپے رائلٹی کے مل جائیں تو پریس کے پاس جو نفع ہوگا، اس میں آپ شریک ہو سکتے ہیں۔ مگر اس 12 ہزار روپے کے گھاٹے کے ہوتے ہوئے کیول اسٹاک کو، جو 12 ہزار روپے سے زیادہ کا نہیں ہے، کیسے نفع سمجھ لوں؟

ساجھے کی جو باتیں تھیں، وے پوری نہیں ہوئی اور مجھے اکیلے ہی ساری ہانی اٹھانی پڑی، پھر اس کا ذکر ہی بیکار ہے۔

میں نے آپ کے 'ورکچھ وگیان' کی رائلٹی پوری 25% کے حساب سے دے دی ہے۔ شیش 20 روپے ماہوار کے حساب سے آپ لیتے جائیں۔ اگر میرے جیون میں کبھی مجھے پریس اور پرکاشن سے 12 ہزار روپے مل جائیں گے تو میں آپ کو ایک ہزار دے دوں گا۔

16 تاریخ کو آپ کے روکڑ میں 382 روپے تھے۔ اس میں 168 روپے 12 آنے آپ کے 'ورکچھ وگیان' کی رائلٹی کا شیشانش ہے۔ وہ نکال کر آپ کے نام 813 روپے ساڑھے چار آنا نکلتا ہے۔ حساب کو سیدھا کرنے کے لیے میں نے 13 روپے ساڑھے چار آنے آپ کے ویتن میں ڈال دیا ہے۔ یہ 800 روپے کس طرح بہی میں دکھایا جائے، میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر آپ ایک پرونوٹ 800 روپے کا لکھ دیں، تو یہ رقم اُدھار کھاتے دکھا دی جائے۔ دوسری کوئی صورت آپ کو ٹھیک جنچے تو وہ بتائیے۔ بٹے کھاتے میں تو اتنی بڑی رقم ڈالی نہیں جاسکتی اور نہ فرضی روکڑ دکھانے سے کوئی لابھ ہے۔ وہ رقم آپ سے خرچ ہوئی ہیں اور آپ کو پرونوٹ لکھ دینے میں کوئی بادھا نہیں ہونی چاہیے۔ اگر یہ رقم بٹے کھاتے میں ڈال دی جائے تو پریس میں ہی

نہیں، پریس کے حصہ داروں میں کہرام مچ جائے گا جو ابھی تک کیول اس لیے خاموش ہیں کہ پریس میں کوئی نفع نہیں ہے، اس کا انھیں وِشواس ہے اگر یہ کھلے گا کہ 800 کی رقم یوں ہی اُڑ گئی، تو میری آبرو خطرے میں پڑے گی۔ باہر بھی اور پریس میں بھی میں بدنام ہوچکا، لیکن گھر کے لوگ مجھے ایماندار سمجھتے ہیں۔ تب تو سبھی مجھ پر سندیہہ کرنے لگیں گے اور یہ تو موٹی سی بات ہے کہ جو فرم مزدوروں کی مزدوری نہیں دے سکتا، کاغذ کے دام نہیں دے سکتا، مکان کا کرایہ نہیں دے سکتا، دوسروں کے دینے نہیں چکا سکتا، وہ گھاٹے میں ہے۔ ایسے کاریالیہ میں ایک پیسے کا بھی گڑبڑ نہ ہونا چاہیے۔ اگر آپ نے مجھے سود اور نفع کے 8 ہزار کی جگہ 6 ہزار بھی دیے ہوتے، تو وہ بھی میرے پاس 30000 روپے کے اسٹاک کے روپ میں ہوتے اور اس پر مجھے ساڑھے 7 ہزار ملتے اور کوئی 15 ہزار کا اسٹاک نفع میں ہوتا جس میں آپ بھی شریک ہوتے۔ مگر جب وہ سب کچھ نہ ہوا اور مجھے دس ہزار کے بدلے یہی اسٹاک ملا جو پانچ چھ ہزار سے زیادہ کا نہیں اور وہ آج سے پانچ چھ سال میں، حالانکہ شاید 'کرم بھومی' اور 'غبن' بک جانے کے بعد ایک ہزار کو بھی مہنگا ہو۔ ایسی استھتی میں بھی آپ پریس میں نفع سمجھتے ہیں! دوش کس کا ہے، یہ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ آپ نے محنت کی ضرور، لیکن بھاگیہ میرا اور آپ کا دونوں کا دشمن نکلا۔ میں تو آپ کو ایک طرح سے پریس کی مالی ذمہ داری سے آزاد کیے دیتا ہوں۔ پریس کی حالت آپ 8 سال دیکھ چکے۔ آگے بھی وہ اس سے اچھی نہ ہوگی۔ تو اس طرح میں گھاٹے نفع کا حساب کیوں لگاتا رہوں؟ ہم نے ایک کام مل کر کیا۔ وہ فیل ہوگیا۔ میں نے زیادہ نقصان اٹھایا، آپ نے کم۔ جھگڑا پاک ہوا۔ اب آپ نردُوند ہوکر رہ سکتے ہیں۔ میں پرکاشن کرہی رہا ہوں۔ آپ انوواد یا سنگرہ سے اپنی آمدنی بڑھا سکتے ہیں۔ گجراتی یا مراٹھی کی پُستکیں انوواد کرتے جائیے، وہی جو سردشریشٹھ ہوں۔ میں چھاپوں گا اور آپ کی مزدوری دوں گا۔ مگر یہ 800 روپے کی رقم تو حساب ٹھیک رکھنے کے لیے کہیں نہ کہیں دکھانی ہوگی اور پرونوٹ کے سِوا مجھے کوئی اُپائے نہیں سوجھتا۔

بھوَدِیہ، دھنپت رائے

(647)

بنام پرواسی لال ورما

(غالبًا دسمبر 1935)

بندھوور

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ مجھ سے پچھلا حساب کیا دیکھنا چاہتے ہیں؟ آپ اُسے دیکھیے۔ میں اُسے دیکھ چکا۔ لینا دینا تو آپ اس طرح کہتے ہیں کہ گویا مجھے بھی کچھ دینا ہے۔ آپ نے ابھی تک پرستھتی کو شانت من سے سمجھنے کی چیشٹا نہیں کی اور لین دین کے پھیر میں پڑے ہوئے ہیں۔ میرے درشٹی کون سے تو دیکھیے۔ آپ نہ تو لجّت ہیں، نہ دُکھی ہیں۔ بس، کہ اپنے کرموں کا اُوچتیہ ثابت کیے جاتے ہیں۔ پرشن ہے کہ حساب صحیح ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو غلط حساب لکھنے کا جال کیوں کیا؟ سہی ہے تو روپے رہتے ہوئے مکان کے کرایے کی ڈگری کیوں کرائی گئی، کاغذ کی ڈگری کیوں کرائی گئی، ہڑتال کیوں کرائی گئی؟ میری بدنامی کیوں کرائی گئی ہے؟

'ہنس' نکلا، 'جاگرن' نکلا — پریس کے، میرے اور آپ کے لابھ کے لیے۔ ایک بھی نہ چلا۔ تو وہ نقصان میرے ہی اوپر کیوں ڈالا جائے؟ میں نے مانا، آپ نے پریس کو 3000 روپے دیے۔ پریس کی گھسائی بھی تو کچھ ہوئی۔ آج آپ کے پاس کیول وہی ٹائپ ہے جو میرے سامنے آیا۔ دوسرا ٹائپ نہیں۔ مشین میں 200 روپے خرچ ہوں گے تب چلے گی۔ گھس گھس کر بیکار ہوگئی۔ کیول ٹریڈل نئی آئی۔ وارڈر وغیرہ آپ نے کتنے کا منگایا ہے، یہ میں نہیں جانتا۔ مجھے سود کچھ ملنا چاہیے یا نہیں؟ پُستکوں کی آمدنی کچھ ملنی چاہیے یا نہیں؟ یہ سب 'ہنس' اور 'جاگرن' کھا گئے۔ آپ کا اس سے کوئی سمبندھ نہیں تھا۔ یہی سہی! مگر یہ تو آپ کو معلوم تھا کہ جو آدمی 7 سال سے برابر پتر نکال رہا ہے، پُستکیں لکھ لکھ دے رہا ہے وہ کس لیے؟ اسی لیے کہ 'ہنس' نکالا جائے؟ 'ہنس' نکالنا ہی اس کا اُدّیشیہ ہے؟ یہ سب ہم دونوں کے نفع کے خیال سے نکلا۔ یہ جانتے ہوئے کہ جس ہیکتی نے اتنا سب کیا، وہ کچھ نہیں پارہا ہے،

آپ کو پریس کی ایک ایک پائی کا ایک ایک اشرفی کی طرح رکھا کرنی چاہیے تھی۔ کاروبار میں گھاٹا ہورہا ہو، ڈگریاں ہورہی ہوں، میں برابر اپنے پاس سے روپے دے رہا ہوں، تو بھی آپ نفع ہی کیے جائیں گے؟ اچھا، سود چھوڑیے، آپ نے جو کچھ پایا وہ تو مجھے ملنا ہی چاہیے۔ پُستکوں کی رائلٹی تو ملنی ہی چاہیے۔ ان دونوں کا ٹھیک ٹھیک حساب نکلوائیے۔ پھر اسٹاک کا ٹھیک ٹھیک حساب نکلوائیے۔ اسٹاک کے سوا تو میرے پاس اور کچھ نہیں ہے۔ 'مان سرووَر' کو چھوڑ دیجیے، کیونکہ وہ دوسرے کے چیز ہے۔ جتنے کا اسٹاک نکلے اس میں مجھے پریس کا نفع اور رائلٹی کی رقم دے کر باقی جو بچے اس میں آدھا آپ لے لیجیے، آدھا مجھے دے دیجیے، اور اپنے لیے کوئی دوسرا استھان تلاش کر لیجیے۔

میں نے آپ کی منووِرتی جیسی سمجھی ہے، وہ سُوارتھ پَرتا کی اُور جھکی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ مالک کو ڈھیلا نہ ملے، وہ پتر میں بھی لکھے، پُستکیں بھی لکھے، اپنے پاس سے روپے بھی دے، پھر بھی آپ اس خیال میں خوش رہیں کہ نفع ہوا ہے اور ہزار پانچ سو روپے خرچ کرنے کا آپ کو ادھیکار ہے۔ میں اس ادھیکار کو سویکار نہیں کرتا ہوں۔ ہمارے آپ کے بیچ میں شرط تھی کہ پریس کی لاگت کا سود نکال کر، پرکاشن پر رائلٹی دے کر جو کچھ بچے، اس میں آدھا آدھا۔ اس میں کوئی بھول تو نہیں ہے؟ تو ....

(1) آپ نے اب تک کیا لیا، اس کا حساب لگائیے۔

(2) میں نے کیا لیا؟

(3) میں نے پریس کو کیا دیا؟

(4) اسٹاک کتنے کا ہے؟

(5) پریس کے ذمے کیا باقی ہے؟

(6) پریس کو کتنا پانا ہے؟

یہ صاف کرکے آپ کا جو کچھ نکلے لے لیجیے، میرا جو کچھ نکلے دے دیجیے اور جھگڑا ختم۔ ایسی منووِرتی کے ساتھ میرا سہیوگ کٹھن ہے۔ آپ کے لیے اس سے بہت

اچھے اَوسر مل سکتے ہیں۔

مجھے ایسا جان پڑتا ہے کہ آپ کے ساتھ میرا ساجھا نہ چل سکے گا۔ ساجھا تو تب چلتا جب آپ نے میرے ہت کا دھیان رکھا ہوتا۔ آپ نے میرے ہت کا دھیان نہ رکھ کر اپنے لابھ کا ہی دھیان رکھا۔ خیر، اب تو معاملہ صاف ہے۔ آپ دو چار دن میں حساب ٹھیک ٹھاک کر لیجیے، اور یہ پھٹی یاو ختم کیجیے۔ آپ کو بھی مانسِک کشٹ ہوتا ہے اور مجھے بھی۔ ہاں، اسٹاک میں اس بات کا خیال رکھیے گا کہ کیول اس کی لکھی ہوئی قیمت پر نہ جائیے۔ اس میں ابھی تیاری میں بھی خرچہ پڑے گا اور 1/3 کمیشن نکالنا پڑے گا، ارتھات 40 پرتی شت بعد کر دیجیے گا۔

'رس رنگ'، 'جوالا مکھی' آدی پُستکیں آپ یوں ہی لے جائیے گا اور لیکھکوں سے اپنا حساب کتاب سمجھتے رہیے گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(648)

بنام پرواسی لال ورما

'ہنس' کاریالیہ، بنارس

(غالبًا دسمبر 1935)

پریہ ورما جی،

آپ نہ میری بات سمجھتے ہیں، نہ میں آپ کی بات سمجھتا ہوں۔ مجھے اس کا دُکھ ہے کہ آپ کے انتظام میں میری اتنی دنوں کی ساری ساہتیک تپسیا جہاں تک اَرتھ کا سمبندھ ہے، بیرتھ ہوگئی۔ اگر مجھے شرطوں کے انوسار پریس کا سود اور نفع دیتے جاتے تو میں نہ 'ہنس' نکالتا، نہ 'جاگرن'، نہ پرکاشن کرتا۔ یہ سب کچھ اس لیے کیا گیا کہ آپ پریس کو نہیں چلاسکے اور میں نے آپ کا بھار ہلکا کرنے کے لیے سب کچھ کیا۔ 'ہنس' میں میں نے پانچ سال کام کیا۔ آپ کو میں نے 10 روپے ماسِک دیا۔ مجھے اپنی کہانیوں اور رچناؤں کے لیے کم سے کم 30 روپے مہینہ تو ملنا ہی چاہیے تھا۔ پانچ

وَرس میں وہ بھی 2000 روپے کے اوپر ہو جاتا ہے۔ جب 'ہنس' سے آپ نے کوئی ہانی نہیں اُٹھائی تو پھر آپ کو دُکھ کس بات کا؟ جب میں نے دیکھ لیا کہ 'ہنس' کے کارن مجھے دن دن گھاٹا ہو رہا ہے تو کیا اُسے چلایا ہی جاتا؟ کب تک چلایا جاتا؟ کیسے چلائے جاتا؟ گھر بیچ کر؟ یا بازار والوں کی ڈگری لے کر اور جیل میں سڑ کر؟ 'ہنس' میں نے دوسروں کو دے دیا۔ مفت! مجھے کوئی لابھ نہیں ہوا۔ 'جاگرن' بھی ہم دونوں نے نکالا، اس کی ذمہ داری مجھ پر ہی نہیں۔ اگر آپ کہہ دیتے، مت نکالیے تو میں کبھی نہ نکالتا۔ آپ نے اس کے لیے مجھ سے زیادہ محنت نہیں کی۔ آپ کو میرے لابھ ہی لابھ نظر آتے ہیں، میں اِسے کیا کہوں؟ اگر پریس 5 ہزار روپے کا ہو اور بیاج آٹھ آنے ہی ہوں حالانکہ آپ کوئی مہاجن کھڑا کردیں تو اس سے آٹھ آنے در پر کچھ روپے نہیں مل سکتے، لیکن خیر آٹھ آنے ہی سہی، تب بھی 8 سال میں 2400 ہو جاتے ہیں۔ آپ نے جو کچھ پایا وہ اس میں ملائیے۔ آپ نے یہ ایک ایک ہزار ملا کر 5 ہزار پائے۔ یوں 7400 روپے ہو جاتے ہیں۔ میری رائلٹی کے کم سے کم 4 ہزار ملائیے تو 11400 روپے ہوتے ہیں۔ یہ آپ مجھے کسی طرح دے دیجیے نقد، اور لے جائیے، اور اس روپے پر جو سال بہ سال روپے مجھے ملتے تو اب تک مجھے کتنا بیاج ملا ہوتا، اسے بھی یاد رکھ لیجیے۔ پہلے سال میں اگر آپ مجھے 900 روپے دے دیتے تو دوسرے سال اس سے آٹھ آنے سینکڑے سے 50 روپے سود ہو جاتے۔ اس طرح رائلٹی اور سب کچھ ملا کر اس وقت میرے پاس کم سے کم 15 ہزار ہوتے۔ میں اسے پائی پائی حساب کرکے دکھا سکتا ہوں۔ میں اس کے بدلے سارے اسٹاک 7 ہزار میں دینے کو تیار ہوں۔ آپ کسی پرکاشک یا بُک سیلر کو ٹھیک کر سکیں تو کر لیجیے، آج ہی۔ جب میری اور پُستکیں چھپ جائیں گی تو اسٹاک بڑھ جائے گا۔ میں تو اس وقت کی بات کرتا ہوں۔ 15000 روپے کی جمع پر میں 7 ہزار لینے کو تیار ہوں۔ یہ آٹھ ہزار کی ہانی، اور آپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپ ایسا کر سکیں تو کیجیے، نہیں تو ساجھے کا وِچار کو دل سے نکال ڈالیے۔ یہ میری پُستکیں تھیں، جن سے یہ بکری ہوگئی اور پریس اتنے دنوں چلا، نہیں تو اب تک جہنم میں پہنچ گیا ہوتا۔

اب رہی آگے کی بات۔ پریس میں 60 روپے ماہوار ویتن دینے کی سامرتھیہ نہیں ہے۔ 'ہنس' آج یہاں چھپتا ہے، کل کو وہ بمبئی چلا جاسکتا ہے۔ اس دَشا میں میں 60 روپے وِیتن آپ کو دوں گا تو خود منھ تاکتا رہوں گا، اور دوسرے رشتے دار بھی منھ تاکتے رہیں گے۔ میں خود اس طرح چلاؤں گا کہ ایک فارم روز چھاپنے کا انتظام کروں گا اور اپنی پُستکوں میں جیسے ہوگا، چلاؤں گا۔ ہاں، آپ کمیشن پر کام کرنا چاہیں تو کریں۔ اس دَشا میں آپ جتنے فارم چھاپیں، اس پر مجھ سے 1 روپے لیتے جایئے۔ اس میں 'ہنس' بھی شامل ہے۔ جب تک وہ یہاں ہے، میری پُستکیں بھی شامل ہیں، کرایہ کا کام بھی شامل ہے۔ اگر آپ مہینے میں 60 فارم چھاپ لیں 60 لیجیے، 50 چھاپیں 50 لیجیے، 70 چھاپیں 70 لیجیے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ باہر کا کام کم سے کم 30 فارم ہوتا رہے۔ اگر آپ گھر کا کام ہی 60 فارم کا چاہیں گے، تو میں کہاں سے لاؤں گا؟ یا کچھ پرتی شت رکھ لیجیے۔ جیسا آپ سوچیں جس میں آپ کی گزر ہو اور میرا نقصان نہ ہوا۔ اگر آپ کا اس طرح سُمجھتا نہ ہو تو آپ سوادھین ہیں، جو جی چاہے کرسکتے ہیں۔ تب میں یہ روپے بٹّے کھاتے میں ڈلوا دوں گا اور سمجھ لوں گا کہ جیسے 7,8 ہزار گیا ویسے یہ بھی گیا۔ میں نے 8 سال کیول اس لیے دوسروں کی غلامی کی کہ میرے پاس میرے پُستک سے کچھ جمع ہوجائے اور بڑھاپے کے لیے کچھ نکل آوے۔ مگر وہ غلامی کرنے پر بھی میں آج خالی ہاتھ ہوں۔ یہی پُستکیں دوسروں کو دے دیتا تو اس وقت زیادہ نہیں تو 5 ہزار میرے بینک میں ہوتے اور میں آرام کی سانس لیتا۔ اب میرے پاس شاید 4,5 ہزار کا اسٹاک ہو جس میں 5,6 سال میں دیمک سے بچنے پر وصول کرسکوں۔ میں تو سمجھتا ہوں وہ سب ڈوب گیا۔ بکنے والی کتابوں میں 'پرتیگیا' ہے اور 'کایاکلپ' ہے، 'پریم تیرتھ' بھی ہے۔ بس! 'کرم بھومی' اور 'غبن' غائب ہوگئے ہیں۔ خیر، اتنے دنوں کے اَنوبھو سے اب معلوم ہوا کہ پریس میں 60 روپے ویتن دینے کی سامرتھیہ نہیں ہے اور ساجھا، جو اب تک برائے نام چلتا تھا چل نہیں سکتا۔ کیونکہ میں بہت جلد ایک کمپنی بناکر پریس اور پرکاشن اس کے متھے پٹک کر آزاد ہوجانا چاہتا ہوں۔ اس کے لیے پریتن بھی کررہا ہوں۔ کمیشن والی بیوستھا آپ سوچ کر مجھے بتلایئے، اس کے لیے میں تیار ہوں، جب تک پریس میرے پاس ہے۔ بعد کی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اگر آپ

کہیں اور جگہ پا سکیں تو مجھ سے زیادہ خوشی اور کسی کو نہ ہوگی۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(649)

بنام پرواسی لال ورما

2-1-1936

بندھوور،

مجھ سے اب اور آپ کیا چاہتے ہیں؟ اسٹاک تو میں کہہ چکا، کوئی 5 ہزار پر بھی لے لے تو آپ آج ہی اسی دم دے دیں اور مجھے وہ روپے دے دیں۔ اس سے زیادہ آپ مجھ سے کتنا تیاگ کرنے کو کہتے ہیں؟ میرے حساب سے جو رقم 15 ہزار ہونی چاہیے تھی، وہ کیول 5 ہزار پر ٹوٹ رہی ہے۔ مجھے 5 سو دے کر شیش آپ لے جایئے۔ اب تو آپ خوش ہیں؟ میں سود، بیاج، نفع، رائلٹی، سب کو جہنم بھیجتا ہوں۔

رہی گزر بسر کی بات۔ اگر میرے کاروبار میں اَنتی ہوئی، مجھے پریس سے کچھ ملا تو میں اکیلا کھانے والا وِیکتی نہیں ہوں۔ اس وقت پریس کا خرچ میرے سامنے ہے — 282 = 17 + 265 تو مزدوری ہے، کرایہ 21 روپے، بجلی 15 روپے، آپ کا 40 روپے، بیاج 30 روپے، گھسائی 40 روپے، پھٹکر خرچ 30 روپے۔ یہ تو 418 روپے خرچ ہوئے۔ اس میں میرا کیول 30 روپے بیاج ہے، ارتھات 420 روپے ماہوار آمدنی ہو تو کام چلے۔ میں گیا جہنم میں۔ 'ہنس' سے کیول 250 روپے ہی تو ملتے ہیں۔ 170 روپے تو کیول خرچ پورا کرنے کو چاہیے۔ اب پچھلا دینا ہے۔ جب تک 200 روپے پرتی ماس نقد نہ ملے گاڑی رُک جائے گی۔ مجھے کہیں اور سے کچھ نہیں ملتا۔ پُستکوں سے جو کچھ ملے گا، وہی میری جیویکا۔ جو کچھ فرمے میرے چھپیں گے، وہی میرا نفع ہے۔ اگر میں اور آپ مل کر پریس کو 200 روپے کا کام نہ دے سکے تو آپ ہی سوچیے، پریس کیسے چلے گا اور یہ پرشن کیوں نہ اُٹھے گا کہ اُسے بند کیوں نہ کیا جائے؟ جیسے اب تک وہ چلا ہے، یعنی مجھے 10 ہزار کا گھاٹا دے کر، اُس طرح تو بھوشیہ میں نہ چل سکے گا۔ اس سے تو بند کرنا کہیں اچھا ہوگا۔

آپ نے جو اپنے گزر کی بات کہی ہے، آپ کی کٹھنائی میں سمجھتا ہوں، لیکن میرے لیے تو بھی وہی پر ستھتی ہے۔ میں تو کچھ بھی نہیں لے رہا ہوں۔ بک ڈپو سے جو سو پچاس ملیں گے، وہی میرے گزر کا سادھن ہے۔ وہاں بھی تو بکنے والی پُستکیں نہیں رہیں۔ پھر سے چھاپنے میں دھن ہی تو لگے گا۔ جب تک پریس میں 500 روپے کا کم سے کم کام نہ ہوگا، کہاں سے آپ رہیں گے، کہاں سے مزدور رہیں گے، اور کہاں سے میں رہوں گا؟ پریس سے زیادہ آمدنی کیجیے، خرچ سے بچ جائے، میں نفع لینے لگوں گا تو آپ کو بھی دے دوں گا۔ پُستکیں اُنوواد کیجیے، سنگرہ کیجیے، مگر وہ بھی تو تبھی چھپیں گی جب پریس کے پاس دھن ہوگا۔ نفع تو پیچھے ہوگا، اس وقت تو دھن لگانے کو چاہیے۔ اسی مہینے میں جب تک 200 روپے نہ ملے، کام نہ چلے گا۔ ٹائپ کہاں سے آئے گا؟ کاغذ کا کیسے جائے گا؟ پرشرم سے اپنی آمدنی بڑھایئے۔ سبھی ایسا کرتے ہیں۔ میں بھی تو رات دن پیٹ کی چنتا میں ہی رہتا ہوں۔ آپ نے جس پر ستھتی میں پریس کو لا دیا ہے، وہ بڑی بھیاوہ ہے۔ پاس ایک پیسہ نہیں، کام رام آسرے! خرچ 450 روپے، قرض ہزار بارہ سے اوپر۔ اسٹاک وہ جو میرے 15 ہزار کے عوض ملا ہے، جسے میں 5 ہزار پر دینے کو تیار ہوں۔ اگر آپ یہ چاہیں کہ میں پُستکیں لکھے جاؤں اور پریس کسی طرح رو دھو کر چلتا رہے اور میں منھ تاکتا رہوں، تو اب تو میرے لیے، اور کہیں نوکری بھی نہیں ہے۔ مجھے کھید یہی ہوتا ہے کہ آپ میری ہانی کا انداز نہ کر کے اسٹاک اسٹاک کہے جاتے ہیں۔ آپ اس اسٹاک کو نہ جانے کیا سمجھے ہوئے ہیں! میں اُسے ردّی کا ڈھیر سمجھتا ہوں، جب تک وہ روپے کے روپ میں نہ آجائے۔

بھودِیہ، دھنپت رائے

(650)

بنام دھنی رام پریم

(غالباً جنوری 1936)

پریہ وَر،

...... اس دیر (دھنی رام نے اپنی پُستک کے پرکاشن میں ولمب ہونے پر پریم چند

سے اپنی پُستک واپس منگا لی تھی) میں میرا کوئی اپرادھ نہیں تھا۔ بات یہ ہے کہ پربندھ میں مَیں بہت کچّا ہوں اور دُربھاگیہ سے اس کارن میرے اپنوں کو ہی دُکھ اُدھک پہنچا ہے۔ پریس میں سے لوگ روپیہ کھا گئے ہیں۔ تم یہاں آکر اگر دیکھ سکو تو میری مشکلوں کو سمجھوگے۔ شاید ہم لوگوں کی قسمت میں کٹوشبد بدلنا لکھا تھا۔ خیر، اب ہمارا وِیکتی گت سمبندھ اور بھی سدرڑھ ہوگا۔ جب ہم ملیں گے، تو یہ دھبّہ مٹ جائے گا۔

بھودِیہ، پریم چند

(651)

بنام پدم کانت مالویہ

3 جنوری 1936

پریہ پدم کانت جی،

آپ سے کس بھلے آدمی نہ کہہ دیا کہ میں اَبھیودیہ سے ناراض ہوں۔ لکھ نہ سکنا دوسری بات ہے، ناراض ہونا دوسری بات ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ کچھ لکھوں۔ کہانی تو فی الحال لکھنا کٹھن ہے لیکن کوئی لیکھ بھیجنے کا پریتن کروں گا۔ میں تو تمھارے گھر بھی ہو آیا ہوں۔ پان کھا آیا ہوں۔ ہاں، غریب اور دھنی میں جو ایک اَنتر ہوتا ہے وہ مجھ میں اور تم میں ہے۔ میں غریب وَرگ کو بیلانگ کرتا ہوں، تم دھنی وَرگ کو۔ نہیں اتنا پان کیوں کھاتے۔ میں بھی پان کھاتا ہوں مگر میرا نشہ تاڑی ہے، تمھاری شیری۔

بھودِیہ، پریم چند

(652)

بنام للت شنکر

سرسوتی پریس، بنارس، 3 جنوری 1936

پریہ للت شنکر،

کارڈ۔ بھارتی ملی۔ ہنس پر نوٹ پڑھ کر چِتّ پرسنّ ہوا۔ کسے دھنیہ واد دوں۔

اپنے پاس تو رکھ نہیں سکتا۔ تم لے لو یا چندولاجی لے لیں۔

وہ لیکھ اَوشیہ بھیج دو۔ ہندی انوواد آئے تو اچھا۔ یہاں انوواد ٹھیک نہ ہوسکے گا۔

لیکھ ہندی ہے تو میرے پاس بھیجئے۔ بنگلہ بھی، اڑیا بھی، اردو بھی۔ یہ وِبھاگ یہاں ہے۔ گجراتی، مراٹھی اور دکشن بھاشاؤں کا وِبھاگ بمبئی۔

بھودیہ، پریم چند

(653)

بنام پرواسی لال ورما

'دی ہنس لمیٹڈ'، بنارس

10-1-1936

بندھوور،

پچاسوں چٹھیوں کے بعد بھی آپ وہیں ہیں، جہاں سے چلے تھے۔ یہ لکھا پڑی بیرتھ ہوئی۔

میں نے اسپشٹ لکھ دیا، آپ کو 40 روپے ملیں گے، 30 روپے مجرا ہوں گے۔ ساجھا کوئی نہیں رہے گا۔ آپ کو کام کی فکر رکھنی ہوگی جس سے مجھے جیب سے نہ دینے پڑے۔

حساب کیا باقی ہے میں نہیں سمجھا۔ اگر آپ اسٹاک دیکھنا چاہتے ہیں تو مجھے لکھ بھیجیے کہ کس پُستک کی کتنی پرتیاں باقی ہیں اور اس پر مجھے کیا ملنا ہے۔ میرا دینا چکا کر اس اسٹاک میں آدھا لے لیجیے۔

اس کے اُپرانت میں اور کیا کرسکتا ہوں۔ 40 روپے کی بھی اس لیے ہے کہ آپ نے اتنے دن کام کیا ہے۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(654)

بنام پرواسی لال ورما

دی ہنس لمیٹڈ
ایڈیٹرس : پریم چند اور کنہیا لال منشی
11-1-1936

پریہ وَر،

میرے جان میں تو آپ نے میرے ساتھ کافی بُرائی کی ہے، نہیں آج یہ نوبت ہی کیوں ہوتی! روپے رہتے ہڑتال کرانا، عدالت سے ڈگریاں کرانا بُرائی نہیں ہے تو بھلائی بھی نہیں ہے۔

آپ اپنا خرچ 60 روپے ماہوار لکھتے ہیں۔ آپ کو 60 روپے ملتے تھے، وہ بھی ویتن سوروپ نہیں، کیول بھاوی نفع کی آشا پر۔ جو آدمی اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتا رہے وہ اس یوگیہ نہیں کہ اس سے سہیوگ کیا جائے۔

میں حساب کرنے سے کیوں بھاگوں؟ آپ لکھتے ہیں آپ ٹال رہے ہیں۔ میں نے پہلے بھی لکھا، پچھلے پتر میں بھی لکھا اور اب پھر لکھتا ہوں کہ آپ جیسے حساب چاہیں کر لیجیے۔ کاغذ پتر سب نیچے رکھے ہیں۔ حساب کیجیے کہ پریس کی کیا گھسائی ہوئی اور اس میں آپ نے کتنا لگایا۔ کتنا سود ہوا اور اس میں آپ نے کتنا دیا۔ کتنی کتابیں بکیں اور ان پر میری رائلٹی کے سوا کیا نفع ہوا۔ پھر میری رائلٹی لگائیے اور جو کچھ آپ نے پایا ہے اور جو کچھ میں نے پایا ہے، اُسے نکال کر بتائیے کہ مجھے کتنا ملنا چاہیے اور آپ کو کتنا ملنا چاہیے۔ پھر اسٹاک رکھا ہے، اس میں سے جتنا آپ کا نکلتا ہو آپ لے لیجیے۔ جتنا میرا نکلتا ہو مجھے دے دیجیے۔ یہ بھی لکھئے کہ پریس کو کتنا کس سے پانا ہے اور کتنا کس کو دینا ہے۔

آپ یا تو پریس کے کرمچاری ہیں یا ساجھے دار نفع کے۔ کرمچاری ہیں تو ایک مہینے کا نوٹس قاعدے انوسار لیجیے اور مجھ سے ویتن لیجیے 60 روپیہ۔ ساجھے دار ہیں تو

آپ کو مجھ سے کچھ لینے کا حق نہیں ہے۔ کیول حساب کرنے کا حق ہے اور اس حساب سے جو کچھ نکلے اسے لے لینے کا حق ہے۔ اس سے آپ کو بھی سنتوش ہو جائے گا، مجھے بھی۔

آپ کہتے ہیں میں نے نفع سمجھ کر زیادہ خرچ کیا۔ اچھی دل لگی ہے۔ مکان کا کرایہ تو آپ دے نہیں سکتے اور آپ کو نفع ہورہا تھا ! ٹھیک بھی ہے۔ آپ کا نفع ہورہا ہوگا، مجھے تو گھاٹا ہی ہورہا تھا۔ ایسا ساجھا جس میں ایک کو گھاٹا ہو دوسرے کو نفع، اسنگت ہے۔

میں آج پریاگ جاتا ہوں۔ 14 کو لوٹوں گا۔ تب تک آپ حساب کتاب کر رکھیے۔ میں اس روز کی لکھا پڑھی سے تنگ آگیا ہوں۔ بٹوارے کے سوا کوئی اپائے نہیں ہے۔

اگر آپ اس پر راضی نہ ہوں تو پنچایت کر لیجیے۔ جسے چاہیں پنچ بنا لیجیے۔ اس کے سامنے اپنا حساب رکھ دیجیے۔ جو وہ دلا دے وہ لے کر آپ بھی خوش ہو جایئے، میں بھی۔

بھودِیہ، دھنپت رائے

(655)

بنام راج کمار ورما

بھارتیہ ساہتیہ کا مکھ پتر 'ہنس'
سمپادک : پریم چند اور کنہیالال منشی
پرکاشک : دی ہنس لمیٹڈ
سرسوتی پریس، بنارس کینٹ
16-1-1936 (س. 1935)

پریہ راج کمار،

میں نہیں سمجھتا، تمھاری انوپستھتی میں گھر سے بھاگ آنے کے کارن مجھے چھما

مانگنی چاہیے۔ میں نے پرتیکچھا کی اور جب تم نہیں آئے تو میں وہاں ٹھہر نہ سکا۔

میں نے بک ڈپو کو 'روپ راشی' کی 15 پرتیاں بھیجنے کا آدیش دے دیا ہے۔ میں اس دن کی پرتیکچھا میں ہوں جب تمھارا 'دیو' پرسن ہوگا۔ میں جلدی میں وہاں اپنی دھوتی چھوڑ آیا ہوں، پھوٹا شیشہ بھی۔ اپنے یادداشت میں میں انھیں تمھاری ڈرائنگ روم میں چھوڑ آیا ہوں۔ کرپیا انھیں تلاش کرنا۔ میں بالکل بھول گیا ہوں کہ میں نے کیا لکھا تھا اور اوستھی کو یدی بھومیکا نہ دی تو وہ مجھے زندہ نہ چھوڑے گا۔ یدی تمھیں وہ مل جائے تو پُستک کے ساتھ اُسے بھیج دینا۔ خرچہ بچانے کے لیے تم اَنتم کہانیاں میری ٹپّنیوں کے ساتھ پُستک سے بھیج سکتے ہو۔

میں تمھیں دھنیہ واد دیتا ہوں، تمھاری سُجّت — یہ کہنا ٹھیک ہوگا، تمھاری مُولیہ وان خاطرداری کے لیے۔

تمھارا، دھنپت رائے

(656)

بنام اُوشا دیوی مترا

سرسوتی پریس، کاشی

22 جنوری 1936

پریہ بہن،

میں لجّت ہوں۔ تمھاری پُستک پریس میں دے چکا ہوں، لیکن جب کوئی دوسرا کام مل جاتا ہے تو پریس والے اُدھر لگ جاتے ہیں اور کام رُک جاتا ہے۔ مجھے آشا ہے، مارچ کے اَنت تک پُستک تیار ہوجائے گی۔

تمھاری دو کہانیاں میرے پاس ہے۔ دو بار 'راکھی' نام کی کہانی پریس میں دی، لیکن ہندی میٹر اَدھِک ہوجانے سے نہ چھپ سکی۔ ہندی کے لیے کل تین فرم رہتے ہیں۔ اسی سے وِوَش ہوجاتا ہوں۔ مارچ میں ایک اُوشیہ دوں گا۔

تمھارے جیون میں میں تمھاری کتنی ہی پُستکیں چھاپوں گا، اگر میں جیتا رہا۔

شیش کُشل

سپریم، پریم چند

(657)

بنام بھدنت آنند کوسلیاین

بنارس، 14 فروری 1936

پریہ آنند جی،

آپ کا نوٹ ملا۔ اس کی ضرورت تھی۔ چھاپوں گا۔

ہاں سنہل ساہتیہ کے وِشے میں اگر کوئی لیکھ بھیج سکیں تو بڑا اچھا ہو۔ اسے تو ہم کچھ جانتے ہی نہیں۔ اس کا کچھ آلوچناتمک اتہاس ہی ہو تو کوئی ہرج نہیں۔

اگر انگلینڈ جائیں تو وہاں سے بودھ ساہتیہ پر ایک اچھا سا لیکھ لکھیں۔ کیول اس کے دھرم ساہتیہ پر نہیں بلکہ بودھ کالین ساہتیہ پر ایسے لیکھ کی بڑی ضرورت ہے۔

آشا ہے آپ پرسنّ ہیں۔

آپ کا، پریم چند

(658)

بنام پرواسی لال ورما

15-2-1936

پریہ وَر،

جہاں آپ چاہیں اور جب چاہیں۔ مجھے کسی پنچ کی ضرورت نہیں۔ میرے پنچ وہی ہوں گے جو آپ کے ہوں گے۔

دھنپت رائے

(659)

بنام للت شنکر

سرسوتی پریس، بنارس کینٹ

27 فروری 1936

پریہ للت شنکر جی،

تمھارا 22 فروری 36 کا پتر ملا۔ تمھارا بھیجا ہوا لیکھ چھپ گیا۔ اُسے میں نے پہلا استھان دیا ہے۔ اب اس کے reprint کیسے ملیں گے۔ اُسے چھپے تو ایک ہفتہ ہوگیا۔ پہلے تم نے لکھا نہیں، کچھ نکلوا لیتا۔

میں نے تو تمھارے آدیشوں کو کبھی نہیں ٹالا۔ چترویدی جی کے نیوتے پر میں کیوں جانے لگا۔ وہ کون ہوتے ہیں۔ کیا تم سیدھے مجھ سے نہیں کہہ سکتے۔ تمھارے یہاں جب کوئی ایسا اَوسر آئے، مجھے بلانا، میں آؤں گا۔ ہاں یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ میں گھر میں اکیلا آدمی ہوں اور بلا ضرورت کہیں نہیں آتا جاتا۔ گرودیو کے درشن کی اچھا مجھے بھی ہے۔ سَمے آئے گا تو وہ بھی پوری ہوجائے گی۔ متروں کو میرا بندے کہنا۔

شبھاکانکچھی، پریم چند

(660)

بنام انسوریہ پرساد پاٹھک

(غالباً فروری 1936)

پریہ وَر،

تمھارا میرا والا لیکھ ملا۔ اسی انک میں پرکاشِت ہورہا ہے۔ ایک لیکھ تم اُتکل کا ساہتیہ اور ورتمان پرگتی کے بارے میں لکھو یا کسی اُتکل کے ساہتیہ کار سے لکھا کر بھیج دو تو میں بہت دھنیہ واد دوں گا۔

تمھارا، پریم چند

(661)
بنام سجاد ظہیر

15 مارچ 1936

....

سبھاپتی کی بات، میں اس کے یوگیہ نہیں۔ وِنمرتاوَش نہیں کہتا، میں اپنے میں کمزوری پاتا ہوں۔ مسٹر کنہیا لال منشی مجھ سے بہتر ہوں گے، یا ڈاکٹر ذاکر حسین۔ پنڈت جواہر لال نہرو تو بڑے بیُست ہوں گے، نہیں وے ایک دم اُپیکت ہوں گے۔ اس اَوسر پر سبھی راجنیتی کے نشے میں چور ہوں گے، ساہتیہ سے شاید ہی کسی کو دلچسپی ہو، لیکن ہمیں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہے۔ یدی جواہر لال نے دلچسپی لی، تو ادھیویشن سپھل ہو جائے گا۔

میرے پاس اس وقت بھی سبھاپتی کے لیے دو جگہ کے نمنترن ہیں ۔ ایک لاہور کے ہندی سمّیلن کا، دوسرا حیدرآباد کی ہندی پرچار سبھا کا۔ میں انکار کررہا ہوں، پر وے لوگ اصرار کررہے ہیں۔ کہاں کہاں پریزائد (Preside) کروں؟ ہماری سنستھا میں کوئی باہر کا آدمی سبھاپتی بنے تو زیادہ اچھا ہو۔ مجبوری درجہ میں تو ہوں ہی۔ کچھ روگا لوں گا۔

اور کیا لکھوں؟ تم ذرا پنڈت امرناتھ جھا کو تو آزماؤ۔ انھیں اردو ساہتیہ سے دلچسپی ہے اور شاید وے سبھاپتی ہونا سویکار کرلیں۔

دھنپت رائے

(662)
بنام شنکرن

16-3-1936

پریہ شنکرن جی،

آپ کا 8-3-1036 کا پتر ملا۔ میں 11 کو دہلی سے لوٹا اور کئی دن کا بقایا صاف

کررہا ہوں۔ مجھے یہ جان کر کھید ہوا کہ سبھا نے آپ کے ساتھ وہ بیوہار نہیں کیا جو اسے کرنا چاہیے تھا۔ اس کا کارن یہی معلوم ہوتا ہے کہ سبھا کے پاس دھن نہیں ہے اور وہ اپنا خرچ گھٹا رہی ہے۔ ہماری ساورجنک سنستھاؤں کا یہی حال ہے۔

آپ نے 'ہنس' کے پرچار کے لیے شری منشی کو پتر لکھا ہے، وہ بڑے مہتو کی وستو ہے۔ بیشک ہمیں کانگریس سپتاہ میں 'ہنس' کے لیے پروپیگنڈا کرنا ہوگا۔ ابھی تو ہماری حالت ایسی نہیں ہے کہ 1000 پرتیاں چھاپ کر بانٹ سکیں، پر ہم نے 500 پرتیاں اَدِھک چھاپ کر بانٹنے اور پرچار کرنے کا نشچیہ کیا ہے۔ شری شرما جی سویم لکھنؤ آرہے ہیں۔ آشا ہے، کچھ نہ کچھ سپھلتا اَوشیہ ملے گی۔

ناگپور سمّیلن کی سواگت کارِنی سبھا پرانتیہ پریشدوں کے پرتیندھیوں کو نمنترت کرتی ہے یا نہیں، دیکھنا چاہیے۔ ہم لوگ تو مہاتما جی کی بیماری سے ایسا نہ کرسکے۔ سمبھو ہے، آگے اَوکاش ملنے پر کریں۔

اور تو یہاں سب کُشل ہے۔ آپ کی یاد اکثر آتی ہے۔ پتر نہیں لکھتا، اس سے یہ نہ سمجھیے کہ میں آپ کو بھول گیا۔

بھودیہ، پریم چند

(663)

بنام بنارسی داس چترویدی

دفتر 'ہنس' بنارس، 18-3-1936

مشفقم بنارسی داس جی،

شکریہ۔ 'ہنس' نکل رہا ہے۔خریدار آہستہ آہستہ بڑھ رہے ہیں۔ پھر بھی اس کو ہر ماہ دو سو روپیہ کا گھاٹا ہے۔جبکہ ادارتی عمل کو تنخواہ نہیں دینی پڑتی ہے۔ اور تمام مضامین بھی مفت ملتے ہیں۔

مجھے یہ جان کر دُکھ ہوا کہ 'وشال بھارت' اب بھی گھاٹے میں جارہا ہے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ پہلا ہندی اخبار، جسے ہندی کا سب سے اعلیٰ ماہنامہ تسلیم کیا جاتا ہے، اس کی یہ حالت ہو۔ کیا یہی ہماری ترقی یافتہ ذہنیت کا معیار ہے؟ اردو کے اخبار

بازی لیے جارہے ہیں۔ پچاس سے بھی زیادہ بلندپایہ اردو ماہنامے نکلتے ہیں۔ اور اُن میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو دو روپیہ یا ڈھائی روپے قیمت کا پانچ سو صفحوں کا سالنامہ نہ نکالتا ہو۔ یقیناًان کا ادبی ذوق بہتر ہے۔ وہ حوصلہ افزائی کرنا جانتے ہیں۔ ہندی شاعری ابھی تک انفرادی اور جذباتی ہے۔ ہماری شاعری اس جدوجہد کی آئینہ دار ہے جو ہمیں زندگی میں درپیش ہے۔ نہ اس میں کوئی تڑپ ہے نہ ہی یہ زندگی بخش ہے۔ یہ آپ کو مایوس بنا سکتی ہے اور کچھ نہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمام شاعروں پریاس کا فلسفہ کیوں طاری رہتا ہے۔ اردو کے شاعروں کا رویّہ فلسفیانہ، حقیقت پسندانہ اور رجائیت پر مبنی ہے۔ ان کے نصف درجن شاعر مسلم قوم کو اخوت، مساوات اور جمہوریت کے لیے اصولوں کے سانچے میں ڈھال رہے ہیں۔ مسلمان شاعر کمیونسٹ ہے، اقبال تک۔

6؍ اپریل کو واردھا میں کل ہند ادبی کانفرنس ہورہی ہے۔ اُس وقت تک 'ہنس' شائع ہوجائے گا۔ امید ہے میں وہاں جاؤں گا۔

میں شانتی نکیتن نہ جاسکا۔ مجھے وہاں جانے کی کوئی خواہش نہیں ہے۔ وہ لوگ یہ توقع کرتے ہیں کہ میں کوئی عالمانہ تقریر کروں۔ جوکہ میں نہیں کرسکتا۔ میں کوئی عالم نہیں ہوں۔ پھر بھی اگر وہ مجھے کچھ وقت پہلے دعوت دیں تو وہاں جانے کی کوشش کروں گا۔ میں تار کے ذریعے دیے گئے مختصر نوٹس پر وہاں جانے کی تیاری نہیں کرسکتا۔

میں آگرے گیا تھا اور آپ کے دونوں چھوٹے بچوں سے مِلا۔ خوش قسمتی سے آپ کو مثالی بھائی ملا ہے۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

آپ نے 'وشال بھارت' کے لیے لکھنے کی دعوت دی ہے۔ میں کسی اخبار کے لیے نہیں لکھ رہا ہوں۔ میں نے پچھلے چار مہینوں میں تو 'ہنس' کے لیے بھی کچھ نہیں لکھا ہے۔ جب تک کوئی خاص بات میرے تخیّل کو متحرک نہ کرے میں کوئی واقعی نمایاں چیز نہیں لکھ سکتا۔ پھر اپنے دماغ پر جبر کیوں کروں؟ میں اب ہر سال چھ کہانیاں اور ہر دو سال میں ایک ناول مکمل کرنا چاہتا ہوں۔ میرے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ مجھ میں اس سے زیادہ صلاحیت نہیں ہے۔

آپ نے صدارت کے لیے میرا نام کیوں تجویز کیا دوسرے لوگوں نے بھی آپ کی تائید کی۔ میں اس کا خواہش مند نہیں ہوں۔ میری تمناؤں کا رُخ کبھی اس جانب نہیں رہا۔ میں اس کا خیر مقدم بھی نہیں کروں گا۔

دعائے خیر،

آپ کا مخلص، دھنپت رائے

(664)

بنام سجاد ظہیر

19 مارچ 1936

....

یدی ہمارے لیے کوئی یوگیہ سبھاپتی نہیں ملتا تو مجھی کو رکھ لیجیے۔ مشکل یہی ہے کہ مجھے پورے کا پورا بھاشن لکھنا پڑے گا- میرے بھاشن میں آپ کن سمسیاؤں پر بحث چاہتے ہیں؟ اس کا کچھ اشارہ کر دیجیے۔ میں تو ڈرتا ہوں، میرا بھاشن ضرورت سے زیادہ نراشاپرد نہ ہو۔ آج ہی لکھ دو تاکہ وردھا جانے سے پہلے اُسے تیار کرلوں۔

دھنپت رائے

(665)

بنام رام کمار ورما

بھارتیہ ساہتیہ کا مکھ پتر 'ہنس'

سمپادک : پریم چند، کنہیا لال منشی

پرکاشک : دی ہنس لمیٹڈ، سرسوتی پریس

بنارس کینٹ

28-3-1936 (س. 1648)

پریہ رام کمار،

بھائی میں تو اتنا بڑا آدمی نہیں ہوا کہ اپنے متروں کو پتر نہ لکھوں۔ ہاں، اگر

بڑے سے مطلب عمر میں بڑا ہونا ہے تو ضرور بڑا ہوں۔

پُستک کی پرتیاں جلد بندھی تیار نہ تھی۔ ان کی بائنڈنگ ہورہی ہے۔ سوموار کو جائے گی اَوشیہ۔

تم اپنا جو 'کبیر' پر ایڈریس پڑھنے جارہے ہو اسے براہ راست یہاں بھیجنا ورنہ ناحق جھگڑا ہوجائے گا اور تمھیں شکایت سُنی پڑے گی۔

رہی میری سبھاپتی۔ اگر مجھے لکھنا نہ پڑے تو جب کہو تب آجاؤں۔ مگر مجھ پر دیا کروگے اگر جان بخشی کردوگے۔

سپریم، دھنپت رائے

(666)

بنام بنارسی داس چترویدی

سرسوتی پریس، بنارس چھاؤنی

31 مارچ 1936

محترم بنارسی داس جی،

آپ کے خط کا شکریہ۔ ہاں اگر آپ ہندی مصنفوں کو انگریزی پڑھنے والے لوگوں کے سامنے پیش کرسکیں تو یہ ایک حقیقی خدمت ہوگی۔ لیکن آپ ہندی مصنفوں کی ذہنیت تو جانتے ہی ہیں۔ ہر بھول چوک کے واسطے آپ پر ہر طرف سے حملے ہوں گے۔ آپ کے انتہائی معصومانہ جملوں کو بھی شرارت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

ناگپور سبھا نے بابو راجندر پرساد کو منتخب کیا ہے۔ یقیناً بہترین انتخاب ہے۔ اس سمّیلن میں شریک ہونے کا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ میں صرف دہلی کے اجلاس میں شریک ہوا ہوں اور وہ بھی جینندر کے کہنے پر لیکن اس مرتبہ بھارتیہ ساہتیہ پریشد جس کا اجلاس 3 اور 4 اپریل کو واردھا میں ہونے والا تھا ناگپور سمّیلن کے لیے ملتوی کردیا گیا ہے اس لیے میں وہاں جاؤں گا۔ اگرچہ ابھی یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ یہ

بجٹ کا سوال ہے۔

دہلی کی ہندستانی سبھا میری اور جینندر کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ جب تک ہم دوسری زبانوں کے مصنفوں سے میل جول پیدا نہ کریں، ان سے دوستی نہ بڑھائیں ان سے ادبی رسائل پر روشنی ڈالنے کو نہ کہیں۔ تبادلۂ خیالات نہ کریں، ایک دوسرے کی تحریروں کا مقابلہ نہ کریں۔ ہم وسعتِ نظر اور ذہنی ہمہ گیری کیسے پیدا کرسکتے ہیں جو ادبی کارکنوں کے لیے از بس ضروری ہے۔ یورپ میں بین الاقوامی ادبی کانفرنسیں ہوتی ہیں جن میں ادب سے متعلق ہر قسم کے موضوع پر بحث کی جاتی ہے اور یہاں ہم نے اب دوسری زبانوں کے مصنفوں سے بھائی چارہ قائم کرنے کی کوشش تک نہیں کی ہے۔ اردو والوں کی ثقافتی انجمنیں ہیں۔ ان کے ملنے جلنے سے ہمیں اپنی خامیاں نظر آتی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ میں نے انھیں زیادہ سوشل اور ہمدرد پایا ہے۔ جینندر میری تائید کریں گے۔ وہ حال میں لاہور گئے تھے۔ وہاں انھوں نے کئی تقریریں کیں اور ہندستانی سبھا قائم کی۔ جینند بہت پرامید ہیں اور ان لوگوں کے مداح بن گئے ہیں۔ بڑھتے ہوئے اختلافات کو کس طرح مٹایا جائے۔ یہ سیاسی لوگ بڑے مایوس کن ہیں۔ آپ ان سے وسیع النظری کی توقع نہیں کرسکتے۔ اس سلسلہ میں مصنفوں ہی کو رہنمائی کرنا ہوگی اور وہ مخالف گروہوں میں رہنے کی بجائے ایک دوسرے کے دوست بن کر یہ کام بہتر طریقہ پرانجام دے سکتے ہیں۔ ہندستانی سبھا کے جلسے دو ہفتہ میں ایک بار ہوں گے۔ جن میں ادب اور لسانیات سے متعلق موضوعوں پر تقریریں ہوا کریں گی۔ مختلف زبانیں بولنے والے سامعین کے سامنے مقرروں کو بہت زیادہ ادبی رنگ اختیار کرنے کی خواہش کو دبا کر ایسی زبان استعمال کرنی ہوگی جسے سب ہی سمجھ سکیں۔ اگر ہم ملک کے تمام اہم ثقافتی مرکزوں پر ایسے جلسے منعقد کراسکیں تو تنگ نظری اور علاحدگی پسندگی کے موجودہ رویّہ کو دور کیا جاسکتا ہے۔ اور صرف اِسی حالت میں ہمارا ادب زیادہ مکمل اور مالامال ہوسکتا ہے۔

صوبہ پرستی ہمارے لیے ایک نیا خطرہ ہے جسے ہمیں ہوشیار رہنا ہے۔ اگر آپ کلکتہ میں ہندی، بنگالی یا ہندستانی سبھا قائم کرسکیں اور اردو، ہندی، بنگلہ مصنفوں کو

گا ہے بگاہے جمع کر سکیں تو یہ واقعی بڑی خدمت ہو گی۔ (اصل خط انگریزی میں ہے)

آپ کا مخلص، دھنپت رائے

(667)

بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 1 اپریل 1936

بھائی جان، تسلیم!

کارڈ ملا۔ میں نے تو ادھر تین ماہ سے ایک افسانہ بھی نہیں لکھا۔ بس جامعہ میں 'کفن' لکھا تھا۔ اس کے بعد لکھنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ ہاں یار، ان صدارتوں کے مارے پریشان ہوں۔ میں نے مسٹر سجار ظہیر سے بہتیرا کہا، بھئی معاف کرو، مجھے اپنا کام کرنے دو۔ مگر نہ مانے۔ 10 کو لکھنؤ اور لاہور میں آریہ سماج کی جُبلی کے ساتھ ایک آریہ بھاشا سمّیلن ہو رہا ہے۔ وہاں 11 کو مجھے سمّیلن کا صدر بننا ہے اور وہاں جاؤں گا تو چار پانچ دن لگ ہی جائیں گے۔ میں نے اپنی معذوری لکھ دی ہے۔ اگر مان گئے تو ٹھیک ورنہ وہاں بھی جانا ہی پڑے گا۔ اگر مجھے بولنے کا شعور ہوتا تو ایسے نیوتے بڑے خوشی سے منظور کرلیا کرتا مگر یہاں تو وہ گُن ہی نہیں۔ اس لیے جان بچاتا پھرتا ہوں۔ مفت کی پریشانی ہوتی ہے۔ اور جس کام سے روزی ملتی ہے اس میں خلل پڑتا ہے۔ ارادہ تو یہی تھا کہ لکھنؤ سے ایک دو روز کے لیے کانپور آؤں گا مگر اب تو لکھنؤ سے 10 کی شب کو لاہور بھاگنا پڑے گا۔ اور کیا عرض کروں۔

آپ کا، دھنپت رائے

(668)

بنام درگاپرساد کھتری

2-4-1936

پریہ دُرگا پرساد جی،

آ گیانوسار پریم کی ہانی لابھ کا چٹھا بھیج رہا ہوں۔ ایک میں پرواسی لال جی کو

چارج دیتے سمے کی کل مالیت درج ہے۔ دوسرے میں ان سے چارج لیتے سمے کی کل مالیت کا بیورا دیا گیا ہے۔ یہ سب میں نے یادداشت سے لکھا ہے۔ سمبھو ہے، کچھ بھول ہو۔ مثلاً ٹائپ رائٹر کا دام میں نے کچھ نہیں لگایا۔ کیونکہ وہ اب بیکار پڑا ہوا ہے اور مجھے کوئی 50 روپے بھی دے تو دے دوں گا۔ اسی طرح ہاٹ پریس کی قیمت بھی اس وقت 30-25 روپے سے زیادہ نہ ہوگی۔ ٹائپ کی گھسائی میں نے کچھ نہیں لگائی کیونکہ وہی میٹل پھر سے ڈھلوا لیا گیا۔ مشین کی مرمت یا دو چار کرسیاں اور فرنیچر ضرور بڑھے ہیں، مگر ان کی موجودہ قیمت شاید 50 روپے بھی نہ ہوگی۔ اگر یہ سب بھی جوڑ لیا جائے تو یہ زیادہ 500 روپے کا ہوگا۔ مگر میں نے وہ رقم بھی چھوڑ دی ہے، ارتھات 900 روپے جو پرواسی لال جی نے غبن کرلیا ہے۔ اس طرح میں نے دونوں طرف سے نیائے کرنے کی کوشش کی ہے۔ رہا پریس کا 8 سال کی آمدنی خرچ کا حساب، وہ اس معاملے کو سمجھنے کے لیے ضروری نہیں معلوم ہوتا۔ پریس میں آمدنی کم ہوئی، پُستکیں بیچ کر کسی طرح کام چلایا گیا۔ منیجر نے کیدل اپنے ویتن کا خیال کیا؛ مالک کو کیا ملتا ہے، اس کا کوئی وچار نہیں کیا۔ اگر وہ کام زیادہ لاتے، پریس کو نفع پر چلاتے تو یہ حالت ہی کیوں پیدا ہوتی! جب میں نے دیکھا کہ 8 سال میں مجھے 12-10 ہزار کا نقصان دے کر یہ مہاشے 1000 روپے غبن کر لیتے ہیں اور اس پر کہتے ہیں کہ یہ تو میں نے 'جاگرن' میں اَدِھک کام کرنے کے لیے لے لیا، حالانکہ مجھے اس کی بالکل خبر نہیں، تو میرے لیے اس کے سوا اور کیا اُپائے تھا کہ انھیں الگ کردوں؟ کسی طرح بھی، ہر پرکار کی رعایت کرنے پر بھی، ہانی دس ہزار سے کم نہیں ہوئی ہے۔

بھودیہ،

دھنپت رائے

اگر پرواسی لال جی کو پُستکوں کے بیورے میں کچھ سندیہہ ہو، تو وہ جانچ کرسکتے ہیں۔

چھٹا، پرواسی لال جی کو چارج دینے کے سمے

نام سامان	قیمت خرید	گھسائی 4 سال 7II کی در سے	چارج دیتے وقت مالیت
مشین پرینٹنگ 1			
ٹریڈل 1 کٹنگ 1			
ہینڈ پریس 1	5700	2300	3400
فرنیچر، کرسی، میز			
گیلی، ریک، اسٹول،			
کیس آدی	1500	450	1050
ٹائپ	2000	600	1400
میزان	9200	3350	5850

پستکیں				
1. پریم تیرتھ	2000	دَر	لاگت	600
2. مرلی مادھوری	1000	"	"	150
3. شکھر بیٹی	1000	"	"	120
4. سُشیلا کماری	1000	"	"	120
5. اوتار	1000	"	"	150
			کل	1140
			چارج دیتے وقت کل مالیت	6990 روپے

چھٹا پرواسی لال جی کے پریس سے الگ ہونے کے سمے کا

نام سامان	چارج لینے کے سمے کی مالیت	گھسائی 7II دَرس	موجودہ مالیت دَر 7II
مشین پرنٹنگ	3400	2060	1340 روپے
ٹریڈل، ہینڈ پریس، کٹنگ			

نوٹ : کٹنگ ٹوٹ گئی، ٹریڈل ایک نیا لیا گیا، پُرانا بیکار ہو گیا۔

		گھسائی 5 سال کی در 7II	موجودہ مالیت
نیا ٹریڈل کا دام	1200	450	750
		گھسائی 7II برس کی دَر، دَر 7II میزان	2090
فرنیچر	1050	600	450
ٹائپ	1400	ٹائپ بدلنے میں ڈھلوایا گیا اس لیے گھسائی کا چارج نہیں لیا گیا، کیول کمی کا حساب رکھ لیا گیا ہے۔ 200	1200
			3770

پُستکوں کا بیورا

چارج دیتے سَمے   موجودہ اسٹاک کی مالیت

1140

	سنکھیا	دَر	لاگت
پرتیکیا	700	" "	210
کایاکلپ	800	" "	400
غبن	150	" "	130
کرم بھومی	300	" "	75
پریم تیرتھ	1000	" " اجلد	200
پریم دوادشی	20	" "	15
پانچ پھول	600	" "	60
پریرنا	500	" "	125
ناری ہردے	500	" "	120

پریم کی ویدی	1400	"	"	200
گھر کی راہ	1600	"	"	480
گلپ سُچیہ	100	"	"	50
پھانسی	800	"	"	80
روپ راشی	700	"	"	اجلد 70
مرلی مادھوری	50	"	"	4
سُکھرو بیٹی	60	"	"	6
سُشیلا	60	"	"	5
اوتار	80	"	"	8
				2393
			1140 بعد کرکے بچے	1253

پرواسی لال جی کو چارج دیتے سَمے کل مالیت	6990		
پرواسی لال جی سے الگ ہوتے سَمے کی کل مالیت	3790	1253	5043
گھاٹے کا بیورا، مشین آدی کی کمی	1953		
سود 6%	2700		
پُستکوں کی رائلٹی	4000		
کاغذ کا دینا	1500		
دفتری کا دینا	150		
بلاک کا دینا	280		
	1930		
ٹائپ کا دینا	125		
مکان کرایہ باقی	340		
دھنپت رائے سے اُدھار لیا	1000		
میزان	3395		

	12048
اس میں سے مجھے سَمے سَمے پر کل 1200 روپے ملے ہیں،	
وہ منہا کرتا ہوں —	12048
	- 1200
کل گھاٹے کا میزان	10848
یا گول سنکھیا میں	10000

ہستاچھر،

دھنپت رائے

کاشی، 2-4-1936

(669)

بنام اُوشا دیوی

سرسوتی پریس، کاشی، 6 اپریل، 1936

پریہ دیوی جی،

ابھی آپ کا پتر ملا۔ کل دفتر بند تھا۔ اس لیے آپ کا خط پڑا رہ گیا۔ آپ آئی ہیں، یہ بڑی خوشی ہے۔ میں نے شری جناردن رائے ناگر کو، جو ایم.اے. کے چھاتر ہیں اور ہندی کے اُدیمان اُپنیاس کار، لکھا ہے کہ وہ آپ کے پاس جاکر آپ کو یہاں لاوے۔میرا دفتر اور مکان سب Queen's College کے پاس ہے یعنی شہر کے ایک سرے پر۔ مجھے معلوم نہیں، جناردن کو فرصت ہے یا نہیں، لیکن وہ خود نہیں جاسکیں گے تو اپنے کسی متر کو بھیجیں گے۔ میں خود آتا لیکن مجھے لاہور کے آریہ بھاشا سمیلن میں جاناہے اور اس کے لیے اپنا بھاشن لکھ رہا ہوں۔ 9 کو چلا جاؤں گا۔ بیچ میں دو دن ہی کا سَمے ہے۔ آپ کو یہ خط آج ہی ملے گا اور جاردن بھی آج ہی جائیں گے۔ کل آپ کسی وقت آسکتی ہیں۔

شمھاکانکچھی، پریم چندر

(670)
بنام دیانرائن نگم

سرسوتی پریس، بنارس، 15 اگست 1936

بھائی جان، تسلیم!

ہاں مجھے بھی آپ سے نہ ملنے کاافسوس رہا۔ بھاگا اس لیے کہ میرے پاس ایک رِٹرن ٹکٹ تھا، آگرے سے — منگل کو نو بجے رات تک بنارس پہنچنا ضروری تھا۔ خیر۔ پھر سہی۔ ابھی تو مجھے شاید دلّی جانا پڑے۔

تکلیف کی آپ نے خوب کہی۔ اپنے گھر میں کاہے کی تکلیف۔ آپ نہ تھے، عزیز سین تھے۔ سین نہ ہوتے تو بوٹی تھی اور اب تو بھابھی صاحبہ سے بھی تعارف ہوگیا۔ اب تو خانۂ بے تکلف ہے۔ اب آنے کے قبل آپ سے اِنگیزمنٹ کرلوں گا۔

آپ کا، دھنپت رائے

(671)
بنام شری متی کملا چودھری

سرسوتی پریس، کاشی،

17-4-1936

پریہ کملا،

پتر ملا۔ تمھاری کہانیوں کا مجموعہ نکل رہا ہے۔ بڑا اچھا ہے۔ اگر تمھیں میری بھومیکا کا موہ ہے تو مجھے کوئی عذر نہیں ہے۔ میں نے دہلی سے آتے ہی 'برھم' پڑھا اور تمھاری قلم کا قائل ہوں، مگر بھومیکا کیا ایسی ضروری چیز ہے؟ میں اس کی سمالوچنا کرکے اس کا پرچار کرسکوں گا، بھومیکا لکھ کر نہیں۔ آئندہ جیسی تمھاری رائے!

شُبھ ابھیلاشی، پریم چند

(672)
بنام شیام لال

غالباً 1926

برادرم،

بھاوج صاحبہ مرحوم نے ہم پر ہمیشہ محبت کی نگاہ رکھی۔ ان کے احسان سے سبک دوش نہیں ہوسکتا۔ یہ ناچیز رقم اس لیے بھیجتا ہوں کہ میں بھی اپنے فرزندانہ فرض سے ایک نہایت قلیل مقدار میں ہلکا ہوجاؤں۔ اس کے قبول کرنے میں تمھیں کوئی عذر نہ ہونا چاہیے، کیونکہ مجھ پر بھی ان کا حق مادری ہے اور اس سے میری دل شکنی ہوگی۔

تمھارا، دھنپت رائے

(673)
بنام پنڈت بنارس داس چترویدی

1936 کا ابتدائی زمانہ

پریہ بنارسی داس جی، بندے!

یہ ایک چھوٹا سا ڈرامہ برنارڈ شا کی ایک نئی رچنا کا انوواد ہے۔ اسے بڑے پریشرم سے کرایا ہے۔ رچنا کتنی اُچ کوٹی کی ہے، پڑھنے سے گیات ہوگی۔ کسی نام کی بہت ضرورت ہو تو د.ر. دے دیں۔ پُرسکار وہی دیں، جو آپ اچھے انوواد کو دے سکیں۔ آشا ہے، آپ سآنند ہوں گے۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(674)
بنام بھیرومل سندھی

سرسوتی پریس، بنارس کینٹ

21-5-1936

پریہ وَر،

آپ کی رچنا مل گئی۔ میں نے اُسے 'ہنس' میں دیا ہے۔

لیکھ تیار ہوگیا ہے تو بھیج دو، جس میں جولائی میں دیا جاسکے۔

شبھاکانکچھی، پریم چند

(675)

بنام سمپادک 'مادھوری'

کاشی، جون 1936

پریہ ور،

...... ساہتیہ کی دَشا خراب ہے۔ یدی آپ پُستک کا پرکاشن اور اس کی اُچت رائلٹی لینا چاہیں تو آپ کو دیس میں ایک بھی پرکاشک نہیں ملے گا۔ جب آپ رائلٹی مانگیں گے، تب آپ کو اُترّ ملے گا کہ پُستک بک ہی نہیں رہی ہے۔ اسی کارن میں نے تتھا کچھ انیہ لیکھکوں نے، لکھنا ہی بند کردیا۔ یدی کچھ اچھے پرکاشک ہوتے، تو ہم نے پرکاشن کا کاریہ کیوں شروع کیا ہوتا؟

اس کی کچھ ذمّے داری پترکاروں پر بھی ہے، جس میں میں بھی ایک ہوں۔ یہ آوشیک ہے، جب کچھ اچھی چیز چھپے تو اس کا سواگت ہونا چاہیے اور ایسے پریاس کیے جائیں جس سے پُستک بکے۔ اس سے لیکھک اور پرکاشک کو پریرنا ملے گی۔ یدی ہم سبھی سمپادک اور منیجر پرتیک کی دو کاپیاں، سمیکچھا کے لیے مانگیں گے تو لیکھ دیوالیہ ہو جائے گا۔ 'گودان' کی ایک پرتی پر ڈاک وِیہ، جیسا آپ جانتے ہیں، 12 آنے آتے ہیں، دو پرتیوں پر یہ ایک روپیہ آٹھ آنے ہوگا۔ پچاس کاپیوں کی سمیکچھا کے لیے بھیجنے پر چالیس روپے کا ڈاک خرچ آئے گا۔ پھر بھی سبھی پُستک کی سمیکچھا نہیں چھاپتے۔ یہی کارن ہے کہ کچھ پرکاشک سماچار پتروں اور پتریکاؤں کو سمیکچھا کے لیے پُستکیں نہیں بھیجتے۔

آپ کا، پریم چند

(676)

بنام مولانا عبدالحق

4 جون 1936

.... مہاتما گاندھی ہند کے خدا نہیں اور نہ ان کی تاویل ماننے کے لیے ہم

مجبور ہیں۔ ہمارا وعدہ ہے پریشد کی زبان ہندستانی ہونا چاہیے۔ ہم ہیں جنھیں زبان کے سلسلے سے کچھ شغف ہے۔ انھیں اپنے اثر اور علم اور مشورے سے اس منزل کی طرف اسے لانا چاہیے۔ اگر اردو دان طبقہ ساتھ دیتا ہے تو وہ ہندستانی بنے گی۔ سچے معنوں میں۔ وہ الگ ہوجاتا ہے تو پھر وہ ہندی ہندستانی ہوکر رہ جائے گی۔ ....

بحوالہ : فروغ اردو — اردو مہم نمبر، جنوری فروری 1968

(677)

بنام ....

سرسوتی پریس، بنارس، 5 جون 1936

پریہ ور،

ادھر آپ نے بہت دنوں سے 'ہنس' کے لیے کوئی لیکھ لکھنے کی کرچا نہیں کی۔ اگر آپ ہی لوگ اس کا یوں ترسکار کریں گے، تو وہ چلے گا کیوں کر۔ ہم نے آپ ہی جیسے مہانوبھاؤں کے بھروسے یہ سیوا سویکار کی ہے۔ آپ کو معلوم ہی ہے اب وہ بھارتیہ ساہتیہ پریشد کا پتر ہے۔ آپ کی کرتیاں کیول ہندی بھاشی پرانتوں ہی میں نہیں، انیہ پرانتوں میں بھی روچی سے پڑھی جائیں گی۔ مجھے آشا ہے، آپ اس کے لیے شِگھر ہی کوئی لیکھ بھیجیں گے۔ آلوچناتمک، تلناتمک اور چرتراتمک لیکھوں کی ہمیں وِشیش ضرورت ہے۔ ہم 'ہنس' کو شُدھ ساہتیہ کا پتر بنا دینا چاہتے ہیں۔ آشا ہے آپ ہمیں نراش نہ کریں گے۔

بھودِیہ، پریم چند

(678)

بنام اُوشا دیوی

سرسوتی پریس، کاشی، 9 جون 1936

پریہ بہن،

تمھارا پتر ملا۔ دھنیہ واد۔ میں وہاں سے آکر 'گودان' میں لگا رہا، تمھیں کوئی پتر

نہ لکھ سکا۔ چھما کرنا۔ 'گودان' پورا چھپ گیا۔ بائنڈنگ ہونے پر بھیجوں گا۔

آج سے تمھارا 'وچن کا مول' پریس میں آرہا ہے۔ جولائی کے اَنت تک پُستک تیار ہو جائے گی۔ 10 فارم کی کتاب ہوگی۔

میں نے وِشومتر منگانا شروع کر دیا ہے۔ اب کی تمھاری کہانی 'پھاگن ....' پڑھی۔ سندر تھی۔ تمھاری بھاشا کہیں کہیں کلشٹ ہوجاتی ہے، اس سے کم پڑھوں کو سمجھنے میں اڑچن ہوتی ہوگی۔ لیکن اپنی اپنی شیلی ہے۔ آج کل یوَک گلپ لیکھک استریوں کو خوش کرنے کے لیے خواہ مخواہ ایسے ناری چتر کھینچتے ہیں جن میں وِدروہ کی بھاونا بھری ہوتی ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر ناری اپنے پُروش سے لڑنے پر تیار ہوجاتی ہے، گھر چھوڑ دیتی ہے، بدلہ لینے لگتی ہے۔ ایک استری تو پُروش سے اس لیے اَسنتشٹ تھی کہ وہ بیچارا دن بھر کام دھندے میں پھنسا رہتا تھا اور استری کے پاس بیٹھ کر اس کا من بہلانے کے لیے سَمے نہ تھا۔ دیوی جی کو اکیلے بیٹھنا بُرا لگتا تھا۔ آخرکار اپنے ممیرے دیور کے پریم میں پھنس کر مر گئی۔ اس طرح کی کہانیوں سے کیا فائدہ ہوتا ہے، یہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کیولَ یہی کہ استریاں لیکھک کو استریوں کا حمایتی سمجھیں۔ ایشور کی دَیا سے دیویاں اتنی اَسہشنو نہیں ہوتیں (ورنہ) وِواہت جیون کا اَنت ہی ہوجائے۔

نولکشور پریس والے تمھیں ایک روپیہ پرشٹ دیتے ہیں تو سویکار کرلو۔ اس کے ساتھ دس پرتی شت رائلٹی بھی دے دیں تو اچھا۔ پُستکوں کی بکری آج کل بہت کم ہے۔ لیکھک اکڑے تو کس بَل پر۔

یہاں اور سب کُشل ہے۔ تمھاری بہن جی تم سے پریم ملن کہتی ہے۔

بچوں کو میرا آشیرواد کہنا۔

شبھاکانکچھی،

پریم چند

(679)

بنام بھاگوتی پرساد باجپئی

'ہنس' کاریالیہ، بنارس کینٹ

10-6-1936

پریہ بھاگوتی پرساد جی،

پتر کے لیے دھنیہ واد۔ آپ کی کہانی بمبئی سے آگئی ہے اور جولائی میں جارہی ہے۔ ساہتیہ کا اُدھم آج کل اتنا بزاش جنک ہورہا ہے کہ کچھ نہ پوچھیے۔ آپ کو اتنے دنوں میں جو اَنوبھو ہوا، وہی ان دس ورشوں میں مجھے بھی ہوا ہے۔ میں قسم کھا سکتا ہوں کہ دس سال میں اپنی رچناؤں سے میں نے بیس پیسے بھی نہیں پائے۔ اِدھر اُدھر نوکری کرکے گزر کیا ہے۔ اگر بوریا بستر سمیٹ کر جاؤں گا، تو کہاں؟ لکھنے میں ہی کیا رکھا ہے۔ جب پُستک کی بکری ہی نہ ہو تو پرکاشک کیا کرے؟ پتر پتریکائیں نکالئے تو بدھیا بیٹھ جائے۔ پُستک لکھیے، تو بکے نہیں۔ زہر کھا لینے کے سوا اور آدمی کیا کرے! استھتی ایسی نہیں ہے کہ میں کوئی پُستک پرکاشت کر سکوں۔ اپنی دو پُستکیں چھپی ہیں، اسی پر کاغذ کے دو ہزار روپے آگئے ہیں۔

بھودیہ، دھنپت رائے

(680)

بنام جینندر کمار

'ہنس' آفس، بنارس کینٹ،

22-6-1936

پریہ جینندر،

یہ لیکھ تو اب اگست میں جائے گا۔ دیر سے آیا اور ہندی کے چاروں فارم بھر گئے۔ راشٹر بھاشا والا لیکھ کیا کوئی پرنٹ تھا؟ یاد نہیں آرہا ہے۔ کب آیا۔ یہاں تو ملتا ہی نہیں۔

'ہنس' کا پیسے والا بھار کمپنی پر ہے۔ مجھ پر نہیں۔ ہاں کمپنی اس کے خرچ سے ...... ہوئی ہے۔ 4 جولائی کو وردھا میں بھارتیہ پریشد کی کاریہ کمیٹی کی بیٹھک ہے۔ اس میں فیصلہ کیا جائے گا کہ 'ہنس' کا کیا کیا جائے۔ شاید میں بھی جاؤں۔ آج بھی بمبئی میں کاکا اور منشی بیٹھے کچھ صلاح کر رہے ہیں۔ مجھے تار دیا تھا۔ لیکن ابھی بمبئی جانا اور پھر 8 کو وردھا۔ وردھا جانا ہی مشکل ہورہا ہے۔ طبیعت بھی اچھی نہیں ہے۔ بنگلے والوں کا یہ (روگ) کسی طرح دور ہوجائے تو کیا کہنا۔ کام ملنے ملانے کا ہے۔ اور یہاں کسی کو فرصت نہیں۔ جب تک کوئی ایک آدمی پیچھے نہ پڑجائے جیون کہاں سے آئے۔

آج گودان بھیج رہا ہوں۔ پڑھنا اور اچھا لگے تو کہیں ارجن یا وشال بھارت یا ہنس میں آلوچنا کرنا۔ اچھا نہ لگے تو مجھے لکھ دینا۔ آلوچنا مت لکھنا۔ ....

بھودیہ، دھنپت رائے

(681)

بنام جینندر کمار

بنارس، 2-7-1936

پتر 'سونیتا' میں چھاپوں گا۔ جس وقت تم یہاں آؤ گے۔ ٹائپ کاغذ، نام آدی کا نشچے کیا جاوے گا۔

4 کو وردھا میں بھارتیہ ساہتیہ پریشد کی میٹنگ ہے۔ 'ہنس' لمیٹڈ ہنس کو پریشد کے ہاتھ سونپے گا۔ چھپائی آدی کا پربندھ کاکا جی خود کریں گے۔ مرا کیول نام رہے گا۔ سمپادکوں میں۔ یہاں چھپنے میں ان لوگوں کے وچار میں خرچ زیادہ پڑتا ہے۔ اب تک کمپنی نے کل ایک ہزار روپے دیے ہیں۔ مگر مجھے جھنجھٹ سے نجات مل جائے گی۔ لوپ مدرا ساپت ہوگئی ہے۔ اگست سے تمھارا اُپنیاس جاسکتا ہے۔ منشی کو ایک پتر لکھ دو۔ اگر 'ہنس' یہاں رہا تو کوئی بات نہیں۔ لیکن وہاں گیا تو وہ لوگ فیصلہ کریں گے۔ میں تو جنوری سے ایک اور پتر نکالوں گا۔ تم آؤگے تو ساری باتیں طے ہوں۔ بھگوتی کو ساتھ لانا۔ میں پندرہ دن سے دستوں میں مبتلا ہوں۔

تمھارا، دھنپت رائے

(682)

بنام اُپندر ناتھ اشک

سرسوتی پریس، بنارس کینٹ، 9 جولائی 1936

ڈیر اُپندر ناتھ،

دُعا۔ تم تعجب کررہے ہوگے کہ میں نے تمھارے خط کا جواب کیوں نہیں دیا۔ بات یہ ہے کہ میں پندرہ دن سے قید بستر ہورہا ہوں۔ ہاضمے کی شکایت ہے۔ جگر اور طحال کی خرابی۔ کوئی کام نہیں کرتا۔ تمھاری پریشانیوں کا قصہ پڑھ کر رنج ہوا۔ اس مہاجنی دَور میں پیسے کا نہ ہونا عذاب ہے۔ زندگی خراب ہوجاتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی نہ بھولنا، کہ افلاس اور مصائب کا ایک اخلاقی پہلو بھی ہے۔ انھیں آزمائشوں میں انسان انسان بنتا ہے اور اس میں استحکام آتا ہے۔

ہندی میں بھی وہی کیفیت ہے جو اردو میں۔ کتابیں نہیں بِکتیں۔ پبلشر کوئی کتاب چھاپتے نہیں۔ قلم پر زندہ رہنا مشکل ہورہا ہے۔ بس کسی اخبار میں جان دینے کے سواکوئی راستہ نہیں نظر آتا۔ اگر آدمی کا قابو ہو تو کسی دیہات میں جابیٹھے۔ دو ایک جانور پال لے۔ کچھ کھیتی کرے اور زندگی گاؤں والوں کی خدمت میں گزار دے۔ شہر میں رہ کر خاص کر بڑے شہر میں تو صحت، زندگی سب تباہ ہوجاتی ہے۔

فی الحال اتنا ہی۔ تھک گیا ہوں۔ لیٹوں گا

دعاگو، پریم چند

(683)

بنام بھدنت آنند کوسلیاین

بنارس، جولائی 1936

پریہ آنندجی،

کیا آپ سمجھتے ہیں۔ انگریزی کی غلامی سے بھارتیہ پریشد مُکت ہے؟ جب کانگریس

کی ساری لکھا پڑھی انگریزی میں ہوتی ہے تو بھارتیہ پریشد تو اس کا بچہ ہے۔ منتری جی ہندی نہیں جانتے۔ مگر ہندی کے بھگت اوشیہ ہیں۔ اگر آپ ایسے بھگتوں کو دبائیں گے تو وہ بھاگ کھڑے ہوں گے۔

'ہنس' ستمبر سے ستا ساہتیہ منڈل دہلی سے پرکاشِت ہوگا۔ میں نے اس کے سمپادن سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ میں ادھر ایک مہینے سے بیمار ہوں۔ اگر اچھا ہوگیا تو یہاں سے اپنا ایک نیا پتر پراگتِک لیکھک سنگھ کی وچار دھارا کے انوسار نکالوں گا۔

مجھے آشا ہے اس نئی یوجنا میں مَیں آپ کی مدد پر بھروسہ کر سکوں گا۔

پریم چند

(684)

بنام اختر حسین رائے پوری

بنارس

ڈیر اختر،

تمھارا خط ملا۔ میں اس فکر میں تھا کہ تم نے اب تک میرے خط کا جواب کیوں نہیں دیا۔ اب معلوم ہوا کہ تم پہاڑوں کی سیر کر رہے تھے۔

اب میرا قصہ سنو۔ میں قریب ایک ماہ سے بیمار ہوں۔ معدہ میں گیسٹرک السر کی شکایت ہے۔ منہ سے خون آجاتا ہے۔ اس لیے کوئی کام نہیں کرتا۔ دوا کر رہا ہوں۔ مگر ابھی تک تو کوئی افاقہ نہیں۔ اگر بچ گیا تو 'بیسوی صدی' نام کا رسالہ آپ لوگوں کے خیالات کی اشاعت کے لیے ضرور نکالوں گا۔ 'ہنس' سے تو میرا تعلق ٹوٹ گیا۔ مفت کی سرمغزی مہینوں کے ساتھ کام کرکے شکریہ کی جگہ یہ صِلہ ملا کہ تم نے 'ہنس' میں زیادہ روپیہ خرچ کردیا۔ اس کے لیے میں نے دل و جان سے کام کیا۔ بالکل اکیلا۔ اپنے وقت اور صحت کا کتنا خون کیا اس کا کسی نے لحاظ نہ کیا۔ میں نے 'ہنس' ان لوگوں کو اس خیال سے دیا تھا کہ وہ میرے پریس میں چھپتا رہے گا۔ اور مجھے پریس کی جانب سے گونا بے فکری رہے گی لیکن اب یہ دہلی میں ستا ساہتیہ منڈل کی جانب

سے نکلے گا اور اس تبادلہ میں پریشد کو اندازاً پچاس روپے ماہانہ کی بچت ہو جائے گی میں بھی خوش ہوں۔

'ہنس' جس لٹریچر کی اشاعت کر رہا تھا وہ ہمارا لٹریچر نہیں ہے۔ وہ تو وہی بھگتی والا مہاجنی لٹریچر ہے جو ہندی زبان میں کافی ہے۔

میرا نیا ناول گودان حال ہی میں نکلا ہے۔ اس کی ایک جلد بھیج رہا ہوں۔ اُردو میں ریویو کرنا۔ میدانِ عمل کا نسخہ تو تمہارے یہاں پہنچا ہی ہوگا اس پر بھی لکھنا۔ گودان کے لیے ایک پبلشر کی تلاش کر رہا ہوں مگر اردو میں تو حالت جیسی ہے تم جانتے ہی ہو۔ بہت ہوا تو ایک روپیہ صفحہ کوئی دے دے گا۔

اور اب خیریت ہے۔ مولوی عبدالحق قبلہ کی خدمت میں میرا آداب کہنا۔

مخلص، دھنپت رائے

(685)

بنام دیانرائن نگم

16، لاٹوس روڈ، لکھنؤ، 5 اگست 1936

بھائی جان، تسلیم!

آپ کو تعجب ہوگا میں لکھنؤ کیسے آگیا۔ بات یہ ہے کہ کوئی ڈیڑھ دو مہینہ سے مجھے وِرم جگر کی شکایت ہوگئی ہے۔ دوبار منہ سے سیروں خون نکل گیا ہے۔ بنارس میں علاج سے کوئی فائدہ نہ دیکھ کر 3 (اگست) کو یہاں آگیا۔ اور ڈاکٹر ہرگوبند سہائے کے زیرِ علاج ہوں۔ پاخانہ، پیشاب، خون وغیرہ کی جانچ ہو چکی ہے۔ مگر ابھی کئی دانت توڑے جائیں گے تب ڈاکٹر صاحب مرض کی تشخیص کریں گے۔ اور علاج شروع ہوگا۔ یہاں شاید پندرہ دن لگیں۔ یا تو اصلاح ہی ہو گی یا خاتمہ ہی ہوگا۔ گھل کر آدھا رہ گیا ہوں زرد۔ نہ کچھ کھا سکتا ہوں، نہ ہضم ہوتا ہے۔ ایک بار مشک سے ہارلکس کھا لیتا ہوں۔ ماسٹر کرپا شنکر صاحب کا مہمان ہوں مگر یہ مکان بہت مختصر ہے۔ اور آج کل میں کوئی دوسرا مکان لے لوں گا۔ گھر سے جتنے روپے لے کر چلا تھا سب صرف

ہوگئے۔ ارادہ تھا ایکس رے کرانے کا۔ مگر یہاں کے خرچ تو آپ جانتے ہیں۔ قدم قدم پر فیس۔ میں نے گھر پر روپے کے لیے لکھا تو ہے۔ لیکن ممکن ہے وہاں سے روپے دیر سے آئیں۔ کیونکہ بینک کا اکاؤنٹ تو میرے نام ہے۔ اگر آپ آسانی سے مجھے اس وقت ایک سو روپے بذریعہ تار بھیج دیں تو بڑا احسان کریں۔ میں یہاں سے جاتے ہی روانہ کردوں گا۔ ممکن ہے گھر سے روپے آجائیں۔ اور ان روپوں کی ضرورت نہ پڑے۔ مگر احتیاط کچھ فاضل روپے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔ تار سے زیادہ خرچ ہو تو منی آرڈر سے سہی۔ اور کیا لکھوں۔ یہاں بڑا لڑکا دُھنو میرے ساتھ ہے۔ دیکھیے اس بیماری سے نجات ملتی ہے یا یہ آخری پیغام ہے۔

آپ کا، دھنپت رائے

(686)

بنام ویریشور

جگت گنج، بنارس، 31 اگست 1936

پریہ ویریشور،

بھئی میں تو بُرا پڑ گیا۔ اِدھر دو مہینے سے زیادہ ہوگئے، چارپائی پر پڑا ہوا ہوں۔ اس سَمے تو دو تین مرضوں میں مبتلا ہوں۔ لیور الگ خراب ہے، پیچش ہورہی ہے تتھا پیٹ میں کچھ پانی بھی آگیا ہے۔ تمھارا خط آیا تھا۔ جواب ابھی تک نہ لکھوا سکا تھا۔ آشا ہے تم چھما کرو گے۔

آج 'بھارت' سے تمھارا لیکھ پڑھوا کر سنا۔ بڑی تکلیف میں تھا لیکن پھر بھی کچھ آرام ہی ملا۔ اکادھ جگہ تو، اس دَشا میں بھی، ہنسی آگئی! بڑا اچھا لیکھ ہے۔

تم نے تو شاید اخباروں میں تو پڑھا ہی ہوگا کہ 'ہنس' سے ایک ہزار کی ضمانت مانگ لی گئی اور اس کے مالکوں نے (دی ہنس لمیٹڈ کے ڈائریکٹروں نے) اس کا پرکاشن بند کردیا۔ اب میں اُسے ضمانت دے کر نکال رہا ہوں۔ ستمبر کا انک پریس میں ہے۔ اب یدی تم اپنی کوئی چھوٹی سی بھی چیز بھیج دو گے تو بڑا اچھا ہوگا۔ اس انک میں مَیٹر

کی بڑی کمی پڑ رہی ہے۔ یدی جلدی ہی بھیجوگے تبھی اس کا کچھ فائدہ ہوگا۔ ویسے تو کبھی بھی تمھاری چیز کے لیے استھان ہے۔ جینندر کو میں نے ساتھ لے لیا ہے تتھا وے سب کچھ کریں گے کیونکہ میں تو ابھی کچھ کرنے دھرنے لائق ہوں نہیں۔

آشا ہے سواستھ تتھا پرسن ہو۔

شبھاکانکچھی، پریم چند

(687)

بنام آنند جوشی

جگت گنج، بنارس، 13 ستمبر 1936

پریہ آنند راؤ جی،

بہت دنوں سے نہ تمھارا پتر آیا اور نہ ہی میں نے لکھا، میں دو مہینوں سے بیمار پڑا ہوں۔ اب ذرا حالت سُدھر رہی ہے اور آشا کرتا ہوں میں جلدی ہی ٹھیک ہو جاؤں گا۔ اس بیچ تمھارا کوئی پتر نہیں آیا۔

تم نے ساچارپتروں میں پڑھا ہوگا کہ 'ہنس' سے ضمانت مانگی اور 'ہنس' لمیٹڈ نے اسے بند کردیا۔ میں ضمانت دے کر اسے پھر نکالوں گا۔ ستمبر کا انک پریس میں ہے اور تمھیں جلدی ہی ملے گا۔ آشا کرتا ہوں کہ تمھارے لیکھ .... آتے رہیں گے۔

میں چاہتا ہوں، تم میرے لیے ایک کام کر دو۔ کیا تم مجھے بتلا سکتے ہو کہ مراٹھی بھاشا میں ہاسیہ رَس کی تین سروَتم کہانیاں کون سی ہیں۔ یدی تم یہ جانکاری دے دو تو میں تمھیں ان کے انووَاد کے لیے بھی کہہ سکوں۔ اس کے لیے میں پارشرمِک دینے کے لیے بھی تیار ہوں۔ میری اِچّھا ہے کہ میں بھارت میں ہاسیہ پر ایک پُستک پرکاشِت کروں اور آشا کرتا ہوں کہ تم میرے لیے یہ کاریہ کروگے۔

شُبھ کامناؤں کے ساتھ،

تمھارا، پریم چند

(688)

بنام اندر بساوڑا

جگت گنج، بنارس، 13 ستمبر 1936

عزیزم اِندر!

دو روز ہوئے تمھارا خط ملا۔ پچھلے دو مہینے سے بستر پر بیمار پڑا ہوں۔ آہستہ آہستہ صحت بحال ہورہی ہے۔ لیکن پوری سرگرمی سے کام شروع کرنے کے لائق ہونے پر بہت وقت لگے گا۔

ضمانت جمع کرکے 'ہنس' کو پھر شائع کرنے جارہا ہوں۔ ایک نیا رسالہ نکالنے کا ارادہ ترک کردیا ہے۔ امید ہے کہ تم وقتاً فوقتاً 'ہنس' کے لیے لکھتے رہوگے۔

گجراتی میں مزاحیہ کہانیوں کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا کیونکہ بھارتی مزاح پر ہندی میں ایک کتاب شائع کرنے کا میں نے فیصلہ کیا ہے۔ ترجمہ کا کام تمھارے سپرد کرنا چاہوں گا۔ اس کام کے لیے تمھیں کچھ معاوضہ دینے کے لیے بھی تیار ہوں۔ کیا تم براے مہربانی ان پانچ کہانیوں میں سے تین کا ترجمہ کرکے دو ہفتہ کے اندر میرے پاس بھیج دوگے۔ کیونکہ کتاب پریس کو بھیجی جاچکی ہے۔ براہِ کرم اس کام کو پوری توجہ سے کرو۔

تمھارا مخلص، پریم چند

(689)

بنام ویریشور

جگت گنج، بنارس، 16 ستمبر 1936

پریہ ویریشور،

تمھاری کہانی 'کاجل' اور پتر کچھ سَمے پہلے ملے تھے۔ کہانی اُتنی سُندر تو نہ بن سکی جیسی تمھاری کہانیاں ہوا کرتی ہیں پھر بھی اچھی تھی۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے

کہ موقع سے آ تو گئی۔ اسی ماس کے 'ہنس' میں چھپ گئی ہے۔ انک تیار ہو گیا ہے۔

میں تو اب بے حد کمزور ہو گیا ہوں۔ اٹھ بیٹھ نہیں سکتا۔ لیکن مرض گھٹ رہا ہے۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ پندرہ دن میں مرض بالکل گھٹ جائے گا۔

جینندر تو ابھی آئے نہیں ہیں۔ اکتوبر کا انک بھی تیار ہونے جارہا ہے۔ کیا تم کوئی لیکھ مالا لکھ سکتے ہو۔ وہ بڑی اچھی چیز ہوگی۔ ساہتیک پُرشوں کو لے کر کچھ نبندھ لکھ ڈالو۔ خیر وچار کرنا۔

آشیر واد،

شبھاکانکچھی، پریم چند

(690)

بنام حسام الدین غوری

ستمبر 1936

برادرم تسلیم !

آپ کا خط اور رسائل پہنچے۔ 'ایکٹرس اور سہیلی کے خطوط' پڑھا۔ آپ نے اداکاروں کی زندگی اور نگارخانوں کی اندرونی حالات کی سچی و عبرت آموز تصویریں جس موثر دل پذیر انداز میں کھینچی ہیں وہ آپ کا حصہ ہے۔ اس سے قبل اپنے کسی خط میں لکھ چکا ہوں کہ محض زندگی میں ایک نیا تجربہ حاصل کرنے کی غرض سے بمبئی گیا تھا۔ اپنے مشاہدات کی بنا پر آپ کے خیالات کی لفظ بہ لفظ تائید کروں گا۔ میرے خیال میں شریف خواتین کا فلم سازی میں حصہ لینا ہرگز درست نہیں۔ کیونکہ نگار خانوں کی فضا ان کے لیے راس نہیں آسکتی۔ اور نہ آئندہ اس میں کسی قسم کی اصلاح ممکن ہے۔ سنیما کی بدولت ہمارے نوجوانوں پر جو برے اثرات مرتب ہو رہے تھے۔ اب اخبارات کے طفیل اس میں دن بدن ترقی ہوتی جارہی ہے۔ جب اخباروں میں ایکٹرسوں کی تصویریں چھپیں اور ان کے کمال کے قصیدے گائے جائیں تو کیوں نہ

نوجوانوں پر اس کا اثر ہو۔ آپ جلد از جلد 'ایکٹرس اور سہیلی کے خطوط' کتابی صورت میں شائع کر دیجیے۔ تاکہ نوجوانوں پر فلمی دنیا کی حقیقتیں واضح ہو جائیں۔ مجھے توقع ہے کہ آپ کی تصنیف اپنے فائدہ بخش اثر سے لوگوں کے دلوں پر ضرور اثر کرے گی۔ ایسی مفید کتاب جس قدر جلد شائع ہو اچھا ہے۔ خدا آپ کو اس کار خیر کا اجر دے۔ اور قوم کو اس سے فائدہ بخشے۔ آج کل میری صحت نہایت کمزور ہو رہی ہے۔ لکھنا پڑھنا ترک کر دیا ہے۔ لیکن آپ اپنی کتاب کا مکمل مسودہ بھیج دیجیے، میں بخوشی مقدمہ لکھوں گا۔

مخلص، پریم چند

کہ موقع سے آتو گئی۔ اسی ماس کے 'ہنس' میں چھپ گئی ہے۔ انک تیار ہوگیا ہے۔
میں تو اب بے حد کمزور ہوگیا ہوں۔ اٹھ بیٹھ نہیں سکتا۔ لیکن مرض گھٹ رہا ہے۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ پندرہ دن میں مرض بالکل گھٹ جائے گا۔
جینندر تو ابھی آئے نہیں ہیں۔ اکتوبر کا انک بھی تیار ہونے جارہا ہے۔ کیا تم کوئی لیکھ مالا لکھ سکتے ہو۔ وہ بڑی اچھی چیز ہوگی۔ سامایک پرشنوں کو لے کر کچھ نبندھ لکھ ڈالو۔ خیر وچار کرنا۔

آشیرواد

شبھاکانکچھی، پریم چند

(690)

بنام حسام الدین غوری

ستمبر 1936

برادرم تسلیم!

آپ کا خط اور رسائل پہنچے۔ 'ایکٹرس اور سہیلی کے خطوط' پڑھا۔ آپ نے اداکاروں کی زندگی اور نگارخانوں کی اندرونی حالات کی سچی و عبرت آموز تصویریں جس موثر دل پذیر انداز میں کھینچی ہیں وہ آپ کا حصہ ہے۔ اس سے قبل اپنے کسی خط میں لکھ چکا ہوں کہ محض زندگی میں ایک نیا تجربہ حاصل کرنے کی غرض سے بمبئی گیا تھا۔ اپنے مشاہدات کی بنا پر آپ کے خیالات کی لفظ بہ لفظ تائید کروں گا۔ میرے خیال میں شریف خواتین کا فلم سازی میں حصہ لینا ہرگز درست نہیں۔ کیونکہ نگار خانوں کی فضا ان کے لیے راس نہیں آسکتی۔ اور نہ آئندہ اس میں کسی قسم کی اصلاح ممکن ہے۔ سنیما کی بدولت ہمارے نوجوانوں پر جو برے اثرات مرتب ہو رہے تھے۔ اب اخبارات کے طفیل اس میں دن بدن ترقی ہوتی جارہی ہے۔ جب اخباروں میں ایکٹرسوں کی تصویریں چھپیں اور ان کے کمال کے قصیدے گائے جائیں تو کیوں نہ

نوجوانوں پر اس کا اثر ہو۔ آپ جلد از جلد 'ایکٹرس اور سہیلی کے خطوط' کتابی صورت
میں شائع کر دیجیے۔ تاکہ نوجوانوں پر فلمی دنیا کی حقیقتیں واضح ہو جائیں۔ مجھے توقع ہے
کہ آپ کی تصنیف اپنے فائدہ بخش اثر سے لوگوں کے دلوں پر ضرور اثر کرے گی۔
ایسی مفید کتاب جس قدر جلد شائع ہو اچھا ہے۔ خدا آپ کو اس کار خیر کا اجر دے۔
اور قوم کو اس سے فائدہ بخشے۔ آج کل میری صحت نہایت کمزور ہو رہی ہے۔ لکھنا
پڑھنا ترک کر دیا ہے۔ لیکن آپ اپنی کتاب کا مکمل مسودہ بھیج دیجیے، میں بخوشی مقدمہ
لکھوں گا۔

مخلص، پریم چند

پریم چند کے ادبی کارناموں پر تحقیقی کام کرنے والوں میں مدن گوپال کی اہمیت مسلم ہے پریم چند کے خطوط کے حوالے سے بھی انھیں اولیت حاصل ہے۔ ان کی پہلی کتاب انگریزی میں بہ عنوان "پریم چند" 1944 میں لاہور سے شائع ہوئی۔ اسی کتاب کی وجہ سے غیر ممالک میں بھی پریم چند کے بارے میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ "ٹائمز لٹریری سپلیمنٹ لندن" نے لکھا ہے کہ مدن گوپال وہ شخصیت ہے جس نے مغربی دنیا کو پریم چند سے روشناس کرایا۔ اردو، ہندی ادیبوں کو غیر اردو ہندی حلقے سے متعارف کرانے میں مدن گوپال نے تقریباً نصف صدی صرف کی ہے۔

مدن گوپال کی پیدائش اگست 1919 میں (ہانسی) ہریانہ میں ہوئی۔ 1938 میں سینٹ اسٹیفن کالج سے گریجویشن کیا۔ انھوں نے تمام زندگی علم و ادب کی خدمت میں گزاری۔ انگریزی، اردو اور ہندی میں تقریباً 60 کتابوں کے مصنف ہیں۔ پریم چند پر اکسپرٹ کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ ویسے پرنٹ میڈیا اور الکٹرانک میڈیا کے ماہر ہیں۔ مختلف اخبارات، سول ملیٹری گزٹ لاہور، اسٹیٹس مین اور جن ستہ میں بھی کام کیا۔ بعد ازاں حکومتِ ہند کے پبلکیشن ڈویژن کے ڈائرکٹر کی حیثیت سے 1977 میں ریٹائر ہوئے۔ اس کے علاوہ دینک ٹریبون چنڈی گڑھ کے ایڈیٹر کی حیثیت سے 1982 میں سبکدوش ہوئے۔